اَلنَّحوُ لِلعُلُومِ کَالضَّوءِ لِلنُّجُومِ

ارشاد النحو

شرح اُردُو

ھِدایۃ النحو

مع ضمیمہ المسمّٰی بہ اَلکَأسُ الدِّھَاق
فِی حلِّ سُوالَاتِ الوِفَاق

مؤلفہ

اُستاذ العُلماء حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مدیر و شیخ الحدیث دارُالعُلوم عیدگاہ کبیر والا خانیوال

ترجمہ — تشریح — حلُّ التراکیب — حلِّ سُوالات الوفاق

شائع کنندہ

ادارۃ التصنیف دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا ضلع خانیوال

0300-7891475

رابطہ کیلئے جناب محترم عبدالرحمن شاہ صاحب

0334-6801004
0323-6355870

اَلنَّحْوُ لِلْعُلُوْمِ كَالضَّوْءِ لِلنُّجُوْمِ

ارشاد النحو

شرح اردو

هِدایۃ النحو

مع ضمیمہ المسمّٰی بہ اَلْکَاْسُ الدِّهَاقُ
فِیْ حَلِّ سُوَالَاتِ الْوِفَاقِ

مؤلفہ
اُستاذ العلماء حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مدیر و شیخ الحدیث دار العلوم عیدگاہ کبیر والا خانیوال

ترجمہ | تشریح | حل الترکیب | حل سوالات الوفاق

ناشر کنندہ ادارۃ التصنیف دار العلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : ارشاد النحو اردو شرح ھدایۃ النحو

افادات : حضرت مولانا الشیخ ارشاد احمد صاحب مدظلہ

کمپوزنگ : حضرت مولانا سراج الحق صاحب

: استاذ الحدیث دار العلوم کبیر والا خانیوال

سرورق : الممتاز گرافکس بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: 4541760

برائے رابطہ : محترم جناب عبدالرحمٰن شاہ صاحب 0334-6801004 0323-6355870

ملنے کا پتہ

مدرسہ تعلیم القرآن عونیہ شیر شاہ روڈ ملتان، مدرسہ تعلیم القرآن امینیہ سوئی گیس روڈ ملتان

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان 0322-6748121

مکتبہ دار العلوم کبیر والا (خانیوال) 0300-6882535

مکتبہ علمیہ محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور 091-2580319

عتیق اکیڈمی ملتان، کتب خانہ مجیدیہ، مکتبہ حقانیہ، مکتبہ امدادیہ ملتان

مکتبہ سید احمد شہید لاہور، مکتبہ رحمانیہ لاہور، مکتبہ علویہ کبیر والا

مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی

المظاہر کتب خانہ کوٹ ادو، اسلامی کتب خانہ ملتان، مکتبہ فتحیہ نواب شاہ

فہرست مضامین

انتساب

میں اس کتاب کو اپنے

محسن ومربی شیخ اقدس رأس الاتقیاء ولی کامل

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ

اور

رأس الاتقیاء مخدوم العلماء ولی کامل محسن ومربی الشیخ

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

اور

اپنے عظیم محسن ومشفق ومربی استاذ العلماء ولی کامل الشیخ

حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب نوراللہ مرقدہ

سابق شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا

اوراپنے محسن ومشفق جمیع اساتذہ کرام ادام اللہ فیوضھم

کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی محبت وشفقت ومقبول دعاؤں کی برکت سے احقر کو نورِ ہدایت ملا اور تعلیم وتدریس وتالیف کی سعادت نصیب ہوئی اور صراطِ مستقیم کی راہنمائی حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ اس پر استقامت کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رائے گرامی

رأس الاتقیاء استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلي علىٰ رسوله الكريم

رأيت الكتاب المسمى بارشاد النحو شرح هداية النحو مصنفه مولانا ارشاد احمد استاذ الحديث في دار العلوم كبير والا من عدة مقامات وجدته نافعا للطلبة والمدرسين وحاملا للفوائد الكثيرة والنكات النفيسة جعلها الله تعالى مقبولة عند اهل العلم وذخيرة سعيدة في العقبى للمصنف ادعوا له ان يوفقه الله تعالىٰ لخدمة العلوم العربية تحريرا و تقريراً والله الموفق صلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه سيدنا محمد و آله وصحبه اجمعين كتبه

منظور احمد نعمانی

خادم جامعه عربيه انوريه حبيب آباد طاهر والی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رائے گرامی

رأس الاتقیاء استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب مدظلہ العالی

مہتمم مدرسہ امداد العلوم محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ

ھدایۃ النحو کی اہمیت اور افادیت سے اساتذہ کرام اچھی طرح واقف ہیں اگر اس کتاب کو کافیہ اور جامی کیلئے نورانی قاعدہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا اس کتاب کو اگر طالب علم علی حسب الاستعداد سمجھ کر پڑھ لے تو کافیہ اور پھر جامی میں یقیناً افادہ محسوس کرتا ہے۔

عزیز مولوی ارشاد احمد استاذ درجۂ علیا دار العلوم کبیر والا نے اس کتاب کے مسائل اور مطالب کو سمجھانے کیلئے سہل ترین اردو زبان استعمال کر کے اس کتاب کو نورانی بنا دیا ہے حواشی میں تراکیب طلباء کرام پر نہ صرف مزید احسان ہے بلکہ مستقبل کی استعداد کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے شكر الله سعي المؤلف وجعله نافعا للمبتدئين والمبتدئات

محمد صدیق

رائے گرامی

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ العالی

مہتمم دار العلوم عید گاہ کبیر والا ضلع خانیوال

دار العلوم عید گاہ کبیر والا کی تعلیمی خصوصیات میں سے ایک اہم ترین خصوصیت طلبہ کے اندر تدریسی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔ حضرات اکابر اساتذہ کرام رحمہم اللہ تعالی نے اسی وجہ سے صرف ونحو وادب پر بہت زور دیا ہے تا کہ آسان اور عام فہم انداز سے طلباء وطالبات کو مشکل مسائل صرف ونحو سمجھائے جائیں۔ اب تک وہی انداز کارفرما ہے ناظم تعلیمات دار العلوم استاذ الحدیث حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب جن کو اللہ تعالی نے صرف ونحو میں خصوصی درک دیا ہے نے طلبہ وطالبات کیلئے عام فہم ھدایۃ النحو کی شرح لکھ کر احسان کیا ہے

محمد انور خادم الطلبہ والطالبات

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رائے گرامی

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ غلام یاسین صاحب مدظلہ العالی مدیر جامعہ اسلامیہ للبنات تونسہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: کافی عرصہ سے بندہ کی خواہش تھی کہ کوئی صاحبِ قلم اور ماہرِ صرف ونحو استاذ ھدایۃ النحو کی مختصر، عام فہم اردو شرح لکھے جسمیں زیادہ قیل وقال نہ ہو اور طلبہ وطالبات کی استعداد وہمت سے زائد سوالات وجوابات نہ ہوں بس بقدر ضرورت تشریح ہو تا کہ مبتدی طلبہ وطالبات اس سے فائدہ حاصل کریں۔ اللہ تبارک وتعالی نے میری دعا سن لی اور میرے انتہائی قابلِ اعتماد شاگرد عزیز القدر مولانا ارشاد احمد صاحب زید مجدہ نے میری خواہش کے عین مطابق شرح لکھی جس سے دل بہت خوش ہوا۔ شرح جامع ترین ہے میری رائے یہ ہے کہ اس شرح کے ہوتے ہوئے طلبہ وطالبات، معلمین ومعلمات کو کسی اور شرح کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

دعا ہے اللہ تبارک وتعالی عزیز موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے اور دارین کی سرخروئی عطا فرمائے آمین

فقط غلام یٰسین عفی عنہ

جامعہ اسلامیہ لبنات الاسلام تونسہ

رائے گرامی

شیخ المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یاسین صاحب صابر مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ عمر بن الخطاب ملتان

کتاب ھدایۃ النحو کو ہمارے درس نظامی میں جو اھمیت حاصل ہے وہ ظاہر ہے بنین وبنات کے شمار درجات میں یہ کتاب زیر تعلیم ہے۔ ضرورت تھی کہ اس کی آسان اور ضروری تشریح ہوتا کہ اس کا فائدہ عام ہو یہ ضرورت عزیزم محترم فاضل مولانا ارشاد احمد صاحب کی اس شرح سے پوری ہوگئی ہے حق تعالیٰ اس کو ہر طرح نافع بنائے آمین

محمد یاسین صابر

☆☆

رائے گرامی

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اشرف صاحب مدظلہ العالی صدر مدرس مظاہر العلوم کوٹ ادو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: مولوی ارشاد احمد صاحب کی شرح اردو ھدایۃ النحو کا مسودہ چند مقامات سے دیکھا بعض ضروری اصلاحات کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے بمصداق مَنْ جَدَّ وَجَدَ حلِ کتاب میں مؤلف موصوف کی محنت شاقہ قابلِ تحسین ہے اور طلباء کیلئے ایک انمول علمی تحفہ ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس شرح کو مؤلف کیلئے خیر الزاد بنائے اور طلباء کیلئے سبیل الرشاد بنائے اور ہم سب کو فلاح دارین نصیب فرمائے آمین! نصیب صح

محمد اشرف

مدرس جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

☆☆

رائے گرامی

امام الصرف والنحو استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اشرف صاحب شاد مدظلہ العالی مہتمم جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلي على رسوله الكريم

امابعد: بندہ نے محترم مولانا ارشاد احمد صاحب زید مجدہ استاذ حدیث دار العلوم کبیر والا کی تحریر کردہ ھدایۃ النحو کی اردو شرح کا بعض مقامات سے مطالعہ کیا تو اسے کمزور طلباء وطالبات کیلئے نہایت مفید پایا نیز ابتدائی مدرس کیلئے بھی معین ثابت ہوگی مولانا صاحب زید مجدہ نے طلباء وطالبات پر احسان کیا ہے ترجمۂ کتاب اور ترکیب کا التزام کیا ہے اگر مثالوں پر اعراب بھی لگا دیا جائے تو مزید مفید ثابت ہوگی ان شاء اللہ اہل علم اس محنت وکاوش کی قدر کریں گے اور یہ حضرت مولانا صاحب کا صدقہ جاریہ ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین

فقط العارض

محمد اشرف شاد بقلم خود جامعہ اشرفیہ مان کوٹ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رائے گرامی

شیخ الصرف والنحو استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی استاذ الحدیث دار العلوم عیدگاہ کبیر والا

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده و نصلي على رسوله الكريم

امابعد! ھدایۃ النحو کی اھمیت اور مقبولیت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بارے میں اختلاف نہیں کیا جا سکتا عالم اسلام کا شاید ہی کوئی ایسا مدرسہ ہوگا جہاں یہ کتاب داخل نصاب نہ ہو لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اب تک اس مقبول عالم کتاب پر اردو زبان میں اس درجہ کا کام نہیں ہوا تھا کہ بنین اور بنات کیلئے یکساں طور پر مفید ہو اور تمام پہلوؤں کے اعتبار سے پیاس کو بجھائے یہ خدمت اللہ رب العزت نے مولانا ارشاد احمد صاحب دامت برکاتہم کے مقدر میں کر دی ہے کہ کتاب کے تمام پہلوؤں کو آسان اور اختصار کے ساتھ سمجھانے والا یہ ایک نیا تحفہ ہے فللہ در المصنف باقی ناظرین خود اندازہ لگالیں گے مثل مشہور ہے ۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار گوید

فقط والسلام

محمد اسماعیل

مدرس دار العلوم عیدگاہ کبیر والا ۲۳ جمادی الاولی ۱۴۲۳ھ

رائے گرامی

شیخ الصرف والنحو استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث دارالعلوم رحیمیہ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخی المکرم جامع المعقول والمنقول محبوب الطلبہ حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب زید مجدہ کی سحر انگیز شخصیت علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں اللہ جل شانہ نے حضرت کو فطری ذھانت وفطانت وفہم وفراست سے خوب نوازا ہے، انہی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اس وقت مادر علمی دارالعلوم کبیر والا کے ممتاز اور مقبول ترین استاذ ہیں اور طلباء وطالبات کی دھڑکن ہیں بندہ ناچیز نے بھی دارالعلوم میں سولہ سال حضرت والا کی رفاقت میں گزارے ہیں سیدی واستاذی حضرت مفتی عبدالقادر صاحب زید مجدہم ومخدومی استاذی حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب تونسوی زید مجدہم کے بعد بندہ کو جس شخصیت نے علمی قابلیت کے اعتبار سے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ حضرت مؤلف زید مجدہم کی شخصیت ہی تھی، چونکہ حضرت سے انتہائی گہرا تعلق و برادرانہ بے تکلفی تھی جب بھی کوئی الجھن پیش آئی تو حضرت سے ہی رجوع کرتا۔ اسی اثناء میں حضرت کے ساتھ مل کر مشترکہ طور پر التحفۃ العلمیۃ مرتب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جو حضرت کی دعاؤں سے علمی حلقوں میں کافی مقبول ہوئی فللہ الحمد

اس کی تصنیف سے فراغت کے بعد حضرت زید مجدہ نے ھدایۃ النحو کی شرح لکھنے کا آغاز کردیا اور بندہ نے پارہ عم کی تفسیر لکھنا شروع کردی بفضلہٖ تعالیٰ اب دونوں تیاری کے آخری مراحل میں ہیں اور طبع ہوکر منظر عام پر آیا ہی چاہتی ہیں۔

حضرت والا کی شرح قابلِ دید وقابلِ داد ہے موجودہ دور اور ماحول کے عین مطابق طلبہ وطالبات کی استعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسی مختصر مگر جامع ترین شرح دیکھنے کا اس سے پہلے موقع نہیں ملا۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کردیا۔ حضرت نے مبتدی طلبہ وطالبات کا بوجھ بہت ہلکا کردیا ہے فجزاہ اللہ خیرا اس شرح میں عزیز طلباء وطالبات کیلئے وہ سب کچھ دستیاب ہے جو ان کی علمی استعداد بنانے اور وفاق کے امتحان میں امتیازی کامیابی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے۔

دعا ہے اللہ جل شانہ اس چشمۂ علم کو تشنگان علم کیلئے سیرابی کا ذریعہ بنائے اور حضرت زید مجدہ کی محنت کو قبول فرما کر اس شرح کو قبولیت عامہ تامہ عطا فرمائے آمین

فقط والسلام

عبدالرحمٰن جامی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللهم لک الحمد كله ولک الشكر كله ....اما بعد

قرآن وسنت اور علوم عربیہ کو حاصل کرنے کیلئے صرف ونحو بنیاد اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اسی لئے کہا گیا ہے الصرف ام العلوم والنحو ابوھا جو خدمت اور اعزاز و اکرام ماں باپ کا ہوتا ہے۔ علوم عربیہ میں صرف ونحو اسی اعزاز و اکرام اور خدمت کے مستحق ہیں اگر نحو کمزور ہے تو باقی علوم پڑھنے میں لطف نہیں آتا وہ پھیکے پھیکے محسوس ہوتے ہیں جیسے کھانا بغیر نمک کے اسی لئے مقولہ مشہور ہے النحو فی الکلام کا الملح فی الطعام ۔ واضح بات ہے کہ اگر بنیاد کمزور ہوگی تو امارت بھی ناقص وکمزور ہوگی اسی بنیاد کو مضبوط و مستحکم کرنے کیلئے قبل ازیں حضرت جامی صاحب اور بندہ نے التحفة العلمیه کے نام سے ایک رسالہ جو ترکیبی فوائد پر مشتمل تھا تصنیف کیا بفضلہ تعالی طلبہ وطالبات کیلئے مفید ثابت ہوا جس کا تیسرا ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے اس کی تصنیف سے فراغت کے بعد بندہ کے دل میں ھدایۃ النحو کی شرح لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا کیونکہ یہ کتاب مبتدی طلبہ وطالبات کیلئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور اس میں نحو کے تمام مسائل کو احسن انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور وفاق المدارس کے نصاب للبنین والبنات میں اس کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

اپنے مادر علمی دار العلوم کبیر والا میں کئی بار یہ کتاب بندہ ناچیز کو پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی تو بندہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کی جامع اور آسان شرح مرتب کی جائے جو طلبہ وطالبات کے تینوں طبقات (اعلی، متوسط، ادنی) کیلئے پکی پکائی روٹی ثابت ہو اور ابتدائی معلمین ومعلمات کو دوسری شروحات کے منتشر مضامین وفوائد کے اخذ کرنے کی کلفت سے مستغنی کردے اور یہ کتاب مدرسین کیلئے بالکل تیار شدہ تقریر ہو۔

خصوصیات شرح

(۱) لفظی ترجمہ (۲) بقدر ضرورت عبارت کی تشریح اور اہم سوال وجواب، زیادہ قیل وقال سے دانستہ طور پر احتراز کیا گیا ہے تاکہ طلبہ وطالبات الجھن محسوس نہ کریں البتہ معلمین ومعلمات اور ذی استعداد طلباء وطالبات کے علمی ذوق کا

لحاظ کرتے ہوئے کچھ سوالات وفوائد مہمہ حاشیہ میں ذکر کردیے گئے ہیں تاکہ ان کیلئے تشفی وتسکین کا باعث بنے۔

(۳) حاشیہ میں الخاتمة فی التوابع تک ترکیب بھی حل کردی گئی ہے تاکہ ترکیبی استعداد مضبوط ہو اور وفاق کے امتحان میں مشکل پیش نہ آئے البتہ واضح ترکیبات سے صرف نظر کی گئی ہے۔ (۴) وفاق کے سابقہ اٹھارہ سالہ پرچہ جات کے ۱۶۶ سوالات کا حل بھی آخر میں بطور ضمیمہ بعنوان الکاس الدھاق فی حل سوالات الوفاق لف ہے تاکہ طلبہ وطالبات اس کو سامنے رکھ کر امتحان کی تیاری کریں اگرچہ حل سوالات کے سلسلہ میں برادرم فاضل حضرت مولانا اللہ بخش صاحب مدظلہ العالی نے اپنے مخصوص انداز میں کافی وافی محنت کی ہے مگر چونکہ احقر عزم کر چکا تھا اس لئے حل سوالات کو شرح کا حصہ بنا کر آخر میں لف کردیا گیا ہے۔ بنات کی سوالات کے آخر میں لفظ للبنات مع سنِ امتحان لکھ کر تعیین کردی گئی ہے بقیہ سوالات اکثر بنین سے متعلق ہیں جس سوال کا حل تفصیل طلب ہے شرح میں چونکہ ہر مسئلہ کی تفصیل وتشریح ہو چکی ہے اس لئے صفحہ نمبر کا حوالہ دے کر طالب وطالبہ کو خود ملاحظہ کرنے کی تکلیف دی گئی ہے تاکہ تکرار سے شرح کا حجم نہ بڑھ جائے۔

اظہارِ تشکر: اس موقع پر اوّلاً میں اپنے ان عظیم اساتذہ کرام اور اکابرین صلحاء عظام دامت فیوضہم العالیہ کا بے انتہا شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود بندہ پر شفقت فرماتے ہوئے اپنی مبارک آراء لکھ کر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی خصوصاً مشفقی وسیدی استاذ العلماء رأس الاتقیاء الشیخ حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب مدظلہ العالی اور حضرت استاذی مولانا محمد اشرف صاحب زید مجدہ صدر مدرس مظاہر العلوم کوٹ ادو کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنا قیمتی وقت دے کر مسودہ پر نظر ثانی فرمائی اور تراکیب مہمہ میں مدد کی اور قابل اصلاح امور کی نشاندہی فرمائی فجزاهم الله خيرا

ثانیاً اپنے عزیز فاضل حضرت مولانا مفتی محمد ناصر صاحب سلمہ اللہ صدر مدرس احیاء العلوم حاصل پور کا شکر گزار ہوں جن کی تحریک وتعاون سے تصنیف کی ہمت ہوئی۔

ثالثاً صاحبزادہ فاضل نوجوان حضرت مولانا سراج الحق سلمہ اللہ استاذ درجہ علیا دار العلوم کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے رات، دن ایک کر کے شرح کی کتابت اور کانٹ چھانٹ کی کلفت برداشت کی۔

رابعاً ان عزیزان کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس مسودہ کی تیاری میں بندہ کا تعاون کیا خصوصاً عزیزی فاضل مولوی محمد محسن صاحب کبیر والوی اور مولوی افتخار احمد حشمت مرالوی اور مولوی محمد فاروق چنوی اور درجہ موقوف علیہ و درجہ خامسہ کے دیگر عزیزان کا بھی جنہوں نے تصحیح اعراب وغیرہ کی خدمت سرانجام دی۔

آخری گذارش یہ ہے کہ انسان غلطی اور نسیان کا مجموعہ ہے اس شرح میں یقیناً بندہ سے غلطیاں ہوئی ہونگی حضرات اکابرین اوراحباب سے التجاء ہے کہ بندہ کوضرور مطلع فرمائیں تا کہ ان کی اصلاح کی جائے۔

اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس شرح کو ابتدائی معلمین ومعلمات اور طالبین وطالبات کیلئے نافع بنائے اور بندہ کیلئے اپنی رضاء کاذریعہ بنائے۔آمین

نوٹ! شیخ اقدس حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تقریظِ سعید سے محرومی کا سبب ان کی علالت طویلہ ہے دل کی گہرائیوں سے دعا ہے حق تعالی شانہ حضرت والا کو صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائیں اور تادیران کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر قائم دائم رکھیں آمین!

نوٹ:۔وائے حسرت وافسوس ارشادالنحو کے پہلے ایڈیشن کے بعداب دوسرا ایڈیشن اس حال میں چھپ رہا ہے کہ ہمارے مخدوم ہمیں داغ مفارقت دیکر واصل رحمت ہو چکے ہیں

ذهب الذی یعاش فی اکنافهم

علم وعمل ،زہدوتقوی کا یہ آفتاب ۹ ماہ کی طویل علالت کے بعد ۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ بروز سوموار بوقت عصر آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے غروب ہوگیا اللهم اغفر له وارحمه رحمة واسعة شاملة كاملة

ان العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضى ربنا وانا بفراق شيخنا لمحزونون

ارشاد احمد عفی عنہ

مدرس دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا ضلع خانیوال

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب ھدایۃ النحو درس نظامی میں پڑھائی جانے والی علم نحو کی مشہور ترین کتاب ہے اس کی اہمیت اور افادیت سے اساتذہ کرام بخوبی واقف ہیں نحوی مسائل اور قواعد وضوابط کے استحضار کیلئے بے حد نافع ہے اس کتاب کو اگر محنت وتوجہ سے پڑھا جائے اور مسائل وقواعد وضوابط نحو کے یاد کر لئے جائیں تو عربی عبارت پڑھنے میں کوئی اُلجھن نہیں ہوگی۔قرآن، حدیث، فقہ، اصول فقہ اور تمام علوم میں معین ثابت ہوگی۔

ہر علم کے شروع کرنے سے پہلے چند چیزوں کا جاننا ضروری ہے (۱) تعریف علم: تا کہ طلب مجہول مطلق لازم نہ آئے (۲) موضوع: تا کہ ایک علم دوسرے سے ممتاز ہو جائے (۳) غرض وغایت ومقصد: تا کہ طلب عبث لازم نہ آئے (۴) واضع علم: تا کہ علم کی عظمت وشان دل میں اتر جائے (۵) تاریخ علم: تا کہ عظیم الشان علماء کی محنت وعرق ریزی کے معلوم ہونے سے دل میں اس علم کی مزید عظمت بڑھ جائے (۶) مقام ومرتبہ علم: تا کہ اس علم کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو جائے (۷) مصنف کتاب کا تعارف: تا کہ کتاب کی عظمت دل میں پیدا ہو جائے مصنّف کی عظمت سے کتاب کی عظمت ہوتی ہے مشہور ہے کہ بازار میں مصنِف (لکھنے والا) بکتا ہے مصنَّف (کتاب) نہیں بکتی۔

علم نحو بھی ایک عظیم علم ہے اس کے شروع کرنے سے پہلے بھی مذکورہ بالا چند چیزوں کا جاننا ضروری ہے ان میں سے اول تین چیزیں تعریف موضوع غرض وغایت ومقصد خطبہ کتاب کے آخر میں مذکور ہیں تشریح شرح میں ملاحظہ ہو

چوتھی چیز واضع علم نحو:۔ واضع علم نحو کے بارے میں قول مشہور یہ ہے کہ حضرت ابوالاسود دئلیؒ سے مروی ہے کہ میں امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ متفکر بیٹھے ہیں میں نے فکرمندی کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے غور کیا عجم وعرب کے اختلاط کی وجہ سے لغت عرب میں فساد آ رہا ہے میں نے کچھ اصول منضبط کرنے کا ارادہ کیا تا کہ ان پر عمل کر کے فساد سے تحفظ ہو سکے تین دن بعد پھر میں حاضر ہوا تو مجھے ایک قطعہ دیا اس قطعہ میں یہ مضمون تھا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْكَلَامُ كُلُّه ثَلٰثَةٌ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَالْاِسْمُ مَا اَنْبَأَ عَنِ الْمُسَمّٰى وَالْفِعْلُ مَا اَنْبَأَ عَنِ الْفَاعِلِ وَالْحَرْفُ مَا اَنْبَأَ عَنْ مَعْنًى لَيْسَ بِاِسْمٍ وَلَا فِعْلٍ

پھر فرمایا آپ اس میں کچھ اضافہ کریں پھر ابوالاسودؒ فرماتے ہیں میں نے مزید کچھ قواعد جمع کئے عطف، لغت، تعجب، استفہام، باب اِنَّ وغیرہ کو جمع کر کے مسودہ پیش کیا حروف مشبہ بالفعل میں میں نے لٰكِنَّ کو ذکر نہیں کیا تو فرمایا اس کو بھی شامل کر لو۔ اچھا خاصہ ایک مجموعہ قواعد نحو یہ کا مرتب ہو گیا۔ آپ نے اس مجموعہ کو دیکھ کر فرمایا مَا اَحْسَنَ هٰذَا النَّحْوَ الَّذِیْ قَدْ

نَحوْتَ (کیا ہی خوب ہے یہ قصد جو آپ نے کیا ہے) اس قول کے مطابق واضع اول حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ل

وجہ تسمیہ علم نحو:۔ چونکہ حضرت علیؓ نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مجموعہ پر النحو کا لفظ بولا اسی وجہ سے اس علم کا نام بھی علم نحو رکھا گیا

﴿۵﴾ تاریخ علم نحو:۔ دور اول تو یہی ہے جس میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابوالاسود دئلیؒ نے بنیاد ڈالی۔

دور ثانی: ابوالاسود دئلیؒ سے اسکے بیٹوں نے اس علم نحو کو حاصل کیا اسیطرح اس سے ابواسحٰق عیسی الثقفیؒ، ابوعمرو بن العلاء نے بھی اس علم کو حاصل کیا نصر بن عاصمؒ اور عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرجؒ، یحیی بن یعمرؒ وغیرہ نے بتدریج اس علم کو ترقی دی

دور ثالث:۔ ابوعمر بصریؒ اور انکے شاگرد ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد فراھیدیؒ المتوفی ۱۶۰ھ اور خلیل کے شاگرد امام ابوبشر عمرو بن عثمان سیبویہؒ المتوفی ۱۶۱ھ نے تحقیق کی امام سیبویہؒ قریہ قریہ گھوم کر دیہاتیوں سے خالص فصیح عربی سن کر اس سے قواعد اخذ کرتا تھا چنانچہ انہوں نے ایک کتاب لکھی جو کتاب سیبویہ کے نام سے مشہور ہوئی جو بعد والی نحو کی کتب کیلئے امام کی حیثیت رکھتی ہے۔ ابوعمرو عیسی بن عمرو الثقفیؒ نے نحو میں دو کتابیں لکھیں (۱) الاکمال (۲) الجامع۔ پھر نحویوں کے دو گروہ ہو گئے (۱) نحاۃ کوفہ (۲) نحاۃ بصرۃ انہوں نے شرح وبسط کے ساتھ علم نحو میں کام کیا مشاہیر علماء جنہوں نے علم نحو میں عرق ریزی کی ان میں سے چند مشہور شخصیات مندرجہ ذیل ہیں مبردؒ، اخفش، ابوعثمان بکر بن محمد بن عثمان المازنیؒ، زجاجؒ محمد بن سراجؒ، ابوعلی فارسیؒ، عبدالقاہر جرجانیؒ، ابن ھشامؒ، جاراللہ زمخشریؒ، امام ثعلبؒ، علامہ رضیؒ، علامہ ابن حاجبؒ اور صاحب کتاب ابوحیانؒ وغیرہ۔

ل **(۲) دوسرا قول:**۔ عہد فاروقی میں ایک اعرابی نے لوگوں سے درخواست کی کہ مجھے محمد ﷺ پر نازل شدہ قرآن کلام الٰہی پڑھایا جائے ایک عجمی قاری صاحب نے اس کو پڑھانا شروع کیا جب سورۃ براۃ کی اس آیت پر پہنچے ان اللہ بریٌٔ من المشرکین ورسولُہ تو عجمی قاری صاحب نے ورسولہ کو لام کے جر کے ساتھ پڑھا جس سے آیت کا معنی فاسد ہو گیا (ترجمہ آیت: بے شک اللہ تعالی مشرکین سے بھی بری اور اپنے رسول سے بھی بری ہے) تو اعرابی نے کہا اَبَرِیَٔ اللہ مِن رَسُولِہ (کیا اللہ تعالی اپنے رسول سے بری ہیں) پھر کہا ان کان اللہ بَرِیٌٔ مِن رسولِہ فانا بَرِیٌٔ مِنہُ (اگر اللہ تعالی اپنے رسول سے بری ہے تو میں بھی اس رسول سے بری ہوں۔ نعوذ باللہ) جب حضرت عمر رضی اللہ تعالی کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو بے حد غمگین ہوئے فکر ہوئی کہ چند قوانین وضع کرنے چاہییں جن سے عجمی لوگ غلطیوں سے محفوظ ہو جائیں تو انہوں نے حضرت ابوالاسود دئلیؒ کو قوانین وضع کرنے کا حکم دیا آپ کے حکم سے انہوں نے قواعد وضع کیے اس قول کے مطابق بحیثیت آمر کے حضرت عمرؓ گویا کہ واضع علم نحو ہیں۔ (تفسیر جمل ص ۲۶۵ ج ۲)

(۳) قول ثالث:۔ حضرت ابوالاسود دئلیؒ (جو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے استاذ ہیں) نے ایک شخص سے سنا اس نے ان اللہ بریٌٔ من المشرکین ورسولُہ میں ورسولِہ کو (بالکسر) پڑھا حضرت ابوالاسود دئلیؒ ناراض ہوئے فرمایا ھذا اکفر پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی نحوتُ اَن اصنع میزانا للعرب (میرا ارادہ ہے کہ میں عرب کے لئے میزان اور قانون بنانا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنی زبان کو ٹھیک رکھیں) حضرت علی نے فرمایا اقصد نحوہ (اس کی طرف تم قصد کرو) اسی وجہ سے اس علم کا نام بھی نحو رکھا گیا اس کو علم الاعراب بھی کہتے ہیں کیونکہ اعراب میں اس کا دخل ہے۔ اس قول کے مطابق واضع اول حضرت ابوالاسود دئلیؒ ہیں۔

﴿۶﴾ **مقام ومرتبہ علم نحو:**۔علوم کی دو قسمیں ہیں (۱) مقصودہ عالیہ (۲) غیر مقصودہ غیر عالیہ۔ علم نحو ہے تو غیر مقصودہ میں سے کیونکہ یہ علوم عالیہ تفسیر وحدیث وفقہ وغیرہ کے لئے آلہ ہے خود مقصود نہیں لیکن مقصودہ کیلئے موقوف علیہ ہے اسی وجہ سے صاحب مفتاح فرماتے ہیں کہ علم النحو کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے حضرت عمرؓ کا قول ہے تَعَلَّمُوا النَّحْوَ كَمَا تَعَلَّمُوْنَ السُّنَنَ وَالْفَرَائِضَ (علم نحو سیکھو جیسا کہ تم سنن اور فرائض کو سیکھتے ہو) ایوب سجستانی فرماتے ہیں تَعَلَّمُوا النحوَ فانه جَمَالٌ لِلْوَضِيْعِ وَتَرْكُه هُجْنَةٌ لِلشَّرِيْفِ (نحو سیکھو اس لئے کہ یہ گھٹیا شخص کیلئے باعث جمال ہے اور شریف عزت والے کیلئے اس کا ترک کرنا باعث عیب ہے) امام کسائی فرماتے ہیں انما النَحْوُ قِيَاسٌ يُتَّبَعُ وبه كُلُّ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ (علم نحو قابل اتباع قیاس ہے اور اس سے ہر علم میں نفع حاصل کیا جاسکتا ہے اس کی عظمت اور ضرورت کو ظاہر کرنے کیلئے علماء کرام کے عجیب وغریب فرمودات ہیں مثلاً ۱۔ اَلنَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ ۲۔ اَلنَّحْوُ لِلْعُلُوْمِ كَالضَّوْءِ لِلنُّجُوْمِ ۳۔ اَلنَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالضَّوْءِ فِي الظَّلَامِ [۱]

﴿۷﴾ **مصنف کتاب کا تعارف:**۔ مصنف کا نام محمد کنیت ابوحیان باپ کا نام یوسف سلسلہ نسب یوں ہے ابوحیان محمد بن یوسف بن علی بن حیان الاندلسی۔

ولادت:۔ اندلس کے شہر غرناطہ میں شوال ۶۵۴ھ میں ہوئی ابتدائی عمر میں قرآن حفظ کرلیا علم قرأت وتجوید وحدیث میں مہارت کاملہ حاصل کرلی علامہ سیوطی نے نحو میں جمع الجوامع لکھی علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں اس کتاب میں جو کچھ ہے وہ میں نے ابوحیان کی تصانیف سے حاصل کیا کتاب سیبویہ موصوف کو ازبر یاد تھی ابوحیان کے ہم زمان صلاح الدین صفویؒ ابوحیان کے بارے میں فرماتے ہیں كَانَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النَّحْوِ مصر، عراق، شام، حجاز، یمن وغیرہ کی طرف علمی اسفار کئے مزاج میں تیزی، تفاخر، بخل تھا اپنے اساتذہ سے مسائل نحو میں خوب مخالفت کرتے تھے اپنی بیٹی نضار سے بہت محبت کرتا تھا ۷۳۰ھ میں جب اس کی وفات ہوئی تو ایک سال تک گوشہ نشین ہوگئے۔

اساتذہ کرام:۔ ابومحمد عبدالحق سے فن تجوید سیکھا ابوجعفر غرناطی اور حافظ ابوعلی حسین بن عبدالعزیز سے قرأت کی مشق کی بقول عبدالحلیم ابوحیان کے علم حدیث میں ۴۵۰ اساتذہ کرام ہیں علم فقہ علم الدین عراقی سے حاصل کیا علم منطق وعلم کلام ابوجعفر بن زبیر سے علم نحو

---

[۱] **فضیلت کے سلسلہ میں ایک خواب:**۔ ابوبکر بن مجاهد المقریؒ امام ثعلب" نحوی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے امام ثعلبؒ نے حسرت اور افسوس کا اظہار کیا کہ کسی نے علم تفسیر کی خدمت کی کسی نے علم حدیث کی کسی نے فقہ واصول فقہ کی ہم نے ساری زندگی ضرب زید عمروا میں گزار دی رات کو ابوبکر مقریؒ کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی فرمایا ثعلب کو میرا اسلام دینا اور بشارت سنانا انت صاحب العلم المستطيل (یعنی آپ افسردہ نہ ہوں آپ بھی ایک لمبے علم دین والے ہیں عنداللہ)

ابوالحسن ابوجعفر بن زبیر ابوجعفر لیلی اور ابن صائغ سے حاصل کیا۔

تلامذہ: ۔ابن عقیل اور ابن ھشام جیسے ممتاز علماء کو ان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

تصانیف: ۔تقریبا ۶۵ پینسٹھ کتب عربی و فارسی زبان میں تالیف فرمائیں جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں

(۱) البحر المحیط قرآن مجید کی مبسوط تفسیر ہے (۲) شرح تسھیل (۳) منہج السالک شرح الفیہ ابن مالک (۴) ھدایۃ النحو

وفات: ۔تاریخ وفات میں اختلاف ہے ایک قول ۷۴۳ھ دوسرا قول ۷۴۵ھ کا ہے۔

یہ حالات تذکرۃ المصنفین سے حاصل کئے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ:۔شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تشریح: مصنفؒ نے اپنی کتاب کی ابتداء بسم اللہ سے کی تا کہ کتاب اللہ کی اقتداء اور حدیث نبوی کی اتباع ہو جائے حدیث یہ ہے کُلُّ اَمرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدأ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ (ہر ذی شان کام جو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے)اور سلف صالحین کے طریقے کی پیروی ہو جائے کہ حضرات سلف صالحین بھی اپنی کتابوں کو بسم اللہ سے شروع کرتے ہیں پھر مصنفؒ نے بسم اللہ کے بعد الحمد للہ سے کتاب کو شروع کیا یہاں بھی یہی مقصود ہے کہ کتاب اللہ کی اقتداء اور حدیث نبوی کی اتباع ہو جائے اور سلف صالحین کے طریقے کی پیروی ہو جائے چنانچہ الحمد للہ کے بارہ میں بھی حدیث آتی ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَایُبْدأُ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ (ہر وہ ذی شان کام جس کی ابتداء اللہ کی حمد سے نہ کی جائے وہ بے برکت ہوتا ہے)

فائدہ:۔بسم اللہ میں با الصاق یا استعانت کی ہے یہ جار مجرور ہے اور ہر جار مجرور کیلئے سہارے کا ہونا ضروری ہے اس سہارے کو متعلَّق کہتے ہیں پھر اگر متعلَّق عبارت میں مذکور ہو تو جار مجرور کو ظرف لغو کہتے ہیں اور اگر محذوف ہو تو ظرف مستقر کہتے ہیں بعض کے ہاں یہ فرق ہے کہ اگر متعلَّق افعال عامہ میں سے محذوف ہو تو ظرف مستقر اور اگر افعال خاصہ میں سے محذوف ہو تو ظرف لغو کہتے ہیں افعال عامہ چار ہیں کون ،وجود ۔ثبوت ۔حصول ۔ان کے علاوہ تمام افعال خاصہ ہیں جیسے اَشْرَعُ اُصَنِّفُ اٰکُلُ اَقْرَءُ وغیرہ پھر متعلَّق کبھی فعل ہوگا کبھی شبہ فعل ۔شبہ فعل یہ ہیں اسم مصدر اسم فاعل ،اسم مفعول ،صفت مشبہ ،اسم تفضیل ،اسم مبالغہ ،اسم منسوب ، اسمائے افعال۔

اللہ:۔اس ذات کا نام ہے جو واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اس پر فنا کبھی نہیں آئی نہ آسکتی ہے اور ساری صفات کمالیہ کو جمع کرنیوالی ذات ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :۔یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں رحمٰن میں بنسبت رحیم کے زیادہ مبالغہ ہے رحمٰن کا معنی بے حد مہربان بے انتہاء رحم کرنیوالا اور رحیم کا معنی بہت رحم والا ہے بعض کے ہاں رحمٰن عام ہے یعنی دنیا و آخرت میں رحم کرنیوالا اور رحیم خاص ہے یعنی آخرت میں مؤمنین پر رحم کرنیوالا۔

حل ترکیب:۔ با حرف جر اسم مضاف اللہ موصوف الرحمٰن صفت اول الرحیم صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا اسم مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا با جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق اشرع یا اصنف فعل محذوف کے اشرعُ یا اصنف فعل انا ضمیر متکلم درو مستتر مرفوع محلا فاعل ،فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر لفظاً جملہ خبریہ اور معنیً جملہ انشائیہ ہوا
بسم اللہ الخ میں اور بھی بہت سے ترکیبی احتمالات ہیں مگر یہاں تفصیل مناسب نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (۱)

ترجمہ:۔تمام تعریفیں مختص ہیں اللہ کیلئے جوتمام جہانوں کا پالنے والا ہے

تشریح:۔حمد کا لغوی معنی تعریف کرنا اور اصطلاحی معنی کسی کی اختیاری خوبی پر زبان سے تعریف کرنا تعظیم کے ارادے سے چاہے پھر جس کی تعریف کی جارہی ہے اس کی طرف سے نعمت ہو یا نہ ہو۔ایک لفظ شکر ہے

شکر:۔اس فعل کو کہتے ہیں جو محسن اور منعم کی تعظیم کی خبر دے اس کے انعام کے سبب سے خواہ وہ فعل زبان کا ہو یا دل کا ہو یا اعضاء وجوراح کا ہو۔ایک لفظ مدح ہے مدح:۔زبان سے کسی کی تعریف کرنا کسی خوبی پر خواہ وہ خوبی اس کے اختیار میں ہو یا نہ ہو جیسے موتی کی تعریف کرنا اس کی خوبی کی وجہ سے اور یہ خوبی اس کے اختیار میں نہیں۔

رَبّ :۔اصل میں مصدر ہے بمعنی پرورش کرنا یعنی کسی چیز کو آہستہ آہستہ اس کے کمال کی حدتک پہنچانا اللہ تعالی پر اس کا بولنا بطور مبالغہ کے ہے گویا بہت تربیت کرنے کی وجہ سے عین تربیت ہو گئے ہیں بعض کہتے ہیں رَبّ مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے بمعنی رَابّ (تربیت کرنے والا) رب کا لفظ بغیر اضافت کے صرف اللہ پر بولا جاتا ہے اور اضافت کی صورت میں غیروں پر بھی بولا جاتا ہے رب الدار رب المال وغیرہ

اَلْعَالَمِیْن :۔یہ جمع ہے عالَم کی عالَم اسم آلہ کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جس سے کسی چیز کو پہچانا جائے بعد میں یہ لفظ ان چیزوں پر بولا جانے لگا جن سے صانع (کاریگر) یعنی اللہ تعالی کی پہچان ہو یعنی اللہ کے ماسواء ہر چیز کو عالم کہتے ہیں پھر عالم کی بہت سی قسمیں ہیں عالم سموات، عالم ارض ،عالم انس ،عالم جن،عالم ملائکۃ وغیرہ تو مختلف انواع اور اقسام بتلانے کیلئے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (۲)

ترجمہ:۔اور اچھا انجام ثابت ہے پرہیز گار لوگوں کیلئے

تشریح:اَلْعَاقِبَةُ پر الف لام مضاف کے عوض میں ہے اصل عبارت یوں تھی خیر العاقبة یا حسن العاقبة پھر مضاف کو حذف کر کے الف لام اس کے عوض میں لائے اگر الف لام کو مضاف کے عوض نہ مانیں تو پھر عاقبۃ کا لفظ انجام خیر اور انجام شر دونوں کو

---

(۱) حل ترکیب:۔الحمد مبتدأ لام جار اللہ موصوف رب مضاف العالمین مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر صفت ،موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر ،مبتدأ خبر سے ملکر لفظاً جملہ اسمیہ خبریہ معنی جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(۲) حل ترکیب:۔واؤ اعتراضیہ العاقبۃ مبتدأ لام جار متقین مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابتۃ کے ثابتۃ صیغہ صفت اسم فاعل ہی ضمیر در و مستتر راجع بسوئے العاقبۃ فاعل ،صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ،مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

شامل ہوگا حالانکہ متقین کیلئے برا انجام نہیں ہے۔یاالعاقبۃ موصوف المحمودۃ صفت محذوف۔یعنی عاقبۃ محمودۃ متقین کیلئے ہے

متقین: یہ جمع ہے مُتَّقِیْ کی یعنی صغائر وکبائر دونوں سے بچنے والا بمعنی پرہیزگار۔

وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ترجمہ:۔اور رحمت نازل ہو اس کے رسول یعنی محمد ﷺ پر اور اس کے سب آل واصحاب پر۔

تشریح:۔مصنف نے حمد کے بعد صلوۃ کا ذکر کیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں صلوۃ کا حکم ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی محسن ومنعم حقیقی ہیں اور حضور ﷺ محسن مجازی ہیں کہ اللہ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچانے میں واسطہ، وسیلہ اور ذریعہ ہیں تو جب مصنف نے محسن حقیقی کی حمد وثناء کی تو مناسب سمجھا کہ محسن مجازی کا حق ادا کرنے کیلئے صلوۃ علی النبی کا ذکر کیا جائے۔

فائدہ:۔صلوۃ کا لغوی معنی دعاء ہے اور اصطلاحی معنی میں تفصیل ہے صلوۃ کی نسبت جب اللہ تعالی کی طرف ہو تو مراد رحمت ہوتی ہے اگر نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو مراد استغفار اگر نسبت بندوں کی طرف ہو تو مراد دعاء اگر نسبت پرندوں کی طرف ہو تو مراد تسبیح ہوتی ہے۔

رَسُوْل :اس کا لغوی معنی بھیجا ہوا اور اصطلاحی معنی ھُوَ اِنْسَانٌ بَعَثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَی الْخَلْقِ لِتَبْلِیْغِ الْاَحْکَامِ وَمَعَہٗ کِتَابٌ (رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالی نے بھیجا ہو مخلوق کی طرف احکام شرعیہ کی تبلیغ کیلئے اور اس کے پاس آسمانی کتاب بھی ہو)(شرح عقائد)

نبی:۔عام ہے خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو۔

محمد :۔اس کا لغوی معنی ہے تعریف کیا ہوا حضور ﷺ کا یہ نام آپ کے دادا یا آپ کی والدہ ماجدہ نے رکھا تھا زمین میں آپ کا نام محمد اور آسمان میں آپ کا نام احمد ہے۔

اٰلِہ :۔سیبویہ اور بصریوں کے نزدیک اس کی اصل اھل ہے دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اُھَیْلٌ آتی ہے تصغیر سے لفظ کی اصل حقیقت

حل ترکیب:۔واؤ عاطفہ یا استینافیہ الصلوۃ مبتدأ علی جار رسول مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ اور محمد عطف بیان یا مبدل منہ محمد بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ آل مضاف ہ ضمیر راجع بسوئے محمد مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اصحاب مضاف ہ ضمیر راجع بسوئے محمد مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مؤکد اجمعین تاکید مؤکد تاکید سے ملکر معطوف ہوا رسولہ معطوف علیہ کا معطوف علیہ معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق نازلۃ کے نازلۃ صیغہ صفت اسم فاعل ھی ضمیر درو مستتر راجع بسوئے الصلوۃ فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر۔مبتدأ خبر سے ملکر لفظا جملہ اسمیہ خبریہ معنی جملہ اسمیہ انشائیہ معطوفہ یا مستأنفہ ہوا۔

معلوم ہوتی ہے ھاء کو خلاف قیاس ھمزہ سے اور پھر ھمزہ کو الف سے بدلا گیا۔

آل اور اھل میں فرق:۔ ﴿۱﴾ آل کی اضافت ذوی العقول میں سے صرف مذکر کی طرف ہوتی ہے لھذا آل فاطمۃ نہیں کہا جائیگا بخلاف اھل کے۔﴿۲﴾ آل کی اضافت مذکر میں سے شرافت اور عظمت والوں کی طرف ہوتی ہے خواہ شرافت وعظمت دنیا کے اعتبار سے ہو جیسے آل فرعون یا دین کے اعتبار سے ہو جیسے آل رسول لھذا آل حائک (پاولی، جولاہا)، آل حَجَّام (نائی) نہیں کہا جائے گا بخلاف اھل کے۔

آل کا مصداق یا صرف بنوھاشم یا بنوھاشم اور بنومطلب یا ازواج مطہرات اور امہات اور داماد اور خادم یا ہر تابعدار متقی پرہیزگار ہے جیسے حدیث پاک ہے الی کل مؤمن نقی (میری آل ہر مومن پرہیزگار ہے)

اَصحَاب:۔ جمع ہے صَحْبٌ کی جیسے اَنْھَارٌ جمع ہے نَھْرٌ کی یا جمع ہے صَحِبٌ کی جیسے اَنْمَارٌ جمع ہے نَمِرٌ کی۔ یہ صَاحِبٌ کی جمع نہیں ہے کیونکہ فاعل کی جمع افعال نہیں آتی مگر بعض کے ہاں یہ صَاحِبٌ کی جمع ہے جیسے اَشْھَادٌ جمع ہے شَاھِدٌ کی۔

صحابی: اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کو دیکھا ہو اور ایمان پر وفات پائی ہو۔

اَجْمَعِیْن:۔ یہ آل واصحاب کی تاکید ہے۔

اَمَّا بَعْد:۔ اس کی بحث خود ھدایۃ النحو میں حروف کی بحث میں آئیگی۔

فَھٰذَا مُخْتَصَرٌ مَضْبُوْطٌ فِی النَّحْوِ جَمَعْتُ فِیْهِ مُھِمَّاتِ النَّحْوِ عَلٰی تَرْتِیْبِ الْکَافِیَةِ مُبَوِّبًا وَمُفَصِّلاً بِعِبَارَةٍ وَاضِحَةٍ مَعَ اِیْرَادِ الْاَمْثِلَةِ فِیْ جَمِیْعِ مَسَائِلِھَا مِنْ غَیْرِ تَعَرُّضٍ لِلْاَدِلَّةِ وَالْعِلَلِ لِئَلَّا یُشَوِّشَ ذِھْنَ الْمُبْتَدِیْ عَنْ فَھْمِ الْمَسَائِلِ وَسَمَّیْتُه بِھِدَایَةِ النَّحْوِ رَجَاءَ اَنْ یَّھْدِیَ اللہُ تَعَالٰی بِهِ الطَّالِبِیْنَ وَرَتَّبْتُه عَلٰی مُقَدِّمَةٍ وَثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ بِتَوْفِیْقِ الْمَلِکِ الْعَزِیْزِ الْعَلَّامِ

ترجمہ وتشریح:۔ لیکن حمد وصلوۃ کے بعد پس یہ کتاب مختصر ہے ضبط کی گئی ہے جو کہ ہونے والی ہے نحو میں۔ جمع کیا ہے میں نے اس میں نحو کے مقصودی مسائل کو کافیہ کی ترتیب پر اس حال میں کہ میں باب بنانے والا ہوں اور فصل بنانے والا ہوں واضح عبارت کے ساتھ۔ ساتھ، ساتھ لے آنے مثالوں کے اس کے سب مسائل میں بغیر چھیڑ چھاڑ کرنے دلائل اور علل کے تاکہ یہ کتاب نہ پریشان کرے مبتدی طالب علم کے ذھن کو مسائل کے سمجھنے سے اور نام رکھا ہے میں نے اس کا ھدایۃ النحو اس امید پر کہ ھدایت دے اللہ تعالی اس کے ذریعے طالبین کو اور مرتب کیا ہے میں نے اس کو ایک مقدمہ اور تین اقسام پر اس بادشاہ کی توفیق سے جو غالب ہے بہت زیادہ علم والا ہے

حل ترکیب:۔ اما حرف شرط قائم مقام فعل شرط محذوف کے اصل عبارت تھی مھما یکن من شئی بعد البسملۃ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

هٰـــذا :۔اس کا مشارالیہ کتاب ہے اگر خطبہ تصنیف کتاب کے بعد لگایا گیا اور اگر خطبہ پہلے ہے تو ھٰذا کا مشارالیہ وہ مضامین ہیں جو مصنف کے ذہن میں تھے۔

مُخْتَصَر :۔وہ کلام جس کی عبارت تھوڑی اور معانی بہت ہوں۔

مَضْبُوط :۔یعنی حشو وزوائد سے محفوظ۔

عَلٰی تَرْتِیْبِ الْکَافِیَةِ :۔اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جیسے کافیہ میں اسم کی بحث پہلے ہے پھر فعل کی اس کے بعد حرف کی۔ یہاں بھی اسی طرح ہے اور جس طرح کافیہ میں پہلے مرفوعات پھر منصوبات پھر مجرورات ہیں یہاں بھی ایسا ہی ہے مگر یہ ترتیب اکثر مسائل میں ہے سب میں نہیں لیکن کافیہ کی عبارت مشکل ہے یہاں واضح عبارت ہوگی اور مثالیں بھی ہونگی (مثال وہ چیز ہوتی ہے جو کسی ضابطے کی وضاحت کیلئے لائی جائے)

رَتَّبْتُـــه الخ:۔یہاں سے کتاب کے اجزاء کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ کتاب کے پانچ اجزاء ہیں (۱) مقدمہ (۲) اسم (۳) فعل (۴) حرف (۵) خاتمہ۔

فائدہ:۔صحیح نسخوں میں خاتمہ کا لفظ نہیں ہے کیونکہ آخر کتاب میں خاتمہ نہیں ہے تو یہ کسی ناقل کی غلطی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) والحمد والصلوۃ بعد ظرف زمان مقطوع عن الاضافۃ مبنی بر ضم مفعول فیہ ہے اما حرف شرط کا جو قائم مقام ہے فعل شرط کے یا مفعول فیہ ہے فعل شرط محذوف کا (تفصیل بڑی کتابوں میں ہے) فا جزائیہ ھٰذا مبتدأ مختصر موصوف مضبوط صفت اول فی حرف جر النحو مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہوکر صفت ثانی جمعت فعل با فاعل فی جارہ مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق جمعت کے مھمات النحو مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ہوا جمعت فعل کا علی جار ترتیب الکافیۃ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق جمعت کے۔ مُبَوَّباً صیغہ اسم فاعل معطوف علیہ واؤ عاطفہ مُفَصَّلاً صیغہ اسم فاعل معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر حال ہے جمعت کی ت ضمیر فاعل سے با جار عبارۃ موصوف واضحۃ صفت اول مع مضاف ایراد مصدر متعدی مضاف الامثلۃ لفظاً مجرور مضاف الیہ معنیً منصوب مفعول بہ فی جار جمیع مضاف مسائل مضاف الیہ ہوکر مضاف ھا ضمیر راجع بسوئے مختصر بتاویل رسالۃ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا جمیع مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا فی جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ایراد مصدر کے مصدر اپنے مضاف الیہ مفعول بہ اور متعلق سے ملکر مضاف الیہ ہوا مع مضاف کا مع مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہے جمعت کا یا مفعول فیہ ہے مقترنۃ صیغہ صفت اسم فاعل محذوف کا صیغہ صفت اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر دوسری صفت ہے عبارۃ کی عبارۃ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور ہوا با جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق جمعت کے۔

مِنْ غَیْـرِ تَعَرُّض لِلَادِلَّة الخ:۔من جار غیر مضاف تعرض موصوف لام جار الادلۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ العلل معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر مجرور ہوا لام جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن اسم فاعل محذوف کے کائن صیغہ صفت کا ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے تعرض مرفوع محلاً فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ہے تعرض موصوف کی۔

لِئَلَّا یُشَوِّشُ الخ:لام جارہ ان مصدریہ ناصبہ لا نافیہ یشوش فعل ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے تعرض یا مختصر اس کا فاعل (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فَفِي الْمَبَادِي الَّتِي يَجِبُ تَقْدِيْمُهَا لِتَوَقُّفِ الْمَسَائِلِ عَلَيْهَا وَفِيْهَا فُصُوْلٌ ثَلٰثَةٌ

ترجمہ:۔لیکن مقدمہ پس شامل ہونے والا ہے ان مبادیات میں جن کا مقدم کرنا واجب ہے بوجہ موقوف ہونے مسائل کے ان پر اور اس مقدمہ میں تین فصلیں ہیں۔

تشریح:۔ مُقَدِّمَۃٌ قَدَّمَ بمعنی تَقَدَّمَ سے مشتق ہے بمعنی آگے ہونے والا پھر یہ لفظ لشکر کے اس حصہ پر بولا جانے لگا جو لشکر سے آگے جا کر لشکر کے اترنے اور ٹھہرنے کا انتظام کرے اس کو مقدمۃ الجیش کہا جاتا ہے مقدمہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مقدمۃ العلم (۲) مقدمۃ الکتاب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ذھن المبتدی مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ہے یشوش فعل کا عن فہم المسائل جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یشوش فعل کے فعل اپنے فاعل ومفعول بہ اور متعلق سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر مجرور ہوا لام جارہ کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق جمعت کے یا تعرض مصدر کے تعرض مصدر موصوف اپنی صفت اور متعلق سے ملکر مضاف الیہ ہے غیر مضاف کا غیر مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا من جارہ کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق جمعت کے جمعت فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر تیسری صفت ہے مختصر کی۔

وسمیتہ الخ:۔واؤ عاطفہ سمیت فعل با فاعل ہ ضمیر محلا منصوب مفعول بہ اول با جارہ زائدہ ھدایۃ النحو مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ثانی رجاء مضاف ان مصدریہ یھدی فعل اللہ ذوالحال تعالیٰ فعل ھو ضمیر در مستتر فاعل فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ماضیہ شبتہ بتقدیر قد حال ذوالحال حال سے ملکر یھدی کا فاعل با جارہ ضمیر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یھدی کے الطالبین مفعول بہ فعل اپنے فاعل و متعلق ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر مضاف الیہ ہوا رجاء مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول لہ ہے سمیت فعل کا فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر چوتھی صفت ہے مختصر کی بذریعہ عطف۔

ورتبتہ الخ:۔واؤ عاطفہ رتبت فعل بفاعل ہ ضمیر مفعول بہ علی جار مقدمۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ ثلثۃ اقسام مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور ہوا علی جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق رتبت کے با جار توفیق مضاف الملک موصوف العزیز صفت اول العلام صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق جمعت یا رتبت کے، رتبت فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر پانچویں صفت ہے مختصر کی بذریعہ عطف۔ مختصر موصوف اپنی سب صفتوں سے ملکر خبر ہے ھذا مبتدأ کی، مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

اَمَّا الْمُقَدِّمَۃ الخ حل ترکیب:۔اما حرف تفصیل المقدمۃ مبتدأ متضمن معنی شرط فا جزائیہ فی حرف جر المبادی موصوف التی اسم موصول یجب فعل تقدیم مصدر متعدی مضاف ھا ضمیر راجع بسوئے المبادی مجرور محلا مضاف الیہ لام حرف جر توقف مصدر لازمی مضاف المسائل مجرور لفظا مضاف الیہ مرفوع معنی فاعل علی جار ھا ضمیر راجع بسوئے المبادی مجرور محلا جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق توقف مصدر کے توقف مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل سے ملکر مجرور لام جار کا جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجب کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ ہے موصول کا موصول اپنے صلہ سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابتۃ کے یا کائنۃ کے ہوکر خبر قائم مقام جزاء کے مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واؤ عاطفہ فیھا جار مجرور ظرف مستقر ثابتۃ سے متعلق ہوکر خبر مقدم فصول موصوف ثلثۃ صفت موصوف صفت سے ملکر مبتدأ مؤخر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مقدمۃ العلم وہ معانی مخصوصہ ہیں جن پر علم کے مسائل کا شروع کرنا موقوف ہو جیسے تعریف موضوع غرض وغایت وغیرہ اور مقدمۃ الکتاب کلام کا وہ حصہ جو کتاب میں مسائل سے پہلے لایا جائے چاہے مسائل اس پر موقوف ہوں یا نہ۔

مبادی:۔ وہ چیزیں جن پر علم کے مسائل کا شروع کرنا موقوف ہو اور یہاں مراد تعریف موضوع غرض وغایت ہے مقدمہ سے مراد الفاظ مخصوصہ اور مبادی سے مراد معانی مخصوصہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ الفاظ مخصوصہ ہونے والے ہیں معانی مخصوصہ کے بیان میں۔

وفیھا الخ: اور اس مقدمہ میں تین فصلیں ہیں اول فصل نحو کی تعریف اور غرض وغایت کے بیان میں ہے دوسری فصل نحو کے ایک موضوع کلمہ کی تعریف میں ہے تیسری فصل نحو کے دوسرے موضوع کلام کی تعریف میں ہے۔

فصل کا لغوی معنی کاٹنا۔ اصطلاحی معنی وہ لفظ جو دو مختلف حکموں کے درمیان حائل ہو اگر لفظ فصلْ کو ساکن پڑھیں تو یہ مبنی ہوگا اگر فصلٌ تنوین کے ساتھ پڑھیں تو معرب مرفوع ہوگا ھذا مبتدأ محذوف کی خبر ہوگا۔

فَصْل: اَلنَّحْوُ عِلْمٌ بِاُصُوْلٍ يُعْرَفُ بِهَا اَحْوَالُ اَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلٰثِ مِنْ حَيْثُ الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ

ترجمہ:۔ نحو جاننا ہے ایسے چند قوانین کا جن کے ذریعے سے معلوم کئے جائیں تین کلموں کے آخر کے احوال باعتبار معرب اور مبنی ہونے کے اور ان میں سے بعض کلموں کو بعض کلموں کے ساتھ ملانے کا طریقہ۔

تشریح:۔ یہاں سے نحو کی تعریف [1] ذکر کرتے ہیں نحو کا لغوی معنی قصد کرنا (نحو کے اور بھی متعدد معانی ہیں صفحہ نمبر (۲۶) پر کے حاشیہ میں دیکھیں) اصطلاحی معنی وہی ہے جس کو مصنف نے بیان کیا ہے اصول جمع ہے اصل کی اصل کا لغوی معنی قانون وضابطہ وبنیاد

حل ترکیب:۔ النحو مبتدأ علم مصدر با حرف جار اصول موصوف یعرف فعل مجہول با حرف جار ھا ضمیر راجع بسوئے اصول مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یعرف کے احوال مضاف اواخر پھر مضاف الکلم موصوف الثلث صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ اواخر کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہے احوال کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ من حرف جر حیث مضاف الاعراب معطوف علیہ واؤ عاطفہ البناء معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ حیث مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یعرف کے واؤ عاطفہ کیفیۃ مضاف ترکیب مصدر متعدی مضاف بعض پھر مضاف ھا ضمیر راجع بسوئے الکلم الثلث مجرور محلاً مضاف الیہ بعض مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور لفظاً مضاف الیہ منصوب معنی مفعول بہ ترکیب مصدر کا، مع مضاف بعض مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر ظرف مفعول فیہ ترکیب مصدر کا، ترکیب مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ معنی مفعول بہ اور ظرف مفعول فیہ سے ملکر مضاف الیہ ہے کیفیۃ مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف احوال معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر نائب فاعل یعرف کا، یعرف اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر صفت ہے اصول موصوف کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور با جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق علم مصدر کے علم مصدر اپنے متعلق سے ملکر خبر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

[1] التعریف کا لغوی معنی:۔ مایُعْرَفُ بہ الشیئ (وہ چیز جس سے کسی چیز کو پہچانا جائے) اور تعریف کا (بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

اور اصطلاحی معنیٰ وہ قاعدہ کلیہ جو اپنی جزئیات پر منطبق ہو یعنی سچا آئے۔

اَلْکَلِمِ الثَّلٰث:۔ اس سے مراد اسم وفعل وحرف ہیں۔

فائدہ:۔ جب کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے اس کو معرَّف اور محدود کہا جاتا ہے اور تعریف کے الفاظ کو معرِف اور حد اور تعریف کہا جاتا ہے تعریف میں ابتدائی الفاظ درجۂ جنس میں ہوتے ہیں جو معرَّف کو بھی شامل ہوتے ہیں اور غیروں کو بھی۔ بعد والے الفاظ درجۂ فصل میں ہوتے ہیں ان کے ذریعے سے غیروں کو خارج کیا جاتا ہے تو یہاں النحو معرَّف اور محدود ہے علمٌ باُصُول الخ معرِف اور حد اور تعریف ہے اس تعریف میں پہلا لفظ علم باصول درجۂ جنس میں ہے جو معرَّف یعنی نحو کو بھی شامل اور غیروں کو بھی یعرف بھا احوال پہلی فصل ہے اس سے وہ علم خارج ہو گیا جس سے کلمہ کے احوال نہیں پہچانے جاتے بلکہ کلمہ کی ذات پہچانی جاتی ہے جیسے علم صرف اور اسی طرح وہ علم بھی خارج ہو گیا جس سے کلمہ کے معانی پہچانے جاتے ہیں جیسے علم منطق علم معانی علم بیان اواخر الکلم الثلث یہ دوسری فصل ہے اس سے وہ علم خارج ہو گیا جس سے کلمہ کے اول اور وسط کا حال معلوم ہوتا ہے جیسے علم لغت اور وہ علم بھی خارج ہو گیا اس سے جن وانس کے احوال معلوم ہوتے ہیں نہ کہ تین کلموں کے آخر کے احوال جیسے علم فقہ اور من حیث الاعراب والبناء یہ تیسری فصل ہے اس سے وہ علم خارج ہو گیا جس سے کلمات کے احوال معلوم ہوتے ہیں مگر باعتبار معرب اور مبنی ہونے کے نہیں بلکہ باعتبار قافیہ بندی کے جیسے علم عروض وعلم قوافی۔ کیفیۃ ترکیب بعضھا مع بعض یہ چوتھی فصل ہے اس سے وہ علم خارج ہو گیا جس سے مفردات کی کیفیت معلوم ہوتی ہے نہ کہ بعض کلمات کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ جیسے علم ھندسہ علم ھیئت اور علم اشتقاق وغیرہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اصطلاحی معنی مایمیز بہ الشئ عن جمیع ماعداہ (وہ چیز جس کے ذریعے کسی چیز کو اپنے ماسوا سے جدا کیا جائے)

۲ نحو کا لغوی معنی:۔ نحو کے لغت میں متعدد معانی آتے ہیں سات معانی تو درج ذیل شعر میں مذکور ہیں

نحوْنا نحْوَ نحوك يا حبيبي نحوْنا نحوَ الفٍ من رَقيبٍ

وَجدْنا هُمْ مريضا نحوَ قلْبيْ تمنَّوا منك نحوا منْ زبيبٍ

(ترجمہ) قصد کیا ہم نے تیرے قبیلے کی طرف اے میرے دوست ☆ پھیرا ہم نے اندازہ ایک ہزار رقیبوں کا ☆ پایا ہم نے انکو مریض مثل اپنے دل کے ☆ تمنا کرتے تھے آپ سے ایک قسم کی کشمش کی ☆

سات معانی مذکورہ در شعر:۔ (۱) قصد (۲) طرف (۳) قبیلہ (۴) پھیرنا (۵) اندازہ (۶) مثل (۷) قسم (۸) الطریق (راستہ) محاورہ ہے هٰذا النَّحوُ السَّوِيُّ یعنی الطریق المستوی (سیدھا راستہ)۔ (۹) الفصاحۃ محاورہ ہے کہا جاتا ہے ما احسن نُحوكَ في الكلام (آپ کی فصاحت فی الکلام کیا ہی عمدہ ہے) (۱۰) الانحاءُ (ہٹانا) جیسے انحيتُ عنهُ بصري اي عدلته (میں نے اس سے اپنی آنکھ ہٹائی) (۱۱) الانتحاء الاعتماد والميل (سہارا کرنا متوجہ ہونا)

وَالْغَرْضُ مِنْهُ صِيَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَاءِ اللَّفْظِي فِي كَلامِ الْعَرَبِ (۱)

ترجمہ:۔اور غرض اس کی ذھن کو بچانا ہے ایسی لفظی غلطی سے جو ہونے والی ہو کلام عرب میں۔

تشریح: مصنف یہاں سے نحو کی غرض بیان کرر ہے ہیں غرض کا لغوی معنی نشان اور اصطلاحی معنی ما یکُوْنُ باعثا للفعل (غرض وہ چیز ہے جو کسی کام پر برانگیختہ کرنے والی ہو) مصنف نے خطا کو لفظی کی قید سے مقید کیا ہے تاکہ علم صرف اور علم معانی، علم بیان، علم منطق سے احتراز ہو جائے کیونکہ علم صرف کی غرض صیغوی غلطی سے بچانا ہے اور علم معانی و بیان کی غرض معنوی غلطی سے بچانا اور علم منطق کی غرض فکری غلطی سے بچانا ہے جبکہ علم نحو کی غرض لفظی غلطی سے بچانا ہے۔

وَمَوْضُوْعُه اَلْكَلِمَةُ وَالْكَلام (۲)

ترجمہ وتشریح:۔اور علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے موضوع کا لغوی معنی رکھا ہوا اور اصطلاحی معنی مَا يُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ عَوَارِضِهِ الذَّاتِيَةِ یعنی موضوع ہر علم کا وہ چیز ہے جس کے عوارض ذاتیہ یعنی حالات ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جائے جیسے علم طب کا موضوع انسان کا بدن ہے کیونکہ علم طب میں بدن انسانی کے احوال سے بحث کی جاتی ہے تو علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے کیونکہ نحو میں کلمہ اور کلام کے عوارض ذاتیہ واحوال ذاتیہ مثلا منصرف، غیر منصرف، معرب بنی، مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث، مرکب تام، ناقص، وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔

---

(۱) حل ترکیب:۔ واؤ عاطفہ یا استینافیہ الغرض موصوف منہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائن کے ہو کر صفت موصوف صفت سے ملکر مبتدأ صیانۃ مصدر مضاف الذھن مجرور لفظا مضاف الیہ منصوب معنی مفعول بہ عن حرف جر الخطاء موصوف، اللفظی صفت اول فی حرف جر کلام مضاف العرب مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق الکائن کے ہو کر دوسری صفت موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق صیانۃ کے صیانۃ مصدر متعدی مضاف اپنے مضاف الیہ معنی مفعول بہ اور متعلق سے ملکر خبر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) حل ترکیب:۔ واؤ عاطفہ یا استینافیہ موضوع مضاف ہ ضمیر راجع بسوئے نحو مجرور محلا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ الکلمۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ الکلام معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر، مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فصل اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ

ترجمہ:۔کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

تشریح:۔الکلمۃ میں تین جز ہیں ایک الْ یعنی الف لام جو کہ حرف تعریف ہے۔دوسرا کَلِمُ (ک ل م) تیسرا جز تا ہے ہر ایک کی الگ الگ بحث ہوگی۔

الف لام کی اقسام:۔الف لام کی دو قسمیں ہیں (۱) اسمی (۲) حرفی

اسمی: الف لام اسمی وہ ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے جب کہ یہ تجدد اور حدوث کے معنی میں ہوں اور یہ الذی اسم موصول کے معنی میں ہوتا ہے اور اس کا صلہ وہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے جس پر وہ داخل ہوتا ہے

الف لام حرفی:۔الف لام حرفی وہ ہوتا ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے علاوہ کسی اور اسم پر داخل ہو۔[1]

پھر الف لام حرفی کی دو قسمیں ہیں (۱) زائدہ (۲) غیر زائدہ۔

زائدہ کی تعریف:۔الف لام حرفی زائدہ وہ ہوتا ہے جس کے گرانے سے معنی فاسد نہ ہو یا بعنوان دیگر جس کے آنے کا فائدہ نہ ہو اور جانے کا نقصان نہ ہو زائدہ کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔یہاں الکلمۃ میں جو الف لام ہے یہ اسمی نہیں بن سکتا کیونکہ کلمہ جس پر الف لام داخل ہے نہ اسم فاعل ہے اور نہ ہی اسم مفعول۔الف لام حرفی زائدہ بھی نہیں بن سکتا کیونکہ اس کے آنے کا فائدہ ہے کہ الکلمہ اس کی وجہ سے مبتدأ بن رہا ہے چلے جانے سے نقصان ہوگا کہ پھر اس کا مبتدأ بنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ نکرہ ہو جائیگا اور نکرہ مبتدأ نہیں بن سکتا۔

غیر زائدہ کی تعریف:۔الف لام غیر زائدہ وہ ہوتا ہے جس کے آنے کا فائدہ ہو اور جانے کا نقصان ہو۔

پھر غیر زائدہ کی چار قسمیں ہیں (۱) جنسی (۲) استغراقی (۳) عھد خارجی (۴) عھد ذہنی

حل ترکیب:۔الکلمۃ مبتدأ 'لفظ موصوف 'وضع فعل ماضی مجہول 'ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے لفظ مرفوع محلا نائب فاعل 'لام حرف جار 'معنی مجرور تقدیراً 'جار مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق وضع کے 'وضع اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہے۔مفرد میں تین احتمال ہیں (۱) مرفوع ہو کر لفظ کی صفت ہو (۲) مجرور ہو کر معنی کی صفت ہو (۳) منصوب ہو کر وضع کی ضمیر یا معنی سے حال ہو۔تفصیل تشریح میں ہے۔لفظ موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر ہے، مبتدأ خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

[1] فائدہ:۔صفت مشبہ پر داخل ہونے والے الف لام کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے ہاں اسمی ہے چونکہ صفت مشبہ اسم فاعل و اسم مفعول کے مشابہ ہے اشتقاق افراد و تثنیہ جمع وغیرہ میں اور بعض کے ہاں یہ حرفی ہے کیونکہ صفت مشبہ میں اسم فاعل و اسم مفعول کی طرح تجدد و حدوث نہیں بلکہ دوام و استمرار والا معنی ہے تو یہ اسم جامد کے مشابہ ہے اور اسم جامد میں الف لام حرفی ہوتا ہے۔

وجہ حصر: الف لام کے مدخول سے ماہیت مراد ہوگی یا افراد، اگر ماہیت مراد ہو تو یہ الف لام جنسی ہوگا جیسے الرَّجُلُ خَیْرٌ مِنَ المرأۃ (جنس مرد بہتر ہے جنس عورت سے) یہاں یہ معنی نہیں کہ افراد رجل افراد مرأۃ سے بہتر ہیں۔ کیونکہ بہت سے افراد عورتوں کے مردوں کے افراد سے بہتر ہوتے ہیں جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا وغیرہ۔ اگر افراد مراد ہوں تو دو حال سے خالی نہیں تمام افراد مراد ہونگے یا بعض اگر تمام افراد مراد ہوں تو اس کو استغراقی کہتے ہیں جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (بے شک تمام انسان خسارے میں ہیں) یہاں پر الف لام جو الانسان پر داخل ہے استغراقی ہے (استغراقی نہ ہو تو استثناء صحیح نہ ہوگا تفصیل بڑی کتابوں میں ہے) اگر الف لام کے مدخول سے بعض افراد مراد ہیں تو پھر یہ دو حال سے خالی نہ ہوگا وہ بعض افراد خارج میں متعین ہونگے یا غیر متعین اگر متعین ہوں تو اس کو الف لام عھد خارجی کہتے ہیں اور اگر غیر متعین ہوں تو اس کو الف لام عھد ذہنی کہتے ہیں اول کی مثال اللہ تعالی کا فرمان ہے فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ (پس فرعون نے رسول کی نافرمانی کی) اس مثال میں الرسول سے مراد وہ متعین رسول ہیں جس کا ذکر پہلے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا میں آچکا ہے یعنی حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام مراد ہیں ثانی کی مثال اللہ تعالی کا فرمان ہے فَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ (پس مجھے خوف ہے کہ کھا جائیگا اس کو بھیڑیا)۔ یہاں ذئب سے خارج میں کوئی متعین فرد مراد نہیں بلکہ کوئی بھیڑیا مراد ہے۔

فائدہ:۔ الف لام عھد ذہنی کا مدخول نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے معرفہ نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے اس کو مبتدأ بنانا بھی درست نہ ہوگا۔

اب تحقیق یہ کرنی ہے کہ الکلمۃ میں الف لام حرفی غیر زائدہ کی کون سی قسم ہے بعض کہتے ہیں کہ جنسی ہے استغراقی یا عھد خارجی وغیرہ نہیں کیونکہ ضابطہ ہے کہ تعریف ماہیت کی ہوتی ہے افراد کی تعریف نہیں ہوتی اگر استغراقی یا عھد خارجی وغیرہ ہو تو تعریف افراد کی لازم آئیگی اور یہ جائز نہیں۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ منطقی ضابطہ ہے نحوی قاعدہ نہیں نحوی حضرات اس کو نہیں مانتے لھذا یہ الف لام عھد خارجی بھی ہوسکتا ہے کیونکہ یہاں کلمہ سے مراد متعین وخاص کلمہ ہے یعنی نحوی کلمہ مراد ہے جو نحویوں کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ جس کی تین قسمیں ہیں اسم وفعل وحرف کلمۂ شہادت یا لغوی کلمہ مراد نہیں ہے۔ البتہ یہ الف لام استغراقی نہیں ہوسکتا کیونکہ اس سے سارے افراد مراد ہوتے ہیں تو تعریف افراد کی لازم آئیگی اور عھد ذہنی بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ الکلمۃ یہاں مبتدأ ہے اور الف لام عھد ذہنی مبتدأ پر داخل نہیں ہوتا۔

دوسری جز کلم کی بحث:۔ کَلِمٌ (بکسر اللام) مشتق ہے کَلْم (بسکون اللام) سے اس کا معنی ہے زخم کرنا جیسے زخم کی تاثیر ہوتی ہے اسی طرح کلمہ اور کلام کی بھی تاثیر ہوتی ہے بلکہ کلمہ اور کلام کی تاثیر زخم سے بھی کبھی زیادہ ہوتی ہے جیسے کسی شاعر نے فرمایا ہے

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِیَامٌ	وَلَایَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ
ترجمہ: تیر وتلوار کے زخموں کیلئے ملنا ہے	اور نہیں ملتے وہ زخم جو زبان کرے

تیسری جز تا کی بحث: الکلمۃ میں جو تا ہے یہ وحدت کی ہے پھر اعتراض ہوا کہ الف لام جنسی اور تائے وحدت میں تضاد ہے کیونکہ

الف لام جنسی کثرت پر دلالت کرتا ہے اور تائے وحدت کلمہ کے ایک ہونے پر دلالت کرتی ہے اور وحدت وکثرت میں تضاد ہے
جواب:۔ وحدت کی تین قسمیں ہیں (۱) شخصی (۲) نوعی (۳) جنسی۔
(۱) شخصی:۔ جو ایک شخص اور ایک فرد ہونے پر دلالت کرے۔ (۲) نوعی:۔ جو ایک نوع اور قسم ہونے پر دلالت کرے۔
(۳) جنسی:۔ جو ایک جنس ہونے پر دلالت کرے۔ تو ان تین میں سے صرف وحدت شخصی اور الف لام جنسی میں منافات اور تضاد ہے اور وہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ یہاں وحدت نوعی یا جنسی مراد ہے جو کلمہ کے ایک نوع خاص یا ایک جنس خاص ہونے پر دلالت کرتی ہے، اور مراد اس کلمہ سے کلمۂ نحویہ ہے نہ کہ کلمۂ لغویہ یا کلمۂ شہادت۔

لفظ:۔ لغوی معنی انداختن (پھینکنا) جیسے محاورہ ہے اَكَلْتُ التَّمْرَةَ وَلَفَظْتُ النَّوَاةَ (کھایا میں نے کھجور کو اور پھینکا میں نے گٹھلی کو) اس لغوی معنی میں تفصیل ہے جو یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں۔ اور اس کا اصطلاحی معنی ہے مَا يَتَلَفَّظُ بِهِ الْاِنْسَانُ مِنْ حرف فصاعدًا (جس کا انسان تلفظ کرے یا کر سکے خواہ وہ ایک حرف ہو یا ایک سے زائد) اللہ تعالیٰ کی کلام اور فرشتوں اور جنوں کی کلام کو بھی یہ تعریف شامل ہے کیونکہ کلام اللہ اور کلام ملائکہ اور کلام جن کا بھی انسان تلفظ کر سکتا ہے۔

وَضع:۔ وضع سے مشتق ہے وَضْعٌ کا لغوی معنی نہادن (رکھنا) اور اصطلاحی معنی ایک شئ کو دوسری شئ کے ساتھ اس طرح خاص کرنا کہ جب پہلی شئ بولی یا محسوس کی جائے تو دوسری شئ سمجھ میں آ جائے جیسے لفظ چاقو دستے اور پھل کے لئے مخصوص ہے جب بھی لفظ چاقو بولا جاتا ہے دستہ اور پھل سمجھ میں آتا ہے۔

فائدہ:۔ جب کسی چیز کی تعریف کی جائے اس کو معرَّف اور محدود کہتے ہیں اور جن لفظوں سے تعریف کی جائے ان کو تعریف، معرِّف اور حد کہتے ہیں معرف کی تعریف میں جو پہلا لفظ ہو وہ معرَّف کو بھی شامل ہوتا ہے اور اس کے غیروں کو بھی اور اس کو جنس کہا جاتا ہے اور اس کے بعد جو الفاظ آتے ہیں ان کے ذریعے سے غیروں کو نکالا جاتا ہے اور ان بعد والے الفاظ کو فصل اور قید کہتے ہیں۔ ان الفاظ وقیود کے بارے میں یہ بتلانا کہ فلاں لفظ درجۂ جنس میں ہے معرف کو بھی شامل ہے غیروں کو بھی اور فلاں لفظ اول فصل وقید ہے اس کے ذریعے سے فلاں کو نکالا گیا فلاں لفظ دوسرا فصل اور قید ہے اس سے فلاں چیز کو نکالا گیا اصطلاح میں اس کو فوائد قیود کہا جاتا ہے۔

فوائد قیود:۔ تو یہاں الكلمة معرَّف اور محدود ہے اور لَفْظٌ وُضِعَ الخ تعریف معرِّف اور حد ہے تعریف میں اول لفظ یعنی لفظ درجۂ جنس میں ہے اور یہ معرف کو بھی شامل ہے اور اس کے غیروں کو بھی چنانچہ موضوع مہمل مفرد مرکب سب کو شامل ہے اور وضع کا لفظ فصل اول اور قید اول ہے اس کے ذریعے سے مہملات کو خارج کر دیا گیا جیسے جسق وغیرہ لیکن ابھی تک الفاظ مفردہ اور مرکبہ اور کلام تام اور کلام ناقص سب داخل ہیں بعد میں جو فصل آ رہے ہیں ان کے ذریعے سے کلمہ کے دیگر غیروں کو نکالا جائیگا۔

اشکال:۔ الكلمة مبتدا ہے اور لَفْظٌ وُضِعَ الخ اس کی خبر ہے مبتدا خبر میں تذکیر وتانیث کے اعتبار سے مطابقت کا ہونا ضروری

ہے یعنی مبتدأ مذکر تو خبر بھی مذکر اگر مبتدأ مؤنث تو خبر بھی مؤنث مگر یہاں مبتدأ مؤنث ہے اور اس کی خبر مذکر ہے۔

جواب :۔ مبتدأ اور خبر میں مطابقت اس وقت ضروری ہے جب خبر مشتق ہو اور اس میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو مبتدأ کی طرف راجع ہو۔ اور یہاں نہ خبر مشتق ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ضمیر ہے جو مبتدأ کی طرف لوٹ رہی ہو بلکہ یہاں خبر مصدر ہے جو تذکیر و تانیث کیلئے برابر ہے۔ لھذا یہاں مطابقت کا ہونا ضروری نہیں۔

لِمَعْنًی :۔ لفظ معنی بروزن مفعل میں صیغوی تین احتمال ہیں (۱) ظرف ہے یعنی اسم مکان ہے بمعنی مقصد یعنی قصد کرنے کی جگہ (۲) مصدر میمی ہے (۳) اسم مفعول ہے اصل میں مَعْنُوْیٌ تھا سید والا قانون لگایا واؤ کو یا کیا اور پھر یا کو یا میں مدغم کر دیا تو مَعْنِیٌّ ہوا یا کی مناسبت کی وجہ سے نون کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا پھر خلاف قیاس ایک یا کو حذف کر دیا اور نون کے کسرہ کو فتحہ سے بدل دیا پھر یا کو الف سے بدلا اور پھر الف کو التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو مَعْنًی ہو گیا آخری دونوں صورتوں میں بمعنی مقصود یعنی قصد کیا ہوا ہے اور یہ دوسرا فصل ہے اور اس فصل اور قید سے حروف ھجاء کو خارج کیا گیا کیونکہ ان کی وضع غرض ترکیب کیلئے ہے یعنی کلمات کو جوڑنے اور مرکب کرنے کیلئے انکو بنایا گیا ہے جیسے ض ' ر ' ب سے ضرب بن جاتا ہے اور انکا کوئی معنی نہیں لھذا معنی کی قید سے یہ کلمہ سے خارج ہو گئے کیونکہ کلمہ وہ لفظ ہے جس کی وضع کی گئی ہو معنی کیلئے۔ [۱]

مُفْرَدٍ : فائدہ :۔ یہ باب افعال کا اسم مفعول ہے لغوی معنی الگ کیا ہوا اصطلاحی معنی آگے آ رہا ہے اس میں رفع 'نصب' جر تینوں اعراب جاری ہو سکتے ہیں مرفوع ہونے کی صورت میں یہ لفظ کی صفت ثانیہ ہو گی اس وقت معنی یہ ہو گا کلمہ وہ لفظ مفرد ہے جس کو معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

لفظ مفرد کی تعریف اور اصطلاحی معنی :۔ لفظ مفرد وہ ہے کہ اس کی جز سے معنی کی جز پر دلالت کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔ اور اگر اس کو مجرور پڑھیں تو یہ معنیٰ کی صفت ہو گا اس وقت معنی ہو گا کہ کلمہ وہ لفظ ہے جس کو معنی مفرد کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

معنی مفرد کی تعریف و اصطلاحی معنی :۔ معنی مفرد وہ ہے اس کی جز پر لفظ کی جز سے دلالت کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔

منصوب ہونے کی صورت میں دو احتمال ہیں (۱) یا تو وضع کی ضمیر سے حال ہو گا (۲) یا معنی سے حال ہو گا جو کہ حقیقت میں مفعول بہ ہے بواسطہ حرف جار کے اس وقت معنی یہ ہو گا کلمہ وہ لفظ ہے جس کو وضع کیا گیا ہو واسطے معنی کے حال ہونا اس لفظ کا کہ وہ مفرد ہے یا حال ہونا اس معنی کا کہ وہ مفرد ہے۔

---

[۱] فائدہ :۔ جب حروف ھجاء کو ان کے ناموں سے شمار کیا جائے مثلاً یوں کہا جائے الباء' اللام' المیم' وغیرہ تو اس وقت ان کو حروف ھجاء کہیں گے اور جب وہ کسی کلمہ کا جز ہوں تو اس وقت ان کو حروف مبانی کہیں گے جیسے نصر میں ن' ص' ر' اور جب ان کا کوئی معنی کر رہے ہوں تو اس وقت ان کو حروف معانی کہیں گے جیسے مررت بزید (گزرا میں زید کے ساتھ) اس میں باء کا معنی کر رہے ہیں۔

اعتراض:۔منصوب ہونے کی صورت میں یہ اعتراض ہے کہ جو اسم منصوب ہوتا ہے اس کے آخر میں الف لکھا جاتا ہے جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا تو یہاں مفرد کے آخر میں بھی الف لکھنا چاہئے تھا۔

جواب:۔اسم منصوب کے آخر میں الف اس وقت لکھا جاتا ہے جب منصوب ہونے کے علاوہ کوئی اور احتمال نہ ہو یہاں تو مرفوع اور مجرور ہونے کا احتمال بھی ہے۔لھٰذا الف کا لکھنا درست نہیں اور بھی بہت سے سوال وجواب ہیں جو بڑی کتب میں ذکر کیے جاتے ہیں

مُفْرَدٌ فصل ثالث اور قید ثالث ہے اس کے ذریعے سے مرکب تام اور مرکب ناقص کو خارج کیا گیا ہے کیونکہ مرکب ناقص مثلاً غُلَامُ زَيْدٍ کا معنی ہے زید کا غلام تو ایک جز سے ذات زید اور دوسری جز سے غلام سمجھا جارہا ہے اسی طرح مرکب تام مثلاً زید قائم میں لفظ زید ذات زید پر دلالت کرتا ہے اور قائم اس کے کھڑے ہونے پر دلالت کرتا ہے تو یہ مفرد نہیں بلکہ مرکب ہیں اور ان کو کلام کہیں گے کلمہ کی تعریف ان کو شامل نہیں ہوگی تو اب کلمہ کی تعریف جامع اور مانع ہوگئی۔

فائدہ:۔جامع مانع وہ تعریف ہوتی ہے جو معرف کے تمام افراد کو شامل ہو اور غیروں کے داخل ہونے سے رکاوٹ بنے یعنی غیروں کو نکال دے۔

وَهِيَ مُنْحَصِرَةٌ فِيْ ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ اِسْمٍ وَفِعْلٍ وَحَرْفٍ(۱)

ترجمہ:۔اور وہ کلمہ تین قسموں میں بند ہے یعنی اسم اور فعل اور حرف میں۔

لِاَنَّهَا اِمَّا اَنْ لَّاتَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا وَهُوَ الْحَرْفُ اَوْ تَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا وَيَقْتَرِنَ مَعْنَاهَا بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلٰثَةِ وَهُوَ الْفِعْلُ اَوْ تَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَلَمْ يَقْتَرِنْ مَعْنَاهَا بِهٖ وَهُوَ الْاِسْمُ(۲)

ترجمہ:۔اس لیئے کہ تحقیق وہ کلمہ یا نہیں دلالت کریگا اپنے معنی پر بذات خود اور وہ حرف ہے یا دلالت کریگا اپنے معنی پر بذات خود اور ملا ہوا ہوگا اس کا معنی تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی ایک کے ساتھ اور وہ فعل ہے یا دلالت کریگا اپنے معنی پر بذات خود اور نہیں ملا ہوا ہوگا اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اور وہ اسم ہے۔

---

(۱) حل ترکیب:۔واؤ عاطفہ ھی مبتدأ منحصرۃ صیغہ صفت ھی ضمیر مستتر اس کا فاعل فی حرف جر ثلثۃ مضاف اقسام مضاف الیہ۔مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق منحصرۃ کے منحصرۃ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مبتدأ خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔اسم وفعل وحرف میں تینوں اعراب رفع ونصب وجر پڑھ سکتے ہیں رفع اس لئے کہ یہ مبتدأ محذوف کی خبر بنیں گے۔عبارت یوں ہوگی احدھا اسم وثانیھا فعل وثالثھا حرف۔نصب اس وجہ سے کہ اعنی فعل مقدر کا مفعول بنیں گے عبارت یوں ہوگی اعنی اسما وفعلا وحرفا اور جر اس لئے کہ یہ اقسام سے بدل ہونگے مبدل منہ اور بدل کا ایک ہی اعراب ہوتا ہے۔(۲) حل ترکیب:۔لام حرف جار ان حرف از حروف مشبہ بالفعل ھا ضمیر اسم اما تردیدیہ ان مصدریہ ناصبہ لا نافیہ تدل فعل ھی ضمیر فاعل علی جار معنی موصوف فی جار نفسہا مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہو کر صفت (بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

تشریح:۔ یہاں سے مصنف "کلمہ کے تین قسموں میں منحصر ہونے کی وجہ اور دلیل بیان کرر ہے ہیں اس سے پہلے دعویٰ حصر تھا کہ کلمہ تین قسموں میں بند ہے اب اس دعوٰی کی دلیل حصر اور وجہ حصر کا بیان ہے۔ حاصل اس دلیل حصر کا یہ ہے کہ کلمہ دو حال سے خالی نہیں اپنے معنی پر بذات خود دلالت کریگا یا نہیں اگر وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہ کرے بلکہ دلالت کرنے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہو تو وہ حرف ہوگا یا پھر وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج نہیں ہوگا بلکہ اس سے معنی خود بخود بغیر کسی دوسرے کلمہ کے ملائے سمجھ میں آ جائیگا اور اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہوگا تو وہ فعل ہے اور اگر اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی زمانہ سے مقترن نہ ہوگا تو وہ اسم ہے۔

اسم کی تعریف:۔ فَحَدُّ الْاِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرَ مُقْتَرِنٍ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلٰثَةِ اَعْنِى الْمَاضِىَ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقْبَالَ كَرَجُلٍ وَعِلْمٍ

ترجمہ:۔ پس اسم کی تعریف یہ ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے ایسا معنی جو تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملنے والا نہ ہو مراد لیتا ہوں میں ماضی، حال، استقبال جیسے رجل اور علم۔

تشریح:۔ فحد الاسم پر فا فصیحیہ ہے جو شرط محذوف کے جواب میں آتی ہے یہاں پر شرط محذوف ہے اِذَا بَيَّنَّا دَلِيْلَ الْحَصْرِ فَحَدُّ الْاسْمِ الخ (جب ہم نے دلیل حصر کو بیان کردیا تو اب اسم کی تعریف یہ ہے)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) موصوف صفت سے مل کر مجرور جار مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق لا تدل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف علیہ او عاطفہ تدل علی معنی الخ پھر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یقترن فعل معنا ہا مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل با حرف جار احد مضاف الازمنہ موصوف الثلثہ صفت موصوف صفت سے مل کر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق یقترن کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر معطوف او عاطفہ تدل علی معنی فی نفسہا معطوف علیہ واؤ عاطفہ لم جازمہ جحد یہ یقترن فعل معنا ہا مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل بہ جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق لم یقترن کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر معطوف، لا تدل معطوف علیہ اپنے معطوفات سے مل کر بتاویل مصدر خبر ہے ان کی ان اپنے اسم و خبر سے مل کر بتاویل مفرد مجرور ہوا لام حرف جر کا جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق منحصرۃ کے۔ وھو الحرف، وھو الفعل وھو الاسم مبتدا خبر ہیں۔

حل ترکیب:۔ فا فصیحیہ حد الاسم مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کلمۃ موصوف تدل علی معنی صفت فی نفسہا جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہو کر معنی کی صفت اول۔ یا جار مجرور ظرف لغو متعلق تدل کے۔ پھر تدل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صفت کلمہ کی موصوف صفت سے مل کر خبر مبتدا محذوف ھی کی ھی ضمیر منفصل راجع بسوئے حد الاسم مرفوع محلا مبتدا، مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے حد الاسم مبتدا کی مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ غیر مقترن الخ یا مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی بنا پر مرفوع ہے اصل عبارت یوں تھی ھو غیر مقترن الخ یا معنی سے حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے یا معنی کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے باقی ترکیب واضح ہے۔

فائدہ:۔ اگرچہ دلیل حصر سے اسم، فعل، حرف میں سے ہر قسم کی تعریف سمجھ میں آچکی ہے مگر متوسط اور کمزور ذہن والے طالب علم کیلئے مستقل طور پر ہر ایک کی تعریف کی۔ تعریف کا حاصل یہ ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو اس کی ذات میں ہے یعنی وہ معنی اسی کلمہ سے سمجھا جائے اور اس کے سمجھنے میں کسی اور کلمہ کی طرف احتیاج نہ ہو اور اگر فی بمعنی با کے ہو تو اب اور زیادہ وضاحت ہو جائیگی کہ اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرے بنفسہا یعنی بذات خود یعنی معنی پر دلالت کرنے میں کسی اور کلمہ کے ملانے کی ضرورت نہ ہو ایسا معنی جو تین زمانوں میں سے کسی زمانے سے ملنے والا نہ ہو یعنی اس سے کوئی زمانہ نہ سمجھا جائے۔

فوائد قیود:۔ تعریف میں لفظ کلمہ درجہ جنس میں ہے معرَّف کو بھی شامل ہے اور غیروں یعنی فعل اور حرف کو بھی شامل ہے تدل علی معنی فی نفسہا فصل اول ہے اس سے حرف خارج ہو گیا کیونکہ حرف بذات خود معنی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ ضم ضمیمہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اور غیر مقترن یہ فصل ثانی ہے اور اس سے فعل خارج ہو گیا کیونکہ فعل کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقترن ہوتا ہے اب اسم کی تعریف جامع مانع ہو گئی ہے۔ [1]

وَعَلَامَتُه صِحَةُ الْاِخْبَارِ عَنْهُ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ

ترجمہ:۔ اور اسم کی علامت یہ ہے کہ اس سے خبر دینا صحیح ہو جیسے زید قائم۔

تشریح:۔ یعنی اس میں یہ لیاقت اور صلاحیت ہو کہ وہ مخبر عنہ اور محکوم علیہ بن سکے چاہے فی الحال فی الفور مخبر عنہ اور محکوم علیہ نہ بھی ہو جیسے زید بکر وغیرہ۔ جب ترکیب میں واقع نہ ہو رہے ہوں تو اگرچہ فی الحال وہ مخبر عنہ اور محکوم علیہ نہیں ہیں لیکن ترکیب میں آکر مخبر عنہ اور

---

[1] سوال:۔ اسم کی تعریف جامع اور مانع نہیں کیونکہ اسم فاعل اور اسم مفعول اور اسمائے افعال یہ سب ہیں تو اسم مگر ان میں زمانہ پایا جاتا ہے جیسے زید ضارب عمرو اغدا (زید عمرو کو مارنے والا ہے کل) اسم مفعول کی مثال زید مضروب غلامہ غدا (زید کا غلام کل مارا جائیگا) تو ان میں زمانہ استقبال کا پایا گیا اسمائے افعال کی مثال ھیہات زید بمعنی بعد زید (یعنی دور ہوا زید گزرے ہوئے زمانے میں) یہ اسم فعل ہے اور اس میں ماضی کا زمانہ پایا جا رہا ہے۔ تو اسم کی تعریف اپنے افراد کو شامل نہ رہی اور پھر یہ تعریف مانع بھی نہیں ہے کیونکہ کچھ افعال ایسے ہیں جن میں زمانہ نہیں پایا جاتا جیسے نعم بئس وغیرہ ان کو یہ تعریف شامل ہو جائیگی حالانکہ یہ اسم نہیں ہیں تو تعریف مانع بھی نہ رہی حالانکہ تعریف کا جامع مانع ہونا ضروری ہے۔

جواب:۔ غیر مقترن الخ سے مراد یہ ہے کہ اسم کا معنی باعتبار وضع کے تین زمانوں میں سے کسی زمانے کے ساتھ مقترن نہ ہو اگرچہ پھر استعمال میں اس میں زمانہ پایا بھی جائے تو کوئی حرج نہیں اسم فاعل اسم مفعول اور اسمائے افعال ایسے ہیں کہ ان میں باعتبار وضع کے زمانہ نہیں تھا اور استعمال کی وجہ سے ان میں زمانہ پایا جاتا ہے لھذا یہ اسم میں داخل رہیں گے اور اسم کی تعریف ان کو شامل ہوگی اور افعال مدح وذم نعم وبئس میں باعتبار وضع کے زمانہ تھا لیکن اب استعمال میں ان سے زمانہ جاتا رہا تو ان کو اسم کی تعریف شامل نہ ہوگی لھذا اسم کی تعریف جامع بھی ہے اور مانع بھی ہے۔

حل ترکیب:۔ علامتہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدأ، صحۃ مضاف، الاخبار مضاف الیہ، عنہ جار مجرور ظرف لغو متعلق الاخبار کے، مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر۔ نحو زید قائم خبر ہے مبتدأ محذوف نحوہ کی۔

محکوم علیہ بن سکتے ہیں جیسے زید قائم میں زید مخبر عنہ اور محکوم علیہ ہے یعنی مبتدأ ہے اور قائم محکوم بہ اور مخبر بہ یعنی خبر ہے۔

سوال :۔ اسم کی تعریف سے ہی اسم کی پہچان ہو جاتی ہے تو پھر تعریف کے بعد اسم کی علامات بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب :۔ ہر وہ چیز جو خارج میں موجود اور محسوس ہے اس کے دو وجود ہوتے ہیں۔(۱) وجود ذہنی: جو ذہن میں ہو۔(۲) وجود خارجی: جو خارجی جہان میں ہو۔ تعریف کے ذریعے شی کا وجود ذہنی حاصل ہوتا ہے اور علامات کے ذریعے سے شی کا وجود خارجی حاصل ہوتا ہے تو اسم کی تعریف سے اسی طرح فعل وحرف کی تعریف سے انکا وجود ذہنی حاصل ہوگا اور انکی علامات سے انکا وجود خارجی حاصل ہوگا علامات کو دیکھ کر الفاظ وکلمات میں اسم وفعل وحرف کو پہچان لیں گے۔

فائدہ :۔ مخبر عنہ اسم کی نشانی اس لئے ہے کہ اھل عرب نے فعل کو صرف مخبر بہ ہونے کیلئے وضع کیا ہے اب اگر فعل کو مخبر عنہ بنایا جائے تو خلاف وضع لازم آئیگا باقی رہا حرف تو وہ جب بذات خود اپنے معنی پر دلالت ہی نہیں کرسکتا تو وہ بے چارہ نہ مخبر عنہ بن سکتا ہے اور نہ ہی مخبر بہ یعنی نہ مسند الیہ ومحکوم علیہ ومبتدأ بن سکتا ہے اور نہ ہی مسند بہ ومحکوم بہ وخبر بن سکتا ہے۔

وَالْإِضَافَةُ نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ ترجمہ: اور مضاف ہونا جیسے غلام زید (زید کا غلام)

تشریح :۔ اس کا عطف صحۃ پر ہے الاضافۃ سے مراد کونُ الشَّیءِ مُضَافًا بِتَقْدِیرِ حَرْفِ الْجَرِ یعنی اسم کی دوسری علامت کسی لفظ کا بتقدیر حرف جر مضاف ہونا جیسے غلام زید میں لفظ غلام اصل میں غلام لزید تھا اس میں لام حرف جر کو مقدر و محذوف کر کے غلام کو زید کی طرف مضاف کر دیا تو غلام زید ہوا۔

فائدہ :۔ اضافت اسم کی نشانی اس لئے ہے کہ اضافت یا تعریف کا فائدہ دیتی ہے یعنی نکرہ کو معرفہ بناتی ہے جب نکرہ کو معرفہ کی طرف مضاف کیا جائے جیسے غلام زید۔ یا تخصیص کا فائدہ دیتی ہے جب نکرہ کو نکرہ کی طرف مضاف کیا جائے جیسے غلام رجل۔ یا تخفیف کا فائدہ دیتی ہے جب اضافت لفظیہ ہو یعنی صیغہ صفت کا اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور یہ تینوں چیزیں یعنی تعریف، تخصیص اور تخفیف خاص ہیں اسم کے ساتھ لھذا اضافت بھی اسم کے ساتھ خاص ہوگی اور اس کی علامت ونشانی ہوگی۔

فائدہ :۔ بتقدیر حرف جر کی قید اسلئے لگائی کہ اگر حرف جر مقدر نہ ہو بلکہ مذکور ہو تو فعل بھی مضاف ہوتا ہے جیسے مررت بزید میں مررت فعل بواسطہ حرف جار لفظی مضاف ومنسوب ہے زید کی طرف۔

فائدہ :۔ بعض نحویوں کا خیال ہے کہ مضاف ہونا اسم کی نشانی ہے نہ کہ مضاف الیہ ہونا کیونکہ مضاف الیہ جیسے اسم ہوتا ہے اسی طرح فعل یا جملہ فعلیہ بھی مضاف الیہ ہوتا ہے جیسے قول باری تعالی یومَ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ میں یوم مضاف تو اسم ہے اور ینفع الخ فعل یا جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ ہے۔ بعض نحویوں کے ہاں مضاف کی طرح مضاف الیہ ہونا بھی اسم کی علامت ہے باقی جہاں فعل یا جملہ

حل ترکیب :۔ واؤ عاطفہ الاضافۃ کا عطف ہے صحۃ پر لھذا یہ بھی علامۃ مبتدأ کی خبر ہے۔

فعلیہ مضاف الیہ بن رہے ہوں گے تو ان کو مصدر کی تاویل میں کر کے اسم بنایا جائیگا جیسا کہ یہاں یوم ینفع الخ بمعنی یوم نفع الصادقین ہے۔

وَدُخُوْلُ لَامِ التَّعْرِيْفِ كَالرَّجُلِ(۱)　　ترجمہ:اور لام تعریف کا داخل ہونا جیسے الرجل۔

تشریح:۔اسکا عطف بھی صحۃ پر ہے یعنی اسم کی علامتوں میں سے ایک علامت لام تعریف کا داخل ہونا بھی ہے جیسے الرجل میں لام تعریف اسم پر داخل ہے اور یہ علامت لفظی ہے۔

فائدہ:۔لام تعریف اسم کی نشانی اس لئے ہے کہ یہ تعریف کا فائدہ دیتا ہے اور تعریف اسم کے ساتھ خاص ہے فعل وحرف میں تعریف وتنکیر کا تصور نہیں ہے لھذا لام تعریف اسم کے ساتھ خاص ہوگا۔ ل

فائدہ:۔مصنفؒ نے لام تعریف کہا تا کہ لام امر ،لام کیؔ اور لام تاکید وغیرہ خارج ہو جائیں۔

سوال:۔مصنفؒ نے دُخُوْلُ لَامِ التعریف کہا حالانکہ مشہور تو یہ ہے کہ الف لام دونوں تعریف کا فائدہ دیتے ہیں تو دُخُوْلُ الِفِ التَّعْرِيْفِ وَلَامِه کہنا چاہئے تھا؟

جواب:۔دراصل حرف تعریف میں نحویوں کا اختلاف ہے تین مذھب ہیں (۱)امام سیبویہؒ کے ہاں حرف تعریف صرف لام ہے اور ھمزہ شروع میں صرف ابتداء بالسکون کے محال ہونے کی وجہ سے زیادہ کیا جاتا ہے۔

(۲)امام خلیل بن احمدؒ کا مذھب یہ ہے کہ حرف تعریف مجموعہ الف لام ہے جیسے ھل۔استفہام کیلئے دو حرفوں کا مجموعہ ہے (۳)امام مبردؒ کے نزدیک حرف تعریف صرف ھمزہ ہے لام اس کے بعد اس لئے زیادہ کیا جاتا ہے تا کہ ھمزہ تعریف اور ھمزہ استفہام میں فرق ہو جائے۔مصنفؒ کے نزدیک سیبویہ کا مذھب پسندیدہ ہے اس لئے انہوں نے لام التعریف کہا۔

وَالْجَرُّوَالتَّنْوِيْنُ نَحْوُ بِزَيْدٍ(۲)　　ترجمہ:اور جر اور تنوین کا داخل ہونا جیسے بزید۔

تشریح:۔الجر والتنوین کا عطف لام التعریف پر ہے مطلب یہ ہوگا کہ اسم کی علامت داخل ہونا جر کا اور تنوین کا یہاں

---

(۱)حل ترکیب:۔واؤ عاطفہ دخول مضاف لام پھر مضاف،التعریف مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا دخول مضاف کا،دخول مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف ہے صحۃ پر۔

(۲)حل ترکیب:۔الجر والتنوین مجرور ہوکر معطوف ہیں لام التعریف پر عبارت یوں ہوگی دخول الجر والتنوین۔

ل دوسری وجہ یہ ہے کہ لام تعریف معنی مستقل مطابقی کے متعین ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ معنی اسم کے علاوہ فعل اور حرف میں نہیں پایا جاتا کیونکہ حرف کا معنی تو بالکل غیر مستقل ہے اور فعل اگرچہ معنی مستقل پر دلالت کرتا ہے مگر وہ معنی مطابقی نہیں بلکہ تضمنی ہے یعنی فعل کا کل معنی مستقل نہیں بلکہ معنی کی ایک جز مستقل ہے اور ایک جز غیر مستقل ہے تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

دخول سے مراد مجاز الحوق ہے کیونکہ دخول کا معنی ہے شروع میں آنا اور لحوق کا معنی ہے آخر میں آنا جر اور تنوین آخر میں لاحق ہوتے ہیں

فائدہ:۔ جر اسم کی علامت اس لئے ہے کہ یہ اثر ہے حرف جار کا اور حرف جر جو مؤثر ہے اسم پر داخل ہوتا ہے لھذا اس کا اثر بھی اسم کے ساتھ خاص ہوگا تا کہ مؤثر کا بغیر اثر کے پایا جانا لازم نہ آئے جیسے بزید اس کے آخر میں جر ہے با جارہ کی وجہ سے۔

والتنوینُ:۔ اور اسم کی علامت تنوین کا آخر میں ہونا ہے۔ اور تنوین وہ نون ساکن ہے جو پڑھنے میں آئے اور لکھنے میں نہ آئے۔ پھر تنوین کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) **تنوین تمکن**: جو اسم کے متمکن ومنصرف ہونے پر دلالت کرے جیسے زیـــــدوغیرہ۔ (۲) **تنوین تنکیر**:۔ جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے جیسے صہ اس کا معنی ہے اُسکُتْ سُکُوْتاً مَّا (چپ کر کسی وقت چپ کرنا) (۳) **تنوین تقابل**: جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں آئے جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں جیسے مسلمات میں تنوین مسلمون کے نون کے مقابلے میں ہے۔ (۴) **تنوین عوض**: جو مضاف الیہ کے عوض مضاف کے آخر میں آئے جیسے یومئذ حینئذ۔ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذاً حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذاً تھا کان کذا جملہ مضاف الیہ کو حذف کر کے اسکے عوض یوم اذ حین۔ اذ کے آخر میں تنوین لے آئے تو یومئذ حینئذ ہوگئے (۵) **تنوین ترنم**: جو سر لگانے کیلئے اشعار کے آخر میں آتی ہے

جیسے۔ اَقِلّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

العتابن اور اصابن میں تنوین ترنم ہے۔ ان پانچ قسموں میں سے تنوین ترنم تو فعل وحرف میں بھی پائی جاتی ہے جیسے اصابن فعل ہے اس میں تنوین ترنم ہے حرف کی مثال قدِ قد حرف کے آخر میں تنوین ترنم ہے باقی چار اسم کے ساتھ خاص ہیں چونکہ اکثر تناوین اسم کے ساتھ خاص ہیں اس لئے لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُل کے قاعدہ سے مطلق تنوین کو اسم کی علامت شمار کیا۔

فائدہ: تنوین اسم کی نشانی کیوں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جن چیزوں کیلئے یہ چار تنوینیں آتی ہیں یعنی تمکن تنکیر وغیرہ یہ سب اسم میں پائی جاتی ہیں لھذا یہ چار تنوینیں بھی اسم کے ساتھ خاص ہونگی تفصیل انشاء اللہ حروف کی بحث میں آئیگی

وَالتَّثْنِيَةُ وَالْجَمْعُ وَالنَّعْتُ وَالتَّصْغِيْرُ وَالنِّدَاءُ

ترجمہ:۔ اور تثنیہ ہونا اور جمع ہونا اور صفت ہونا اور مصغر ہونا اور منادی ہونا۔

تشریح:۔ اس عبارت کا عطف صحۃ یا دخول پر ہے مطلب یہ ہوگا اسم کی علامت تثنیہ اور جمع الخ ہونا ہے تثنیہ اور جمع اس لئے اسم کی علامات ہیں کہ یہ تعدد پر دلالت کرتے ہیں اور تعدد فعل اور حرف میں نہیں ہوتا صرف اسم میں ہوتا ہے جیسے رجلان دو مرد رجال بہت سارے مرد۔

حل ترکیب:۔ التثنیہ معطوف علیہ اپنے سب معطوفات سے مل کر معطوف ہے دخول پر یا صحۃ پر۔

سوال:۔تثنیہ اور جمع تو فعل میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے ضَرَبَا وَضَرَبُوْا تو یہ اسم کی نشانی کیسے بنے؟

جواب:۔فعل ہمیشہ مفرد ہوتا ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا اور ظاہر میں جو تثنیہ اور جمع معلوم ہوتا ہے در حقیقت وہ فعل کا فاعل تثنیہ اور جمع ہوتا ہے اور فاعل اسم ہوتا ہے جیسے ضربا میں الف تثنیہ کی ضمیر بارز ہے جو فعل کا فاعل ہے اور ضربوا میں واؤ جمع کی ضمیر بارز ہے جو فعل کا فاعل ہے اور ضمیر بارز اسم ہے۔

وَالنَّعْتُ:اسم کی علامت کلمہ کا صفت ہونا بھی ہے یہ اس لئے نشانی ہے کہ کسی شئی کا صفت ہونا شئی کے زائد معنی پر دلالت کرنے کیلئے ہے اور زیادتی والا معنی اسم میں پایا جاتا ہے فعل اور حرف زیادتی کو قبول نہیں کرتے۔

اعتراض:فعل بھی صفت بنتا ہے جیسے جاء نی رجل یضرب میں یضرب فعل یا جملہ فعلیہ ہے رجل موصوف کی صفت ہے

جواب:۔جہاں بھی فعل یا جملہ فعلیہ صفت ہوگا وہ اسم مفرد کی تاویل میں ہوگا یہاں بھی یضرب بمعنی ضارب ہے تو عبارت بن جائیگی جاء نی رجل ضارب۔

وَالتَّصْغِيْرُ:۔یعنی کسی شئی کا مصغر ہونا بھی اسم کی علامت ہے اس لئے کہ تصغیر یعنی مصغر ہونا یہ شئی کی حقارت پر دلالت کرتا ہے اور فعل وحرف حقارت کو قبول نہیں کرتے جیسے رَجُلٌ سے رُجَيْلٌ چھوٹا مرد۔

وَالنِّدَاءُ:۔کسی لفظ کا منادی ہونا بھی اسم کی علامت ہے یہ اس لئے کہ منادی ہونا اثر ہے حرف نداء کا اور حرف نداء اسم کے ساتھ خاص ہے لھٰذا اس کا اثر بھی اسم کے ساتھ خاص ہوگا تا کہ مؤثر کا بغیر اثر کے ہونا لازم نہ آئے۔

فَاِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ خَوَاصُّ الْاِسْمِ ترجمہ:۔پس تحقیق یہ سب علامات اسم کے خاصے ہیں۔

تشریح:۔یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض:۔یہ ہے کہ علامت کسی چیز کی وہ ہوتی ہے جو اس سے جدا نہ ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اسموں پر تنوین اور لام تعریف داخل نہیں ہوتے جیسے ضمائر اور اسمائے اشارہ۔لھٰذا یہ اسم کی علامات نہیں ہیں۔

جواب:۔مصنفؒ نے جواب دیا کہ علامت سے مراد خاصہ ہے اور خاصہ کسی چیز کا وہ ہوتا ہے جو اسکے علاوہ کسی دوسری چیز میں نہ پایا جائے۔پھر خاصہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) شاملہ:۔وہ ہے جو اس چیز کے سارے افراد میں پایا جائے۔(۲) غیر شاملہ:وہ ہے جو اس

حل ترکیب:۔فافصیحیہ ہے شرط یہاں محذوف ہے اذا علمت ان ھٰذہ علامات الاسم یعنی جب تو نے جان لیا کہ تحقیق یہ سب اسم کی علامات ہیں تو پس جان لیجئے کہ بے شک یہ سب علامات اسم کے خاصے ہیں اِنَّ حرف کل مضاف ھٰذہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر ان کا اسم خواص الاسم مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر۔

کے سارے افراد میں نہ پایا جائے بلکہ بعض میں ہو۔اور یہ علامات خاصے غیر شاملہ ہیں اسم کے علاوہ فعل اور حرف میں نہیں پائے جاتے پھر بعض اسموں میں کوئی خاصہ،ور بعض میں کوئی دوسرا خاصہ پایا جاتا ہے۔

وَمَعْنَى الْإِخْبَارِ عَنْهُ اَنْ يَّكُوْنَ مَحْكُوْمًا عَلَيْهِ لِكَوْنِهٖ فَاعِلًا اَوْ مَفْعُوْلًا اَوْ مُبْتَدَأً (۱)

ترجمہ:۔اور معنی اخبار عنہ کا یہ ہے کہ وہ محکوم علیہ ہو سکے بوجہ ہونے اس کے فاعل یا مفعول مالم یسم فاعلہ یا مبتدأ۔

تشریح:۔چونکہ بقیہ خواص وعلامات کی مراد واضح تھی اس لئے تفسیر وتشریح کی ضرورت نہ تھی اور اسم کی علامت الاخبار عنہ کی مراد واضح نہ تھی تو وضاحت کردی۔الاخبار عنہ سے یہ وہم ہوسکتا ہے کہ مراد اس سے صرف مبتدأ ہونا ہے فاعل اور نائب فاعل ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ مبتدأ کے علاوہ کوئی اور چیز مخبر عنہ نہیں ہوتی مخبر عنہ کا لفظ صرف مبتدأ پر بولا جاتا ہے تو مصنف نے اس عبارت سے واضح کیا کہ مخبر عنہ سے مراد محکوم علیہ ہونا ہے لھذا یہ فاعل اور نائب فاعل کو بھی شامل ہے۔اگر مصنف اس طرح فرماتے کہ علامۃ صحۃ کونہ محکوما علیہ تو وضاحت کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔

وَيُسَمّٰى اِسْمًا لِسُمُوِّهٖ عَلٰى قَسِيْمَيْهِ لَا لِكَوْنِهٖ وِسْمًا عَلَى الْمَعْنٰى (۲)

ترجمہ:۔اور نام رکھا جاتا ہے اس اسم کا اسم بوجہ بلند ہونے اس کے اپنے دونوں قسیموں پر نہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے معنی پر علامت ہے۔

تشریح:۔اس عبارت کی غرض اسم کی وجہ تسمیہ کا بیان ہے پھر اسم کے اصل کے بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے بصریوں کے نزدیک اِسْمٌ اصل میں سِمْوٌ تھا (بکسر سین وسکون میم) بمعنی بلند ہونا دلیل اس اصل کی یہ ہے کہ اِسْمٌ کی جمع اَسْمَاءٌ اور اَسَامِی آتی ہے اور تصغیر سُمَيٌّ آتی ہے جو اصل میں سُمَيْوٌ تھا اور تصغیر اور جمع ہی سے لفظ کی اصل معلوم ہوتی ہے معلوم ہوا کہ یہ لفظ ناقص واوی

---

(۱) حل ترکیب:۔معنی مضاف الاخبار مصدر معرف باللام عنہ جار مجرور ظرف ا[illegible]ں کے متعلق مصدر اپنے متعلق سے مل کر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدأ ان مصدر۔یہ ناصبہ یکون فعل از افعال ناقصہ ہو ضمیر مستتر اسم محکوما صیغہ صفت اسم مفعول علیہ جار مجرور اس کا نائب فاعل صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل سے ملکر خبر،لام جار کون فعل ناقص مضاف ہ ضمیر محلا مجرور مضاف الیہ معنی مرفوع اسم فاعلا معطوف علیہ او عاطفہ مفعولا معطوف او عاطفہ مبتدأ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر،کون اسم وخبر سے ملکر مجرور،جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یکون کے،یکون اپنے اسم وخبر ومتعلق سے ملکر بتاویل مصدر خبر ہے۔

(۲) حل ترکیب:۔واؤ عاطفہ یا استینافیہ یسمی فعل مجہول ہو ضمیر مستتر نائب فاعل اسما مفعول بہ لام حرف جر سمو مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ علی جار قسیمیہ مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق سمو کے سمو مضاف۔اپنے مضاف الیہ ومتعلق سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف علیہ لا عاطفہ لام جار کون فعل ناقص مضاف ہ ضمیر محلا مجرور مضاف الیہ معنی مرفوع اسم،وسما موصوف علی المعنی جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا کے ہو کر صفت ہے وسما کی،موصوف صفت سے ملکر خبر کون اپنے اسم وخبر سے مل کر مجرور،جار مجرور سے ملکر معطوف ہے لسموہ پر۔معطوف علیہ معطوف سے ملکر ظرف لغو متعلق یسمی کے فعل اپنے نائب فاعل مفعول اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ہے پھر واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض شروع میں ھمزہ وصلی مکسور لے آئے پھر سین کو تخفیفا ساکن کر دیا تو اسم ہو گیا تو نحوی اسم کا نام اسم اس لئے رکھا گیا کہ اسم کا معنی ہے بلند ہونا چونکہ یہ اپنے دونوں قسیموں یعنی فعل وحرف سے بلند ہے کہ تنہا اسم سے کلام مرکب ہو جاتی ہے کیونکہ اسم مسند بھی ہوتا ہے اور مسند الیہ بھی جیسے زید قائم بخلاف فعل اور حرف کے کہ تنہا ان سے کلام نہیں بنتی کیونکہ فعل صرف مسند ہوتا ہے مسند الیہ نہیں ہوتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ۔

کوفیوں کے نزدیک یہ اصل میں وسم تھا بمعنی علامت واؤ مکسور کو ھمزہ سے بدلا جیسے وشاح سے اشاح چونکہ اسم اپنے معنی مدلول ومسمی پر علامت ہوتا ہے اس لئے نحوی اسم کا نام اسم رکھا گیا۔ مصنفؒ کے نزدیک بصریوں کا مذہب راجح ہے کیونکہ کوفیوں والی وجہ تسمیہ تو فعل میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ فعل بھی اپنے معنی اور مدلول پر علامت ہوتا ہے تو اس کا نام بھی پھر اسم رکھنا چاہئے حالانکہ نہیں رکھتے لھذا بصریوں والی وجہ تسمیہ راجح ہے۔ اور مصنف کا مذہب بھی یہی ہے کیونکہ لالکونہ نے کوفیوں کے مذہب کو رد کر دیا ہے۔

وَحَدُّ الْفِعْلِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا دَلَالَةً مُقْتَرِنَةً بِزَمَانٍ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى كَضَرَبَ يَضْرِبُ اِضْرِبْ

ترجمہ:۔ اور فعل کی تعریف، فعل وہ کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو ہونے والا ہو اس کی ذات میں ایسی دلالت جو مقترن ہو اس معنی کے زمانہ کے ساتھ جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ، اِضْرِبْ۔

تشریح:۔ اسم کی تعریف وعلامات بیان کرنے کے بعد اب فعل کی تعریف وعلامات بیان کرتے ہیں حاصل یہ ہے کہ فعل وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور اس کا معنی تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے ضرب، یضرب، اضرب۔

فوائد قیود:۔ تعریف میں لفظ کلمۃ جنس ہے جو معرّف یعنی فعل اور غیر معرّف یعنی اسم وحرف سب کو شامل ہے تدل علی معنی فی نفسہا فصل اول ہے اس سے حرف خارج ہو گیا کیونکہ یہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہیں کرتا اور دلالۃ مقترنۃ بزمان ذلک المعنی یہ فصل ثانی ہے اس سے اسم خارج ہو گیا کیونکہ اس میں زمانہ نہیں ہوتا۔ [1]

حل ترکیب:۔ حد الفعل مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ کلمۃ موصوف تدل فعل ھی ضمیر فاعل علی جار معنی موصوف فی نفسہا جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن کے ہو کر صفت موصوف صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تدل کے یا فی نفسہا بمعنی بنفسہا ہو کر ظرف لغو متعلق تدل کے۔ دلالۃ موصوف مقترنۃ صیغہ صفت اسم فاعل ھی ضمیر فاعل با جار زمان مضاف ذلک اسم اشارہ المعنی مشار الیہ اسم اشارہ مشار الیہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مقترنۃ کے، مقترنۃ اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر صفت، دلالۃ موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق تدل کا، تدل اپنے فاعل ومتعلق ومفعول مطلق سے ملکر صفت، کلمۃ موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر ہے مبتدأ محذوف ھی کی۔ ھی ضمیر منفصل راجع بسوئے حد الفعل مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے حد الفعل مبتدأ کی۔ مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

[1] سوال:۔ آپ کی تعریف جامع مانع نہیں کیونکہ افعال منسلخہ یعنی جو زمانے سے خالی ہیں یعنی افعال مدح وذم (بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

سوال:۔فعل کی تعریف فعل مضارع پر سچی نہیں آتی کیونکہ فعل مضارع میں دوزمانے ہوتے ہیں حال اور مستقبل اور آپ نے فعل کی تعریف کی ہے کہ اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہو تو یہ تعریف جامع نہیں۔

جواب:۔فعل مضارع میں جب دوزمانے ہیں تو دو کے ضمن میں ایک بطریق اولی ہے لھذا تعریف اس پر سچی آئیگی مزید تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

وَعَلَامَتُه اَنْ يَصِحَّ الْاِخْبَارُ بِه لَا عَنْهُ(۱) ترجمہ:۔اور علامت اس فعل کی یہ ہے کہ اس کے ساتھ خبر دینا صحیح ہو نہ کہ اس سے۔

تشریح:۔یعنی اس کو مخبر بہ ومحکوم بہ ومسند بہ اور خبر بنانا صحیح ہو۔مخبر عنہ ومسند الیہ ومحکوم علیہ ومبتدأ بنانا صحیح نہ ہو۔اگر مسند بہ اور مسند الیہ دونوں بنانا صحیح ہوں تو وہ اسم ہے اگر صرف مسند بہ بنانا صحیح ہو مسند الیہ بنانا صحیح نہ ہو تو یہ فعل ہے مخبر بہ ہونا فعل کی علامت اس لئے ہے کہ فعل عرض ہے یعنی غیر کے ساتھ قائم ہونے والا ہے اور اعراض صرف مسند بہ ہوتے ہیں۔

وَدُخُولُ قَدْ وَالسِّيْنِ وَسَوْفَ وَالْجَزْمِ(۲) ترجمہ:۔اور داخل ہونا قد اور سین اور سوف اور جزم کا۔

تشریح:۔اس عبارت کا عطف ان یصح پر ہے فعل کی دوسری علامت قد کا داخل ہونا ہے قد اس لئے فعل کی علامت ہے کہ قد ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے اور کبھی تحقیق اور کبھی تقلیل کیلئے آتا ہے یہ سب باتیں فعل میں پائی جاتی ہیں لھذا یہ فعل کی علامت ہے۔تیسری علامت سین کا شروع میں آنا اور چوتھی علامت سوف کا شروع میں آنا یہ دونوں اس لئے علامت ہیں کہ یہ استقبال کا معنی دیتے ہیں۔پھر سین استقبال قریب کے لئے اور سوف استقبال بعید کے لئے ہے اور زمانہ استقبال صرف فعل میں پایا جاتا ہے لھذا یہ دونوں فعل کی علامتیں ہیں۔پانچویں علامت جزم کا آخر میں آنا یہ اس لئے علامت ہے کہ یہ اثر ہے حروف جازمہ کا اور حروف جازمہ جو مؤثر ہیں وہ فعل پر ہی داخل ہوتے ہیں لھذا ان کا اثر بھی فعل کے ساتھ خاص ہوگا تا کہ مؤثر کا بغیر اثر کے پایا جانا لازم نہ آئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جیسے نعم اور بئس وغیرہ یہ خارج ہو جائیں گے حالانکہ یہ معرف کے افراد ہیں اور اسمائے افعال جن میں زمانہ ہوتا ہے جیسے ھیھات شتان وغیرہ یہ داخل ہو جائیں گے حالانکہ یہ معرف کے غیر ہیں؟

جواب:۔دلالۃ مقترنۃ بزمان الخ میں جو اقتران زمانی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ معنی باعتبار وضع کے زمانہ سے مقترن ہو ملا ہوا ہو، نہ یہ کہ استعمال میں زمانہ نہ پایا جائے نعم اور بئس کو اب تعریف شامل ہوگی کیونکہ باعتبار وضع کے ان میں زمانہ تھا اگرچہ استعمال میں جاتا رہا اور اسمائے افعال کو شامل نہیں کیونکہ باعتبار وضع کے ان میں زمانہ نہیں تھا اگرچہ استعمال میں زمانہ پایا جاتا ہے لھذا یہ تعریف جامع بھی ہے اور مانع بھی۔

(۱) حل ترکیب:۔علامتہ مبتدأ ان مصدریہ ناصبہ یصح فعل الاخبار مصدر معرف باللام بہ جار مجرور ظرف لغو الاخبار کے متعلق لا عاطفہ عنہ جار مجرور کا عطف بہ پر پھر الاخبار فاعل یصح اپنے فاعل سے ملکر بتاویل مفرد خبر۔

(۲) حل ترکیب: دخول مضاف قد معطوف علیہ السین وسوف والجزم معطوفات معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مضاف الیہ مضاف الیہ سے ملکر معطوف ہے ان یصح پر۔

وَالتَّصْرِيْفُ اِلَى الْمَاضِيْ وَالْمُضَارِعِ (۱) ترجمہ:۔اور ماضی اور مضارع کی طرف پھیرنا۔

تشریح: کسی کلمہ کا ماضی اور مضارع ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے ضرب یضرب اس لئے کہ ماضی اور مضارع کی طرف پھرنا اور تقسیم ہونا باعتبار زمانہ کے ہوگا اور زمانہ صرف فعل میں پایا جاتا ہے۔

وَكَوْنِهٖ اَمْرًا اَوْنَهْيًا (۲) ترجمہ:۔اور امر یا نھی ہونا۔

تشریح:۔کسی کلمہ کا امر یا نھی ہونا بھی فعل کی علامت ہے یعنی جو کلمہ امر یا نھی ہوگا وہ فعل ہوگا جیسے اضرب لاتضرب اس لئے کہ یہ دونوں طلب کیلئے آتے ہیں اور طلب صرف فعل میں ہوتی ہے۔

وَاِتِّصَالُ الضَّمَائِرِ الْبَارِزَةِ الْمَرْفُوْعَةِ نَحْوُ ضَرَبْتُ(۳) ترجمہ:۔اور متصل ہونا ضمائر بارزہ مرفوعہ کا جیسے ضربت۔

تشریح:۔کسی کلمہ کے ساتھ ضمیر بارز مرفوع کا متصل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جس کلمہ کے ساتھ یہ ضمیر متصل ہوگی وہ فعل ہوگا جیسے ضربت میں ت ضمیر بارز مرفوع متصل ہے اور ضربت میں ت ضمیر بارز مرفوع متصل ہے اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ میں ت ضمیر بارز مرفوع متصل ہے ضربنا جمع متکلم میں نا ضمیر بارز مرفوع متصل ہے۔ضمیر بارز مرفوع کا متصل ہونا اس لئے علامت ہے کہ یہ ضمیر فاعل ہوتی ہے اور فاعل فعل کا ہوتا ہے۔

وَتَاءُ التَّانِيْثِ السَّاكِنَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ (۴) ترجمہ:۔اور تائے تانیث ساکنہ کا متصل ہونا جیسے ضربت۔

تشریح:۔یہ اس لئے علامت ہے کیونکہ تائے تانیث ساکنہ فاعل کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے اور فاعل فعل کا ہوتا ہے۔[1]

وَنُوْنَيِ التَّاكِيْدِ(۵) ترجمہ:۔اور تاکید کے دونون (یعنی نون ثقیلہ اور خفیفہ کا متصل ہونا)۔

---

(۱) حل ترکیب:۔التصریف مصدر معرف باللام الی جار الماضی معطوف علیہ المضارع معطوف پھر جار مجرور ظرف لغو متعلق مصدر کے پھر اس کا عطف ہے ان یصح پر۔(۲) حل ترکیب: کون مصدر فعل ناقص ہ ضمیر اسم امرا اونھیا معطوف علیہ معطوف، سے مل کر خبر کون اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف ہے ان یصح پر۔

(۳) حل ترکیب:۔اتصال مضاف الضمائر موصوف البارزۃ صفت اول المرفوعۃ صفت ثانی۔موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف ہے ان یصح پر۔

(۴) حل ترکیب:۔تاء مضاف التانیث مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر موصوف الساکنۃ صفت موصوف صفت سے ملکر معطوف ہے الضمائر پر۔

[1] فائدہ:۔تائے تانیث متحرکہ اسم کی نشانی ہے تو اس کے مقابلے میں تائے تانیث ساکنہ کو فعل کی نشانی بنادیا برعکس نہیں کیا کیونکہ اسم خفیف ہے اور فعل ثقیل ہے ادھر تاء ساکنہ خفیف ہے اور تاء متحرکہ ثقیل ہے تو خفیف کو ثقیل اور ثقیل کو خفیف علامت دیدی تاکہ برابری ہو جائے۔

(۵) حل ترکیب:۔نونی مضاف التاکید مضاف الیہ پھر اس کا عطف ہے الضمائر پر۔

تشریح: یہ اس لئے علامت ہیں کہ یہ دونوں نون طلب کی تاکید کیلئے آتے ہیں اور طلب والا معنی فعل میں پایا جاتا ہے

فَاِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ خَوَاصُّ الْفِعْلِ (۱) ترجمہ:۔پس تحقیق یہ سب علامتیں فعل کے خاصے ہیں۔

تشریح:۔ یہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے کہ علامت کسی شئی کی وہ چیز ہوتی ہے جو اس سے کبھی جدا نہ ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں سے بعض نشانیاں فعل سے جدا ہیں مثلا نون تاکید فعل ماضی میں لاحق نہیں ہوتا اور تائے تانیث ساکنہ مضارع کے ساتھ لاحق نہیں ہوتی لھذا یہ فعل کی علامتیں نہیں ہونی چاہئیں۔

جواب:۔ مصنف نے جواب دیا کہ علامت سے مراد خاصہ ہے اور خَاصَّةُ الشَّئِ مَا يُوْجَدُ فِيْهِ وَلَا يُوْجَدُ فِيْ غَيْرِهٖ (خاصہ کسی شئی کا وہ ہوتا ہے جو صرف اسی میں پایا جائے اس کے غیر میں نہ پایا جائے)۔

پھر خاصہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) شاملہ:۔ جو اپنے تمام افراد کو شامل ہو۔(۲) غیر شاملہ:۔ جو بعض میں پایا جائے اور بعض میں نہ پایا جائے۔ اور یہ علامات فعل کے خاصے غیر شاملہ ہیں اگر فعل کے بعض افراد میں بعض نہیں پائے جاتے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ غیر میں تو بہر حال نہیں پائے جاتے۔

وَمَعْنَى الْاِخْبَارِ بِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ مَحْكُوْمًا بِهٖ (۲) ترجمہ:۔اور معنی اخبار بہ کا یہ ہے کہ ہو وہ فعل محکوم بہ۔

تشریح:۔ چونکہ اخبار بہ کی مراد واضح نہ تھی کیونکہ شبہ ہو سکتا تھا کہ امر و نہی کو مخبر بہ ہونا شامل نہیں کیونکہ یہ خبر نہیں بلکہ انشاء ہیں تو پھر اخبار بہ کے معنی بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی کہ مخبر بہ سے مراد محکوم بہ ہے اور یہ لفظ امر اور نہی کو بھی شامل ہوتا ہے۔

وَيُسَمّٰى فِعْلًا بِاسْمِ اَصْلِهٖ وَهُوَ الْمَصْدَرُ لِاَنَّ الْمَصْدَرَ هُوَ فِعْلُ الْفَاعِلِ حَقِيْقَةً (۳)

ترجمہ: اور نام رکھا جاتا ہے اس فعل کا فعل اپنے اصل کے نام کے ساتھ اور وہ اصل مصدر ہے کیونکہ مصدر ہی حقیقت میں فاعل کا فعل ہے

---

(۱) حل ترکیب:۔ فافصیحیہ یا تفریعیہ ان حرف از حروف مشبہ بالفعل کل ھذہ اسم۔ خواص الفعل خبر۔ ان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

(۲) حل ترکیب:۔ معنی مضاف الاخبار مصدر معرف باللام بہ جار مجرور ظرف لغو متعلق الاخبار کے الاخبار اپنے متعلق سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا ان مصدریہ یکون فعل از افعال ناقصہ ہو ضمیر در و مستتر اسم محکوما اسم مفعول صیغہ صفت کا بہ جار مجرور نائب فاعل صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر یکون کی یکون اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر بتاویل مصدر ہو کر خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

(۳) حل ترکیب:۔ یسمی فعل مجہول ہو ضمیر مستتر نائب فاعل فعلا مفعول بہ باسم اصلہ جار مجرور ظرف لغو متعلق یسمی کے واؤ اعتراضیہ ہو مبتدا المصدر خبر مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ معترضہ ہوا۔ لام جارہ ان حرف از حروف مشبہ بالفعل المصدر اسم ہو مبتدا فعل الفاعل مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبہم ممیز حقیقۃ تمییز ممیز تمییز سے ملکر خبر ہو مبتدا کی مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر ان کی خبر ان اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے ہو کر خبر۔ ہے مبتدا محذوف ھذا کی۔

تشریح:۔ یہاں سے مصنف فعل کی وجہ تسمیہ ذکر کر رہے ہیں کہ نحوی فعل کو فعل اس لئے کہتے ہیں کہ فعل حقیقۃً نام تھا مصدر کا جو کہ نحویوں کے فعل کی اصل ہے تو اصل والا نام اٹھا کر فرع کو دیدیا تسمیۃ الفرع باسم الاصل مصدر اصل اس لئے ہے کہ فعل مصدر سے مشتق ہے اور مصدر مشتق منہ ہے مشتق منہ اصل ہوتا ہے اور مشتق اس کی فرع ہوتی ہے [۱]

وَحَدُّ الْحَرْفِ كَلِمَةٌ لاتَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا بَلْ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ غَيْرِهَا نَحْو مِنْ فَاِنَّ مَعْنَاهَا الْاِبْتِدَاءُ وَهِيَ [illegible]دُلُّ عَلَيْهِ اِلَّا بَعْدَ ذِكْرِ مَا مِنْهُ الْاِبْتِدَاءُ كَالْبَصْرَةِ وَالْكُوْفَةِ مَثْلًا تَقُوْلُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ

ترجمہ:۔اور تعریف حرف کی کہ وہ حرف وہ کلمہ ہے جو نہ دلالت کرے اپنے معنی پر بذات خود بلکہ دلالت کرے اپنے معنی پر اپنے غیر کے ساتھ مل کر۔ جیسے مـن پس تحقیق معنی اسکا ہے ابتداء خاص اور وہ لفظ مـن اس ابتدائے خاص پر دلالت نہیں کرتا مگر بعد ذکر کرنے اس چیز کے جس سے ابتداء ہو مثل بصرہ اور کوفہ کے۔ مثلا تو کہے گا سرت من البصرة الى الكوفة (سیر کی میں نے بصرہ سے کوفہ تک)

تشریح:۔فعل کی تعریف اور علامات سے فارغ ہو کر اب مصنف حرف کی تعریف اور علامات بیان فرماتے ہیں حاصل تعریف کا یہ ہے کہ حرف وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی خاص پر خود بخود دلالت نہ کرے بلکہ اس پر دلالت کرنے میں اور کلمہ ملانے کی ضرورت ہو جیسے لفظ من کا معنی ہے خاص ابتداء یعنی کسی خاص جگہ سے شروع کرنا تو یہ لفظ من اس خاص معنی پر اس وقت تک دلالت نہیں کریگا جب تک خاص جگہ کا ذکر نہ کریں جیسے البصره یا الكوفة وغیرہ یا سرت من البصرة تو اس وقت معنی سمجھ آئیگا کہ سیر کی ابتداء بصرہ سے ہوئی۔

فوائد قیود:۔حرف معرَّف اور محدود ہے کلمة الخ تعریف معرِّف اور حد ہے اس میں لفظ کلمة درجۂ جنس میں ہے معرَّف کو بھی شامل ہے اور غیروں کو بھی یعنی اسم و فعل کو بھی شامل ہے لا تدل الخ فصل ہے اس سے اسم و فعل دونوں خارج ہو جائیں گے کیونکہ وہ معنی پر خود بخود دلالت کرتے ہیں تو یہ تعریف جامع مانع ہے۔

---

[۱] فائدہ:۔ بعض کہتے ہیں کہ مصدر جز ہے اور فعل نحوی کل ہے کیونکہ فعل مرکب ہے تین چیزوں سے معنی مصدر اور زمان اور نسبت الی الفاعل سے تو ایک جز مصدر بھی ہے تو فعل دراصل نام تھا مصدر کا جو کہ جز ہے تو جز والا نام کل کو دیدیا اسکو اصطلاح میں کہتے ہیں تسمیۃ الکل باسم الجز۔

حل ترکیب:۔ واؤ عاطفہ یا استینافیہ حد الحرف مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ کلمۃ موصوف لا تدل علی معنی فی نفسھا معطوف علیہ بل اضرابیہ عاطفہ تدل علی معنی فی غیرھا معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر صفت، موصوف صفت سے مل کر خبر مبتدأ محذوف کی جو کہ ھی ہے ھی ضمیر منفصل راجع بسوئے حد الحرف مرفوع محلا مبتدأ مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے حد الحرف مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ان حرف معناھا اسکا اسم الابتداء خبر۔ ھی مبتدأ لا تدل فعل ضمیر فاعل علیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق لا تدل کے الا حرف استثناء بعد مضاف ذکر پھر مضاف ما موصولہ منہ ظرف مستقر خبر مقدم الابتداء مبتدأ مؤخر پھر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول صلہ سے مل کر مضاف الیہ ذکر مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ بعد ظرف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول فیہ مستثنیٰ منہ (فی وقت من الاوقات) محذوف ہے لا تدل اپنے فاعل متعلق و مفعول فیہ سے مل کر خبر۔ مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَعَلامَتُه اَنْ لَّايَصِحَّ الْاِخْبَارُ عَنْهُ وَلابِهٖ وَاَنْ لَّايَقْبَلَ عَلَامَاتِ الْاَسْمَاءِ وَلاعَلَامَاتِ الْاَفْعَالِ(۱)

ترجمہ:۔اور علامت اس حرف کی یہ ہے کہ نہ صحیح ہو اس کا مخبر عنہ ہونا اور نہ ہی مخبر بہ ہونا اور یہ کہ نہ قبول کرے اسم وفعل کی علامات کو۔

تشریح:۔حرف مخبر عنہ اور مخبر بہ یعنی مبتدأ فاعل' نائب فاعل اور خبر اس۔لئے نہیں بن سکتا کہ اس کا معنی غیر مستقل ہے اور مخبر عنہ اور مخبر بہ بننے کیلئے معنی کا مستقل ہونا ضروری ہے۔

وَلِلْحَرْفِ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ فَوَائِدُ کَالرَّبْطِ بَیْنَ الْاِسْمَیْنِ نَحْوُ زَیْدٌ فِی الدَّارِ اَوِ الْفِعْلَیْنِ نَحو اُرِیْدُ اَنْ تَضْرِبَ اَوْ اِسْمٍ وَفِعْلٍ کَضَرَبْتُ بِالْخَشْبَةِ اَوِ الْجُمْلَتَیْنِ نَحواِنْ جَاءَ نِیْ زَیْدٌاَکْرَمْتُه وَغَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الْفَوَائِدِ الَّتِیْ تَعْرِفُهَا فِی الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللہُ تَعَالٰی(۲)

ترجمہ:۔اور حرف کے کلام عرب میں بہت سے فائدے ہیں مثلاً دو اسموں میں ربط دینا جیسے زید فی الدار یا دو فعلوں میں جیسے اُرِیْدَ اَنْ تَضْرِب یا اسم اور فعل میں جیسے ضربتُ بالْخَشْبَةِ یا دو جملوں میں جیسے اِنْ جاءَ نِیْ زَیْدٌ اَکْرَمْتُه اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے ہیں جن کو تو معلوم کرے گا قسم ثالث میں ان شاء اللّٰہ تعالی۔

تشریح:۔یہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے۔سوال:۔یہ ہے کہ حرف جب نہ مخبر عنہ ومسند الیہ ہوتا ہے اور نہ مخبر بہ ومسند تو پھر اس سے بحث کرنا بیکار ہے؟ جواب:۔مصنف نے جواب دیا کہ حرف کے کلام عرب میں بہت سے فائدے ہیں لھذا بحث کرنا بیکار نہیں ہے مثلاً دو اسموں مین ربط پیدا کرتا ہے جیسے زید فی الدار (زید گھر میں ہے) اس مثال میں اگر حرف فی نہ ہوتا تو زید کا گھر میں ہونا نہ سمجھا جاتا جب کہ مقصود یہی ہے۔فی کے بغیر معنی یوں بنتا ہے کہ زید گھر ہے یہ معنی بالکل غلط تھا یا دو فعلوں میں ربط پیدا کرتا ہے جیسے ارید ان تضرب (میں ارادہ کرتا ہوں کہ تو مارے) اس مثال میں ان حرف مصدر نے ارید اور تضرب دو فعلوں میں ربط دیا کیونکہ مقصود تھا کہ تضرب کو ارید فعل کا مفعول بنانا اور یہ بغیر ان مصدریہ کے نہیں بن سکتا یا اسم وفعل میں ربط دیتا ہے جیسے ضربت بالخشبة (مارا میں نے لکڑی کے ساتھ) اس مثال میں باحرف جر نے ربط دیا ہے اس لئے کہ اس جگہ مقصود ہے خشبہ کو ضرب کا آلہ اور واسطہ بنانا اور یہ مقصود بغیر با کے حاصل نہیں ہوسکتا اگر با کو گرا دیں ضربت الخشبة پڑھیں تو معنی ہوگا مارا میں نے لکڑی کو اور یہ معنی بالکل غلط ہے یا دو جملوں میں ربط دیتا ہے جیسے ان جاء نی زید اکرمته (اگر زید میرے پاس آیا تو میں اس کی عزت کروں گا) اس مثال میں ان حرف شرط نے ربط دیا ہے اور مقصود اس مثال سے اکرام کو مَجِیْئَت کے ساتھ معلق کرنا

---

(۱) حل ترکیب:۔علامته مبتدأ ان لایصح الخ کی ترکیب حسب سابق ہے پھر یہ معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان لایقبل الخ معطوف' معطوف علیہ معطوف سے مل کر بتاویل مصدر مفرد ہو کر خبر۔(۲) حل ترکیب:۔للحرف جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم فوائد موصوف مؤخر فی کلام العرب جار مجرور ظرف مستقر کائنۃ سے متعلق ہو کر صفت مقدم موصوف صفت سے مل کر مبتدأ مؤخر۔باقی ترکیب واضح ہے۔

ہے اور یہ مقصود بغیر حرف شرط کے حاصل نہیں ہوسکتا۔

وَيُسَمّٰى حَرْفًا لِوُقُوْعِهٖ فِي الْكَلَامِ حَرْفًا اَيْ طَرْفًا (۱)

ترجمہ:۔اور نام رکھا جاتا ہے اس کا حرف بوجہ واقع ہونے اس کے کلام میں ایک طرف۔

تشریح:۔یہاں سے مصنف حرف کی وجہ تسمیہ بتلاتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ حرف نحوی کا نام حرف اس لئے رکھا گیا ہے کہ حرف کا معنی ہے طرف اور طرف کا معنی ہے کنارہ جیسے جَلَسْتُ حَرْفَ الْوَادِيْ اَيْ طَرْفَ الْوَادِيْ (بیٹھا میں وادی کے کنارے پر) تو چونکہ حرف نحوی بھی کلام کی ایک طرف میں یعنی ایک جانب میں واقع ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام حرف رکھدیا گیا۔

اِذْ لَيْسَ مَقْصُوْدًا بِالذَّاتِ مِثْلُ الْمُسْنَدِ وَالْمُسْنَدِ اِلَيْهِ (۲)

ترجمہ:۔اس لئے کہ یہ حرف نہیں ہوتا مقصود بالذات مثل مسند اور مسند الیہ کے۔

تشریح:۔یہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے سوال:۔ہم نہیں مانتے کہ حرف کلام کی ایک طرف میں واقع ہوتا ہے کیونکہ زيد فی الدار میں حرف فی اور اريد ان تضرب میں حرف ان ضربت بالخشبة میں حرف باء درمیان میں واقع ہیں؟

فَصْل: اَلْكَلَامُ لَفْظٌ تَضَمَّنَ كَلِمَتَيْنِ بِالْاِسْنَادِ (۳) ترجمہ:۔کلام وہ لفظ ہے جو اپنے اندر لینے والا ہو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ۔

تشریح:۔نحو کے دو موضوع ہیں کلمہ اور کلام، کلمہ کی تعریف اور اس کے اقسام کو بیان کرنے کے بعد اب مصنفؒ نحو کے دوسرے موضوع کلام کی تعریف اور اس کے اقسام کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

جواب:۔طرف میں واقع ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ کنارے پر واقع ہوتا ہے درمیان میں نہیں ہوتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ مقصود بالذات نہیں جیسے مسند اور مسند الیہ مقصود بالذات ہیں تو کلام میں مقصود بالذات صرف مسند اور مسند الیہ ہیں اور حرف چونکہ نہ مسند ہوتا ہے اور نہ ہی مسند الیہ تو گویا کہ یہ کلام کی ایک طرف میں واقع ہے۔

---

(۱) حل ترکیب:۔یسمی فعل مجہول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل حرفا مفعول بہ لوقوعہ جار مجرور ظرف لغو متعلق یسمی کے فی الکلام جار مجرور ظرف لغو متعلق وقوع مصدر کے حرفا حال ہے وقوعہ کی ضمیر سے ای حرف تفسیر طرفا تفسیر ہے حرفا کی۔

(۲) حل ترکیب:۔اذ تعلیلیہ لیس فعل از افعال ناقصہ ھو ضمیر اسم، مقصودا خبر بالذات جار مجرور ظرف لغو متعلق ہے مقصودا کے۔مثل مضاف، المسند معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، المسند الیہ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر خبر مبتدأ محذوف ہو کی جو راجع ہے مقصود بالذات کی طرف۔

(۳) حل ترکیب:۔الکلام مبتدأ لفظ موصوف تضمن فعل ھو فاعل کلمتین مفعول بہ بالاسناد متعلق تضمن کے یا ظرف مستقر متعلق ہے کائنا کے کائنا اپنے متعلق سے ملکر صفت ہے تضمنا موصوف محذوف کی تضمنا موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق ہے تضمن فعل کا تضمن فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر یا اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے ملکر صفت ہے لفظ کی موصوف صفت سے ملکر خبر الکلام مبتدأ کی۔

فوائد قیود:۔ الکلام معرَّف اور محدود ہے لفظ الخ تعریف،معرَّف اور حد ہے تعریف میں لفظ کالفظ درجۂ جنس میں ہے کلام کو بھی شامل ہے اور کلام کے غیر مثلاً مہملات مفردات اور مرکبات غیر کلامیہ یعنی مرکب ناقص وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ تضمن کلمتین فصل اول ہے اس سے مہملات جیسے جسقٌ اور مفردات جیسے زید و عمرو خارج ہو گئے کیونکہ مہمل بالکل کلمہ ہی نہیں اور مفرد کلمہ تو ہے مگر ایک ہے کلام کیلئے دو کلموں کا ہونا ضروری ہے۔ بالاسناد یہ فصل ثانی ہے اس سے مرکبات غیر کلامیہ یعنی مرکب اضافی وتوصیفی خارج ہو گئے جیسے غلام زید' رجل فاضل ۔کیونکہ یہ اگرچہ دو کلموں سے مرکب ہیں مگر ان میں اسناد نہیں کیونکہ اسناد کیلئے مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے غلام زید مضاف مضاف الیہ سے ملکر یا فقط مسند ہے یا فقط مسند الیہ۔ اسی طرح رجل فاضل یا مسند ہے یا مسند الیہ ہے اب تعریف صرف مرکبات کلامیہ یعنی مرکب تام وکلام کو شامل ہوگی جو کہ معرف ہے چاہے پھر وہ مرکب تام جملہ خبریہ ہو جیسے ضرب زید قامت هند' زید قائم یا جملہ انشائیہ جیسے اضرب لا تضرب جملہ خبریہ والی مثالوں میں دونوں کلمے حقیقی ہیں اور جملہ انشائیہ اضرب اور لا تضرب میں ایک کلمہ حقیقی اور دوسرا حکمی ہے اور وہ ہے انت ضمیر جو اضرب اور لا تضرب میں پوشیدہ ہے جو انکا فاعل ہے۔

وَالْإِسْنَادُ نِسْبَةُ اِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ اِلَى الْاُخْرٰى بِحَيْثُ تُفِيْدُ الْمُخَاطَبَ فَائِدَةً تَامَّةً يَصِحُّ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا نَحْو زَيْدٌ قَائِمٌ وَقَامَ زَيْدٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً

ترجمہ:۔ اور اسناد نسبت کرنا ہے دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف ایسے طور پر کہ فائدہ دے مخاطب کو فائدہ تامہ کہ صحیح ہو چپ رہنا اس فائدہ پر جیسے زید قائم (زید کھڑا ہونے والا ہے) یا قام زید (زید کھڑا ہے) اور نام رکھا جاتا ہے اس کلام کا جملہ بھی۔

تشریح:۔ کلام کی تعریف میں اسناد کا لفظ ذکر کیا تھا اب اس کی تعریف کرتے ہیں کہ دو کلموں میں سے ایک کلمہ کی نسبت کرنا دوسرے کی طرف اس طرح کہ وہ نسبت مخاطب کو پورا فائدہ دے کہ متکلم یا مخاطب کا اس پر چپ رہنا صحیح ہو یعنی مخاطب کو خبر یا طلب کا فائدہ حاصل ہو جائے نہ مخاطب کو اب پوچھنے کی ضرورت ہو اور نہ متکلم کو بتانے کی ضرورت ہو جیسے زید قائم اور قام زید میں متکلم کا مقصود زید کے کھڑے ہونے کی خبر دینا ہے اور یہ خبر زید قائم اور قام زید کہنے سے ہی حاصل ہوگئی اب مخاطب کو کسی اور چیز کی انتظار نہیں جیسے مسند کے بعد مسند الیہ کی یا مسند الیہ کے بعد مسند کی انتظار ہوتی ہے باقی یہ باتیں کہ زید کس جگہ کس وقت کس حالت میں کھڑا ہے یہ

حل ترکیب:۔ الاسناد مبتدا' نسبۃ مضاف احدیٰ پھر مضاف الکلمتین مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا نسبۃ مضاف کا الی الاخری متعلق ہے نسبۃ کے با جار حیث مضاف تفید فعل ھی فاعل المخاطب مفعول بہ، فائدۃ موصوف تامۃ مفسر، یصح فعل السکوت فاعل علیہا متعلق السکوت کے یصح اپنے فاعل سے مل کر تفسیر ہے تامۃ کی تامۃ مفسر اپنی تفسیر سے ملکر صفت فائدۃ کی' موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق ہے تفید کا' تفید اپنے فاعل' مفعول بہ ومفعول مطلق سے مل کر مضاف الیہ حیث مضاف کا' مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا' جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق نسبۃ کے' پھر نسبۃ مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلقات سے ملکر خبر الاسناد مبتدا' کی۔ واؤ عاطفہ یسمی فعل ھو نائب فاعل جملہ مفعول بہ فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سب ضرورت سے زائد باتیں ہیں انکا کوئی اعتبار نہیں۔

فوائد قیود:۔الاسناد کی تعریف میں نسبةُ إحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ إلَى الْأُخْرَى جنس ہے معرّف کو بھی شامل ہے اور غیروں کو بھی اور بحيث تفيد المخاطب الخ فصل ہے اس سے نسبت اضافی وتوصیفی خارج ہوگئی جیسے غلام زید رجل فاضل کیونکہ ان مثالوں میں ایک کلمہ کی دوسرے کی طرف نسبت تو ہے مگر یہ نسبت مخاطب کو فائدہ تام نہیں دے رہی کیونکہ فائدہ تام کیلئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے محکوم علیہ محکوم بہ نسبت حکمیہ اور حکم جیسے زید قائم میں زید محکوم علیہ ہے اور قائم محکوم بہ اور قیام کی زید کی طرف نسبت حکمیہ ہے اور قائم کا زید کے ساتھ جو ربط ہے یہ حکم ہے جس کی نشانی فارسی زبان میں است اور اردو میں لفظ ہے ' ہے مرکب اضافی اور توصیفی میں یہ چار چیزیں نہیں پائی جاتیں کیونکہ مثلا غلام زید مضاف مضاف الیہ ملکر اگر محکوم علیہ ہے تو محکوم بہ کوئی نہیں اور اگر محکوم بہ ہے تو محکوم علیہ کوئی نہیں تو یہ نسبت فائدہ تام نہیں دیتی لھٰذا یہ خارج ہے۔

فائدہ:۔يصح السكوت الخ کی عبارت تعریف میں داخل نہیں بلکہ یہ فائدہ تامہ کی وضاحت اور تفسیر ہے۔

فائدہ: کلام کے اور بھی بہت سے نام ہیں (۱) جملہ (۲) مرکب تام (۳) مرکب مفید (۴) مرکب اسنادی وغیرہ، مشہور نام اسکا جملہ ہے

فَعُلِمَ اَنَّ الْكَلامَ لا يَحْصُلُ اِلَّا مِنْ اِسْمَيْنِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً اِسْمِيَّةً اَوْمِنْ فِعْلٍ وَاِسْمٍ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً فِعْلِيَّةً

ترجمہ:۔پس معلوم ہوا کہ تحقیق کلام نہیں حاصل ہوتی مگر دو اسموں سے جیسے زید قائم اور نام رکھا جاتا ہے اس کا جملہ اسمیہ یا فعل واسم سے جیسے قام زید اور نام رکھا جاتا ہے اس کا جملہ فعلیہ۔

تشریح:۔جب کلام کی تعریف میں اسناد کا اعتبار ہے اور اسناد مسند اور مسند الیہ کے بغیر ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ کلام ہمیشہ یا تو دو اسموں سے حاصل ہوگی ایک مسند الیہ ہوگا اور دوسرا مسند جیسے زید قائم زید مسند الیہ ومبتدأ ہے قائم مسند وخبر ہے اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں کیونکہ اول جز اسم ہے یا فعل واسم سے حاصل ہوگی فعل مسند اور اسم مسند الیہ ہوگا جیسے قام زید قام مسند وفعل اور زید مسند الیہ وفاعل ہے اور اسکو جملہ فعلیہ کہا جاتا ہے کیونکہ اول جز فعل ہے۔

حل ترکیب:۔فا تفریعیہ علم فعل مجہول، ان حرف از حروف مشبہ بالفعل، الکلام اسم لا یحصل فعل ہو فاعل الا حرف استثناء من اسمین معطوف علیہ من فعل واسم معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر مستثنی مفرغ ہوکر ظرف لغو متعلق لا یحصل کے لا یحصل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر ان کی خبر ان اپنے اسم خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر علم کا نائب فاعل پھر جملہ فعلیہ خبر یہ تفریعیہ ہوا یسمی فعل ہو نائب فاعل جملہ اسمیہ موصوف صفت سے ملکر مفعول بہ۔ ویسمی فعل ہو نائب فاعل جملۃ فعلیۃ موصوف موصوف صفت سے ملکر مفعول بہ۔

اِذْلاَ یُوْجَدُ الْمُسْنَدُ وَالْمُسْنَدُ اِلَیْهِ مَعًا فِیْ غَیْرِهِمَا وَلاَ بُدَّ لِلْکَلاَمِ مِنْهُمَا (۱)

ترجمہ:۔اس لئے کہ نہیں پائے جاتے مسند و مسند الیہ دونوں ایک ساتھ ان دو صورتوں کے غیر میں حالانکہ کلام کے لئے ان دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

تشریح:۔ یہ عبارت لا یحصل کی علت ہے مطلب یہ ہے کہ کلام صرف دو اسموں یا فعل و اسم سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اس کی علت اور وجہ یہ ہے کہ کلام کے لئے مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے مسند اور مسند الیہ صرف انہی دو صورتوں میں ہی پائے جاتے ہیں کیونکہ حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ اور فعل مسند تو ہوتا ہے مگر مسند الیہ نہیں ہوتا

کلام کے احتمالاتِ عقلیہ:۔ عقلی طور پر کلام کے حاصل ہونے کی چھ صورتیں ہیں (۱) دو اسموں سے مرکب ہو (۲) دو فعلوں سے مرکب ہو (۳) دو حرفوں سے مرکب ہو (۴) اسم و فعل سے مرکب ہو (۵) اسم و حرف سے مرکب ہو (۶) فعل و حرف سے مرکب ہو ۔چونکہ کلام کے لئے مسند و مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے لھذا صرف اول اور چوتھا احتمال صحیح ہے باقی سب باطل ہیں کیونکہ دو حرفوں کی صورت میں نہ مسند ہوگا نہ مسند الیہ دو فعلوں کی صورت میں مسند تو ہوگا مسند الیہ نہیں اسم و حرف کی صورت میں اسم مسند بنے گا یا مسند الیہ حرف کچھ بھی نہیں فعل و حرف کی صورت میں فعل مسند ہوگا اور حرف کچھ بھی نہیں۔

فَاِنْ قِیْلَ قَدْ نُوْقِضَ بِالنِّدَاءِ نَحْوُ یَا زَیْدُ (۲)

ترجمہ:۔پس اگر کہا جائے کہ تحقیق کلام کا دو صورتوں میں حصر کرنا ٹوٹ گیا نداء کے ساتھ جیسے یا زید

تشریح:۔ مصنفؒ اس عبارت سے ایک اعتراض ذکر کرتے ہیں اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ تمہارا حصر کا دعوی کرنا کہ کلام صرف دو صورتوں یعنی دو اسموں یا فعل و اسم سے مرکب ہوتی ہے یہ دعوی غلط ہے نداء سے یہ دعوی ٹوٹ جاتا ہے جیسے یا زید یہ بالاتفاق کلام ہے مگر یہ حرف اور اسم سے مرکب ہے یا حرف نداء ہے اور زید اسم منادی ہے۔

جواب: قُلْنَا حَرْفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ اُدْعُوْ وَاَطْلُبُ وَهُوَ الْفِعْلُ فَلاَ نَقْضَ عَلَیْهِ (۳)

---

(۱) حل ترکیب:۔اذ تعلیلیہ لا یوجد فعل مجہول المسند والمسند الیہ معطوف علیہ معطوف سے ملکر ذوالحال معا مفعول فیہ ہے کائنا محذوف کا کائنا صیغہ صفت ھو ضمیر راجع بسوئے کل واحد من المسند والمسند الیہ فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے ملکر حال ہے المسند والمسند الیہ سے ذوالحال حال سے ملکر نائب فاعل فی غیرہما متعلق لا تحصل کے لا نفی جنس بد اسم للکلام متعلق بد کے منہما خبر۔(۲) حل ترکیب: ان حرف شرط' قیل فعل مجہول' قد حرف تحقیق' نوقض فعل مجہول' ھو نائب فاعل' بالنداء ظرف لغو متعلق نوقض کے 'پھر جملہ فعلیہ مقولہ ہے قیل کا قیل کا نائب فاعل ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے قول مصدر کے جو قیل سے سمجھا جارہا ہے (۳) حل ترکیب:۔قلنا فعل بافاعل' حرف النداء مبتدأ' قائم صیغہ صفت اسم فاعل' ھو فاعل' مقام مضاف' ادعو معطوف علیہ' اطلب معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ قائم کا' قائم اپنے فاعل و مفعول فیہ سے ملکر خبر۔ھو الفعل مبتدأ خبر ہیں فا تفریعیہ لا نفی جنس نقض اسم' علیہ ظرف مستقر خبر۔

ترجمہ: ہم کہیں گے کہ حرف نداء قائم مقام ادعو اور اطلب کے ہے اور ان میں سے ہر ایک فعل ہے پس نہیں ہے نقض اس دعوی پر

تشریح:۔ اس عبارت سے مصنف نے اعتراض کا جواب دیا ہے جواب کا حاصل یہ ہے کہ یا زید میں حرف نداء قائم مقام ادعو یا اطلب کے ہے کیونکہ یا زید کی اصل عبارت اَدْعُوْ زَيْدًا یا اَطْلُبُ زَيْدًا ہے اور یہ دونوں فعل ہیں پس کلام حقیقت اصل میں فعل واسم سے مرکب ہے نہ کہ حرف واسم سے۔ ادعو فعل ہے انا ضمیر مستتر اسکا فاعل ہے فعل وفاعل سے ملکر کلام مرکب ہے لفظ زید بھی کلام کا حصہ نہیں ہے کیونکہ یہ مفعول بہ ہے زائد ہے نہ مسند ہے اور نہ مسند الیہ۔

وَاِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمُقَدَّمَةِ فَلْنَشْرَعْ فِي الْاَقْسَامِ الثَّلٰثَةِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِي الْاِسْمِ وَقَدْ مَرَّ تَعْرِيْفُه وَهُوَ يَنْقَسِمُ اِلَى الْمُعْرَبِ وَالْمَبْنِيِّ فَلْنَذْكُرْ اَحْكَامَه فِي بَابَيْنِ وَ خَاتِمَةٍ اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِي الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ وَفِيْهِ مُقَدَّمَةٌ وَثَلٰثَةُ مَقَاصِدَ وَخَاتِمَةٌ اَمَّا الْمُقَدَّمَةُ فَفِيْهَا فُصُوْلٌ

ترجمہ:۔ اور جب ہم فارغ ہوئے مقدمہ سے پس چاہئے کہ ہم شروع ہو جائیں اقسام ثلثہ میں اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے اول قسم اسم میں ہے اور اس کی تعریف گزر چکی ہے اور وہ اسم تقسیم ہوتا ہے معرب ومبنی کیطرف پس چاہئے کہ ہم ذکر کریں اس اسم کے احکام دو بابوں میں اور ایک خاتمہ میں، اول باب اسم معرب میں ہے اور اس میں ایک مقدمہ اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے لیکن مقدمہ پس اس میں چند فصل ہیں۔

تشریح:۔ مقدمہ سے فراغت کے بعد اب تین قسموں (اسم وفعل وحرف) کا الگ الگ بیان شروع کرتے ہیں اول قسم اسم کے بیان میں ہے۔

فائدہ:۔ اسم کی بحث کو فعل وحرف پر اس لئے مقدم کیا کہ یہ فعل وحرف سے عمدہ ہے کیونکہ تنہا اسموں سے کلام مرکب ہوتی ہے بخلاف فعل وحرف کے۔ اسم کی تعریف گزر چکی ہے اور علامات بھی۔ اب اس کی تقسیم کرتے ہیں کہ اسم کی باعتبار معرب ومبنی ہونے کے دو قسمیں ہیں ایک معرب اور دوسری مبنی۔ وجہ حصر یہ ہے کہ اسم دو حال سے خالی نہیں مفرد ہوگا یعنی کسی سے مرکب نہیں ہوگا یا کسی سے مرکب ہوگا اگر مفرد ہے تو مبنی اگر مرکب ہے تو دو حال سے خالی نہیں مبنی الاصل کے مشابہ ہوگا یا نہیں اگر ہے تو بھی مبنی اگر نہیں تو معرب ہے۔ مفرد کی مثال زید عمرو 'بکر مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ ہو جیسے جاء نی ھٰؤلاء میں ھٰؤلاء جاء نی سے مرکب ہے اور مبنی الاصل حرف کے مشابہ ہے (مزید وضاحت آ رہی ہے) اگر مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو تو معرب ہے جیسے جاء نی زید میں زید مرکب ہے جاء نی سے اور مبنی الاصل کے مشابہ نہیں ہے۔

باب اول اسم معرب کے بیان میں ہے۔

حل ترکیب: واذا فرغنا الخ والی عبارت کی ترکیب واضح بھی ہے اور اس کی زیادہ ضرورت بھی نہیں کیونکہ یہ عبارت محض ربط کیلئے ہے مقصودی نہیں۔

فائدہ: ۔معرب کی بحث کو مبنی پر اس لئے مقدم کیا کہ معرب میں اعراب لفظی اور تقدیری دونوں آتے ہیں اور مبنی پر صرف اعراب محلی آتا ہے اعراب لفظی اصل ہے محلی سے تو معرب اصل ہے اور مبنی فرع ۔باب اول میں ایک مقدمہ تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے مقدمہ میں چند فصل ہیں ۔اول فصل میں معرب کی تعریف ،ثانی میں معرب کا حکم ،ثالث میں اعراب کے اقسام اور رابع میں معرب کی تقسیم ہوگی منصرف اور غیر منصرف کی طرف ۔اور تین مقاصد ہیں اول مقصد مرفوعات کے بیان میں دوسرا منصوبات اور تیسرا مجرورات کے بیان میں ہوگا۔

فَصلٌ: فِيْ تَعْرِيْفِ الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهٖ وَلاَ يُشْبِهُ مَبْنِيَّ الْاَصْلِ اَعْنِيْ الْحَرْفَ وَالْاَمْرَ الْحَاضِرَ وَالْمَاضِيَ نَحْوُ زَيْدٌ فِيْ قَامَ زَيْدٌ لاَ زَيْدٌ وَحْدَهٗ لِعَدَمِ التَّرْكِيْبِ وَلاَ هٰؤُلاَءِ فِيْ قَامَ هٰؤُلاَءِ لِوُجُوْدِ الشَّبْهِ وَيُسَمّٰى مُتَمَكِّنًا

ترجمہ: ۔فصل اسم معرب کی تعریف میں ۔اسم معرب ہر وہ اسم ہے جو مرکب ہو اپنے غیر کے ساتھ اور نہ مشابہ ہو مبنی الاصل کے مراد لیتا ہوں میں حرف اور امر حاضر اور ماضی جیسے زید جو ہونے والا ہے قام زید میں نہ کہ اکیلا زید بوجہ نہ مرکب ہونے کے اور نہ ہی ھؤلاء جو ہونے والا ہے قام ھؤلاء میں بوجہ مشابہ ہونے کے اور نام رکھا جاتا ہے اسم معرب کا متمکن بھی۔

تشریح: ۔مصنف اس عبارت سے اسم معرب کی تعریف کر رہے ہیں کہ اسم معرب ہر وہ اسم ہے جو مرکب ہو اپنے غیر کے ساتھ اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ لے مبنی الاصل تین چیزیں ہیں (۱) حرف (۲) امر حاضر معروف (۳) فعل ماضی ۔یہ جمہور کا مذھب ہے صاحب مفصل کے نزدیک جملہ بھی مبنی الاصل ہے۔

فوائد قیود: اسم معرب معرَّف اور محدود ہے کل اسم الخ معرِّف تعریف اور حد ہے تعریف میں کل اسم درجۂ جنس میں ہے معرَّف کو بھی شامل ہے اور غیروں کو بھی رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهٖ یہ فصل اول ہے اس سے زید عمر و بکر جن کو اسمائے معدودہ کہتے ہیں خارج ہوگئے ولا یشبہ مبنی الاصل فصل ثانی ہے اس سے ھؤلاء خارج ہوگیا جو کہ قام ھؤلاء میں ہے کیونکہ یہ مبنی الاصل حرف کے مشابہ ہے جیسے حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دوسری چیز کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح ھؤلاء بھی اپنے

حل ترکیب: ۔ھو مبتدأ کل مضاف اسم موصوف رکب فعل مجہول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل مع مضاف غیر مضاف ،ہ ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ مع مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ رکب کا فعل اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا یشبہ فعل ھو ضمیر فاعل مبنی الاصل مفسر اعنی فعل انا ضمیر فاعل الحرف معطوف علیہ الامر الحاضر والماضی معطوف معطوف علیہ معطوفات سے ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر تفسیر مفسر تفسیر سے ملکر مفعول بہ لا یشبہ کا فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف رکب معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت موصوف کی موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ کل مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ۔

معنی پر دلالت کرنے میں اشارۂ حسیہ کا محتاج ہوتا ہے تو اسم معرب کی تعریف جامع مانع ہوئی اس کی مثال جیسے قام زید میں زید ایسا اسم ہے جو اپنے عامل کے ساتھ مرکب ہے اور مبنی الاصل کے مشابہ بھی نہیں ہے لھذا یہ معرب ہوگا۔ [1]

فائدہ:۔ معرب معرب اعراب سے مشتق ہے اس کا معنی ظاہر ہونا ہے یہ اسم مفعول کا صیغہ ہو تو ترجمہ ہوگا ظاہر کیا ہوا مگر بہتر یہ ہے کہ ظرف زمان بنایا جائے۔ معرب کو معرب اس لئے کہتے ہیں کہ معرب کا معنی ہے ظاہر کرنے کی جگہ' اسم معرب بھی اعراب ظاہر کرنے کی جگہ ہے مبنی بناء سے مشتق ہے بمعنی بنیاد اور بنیاد جہاں رکھی جاتی ہے وہ اصولاً تبدیل نہیں ہوتی اسلئے مبنی کا آخر بھی عامل کے بدلنے سے نہیں بدلتا مبنی کو مبنی اس لئے کہتے ہیں کہ مبنی کا معنی ہے قرار کی جگہ مبنی بھی ایک ہی حالت پر برقرار رہتا ہے۔ مبنی آں باشد کہ ماند برقرار ☆ معرب آں باشد کہ گردد بار بار

معرب کا دوسرا نام متمکن بھی ہے بمعنی جگہ دینے والا چونکہ اسم معرب بھی اعراب کو جگہ دینے والا ہے اس لئے اس کو متمکن کہتے ہیں اور مبنی کا دوسرا نام اسم غیر متمکن ہے کیونکہ یہ ہر قسم کے اعراب کو جگہ دینے والا نہیں ہے مزید تشریح اور سوال وجواب کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

فصل: حُكْمُهُ اَنْ يَّخْتَلِفَ اٰخِرُه بِاِخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ اِخْتِلَافًا لَفْظِيًّا نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَوْتَقْدِيْرِيًّا نَحْوُ جَاءَ نِيْ مُوْسٰى وَرَأَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى

ترجمہ:۔ حکم اسم معرب کا یہ ہے کہ مختلف ہو اس کا آخر بسبب مختلف ہونے عوامل کے اختلاف لفظی جیسے جاء نی زید الخ یا اختلاف تقدیری جیسے جاء نی موسی الخ۔

تشریح:۔ اس عبارت سے مصنفؒ اسم معرب کا حکم بیان کرتے ہیں حکم کا معنی ہے وہ اثر جو کسی چیز پر مرتب ہو تو مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اسم معرب ہوتا ہے تو اس پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ اس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے سے مختلف ہو جاتا ہے تبدیل ہو جاتا ہے خواہ وہ تبدیلی لفظی ہو جیسے جاء نی زید ورأیت زیدا و مررت بزید اس مثال میں زید کے آخری حرف دال کی صفت وحالت یعنی حرکت لفظاً بدلتی رہی۔ یا وہ تبدیلی تقدیری ہو جیسے جاء نی موسی ورأیت موسی ومررت بموسی اس مثال میں موسی کے آخری حرف کی صفت وحالت یعنی حرکت تقدیراً بدلتی رہی لفظاً کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کیونکہ آخر میں الف مقصورہ ہے جو کسی

---

[1] اعتراض:۔ غلام زید (بسکون میم) اس مثال میں غلام اسم بھی ہے اور اپنے غیر کے ساتھ مرکب بھی ہے اور مبنی الاصل کے مشابہ بھی نہیں ہے مگر پھر بھی نحویوں کے ہاں یہ معرب نہیں بلکہ مبنی ہے حالانکہ تعریف معرب کی اس پر سچی آتی ہے جواب:۔ رکب مع غیرہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے عامل کے ساتھ مرکب ہو غلام (بسکون میم) اگرچہ زید کے ساتھ مرکب ہے مگر اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہیں کیونکہ اگر اپنے عامل کے ساتھ مرکب ہوتا تو غلام کی میم ساکن نہ ہوتی بلکہ مرفوع یا منصوب یا مجرور ہوتی جیسے جاءنی غلام زید میں مرفوع رأیت غلام زید میں منصوب' مررت بغلام زید میں مجرور ہے۔

حل ترکیب:۔ حکمہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ ان مصدریہ ناصبہ یختلف فعل اخرہ فاعل با جار اختلاف مصدر مضاف العوامل مضاف الیہ اختلاف مصدر اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور' جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یختلف کے اختلافا موصوف لفظیا معطوف علیہ او عاطفہ تقدیریا معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر صفت' موصوف صفت سے ملکر مفعول مطلق ہے یختلف فعل کا فعل اپنے فاعل ومتعلق اور مفعول مطلق سے ملکر بتاویل مصدر خبر۔

قسم کی لفظی حرکت کو قبول نہیں کرتا پس فرض کرلیا جائیگا جاء نی موسی میں ضمہ ہے اور رأیت موسی میں فتحہ ہے اور مررت بموسی میں کسرہ ہے اگر چہ ضمہ فتحہ کسرہ نظر نہیں آتے۔

فائدہ: پھر چاہے یہ اختلاف ذاتی ہو یا صفتی' ذاتی سے مراد یہ ہے کہ معرب کا آخری حرف دوسرے حرف سے بدلے یہ اس وقت ہوگا جب اعراب بالحرف ہو جیسے جَاءَ نِیْ اَبُوْكَ رَأَیْتُ اَبَاكَ مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ اول مثال میں واؤ ہے دوسری میں الف اور تیسری میں یا ہے۔ صفتی سے مراد یہ ہے کہ معرب کے آخری حرف کی حرکت دوسری حرکت سے بدلے یہ اعراب بالحرکت میں ہوگا جیسے جاء نی زید رأیت زیدا مررت بزید۔

اعتراض:۔ انَّ زیدًا قائمٌ رأیتُ زیدًا اِنّی ضاربٌ زیدًا میں زید معرب ہے عوامل کا اختلاف بھی ہے لیکن عوامل کے مختلف ہونے سے اس کا آخر مختلف نہیں ہوا تینوں مثالوں میں زیدا منصوب ہی رہا؟

جواب:۔ عوامل کے مختلف ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ عوامل عمل بھی میں مختلف ہوں ایک رفع دینے والا' دوسرا نصب دینے والا اور تیسرا جر دینے والا ہو ان مثالوں میں عوامل ذاتی طور پر اور لفظی طور پر تو مختلف ہیں ان حرف از حروف مشبہ بالفعل ہے رأیت فعل ہے اور ضارب اسم ہے مگر عمل اور تقاضا میں مختلف نہیں بلکہ تینوں نصب کو چاہتے ہیں لھذا زیدا پر نصب ہی آئیگی۔

اَلْاِعْرَابُ مَا بِهٖ يَخْتَلِفُ آخِرُ الْمُعْرَبِ كَالضَّمَّةِ وَالْفَتْحَةِ وَالْكَسْرَةِ وَالْوَاوِ وَالْاَلِفِ وَالْيَاءِ (۱)

ترجمہ:۔ اعراب وہ ہے جس کے سبب سے معرب کا آخر مختلف ہو جائے مثل ضمہ' فتحہ' کسرہ' اور واؤ' الف اور یاء کے۔

تشریح:۔ مـــا سے مراد حرف اور حرکت ہے بہ میں باسببیہ ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کے سبب سے معرب کا آخر مختلف ہو جیسے ضمہ فتحہ کسرہ یہ اعراب بالحرکت کی مثالیں ہیں واؤ الف اور یاء یہ اعراب بالحرف کی مثالیں ہیں۔

فائدہ:۔ ضمہ' فتحہ' کسرہ' جب تا کے ساتھ ہوں تو معرب ومبنی دونوں کے اعراب پر بولے جاتے ہیں مبنی کے لئے ضم' فتح' کسر (بغیر تاء کے) بولے جاتے ہیں اور معرب کے اعراب کیلئے رفع' نصب' جر بولا جاتا ہے۔

وَاِعْرَابُ الْاِسْمِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَ جَرٌّ (۲)

---

(۱) حل ترکیب:۔ الاعراب مبتدأ ما موصولہ بہ جار مجرور ظرف لغو متعلق مقدم یختلف کے یختلف فعل آخر المعرب مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل' فعل اپنے فاعل ومتعلق مقدم سے ملکر صلہ' موصول صلہ سے ملکر خبر۔ کالضمۃ الخ ظرف مستقر خبر ہے مبتدأ محذوف مثالہ کی۔

(۲) حل ترکیب:۔ اعراب الاسم مبتدأ علی جار ثلثۃ مضاف انواع مبدل منہ رفع معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے ملکر بدل' مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور' جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر ثابت سے متعلق ہے' ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر (۲) رفع ونصب وجر اگر مرفوع ہوں تو مبتدأ محذوف احد ہا ثانیہا ثالثہا کی خبر ہیں۔ (۳) منصوب ہونے کی صورت میں اعنی فعل محذوف کا مفعول بہ ہیں۔

ترجمہ وتشریح:۔اور اسم کا اعراب تین قسم پر ہے رفع نصب جر کیونکہ وہ چیزیں جن کیلئے اعراب کی وضع ہے وہ تین ہیں فاعلیت ومفعولیت واضافت۔لھذا اعراب بھی تین ہیں فاعلیت کیلئے رفع مفعولیت کیلئے نصب اور مضاف الیہ کیلئے جر کو وضع کیا گیا ہے۔

وَالْعَامِلُ مَا بِهٖ رَفْعٌ اَوْ نَصْبٌ اَوْ جَرٌّ (۱)

ترجمہ وتشریح:۔اور عامل وہ ہے جس کی وجہ سے رفع یا نصب یا جر آئے جیسے جاء نی زید میں جاء عامل ہے اسکی وجہ سے زید پر رفع ہے۔رأیت زیدا میں رأیت عامل ہے اس کی وجہ سے زیدا پر نصب ہے مررت بزید میں با حرف جر عامل ہے اس کی وجہ سے زید پر جر ہے۔

اعتراض: عامل کی تعریف لم اور لما پر سچی نہیں آتی کیونکہ انکی وجہ سے رفع نصب یا جر نہیں بلکہ جزم آتی ہے حالانکہ یہ بھی عامل ہیں

جواب:۔عامل سے مراد عامل الاسم ہے اور لم اور لما یہ فعل میں عمل کرتے ہیں نہ کہ اسم میں۔

وَمَحَلُّ الْاِعْرَابِ مِنَ الْاِسْمِ هُوَالْحَرْفُ الْاٰخِيْرُ مِثَالُ الْكُلِّ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَقَامَ عَامِلٌ وَزَيْدٌ مُعْرَبٌ وَالضَّمَّةُ اِعْرَابٌ وَالدَّالُ مَحَلُّ الْاِعْرَابِ (۲)

ترجمہ:۔اور محل اعراب اسم سے وہ حرف اخیر ہے مثال کل کی، مثل قام زید کے ہے پس قام عامل ہے اور زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا يُعْرَبُ فِیْ كَلَامِ الْعَرَبِ اِلَّا الْاِسْمُ الْمُتَمَكِّنُ وَالْفِعْلُ الْمُضَارِعُ وَسَيَجِیْءُ حُكْمُهٗ فِی الْقِسْمِ الثَّانِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی (۳)

ترجمہ:۔اور جان لیجیے تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں ہے معرب کلام عرب میں مگر اسم متمکن اور فعل مضارع اور عنقریب آئیگا اس فعل مضارع کا حکم قسم ثانی میں ان شاء اللہ تعالی۔

تشریح:۔یہاں سے مصنف مطلق معرب کی قسمیں بیان فرمارہے ہیں کلام عرب میں معرب صرف دو چیزیں ہیں اسماء میں سے اسم

---

(۱) حل ترکیب:۔العامل مبتدأ ما موصولہ بہ خبر مقدم رفع او نصب او جر معطوف علیہ معطوفات سے ملکر مبتدأ مؤخر جملہ اسمیہ خبریہ صلہ، موصول صلہ سے ملکر خبر۔

(۲) حل ترکیب:۔محل الاعراب مضاف مضاف الیہ سے ملکر موصوف من الاسم جار مجرور ظرف مستقر متعلقا لکائن کے الکائن اپنے متعلق سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر مبتدأ ھو پھر مبتدأ الحرف الاخیر خبر۔مبتدأ خبر سے ملکر خبر محل الاعراب مبتدأ کی۔

(۳) حل ترکیب:۔اعلم فعل با فاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل ہ ضمیر شان اسم لا یعرب فعل مجہول فی کلام العرب جار مجرور ظرف لغو متعلق لا یعرب کے الا حرف استثناء الاسم المتمکن موصوف صفت سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الفعل المضارع موصوف صفت سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مستثنی مفرغ ہوکر نائب فاعل لا یعرب کا، لا یعرب اپنے نائب فاعل ومتعلق سے ملکر ان کی خبر، ان اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد مفعول بہ اعلم کا۔

متمکن کیوں کہ اسم غیر متمکن مبنی ہوتا ہے اور افعال میں سے فعل مضارع وہ بھی اس وقت جب نون جمع مؤنث اور نون تا کید ثقیلہ وخفیفہ سے خالی ہو باقی فعل ماضی اور فعل امر حاضر معروف اور فعل مضارع کے ساتھ جب نون جمع مؤنث اور نون تا کید ثقیلہ وخفیفہ ملے ہوئے ہوں تو یہ سب مبنی ہیں۔

فصل: فِيْ اَصْنَافِ اَعْرَابِ الْاِسْمِ وَهِيَ تِسْعَةُ اَصْنَافٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِالْكَسْرَةِ

ترجمہ:۔ یہ فصل اسم معرب کے اعراب کی اقسام میں ہے اور وہ نو اقسام ہیں اول قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ۔

تشریح:۔ مصنفؒ اس تیسری فصل میں اسم معرب کے اعراب کے اقسام بیان کرر ہے ہیں اعراب کے اقسام نو ہیں اور وہ اسمائے معربہ متمکنہ جن پر یہ اعراب آتے ہیں وہ سولہ ہیں ان سولہ قسموں پر اعراب کی نو قسموں کو تقسیم کرنا ہے۔ چنانچہ اعراب کی ابتداءً دو [illegible] ہیں (۱) لفظی (۲) تقدیری۔ اعراب لفظی اصل ہے اور تقدیری فرع ہے۔ پھر اعراب لفظی کی دو قسمیں ہیں (۱) اعراب لفظی بالحرکت کہ وہ اعراب ضمہ فتحہ اور کسرہ کے ساتھ ہو (۲) اعراب لفظی بالحرف کہ وہ اعراب واؤ الف اور یاء کے ساتھ ہو۔ ان دو میں سے اعراب لفظی بالحرکت اصل ہے تو مصنف پہلے اعراب لفظی بالحرکت کا محل بتاتے ہیں کہ اول قسم اعراب کی یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو یعنی جب رفع دینے والا عامل معمول کو رفع دے تو اس حالت رفع میں رفع ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب فتحہ کے ساتھ ہو یعنی جب نصب دینے والا عامل نصب دے تو اس حالت نصب میں نصب فتحہ کے ساتھ ہو اور جر کسرہ کے ساتھ ہو یعنی جب جر دینے والا عامل جر دے تو اس حالت جر میں جر کسرہ کے ساتھ ہو۔

فائدہ:۔ مصنف نے اس قسم کو دو وجہ سے مقدم کیا ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ اعراب بالحرکت ہے اور اعراب بالحرکت اصل ہے اور اعراب بالحرف خلاف اصل اور فرع ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ اعراب تینوں حالتوں میں تینوں حرکتوں کے ساتھ ہے اور تینوں حرکتوں کے ساتھ اعراب اصل ہے اور تین حالتوں میں دو حرکتوں کے ساتھ اعراب خلاف اصل ہے اور فرع ہے۔

حل ترکیب:۔ ھٰذا مبتدا محذوف فصل موصوف فی اصناف الخ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن کے، کائن متعلق سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر خبر۔ ھی مبتدا تسعۃ اصناف مضاف مضاف الیہ ملکر خبر۔ الاول مبتدا ان یکون الخ بتاویل مصدر ہو کر خبر۔

وَيُخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الْمُنْصَرِفِ الصَّحِيحِ وَهُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَالَايَكُوْنُ فِيْ آخِرِهٖ حَرْفُ عِلَّةٍ كَزَيْدٍ وَبِالْجَارِيْ مَجْرَى الصَّحِيحِ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ فِيْ آخِرِهٖ وَاوٌ أَوْ يَاءٌ مَاقَبْلَهُمَا سَاكِنٌ كَدَلْوٍ وَظَبْيٍ وَبِالْجَمْعِ الْمُكَسَّرِ الْمُنْصَرِفِ كَرِجَالٍ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَ دَلْوٌ وَظَبْيٌ وَرِجَالٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَدَلْوًا وَظَبْيًا وَرِجَالًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَدَلْوٍ وَظَبْيٍ وَرِجَالٍ

ترجمہ: اور مختص ہے یہ اعراب مفرد منصرف صحیح کے ساتھ اور وہ نحویوں کے ہاں وہ ہے کہ نہ ہو اس کے آخر میں حرف علت جیسے زید اور جاری مجری صحیح کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ ہو اس کے آخر میں واو یا یاء جن کا ماقبل ساکن ہو جیسے دلو وظبی اور جمع مکسر منصرف کے ساتھ جیسے رجال کہے گا تو جاء نی زید ودلو وظبی ورجال الخ۔

تشریح:۔ اول قسم اعراب کا اسم متمکن کی سولہ قسموں میں سے تین قسموں کو دیا گیا ہے (۱) مفرد منصرف صحیح (۲) جاری مجری صحیح (۳) جمع مکسر منصرف۔

فائدہ:۔ مفرد کئی چیزوں کے مقابلہ میں آتا ہے کبھی مرکب کے مقابلے میں آتا ہے یعنی یہ مفرد ہے مرکب نہیں جیسے شروع کتاب میں گزر چکا ہے کبھی تثنیہ وجمع کے مقابلے میں آتا ہے یہ مفرد ہے یعنی تثنیہ وجمع نہیں ہے اور کبھی مضاف یا شبہ مضاف کے مقابلے میں آتا ہے یہ مفرد ہے یعنی مضاف یا شبہ مضاف نہیں یہ منادی کی بحث میں آئیگا اور کبھی جملہ اور شبہ جملہ کے مقابلے میں آتا ہے یہ مفرد ہے یعنی جملہ اور شبہ جملہ نہیں ہے یہ تمیز کی بحث میں آئیگا۔ یہاں مفرد منصرف صحیح میں مفرد تثنیہ جمع کے مقابلے میں ہے مفرد کہہ کر تثنیہ وجمع کو خارج کر دیا کیونکہ ان کا اعراب آگے آرہا ہے منصرف کہہ کر غیر منصرف کو خارج کر دیا کیونکہ غیر منصرف کا اعراب آگے آرہا ہے صحیح کہہ کر غیر صحیح کو خارج کر دیا (غیر صحیح سے مراد اسمائے ستہ مکبرہ ہیں) ان کا اعراب آگے آرہا ہے۔

فائدہ:۔ مصنف نے صحیح کی یہ تعریف کی ہے کہ اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو یہ تعریف نحویوں کے نزدیک ہے (صرفیوں کے ہاں صحیح وہ ہے جسکے فاء عین لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت اور ھمزہ اور تضعیف نہ ہو) جاری مجری صحیح کی تعریف یہ ہے کہ اسکے لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت واو یا یاء ہو اور اسکا ماقبل ساکن ہو اس کو جاری مجری صحیح اس لئے کہتے ہیں کہ جب واو اور یاء کا ماقبل ساکن ہو تو واو اور یاء پر اعراب لفظی ضمہ فتحہ وغیرہ ثقیل نہیں ہوتا جیسے صحیح پر ثقیل نہیں ہوتا تو گویا یہ قائم مقام صحیح ہے۔ جمع مکسر منصرف کا بھی یہی اعراب

حل ترکیب:۔ واو عاطفہ یا استینافیہ یختص فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل باء جار المفرد موصوف المنصرف صفت اول الصحیح صفت ثانی، موصوف دونوں صفتوں سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق یختص کے وھو عند النحاۃ الخ ھو مبتدأ عند النحاۃ مفعول فیہ لایکون کا، ما موصولہ لایکون فعل ناقص فی آخرہ خبر مقدم حرف علۃ اسم مؤخر لایکون اپنے اسم وخبر سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر ھو کی خبر۔ وبالجاری مجری الخ ظرف لغو متعلق یختص کے بذریعہ عطف۔ ھو مبتدأ ما موصولہ یکون فعل ناقص فی آخرہ خبر مقدم واو او یاء معطوف علیہ معطوف سے ملکر موصوف ماقبلھما مبتدأ ساکن خبر، مبتدأ خبر سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر یکون کا اسم، یکون اپنے اسم خبر سے ملکر صلہ، موصول صلہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی۔ وبالجمع المکسر المنصرف کا عطف بالمفرد المنصرف الصحیح پر ہے۔

ہے مکسر کی قید سے جمع مذکر سالم وجمع مؤنث سالم کو خارج کر دیا کیونکہ انکا اعراب آگے آئیگا۔

فائدہ:۔ اعراب کا پہلا قسم رفع بضمہ نصب بفتحہ جر بکسرہ ان تینوں قسموں کے ساتھ اس لئے خاص ہے کہ یہ اعراب بالحرکت اصل ہے ادھر مفرد منصرف صحیح اور جاری مجری صحیح بھی اصل ہیں اور جمع مکسر منصرف بھی اصل ہے بنسبت جمع مکسر غیر منصرف کے تو اصل کو اصلی اعراب دیا گیا مزید سوال وجواب بڑی کتابوں میں ہیں۔

اَلثَّانِیُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّۃِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْکَسْرَۃِ وَیُخْتَصُّ بِالْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ تَقُوْلُ هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

ترجمہ:۔ دوسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب وجر کسرہ کے ساتھ اور یہ اعراب مختص ہے جمع مؤنث سالم کے ساتھ تو کہے گا هُنَّ مسلماتٌ وَرَأَيْتُ مسلماتٍ ومررتُ بمسلماتٍ

تشریح:۔ یہاں نصب جر کے تابع ہے جیسے جر کسرہ کے ساتھ ہے نصب بھی کسرہ کے ساتھ ہے وجہ یہ ہے کہ جمع مؤنث سالم فرع ہے جمع مذکر سالم کی اور جمع مذکر سالم میں نصب جر کے تابع ہے نصب وجر دونوں یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہیں تو فرع میں بھی نصب کو جر کے تابع کر دیا۔

اعتراض:۔ جمع مؤنث سالم جب فرع ہے جمع مذکر سالم کی تو اس کو فرعی اعراب (بالحرف) دینا چاہیے نہ کہ اصلی اعراب (بالحرکت)؟

جواب:۔ اعراب بالحرف اس اسم میں آسکتا ہے جس کے آخر میں ایسا حرف ہو جو اعراب بالحرف کی صلاحیت رکھے اور وہ ہے واؤ، الف، یا، جمع مؤنث سالم کے آخر میں واؤ الف یا نہیں اسلئے مجبوری کی وجہ سے یہ اعراب بالحرکت دیا لیکن چونکہ فرع ہے اس لئے تین حالتوں میں دو حرکتوں کے ساتھ دیا ہے جو کہ فرع ہے۔

اعتراض:۔ ہم آپ کو چند مثالیں دکھاتے ہیں جو جمع مؤنث سالم نہیں یعنی مؤنث کی جمع سالم نہیں بلکہ مذکر کی جمع سالم ہیں یعنی ان کا مفرد مؤنث نہیں بلکہ مذکر ہے جیسے مَرْفُوْعَاتٌ 'منصوباتٌ' مجرورات 'کَوْکَبَاتٌ ' صَافِنَاتٌ وغیرہ انکا مفرد مرفوعٌ 'منصوبٌ 'مجرورٌ' کَوْکَبٌ' صَافِنٌ مذکر ہے لیکن پھر بھی انکا یہی اعراب ہے تو یہ اعراب جمع مؤنث سالم کے ساتھ مختص نہ ہوا؟

جواب:۔ جمع مؤنث سالم سے مراد اصطلاحی جمع مؤنث سالم ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں الف اور تاء ہو خواہ اس کا مفرد مذکر ہو

حل ترکیب:۔ الثانی مبتدا ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل ناقص الرفع اسم بالضمۃ جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے ثابت متعلق سے ملکر خبر النصب والجر کا عطف الرفع پر ہے بالکسرۃ کا عطف بالضمۃ پر ہے ان یکون بتاویل مصدر کے ہو کر خبر۔ یختص فعل مجہول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل بجمع الخ جار مجرور ظرف لغو متعلق یختص کے۔

یا مؤنث۔ یہ سب مثالیں جمع مؤنث سالم کی ہیں کیونکہ ان کے آخر میں الف اورتاء ہے لھذا انکا اعراب بھی یہی ہوگا۔

اَلثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْفَتْحَةِ وَيُخْتَصُّ بِغَيْرِ الْمُنْصَرِفِ كَعُمَرَ تَقُوْلُ جَاءَ نِیْ عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ (١)

ترجمہ:۔تیسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب وجر فتحہ کے ساتھ اور یہ مختص ہے غیر منصرف کے ساتھ جیسے عمر' کہے گا تو جاء نی عمرُ ورأیت عمرَ ومررت بعمرَ۔

تشریح:۔اعراب کی نوقسموں میں سے یہ تیسری قسم ہے یہاں جر نصب کے تابع ہے۔جیسے نصب فتحہ کے ساتھ ہے اور جر بھی فتحہ کے ساتھ ہے کیونکہ غیر منصرف مشابہ ہے فعل کے اور چونکہ فعل میں کسرہ نہیں آتا تو غیر منصرف میں بھی کسرہ نہیں آئیگا مزید تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔غیر منصرف اکثر مفرد ہوتا ہے اس لئے اس کو اعراب بالحرکت دیا جو کہ اصل ہے

اَلرَّابِعُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالنَّصْبُ بِالْاَلِفِ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ وَيُخْتَصُّ بِالْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُكَبَّرَةً مُوَحَّدَةً مُضَافَةً اِلٰی غَيْرِ يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ وَهِيَ اَخُوْكَ وَاَبُوْكَ وَهَنُوْكَ وَحَمُوْكَ وَفُوْكَ وَذُوْمَالٍ تَقُوْلُ جَاءَ نِیْ اَخُوْكَ وَرَأَيْتُ اَخَاكَ وَمَرَرْتُ بِاَخِيْكَ وَكَذَا الْبَوَاقِیْ (٢)

ترجمہ:۔چوتھی قسم یہ ہے کہ رفع واؤ کے ساتھ ہو اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ اور مختص ہے یہ اعراب اسمائے ستہ مکبرہ کے ساتھ دراں حالیکہ وہ مکبر ہوں موحد ہوں مضاف ہوں یائے متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف۔اوروہ اسمائے ستہ مکبرہ اخوك اورابوكَ اور هنوكَ اور حموكِ اور فوكَ اور ذومال ہیں کہے گا تو جاء نی اخوك رأیت اخاك مررت باخیک اوراسی طرح باقی۔

تشریح:۔اعراب بالحرکت لفظی سے فارغ ہوکر اب اعراب بالحرف لفظی کو بیان کرتے ہیں چنانچہ فرمایا چوتھی قسم اعراب کی یہ ہے کہ رفع واو کے ساتھ ہو اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ۔یہ مختص ہے اسمائے ستہ مکبرہ کے ساتھ مگر یہ اعراب اس وقت ہوگا جب چار شرطیں پائی جائیں گی اول یہ کہ وہ چھ اسم مکبرہ ہوں یعنی ان میں یائے تصغیر نہ ہو اگر وہ مصغرہ ہوں گے تو انکا اعراب بالحرکت ہوگا جیسے جاء نی اُبَیٌّ رأیتُ اُبَیًّا مَرَرْتُ بِاُبَی دوم یہ کہ وہ موحدہ ہوں اگر تثنیہ جمع ہوں گے تو تثنیہ جمع والا اعراب ہوگا جیسے جاء نی اَبَوَانِ رَأیتُ اَبَوَیْنِ وَمَرَرْتُ بِاَبَوَیْنِ جاءَ نی اٰباءٌ رأیتُ اٰباءً ومررتُ باٰباءٍ سوم یہ کہ مضاف ہوں

---

(۱) حل ترکیب:۔الثالث الخ کی ترکیب بعینہ الثانی ان یکون الخ کی طرح ہے

(۲) حل ترکیب:۔الرابع الخ کی ترکیب بعینہ الثانی الخ کی طرح ہے۔یختص فعل مجہول ھو نائب فاعل باء جار الاسماء الستة موصوف صفت سے ملکر ذوالحال، مکبرۃ حال اول مؤحدۃ حال ثانی مضافۃ حال ثالث، الی غیر یاء المتکلم جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مضافۃ کے۔ باقی واضح ہے

اگر مضاف نہیں ہونگے تو مفرد منصرف صحیح والا اعراب بالحرکت ہوگا جیسے جاء نی ابٌ رأیت اباً مررت بابٍ چہارم یہ کہ مضاف بھی یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف ہوں خواہ وہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر ہو اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہونگے تو اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا جیسے جاء اَبِیْ رأیت اَبِیْ مررتُ بأبِیْ تو جب ان میں یہ چار شرطیں پائی جائیں گی تو یہی اعراب ہوگا جیسے جاء نی اخوك رأیت اخاك مررت باخیک اسمائے ستہ مکبرہ یہ ہیں اخوكَ' ابوكَ' هنوكَ' حموكِ' فوكَ' ذو مال اخ' بھائی۔ اب' باپ۔ هن' عورت یا مرد کی شرمگاہ۔ حم' عورت کا رشتہ دار جو مرد کی طرف سے ہو یعنی دیور وغیرہ فوہ' منہ۔ ذو مال' مال والا۔ اول تین میں كَ ضمیر واحد مذکر مخاطب کی ہے حموكِ میں ضمیر واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کی ہے اس لئے کہ حمٌ بمعنی دیور۔ وہ عورت کا ہوتا ہے نہ کہ مرد کا۔ اول چار ناقص واوی ہیں اصل میں اَخَوٌ' اَبَوٌ' هَنَوٌ' حَمَوٌ تھے بر وزن فَعَل (فاکلمہ کی فتح اور عین کلمہ کے سکون کے ساتھ) واؤ کو خلاف قیاس حذف کر دیا اعراب عین کلمہ پر آ گیا تو اخٌ' ابٌ' هنٌ' حمٌ ہو گئے۔ فُوْ اجوف واوی ہے اصل میں فَوْهٌ تھا جیسے فلسٌ بروزن فعل ھا کو خلاف قیاس حذف کر دیا۔ اس کی جمع افواہ آتی ہے پھر اگر اضافت نہ ہو تو واؤ کو میم سے بدل دیتے ہیں فو کی بجائے فم پڑھتے ہیں اگر اضافت کریں تو واؤ واپس آ جاتی ہے جیسے فوك۔ ذو لفیف مقرون ہے اصل میں ذَوَو تھا آخری واؤ کو حذف کر دیا یہ ہمیشہ اسم ظاہر اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے اسی وجہ سے مصنف نے بھی ذو مال کہا۔

اعتراض:۔ اسمائے ستہ مکبرۃ تو مفرد ہیں انکو اعراب بالحرکات اصلی دینا چاہیے نہ کہ اعراب بالحرف فرعی؟

جواب:۔ کچھ مفردات کو بھی تثنیہ وجمع کی طرح اعراب حرفی دیا تا کہ مفرد اور تثنیہ جمع میں نفرت اور وحشت نہ ہو جائے مزید تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

وَالْخَامِسُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْاَلِفِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ الْمَفْتُوْحِ مَا قَبْلَهَا وَيُخْتَصُّ بِالْمُثَنّٰى وَكِلَا مُضَافًا اِلٰى مُضْمَرٍ وَاثْنَانِ وَاثْنَتَانِ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَاثْنَانِ وَاثْنَتَانِ وَرَاَيْتُ الرَّجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَاثْنَتَيْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَاثْنَتَيْنِ

ترجمہ:۔ پانچویں قسم یہ ہے کہ ہو رفع الف کے ساتھ اور نصب وجر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ۔ اور یہ اعراب مختص ہے تثنیہ اور کلا

حل ترکیب:۔ الخامس مبتدا ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل ناقص لرفع اسم بالالف ظرف مستقر خبر النصب والجر کا عطف الرفع پر ہے با جار الیاء موصوف ال بمعنی التی، اسم موصول مفتوح اسم مفعول صیغہ صفت کا ما موصولہ قبلہا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ثبت فعل کا' ثبت فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر صلہ' موصول صلہ ملکر نائب فاعل مفتوح کا' صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل سے ملکر صلہ الف لام بمعنی التی اسم موصول کا موصول صلہ سے ملکر صفت ہے الیاء مجرور کی' جار مجرور سے ملکر معطوف ہے بالالف پر۔ یختص فعل مجہول ھو نائب فاعل با جار المثنی معطوف علیہ کلا ذوالحال مضافا اسم مفعول ھو ضمیر نائب فاعل' الی مضمر متعلق مضافا کے مضافا اپنے نائب فاعل ومتعلق سے ملکر حال' ذوالحال حال سے ملکر معطوف۔ اثنان اثنتان کا بھی عطف ہے مثنی پر مگر کلا اثنان وغیرہ کا اعراب یہاں حکائی ہے۔

کے ساتھ دراں حالیکہ وہ کلا مضاف ہو ضمیر کی طرف اور اثنان و اثنتان کے ساتھ۔ کہے گا تو جاء نی الرجلان کلاھما واثنان واثنتان الخ۔

تشریح:۔اعراب کی نو قسموں میں سے پانچویں قسم بتلا رہے ہیں کہ رفع الف کے ساتھ اور نصب و جر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ اور یہ اعراب مختص ہے مثنی اور ملحقات مثنی کے ساتھ۔

تثنیہ کی تین قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) صوری (۳) معنوی۔

(۱) تثنیہ حقیقی:۔وہ ہے جسکی شکل وصورت بھی تثنیہ والی ہو یعنی آخر میں الف نون یا یاء نون ماقبل مفتوح ہو اور معنی بھی تثنیہ والا ہو اور اسی مادہ سے اس کا مفرد بھی موجود ہو جیسے رجلان رجلین (دو مرد) صورت بھی تثنیہ والی ہے اور معنی بھی تثنیہ والا ہے اور اسی مادے سے رجل مفرد بھی ہے۔

(۲) تثنیہ صوری:۔وہ ہے کہ صورت تثنیہ والی ہو معنی بھی تثنیہ والا ہو مگر اسی مادے سے مفرد موجود نہ ہو جیسے اثنان واثنتان (دو چیزیں) صورت بھی تثنیہ والی ہے اور معنی بھی مگر اسی مادے سے مفرد نہیں کیونکہ اثن یا اثنۃ انکا مفرد نہیں ہے۔

(۳) تثنیہ معنوی: وہ ہے جس کا صرف معنی تثنیہ والا ہو صورت بھی تثنیہ والی نہ ہو اور اسی مادے سے اسکا مفرد بھی نہ ہو جیسے کلا وکلتا (ہر دو مذکر یا ہر دو مؤنث) معنی صرف تثنیہ والا ہے نہ شکل تثنیہ والی ہے کیونکہ الف نون یا یاء نون آخر میں نہیں ہے اور نہ اسی مادے سے مفرد ہے بلکہ یہ خود مفرد لفظ ہیں۔ تثنیہ صوری اور معنوی کو ملحقات تثنیہ کہا جاتا ہے

فائدہ:۔ کلا وکلتا کے اعراب کے لئے مضافا الی مضمر کی شرط لگائی کہ کلا کلتا کا یہ اعراب اس وقت ہوگا جب یہ مضاف ہوں ضمیر کی طرف۔ کیونکہ اگر یہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہونگے تو پھر انکا اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا وجہ یہ کہ کلا اور کلتا میں دو اعتبار ہیں لفظی اور معنوی۔ یہ دونوں لفظوں کے اعتبار سے مفرد ہیں کیونکہ تثنیہ وغیرہ کی نشانی ان میں نہیں ہے اور باعتبار معنی کے تثنیہ ہیں تو جب یہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہونگے تو چونکہ اسم ظاہر اصل ہے تو اس وقت ان میں لفظ کا اعتبار ہوگا کیونکہ لفظ کے اعتبار سے مفرد ہیں اور مفرد اصل ہے تو اسم ظاہر اصل کی طرف مضاف ہونے میں اصلی حیثیت کا اعتبار ہوگا اعراب بالحرکت ہوگا جو اصل ہے مگر تقدیری کیونکہ آخر میں الف ہے اور اعراب لفظی اس پر نہیں آ سکتا اور جب اسم ضمیر کی طرف مضاف ہونگے تو چونکہ اسم ضمیر فرع ہے اسم ظاہر کی لھذا اس وقت ان میں معنی والی حیثیت کا اعتبار ہوگا اور معنی کے اعتبار سے یہ تثنیہ ہیں اور تثنیہ فرع ہے مفرد کی لھذا فرع کی طرف مضاف ہونیکے وقت فرع والی حیثیت کا اعتبار ہوگا تو اعراب بالحرف ہوگا جو کہ فرع ہے۔

فائدہ:۔مصنف نے صرف کلا کا ذکر کیا کلتا کا ذکر نہیں کیا کیونکہ کلا مذکر اصل ہے اور کلتا مؤنث اس کی فرع ہے فرع کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو کہ اصل کا ہوتا ہے تو صرف اصل پر اکتفاء کیا۔

اعتراض:۔اثنان مذکر اثنتان مؤنث یہاں کیوں دونوں کو ذکر کیا اصل پر اکتفاء کیوں نہیں کیا؟

جواب:۔ یہ اسم عدد ہے اسم عدد میں مذکر اور مؤنث کا حکم اکثر ایک جیسا نہیں ہوتا مگر یہاں دونوں کا ایک ہی حکم تھا اس لئے دونوں کو ذکر کر دیا اگر صرف مذکر کا ذکر کرتے تو وہم ہو سکتا تھا کہ شاید مؤنث کا حکم کوئی اور ہوگا۔

فائدہ:۔ مثنی و ملحقات مثنی فرع ہیں مفرد کی اور آخر میں ایسا حرف بھی ہے جو اعراب بالحرف کی صلاحیت رکھتا ہے اس لئے اس کو اعراب فرعی اعراب بالحرف دیا گیا مزید تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

اَلسَّادِسُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ الْمَضْمُوْمِ مَا قَبْلَهَا وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ الْمَكْسُوْرِ مَا قَبْلَهَا وَيُخْتَصُّ بِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَاُولُوْا وَعِشْرُوْنَ مَعَ اَخَوَاتِهَا تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَاُولُوْمَالٍ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَاُولِيْ مَالٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَاُولِيْ مَالٍ

ترجمہ:۔ چھٹی قسم یہ ہے کہ ہو رفع واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ اور نصب و جر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ اور یہ اعراب مختص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ جیسے مسلمون اور اُولُوْ اور عشرون کے ساتھ عشرون کے متشابہات سمیت کہے گا تو جاء نی مسلمون وعشرون واُولُوْ مَالٍ الخ۔

تشریح:۔ اعراب کی چھٹی قسم رفع بواو ماقبل مضموم نصب و جر بیاء ماقبل مکسور ہے یہ اعراب مختص ہے جمع مذکر سالم اور ملحقات جمع مذکر سالم کے ساتھ۔

جمع مذکر سالم کی تین قسمیں ہیں۔(۱) جمع حقیقی۔(۲) جمع صوری۔(۳) جمع معنوی۔

(۱) جمع حقیقی:۔ وہ ہے کہ شکل بھی جمع والی ہو یعنی آخر میں واو نون ماقبل مضموم یا یاءنون ماقبل مکسور ہو اور معنی بھی جمع والا ہو یعنی دو سے زائد غیر معین افراد پر دلالت کرے اور اسی مادہ سے اسکا مفرد بھی ہو جیسے مسلمون، صورت بھی جمع والی ہے معنی بھی جمع والا ہے اور اسی مادہ سے اس کا مفرد (مسلم) بھی ہے۔

(۲) جمع صوری:۔ وہ ہے کہ صرف صورت جمع والی ہو معنی بھی جمع والا نہ ہو اور اسی مادہ سے اس کا مفرد بھی نہ ہو جیسے عشرون سے لیکر تسعون تک۔ ان سب کے آخر میں واو نون ہے اور صورت جمع والی ہے مگر معنی جمع والا نہیں ہے کیونکہ مثلاً عشرون کا معنی بیس (۲۰) ہے نہ اس سے کم پر بولا جاتا ہے۔ اور نہ اس سے زائد پر حالانکہ جمع معنوی کے افراد متعین نہیں ہوتے اور اسی مادہ سے اس کا مفرد بھی نہیں ہے کیونکہ عشرون کا مفرد عشرۃ نہیں ہے ورنہ تین عشرے مل جائیں تو ان پر عشرون کا لفظ بولنا چاہیے حالانکہ ان

حل ترکیب:۔ السادس مبتدأ ان مصدر یہ یکون فعل ناقص الرفع اسم با حرف جر الواو موصوف ال بمعنی التی اسم موصول مضموم اسم مفعول صیغہ صفت کا ماقبلہا موصول صلہ سے ملکر نائب فاعل اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر صلہ ہے ال بمعنی التی اسم موصول کا، موصول صلہ سے ملکر صفت ہے الواؤ کی الیاء المکسور ما قبلہا کی ترکیب بھی اسی طرح ہے۔ باقی واضح ہے۔

پرتو ثلاثون کالفظ بولا جاتا ہے۔

(۳) جمع معنوی:۔وہ ہے کہ صرف معنی جمع والا ہو نہ صورت جمع والی ہو اور نہ ہی اسی مادے سے اس کا مفرد ہو جیسے اولو مال اس کا معنی ہے بہت سے افراد مال والے۔صورت بھی جمع والی نہیں ہے کیونکہ آخر میں واو نون وغیرہ نہیں ہے اسی مادہ سے مفرد بھی نہیں ہے کیونکہ اس کا مفرد ذو ہے جو اولو کے مادے سے نہیں ہے۔(جمع صوری و جمع معنوی کو ملحقات جمع مذکر سالم کہا جاتا ہے)۔تو جمع مذکر سالم اور ملحقات جمع مذکر سالم کا یہی اعراب ہے چونکہ جمع مذکر سالم فرع ہے مفرد کی اور آخر میں ایسا حرف بھی ہے جو اعراب بالحرف کی صلاحیت رکھتا ہے اسلئے اس کو اعراب فرعی اعراب بالحرف دیا۔مزید تفصیل بڑی کتابوں میں ہے

اعتراض:۔ہم آپ کو ایسی مثالیں دکھاتے ہیں کہ وہ جمع مذکر سالم نہیں ہیں مگر ان کا بھی یہی اعراب ہے سِنُوْنَ ، اَرَضُوْنَ ثُبُوْنَ قِلُوْنَ یہ جمع ہیں سَنَةٌ اَرَضَةٌ ثُبَةٌ قُلَةٌ کی یہ مؤنث ہیں تو سِنُوْنَ وغیرہ مؤنث کی جمع سالم ہیں نہ کہ مذکر کی جمع سالم مگر اعراب جمع مذکر سالم والا ہے۔

جواب:۔جمع مذکر سالم سے مراد اصطلاحی جمع مذکر سالم ہے۔نحویوں کی اصطلاح میں جمع مذکر سالم وہ ہے جس کے آخر میں واؤ یا یاء اور نون مفتوحہ ہو خواہ اس کا مفرد مذکر ہو یا مؤنث یہ سب چونکہ جمع مذکر سالم ہیں لھذا انکا اعراب بھی یہی ہوگا۔

اعتراض:۔تثنیہ میں رفع الف کے ساتھ ہے اور جمع میں رفع واؤ کے ساتھ ہے اور دونوں میں نصب کو جر کے تابع کر کے نصب اور جر یاء کے ساتھ پھر تثنیہ میں یاء کا ماقبل مفتوح اور جمع میں یاء کا ماقبل مکسور پھر تثنیہ کا نون مکسور اور جمع کا نون مفتوح ایسا کیوں ہے؟

جواب:۔تثنیہ اور جمع فرع ہیں مفرد کی ان کو اعراب فرعی ملنا چاہیے اور اعراب فرعی تین ہیں واؤ الف اور یاء اگر تینوں تثنیہ کو دے دیتے تو جمع بغیر اعراب کے رہ جاتا اگر تینوں جمع کو دے دیتے تو تثنیہ بغیر اعراب کے رہ جاتا اگر ہر ایک کو تینوں اعراب دے دیتے تو التباس ہو جاتا تو مجبوراً ان تین حرفوں کو تثنیہ و جمع پر تقسیم کیا گیا تثنیہ کی حالت رفعی کو الف دیا گیا اور جمع کی حالت رفعی کو واؤ دیا گیا کیونکہ فعل میں یہ دونوں فاعل مرفوع کی علامت ہیں جیسے ضربا (تثنیہ میں) الف اور ضربوا (جمع) میں واؤ علامت تثنیہ و جمع بھی ہیں اور ضمیر فاعل بھی اور دونوں کی حالت جری کو یاء دی گئی اور دونوں کی حالت نصبی کیلئے کوئی حرف نہ بچا تو نصب کو جر کے تابع کر دیا گیا جیسے دونوں میں جر یاء کے ساتھ ہے نصب بھی یاء کے ساتھ ہے پھر تثنیہ و جمع میں فرق کرنے کیلئے تثنیہ میں یاء کا ماقبل مفتوح اور جمع میں یاء کا ماقبل مکسور کر دیا گیا برعکس نہیں کیا گیا کیونکہ تثنیہ کثیر ہے کیونکہ ذوی العقول کے ساتھ خاص نہیں ہے اور جمع قلیل ہے کیونکہ یہ شکل جمع کی ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے تو کثیر تقاضا کرتا ہے خفت کا اس لئے تثنیہ میں ماقبل مفتوح ہے اور پھر تثنیہ کے نون کو مکسور اور جمع کے نون کو مفتوح کر دیا تاکہ توازن برقرار ہو جائے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ نُوْنَ التَّثْنِيَةِ مَكْسُوْرَةٌ اَبَدًا وَنُوْنُ جَمْعِ السَّلَامَةِ مَفْتُوْحَةٌ اَبَدًا وَكِلَاهُمَا تَسْقُطَانِ عِنْدَ الْإِضَافَةِ تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرٍ (۱)

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ بے شک نون تثنیہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور نون جمع سالم ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہ دونوں گر جاتے ہیں اضافت کے وقت کہے گا تو جاء نی غلامازید ومسلمو مصر (آئے میرے پاس زید کے دو غلام اور مصر کے مسلمان)

تشریح:۔نون تثنیہ رفع نصب جر تینوں حالتوں میں مکسور اور نون جمع تینوں حالتوں میں مفتوح ہوتا ہے جمع سالم سے جمع مکسر خارج ہوا کیونکہ جمع مکسر کا نون کبھی مرفوع اور کبھی مجرور ہوتا ہے اور اضافت کی وجہ سے کبھی ساقط بھی نہیں ہوتا جیسے شیاطین شیطان کی جمع مکسر ہے۔تثنیہ اور جمع کا نون اضافت کی وجہ سے گر جاتا ہے لیکن جب ان پر الف لام داخل ہو تو پھر نہیں گرتا۔تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔مثال جیسے جاء نی غلاما زید اصل میں غلامان زید تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا جاء نی مسلمو مصر اصل میں مسلمون تھا مصر کی طرف اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔

اَلسَّابِعُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِتَقْدِيْرِ الْكَسْرَةِ وَيُخْتَصُّ بِالْمَقْصُوْرِ وَهُوَمَا فِيْ آخِرِهٖ اَلِفٌ مَقْصُوْرَةٌ كَعَصاً وَبِالْمُضَافِ اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ غَيْرَ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ كَغُلَامِيْ تَقُوْلُ هٰذَا عَصَا وَغُلَامِيْ وَرَأَيْتُ عَصَا وَغُلَامِيْ وَمَرَرْتُ بِعَصَا وَغُلَامِيْ (۲)

ترجمہ:۔ساتویں قسم یہ ہے کہ ہو رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ اور جر تقدیری کسرہ کیساتھ اور یہ اعراب مختص ہے اسم مقصور کے ساتھ اور وہ وہ ہے کہ ہو اس کے آخر میں الف مقصورہ جیسے عصا اور یہ اعراب مختص ہے اس اسم کیساتھ جو مضاف ہو یاء متکلم کی طرف حال ہونا اس اسم کا کہ وہ غیر ہو جمع مذکر سالم کا جیسے غلامی کہے گا تو ھذا عصا وغلامی (یہ لاٹھی ہے اور یہ میرا غلام ہے) رأیت عصا وغلامی دیکھا میں نے لاٹھی اور اپنے غلام کو مررت بعصا وغلامی (گزرا میں لاٹھی اور اپنے غلام کے ساتھ)

---

(۱) حل ترکیب:۔اعلم فعل با فاعل ان حرف نون التثنیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر اسم مکسورۃ خبر ابدا مفعول فیہ مکسورۃ کا واؤ عاطفہ نون جمع السلامۃ کا عطف ہے نون التثنیہ پر تو یہ بھی بذریعہ عطف ان کا اسم ہے اور مفتوحۃ بذریعہ عطف خبر ہے ابدا مفعول فیہ مفتوحۃ کا کلا ہما مبتدأ تسقطان فعل الف ضمیر فاعل عند الاضافۃ مفعول فیہ تسقطان فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر خبر۔

(۲) حل ترکیب:۔السابع الخ کی ترکیب سابقہ ترکیبوں کی طرح ہے ہو ما فی آخرہ الخ ہو مبتدأ ما موصولہ فی جار آخرہ مجرور جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم الف مقصورۃ موصوف صفت سے ملکر مبتدأ مؤخر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ صلہ ہے ما موصولہ کا موصول صلہ سے ملکر خبر۔با جار ال بمعنی الذی اسم موصول مضاف اسم مفعول ہو نائب فاعل الی جار یاء المتکلم مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مضاف کے غیر جمع المذکر السالم مضاف مضاف مضاف الیہ سے ملکر حال ہے مضاف کی ضمیر نائب فاعل سے مضاف اپنے نائب فاعل ومتعلق سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر معطوف ہے بالمقصور پر۔

تشریح:۔اعراب لفظی کے بعداب مصنف اعراب تقدیری کو بیان کررہے ہیں اعراب تقدیری چار جگہوں پر آتا ہےان میں سے دو وہ ہیں جن میں اعراب لفظی متعذر و مشکل ہےایک اسم مقصور اور دوسرا وہ اسم جو غیر جمع مذکر سالم ہو کر یاء متکلم کی طرف مضاف ہو اور دو جگہیں وہ ہیں جہاں اعراب لفظی مشکل تو نہیں مگر ثقیل ہےایک اسم منقوص اور دوسرا جمع مذکر سالم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔اعراب کی ساتویں قسم یہ ہے کہ رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ اور جر تقدیری کسرہ کے ساتھ اور یہ اعراب مختص ہے اسم مقصور کے ساتھ

اسم مقصور وہ ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو خواہ وہ لفظوں میں موجود ہو جیسے اَلْعَصَا (الف لام تعریف کے ساتھ) یا محذوف ہو جیسے عَصاً اصل میں عَصَوٌ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدلا تو عَصَانْ ہوا التقائے ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا تو عَصاً ہوا چونکہ آخر میں الف مقصورہ ہے وہ اعراب لفظی کو قبول نہیں کرتا ورنہ تو ھمزہ بن جائیگا لھذا اعراب تقدیری ہوگا اور یہ اعراب مختص ہے اس اسم کے ساتھ جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو بشرطیکہ جمع مذکر سالم نہ ہو خواہ پھر مفرد ہو یا جمع مکسر یا جمع مؤنث سالم جیسے غلامی اس کے آخر میں یاء ہے جو چاہتی ہے کہ میرا ماقبل مکسور ہو لھذا غلامی کی میم پر کسرہ ہی رہیگا یاء کے تقاضے کی وجہ سے کوئی اور اعراب نہیں آسکتا۔تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

اَلثَّامِنُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالْجَرُّبِتَقْدِيْرِ الْكَسْرَةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ لَفْظًا وَيُخْتَصُّ بِالْمَنْقُوْصِ وَهُوَ مَا فِيْ اٰخِرِهٖ يَاءٌ مَاقَبْلَهَا مَكْسُوْرٌ كَالْقَاضِىْ تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ الْقَاضِىْ وَرَأَيْتُ الْقَاضِىَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِىْ

ترجمہ: آٹھویں قسم یہ ہے کہ ہو رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور جر تقدیری کسرہ کے ساتھ اور نصب فتحہ کیساتھ درانحالیکہ وہ فتحہ لفظی ہو اور یہ اعراب مختص ہے اسم منقوص کے ساتھ اور وہ اسم منقوص وہ ہے کہ ہو اس کے آخر میں ایسی یاء جس کا ماقبل مکسور ہو جیسے القاضی کہے گا تو جاء نی القاضی ورأیت القاضی ومررت بالقاضی۔

تشریح:۔اعراب کی یہ قسم اسم منقوص کے ساتھ خاص ہے اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو خواہ یاء اصلی ہو جیسے اَلرَّامِىُ یا کسی سے تبدیل شدہ ہو جیسے اَلدَّاعِىُ اصل میں دَاعِوٌ تھا واؤ کو یاء سے بدلا پھر چاہے وہ یا التقائے ساکنین کی وجہ سے محذوف ہو جیسے قَاضٍ اصل میں قَاضِىٌ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسکو حذف کر دیا گیا قَاضِين ہوا التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی قاض ہوا یا یاء محذوف نہ ہو جیسے اَلْقَاضِىُ الف لام کی وجہ سے تنوین گرگئی یاء باقی ہے۔

حل ترکیب:۔الثامن الخ کی ترکیب مثل سابق کے ہے۔الفتحۃ ذوالحال لفظا بمعنی ملفوظا ہو کر حال۔ھو مبتدأ ما موصولہ فی آخرہ خبر مقدم یاء موصوف ما موصولہ قبلھا مضاف مضاف الیہ سے مل کر ثبت سے متعلق ہو کر صلہ، موصول صلہ سے مل کر مبتدأ مکسور خبر، مبتدأ خبر سے ملکر صفت، یاء موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدأ مؤخر، مبتدأ خبر مقدم سے ملکر صلہ، ما موصول صلہ سے ملکر خبر ہو مبتدأ کی۔

فائدہ:۔اسم منقوص کو یہ اعراب بالحرکت اسلئے دیا گیا کہ یہ مفرد ہے اور مفرد میں اصل اعراب بالحرکت ہے حالت رفع وجر میں اعراب بالحرکت تقدیری ہے کیونکہ ضمہ اور کسرہ یاء پر ثقیل ہیں اور حالت نصب میں فتحہ لفظی ہے اسلئے کہ فتحہ اخف الحرکات ہونے کی وجہ سے یاء پر ثقیل نہیں۔

اَلتَّاسِعُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الْوَاوِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ لَفْظًا وَيُخْتَصُّ بِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ مُضَافًا اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ مُسْلِمِيَّ تَقْدِيْرُه مُسْلِمُوْىَ اجْتَمَعَتِ الْوَاوُ وَالْيَاءُ وَالْاُوْلٰى مِنْهُمَا سَاكِنَةٌ فَقُلِبَتِ الْوَاوُ يَاءً وَاُدْغِمَتِ الْيَاءُ فِي الْيَاءِ وَاُبْدِلَتِ الضَّمَّةُ بِالْكَسْرَةِ لِمُنَاسَبَةِ الْيَاءِ فَصَارَ مُسْلِمِيَّ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

ترجمہ:۔نویں قسم یہ ہے کہ ہو رفع تقدیری واؤ کے ساتھ اور نصب وجر یاء کے ساتھ دراں حالیکہ وہ یاء لفظی ہو اور یہ اعراب مختص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ درانحالیکہ وہ مضاف ہو یاء متکلم کی طرف کہے گا توجاء نی مسلمی اصل اس کی مسلموی تھی واؤ اور یاء جمع ہوگئیں اول ان میں سے ساکن ہے پس واؤ کو یاء سے تبدیل کیا گیا اور یاء کو یاء میں مدغم کیا گیا اور ضمہ کو کسرہ سے بدلا گیا یاء کی مناسبت کی وجہ سے پس ہوگیا مسلمی اور رأیت مسلمی اور مررت بمسلمی۔

تشریح:۔اعراب بالحرکت تقدیری کو بیان کرنے کے بعد اب مصنف اعراب بالحرف تقدیری کو بیان کرتے ہیں اعراب کی نویں قسم یہ ہے کہ رفع تقدیری واؤ کے ساتھ ہو اور نصب وجر یاء لفظی کے ساتھ اور اعراب کا یہ قسم مختص ہے اس جمع مذکر سالم کے ساتھ جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے جاء نی مسلمی یہ اصل میں مسلمون تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا تو مسلموی ہوا پھر مرمی والی تعلیل جاری کی تو مسلمی ہوگیا۔

فائدہ:۔چونکہ جمع مذکر سالم فرع ہے مفرد کی تو اس کو اعراب بالحرف فرعی دیا پھر رفع تقدیری واؤ کے ساتھ ہے کیونکہ واو یاء کے ساتھ بدل چکی ہے جب واؤ نہ رہی تو رفع واؤ لفظی کے ساتھ نہیں ہوسکتا اور نصب وجر یاء لفظی کے ساتھ ہے کیونکہ حالت نصبی وجری میں مُسْلِمِيْنَ تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا تو مسلمیی ہوا یاء کو یاء میں مدغم کیا تو مسلمی ہوا چونکہ یاء مدغم باقی ہے اس کا تلفظ بھی ہو رہا ہے لھذا نصب وجر یاء لفظی کے ساتھ ہے

حل ترکیب:۔التاسع الخ کی ترکیب مثل سابق ہے۔جمع المذکر السالم ذوالحال مضافا اسم مفعول ھو ضمیر نائب فاعل الی یاء المتکلم جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مضافا کے،مضافا اپنے نائب فاعل ومتعلق سے ملکر حال ہے باقی ترکیب واضح ہے۔تقدیرہ مبتدأ مسلموی خبر۔اجتمعت فعل الواو والیاء معطوف علیہ معطوف سے ملکر ذوالحال واو حالیہ الاولی موصوف منھما جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائنۃ کے ہوکر صفت،موصوف صفت سے ملکر مبتدأ ساکنۃ خبر،مبتدأ خبر سے ملکر حال ذوالحال حال سے ملکر فاعل۔

فَصْل: اَلْاِسْمُ الْمُعْرَبُ عَلٰى نَوْعَيْنِ مُنْصَرِفٌ وَهُوَ مَا لَيْسَ فِيْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا مِنَ الْاَسْبَابِ التِّسْعَةِ كَزَيْدٍ وَيُسَمّٰى الْاِسْمَ الْمُتَمَكِّنَ وَحُكْمُهُ اَنْ يَّدْخُلَهُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ مَعَ التَّنْوِيْنِ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَغَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَهُوَ مَا فِيْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ مِّنْهَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا وَالْاَسْبَابُ التِّسْعَةُ هِيَ الْعَدْلُ وَالْوَصْفُ وَالتَّانِيْثُ وَالْمَعْرِفَةُ وَ الْعُجْمَةُ وَالْجَمْعُ وَالتَّرْكِيْبُ وَالْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ وَوَزْنُ الْفِعْلِ وَحُكْمُهُ اَنْ لَّا يَدْخُلَهُ الْكَسْرَةُ وَالتَّنْوِيْنُ وَيَكُوْنُ فِيْ مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوْحًا اَبَدًا تَقُوْلُ جَاءَنِيْ اَحْمَدُ وَرَأَيْتُ اَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ

(اس عبارت کی ترکیب کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ رابطہ کی عبارت ہے مقصود وفاقی نہیں ہے)

ترجمہ:۔اسم معرب دو قسم پر ہے منصرف اور وہ وہ ہے کہ نہ ہوں اس میں دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو کے نو اسباب میں سے جیسے زید اور نام رکھا جاتا ہے اس کا اسم متمکن اور حکم اس کا یہ ہے کہ داخل ہوتی ہیں اس پر تینوں حرکتیں تنوین سمیت ۔ کہے گا تو جاء نی زید الخ اور غیر منصرف وہ وہ ہے کہ اس میں دو سبب ہوں یا ایک ان نو میں سے جو قائم مقام دو کے ہو اور وہ نو اسباب عدل اور وصف اور تانیث الخ ہیں اور حکم اس غیر منصرف کا یہ ہے کہ نہیں داخل ہوتی اس پر کسرہ اور تنوین اور ہوتا ہے جر کے موقع میں مفتوح ہمیشہ ۔ کہے گا تو جاء نی احمد الخ۔

فائدہ:۔غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین اس لئے نہیں آتی کہ اس کی فعل کے ساتھ مشابہت ہے۔اور چونکہ فعل پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی اس لئے اس پر بھی نہیں آئیگی۔تفصیل بڑی کتب میں ہے۔

اَمَّا الْعَدْلُ فَهُوَ تَغَيُّرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ اِلٰى صِيْغَةٍ اُخْرٰى تَحْقِيْقًا اَوْ تَقْدِيْرًا

ترجمہ:۔لیکن عدل پس وہ تبدیل ہونا ہے لفظ کا اپنی اصل شکل سے دوسری شکل کی طرف تحقیقا یا تقدیرا۔

تشریح:۔اسباب منع صرف میں سے ہر ایک کی تفصیل کرنا چاہتے ہیں عدل کی تعریف بھی کی ،اور اس کا حکم وغیرہ بھی بیان کیا باقی اسباب کی تعریف نہیں کی صرف شرطیں وغیرہ بیان کی ہیں کیونکہ عدل کی تعریف غیر مشہور تھی باقیوں کی مشہور تھی عدل کے لغت میں کئی معانی ہیں۔(۱) مائل ہونا جبکہ اس کا صلہ الی ہو یعنی اس کے بعد حرف جر الی ہو تو معنی ہوگا مائل ہونا جیسے فُلَانٌ عَدَلَ اِلَيْهِ (فلان

حل ترکیب:۔اما حرف تفسیر العدل مبتدأ متضمن معنی شرط ھو مبتدأ تغیر مضاف اللفظ مضاف الیہ من صیغتہ الاصلیۃ ظرف لغو متعلق تغیر کے الی صیغۃ اخری بھی متعلق تغیر کے ۔تحقیقا او تقدیرا یا فعل محذوف کے مفعول مطلق ہیں یعنی حقق تحقیقا وقدر تقدیرا یا مضاف الیہ ہیں اور مضاف محذوف ہے تغیر تحقیق او تقدیر مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کیا گیا اور مضاف والا اعراب مضاف الیہ کو دیا گیا یا مصدر محذوف کی صفت ہیں یعنی تغیرا محققا او مقدرا اس صورت میں تحقیقا او تقدیرا مصدر اسم مفعول کے معنی میں ہونگے یا تمیز ہیں تغیر اللفظ سے یا کان محذوف کی خبر ہیں یعنی تحقیقا کان او تقدیرا۔

مائل ہوا اس کی طرف)۔(۲)اعراض کرنا جبکہ اس کا صلہ عن ہو جیسے فلان عدل عنہ (فلاں نے اس سے اعراض کیا)
(۳)دور ہونا جبکہ صلہ من ہو جیسے عَدَلَ الْجَمَالُ مِنَ الْبَعِيْرِ (خوبصورتی اونٹ سے دور ہوئی)(۴)برابری کرنا جب صلہ بین ہو جیسے عدل الامیرُ بَيْنَ فُلَانٍ وَفُلَانٍ (امیر نے فلاں اور فلاں کے درمیان برابری کی)

اصطلاحی معنی:۔کسی لفظ یعنی اسم کا اپنی اصلی شکل سے دوسری شکل کی طرف نکلنا، تبدیل ہونا خواہ یہ تبدیلی تحقیقی ہو یا تقدیری۔ [1]

تَحْقِيْقًا اَوْ تَقْدِيْرًا:۔اس عبارت سے عدل کی دو قسموں کی طرف اشارہ ہے کہ عدل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)عدل تحقیقی (۲)عدل تقدیری

(۱)عدل تحقیقی:۔وہ ہے کہ جس میں اسم کا نکلنا ایسے معدول عنہ سے فرض کریں جو خارج میں موجود ہو پھر خارج میں موجود ہونے سے مراد یہ ہے کہ کلمہ کے غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ اس کے معدول عنہ کے وجود پر کوئی اور مستقل دلیل موجود ہو یعنی اس کلمہ کو غیر منصرف پڑھنا بھی دلیل ہے کہ یہ معدول ہے یعنی کسی سے نکلا ہوا ہے اور اس کا کوئی معدول عنہ بھی ہے جس سے یہ نکلا ہوا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی کوئی اور مستقل دلیل موجود ہو جو یہ بتلائے کہ یہ معدول ہے اور اس کا کوئی معدول عنہ موجود ہے۔

(۲)عدل تقدیری:۔وہ ہے کہ جس میں اسم کا نکلنا ایسے معدول عنہ سے فرض کریں جو خارج اور واقع میں موجود نہ ہو بلکہ فرضی ہو پھر

---

[1] اعتراض(۱):۔یہ تعریف ید اور دم پر سچی آتی ہے کیونکہ یہ اصل میں یَدَیٌ اور دَمَوٌ تھے تو اپنی اصل شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کر چکے ہیں لیکن نحوی حضرات ان میں عدل نہیں مانتے انکو معدول نہیں کہتے۔

جواب:تعریف میں ایک شرط محذوف ہے کہ مادہ یعنی حروف اصلیہ بھی باقی ہوں اصلی معنی بھی باقی ہو تو اب تعریف یوں ہے کہ اسم کا اپنی اصل شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کرنا حقیقتاً یا تقدیراً بشرطیکہ معنی اور مادہ اصلیہ باقی رہے اور ید اور دم میں مادہ باقی نہیں ہے

اعتراض(۲):۔ضرب یضرب ضارب یہ سب مشتقات ہیں ان پر تعریف صادق آتی ہے۔یہ سب ضَرْبٌ ما اسم مصدر سے بنے ہیں تو یہ بھی اپنی اصلی شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کر چکے ہیں اور مادہ اور معنی اصلی بھی باقی ہے لیکن نحوی ان میں عدل نہیں مانتے۔جواب:تعریف میں من صیغۃ کی ضمیر سے مراد یہ ہے کہ وہ لفظ اپنی اصلی شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کرے یہ مشتقات اپنی شکل سے نہیں نکلے بلکہ مصدر کی شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کر چکے ہیں لھذا ان پر تعریف سچی نہیں آئیگی۔

اعتراض(۳):۔قَالَ بَاعَ مَقُوْلٌ مَرْمِیٌ وغیرہ پر تعریف صادق آتی ہے کیونکہ قال کی اپنی اصلی شکل قَوَلَ ہے اور بَاعَ کی بیع، مقول کی مقوول، مرمی کی مرموی یہ الفاظ اپنی اصلی شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کر چکے ہیں لھذا ان کو معدول کہنا چاہیے حالانکہ نحوی حضرات نہیں کہتے۔

جواب:۔تعریف میں ایک شرط محذوف ہے کہ یہ تبدیلی بغیر صرفی قانون کے ہو۔تو عدل کی کامل تعریف یہ ہے کہ کسی لفظ کا اپنی اصل شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کرنا بغیر کسی صرفی قانون کے بشرطیکہ مادہ بھی باقی ہو اور معنی اصلی بھی باقی ہو۔ان مثالوں میں صرفی قانون لگ چکے ہیں لھذا ان پر تعریف سچی نہیں آئیگی اب تعریف جامع مانع ہوگئی۔

فرضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ کے غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ اس کے معدول عنہ کے وجود پر کوئی اور مستقل دلیل موجود نہ ہو بس اس کا غیر منصرف پڑھنا ہی دلیل ہو کہ یہ معدول ہے اور اس کا کوئی معدول عنہ موجود ہے۔

عدل تحقیقی کی مثال:۔ جیسے ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ یہ دونوں کلام عرب میں غیر منصرف پڑھے جا رہے تھے اور ان میں غیر منصرف کا صرف ایک سبب وصف تھا اور وہ ایک سبب قائم مقام دو کے بھی نہیں تھا اور ایک سبب کی وجہ سے کلمہ غیر منصرف نہیں ہوسکتا تو ہم نے فرض کرلیا کہ ان میں دوسرا سبب عدل ہے (کیونکہ فرض کرنے کے لائق صرف یہی عدل ہی ہوسکتا ہے۔(وجہ بڑی کتابوں میں ہے) اب فیصلہ یہ کرنا ہے کہ یہ عدل تحقیقی ہے یا تقدیری تو فیصلہ یہ ہوا کہ عدل تحقیقی ہے کیونکہ ان کے غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ ہمارے پاس ایک اور مستقل دلیل موجود ہے جو یہ بتلاتی ہے کہ یہ معدول ہیں اور انکا معدول عنہ موجود ہے۔ وہ دلیل یہ ہے کہ ثلاث کا معنی ہے تین تین اسی طرح مثلث کا معنی ہے تین تین تو لفظ ایک ہے اور معنی میں تکرار ہے اور معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ثلاث کی اصلی شکل یہ نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہے اور وہ ہے ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ اسی طرح مثلث کی اصلی شکل بھی ثلثة ثلثة ہے تو ثلاث اور مثلث معدول ہیں اور ثلثة ثلثة انکا معدول عنہ ہے یہ دونوں اپنی اصلی شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کر چکے ہیں بغیر کسی صرفی قانون کے۔

عدل تقدیری کی مثال:۔ عمر اور زفر۔ یہ دونوں اسم کلام عرب میں غیر منصرف پڑھے جا رہے تھے ان میں صرف ایک سبب تھا علمیت اور وہ ایک سبب قائم مقام دو کے بھی نہیں تھا اور ایک سبب کی وجہ سے کلمہ غیر منصرف بھی نہیں ہوسکتا تو ہم نے فرض کرلیا کہ ان میں دوسرا سبب عدل تقدیری ہے کیونکہ ان کے غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور مستقل دلیل موجود نہیں ہے جو یہ بتلائے کہ یہ معدول ہیں اور انکا معدول عنہ فلاں ہے بلکہ انکا غیر منصرف ہونا ہی دلیل ہے کہ یہ معدول ہیں اور کوئی انکا معدول عنہ ہے تو ہم نے فرض کرلیا کہ انکا معدول عنہ عَامِرٌ اور زَافِرٌ ہے ان کی اصلی شکل عامر اور زافر تھی اس شکل کو چھوڑ کر دوسری شکل عمر اور زفر والی اختیار کرلی بغیر صرفی قانون کے۔

وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الْفِعْلِ اَصْلاً وَيَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ كَعُمَرَ وَزُفَرَ وَمَعَ الْوَصْفِ كَثُلَاثَ وَمَثْلَثَ وَاُخَرَ وَجُمَعَ

ترجمہ:۔ اور عدل نہیں جمع ہوتا وزن فعل کے ساتھ بالکل اور جمع ہوتا ہے علمیت کے ساتھ جیسے عمر اور زفر اور وصف کیساتھ جیسے ثُلٰث اور مَثْلَث اور اُخَر اور جُمَع۔

تشریح:۔ عدل وزن فعل کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوتا یعنی کوئی اسم ایسا نہیں ہوگا کہ اس میں ایک سبب عدل ہو اور دوسرا وزن فعل ہو کیونکہ

حل ترکیب:۔ لا یجتمع فعل ہو فاعل مع وزن الفعل مفعول فیہ اصلا مفعول مطلق فعل مقدر اصل کا زیادہ راجح احتمال یہ ہے کہ اصلا بمعنی ابدا ہو کر مفعول فیہ ہے لا یجتمع کا۔ واؤ عاطفہ یجتمع فعل ہو فاعل مع العلمیۃ معطوف علیہ مع الوصف معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول فیہ یجتمع کا عطف لا یجتمع پر۔

عدل کے چھ اوزان ہیں ان میں سے کسی وزن پر بھی فعل نہیں آتا تو عدل اور فعل کے اوزان جدا جدا ہیں لھذا جمع نہیں ہو سکتے۔ عدل کے مخصوص چھ اوزان یہ ہیں (۱) فُعَالِ جیسے ثُلَاثَ (۲) مَفْعَلَ جیسے مَثْلَث (۳) فُعَل جیسے عُمَرُ اُخَرُ وغیرہ (۴) فَعَلِ جیسے اَمَسِ (۵) فَعَلُ جیسے سَحَرُ (۶) فَعَالُ جیسے قَطَامِ۔ عدل علمیت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے جیسے عمر اور زفران میں ایک سبب علمیت اور دوسرا عدل تقدیری ہے تفصیل گزر چکی ہے اور وصف کے ساتھ بھی جمع ہو جاتا ہے جیسے ثلاث اور مثلث ان میں ایک سبب وصف ہے دوسرا عدل تحقیقی اس کی تفصیل بھی گزر چکی ہے۔ عدل تحقیقی کے وصف کے ساتھ جمع ہونے کی تیسری مثال اخر ہے یہ جمع ہے اخری کی اخری مؤنث ہے آخر کی آخر بروزن افعل اسم تفضیل ہے کیونکہ اس کا معنی اصل میں تھا زیادہ پیچھے ہٹنے والا لیکن اب یہ غیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جب آخر اسم تفضیل ہے تو اس کی مؤنث کی جمع اخر بھی اسم تفضیل ہوا اور اسم تفضیل کا استعمال تین طرح ہوتا ہے یا مضاف ہو کر جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ یا معرف باللام ہو کر جیسے زَیْدُ نِ الْاَفْضَلُ یا من کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔ لیکن اخر کا استعمال ان تین طریقوں میں کسی طریقہ سے نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اخر ان تین میں سے کسی ایک سے معدول ہے یا اصل میں اخر القوم تھا یا الاخر تھا یا اخر من تھا مگر اضافت والی صورت کسی کے ہاں درست نہیں ہے کیونکہ مضاف الیہ مذکور نہیں ہے اور محذوف بھی نہیں کیونکہ مضاف الیہ کے محذوف ہونے کی تین صورتیں ہیں یا اسکے عوض مضاف پر تنوین آتی ہے جیسے یومئذ حینئذ یا مضاف مبنی برضم ہوتا ہے جیسے قبل بعد یا اضافت کا تکرار ہوتا ہے جیسے یا تَیْمَ تَیْمَ عَدِیٍ اور یہاں تینوں صورتیں نہیں ہیں لھذا مضاف محذوف بھی نہیں تو یہ اضافت والی صورت سے معدول نہیں ہے پھر بعض کہتے ہیں اصل میں اَلْاُخَرُ تھا بعض کہتے ہیں اُخَرُ مِنْ تھا تو یہ اپنی اصلی شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کر چکا ہے بغیر صرفی قانون کے اور اصلی شکل یعنی معدول عنہ کے وجود پر مستقل دلیل موجود ہے یعنی اسم تفضیل کے استعمال ہونے کا ضابطہ لھذا یہ عدل تحقیقی ہے اس میں دوسرا سبب وصف ہے کیونکہ اسم تفضیل میں زیادتی والا معنی وصفی معنی ہوتا ہے۔ عدل تحقیقی کے وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چوتھی مثال جُمَعُ ہے یہ جمع ہے جَمْعَاء کی جو مؤنث ہے اَجْمَعُ بروزن اَفْعَلُ کی اور قاعدہ ہے کہ اگر فَعْلَاء اَفْعَلُ صفتی کا مؤنث ہو تو اس کی جمع فُعْل کے وزن پر آتی ہے جیسا کہ اَحْمَرُ بروزن اَفْعَلُ کی مؤنث حَمْرَاءُ بروزن فَعْلَاءَ کی جمع حُمْر بروزن فعل ہے اور اگر فَعْلَاء اسم ذات ہو تو اس کی جمع فَعَالٰی یا فَعْلَاوَات کے وزن پر آتی ہے جیسے صَحْرَاء کی جمع صَحَارٰی یا صَحْرَاوَات آتی ہے پس اس قاعدہ کے مطابق جَمْعَاء کی جمع یا تو جُمْع آنی چاہیے یا جَمَاعٰی یا جَمْعَاوَات آنی چاہیے حالانکہ جمع ان میں سے کسی وزن پر نہیں ہے لھذا معلوم ہوا کہ جمع اگر اسم صفت ہے تو اس کی اصلی شکل یعنی معدول عنہ جُمْع ہے۔ اور اگر اسم ذات ہے تو معدول عنہ جَمَاعٰی یا جَمْعَاوَات ہے تو جمع کے غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ اس کے معدول عنہ کے وجود پر مستقل دلیل موجود ہے اور وہ فعلاء صفتی و فعلاء اسم ذات کی جمع لانے کا قاعدہ ہے لھذا یہ عدل تحقیقی ہے دوسرا سبب اس میں وصف ہے کیونکہ غالب یہی ہے کہ یہ فعلاء صفتی کی جمع ہے۔

اَمَّا الْوَصْفُ فَلاَ يَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ اَصْلاً وَشَرْطُه اَنْ يَّكُوْنَ وَصْفًا فِىْ اَصْلِ الْوَضْعِ فَاَسْوَدُ وَاَرْقَمُ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَاِنْ صَارَا اِسْمَيْنِ لِلْحَيَّةِ لِاِصَالَتِهِمَا فِى الْوَصْفِيَّةِ

ترجمہ:۔لیکن وصف پس نہیں جمع ہوتا علمیت کے ساتھ بالکل اور شرط اس کی یہ ہے کہ ہو وہ وصف اصل وضع میں پس اسود اور ارقم غیر منصرف ہیں اگرچہ ہو چکے ہیں نام سانپ کے بوجہ اصل ہونے ان کے وصفیت میں۔

تشریح:۔غیر منصرف کے نو اسباب میں سے دوسرا سبب وصف ہے وصف کا لغوی معنی ہے تعریف کرنا اصطلاح میں اس کے دو معنی آتے ہیں اول یہ کہ وصف وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے معنی پر دلالت کرے جیسے رجل عالم میں عالم تابع وصف ہے رجل میں علم والا معنی تھا اس پر دلالت کر رہا ہے دوم یہ کہ اسم کا ایسی ذات مبہم پر دلالت کرنے والا ہونا جس میں کسی وصفی معنی کا لحاظ ہو جیسے احمر (سرخ رنگ والا مرد) اسود (سیاہ رنگ والا مرد) اول قسم معرفہ بھی ہوتا ہے نکرہ بھی جیسے زید ن العالم یا رجل عالم دوسرا قسم صرف نکرہ ہوتا ہے یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔

وصف ایسا سبب ہے جو علمیت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا کیونکہ علم میں تعیین ہوتی ہے اور وصف میں ابہام۔تعیین اور ابہام میں تضاد ہے ۔وصف کے سبب بننے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ وصف اصل وضع کے اعتبار سے وصف ہو خواہ اب استعمال میں وہ وصف باقی ہو یا نہ پھر اصل وضع کے اعتبار سے وصف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ واضع نے اس کو ذات مبہم کیلئے وضع کیا ہو جس میں وصفی معنی کا لحاظ ہو۔نہ یہ کہ وصفیت اس کو وضع کے بعد عارض ہو۔اس شرط پر تفریع متفرع کرتے ہوئے مصنف نے فرمایا کہ پس اسود وارقم غیر منصرف ہیں۔یہ وجود شرط پر تفریع ہے۔مطلب یہ ہے کہ جب یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ وصف کے منع صرف کا سبب بننے کیلئے یہ شرط ہے کہ اصل وضع کے اعتبار سے وصف ہو تو اسود (سیاہ سانپ) اور ارقم (چتکبرا سانپ) غیر منصرف ہونگے کیونکہ یہ دونوں اسم اصل وضع میں ذات مبہمہ پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اسود کو واضع۔نے وضع کیا ہر سیاہ چیز کیلئے اور ارقم کو واضع نے وضع کیا ہر چتکبری اور گدری چیز کیلئے لیکن بعد میں یہ نام بن گئے سیاہ سانپ اور چتکبرا سانپ کے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اسود وارقم میں ایک سبب وزن فعل ہے دوسرا سبب وصف اصلی لھذا یہ غیر منصرف ہوں گے۔

حل ترکیب:اما حرف تفصیل الوصف مبتدأ متضمن معنی شرط فلا تجتمع الخ خبر اصلا بمعنی ابدا مفعول فیہ لاتجتمع کا شرطہ مبتدأ ان مصدر یہ یکون فعل ناقص ھو اسم وصفا موصوف فی اصل الوضع ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہو کر صفت موصوف صفت سے ملکر یکون کی خبر یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر۔اسود وارقم مبتدأ غیر منصرف خبر۔مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔واو زائدہ ان حرف شرط وصلیہ صارا فعل ناقص الف ضمیر اسم اسمین موصوف للحیۃ ظرف مستقر کائنین سے متعلق ہو کر صفت،موصوف صفت سے ملکر خبر لام جار اصالۃ مضاف ھما ضمیر مضاف الیہ فاعل فی الوصفیۃ ظرف لغو متعلق اصالۃ کے۔اصالۃ مصدر اپنے مضاف الیہ فاعل ومتعلق سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق صارا کے صارا اپنے اسم وخبر ومتعلق سے ملکر شرط جزاء محذوف ہے یا فاسود ارقم غیر منصرف دال بر جزا ہیں

وَاَرْبَعٌ فِیْ مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ مَعَ اَنَّهٗ صِفَةٌ وَوَزْنُ الْفِعْلِ لِعَدَمِ الْاِصَالَةِ فِی الْوَصْفِيَّةِ (۱)

ترجمہ:۔اور اربع جوہونے والا ہے مررت بنسوۃ اربع میں یہ منصرف ہے باوجودیکہ یہ وصف اوروزن فعل بوجہ نہ ہونے اصل کے وصفیت میں ۔

تشریح:۔اس عبارت کا عطف ہے اسود وارقم پر یہ شرط عدمی پر تفریع ہے مطلب یہ ہے کہ چونکہ وصف کے سبب بننے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اصل وضع کے اعتبار سے وصف ہو نہ یہ کہ وصفیت عارض ہولھذا وصف اصلی نہ ہونے کی وجہ سے اربع جومررت بنسوۃ اربع میں ہے یہ منصرف ہے حالانکہ غیر منصرف کے دوسبب اس میں موجود ہیں وصف اوروزن فعل وصف اس لئے کہ اس ترکیب میں اربع صفت ہے نسوۃ کی اوروزن فعل اس لئے کہ اسوداورارقم کی طرح یہ بھی اکرم بروزن افعل کے وزن پر ہے اور یہ فعل کاوزن ہے لھذاان دوسببوں کی وجہ سے یہ غیر منصرف ہونا چاہیے۔لیکن چونکہ اس میں وصف اصلی نہیں بلکہ عارض استعمال کی وجہ سے وصف ہے لھذا یہ منصرف ہوگاوصف اصلی اس میں اسلئے نہیں ہے کہ اربع اسمائے عدد میں سے ہےاور مراتب عدد میں سے ایک معین عدد کیلئے وضع کیا گیا ہے جوتین سے اوپراور پانچ سے نیچے کامل عدد ہےاس کیلئے اس کی وضع ہےاس میں معنی وصفی بالکل نہیں ہے کیونکہ ذات معینہ کیلئے اس کی وضع ہے۔ذات مبہمہ کیلئے اس کی وضع نہیں ہے لیکن اس مثال میں نسوۃ موصوف ہے اربع صفت ہے تو اس میں وصفی معنی پایا گیا عارض استعمال کی وجہ سے اب معنی یہ ہوا کہ میں ایسی عورتوں کے پاس سے گزرا کہ جو چار والی صفت کے ساتھ متصف تھیں لھذا یہ منصرف ہوگا۔

اَمَّا التَّانِيْثُ بِالتَّاءِ فَشَرْطُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ عَلَمًا كَطَلْحَةَ وَكَذٰلِكَ الْمَعْنِوِيُّ (۲)

ترجمہ:۔لیکن تانیث بالتاء پس شرط اس کی یہ ہے کہ ہووہ علم جیسے طلحۃ اوراسی طرح معنوی ہے۔

تشریح:۔اسباب منع صرف میں سے تیسرا سبب تانیث ہے یعنی کسی اسم کا مؤنث ہونا خواہ نرپر دلالت کرے یامادہ پر پھر تانیث دوقسم پر ہے ایک تانیث تاء کے ساتھ دوسری تانیث بغیر تاء کے جوبغیر تاء کے ہےاس کی دوقسمیں ہیں ایک الف مقصورہ کے ساتھ جیسے حبلی دوسری الف ممدودہ کے ساتھ جیسے حمراء جوتانیث بالتاء ہےاس کی بھی دوقسمیں ہیں ایک تاء ملفوظہ کے ساتھ دوسری تاء مقدرہ کے ساتھ

---

(۱) حل ترکیب:۔اربع موصوف فی مررت الخ ظرف مستقر کائن کے متعلق ہوکر صفت موصوف صفت سے ملکر مبتدأ منصرف خبر۔مع مضاف ان حرف ان حرف ہ ضمیر اسم صفۃ دوزن الفعل معطوف علیہ معطوف سے ملکر خبر ان کی،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد مضاف الیہ مع مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہے منصرف کا۔لعدم الاصالۃ جارمجرور متعلق منصرف کے۔

(۲) حل ترکیب:۔اما حرف تفصیل التانیث موصوف بالتاء جارمجرور ظرف مستقر الکائن سے متعلق ہوکر صفت،موصوف صفت سے ملکر مبتدأ متضمن معنی شرط،فاجزائیہ شرطہ مبتدأ ان،یکون علما بتاویل مصدر کے ہوکر خبر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر پھر خبر قائم مقام جزاء ۔کذلک خبر مقدم المعنوی مبتدأ مؤخر

پھر جو تاء ملفوظہ کے ساتھ ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک تائے ملفوظہ متحرکہ کیساتھ دوسری تاء ملفوظہ ساکنہ کے ساتھ جو تانیث تائے ساکنہ کے ساتھ ہے یہ فعل کا خاصہ ہے جیسے ضربت جو تانیث تاء متحرکہ کے ساتھ ہے وہ اسم کی علامت ہے جیسے ضاربۃ یہ تاء اسم کے آخر میں زائدہ ہوتی ہے اور حالت وقف میں ھا بن جاتی ہے جو تانیث تاء مقدرہ کے ساتھ ہو اس کو تانیث معنوی کہتے ہیں۔ جو تانیث تاء ملفوظہ کے ساتھ ہو اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ اسم مؤنث کسی کا علم ہو خواہ مذکر کا علم ہو جیسے طلحۃ یا مؤنث کا علم ہو جیسے فاطمۃ۔

فائدہ:۔ تانیث بالتاء میں علمیت اس وجہ سے شرط ہے کہ تاء تانیث محل زوال میں ہے یعنی کلمہ سے زائل ہو جاتی ہے کیونکہ یہ مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق کرنے کیلئے آتی ہے جب کوئی کلمہ علم بن جاتا ہے تو وہ تغیر و تبدل سے محفوظ ہو جاتا ہے یہ تاء تانیث کلمہ کو لازم ہو جائیگی تو اس میں کلمہ کو منصرف ہونے سے روکنے کی قوت پیدا ہو جائیگی اگر علم نہ ہو تو یہ تاء تانیث محل زوال میں ہوگی اور جو چیز محل زوال میں ہو وہ کلمہ کو منصرف ہونے سے نہیں روک سکتی اور اس کے غیر منصرف ہونے کا سبب نہیں بن سکتی۔

وَكَذٰلِكَ الْمَعْنَوِيُّ: ۔ یعنی جس طرح تانیث لفظی بالتاء میں علمیت شرط ہے اسی طرح تانیث معنوی میں بھی علمیت شرط ہے لیکن ان دونوں تانیثوں میں فرق ہے وہ یہ کہ تانیث لفظی بالتاء میں علمیت شرط ہے وجوب تاثیر کیلئے یعنی علمیت کے ساتھ تانیث لفظی بالتاء والے کلمہ کو غیر منصرف پڑھنا واجب ہے جیسے طلحۃ فاطمۃ وغیرہ۔

بخلاف تانیث معنوی کے کہ اس میں علمیت وجوب تاثیر کی شرط نہیں ہے بلکہ جواز تاثیر کی شرط ہے یعنی جب تانیث معنوی والے کلمہ میں علمیت ہوگی تو اس کو غیر منصرف پڑھنا واجب نہیں بلکہ جائز ہے تانیث معنوی کے وجوب تاثیر کیلئے علمیت کے علاوہ ایک اور شرط ہے جس کو مصنف ثم المعنوی الخ سے بیان کر رہے ہیں۔

ثُمَّ الْمَعْنَوِيُّ اِنْ كَانَ ثُلَاثِيًّا سَاكِنَ الْاَوْسَطِ غَيْرَ اَعْجَمِيٍّ يَجُوْزُ صَرْفُهٗ وَتَرْكُهٗ لِاَجْلِ الْخِفَّةِ وَوُجُوْدِ السَّبَبَيْنِ كَهِنْدٍ وَالْاَيَجِبُ مَنْعُهٗ كَزَيْنَبَ وَسَقَرَ وَمَاهَ وَجُوْرَ

ترجمہ:۔ پھر معنوی اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی ہے تو جائز ہے اس کا انصراف اور ترک انصراف بوجہ خفت کے اور بوجہ موجود ہونے دو سببوں کے جیسے ھند۔ اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی نہیں تو واجب ہے اس کا منع صرف جیسے زینب وسقر وماہ وجور۔

حل ترکیب:۔ ثم عاطفہ المعنوی مبتدأ ان حرف شرط کان فعل ناقص ہو ضمیر اسم ثلاثیا موصوف ساکن الاوسط صفت اول غیر اعجمی صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط یجوز فعل صرفہ معطوف علیہ ترکہ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر فاعل لام جارہ اجل مضاف الخفۃ معطوف علیہ وجود السببین معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجوز کے، یجوز اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر خبر المعنوی مبتدأ کی۔ واو عاطفہ الا مرکبہ ہے اصل میں تھا ان لم یکن ثلاثیا الخ ان حرف شرط لم جازمہ جحد یہ یکن فعل ناقص ہو ضمیر مستتر اسم ثلاثیا الخ خبر یکن اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط یجب منعہ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ جزاء شرط جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

تشریح:۔ تانیث معنوی کے وجوب تاثیر کیلئے یعنی غیر منصرف کیلئے وجوبی طور پر سبب بننے کیلئے علمیت کے علاوہ تین شرطوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے وہ یہ کہ وہ اسم جو علم ہے یا تو تین حرفوں سے زائد ہو جیسے زینب عورت کا نام ہے یا اگر وہ تین حرفی ہے تو اسکا درمیانی حرف متحرک ہو جیسے سقر دوزخ کے ایک طبقے کا نام ہے یا اگر درمیانی حرف ساکن ہے تو وہ عجمی ہو جیسے ماہ اور جور دو شہروں کے نام ہیں ان چاروں کلمات کا غیر منصرف پڑھنا واجب ہے کیونکہ ان میں علمیت بھی ہے اور تانیث معنوی بھی اور تانیث معنوی کی وجوب تاثیر کی شرط بھی پائی جا رہی ہے اور اگر کوئی اسم ایسا ہے جس میں تانیث معنوی بھی ہے اور علمیت بھی ہے جو جواز تاثیر کی شرط ہے مگر تانیث معنوی کی وجوب تاثیر کی تین شرطوں میں سے کوئی شرط نہیں ہے تو اس کا غیر منصرف پڑھنا جائز ہے واجب نہیں جیسے ھند عورت کا نام ہے اس میں تانیث معنوی ہے اصل میں هندة تھا کیونکہ اس کی تصغیر هنیدة آتی ہے پھر تاء مقدر ہوگئی اور اس میں علمیت بھی ہے مگر وجوب تاثیر کی تین شرطوں میں سے کوئی شرط نہیں ہے کیونکہ نہ تو تین حرفوں سے زائد ہے نہ ثلاثی ہو کر درمیانی حرف متحرک ہے اور نہ ہی یہ کلمہ عجمی ہے بلکہ عربی ہے لھذا اس کا منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔

لِاَجْلِ الْخِفَّةِ: ۔ یہ یجوز صرفه کی دلیل ہے کہ اس کا منصرف پڑھنا اس لئے جائز ہے کہ ایسے کلمہ میں بہت خفت ہوتی ہے ثقل باقی نہیں رہتا جو دو سببوں کی وجہ سے پیدا ہوا تھا اور جنکی وجہ سے تنوین اور کسرہ کو روک دیا گیا تھا اب چونکہ بہت خفت پیدا ہوگئی لھذا تینوں حرکتوں کو تنوین سمیت پڑھنا جائز ہوگا اگر وہ کلمہ تین حرفوں سے زائد ہو تو وہ کلمہ چوتھے حرف کی وجہ سے ثقیل ہوگا اگر ثلاثی ہو مگر متحرک الاوسط ہو تو یہ بھی ساکن الاوسط کی بنسبت ثقیل ہوگا اور اگر ساکن الاوسط ہو مگر عجمی ہو تو بھی اہل عرب کی زبان پر ثقیل ہوتا ہے لھذا ثقل اور دو سببوں کے پائے جانے کی وجہ سے ان کا غیر منصرف پڑھنا واجب ہے۔

وَوُجُوْدُ السَّبَبَيْنِ: ۔ اس کا عطف الخفة پر ہے اور یہ یجوز ترکه کی دلیل ہے یعنی اسم مؤنث ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی کا غیر منصرف پڑھنا جائز ہے دو سببوں (تانیث معنوی اور علمیت) کے موجود ہونے کی وجہ سے مگر واجب نہیں کیونکہ تانیث معنوی کی وجوب تاثیر کی شرط نہیں پائی جاتی۔

وَالتَّانِيْثُ بِالْاَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ كَحُبْلٰى وَالْمَمْدُوْدَةِ كَحُمَرَاءَ مُمْتَنِعٌ صَرْفُهُمَا اَلْبَتَّةَ لِاَنَّ الْاَلِفَ قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ التَّانِيْثِ وَلُزُوْمِه

حل ترکیب:۔ التانیث موصوف با حرف جر الالف موصوف المقصورة معطوف علیہ الممدودة معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر الکائن کے متعلق ہو کر صفت، التانیث موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدأ ممتنع اسم فاعل صرفھما فاعل اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، البتة مفعول مطلق لفعل محذوف بت کا، ان حرف از حروف مشبہ بالفعل الالف اسم قائم اسم فاعل ھو ضمیر فاعل مقام مضاف السببین مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ، قائم اپنے فاعل، مفعول فیہ سے ملکر خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ممتنع کے۔ التانیث خبر مبتدأ محذوف احدھما کی اور لزوم خبر ثانیھما کی یا بدل ہیں السببین سے یا مفعول بہ ہیں اعنی فعل محذوف کے۔

ترجمہ:۔اور تانیث الف مقصورۃ کے ساتھ جیسے حبلی (حاملہ عورت) اور الف ممدودہ کے ساتھ جیسے حمراء (سرخ عورت) ان دونوں کا منصرف ہونا ممتنع ہے یقیناً' اسلئے کہ الف قائم مقام ہے دوسببوں کے ایک تانیث اور دوسرا لزوم تانیث۔

تشریح:۔جو تانیث الف ممدودہ یا الف مقصورہ کے ساتھ ہو وہ یقیناً غیر منصرف کا سبب ہے یعنی وہ اسم مؤنث جس میں الف مقصورہ یا الف ممدودہ ہو وہ یقیناً غیر منصرف ہوگا لان الالف الخ سے اس کی دلیل ہے کہ یہ اس لئے یقیناً غیر منصرف ہوگا کہ اس میں الف دو کے قائم مقام ہے ایک تانیث دوسرا لزوم تانیث وہ اس لئے کہ الف مقصورہ اور الف ممدودہ باعتبار وضع کے کلمہ کو لازم ہیں یہاں تک کہ اپنے مدخول سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس اپنے لزوم کی وجہ سے یہ بمنزل دوسری تانیث کے ہیں گویا کہ ان میں تانیث مکرر ہے لھذا یہ الف مقصورہ یا ممدودہ اکیلا ایک سبب قائم مقام دوسبب کے ہوگیا بخلاف تاء تانیث کے کہ وہ باعتبار وضع کے کلمہ کو لازم نہیں اگر علمیت کی وجہ سے لازم ہو بھی جائے تو بھی یہ لزوم عارضی ہے جو لزوم وضعی کا مقابلہ نہیں کرسکتا لھذا جو حکم لزوم وضعی کا ہے وہ لزوم عارضی کا نہیں ہوسکتا۔

اَمَّاالْمَعْرِفَةُ فَلاَ يُعْتَبَرُ فِیْ مَنْعِ الصَّرْفِ مِنْهَا اِلَّاالْعَلَمِيَّةُ وَتَجْتَمِعُ مَعَ غَيْرِالْوَصْفِ (۱)

ترجمہ:۔لیکن معرفہ پس نہیں معتبر منع صرف میں اس معرفہ سے مگر علمیت اور جمع ہوجاتا ہے غیر وصف کے ساتھ۔

تشریح:۔اسباب منع صرف میں سے چوتھا سبب معرفہ ہے یہاں معرفہ سے مراد تعریف ہے یعنی کسی اسم کا معرفہ ہونا غیر منصرف کے اسباب میں سے ایک سبب ہے یہاں معرفہ سے مراد وہ نہیں جو نکرہ کے مقابلے میں ہے کیونکہ نکرہ کے مقابلے میں جو معرفہ ہے وہ وہ اسم ہے جس کی وضع ذات معین کیلئے ہو یہ ذات معرفہ غیر منصرف کا سبب نہیں کیونکہ غیر منصرف کے جتنے اسباب ہیں ان میں مصدری معنی پایا جاتا ہے لھذا معرفہ سے مراد تعریف ہے یعنی کسی اسم کا معرفہ ہونا یعنی ذات معین پر دلالت کرنیوالا ہونا۔فلا یعتبر الخ سے اس کے غیر منصرف کے سبب بننے کی شرط ذکر کررہے ہیں کہ معرفہ کے منع صرف کے سبب بننے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ معرفہ بصورت علم ہو جیسے عمر میں ایک سبب معرفہ بصورت علم ہے اور دوسرا سبب عدل تقدیری ہے۔

سوال:۔معرفہ کی بہت سی قسمیں ہیں مصنف نے سب کو چھوڑ کر صرف علمیت کو کیوں اختیار کیا؟

جواب:۔وجہ یہ ہے کہ معرفہ کی بعض قسمیں تو مبنی ہیں جیسے مضمرات ،اسمائے اشارات ،اسمائے موصولہ پس وہ غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتیں کیونکہ غیر منصرف معرب ہے اور معرب مبنی کی ضد ہے ایک شئی اپنی ضد کا سبب نہیں بن سکتی اور بعض قسمیں معرفہ کی غیر منصرف کو

---

(۱) حل ترکیب:۔اما حرف تفصیل المعرفۃ مبتدا متضمن معنی شرط فا جزائیہ لایعتبر فعل مجہول فی منع الصرف جار مجرور ظرف لغو متعلق لایعتبر کے منہا بھی متعلق لایعتبر کے الاحرف استثناء العلمیۃ مستثنی مفرغ ہوکر نائب فاعل فلایعتبر فعل اپنے نائب فاعل ومتعلقات سے ملکر خبر قائم مقام جزاء کے تجتمع فعل ھی ضمیر فاعل مع غیر الوصف مفعول فیہ۔

منصرف یا منصرف کے حکم میں کر دیتی ہیں جیسے معرفہ بالالف واللام اور معرفہ بالاضافۃ لھذا وہ بھی غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتیں باقی رہا معرفہ بنداء تو وہ نحویوں کے ہاں معرف باللام کے حکم میں داخل ہے۔ نیز معرفہ بالنداء یعنی منادی اگر مفرد معرفہ ہو تو وہ مبنی بر ضم ہوتا ہے مبنی غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتا اور اگر مضاف یا شبہ مضاف ہو تو وہ منصرف یا منصرف کے حکم میں ہو جائیگا اور اگر نکرہ غیر معین ہو تو وہ معرفہ ہی نہیں تو وہ غیر منصرف کا سبب کیسے بنے گا لھذا معرفہ بالنداء یہ بھی غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتا تو صرف ایک ہی قسم رہ گیا معرفہ بصورت علم لھذا یہی غیر منصرف کا سبب ہوگا۔

وَتَجْتَمِعُ مَعَ غَيْرِ الْوَصْفِ: ۔یعنی معرفہ وصف کے سوا باقی سب اسباب کیساتھ جمع ہو جاتا ہے وصف کے ساتھ جمع نہیں ہوتا کیونکہ وصف ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور معرفہ یعنی علم ذات معین پر دلالت کرتا ہے ذات مبہم ومعین میں تضاد ہے لھذا وصف اور معرفہ ایک اسم میں جمع نہیں ہو سکتے۔

اَمَّا الْعُجْمَةُ فَشَرْطُهَا اَنْ تَكُوْنَ عَلَمًا فِي الْعُجْمَةِ وَزَائِدَةً عَلٰى ثَلاثَةِ اَحْرُفٍ كَابْرَاهِيْمَ اَوْ ثُلاثِيًّا مُتَحَرِّكَ الْاَوْسَطِ كَشَتَرَ فَلِجَامٌ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِيَّةِ وَنُوْحٌ مُنْصَرِفٌ لِسُكُوْنِ الْاَوْسَطِ

ترجمہ: ۔لیکن عجمہ پس شرط اس کی یہ ہے کہ ہو وہ علم لغت عجم میں اور تین حرفوں سے زائد ہو جیسے ابراھیم یا تین حرفی ہو کر متحرک الاوسط ہو جیسے شتر پس لجام منصرف ہے علمیت کے نہ ہونے کی وجہ سے اور نوح بھی منصرف ہے بوجہ ساکن الاوسط ہونے کے۔

تشریح: ۔پانچواں سبب عجمہ ہے عجمہ کا لغوی معنی ہے گونگا ہونا اصطلاحی معنی کسی اسم کا ان الفاظ سے ہونا جن کو غیر عرب نے وضع کیا ہو عجمہ کے منع صرف کے سبب بننے کیلئے دو شرطیں ہیں اول یہ ہے کہ وہ لغت عجم میں کسی کا علم ہو خواہ حقیقۃً علم ہو جیسے ابراھیم یہ لغت عرب کی طرف نقل ہونے سے پہلے لغت عجم میں حقیقۃً علم تھا بغیر کسی تبدیلی کے لغت عرب میں منقول ہو گیا یا حکماً علم ہو جیسے قالون یہ لغت عرب کی طرف نقل ہونے سے پہلے لغت عجم میں حقیقۃً علم نہ تھا بلکہ لغت عجم میں اسم جنس تھا ہر جید (کھری) چیز کو قالون کہتے تھے پھر لغت عرب میں نقل ہونے کے بعد معنی جنسی میں استعمال ہونے سے پہلے ہی علم ہو گیا قراء میں سے ایک قاری صاحب کا علم بن گیا جودۃ قراءت کی وجہ سے اور وہ لفظ عجمی جو لغت عرب میں نقل ہوتے ہی اپنے معنی جنسی میں استعمال ہونے سے پہلے علم ہو جائے تو یہ حکماً علم ہوتا ہے کیونکہ یہ بھی تغیر وتبدل سے محفوظ ہوتا ہے۔

حل ترکیب: ۔اما حرف تفصیل العجمہ مبتدأ متضمن معنی شرط شرطہا مبتدأ ان مصدریہ تکون فعل ناقص ھی اسم علما موصوف فی العجمۃ ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہو کر صفت علما کی موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ زائدۃ علی ثلثۃ احرف پھر معطوف علیہ او عاطفہ ثلاثیا موصوف متحرک الاوسط صفت موصوف صفت سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر معطوف، علما معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر تکون کی۔ فلجام مبتدأ منصرف خبر لعدم العلمیۃ متعلق منصرف کے نوح مبتدأ منصرف خبر لسکون الاوسط متعلق منصرف کے۔

فائدہ: عجمہ میں علمیت کی شرط اسلئے لگائی کہ اھل عرب پر عجمی لفظ کا ادا کرنا مشکل ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ ثقل دور کرنے کیلئے اہل عرب اس میں تصرف کریں اور چونکہ عجمہ غیر منصرف کا سبب، بنتا ہے محض اپنے ثقل کی وجہ سے تو تصرف کرنے کے بعد ثقل ختم ہو جائیگا تو وہ عجمہ غیر منصرف کا سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھے گا اس۔ لئے اس میں شرط کی گئی کہ لغت عجم میں کسی کا علم ہو حقیقۃ یا حکما تا کہ تغیر وتبدل سے محفوظ رہے اور ثقل اس کا باقی رہے تا کہ غیر منصرف کا سبب بن سکے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس اسم میں دو صورتوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے یا تو وہ علمیت کے ساتھ ساتھ تین حرفوں سے زائد ہو جیسے ابـراهيـم یا اگر تین حرفی ہے تو درمیانی حرف متحرک ہو جیسے شتر (دیار بکر کے ایک قلعے کا نام ہے)

فائدہ: یہ شرط اس لئے لگائی کہ عجمہ ایک اعتباری چیز ہے لفظ میں اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا تو یہ شرط لگائی تا کہ کلمہ میں ثقل پیدا ہو جائے اور عجمہ غیر منصرف کا سبب بن سکے فلجام منصرف الخ میں فا تفریعیہ ہے اول شرط پر تفریع ہے کہ لجام جو لغت عجم میں لگام تھا۔ یہ لغت عرب میں علم بھی ہو جائے تب بھی منصرف ہوگا کیونکہ لغت عجم میں نہ حقیقۃ علم ہے نہ حکما حقیقۃ علم نہ ہونا تو ظاہر ہے کہ ہر لگام کو لگام کہتے تھے یہ اسم جنس تھا اور یہ حکما بھی علم نہیں کیونکہ لغت عرب میں نقل ہوتے ہی علم نہیں بنا بلکہ لگام والے معنی میں ہی استعمال ہوتا رہا اب اگر کسی کا علم رکھ بھی دیں تو منصرف ہی رہیگا بخلاف قالون کے کہ لغت عجم سے نقل ہوتے ہی معنی جنسی میں استعمال ہونے سے پہلے ہی ایک قاری صاحب کا علم بن گیا لہذا یہ حکما علم ہے۔

وَنُوحٌ مُنْصَرِفٌ الخ:۔ یہ دوسری شرط پر تفریع ہے کہ نوح جو لغت عجم میں ایک پیغمبر علیہ السلام کا علم ہے منصرف ہے کیونکہ یہ اگر چہ عجمہ بھی ہے اور لغت عجم میں علم بھی ہے لیکن عجمہ کے سبب بننے کیلئے دوسری شرط کی دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہیں پائی جاتی نہ تو تین حرفوں سے زائد ہے نہ درمیانی حرف متحرک ہے بلکہ ثلاثی ساکن الاوسط ہے لھذا یہ منصرف ہوگا۔ [1]

اَمَّا الْجَمْعُ فَشَرْطُهُ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى صِيْغَةِ مُنْتَهَى الْجُمُوْعِ وَهُوَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ اَلِفِ الْجَمْعِ حَرْفَانِ كَمَسَاجِدَ اَوْ حَرْفٌ مُشَدَّدٌ مِثْلُ دَوَابٌّ، اَوْ ثَلٰثَةُ اَحْرُفٍ اَوْسَطُهَا سَاكِنٌ غَيْرُ قَابِلٍ لِلْهَاءِ كَمَصَابِيْحَ فَصَيَاقِلَةٌ وَ فَرَازِنَةٌ مُنْصَرِفٌ لِقَبُوْلِهِمَا الْهَاءَ

ترجمہ:۔ لیکن جمع پس شرط اس کی یہ ہے کہ ہو وہ منتھی الجموع کے وزن پر اور وہ یہ ہے کہ الف جمع کے بعد دو حرف ہوں جیسے مساجد

---

[1] فائدہ:۔ تمام ملائکہ کے نام غیر منصرف ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام غیر منصرف ہیں صرف سات نام منصرف ہیں ان میں سے تین عربی ہیں (۱) محمد ﷺ (۲) صالح علیہ السلام (۳) شعیب علیہ السلام اور چار عجمی ہیں (۱) نوح علیہ السلام (۲) لوط علیہ السلام (۳) ہود علیہ السلام (۴) شیث علیہ السلام

حل ترکیب:۔ اما حرف تفصیل الجمع مبتدأ متضمن معنی شرط فا جزائیہ شرطہ مبتدأ ان یکون علی صیغۃ منتھی الجموع خبر پھر مبتدأ خبر سے ملکر خبر قائم مقام جزاء کے ھو مبتدأ ان مصدریہ یکون فعل ناقص بعد الف الجمع خبر مقدم حرفان معطوف علیہ او عاطفہ حرف مشدد موصوف صفت سے ملکر معطوف (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یا ایک حرف مشدد ہو جیسے دواب یا ایسے تین حرف ہوں کہ درمیانی انکا ساکن ہو درانحالیکہ وہ نہ قبول کرنیوالا ہو ھا کو جیسے مصابیح پس صیاقلۃ اور فرازنۃ منصرف ہیں بوجہ قبول کرنے ان دونوں کے ہاء کو۔

تشریح:۔ چھٹا سبب جمع ہے جمع کا لغوی معنی اکٹھا کرنا اصطلاحی معنی کسی اسم کا بہت سے افراد پر دلالت کرنیوالا ہونا اس کے مفرد میں تبدیلی کرنے کی وجہ سے۔ اس کے سبب بننے کیلئے اور ایک سبب قائم مقام دو ہونے کیلئے دو شرطیں ہیں اول شرط یہ ہے کہ منتھی الجموع کے وزن پر ہو منتھی الجموع کا لغوی معنی ہے جمعوں کی آخری جمع یعنی اس کے بعد کوئی دوسری جمع نہ ہو نحویوں کی اصطلاح میں منتھی الجموع وہ جمع ہے جس کے بعد کوئی دوسری جمع تکسیر نہ بنائی جاسکے تو گویا یہ آخری جمع ہے اس کو جمع اقصی بھی کہتے ہیں اور جمع منتھی الجموع کا وزن یہ ہے کہ پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو تیسری جگہ الف ہو پھر الف کے بعد یا تو دو حرف متحرک ہوں جن میں پہلا مکسور ہو جیسے مساجد مسجد کی جمع ہے یا ایک حرف مشدد ہو جیسے دواب جمع ہے دابۃ کی یا تین حرف ہوں جن میں سے پہلا مکسور ہو درمیانی حرف ساکن ہو جیسے مصابیح جمع ہے مِصْبَاحٌ بمعنی چراغ کی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ جمع ایسی تاء کو قبول نہ کرے جو حالت وقف میں ھاء بن جائے فصیاقلۃ الخ سے دوسری شرط پر تفریع ہے کہ صیاقلۃ جو جمع ہے صَیْقَلٌ کی بمعنی تیز کرنیوالا اور فرازنۃ جو جمع ہے فرزین کی بمعنی شطرنج کا وزیر یہ دونوں منصرف ہیں کیونکہ یہ تاء تانیث کو قبول کرتے ہیں جو حالت وقف میں ہاء ہو جاتی ہے۔

فائدہ: یہ دوسری شرط اس لئے لگائی کہ اگر اس کے آخر میں اس قسم کی ہاء ہو تو اس جمع کا التباس ہو جائیگا بعض مفردات کے ساتھ جن کے آخر میں ہاء ہوتی ہے تو اس کی جمعیت میں فتور پیدا ہو جائیگا اور غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکے گا جیسے صَیَاقِلَۃٌ فَرَازِنَۃٌ کا التباس ہے طَوَاعِیَۃٌ بمعنی اطاعت اور کَرَاھِیَۃٌ بمعنی کراہت کے ساتھ اور یہ دونوں مفرد ہیں۔

وَهُوَ اَيْضًا قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ الْجَمْعِيَّةُ وَلُزُوْمُهَا وَامْتِنَاعِ اَنْ يُّجْمَعَ مَرَّةً اُخْرٰى جَمْعَ التَّكْسِيْرِ فَكَاَنَّه جُمِعَ مَرَّتَيْنِ

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ) او عاطفہ ثلاثۃ احرف مضاف مضاف الیہ سے ملکر موصوف اوسطہا مبتدأ ساکن خبر مبتدأ اپنی خبر سے ملکر صفت ثلثۃ احرف کی موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف معطوف علیہا اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر یکون کا اسم مؤخر غیر قابل للھاء یہ حال ہے یکون کی ضمیر مستتر سے یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر خبر ہو مبتدأ کی۔ صیاقلہ معطوف علیہ فرازنۃ معطوف سے ملکر مبتدأ منصرف خبر لقبولہما الھاء جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منصرف کے۔

حل ترکیب:۔ ہو مبتدأ ایضا مفعول مطلق فعل مقدر آض کا یہ جملہ معترضہ ہے قائم مقام السببین خبر۔ الجمعیۃ خبر مبتدأ محذوف احدہما کی۔ لزومہا معطوف علیہ امتناع مضاف ان مصدریہ یجمع فعل مجہول ہو نائب فاعل مرۃ اخری موصوف صفت سے ملکر مفعول فیہ، جمع التکثیر مفعول مطلق یجمع کا، یجمع اپنے نائب فاعل مفعول فیہ ومطلق سے ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ امتناع کا، مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر خبر مبتدأ محذوف ثانیہما کی یا الجمعیۃ ولزومہا الخ بدل ہیں السببین سے یا مفعول بہ ہیں اعنی فعل محذوف کے۔ کان حرف از حروف مشبہ بالفعل ہ ضمیر اسم جمع مرتین خبر۔

ترجمہ:۔اور وہ بھی قائم مقام ہے دوسببوں کے ایک ان میں سے جمعیت ہے اور دوسرا لزوم جمعیت اور ممتنع ہونا اس بات کا کہ جمع لائی جائے دوسری مرتبہ جمع مکسر پس گویا کہ یہ جمع لائی گئی ہے دومرتبہ۔

تشریح:۔یہ جمع بھی تانیث کے دوالفوں کی طرح ایک سبب قائم مقام دوسببوں کے ہے ایک جمعیت دوسرا لزوم جمعیت۔لزوم جمعیت کا مطلب مصنف نے امتناع ان یجمع الخ سے بیان کیا کہ وہ اسم جو جمعیت کی بنا پر غیر منصرف ہے ایسا ہو کہ اس کی دوسری مرتبہ جمع تکسیر بنانا ممتنع ہو اور جب جمع تکسیر بنانا ممتنع ہو جائیگا تو اس میں موجودہ جمعیت لازم ہو جائے گی اس طور پر کہ اب اس کو مفرد فرض کر کے دوبارہ جمع تکسیر نہ بنائیں گے ہاں البتہ جمع صحیح بنانا درست ہے جیسے صَاحِبَۃٌ کی جمع صَوَاحِب اور صَوَاحِبُ کی جمع تکسیر دوسری مرتبہ نہیں آتی البتہ جمع صحیح وسالم اس کی صَوَاحِبَات آتی ہے پس اس کی جمعیت بمنزلہ ایک سبب کے ہوگئی اور اسکا ایسی جمع کے وزن پر ہونا کہ اس کی دوبارہ جمع مکسر بنانا ممتنع ہے اور وہی اول جمعیت اس کو لازم ہے یہ گویا کہ بمنزلہ دوسرے سبب کے ہے۔

فکانه جمع مرتین :۔اس سے مصنف اس طرف اشارہ کررہے ہیں کہ جب اس کی دوبارہ جمع تکسیر ممتنع ہوگئی تو گویا کہ وہ ایسا اسم ہوگیا کہ دوبارہ جمع بنایا گیا یعنی اس میں جمع کا تکرار ہوتا ہے پھر کبھی تو حقیقۃ تکرار ہوتا ہے جیسے اکالب جمع ہے اَکْلُبٌ کی اور اکلب جمع ہے کَلْبٌ بمعنی کتا کی۔اسی طرح اَسَاوِرٌ جمع ہے اَسْوِرَۃٌ کی اسورۃ جمع ہے سِوَارٌ بمعنی کنگن کی۔اور کبھی حکماً تکرار ہوتا ہے یعنی یہ اس جمع کی طرح ہوتا ہے جس میں حقیقۃ تکرار پایا جاتا ہے جیسے مساجد اکالب کی طرح ہے۔

اَمَّا التَّرْکِیْبُ فَشَرْطُهٗ اَنْ یَّکُوْنَ عَلَمًا بِلاَ اِضَافَةٍ وَلاَ اِسْنَادٍ کَبَعْلَبَکَّ فَعَبْدُاللهِ مُنْصَرِفٌ وَمَعْدِیْکَرِبَ غَیْرُ مُنْصَرِفٍ وَشَابَ قَرْنَاهَا مَبْنِیٌّ

ترجمہ:۔لیکن ترکیب پس شرط اس کی یہ ہے کہ ہو وہ علم بغیر اضافت اور بغیر اسناد کے جیسے بعلبک پس عبداللہ منصرف ہے اور معدیکرب غیر منصرف ہے اور شاب قرناها مبنی ہے۔

تشریح:۔ساتواں سبب ترکیب ہے ترکیب مصدر ہے از باب تفعیل اس کا لغوی معنی جوڑنا مرکب کرنا اصطلاحی معنی دو یا دو سے زیادہ کلموں کا بغیر کسی حرف کے جز ہونے کے ایک ہونا جب ترکیب میں یہ قید لگائی کہ اس کا جز نہ ہو تو اب النجم اور بصری اگر کسی کا نام بھی بن جائیں تو بھی یہ غیر منصرف نہیں ہوں گے کیونکہ النجم میں ایک جز الف لام ہے جو حرف تعریف ہے اور بصری میں

حل ترکیب:۔اما حرف تفصیل الترکیب مبتدأ متضمن معنی شرط فا جزائیہ شرطہ مبتدأ ان مصدریہ یکون فعل ناقص ہو ضمیر اسم علما موصوف با جارہ لا بمعنی غیر مضاف اضافۃ مضاف الیہ، واؤ عاطفہ لا زائدہ اسناد کا عطف اضافۃ پر ہے، پھر با جارہ اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہو کر صفت ہے علما کی علما موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر یکون کی، یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر خبر، مبتدأ خبر سے ملکر خبر قائم مقام جزاء کے۔عبداللہ مبتدأ منصرف خبر۔معدیکرب مبتدأ، غیر منصرف خبر۔شاب قرناہا جملہ بتاویل ھذا الترکیب مبتدأ مبنی خبر۔

ایک جزیا نسبت ہے یہ بھی حرف ہے۔

فائدہ:۔ترکیب کی چھ قسمیں ہیں (۱) ترکیب اسنادی۔ جیسے زید قائم (۲) ترکیب اضافی جیسے غلام زید (۳) ترکیب توصیفی جیسے رجل عالم (۴) ترکیب صوتی جیسے سِیْبَوَیْهِ نِفْطَوَیْهِ (۵) ترکیب تعدادی جیسے خَمْسَةَ عَشَرَ (۶) مرکب امتزاجی جیسے بعلبک۔

ترکیب کے غیر منصرف کا سبب بننے کیلئے دو شرطیں ہیں پہلی یہ کہ وہ اسم مرکب کسی کا علم ہو یہ شرط اس لئے لگائی کہ ترکیب ایک عارضی چیز ہے کیونکہ اصل ہر کلمہ میں یہ ہے کہ وہ مستقل الگ استعمال ہو ایک دوسرے کی طرف محتاج نہ ہوں مگر کسی عارض کی وجہ سے انکو جوڑا گیا ہے مرکب کیا گیا ہے تو یہ ترکیب ایک عارضی چیز ہے جو چیز عارضی ہو وہ زوال پذیر ہوتی ہے لھذا احتمال ہے کہ یہ ترکیب زائل ہو جائے لھذا علمیت کو شرط کیا تا کہ زوال سے محفوظ ہو کر غیر منصرف کا سبب بن جائے۔

بِلَا إِضَافَةٍ وَلَا إِسْنَادٍ: ۔اس سے دوسری شرط کا بیان ہے پہلی شرط وجودی تھی یہ عدمی ہے کہ ترکیب اضافی بھی نہ ہو اور اسنادی بھی نہ ہو ترکیب اضافی اس لئے نہیں ہونی چاہیے کہ اضافت مضاف کو منصرف یا منصرف کے حکم میں کر دیتی ہے اور ترکیب اسنادی اس لئے نہ ہونی چاہیے کہ ترکیب اسنادی والا مرکب اسنادی جب کسی کا علم ہوگا تو وہ مبنی ہوگا اور مبنی غیر منصرف نہیں ہوسکتا کیونکہ غیر منصرف معرب کا قسم ہے۔

اعتراض:۔ جس طرح ترکیب اضافی اور اسنادی غیر منصرف کا سبب نہیں اسی طرح ترکیب توصیفی اور تعدادی اور صوتی بھی غیر منصرف کا سبب نہیں تو جس طرح ترکیب اضافی واسنادی کو خارج کرنے کیلئے مصنف نے شرط لگائی اسی طرح ان کو بھی خارج کرنے کیلئے شرط لگانی چاہیے تھی۔

جواب:۔ترکیب توصیفی، ترکیب اضافی کے حکم میں ہے لھذا اس کو نکالنے کیلئے الگ شرط لگانے کی ضرورت نہیں اس کے حکم میں اسلئے ہے کہ دونوں مرکب تقییدی ہیں مرکب اضافی میں مضاف الیہ مضاف کی قید ہوتا ہے اور مرکب توصیفی میں صفت موصوف کی قید ہوتی ہے اسی طرح ترکیب صوتی اور تعدادی ترکیب اسنادی میں داخل ہیں کیونکہ مرکب اسنادی تو علم بننے کے بعد مبنی بن جاتا ہے اور غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتا اور مرکب صوتی اور تعدادی تو شروع سے ہی مبنی ہیں تو یہ کیسے غیر منصرف کا سبب بن سکیں گے لھذا انکو نکالنے کیلئے الگ سے شرط لگانے کی ضرورت نہیں صرف ترکیب امتزاجی رہ گئی جو غیر منصرف کا سبب ہے جیسے بعلبک بعل ایک اسم تھا اور بک ایک دوسرا اسم تھا بعل ایک بت کا نام تھا اور بک شہر کے بنانے والے کا نام تھا ان دونوں کو ملا کر اسی شہر کا نام رکھ دیا اس مرکب میں کوئی جز حرف بھی نہیں اور ترکیب اضافی اور اسنادی بھی نہیں لھذا ترکیب اور علمیت کی وجہ سے یہ غیر منصرف ہوگا۔

فعبدالله منصرف :۔اس سے شرط ثانی کی قسم اول پر تفریع ہے کہ عبداللہ اگر چہ علم ہے مگر ترکیب اضافی کی وجہ سے منصرف ہے اور معد یکرب غیر منصرف ہے یہ ایک مرد کا نام ہے معدی اور کرب دو اسم تھے ان دونوں کو ملا کر ایک کیا ہے

چونکہ مرکب اسنادی بھی نہیں اور اضافی بھی نہیں لھذا یہ غیر منصرف ہوگا۔

شاب قرناها : ۔یہ دوسری شرط کی قسم ثانی پر تفریع ہے کہ یہ مبنی ہے کیونکہ یہ مرکب اسنادی ہے شاب فعل ہے قرناها مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہے معنی یہ ہے کہ سفید ہو گئے اس عورت کے گیسو۔ جس عورت کے گیسو سفید ہو گئے تھے اس کا نام رکھ دیا گیا شاب قرناها اب اگر چہ یہ مرکب علم ہے مگر مرکب اسنادی ہونے کی وجہ سے مبنی ہے لھذا یہ غیر منصرف نہیں ہوگا۔

اَمَّا الْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ اِن كَانَتَا فِيْ اِسْمٍ فَشَرْطُه اَن يَّكُوْنَ عَلَمًا كَعِمْرَانَ وَعُثْمَانَ فَسَعْدَانٌ اِسْمُ نَبَتٍ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِيَّةِ وَاِنْ كَانَتَا فِيْ صِفَةٍ فَشَرْطُه اَنْ لَّايَكُوْنَ مُوَنَّثه عَلٰى فُعْلَانَةٍ كَسَكْرَانَ فَنَدْمَانٌ مُنْصَرِفٌ لِوُجُوْدِ نَدْمَانَةٍ

ترجمہ: لیکن الف ونون زائدتان اگر یہ اسم میں ہوں تو پس شرط اسکی یہ ہے کہ ہو وہ اسم علم جیسے عمران و عثمان پس سعدان جو ایک بوٹی کا نام ہے منصرف ہے بوجہ نہ ہونے علمیت کے اور اگر یہ ہوں صفت میں تو پس شرط اس کی یہ ہے کہ نہ ہو اس صفت کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر جیسے سکران پس ندمان منصرف ہے بوجہ موجود ہونے ندمانۃ کے۔

تشریح:۔ آٹھواں سبب الف نون زائدتان ہے یعنی کسی لفظ کے آخر میں الف نون زائدتان کا آنا بھی غیر منصرف کا سبب ہے زائدتان سے مراد یہی ہے کہ فاء عین لام کلمہ کے مقابلے میں نہ ہوں بلکہ آخر میں زائدہ ہوں ان کانتا فی اسم سے شرائط کا بیان ہے۔

فائدہ:۔ اسم نحویوں کے ہاں کئی چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے کبھی فعل وحرف کے مقابلے میں کہ یہ اسم ہے فعل وحرف نہیں کبھی لقب اور کنیت کے مقابلے میں کہ یہ لفظ اسم ہے لقب اور کنیت نہیں ہے کبھی صفت کے مقابلے میں کہ یہ لفظ اسم ہے یعنی صفت نہیں یہاں ان کانتا فی اسم کی عبارت میں اسم صفت کے مقابلے میں ہے حاصل یہ ہے کہ الف نون زائدتان دو حال سے خالی نہیں یا اسم کے آخر میں زائد ہونگے یا صفت کے آخر میں اگر اسم میں ہوں تو الف نون زائدتان کے غیر منصرف کے سبب بننے کی شرط یہ ہے کہ وہ اسم علم ہو یہ شرط اس لئے لگائی کہ الف نون آخر میں زائد ہوتے ہیں اور کلمہ کا آخر تغیر کا محل ہے آخر میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے تو علمیت کی شرط لگائی تا کہ اسم تغیر سے محفوظ ہو جائے اور الف نون زائدتان اسم کو لازم ہو کر سبب بن سکیں جیسے عمران و عثمان دونوں مثالوں میں اسم

حل ترکیب:۔ اما حرف تفصیل الالف والنون معطوف علیہ معطوف سے ملکر موصوف الزائدتان صفت، موصوف صفت سے ملکر مبتدأ متضمن معنی شرط ان حرف شرط کانتا فی اسم شرط فشرطہ ان یکون علما جزاء، شرط جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ خبر قائم مقام جزاء کے فسعدان اسم نبت موصوف صفت یا مبدل منہ بدل سے ملکر مبتدأ منصرف خبر لعدم العلمیۃ ظرف لغو متعلق منصرف کے ان کانتا فی صفۃ شرط فشرطہ الخ جزاء پھر جملہ شرطیہ کا عطف ہے سابقہ جملہ شرطیہ پر۔ فندمان مبتدأ منصرف خبر لوجود ندمانۃ ظرف متعلق منصرف کے۔

کے آخر میں الف نون زائدتان ہیں اور یہ علم بھی ہیں لھذا ان دو سببوں کی وجہ سے غیر منصرف ہونگے۔ [1]

فسعدان:۔اس سے علیت والی شرط نہ ہونے پر تفریع ہے کہ سعدان جو ایک گھاس کا اسم ہے یہ منصرف ہے کیونکہ یہ ایک معین چیز کا علم نہیں بلکہ اسم جنس ہے۔

وان کانتا فی صفة الخ:۔ اگر الف ونون صفت کے آخر میں زائدہ ہوں تو اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کیلئے شرط یہ ہے کہ اس صفت کی مؤنث فعلانة کے وزن پر نہ ہو یعنی تاء تانیث جو حالت وقف میں ھا ہو جاتی ہے اس کی مؤنث میں نہ ہو جیسے سکران غیر منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث سکری آتی ہے سکرانة نہیں آتی تو اس میں دو سبب پائے جاتے ہیں الف ونون زائدتان اور وصف لھذا غیر منصرف ہوگا۔پس ندمانة بمعنی ندیم (شراب کا ساتھی) منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث ندمانة آتی ہے گو اس میں الف ونون زائدتان اور وصف یہ دو سبب پائے جاتے ہیں۔لیکن اگر ندمان بمعنی نادم (پشیمان) ہو تو اس وقت بالاتفاق غیر منصرف ہے اس لئے کہ اس کی مؤنث اس وقت ندمی آتی ہے نہ کہ ندمانة۔

اَمَّا وَزْنُ الْفِعْلِ فَشَرْطُه اَنْ يُّخْتَصَّ بِالْفِعْلِ وَلَايُوْجَدُ فِي الْاِسْمِ اِلَّا مَنْقُوْلاً عَنِ الْفِعْلِ كَشَمَّرَ وَضَرَبَ وَاِنْ لَّمْ يُخْتَص بِهٖ فَيَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ اَوَّلِهٖ اِحْدٰى حُرُوْفِ الْمُضَارَعَةِ وَلَايَدْخُلُهُ الْهَاءُ كَاَحْمَدَ وَيَشْكُرَ وَتَغْلِبَ وَنَرْجِسَ فَيَعْمَلٌ مُنْصَرِفٌ لِقَبُوْلِهَا الْهَاءَ كَقَوْلِهِمْ نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ

ترجمہ:۔لیکن وزن فعل پس شرط اس کی یہ ہے کہ وہ مختص ہو فعل کے ساتھ اور نہ پایا جائے اسم میں مگر فعل سے منقول ہو کر جیسے شمر اور ضرب اور اگر فعل کے ساتھ مختص نہ ہو تو پھر واجب ہے یہ کہ ہو اس کے اول میں حروف مضارعة میں سے کوئی ایک حرف اور نہ داخل ہو اس کے آخر میں ھاء جیسے احمد اور یشکر اور تغلب اور نرجس پس یعمل منصرف ہے بوجہ قبول کرنے اس کے ھاء کو جیسا کہ اھل عرب کا قول ہے ناقة یعملة۔

---

[1] اعتراض:۔فشرطہ کی ضمیر مفرد ہے اور اس کا مرجع الف نون زائدتان ہیں جو کہ دو ہیں تو راجع مرجع میں مطابقت نہیں۔

جواب:۔فشرطہ کی ضمیر مفرد کا مرجع یا تو وہ اسم ہے جس میں الف نون زائدتان ہوں اب بھی مطابقت ہے یا ضمیر تو الف نون زائدتان کی طرف ہی لوٹ رہی ہے مگر چونکہ دونوں ملکر ایک ہی سبب ہے تو بھی راجع مرجع میں مطابقت ہے

حل ترکیب:۔اما حرف تفصیل وزن الفعل مبتدأ متضمن معنی شرط،شرطہ ان یختص بالفعل خبر قائم مقام جزاء کے واؤ عاطفہ لا یوجد فعل مجہول ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے وزن الفعل نائب فاعل فی الاسم ظرف لغو متعلق یوجد کے الا حرف استثناء مستثنی منہ (فی حال من الاحوال) محذوف ہے منقولا صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر نائب فاعل عن الفعل ظرف لغو متعلق منقولا کے،صیغہ صفت اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر مستثنی مفرغ ہو کر حال ھو ضمیر نائب فاعل سے واو عاطفہ،ان لم یختص بہ شرط فیجب ان یکون فی اولہ احدی حروف المضارعة جزاء،لا یدخلہ الھاء کا عطف ہے یجب پر۔فیعمل بتاویل ھذا اللفظ مبتدأ منصرف خبر لقبولھا الھاء ظرف لغو متعلق منصرف کے۔

تشریح:۔نواں سبب وزن فعل ہے یعنی اسم کا ایسے وزن پر ہونا کہ جس کو اوزان فعل سے شمار کیا جاتا ہو وزن فعل کے غیر منصرف کے سبب بننے کیلئے دو شرطوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہو یہ شرط اس لئے لگائی کہ جب وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے تو اسم میں خلاف عادت پایا جائے گا اور خلاف عادت پائے جانے کی وجہ سے ثقیل ہوگا اور ثقل کی وجہ سے غیر منصرف کا سبب بن جائیگا جیسے شَمَّرَ بروزن فعل واحد مذکر غائب ماضی معلوم ہے بمعنی دامن سمیٹا اس شخص نے۔ یہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے پھر اس کو اسم کی طرف نقل کیا گیا اور ایک تیز رفتار گھوڑے کا نام بن گیا اب یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ دوسری مثال ضُرِبَ بروزن فعل ماضی مجہول کا صیغہ ہے یہ وزن بھی فعل کے ساتھ مختص ہے اب اگر کسی شخص کا نام رکھ دیا جائے ضُرِبَ تو یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

سوال:۔مثال دیتے وقت مصنف نے ماضی مجہول کے صیغے کو کیوں اختیار کیا ماضی معروف سے مثال کیوں نہیں دی؟

جواب:۔ضَرَبَ بروزن فعل ماضی معروف کا وزن فعل کے ساتھ مختص نہیں اسم میں بھی پایا جاتا ہے جیسے شجر هجر وغیرہ آخری حرکت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

ولا يوجد الخ:۔اس سے ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں۔سوال یہ ہے کہ جب وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے تو اسم میں نہ پایا جانا چاہیے پھر وہ اسم میں آ کر اسم کے غیر منصرف ہونے کا سبب کیسے بنے گا؟

جواب:۔مصنف نے جواب دیا کہ اصل وضع کے اعتبار سے تو وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے مگر اسم میں فعل سے منقول ہو کر پایا جائیگا جب اسم میں فعل سے نقل ہو کر پایا جائیگا تو وہ غیر منصرف کا سبب بن جائیگا۔

وان لم يختص الخ:۔اس سے دوسری شرط کا بیان ہے کہ اگر وہ وزن فعل فعل کے ساتھ مختص نہ ہو تو پھر اس کے سبب بننے کیلئے یہ شرط ہے کہ اس کے شروع میں حروف مضارعۃ یعنی حروف اتین میں سے کوئی ایک حرف ہو اور اس کے آخر میں ھاء نہ ہو یعنی ایسی تاء تانیث متحرکہ نہ ہو جو حالت وقف میں ھاء بن جائے حروف مضارعۃ میں سے ایک حرف کے شروع میں آنے کی شرط اس لئے ہے کہ حروف مضارعۃ فعل کے خواص میں سے ہیں ان کی وجہ سے وہ وزن پھر فعل کے ساتھ مختص ہو جائیگا اسم و فعل میں مشترک نہیں رہیگا اور آخر میں تاء تانیث کے نہ داخل ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ وہ وزن فعل کے اوزان سے نکل کر اسم کے اوزان میں سے نہ ہو جائے اور فعل کے ساتھ اسکا اختصاص باطل نہ ہو جائے کیونکہ تاء تانیث متحرکہ اسم کے خواص میں سے ہے جب شروع میں حرف مضارعۃ ہے اور آخر میں تاء تانیث داخل نہیں ہو سکتی تو اب یہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہو کر غیر منصرف کا سبب بن جائیگا جیسے احمد يشكر تغلب نرجس اول تین مردوں کے نام ہیں نرجس کا معنی نرگس کا پھول مگر پھر یہ بھی نام بن گیا آدمی کا تو اب علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہونگے مصنف نے چار مثالیں اس لئے دی ہیں کہ حروف مضارعۃ چار ہیں جو لفظ اتین میں موجود ہیں۔

فيعمل منصرف الخ:۔ یہ دوسری شرط کے نہ پائے جانے پر تفریع ہے کہ یعمل (اونٹ جو بار اٹھانے اور چلنے میں قوی ہو) منصرف ہے اگر چہ اس میں دو سبب وزن فعل اور وصف اصلی پائے جاتے ہیں اس لئے کہ یہ تاء تانیث کو قبول کرتا ہے چنانچہ اہل عرب قوی اونٹنی کو ناقة یعملة کہتے ہیں لھذا یہ منصرف ہی ہوگا

وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَاشُرِطَ فِيْهِ الْعَلَمِيَّةُ وَهُوَالْمُؤَنَّثُ بِالتَّاءِ وَالْمَعْنَوِيُّ وَالْعُجْمَةُ وَالتَّرْكِيْبُ وَالْاِسْمُ الَّذِيْ فِيْهِ الْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ اَوْ لَمْ يُشْتَرَطْ فِيْهِ ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَ مَعَ سَبَبٍ وَّاحِدٍ فَقَطْ وَهُوَ الْعَلَمُ الْمَعْدُوْلُ وَوَزْنُ الْفِعْلِ اِذَا نُكِّرَ صُرِفَ اَمَّا فِي الْقِسْمِ الْاَوَّلِ فَلِبَقَاءِ الْاِسْمِ بِلَا سَبَبٍ وَاَمَّا فِي الثَّانِيْ فَلِبَقَائِهِ عَلٰى سَبَبٍ وَّاحِدٍ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ آخَرُ وَقَامَ عُمَرُ وَ عُمَرٌ آخَرُ وَضَرَبَ اَحْمَدُ وَاَحْمَدٌ آخَرُ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے تحقیق ہر وہ اسم غیر منصرف جس میں علمیت شرط ہے اور وہ ہے مؤنث بالتاء اور تانیث معنوی اور عجمہ اور ترکیب اور وہ اسم جس میں الف ونون زائدتان ہوں یا وہ اسم غیر منصرف کہ اس میں علمیت شرط تو نہیں لیکن جمع ہو جاتی ہے دوسرے سبب کیساتھ فقط اور وہ ہے علم معدول اور وزن فعل جب اس کو نکرہ کیا جائے گا تو منصرف ہو جائیگا لیکن پہلی قسم میں پس بوجہ باقی رہنے اسم کے بغیر سبب کے اور لیکن دوسری قسم میں پس بوجہ باقی رہنے اس کے ایک سبب پر کہے گا تو جاء نی طلحة طلحة آخر (آیا میرے پاس طلحہ اور ایک دوسرا طلحہ) اور قام عمر و عمر آخر (کھڑا ہوا عمر اور ایک دوسرا عمر) اور ضرب احمد واحمد آخر

حل ترکیب:۔ اعلم فعل با فاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل کل مضاف ما موصولہ شرط فعل مجہول فیہ ظرف لغو متعلق شرط کے العلمیة نائب فاعل شرط اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ لم یشترط فیہ ذلک پھر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اجتمع مع سبب واحد معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہے شرط فیہ الخ پر معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ ہے ما موصولہ کا، موصول صلہ سے ملکر مضاف الیہ کل مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے ملکر ان کا اسم اذا شرطیہ نکر شرط صرف جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر ان کی خبر ان اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد کے ہو کر اعلم کا مفعول بہ۔ درمیان میں ھو مبتدأ المؤنث بالتاء معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر اسی طرح ھو مبتدأ العلم المعدول معطوف علیہ اپنے معطوف وزن الفعل سے ملکر خبر ہے۔ فقط میں فا فصیحیہ ہے (جو شرط محذوف پر دلالت کرتی ہے) قط اسم فعل بمعنی انتہ تو اصل عبارت یوں تھی اذا اجتمعت مع سبب واحد فانتہ عن اشتراط العلمیة اذا شرطیہ اجتمعت فعل ھی ضمیر راجع بسوئے علمیت فاعل مع سبب واحد مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ اجتمعت فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے ملکر شرط فا جزائیہ انتہ فعل بفاعل عن اشتراط العلمیة ظرف لغو متعلق انتہ کے فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ جزاء شرط جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

اما فی القسم الاول الخ اما حرف شرط برائے تفصیل فی القسم الاول جار مجرور ظرف مستقر متعلق انصرافہ محذوف کے انصرافہ مصدر لازمی مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ فاعل مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل اور متعلق سے ملکر مبتدأ متضمن معنی شرط فا جزائیہ لام حرف جر بقاء مضاف الاسم مضاف الیہ فاعل با جار لا بمعنی غیر مضاف سبب مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق حاصل محذوف کے حاصل صیغہ صفت کا اپنے فاعل و متعلق سے ملکر خبر ہے ھو مبتدأ محذوف کی اصل میں عبارت فھو حاصل لبقاء الخ ہے مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے قائم مقام جزاء کے۔

اما فی الثانی الخ کی ترکیب بھی بعینہ اما فی القسم الاول کی طرح ہے۔

(مارا احمد نے اور ایک دوسرے احمد نے)

تشریح:۔ مصنف غیر منصرف کے اسباب تسعۃ بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے ایک قاعدہ بیان کرنا چاہتے ہیں پہلے ایک تمہید ہے کہ غیر منصرف کے اسباب دو حال سے خالی نہیں کہ وہ علمیت کے ساتھ جمع ہوتے ہیں یا نہیں ایسا سبب جو علمیت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا وہ فقط وصف ہے جیسے پہلے معلوم ہو چکا ہے جو علمیت کے ساتھ جمع ہوتے ہیں اور علمیت انکے ساتھ جمع ہوتی ہے تو پھر وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو علمیت ان کے ساتھ مؤثر ہو کر جمع ہوتی ہے یا نہیں ایسے اسباب جن کیساتھ علمیت مؤثر بن کر جمع نہیں ہوتی ویسے ہی جمع ہو جاتی ہے وہ تانیث کے دو الف مقصورہ اور ممدودہ اور جمع منتھی الجموع جو ایک ہی سبب قائم مقام دو کے تھے انکے ساتھ بغیر مؤثر ہونے کے جمع ہوتی ہے اور وہ اسباب جن کے ساتھ علمیت مؤثر ہو کر جمع ہوتی ہے پھر وہ دو قسم پر ہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کے مؤثر ہونے یعنی سبب بننے کیلئے علمیت شرط ہے اور بعض ایسے ہیں کہ انکے مؤثر ہونے اور سبب بننے کیلئے علمیت شرط نہیں وہ اسباب جن کے مؤثر ہونے اور سبب بننے کیلئے علمیت شرط ہے وہ کل چار ہیں۔(۱) تانیث خواہ وہ تاء کے ساتھ ہو خواہ تانیث معنوی ہو۔(۲) عجمہ (۳) ترکیب (۴) وہ اسم جس میں الف ونون زائدتان ہوں اور جن کے مؤثر ہونے اور سبب بننے کیلئے علمیت شرط نہیں وہ کل دو ہیں (۱) اسم معدول (۲) وزن فعل ان کے ساتھ ملکر علمیت مؤثر تو ہے سبب تو بن جاتی ہے مگر ان کے سبب بننے کیلئے شرط نہیں چنانچہ عمر عدل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے احمد وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے مگر ثُلٰث اور مثلث میں عدل اور وصف ہے علمیت نہیں اسی طرح احمر میں وزن فعل اور وصف ہے علمیت نہیں پھر بھی غیر منصرف ہیں معلوم ہوا کہ ان میں علمیت شرط نہیں کبھی جمع ہو جاتی ہے ۔اس تمہید کے بعد اب قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ اسم غیر منصرف جس میں علمیت شرط ہے اور وہ کل چار ہیں یا علمیت اس میں شرط نہیں اور وہ کل دو ہیں تو جب کوئی اسم غیر منصرف ایسا ہو جس میں ایک سبب علمیت ہو دوسرا سبب وہ ہو جس کیلئے علمیت شرط ہے یا وہ ہو جس کیلئے علمیت شرط نہیں لیکن اس کے ساتھ جمع ہے جب اس اسم غیر منصرف کو نکرہ کیا جائے گا تو وہ منصرف ہو جائیگا کیونکہ پہلی صورت میں اسم غیر منصرف بغیر سبب کے رہ گیا کیونکہ نکرہ کرنے سے علمیت رخصت ہوگئی اور علمیت کے ختم ہونے سے وہ سبب بھی ختم ہو گیا جس کیلئے علمیت شرط تھی کیونکہ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ (جب شرط فوت ہوتی ہے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے) نماز کے دوران وضو ٹوٹنے گا تو [illegible] کی ٹوٹ جائے گی اور دوسری صورت میں وہ اسم غیر منصرف ایک سبب پر باقی رہ گیا اور ایک سبب کی وجہ سے غیر منصرف نہیں ہوتا کیونکہ یہ قائم مقام دو کے بھی نہیں ہے۔

فائدہ ضروریہ:۔ کسی علم کو نکرہ کرنے کی دو صورتیں ہیں (۱) ایک نام کے بہت سے افراد کی ایک جماعت ہو پھر وہی نام بول کر ایک فرد غیر معین مراد ہو مثلاً دس آدمیوں کی جماعت میں سے ہر ایک کا نام طلحۃ ہے پھر طلحۃ بول کر ایک غیر معین فرد مراد ہو جیسے جاءنی طلحۃُ وطلحۃٌ آخر (آیا میرے پاس طلحۃ اور ایک دوسرا طلحۃ) اب اول طلحۃ تو متعین تھا لھذا یہ غیر منصرف ہی رہیگا دوسرا طلحۃ غیر متعین ہے دس میں سے کوئی ایک ہے لھذا یہ نکرہ ہو کر منصرف ہوگا (۲) علم بول کر ذات معین مراد نہ ہو بلکہ اس کی ایسی وصف مراد ہو

جس کے ساتھ وہ مشہور ہے جیسے لکل فرعون موسی (ہر فرعون کیلئے موسی ہے) اس مثال میں فرعون سے مراد متعین فرد نہیں جو حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں تھا اور موسی سے بھی متعین فرد پیغمبر علیہ السلام مراد نہیں بلکہ فرعون سے اس کی صفت بطلان مراد ہے اور موسی سے اس کی صفت حق والی مراد ہے تو لِکُلِ فرعون موسی کا مطلب یہ ہے کہ لِکُلِ مُبْطِلٍ محق (کہ ہر باطل والے کیلئے حق والا ہوتا ہے) اب یہاں بھی فرعون جو غیر منصرف تھا نکرہ ہونے کی وجہ سے منصرف ہو جائے گا

وَكُلُّ مَالَا يَنْصَرِفُ اِذَا اُضِيفَ اَوْ دَخَلَهُ اللَّامُ فَدَخَلَهُ الْكَسْرَةُ نَحْوُ مَرَرْتُ بِاَحْمَدِ كُمْ وَبِالْاَحْمَدِ

ترجمہ:۔اور ہر وہ اسم جو غیر منصرف ہو جب اسکی اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس کے آخر میں کسرہ آ جائے گا جیسے مررت باحمدِ کم (گزرا میں تمہارے احمد کے ساتھ) اور بالاحمد (گزرا میں احمد کے ساتھ)

تشریح:۔مصنف یہاں سے ایک اور قاعدہ بیان کر رہے ہیں کہ ہر اسم غیر منصرف جب کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہو جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے ہو تو اس پر حالت جری میں کسرہ آ جاتا ہے بعض کے ہاں تو تنوین بھی داخل ہوگی مگر تنوین لفظوں میں ظاہر نہ ہوگی کیونکہ الف لام اور اضافت تنوین سے رکاوٹ ہیں پھر کسرہ کے آنے کی وجہ یہ ہے کہ غیر منصرف پر فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے کسرہ نہیں آتا جب اس پر الف لام داخل ہوگا یا اضافت ہوگی تو چونکہ الف لام اور اضافت اسم کے خواص میں سے ہیں لھذا غیر منصرف کی مشابہت فعل کے ساتھ ضعیف ہو جائے گی اور اسمیت والی جہت غالب ہو جائے گی لھذا اب اس پر کسرہ آ جائے گا جو اسم کے آخر میں آتا ہے باقی رہی یہ بات کہ یہ غیر منصرف اب بھی غیر منصرف رہتا ہے یا منصرف ہو جاتا ہے تو اس میں اختلاف ہے مصنف نے اس کو نہیں چھیڑا صرف طریقہ استعمال بتلا دیا کہ اس کے آخر میں کسرہ آ جائے گا بعض کہتے ہیں کہ اب بھی یہ غیر منصرف ہے کیونکہ غیر منصرف وہ ہوتا ہے جس میں دو سبب یا ایک قائم مقام دو کے موجود ہوں اس میں بھی موجود ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ غیر منصرف وہ ہے جس پر کسرہ اور تنوین نہ آئے چونکہ اس پر کسرہ آ گیا اگرچہ تنوین نہ آ سکی لھذا یہ منصرف ہو جائے گا مزید تفصیل بڑی کتابوں میں ہے

حل ترکیب:۔کل مضاف ما موصولہ لا ینصرف فعل ہو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے ملکر صلہ، موصول صلہ سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ اذا شرطیہ اضیف فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، فعل نائب فاعل سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ دخلہ اللام فعل فاعل مفعول سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط فا جزائیہ دخلہ الکسرۃ جزاء۔ شرط جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اَلْمَقْصَدُ الْاَوَّلُ فِی الْمَرْفُوْعَاتِ

اَلْاَسْمَاءُ الْمَرْفُوْعَاتُ ثَمَانِیَةُ اَقْسَامٍ اَلْفَاعِلُ وَمَفْعُوْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُه وَالْمُبْتَدَأُ وَالْخَبَرُ وَخَبَرُ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ مَا وَلاَ الْمُشَبَّهَتَیْنِ بِلَیْسَ وَخَبَرُ لاَ الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ

ترجمہ:۔ مقصد اول مرفوعات میں ہے اسمائے مرفوعہ آٹھ اقسام ہیں فاعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ اور مبتدأ اور خبر اور ان اور اس کے مشابہات کی خبر اور کان اور اسکے مشابہات کا اسم اور ما اور لا مشبہتین بلیس کا اسم اور لانفی جنس کی خبر۔

تشریح:۔ مقدمہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنف مقاصد ثلاثہ کو بیان فرمار ہے ہیں المقصد اسم ظرف یا مصدر میمی ہے اسم مفعول مقصود کے معنی میں ہے اول مقصود مرفوعات کے بیان میں ہے۔ [1]

سوال:۔ مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر کیوں مقدم کیا؟

جواب:۔ مرفوعات عمدہ ہیں کیونکہ اکثر مسند الیہ ہوتے ہیں اور مسند الیہ کلام میں عمدہ ہے عمدہ کو مقدم ہونا چاہیے۔

فائدہ:۔ اسم مرفوع کی تعریف:۔ اسم مرفوع وہ اسم ہے جو فاعل ہونے کی علامت پر مشتمل ہو اور فاعل کی علامت ضمہ، واؤ، الف ہے جیسے جاء نی زید وابوہ وزیدان۔ اسمائے مرفوعہ کل آٹھ ہیں تفصیل گزر چکی ہے۔

فَصْلٌ: اَلْفَاعِلُ كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَه فِعْلٌ اَوْ صِفَةٌ اُسْنِدَ اِلَیْهِ عَلٰی مَعْنٰی اَنَّه قَامَ بِهٖ لاَ وَقَعَ عَلَیْهِ نَحْوُ قَامَ زَیْدٌ وَزَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا وَمَا ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا(۲)

ترجمہ:۔ فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا صیغہ صفت ہو ایسا فعل یا صیغہ صفت جس کی اس اسم کی طرف نسبت کی گئی ہو اس معنی پر

حل ترکیب:۔ المقصد الاول مبتدأ فی المرفوعات ظرف مستقر کائن کے متعلق ہو کر خبر' الاسماء المرفوعات موصوف صفت سے ملکر مبتدأ ثمانیۃ اقسام مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر الفاعل ومفعول مالم یسم فاعلہ الخ بدل ثمانیۃ اقسام سے یا خبر مبتدأ محذوف احدھا وثانیھا وثالثھا وغیرہ کی یا مفعول بہ اعنی فعل مقدر کے۔

[1] فائدہ:۔ مرفوعات مرفوع کی جمع نہیں کیونکہ اس کا جو مفرد ہے وہ اسم کی صفت ہے اور اسم مذکر ہے تو اس کی صفت بھی مذکر ہونی چاہیے لھذا اس کا مفرد مرفوع ہے۔

سوال:۔ مرفوع مذکر ہے اور مذکر کی جمع سالم تو واؤ نون کے ساتھ آتی ہے یہاں تو جمع الف وتاء کے ساتھ ہے

جواب:۔ اسم مذکر لایعقل ہے اور ضابطہ ہے کہ مذکر لایعقل یعنی غیر عاقل کی صفت کی جمع الف وتاء کے ساتھ ہوتی ہے جیسے یوم مذکر غیر عاقل ہے اس کی صفت آتی ہے خالی اس کی جمع خالیات آتی ہے کہا جاتا ہے الایام الخالیات (گزشتہ ایام) الکوکب مذکر لایعقل ہے اس کی صفت کی جمع الف تاء کے ساتھ آتی ہے کہا جاتا ہے الکواکب الطالعات (ستارے جو طلوع ہونے والے ہیں)

(۲) حل ترکیب:۔ الفاعل مبتدأ کل مضاف اسم موصوف قبلہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ثبت فعل محذوف کا فعل (بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

کہ تحقیق وہ فعل یا صیغہ صفت کا اس اسم کے ساتھ قائم ہونہ کہ اس پر واقع ہو جیسے قام زیدٌ (کھڑا ہے زید) اور زید ضاربٌ اَبُوْہُ عمروًا (زید مارنے والا ہے اس کا باپ عمرو کو) اور ماضرب زید عمرا (نہیں مارا زید نے عمرو کو)

تشریح:۔ مرفوعات میں سے فاعل کو مقدم کیا کیونکہ یہ تمام مرفوعات کی اصل ہے کیونکہ جملہ فعلیہ کا جزو ہے اور جملہ فعلیہ تمام جملوں میں سے اصل ہے۔

فاعل کی تعریف:۔ ترجمہ میں گزر چکی ہے مثال جیسے قام زید میں زید اسم ہے اور اس سے پہلے قام فعل ہے اس کی زید کی طرف نسبت ہے اس طرح کہ یہ فعل اس کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں صیغہ صفت کی مثال جیسے زید ضارب ابوہ عمرا ابوہ اسم ہے اس سے پہلے ضارب صیغہ صفت ہے اس کی نسبت ہو رہی ہے ابوہ کی طرف اس طرح کہ ضرب والا فعل اس کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں لھذا ابوہ ضارب صیغہ صفت کا فاعل ہوگا ما ضرب زید عمرا پہلی مثال فعل لازمی مثبت کی ہے یہ فعل متعدی منفی کی مثال ہے زید اسم ہے اس سے پہلے ماضرب فعل منفی ہے اس کی نسبت ہو رہی ہے زید کی طرف اس طرح فعل منفی اس کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں۔

فوائد قیود:۔ فاعل کی تعریف میں کل اسم درجۂ جنس میں ہے قبلہ فعل او صفة پہلا فصل ہے اس سے وہ اسم نکل گیا جس سے پہلے فعل یا صیغہ صفت نہیں ہے پھر بالکل نہیں جیسے زید اخوك یا ہے تو سہی مگر بعد میں ہے جیسے زید قام اس میں زید اسم ہے اس سے پہلے فعل نہیں بلکہ اس کے بعد ہے لھذا اس کو فاعل نہیں کہیں گے۔

اسند الیہ: یہ فصل ثانی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسم سے پہلے ایسا فعل یا صیغہ صفت ہو جس کی اس اسم کی طرف نسبت بالاصالۃ ہو یعنی کسی کے تابع ہو کر نسبت نہ ہو اس فصل سے وہ اسم خارج ہو گیا جس سے پہلے فعل تو ہے مگر اس کی اسم کی طرف نسبت بالاصالۃ نہیں بلکہ بالتبع ہے جیسے ضرب زید زید اس مثال میں زید ثانی اسم ہے اس سے پہلے فعل بھی ہے مگر اس فعل کی نسبت زید اول کی طرف تو اصل کے اعتبار سے ہے لھذا یہ تو فاعل ہے مگر زید ثانی کی طرف نسبت بالتبع ہے زید اول کے تابع ہو کر نسبت ہے لھذا اس کو فاعل نہیں کہیں گے بلکہ فاعل کا تابع کہیں گے۔

علی معنی انه قام به لا وقع علیه: یہ فصل ثالث ہے مطلب یہ ہے کہ فعل یا صیغہ صفت کی نسبت اس اسم کی

(حاشیہ بقیہ صفحہ سابقہ) اوصفة معطوف علیہ معطوف سے ملکر موصوف اسند فعل مجہول ہو ضمیر راجع بسوئے کل واحد نائب فاعل الیہ ظرف لغو متعلق اسند کے علی جار معنی مضاف ان حرف ہ ضمیر اسم قام بہ معطوف علیہ لا عاطفہ وقع علیہ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر ان کی خبر ان اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہٗ نئی مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق اسند کے فعل اپنے نائب فاعل اور متعلقین سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر فاعل ہے ثبت فعل محذوف کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر صفت اسم موصوف کی، موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ کل مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر الفاعل مبتدأ کی۔

طرف اس معنی پر ہو کہ وہ فعل یا صیغہ صفت اس کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو۔ اس فصل سے مفعول مالم یسم فاعلہ یعنی نائب فاعل فاعل کی تعریف سے خارج ہو گیا جیسے ضرب زیدٌ اس مثال میں زید اسم بھی ہے اور اس سے پہلے فعل بھی ہے اُس کی اس اسم کی طرف نسبت بھی ہے مگر بطور قیام نسبت نہیں بلکہ بطور وقوع ہے یعنی یہ فعل اس کے ساتھ قائم نہیں بلکہ اس پر واقع ہے اسی طرح زیدٌ مضروبٌ غلامُہ میں غلامہ اسم ہے اس سے پہلے صیغہ صفت اسم مفعول ہے اس کی غلامہ کی طرف نسبت ہے مگر بطور قیام نہیں بلکہ بطور وقوع ہے۔ مارنا غلام پر واقع ہوا ہے اس کے ساتھ قائم نہیں کیونکہ وہ مارنے والا نہیں خلاصہ یہ ہے کہ اسم سے پہلے فعل معروف ہو گا یا اسم فاعل تو بعد والا اسم اس کا فاعل بنے گا اگر فعل مجہول یا اسم مفعول ہو گا تو بعد والا اسم نائب فاعل بنے گا۔

فائدہ (۱):۔ یہ جو ہم نے کہا ہے وہ فعل اس کے ساتھ قائم ہو تو پھر اس میں تعمیم ہے خواہ اسی سے صادر ہو یا اس کے ساتھ قائم تو ہو مگر صادر نہ ہو اول کی مثال ضرب زید اس میں مارنا زید سے صادر ہے دوسرے کی مثال مات زید اس میں موت زید کے ساتھ قائم تو ہے مگر اس سے صادر نہیں۔

فائدہ (۲):۔ اسم بھی عام ہے خواہ اسم صریح ہو جیسے ضرب زید یا اسم تاویلی ہو جیسے أَعْجَبَنِیْ أَنْ تَضْرِبَ اس میں تضرب فعل پر ان مصدر یہ داخل ہوا تو یہ مصدر کی تاویل میں ہو جائے گا پھر یہ ضربک کی تاویل میں ہو کر اسم تاویلی بن کر فاعل ہے اعجبنی کا تو اس پر بھی فاعل کی تعریف صادق آئیگی۔

فائدہ (۳):۔ صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول صفت مشبہ، اسم تفضیل اور اسم مصدر ہے۔

وَ كُلُّ فِعْلٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٍ مُظْهَرٍ كَذَهَبَ زَيْدٌ اَوْ مُضْمَرٍ بَارِزٍ كَضَرَبْتُ زَيْدًا اَوْ مُسْتَتِرٍ كَزَيْدٌ ذَهَبَ وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ مُتَعَدِّيًا كَانَ لَهُ مَفْعُوْلٌ بِهِ اَيْضًا نَحْوُ ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا وَاِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُظْهَرًا وُحِّدَ الْفِعْلُ اَبَدًا نَحْوُ ضَرَبَ زَيْدٌ وَضَرَبَ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ وَاِنْ كَانَ مُضْمَرًا وُحِّدَ لِلْوَاحِدِ نَحْوُ زَيْدٌ ضَرَبَ وَثُنِّيَ لِلْمُثَنّٰى نَحْوُ اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا وَجُمِعَ لِلْجَمْعِ نَحْوُ اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا

حل ترکیب:۔ کل مضاف فعل مضاف الیہ سے ملکر مبتدا لانفی جنس بداس کا اسم لہ جار مجرور متعلق بد کے من جار فاعل موصوف مرفوع صفت اول مظہر معطوف علیہ او عاطفہ مضمر موصوف بارز معطوف علیہ او عاطفہ مستتر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صفت ہے مضمر موصوف کی، موصوف صفت سے ملکر معطوف، مظہر معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر دوسری صفت ہے فاعل کی، فاعل موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر خبر لا کی، لا اپنے اسم وخبر سے ملکر خبر کل فعل مبتداء کی۔ ان حرف شرط کان فعل ناقص الفعل اسم متعدیا خبر جملہ فعلیہ ہو کر شرط کان فعل ناقص لہ جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم مفعول صیغہ صفت اسم مفعول بہ جار مجرور نائب فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر کان کا اسم کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء۔ ان کان الفعل مظہرا، شرط، وحد الفعل ابدا جزاء پھر ابدا مفعول فیہ ہے وحد کا۔ ان کان مضمرا شرط وحد للواحد معطوف علیہ ثنی للمثنی معطوف اول جمع للجمع معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر جزاء۔

ترجمہ:۔اور ہر فعل ضروری ہے اس کیلئے فاعل مرفوع مظہر جیسے ذهب زيدٌ یا مضمر جیسے ضربت زيدٌ یا مستتر جیسے زید ذھب اور اگر فعل متعدی ہوتو ہوگا اس کیلئے مفعول بہ بھی جیسے ضرب زيدٌ عمرًا اور اگر ہے فاعل اسم ظاہر تو واحد لایا جائے گا فعل ہمیشہ جیسے ضرب زیدٌ اور ضرب الزیدان اور ضرب الزیدون اور اگر ہو فاعل اسم ضمیر تو واحد لایا جائے گا فعل کو فاعل واحد کیلئے جیسے زیدٌ ضرب اور تثنیہ لایا جائیگا فعل کو فاعل تثنیہ کیلئے جیسے الزیدان ضربا اور جمع لایا جائیگا جمع کیلئے جیسے الزیدون ضربوا۔

تشریح:۔فعل خواہ لازمی ہو جو فاعل سے پورا ہو جاتا ہے یا متعدی ہو جو فاعل کے بعد مفعول بہ کو چاہتا ہے ہر فعل کیلئے فاعل مرفوع کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ فاعل اسم ظاہر ہو جیسے ذھب زید میں زید اسم ظاہر فاعل مرفوع ہے یا اسم ضمیر بارز ہو جیسے ضربت زیدا میں ت ضمیر بارز مرفوع فاعل ہے یا ضمیر مستتر ہو جیسے زید ذھب (زید چلا گیا وہ زید) اس میں ہو ضمیر مرفوع فاعل ہے جو ذھب میں مستتر ہے۔

وان كان الفعل متعديا الخ:۔اگر فاعل کا فعل متعدی ہو تو پھر اس کیلئے مفعول بہ کا ہونا ضروری ہے جیسے فاعل کا ہونا ضروری ہے کیونکہ فعل متعدی کا سمجھنا جیسے فاعل پر موقوف ہے اسی طرح اس کا سمجھنا مفعول بہ پر بھی موقوف ہے جیسے ضرب زيد عمرا (مارا ہے زید نے عمرو کو) ضرب فعل زید فاعل اور عمرا مفعول بہ ہے اور اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد ہوگا خواہ فاعل مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو جیسے مثالیں گزر چکی ہیں وجہ یہ ہے کہ اگر فعل بھی تثنیہ جمع لایا جائے تو ایک فعل کیلئے دو فاعل بن جائیں گے جیسے مثلا ضربا الزیدان میں ایک فاعل الف ضمیر دوسرا فاعل اسم ظاہر الزیدان ہے اور یہ درست نہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ فاعل کی شکل سے بھی اس کا تثنیہ جمع ہونا معلوم ہو گیا تو فعل کو تثنیہ جمع لانے کی ضرورت نہیں اور اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو پھر فاعل مفرد کیلئے فعل مفرد تثنیہ کیلئے تثنیہ اور جمع کیلئے جمع لایا جائیگا تاکہ فعل کی مفرد تثنیہ اور والی شکل سے اس کے فاعل کا مفرد تثنیہ اور جمع ہونا معلوم ہو جائے جیسے زید ضرب میں ضرب فعل ہے ھو ضمیر فاعل الزیدان ضربا میں ضرب فعل ہے الف ضمیر بارز اس کا فاعل الزیدون ضربوا میں ضرب فعل ہے واؤ ضمیر بارز اس کا فاعل ہے۔

وَاِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُؤَنَّثًا حَقِيقِيًّا وَهُوَ مَا بِإِزَائِهِ ذَكَرٌ مِنَ الْحَيْوَانِ اُنِّثَ الْفِعْلُ اَبَدًا اِنْ لَّمْ تَفْصِلْ بَيْنَ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ نَحْوُ قَامَتْ هِنْدٌ وَاِنْ فَصَلْتَ فَلَكَ الْخِيَارُ فِي التَّذْكِيرِ وَالتَّانِيثِ نَحْوُ ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ وَكَذٰلِكَ فِي الْمُؤَنَّثِ الْغَيْرِ الْحَقِيقِي نَحْوُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ طَلَعَ الشَّمْسُ هٰذَا اِذَا كَانَ الْفِعْلُ مُسْنَدًا اِلَى الْمُظْهَرِ وَاِنْ كَانَ مُسْنَدًا اِلَى الْمُضْمَرِ اُنِّثَ اَبَدًا نَحْوُ اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ وَجَمْعُ التَّكْسِيرِ كَالْمُؤَنَّثِ الْغَيْرِ الْحَقِيقِي تَقُوْلُ قَامَ الرِّجَالُ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ قَامَتِ الرِّجَالُ وَالرِّجَالُ قَامَتْ وَيَجُوْزُ فِيْهِ اَلرِّجَالُ قَامُوْا

(ترکیب اگلے صفحہ کے حاشیہ میں دیکھیں)

ترجمہ:۔اور اگر ہے فاعل مؤنث حقیقی (اور وہ وہ ہے کہ اس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو) تو مؤنث لایا جائیگا فعل کو ہمیشہ اگر نہ لائے تو فاصلہ فعل اور فاعل کے درمیان جیسے قامت ھند (ھندہ کھڑی ہے) اور اگر فاصلہ لائے تو پس تیرے لئے اختیار ہے مذکر و مؤنث لانے میں جیسے ضرب الیوم ھِنْدٌ اور اگر تو چاہے تو کہے ضربتِ الْیَوْمَ ھِنْدٌ اور اسی طرح مؤنث غیر حقیقی میں جیسے طلعتِ الشَّمسُ اور اگر تو چاہے تو کہے طَلَعَ الشَّمْسُ یہ اس وقت ہوگا جب فعل مسند ہو اسم ظاہر کی طرف اور اگر مسند ہو اسم ضمیر کی طرف تو مؤنث لایا جائے گا ہمیشہ جیسے الشمسُ طَلَعَتْ اور جمع مکسر مثل مؤنث غیر حقیقی کے ہے تو کہے گا قام الرجالُ اور اگر تو چاہے تو تو کہے قامتِ الرجالُ والرجال قامت اور جائز ہے اس میں الرجال قاموا۔

تشریح:۔ مؤنث کی دو قسمیں ہیں (۱) مؤنث حقیقی یہ وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو چاہے اس میں مؤنث ہونے کی علامت لفظوں میں ہو یا نہ ہو جیسے امرأۃ کے مقابلے میں رجل، ناقۃ (اونٹنی) کے مقابلے میں جمل (اونٹ) (۲) مؤنث غیر حقیقی وہ ہے کہ جس کے مقابلے میں جاندار مذکر نہ ہو خواہ بالکل مذکر نہ ہو جیسے عین بمعنی چشمہ یا اس کے مقابلے میں مذکر تو ہو مگر جاندار نہ ہو جیسے نخلۃ کے مقابلے میں نخل مذکر ہے لیکن جاندار نہیں ہے اگر فاعل مؤنث حقیقی مظہر ہو تو خواہ واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو ہر صورت میں فعل کو ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا بشرطیکہ فعل اور فاعل کے درمیان کسی چیز کا فاصلہ نہ ہو جیسے قامت ھند اس وقت فعل کو مؤنث لانا اس لئے ضروری ہے کہ فاعل کا مؤنث ہونا فعل کے مؤنث ہونے میں اثر کرتا ہے کیونکہ فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی مضبوط ہے تو فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے جبکہ فاصلہ بھی نہیں ہے اور اگر فاصلہ ہو تو پھر مذکر و مؤنث لانے میں اختیار ہے جیسے ضرب الیوم ھند، ضربت الیوم ھند دونوں طرح پڑھنا جائز ہے وجہ یہ کہ اس وقت فاعل کی تانیث کا اثر فعل کی تانیث میں ضروری نہیں ہے کیونکہ فاصلہ آ چکا ہے اسی طرح جب فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کو مذکر لانا بھی جائز ہے اور مؤنث لانا بھی جائز ہے چاہے پھر درمیان میں فاصلہ ہو یا نہ ہو۔البتہ فاصلہ کے وقت مذکر لانا زیادہ بہتر ہے جیسے طلعت الشمس کہنا بھی جائز ہے

حل ترکیب: وان کان الفاعل مؤنثا حقیقیا شرط انث الفعل ابدا جزاء مقدم۔اگلی شرط ان لم تفصل بین الفعل والفاعل شرط مؤخر، شرط اپنی جزاء مقدم سے ملکر پھر جزاء ہے اول شرط کی۔درمیان میں ہو ما بازاء الخ جملہ معترضہ ہے ہو مبتدأ ما موصولہ بازاء ظرف مستقر خبر مقدم ذکر موصوف من الحیوان ظرف مستقر کائن کے متعلق ہوکر صفت' موصوف صفت سے ملکر مبتدأ مؤخر' مبتدأ مؤخر خبر مقدم سے ملکر صلہ ہے ما موصول کا' موصول صلہ سے ملکر پھر خبر ہے ہو مبتدأ کی پھر یہ جملہ معترضہ ہے۔ان فصلت شرط فلک الخیار جزاء فی التذکیر والتانیث ظرف لغو متعلق الخیار کے۔ان شئت شرط قلت ضربت الیوم ھند جزاء۔کذلک خبر مقدم الخیار مبتدأ محذوف مؤخر فی المؤنث الغیر الحقیقی جار مجرور ظرف متعلق الخیار محذوف کے۔ان شئت شرط قلت طلع الشمس جزاء۔ھذا مبتدأ اذا ظرف مضاف کان فعل ناقص الفعل اسم مسندا خبر الی المظہر ظرف لغو متعلق مسندا کے کان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ' اذا ظرف مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ثابت محذوف کا جو کہ خبر ہے ھذا مبتدأ کی۔ان کان مسندا الی المضمر شرط انث ابدا جزاء۔جمع التکسیر مبتدأ کالمؤنث الغیر الحقیقی ظرف مستقر کائن کے متعلق ہوکر خبر۔ان شئت شرط قلت الخ جزاء یجوز فعل فیہ ظرف لغو متعلق یجوز کے الرجال قاموا بتاویل ھذا الترکیب فاعل ہے یجوز کا۔

طلع الشمس کہنا بھی جائز ہے اسی طرح طلعتِ الْيَوْمَ شمسٌ ،طَلَعَ الْيَوْمَ شَمْسٌ دونوں طرح جائز ہے البتہ طلعَ اليومَ شمسٌ کہنا زیادہ بہتر ہے۔

هـذا اذا كـان الخ:۔یہ ساری گزشتہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ فعل اسم ظاہر مؤنث کی طرف مسند ہو رہا ہو لیکن اگر فعل کا اسناد مؤنث کی ضمیر کی طرف ہو رہا ہو یعنی فعل کا فاعل ایسی ضمیر ہو جو مؤنث کی طرف لوٹ رہی ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث ہی لایا جائے گا خواہ وہ ضمیر جو فاعل واقع ہو رہی ہے مؤنث حقیقی کی طرف لوٹ رہی ہو یا مؤنث غیر حقیقی کی طرف کیونکہ ضمیر اور اسکے مرجع میں مطابقت ہونا ضروری ہے اور یہ مطابقت اس وقت ہوگی جب فعل مؤنث ہوگا جیسے الشمس طلعت،هند جاء ت وغیرہ۔

وجمع التكسير الخ:۔یعنی جب فاعل جمع مکسر ہو خواہ مذکر یعقل کی جمع ہو جیسے رجال رجل مذکر یعقل کی جمع ہے یا مذکر لا یعقل کی جمع ہو جیسے جِمَالٌ جمع ہے جَمَلٌ کی اَيَّامٌ جمع ہے يَوْمٌ کی خواہ مؤنث کی جمع مکسر ہو جیسے نِسْوَةٌ جمع ہے اِمْرَأَةٌ کی خلاف قیاس تو اس جمع مکسر کا حکم ایسا ہے جیسا کہ مؤنث غیر حقیقی کا ہے حاصل یہ ہے کہ اگر جمع مکسر اسم ظاہر فاعل ہو تو فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے جیسے قام الرجال بغیر تاء کے بولنا بھی جائز ہے اور قامت الرجال تاء کے ساتھ بولنا بھی جائز ہے اسی طرح مؤنث کی جمع مکسر میں قال نسوة بولنا بھی جائز ہے اور قالت نسوةٌ بولنا بھی جائز ہے اسی طرح مذکر لا یعقل کی جمع مکسر میں بھی جیسے مضى الايَّامُ (گزر گئے دن) یامضت الايامُ دونوں طرح جائز ہے یہی حکم ہے جمع مؤنث سالم کا بھی جیسے اللہ تعالی کے فرمان اذاجاء ك المؤمنات میں فعل مذکر ہے اور جاء تِ المؤمناتُ بولنا بھی جائز ہے۔ [1]

وَيَجِبُ تَقْدِيمُ الْفَاعِلِ عَلَى الْمَفْعُوْلِ اِذَاكَانَامَقْصُوْرَيْنِ وَخِفْتَ اللَّبْسَ نَحْوُ ضَرَبَ مُوْسٰى عِيْسٰى وَيَجُوْزُتَقْدِيْمُ الْمَفْعُوْلِ عَلَى الْفَاعِلِ اِنْ لَّمْ تَخَفِ اللُّبْسَ نَحْوُ اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى وَضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ

---

[1] فائدہ:۔اگر جمع مکسر اسم ظاہر فاعل نہیں بلکہ جمع مکسر کی ضمیر فاعل ہے تو اس کا حکم مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر کی طرح نہیں ہے کیونکہ مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر جب فاعل ہو تو فعل پر صرف تائے تانیث لانا واجب ہے جیسے الشمس طلعت لیکن جمع مکسر کی ضمیر اگر فاعل ہے تو پھر دیکھیں گے کہ اگر مذکر یعقل کی جمع مکسر کی ضمیر ہے تو فعل میں تائے تانیث لانا بھی جائز ہے اور واؤ جمع بھی جیسے الرجال قامت کہنا بھی جائز ہے اس وقت رجال جمع بتاویل جماعت مؤنث بن جائیگا لھذا فعل مؤنث لانا جائز ہوگا اور الرجال قاموا واؤ کے ساتھ کہنا بھی جائز ہے اور اگر غیر ذوی العقول میں سے ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث یا ذوی العقول میں سے ہے مگر مؤنث ہے تو تائے تانیث اور نون جمع مؤنث دونوں لانا جائز ہیں جیسے مذکر لایعقل کی جمع مکسر میں الایام مضت تاء کے ساتھ بولنا بھی جائز ہے اور الایام مضین نون جمع مؤنث کے ساتھ بولنا بھی جائز ہے اسی طرح مؤنث لایعقل کی جمع مکسر میں العیون جرت (چشمے جاری ہوگئے) تاء کے ساتھ بولنا بھی جائز ہے اور العیون جرین نون جمع مؤنث کے ساتھ بولنا بھی جائز ہے اسی طرح ذوی العقول میں سے مؤنث کی جمع مکسر میں النساء جاءت (عورتیں آگئیں) تاء کے ساتھ بولنا بھی جائز ہے اور النساء جئن نون جمع مؤنث کے ساتھ بولنا بھی جائز ہے۔

حل ترکیب:۔واو عاطفہ یا استینافیہ یجب فعل تقدیم الفاعل فاعل علی المفعول ظرف لغو متعلق تقدیم کے پھر جملہ فعلیہ جزاء مقدم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترجمہ:۔اور واجب ہے مقدم کرنا فاعل کا مفعول پر جب ہوں وہ دونوں اسم مقصور اور خوف کرے تو التباس کا جیسے ضرب موسی عیسی اور جائز ہے مقدم کرنا مفعول کا فاعل پر اگر خوف نہ کرے تو التباس کا جیسے اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى وضرب عمرًا زيدٌ۔

تشریح:۔فاعل چونکہ جملہ فعلیہ کے ارکان میں سے قوی ہے لھذا اس میں اصل یہ ہے کہ وہ فعل کے ساتھ متصل ہو اور مفعول بہ پر مقدم ہو لیکن کبھی فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہو جاتا ہے چنانچہ مصنف فرماتے ہیں کہ جب فاعل اور مفعول بہ دونوں اسم مقصور ہوں التباس کا خطرہ ہو تو فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہے حاصل یہ ہے کہ جس وقت فاعل اور مفعول کا اعراب لفظی نہ ہو اور ایسا قرینہ بھی نہ ہو جو فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت پر دلالت کرے تو اس صورت میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے کیونکہ اگر مقدم کرنا واجب نہ ہو تو فاعل اور مفعول بہ میں التباس ہو جائے گا معلوم نہ ہوگا کہ کونسا فاعل ہے اور کونسا مفعول ہے جیسے ضرب موسی عیسی (مارا ہے موسی نے عیسی کو) اس مثال میں فاعل اور مفعول پر اعراب لفظی بھی نہیں ہے کیونکہ دونوں اسم مقصور ہیں اور کوئی ایسا قرینہ بھی نہیں ہے جو فاعل کے فاعل ہونے اور مفعول بہ کے مفعول بہ ہونے پر دلالت کرے کیونکہ دونوں میں فاعل اور مفعول بہ بننے کی صلاحیت موجود ہے لھذا فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے یعنی جو مقدم ہوگا اس کو ہم فاعل سمجھیں گے اور جو مؤخر ہوگا اس کو ہم مفعول بہ سمجھیں گے دوسری مثال شَتَمَتْ سَعْدٰى سَلْمٰى (گالی دی سعدی نے سلمی کو) اس مثال میں بھی دونوں اسم مقصور ہیں اعراب لفظی نہیں ہے اور کوئی قرینہ بھی نہیں ہے اور التباس کا خطرہ ہے کیونکہ دونوں میں فاعل اور مفعول بہ بننے کی صلاحیت موجود ہے لھذا جو مقدم ہے وہ فاعل اور جو مؤخر ہے وہ مفعول بہ ہوگا اس مثال میں سعدی فاعل اور سلمی مفعول بہ ہے۔

ويجوز تقديم المفعول الخ: یعنی اگر التباس کا خطرہ نہ ہو تو پھر مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے التباس کا خوف اس وقت نہ ہوگا جب کوئی قرینہ لفظی یعنی اعراب لفظی ہو جیسے ضرب عمرا زید (مارا عمرو کو زید نے) اس مثال میں جو مرفوع ہے وہ فاعل اور جو منصوب ہے وہ مفعول بہ ہوگا یا کوئی قرینہ معنوی ہو جیسے اکل الكُمَّثْرٰى يَحْيٰى (یحیی نے امرود کو کھایا) اس مثال میں اگرچہ اعراب لفظی تو نہیں ہے دونوں اسم مقصور ہیں لیکن قرینہ معنویہ موجود ہے یعنی یحیی میں فاعل بننے کی صلاحیت موجود ہے اور کمثری میں فاعل بننے کی صلاحیت نہیں ہے لھذا یحیی فاعل ہوگا اگرچہ مؤخر ہے۔

وَيَجُوزُ حَذْفُ الْفِعْلِ حَيْثُ كَانَتْ قَرِيْنَةٌ نَحْوُ زَيْدٌ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ ضَرَبَ وَكَذَا يَجُوزُ حَذْفُ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ مَعًا كَنَعَمْ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ اَقَامَ زَيْدٌ وَقَدْ يُحْذَفُ الْفَاعِلُ وَيُقَامُ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهُ اذَا كَانَ الْفِعْلُ مَجْهُوْلاً نَحْوُ ضُرِبَ زَيْدٌ وَهُوَ الْقِسْمُ الثَّانِيْ مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ (ترکیب اگلے صفحہ پر دیکھیں)

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ) یا دال بر جزاء اذا شرطیہ کان فعل ناقص الف ضمیر اسم مقصورین خبر کان اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ خفت اللبس معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر شرط اور شرط جزاء مقدم سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا یجوز تقدیم المفعول علی الفاعل جزاء مقدم ان لم تخف اللبس شرط مؤخر۔

ترجمہ:۔اور جائز ہے حذف کرنا فعل کا جہاں موجود ہو قرینہ جیسے زید اس شخص کے جواب میں جو کہے مَنْ ضَرَبَ (کس نے مارا) اسی طرح جائز ہے حذف کرنا فعل اور فاعل دونوں کا ایک ساتھ جیسے نعم اس شخص کے جواب میں جو کہے اقام زید (کیا زید کھڑا ہے)۔اور کبھی کبھی حذف کیا جاتا ہے فاعل اور قائم کیا جاتا ہے مفعول کو اس کی جگہ جب ہو فعل مجہول جیسے ضرب زید (مارا گیا زید) اور وہ قسم ثانی ہے مرفوعات کی۔

تشریح:۔جب فعل محذوف کی تعیین پر کوئی قرینہ موجود ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے کسی شخص نے کہا کہ من ضرب (کس نے مارا) تو اس کے جواب میں کہا گیا زید یہاں فعل محذوف ہے جس پر قرینہ سائل کا سوال ہے اصل میں ضرب زید تھا چونکہ سائل کے سوال میں فعل ضرب موجود ہے تو اسی قرینہ کی وجہ سے فعل ضرب کو حذف کر کے صرف زید کہا گیا۔

سوال:۔یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ زید فاعل نہ ہو بلکہ مبتدأ ہو اور اس کی خبر محذوف ہو اصل میں تھا زید ضرب، زید مبتدأ اور ضرب فعل ہو ضمیر در و مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر خبر ہے زید مبتدأ کی۔اس صورت میں تو ایک فائدہ بھی ہے کہ جواب سوال کے مطابق ہو جائیگا سوال من ضرب بھی جملہ اسمیہ ہے جواب بھی اس وقت جملہ اسمیہ ہو جائے گا ضرب فعل محذوف مان کر زید کو فاعل مانیں تو جملہ فعلیہ بنے گا جواب سوال کے مطابق نہیں ہوگا۔

جواب:۔اگر زید کو مبتدأ بنا کر اس کی خبر کو محذوف مانیں تو پورے جملے کو محذوف ماننا پڑتا ہے ضرب فعل ہو ضمیر مستتر فاعل فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہے اور اگر زید کو فاعل بنا کر اس سے پہلے ضرب فعل محذوف مانیں تو جملہ کی ایک جز محذوف ہو گی پورا جملہ محذوف نہیں ہوگا اور تقلیل حذف بہتر ہے تکثیر حذف سے اور جواب سوال کے مطابق بھی ہے کیونکہ من ضرب اصل میں تھا اضرب زید ام عمرو (کیا زید نے مارا یا عمرو نے) تو یہ سوال بھی معنی کے لحاظ سے جملہ فعلیہ ہے اور جواب بھی جملہ فعلیہ ہے۔

وکذا یجوز الخ: یعنی جس طرح فقط فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے اسی طرح فعل اور فاعل دونوں کو معا (یعنی اکٹھا) حذف کرنا بھی جائز ہے جبکہ کوئی قرینہ ہو۔معا سے معلوم ہوا کہ فقط فاعل کو حذف کرنا جائز نہیں ہے سوائے چند جگہوں کے جن کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔دونوں کے اکٹھا حذف ہونے کی مثال جیسے کسی نے کہا اقام زید (کیا زید کھڑا ہے) تو اس کے جواب میں کہا

حل ترکیب:۔یجوز فعل حذف الفعل فاعل حیث ظرف مضاف کانت فعل تام قرینۃ فاعل فعل فاعل سے ملکر مضاف الیہ حیث مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ یجوز کا۔کذا جار مجرور ظرف لغو متعلق یجوز کے، یجوز فعل حذف مضاف الفعل والفاعل معطوف علیہ معطوف سے ملکر ذوالحال معا بمعنی مجتمعین کے ہو کر حال ذوالحال حال سے ملکر مضاف الیہ حذف مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہے یجوز کا۔قد یحذف الفاعل معطوف علیہ یقام المفعول مقامہ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جزاء مقدم اذا کان الفعل مجہولا شرط مؤخر۔ہو مبتدأ القسم موصوف الثانی صفت اول من المرفوعات ظرف مستقر الکائن کے متعلق ہو کر دوسری صفت، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر۔

جائے نعم (ہاں) اصل میں تھا نعم قام زید (ہاں زید کھڑا ہے) قام زید فعل اور فاعل دونوں کو حذف کر کے نعم کو اس کے قائم مقام کر دیا چونکہ سائل کا سوال قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے فعل اور فاعل کے محذوف ہونے پر اس لئے حذف کر دیا گیا۔

فائدہ:۔ یہاں زید ضرب جملہ اسمیہ محذوف نہیں ہوگا بلکہ ضرب زید جملہ فعلیہ محذوف ہوگا تا کہ جواب سوال کے مطابق ہو جائے کیونکہ سوال میں بھی اقام زید جملہ فعلیہ ہے۔

وقد یحذف الخ:۔ یعنی جس وقت فعل متعدی کو فعل مجہول بنایا جائے تو فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیتے ہیں مثلاً ضرب عمرٌو زیدًا (مارا عمرو نے زید کو) ضرب فعل متعدی معروف ہے اگر اس کو مجہول بنایا جائے تو فاعل عمرو کو حذف کر کے زید مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا جائے گا جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ (مارا گیا زید) اور یہ مفعول جو فاعل کے قائم مقام کیا گیا ہے یہ مرفوعات کی قسم ثانی ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے اس مفعول کو مفعول مالم یسم فاعلہ اور نائب فاعل کہتے ہیں۔

فَصْلٌ اِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ فِیْ اِسْمٍ ظَاهِرٍ بَعْدَهُمَا اَیْ اَرَادَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الْفِعْلَیْنِ اَنْ یَّعْمَلَ فِیْ ذٰلِکَ الْاِسْمِ فَهٰذَا اِنَّمَا یَکُوْنُ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّتَنَازَعَا فِی الْفَاعِلِیَّةِ فَقَط نَحْوُ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ اَلثَّانِیْ اَنْ یَّتَنَازَعَا فِی الْمَفْعُوْلِیَّةِ فَقَط نَحْوُ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا اَلثَّالِثُ اَنْ یَّتَنَازَعَا فِی الْفَاعِلِیَّةِ وَالْمَفْعُوْلِیَّةِ وَیَقْتَضِی الْاَوَّلُ الْفَاعِلَ وَالثَّانِی الْمَفْعُوْلَ نَحْوُ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا اَلرَّابِعُ عَکْسُه نَحْوُ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ

ترجمہ:۔ جس وقت جھگڑا کریں دو فعل ایسے اسم ظاہر میں جو ان دونوں کے بعد ہو یعنی دو فعلوں میں سے ہر ایک ارادہ کرے یہ کہ وہ عمل کرے اس اسم ظاہر میں پس یہ تنازع سوائے اس کے نہیں کہ چار قسم پر ہے اول یہ کہ تنازع کریں گے فاعلیت میں فقط جیسے ضربنی

حل ترکیب:۔ اذا شرطیہ تنازع فعل الفعلان فاعل فی جار اسم موصوف ظاہر صفت اول بعدھما مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ واقع محذوف کا جو کہ صفت ثانی ہے اسم کی، موصوف دونوں صفتوں سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تنازع فعل کے فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر شرط فا جزائیہ ھذا مبتدأ انما کلمہ حصر یکون علی اربعۃ اقسام خبر پھر جملہ اسمیہ خبر یہ جزاء، درمیان میں جملہ تفسیر یہ ہے اراد فعل کل مضاف واحد موصوف من الفعلین ظرف مستقر کائن کے متعلق ہو کر صفت، موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل، ان یعمل بتاویل مصدر ہو کر مفعول بہ ہے اراد کا فی ذلک الاسم جار مجرور ظرف لغو متعلق یعمل کے۔ الاول مبتدأ ان یتنازعا فی الفاعلیۃ بتاویل مصدر ہو کر خبر۔ فقط: فا فصیحیہ قط اسم فعل بمعنی انتہ فعل بفاعل فعل فاعل سے ملکر جزاء ہے شرط محذوف کی اصل عبارت گویا یوں تھی اذا وجد تنازعھما فی الفاعلیۃ فانتہ عن التنازع فی المفعولیۃ (جب پایا جائے تنازع فاعلیت میں تو ترک جا تنازع فی المفعولیت سے) اذا شرط وجد فعل مجہول تنازعھما فی الفاعلیت نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر شرط فا جزائیہ انتہ فعل بفاعل عن التنازع ظرف لغو متعلق انتہ کے فی المفعولیۃ ظرف لغو متعلق التنازع کے انتہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء۔ بعینہ اسی طرح ترکیب ہے اگلے جملے الثانی ان یتنازعا فی المفعولیۃ فقط کی البتہ یہاں اصل عبارت یوں بنے گی اذا وجد تنازعھما فی المفعولیۃ فانتہ عن التنازع فی الفاعلیت اسی طرح الثالث الخ کی ترکیب ہے۔ الرابع مبتدأ عکسہ خبر۔

واکرمنی زید دوسرا یہ کہ تنازع کریں گے مفعولیت میں فقط جیسے ضربتُ واکرمتُ زیدا تیسرا یہ کہ تنازع کریں گے فاعلیت اور مفعولیت میں اور تقاضا کریگا اول فاعل کا اور دوسرا مفعول کا جیسے ضربنیْ واکرمتُ زیدا چوتھا اس کے برعکس ہے جیسے ضربتُ واکرمنی زیدٌ۔

تشریح:۔ مصنف یہاں سے فاعل کے کچھ اور احکام بتانا چاہتے ہیں کہ جب دو فعل ایسے اسم ظاہر میں تنازع کریں جو ان دونوں کے بعد واقع ہو یعنی ہر ایک فعل یہ چاہے کہ یہ اسم ظاہر میرا معمول بنے تو اس تنازع کی چار صورتیں ہیں جیسا کہ اوپر ترجمہ میں گزر چکی ہیں۔

اعتراض:۔ جیسے دو فعل جھگڑا کرتے ہیں بعد والے اسم ظاہر میں اسی طرح دو شبہ فعل یعنی اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ بھی جھگڑا کرتے ہیں جیسے زیدٌ ضاربٌ وَمُکرِمٌ عمرًا۔ زیدٌ حکیمٌ وطبیبٌ ابوہ وغیرہ تو مصنف نے اذا تنازع الفعلان کیوں کہا اذا تنازع العاملانِ کہنا چاہیے تھا تاکہ فعل اور شبہ فعل دونوں کا حکم معلوم ہو جاتا؟

جواب:۔ چونکہ فعل عمل میں اصل ہے اور شبہ فعل اس کی فرع ہے لھذا اصل کے ذکر کرنے پر اکتفاء کیا فرع کا حکم اس سے سمجھا جائے گا

اعتراض:۔ تنازع جس طرح دو فعلوں میں ہوتا ہے اسی طرح دو سے زائد یعنی تین چار فعلوں میں بھی ہوتا ہے جیسے درود شریف میں ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعلی آل محمدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَ بَارَكْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ علی ابراھیم اس میں پانچ فعل تنازع کر رہے ہیں علی ابراھیم میں ہر ایک چاہتا ہے کہ یہ میرا معمول بنے تو مصنف نے صرف دو فعلوں کا ذکر کیوں کیا؟

جواب:۔ دو فعلوں کا ذکر احتراز کیلئے نہیں یعنی زائد کو نکالنے کیلئے نہیں بلکہ تنازع کا اقل مرتبہ بیان کیا ہے کہ کم از کم تنازع دو فعلوں میں ہو سکتا ہے اکثر کی کوئی حد نہیں۔

فائدہ (۱):۔ اسم ظاہر کہہ کر مصنف نے اسم ضمیر کو نکال دیا کیونکہ ضمیر یا تو متصل ہوگی یا منفصل۔ ضمیر متصل میں تنازع نہیں ہو سکتا کیونکہ ضمیر متصل اسی فعل کا معمول ہوتی ہے جس کے ساتھ متصل ہوتی ہے دوسرا فعل اس میں عمل کر ہی نہیں سکتا ضمیر منفصل میں اگرچہ تنازع ہوتا ہے مگر اس تنازع کو دفع کرنے کا جو طریقہ بصریوں اور کوفیوں کے نزدیک ہے اس طریقے سے اس تنازع کو دفع نہیں کیا جا سکتا لھذا یہ ہماری بحث سے خارج ہے۔

فائدہ (۲):۔ بعدھما کی قید سے اس اسم سے احتراز ہو گیا جو دونوں فعلوں سے مقدم ہے یا ان دونوں فعلوں کے درمیان ہے جیسے زید ضربتُ واکرمتُ یا ضربتُ زیداً واکرمتُ کیونکہ یہ اسم فعل اول کا معمول ہوگا کیونکہ دوسرے فعل کے تلفظ کرنے سے پہلے ہی اول فعل اس میں عمل کرنے کا مستحق ہو چکا ہے لھذا اس میں تنازع کی گنجائش نہیں۔ تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

ای اراد کل واحد الخ:۔ یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض:۔ تنازع کے معنی جنگ کرنے کے ہیں اور جنگ کرنا ذی روح چیز کی صفت ہے دو فعلوں کو تنازع کی صفت کیساتھ موصوف کرنا اذا تنازع الفعلان کہنا درست نہیں؟۔

جواب:۔ یہاں تنازع کے معنی یہ ہیں کہ دو فعل معنی کے اعتبار سے اسم ظاہر کی طرف متوجہ ہوں اور ہر فعل یہ چاہے کہ وہ اسم ظاہر میرا معمول بنے یہ مطلب نہیں کہ دو فعل آپس میں ہاتھاپائی یا جھگڑا کریں گے۔

پھر یہ تنازع چار قسم پر ہے۔(۱) دونوں فاعلیت میں جھگڑا کریں گے یعنی ہر ایک یہ چاہے گا کہ بعد والا اسم ظاہر میرا فاعل بنے جیسے ضربنی واکرمنی زید ۔(۲) مفعولیت میں جھگڑا کریں گے یعنی ہر ایک یہ چاہے گا کہ بعد والا اسم ظاہر میرا مفعول بہ بنے جیسے ضربت واکرمت زیدا۔ (۳) فاعلیت اور مفعولیت میں تنازع کریں گے اس طرح کہ اول فعل یہ چاہے گا کہ یہ میرا فاعل بنے دوسرا فعل یہ چاہے گا کہ یہ میرا مفعول بہ بنے جیسے ضربنی واکرمت زیدا (۴) اسکے برعکس یعنی اول اسکو اپنا مفعول بہ اور دوسرا اس کو اپنا فاعل بنانا چاہے گا جیسے ضربت واکرمنی زید

وَاعْلَمْ اَنَّ فِي جَمِيْعِ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ يَجُوْزُ اِعْمَالُ الْفِعْلِ الْاَوَّلِ وَاِعْمَالُ الْفِعْلِ الثَّانِي خِلَافًا لِلْفَرَّاءِ فِي الصُّوْرَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ اِنْ اُعْمِلَ الثَّانِي وَدَلِيْلُه لُزُوْمُ اَحَدِ الْاَمْرَيْنِ اِمَّا حَذْفُ الْفَاعِلِ اَوِ الْاِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ وَكِلَاهُمَا مَحْظُوْرَانِ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ ان سب اقسام میں جائز ہے عمل دینا فعل اول کو اور عمل دینا فعل ثانی کو اختلاف ہے فراء کا پہلی اور تیسری صورت میں اگر عمل دیا جائے دوسرے کو اور دلیل اس کی دو چیزوں میں سے ایک کا لازم آنا ہے یا فاعل کا حذف یا اضمار قبل الذکر اور وہ دونوں ناجائز ہیں۔

تشریح:۔ اعلم صیغۂ امر ہے کلام کے شروع میں اسکو لایا جاتا ہے غافلین کو جگانا مقصود ہوتا ہے یا آنے والی بات کی طرف شوق دلانا مقصود ہوتا ہے یا تنبیہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ آنے والی بات بہت اہم ہے اسکا محفوظ کرنا واجب ہے مطلب یہ ہے کہ ان چاروں اقسام میں اول فعل کو عمل دینا بھی جائز اور دوسرے فعل کو عمل دینا بھی جائز ہے بصریوں اور کوفیوں کا اس میں اتفاق ہے البتہ امام فراء

حل ترکیب:۔ اعلم فعل با فاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل ہ ضمیر شان محذوف اسکا اسم فی جمیع ھذہ الاقسام ظرف لغو متعلق یجوز کے یجوز فعل اعمال الفعل الاول واعمال الفعل الثانی معطوف علیہ معطوف سے ملکر فاعل' خلافا مفعول مطلق فعل محذوف یخالف کا اصل عبارت یوں تھی یخالف ھذا القول خلافا للفراء۔ للفراء ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہو کر صفت ہے خلافا کی۔ فی الصورۃ الاولی والثالثۃ ظرف مستقر متعلق اسی کائنا محذوف کے پھر یخالف ھذا القول جزاء مقدم ،ان اعمل الثانی شرط مؤخر۔ بعض نسخوں میں ان یعمل الثانی ہے اس صورت میں جملہ بتاویل مصدر خبر ہوگی ہو مبتدأ محذوف کی ، دلیلہ مبتدأ، لزوم احد الامرین خبر۔ اما تردیدیہ، حذف الفاعل معطوف علیہ او عاطفہ الاضمار معطوف قبل الذکر مفعول فیہ ہے الاضمار کا' پھر معطوف علیہ معطوف سے ملکر بدل ہے احد الامرین سے یا مفعول بہ اعنی فعل مقدر کا یا حذف الفاعل خبر مبتدأ محذوف احدھما کی الاضمار قبل الذکر خبر ہے مبتدأ محذوف ثانیھما کی کلاھما مبتدأ محظوران خبر ہے

پہلی اور تیسری قسم میں اختلاف کرتے ہیں کہ دوسرے فعل کو عمل دینا جائز نہیں ہے اول صورت میں دونوں اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانا چاہتے ہیں اور تیسری صورت میں پہلا فعل اسم ظاہر کو اپنا فاعل اور دوسرا فعل اس کو اپنا مفعول بنانا چاہتا ہے ان دونوں صورتوں میں فراء کے ہاں دوسرے فعل کو عمل دینا جائز نہیں ہے امام فراء کی دلیل یہ ہے کہ دوسرے فعل کو عمل دینے کی صورت میں پہلے فعل کا فاعل یا تو محذوف ماننا پڑے گا یا ضمیر لانی ہوگی جو بعد والے اسم ظاہر کی طرف لوٹے گی اگر فاعل محذوف مانیں تو عمدہ کا حذف لازم آئے گا اور اگر ضمیر مستتر فاعل بنے گی فعل اول کیلئے تو چونکہ اس ضمیر کا مرجع وہ اسم ظاہر ہے جو بعد میں ہے تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا (یعنی مرجع کے ذکر کرنے سے پہلے ضمیر کا لانا) اور یہ دونوں باتیں ناجائز ہیں۔

وَهٰذَا فِی الْجَوَازِ وَاَمَّا الْاِخْتِیَارُ فَفِیْهِ خِلَافُ الْبِصْرِیِّیْنَ فَاِنَّهُمْ یَخْتَارُوْنَ اِعْمَالَ الْفِعْلِ الثَّانِیْ اِعْتِبَارًا لِلْقُرْبِ وَالْجِوَارِ وَالْكُوْفِیُّوْنَ یَخْتَارُوْنَ اِعْمَالَ الْفِعْلِ الْاَوَّلِ مُرَاعَاةً لِلتَّقْدِیْمِ وَالْاِسْتِحْقَاقِ [1]

ترجمہ:۔ اور یہ اختلاف جواز میں ہے لیکن پسندیدہ بات، پس اس میں بصریوں کا اختلاف ہے پس وہ بصری حضرات پسند کرتے ہیں فعل ثانی کے عمل دینے کو قرب اور پڑوس کا اعتبار کرتے ہوئے اور کوفی حضرات پسند کرتے ہیں فعل اول کے عمل دینے کو تقدیم اور استحقاق کا اعتبار کرتے ہوئے۔

تشریح:۔ ھذا کا مشار الیہ اختلاف فراء ہے یعنی فراء کا اختلاف صرف جواز میں ہے یعنی جمہور نحویوں کے ہاں پہلی اور تیسری قسم میں دوسرے کو عمل دینا جائز ہے لیکن امام فراء کے نزدیک ان دونوں قسموں میں فعل ثانی کو عمل دینا جائز نہیں ہے

اما الاختیار الخ:۔ جمہور نحاۃ یعنی بصریوں اور کوفیوں کا اتفاق ہے کہ چاروں اقسام میں دونوں فعلوں کو عمل دینا جائز ہے جواز میں اختلاف نہیں البتہ اختیار میں اختلاف ہے یعنی اس بات میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے کس فعل کو عمل دینا مختار اور پسندیدہ ہے بصری حضرات فعل ثانی کے عمل دینے کو پسند کرتے ہیں (اگرچہ اول کو بھی عمل دینا جائز سمجھتے ہیں) قرب و جوار کی وجہ سے یعنی چونکہ فعل ثانی اسم ظاہر کے قریب ہے اور اسکا پڑوسی ہے لھذا اس کو عمل دینا زیادہ بہتر ہے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اگر فعل اول کو عمل دیا جائے اور اسم ظاہر کو اس کا معمول بنا دیا جائے تو عامل اور معمول کے درمیان فاصلہ لازم آئیگا جو غیر اصل اور غیر مناسب ہے کیونکہ اصل یہی ہے کہ معمول اپنے عامل کے ساتھ متصل ہو مصنف نے صرف اول وجہ بیان کی ہے۔

حل ترکیب:۔ ھذا مبتدا فی الجواز ظرف مستقر ثابت کے متعلق ہو کر خبر اما حرف تفصیل الاختیار مبتدا متضمن معنی شرط فا جزائیہ فیہ خبر مقدم خلاف البصریین مبتدا مؤخر مبتدا خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبر قائم مقام جزاء کے ان حرف ھم ضمیر اسم یختارون اعمال الفعل الثانی خبر اعتبارا مفعول لہ یختارون کا للقرب والجوار ظرف لغو متعلق اعتبارا کے۔ الکوفیون مبتدا یختارون الخ خبر مراعاۃ مفعول لہ للتقدیم والاستحقاق ظرف لغو متعلق مراعاۃ مصدر کے۔

[1] فائدہ:۔ بعض نسخوں میں البصریین کے ساتھ الکوفیین کا لفظ ہے اس کا عطف ہوگا البصریین پر مگر آگے فانھم کی ضمیر کا مرجع البصریین ہی ہے۔

والکوفیون یختارون الخ: اگرالکوفیون واؤ کیساتھ مرفوع پڑھیں تو مبتدأ ہوگا اور یختارون الخ خبر ہوگا اگر الکوفیین کومنصوب پڑھیں یعنی یاء کے ساتھ پڑھیں تو اس کا عطف ہوگا انھم کی ہم ضمیر پر جوان کے اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

یہاں سے کوفیوں کا مذہب اور دلیل بیان کرتے ہیں کہ کوفی حضرات فعل اول کے عمل دینے کو پسند کرتے ہیں (اگر چہ ثانی کے عمل کو بھی جائز سمجھتے ہیں) فعل اول کے عمل کو اس لئے پسند کرتے ہیں کہ وہ مقدم ہے اور مقدم ہونے کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے اول فعل نے آتے ہی معمول کو طلب کیا دوسرے فعل نے اس کے بعد آ کر معمول کو طلب کیا ہے تو طلب معمول میں اول مقدم ہے لھذا وہی مستحق ہوگا دوسری وجہ جس کو مصنف نے بیان نہیں کیا وہ یہ ہے کہ اگر فعل ثانی کو عمل دیا جائے تو اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے جو درست نہیں فعل اول کو عمل دینے میں یہ خرابی لازم نہیں آتی۔ تفصیل آ رہی ہے۔

فَاِنْ اَعْمَلْتَ الثَّانِیَ فَانْظُرْ اِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْاَوَّلُ یَقْتَضِی الْفَاعِلَ اَضْمَرْتَه فِی الْاَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ فِی الْمُتَوَافِقَیْنَ ضَرَبَنِیْ وَاَكْرَمَنِیْ زَیْدٌ وَضَرَبَانِیْ وَ اَكْرَمَنِی الزَّیْدَانِ وَضَرَبُوْنِیْ وَاَكْرَمَنِی الزَّیْدُوْنَ وَفِی الْمُتَخَالِفَیْنَ ضَرَبَنِیْ وَاَكْرَمْتُ زَیْدًا وَضَرَبَانِیْ وَاَكْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبُوْنِیْ وَاَكْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ

ترجمہ:۔پس اگر عمل دے تو ثانی کو پس دیکھ اگر فعل اول تقاضا کرتا ہے فاعل کا تو ضمیر لائے گا تو اس کی اول میں جیسا کہ کہے گا تو متوافقین میں ضربنی واکرمنی زیدالخ

تشریح:۔بصریوں اور کوفیوں کے اختلاف کو بیان کرنے کے بعد اب مصنف یہاں سے بصریوں کے مذہب مختار کی تفصیل بیان کررہے ہیں چونکہ مصنف کے نزدیک بصریوں کا مذہب راجح ہے اسلئے اجمال اور دلائل کے بیان میں بھی ان کو مقدم کیا اب تفصیل میں بھی ان کے مذہب کو مقدم کرتے ہیں چنانچہ تفصیل یہ ہے کہ جب دو فعل بعد والے اسم ظاہر کو معمول بنانے میں تنازع کریں تو تنازع رفع کرنے کے تین طریقے ہیں (۱) حذف (۲) ذکر (۳) اضمار

اب اگر بصریوں کے مذہب کے مطابق دوسرے فعل کو عمل دیا جائے تو دیکھیں گے کہ فعل اول فاعل کا تقاضا کرتا ہے یا مفعول کا اگر فاعل کا تقاضا کرتا ہے دوسرا فعل خواہ فاعل کا تقاضا کرتا ہے یا مفعول کا تو اس وقت فعل اول کیلئے نہ تو فاعل کو حذف کریں گے کیونکہ

حل ترکیب:۔ فا تفریعیہ ان حرف شرط اعملت فعل بافاعل الثانی مفعول بہ فعل فاعل ومفعول بہ سے ملکر شرط فا جزائیہ انظر فعل بافاعل ان حرف شرط کان فعل ناقص الفعل الاول موصوف صفت سے ملکر اسم، یقتضی فعل ہو ضمیر فاعل الفاعل مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط اضمرت فعل بافاعل ہ ضمیر مفعول بہ فی الاول ظرف لغو متعلق اضمرت کے جملہ فعلیہ جزاء شرط جزاء سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مفعول بہ انظر کا فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جزاء۔

فاعل عمدہ فی الکلام ہے اور عمدہ کا حذف جائز نہیں اور نہ ہی فاعل کو ذکر کریں گے کیونکہ ذکر کرنے میں تکرار لازم آئیگا جیسے ضربنی زیدٌ و اکرمنی زیدٌ تو تکرار بھی درست نہیں نیز یہ بھی شبہ ہوگا کہ ضربنی کا فاعل اور زید ہے اور اکرمنی کا فاعل کوئی اور زید ہے پھر تو تنازع ہی نہ رہا جب ذکر اور حذف ناجائز ہے تو فاعل کی ضمیر لائیں گے جو افراد تثنیہ جمع تذکیر و تانیث میں اسم ظاہر کے موافق ہوگی۔ کیونکہ اس ضمیر کا مرجع وہی اسم ظاہر ہے راجع اور مرجع میں مطابقت ضروری ہے اگرچہ اس وقت اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے اور یہ ناجائز ہے مگر اضمار قبل الذکر عمدہ میں بشرط تفسیر جائز ہے یعنی اگر مرجع عمدہ ہو یعنی فاعل یا مبتدأ ہو تو اور آگے اس کی تفسیر ہو تو اس کی ضمیر اس کے ذکر کرنے سے پہلے لانا جائز ہے جیسے قل ھو اللّٰہ اَحَدٌ میں ہو ضمیر کا مرجع پیچھے مذکور نہیں ہے اس کا مرجع اللہ ہے اور آگے اس کی تفسیر ہے اللّٰہ احد میں لھذا یہ جائز ہے یہاں بھی مثلاً ضربنی واکرمنی زید میں زید ضربنی کا فاعل ہے اور فاعل عمدہ ہوتا ہے تو اگرچہ ضربنی میں ہو ضمیر مستتر پہلے ہے اس نے پہلے اس کا مرجع مذکور نہیں لیکن چونکہ آگے زید سے اس کی تفسیر ہے لھذا یہ اِضْمَارُ قَبْلَ الذِّکْرِ فِی الْعُمْدَۃِ بِشَرْطِ التَّفْسِیْرِ ہے اور یہ جائز ہے چنانچہ اب مثالیں ملاحظہ ہوں پہلے وہ مثالیں جن میں دونوں فعل تقاضے میں موافق ہوں یعنی دونوں فعل بعد والے اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانا چاہیں جیسے ضربنی واکرمنی زید ضربانی واکرمنی الزیدان ضربونی واکرمنی الزیدون ان میں ضربنی اور اکرمنی نے زید میں تنازع کیا بصریوں کے مذہب کے موافق زید اکرمنی کا فاعل بنا ضربنی کا فاعل ضمیر ہے اول مثال میں چونکہ زید اسم ظاہر ہے اور مفرد ہے لھذا ضربنی میں ہو ضمیر مستتر ہوگی جو زید کیطرف لوٹے گی۔ دوسری مثال میں چونکہ الزیدان اسم ظاہر تثنیہ ہے لھذا ضربنی کیلئے فاعل الف ضمیر تثنیہ لائیں گے ضربانی واکرمنی الزیدان کہیں گے کیونکہ جب فعل کا فاعل تثنیہ وجمع کی ضمیر ہو تو فعل کو تثنیہ وجمع لایا جاتا ہے۔ تیسری مثال میں چونکہ الزیدون اسم ظاہر جمع ہے لھذا فعل اول میں جمع کی ضمیر واؤ لائیں گے ضربونی واکرمنی الزیدون کہیں گے

وفی المتخالفین الخ:۔ اس عبارت سے وہ مثالیں ذکر کرتے ہیں جن میں دونوں فعل تقاضے میں متخالف ہوں یعنی اول فاعل کو چاہتا ہے دوسرا مفعول کو چاہتا ہے تو بصریوں کے مذہب کے موافق دوسرے فعل کو عمل دیں گے اول کیلئے ضمیر لائیں گے جیسے ضربنی واکرمتُ زیدا اس مثال میں زید فعل ثانی کا مفعول بنا اور فعل اول کا فاعل ہو ضمیر مستتر ہے جو زید کی طرف راجع ہے ضربانی واکرمتُ الزَّیْدَیْن میں الزَّیْدَیْن فعل ثانی اکرمت کا مفعول بنا اور فعل اول کا فاعل الف ضمیر تثنیہ ہے جو الزیدَین کی طرف راجع ہے ضربونی واکرمتُ الزَّیْدِیْن میں الزَّیْدِیْن فعل ثانی اکرمت کا مفعول بنا اور فعل اول کا فاعل واؤ ضمیر جمع ہے جو الزَّیْدِیْن کی طرف راجع ہے۔

تفصیل اگلے صفحہ پر نقشہ میں دیکھیں

نقشہ ملاحظہ فرمائیں

صورت تنازع	اسم ظاہر مفرد	اسم ظاہر تثنیہ	اسم ظاہر جمع
دونوں فعل اسم ظاہر کو فاعل بنانا چاہیں	ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔ (اول فعل میں ہو ضمیر مستتر ہے)	ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمَنِیْ الزَّیْدَان۔ (اول فعل میں الف ضمیر تثنیہ ہے)	ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ الزَّیْدُوْن (اول فعل میں واوَ ضمیر جمع ہے)
اول فعل اسم ظاہر کو فاعل اور دوسرا اس کو مفعول بنانا چاہے	ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زیدا۔ (اول فعل میں ہو ضمیر مستتر ہے)	ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ۔ (اول فعل میں الف ضمیر تثنیہ ہے)	ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْن (اول فعل میں واوَ ضمیر جمع ہے)

وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْاَوَّلُ يَقْتَضِي الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ حَذَفْتَ الْمَفْعُوْلَ مِنَ الْفِعْلِ الْاَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدُوْنَ

ترجمہ:۔ اور اگر فعل اول تقاضا کرے مفعول کا اور نہ ہوں دونوں فعل افعال قلوب سے تو حذف کریں گے آپ فعل اول کے مفعول کو جیسا کہ آپ کہیں گے متوافقین میں ضربت واکرمت زیدا الخ اور متخالفین میں ضربت واکرمنی زید الخ۔

تشریح:۔ اگر فعل اول اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہے خواہ دوسرا فعل اس کو مفعول بنانا چاہے یا فاعل اور دونوں فعل افعال قلوب سے نہ ہوں تو اس وقت بصریوں کے مذہب کے مطابق اسم ظاہر کو دوسرے فعل کا معمول بنائیں گے اور اول فعل کا مفعول محذوف مانیں گے کیونکہ ذکر کرنے میں مفعول کا تکرار لازم آئیگا جو غیر مناسب ہے اور ضمیر لانے میں اضمار قبل الذکر فی الفضلہ لازم آئیگا اور یہ بھی جمہور نحویوں کے ہاں جائز نہیں لھذا حذف متعین ہے چونکہ مفعول عمدہ نہیں بلکہ فضلہ ہے اور فضلہ کا حذف کرنا جائز ہے۔
تفصیل اگلے صفحہ پر نقشہ میں دیکھیں

حل ترکیب:۔ ان حرف شرط کان فعل ناقص الفعل الاول اسم، یقتضی المفعول خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ لم جازمہ جحدیہ، یکن فعل ناقص، الفعلان اسم من افعال القلوب ظرف مستقر خبر جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر شرط حذفت فعل با فاعل المفعول موصوف من الفعل الاول ظرف مستقر الکائن کے متعلق ہوکر صفت، موصوف صفت سے ملکر مفعول بہ حذفت کا فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جزاء۔

نقشہ ملاحظہ فرمائیں

صورت تنازع	اسم ظاہر مفرد	تثنیہ	جمع
دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہیں	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زيدا	ضَربْتُ وَاَكْرَمْتُ الزيدين	ضَربْتُ وَاَكْرَمْتُ الزيدين
فعل اول اسم ظاہر کو مفول اور دوسرا اس کو فاعل بنانا چاہے	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِىْ زيد	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِىْ الزيدان	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِىْ الزيدون

وَاِنْ كَانَ الْفِعْلاَنِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ يَجِبُ اِظْهَارُ الْمَفْعُوْلِ لِلْفِعْلِ الْاَوَّلِ كَمَاتَقُوْلُ حَسِبَنِى مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَيْدًامُنْطَلِقًا اِذْ لَايَجُوْزُ حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَاِضْمَارُ الْمَفْعُوْلِ قَبْلَ الذِّكْرِ هٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْبَصْرِيِّيْنَ

ترجمہ:۔اور اگر ہوں دونوں فعل افعال قلوب میں سے تو واجب ہے فعل اول کے مفعول کو ظاہر کرنا جیسا کہ تو کہے گا حسبنی منطلقاً وحسبت زیدا منطلقاً اس لئے کہ نہیں جائز حذف کرنا افعال قلوب کے مفعول کو اور مرجع کے ذکر کرنے سے پہلے مفعول کی ضمیر لانا یہ مذہب ہے بصریوں کا۔

تشریح:۔اگر دونوں فعل افعال قلوب سے ہوں اور اول فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور ہم بصریوں کے مذہب کے مطابق دوسرے فعل کو عمل دیں تو فعل اول کے مفعول کو ذکر کرنا واجب ہے کیونکہ افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک کو حذف کرنا اور دوسرے کو ذکر کرنا یہ بالاتفاق ناجائز ہے یا دونوں کو حذف کیا جائے یا دونوں کو ذکر کیا جائے اسی طرح اس وقت مفعول کی ضمیر لانا بھی جائز نہیں کیونکہ اضمار قبل الذکر فی الفضلہ لازم آئیگا اور یہ جائز نہیں لھذا اس وقت فعل اول کے مفعول کو ذکر کرنا اور ظاہر کرنا واجب ہے جیسے حسبنی منطلقا وحسبت زیدا منطلقا (گمان کیا ہے مجھے زید نے چلنے والا اور میں نے گمان کیا ہے زید کو چلنے والا) اصل عبارت تھی حسبنی وحسبت زیدا منطلقا ۔حسبنی اور حسبت نے پہلے تنازع کیا زید میں حسبنی کہتا ہے کہ یہ میرا فاعل ہے اور حسبت کہتا ہے کہ یہ میرا مفعول اول ہے ہم نے بصریوں کے مذھب کے مطابق دوسرے فعل کو عمل دیدیا زیدا اسم ظاہر کو اس کا مفعول بنا دیا اور فعل اول کا فاعل ہو ضمیر مستتر مان لی جو راجع ہے زید کی طرف یہ

حل ترکیب:۔ان کان الفعلان الخ شرط یجب اظہار المفعول الخ جزاء۔اذ تعلیلیہ لا یجوز فعل حذف مضاف المفعول موصوف من افعال القلوب ظرف مستقر الکائن کے متعلق ہو کر صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ حذف مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل لا یجوز کا اضمار المفعول قبل الذکر کا عطف ہے حذف المفعول پر ھذا مبتدا اول ہو مبتدا ثانی مذہب البصریین خبر مبتدا خبر سے ملکر خبر مبتدا اول کی۔

اِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ فِي الْعُمْدَةِ بِشَرْطِ التَّفْسِيْرِ ہےاور یہ جائز ہے پھر دونوں نے تنازع کیا منطلقا میں دونوں اس کو اپنا مفعول ثانی بنانا چاہتے ہیں ہم نے بصریوں کے مذہب کے مطابق دوسرے فعل کو عمل دیا منطلقا کو اس کا مفعول ثانی بنا دیا تو اب فعل اول کے مفعول ثانی کا انتظام کرنا ہے تو اس صورت میں نہ تو مفعول کو محذوف مان سکتے ہیں کیونکہ افعال قلوب کے کسی ایک مفعول کو ذکر کرنا (جو کہ حسبنی میں یاء ضمیر متکلم مفعول اول بن کر مذکور ہے) اور دوسرے کو حذف کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ضمیر لانا درست ہے کیونکہ اضمار قبل الذکر فی الفضله لازم آتا ہے اور یہ بھی جائز نہیں لھذا اظاہر کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ حسبنی کے بعد منطلقا کو ظاہر کر کے یوں کہیں گے حسبنی منطلقا وحسبت زیدا منطلقا

وَاَمَّا اِنْ اَعْمَلْتَ الْفِعْلَ الْاَوَّلَ عَلٰى مَذْهَبِ الْكُوْفِيِّيْنَ فَانْظُرْ اِنْ كَانَ الْفِعْلُ الثَّانِي يَقْتَضِي الْفَاعِلَ اَضْمَرْتَ الْفَاعِلَ فِي الْفِعْلِ الثَّانِي كَمَاتَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبَنِي وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمَانِي الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمُوْنِي الزَّيْدُوْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمَانِي الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمُوْنِي الزَّيْدِيْنَ

ترجمہ:۔ اور لیکن اگر عمل دے تو فعل اول کو کوفیوں کے مذہب پر پس دیکھ تو اگر دوسرا فعل تقاضا کرتا ہے فاعل کا تو ضمیر لائیگا تو فاعل کی دوسرے فعل میں جیسا کہ کہے گا تو متوافقین میں ضربنی واکرمنی زید الخ

تشریح:۔ اگر کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا جائے تو پھر اگر فعل ثانی اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانا چاہے خواہ فعل اول بھی اس کو فاعل بنانا چاہے یا مفعول بنانا چاہے تو دوسرے فعل میں اسم ظاہر کے موافق ضمیر فاعل لائیں گے کیونکہ ذکر کرنے میں فاعل کا تکرار اور حذف کرنے میں عمدہ کا حذف لازم آئیگا یہ دونوں ناجائز ہیں لھذا ضمیر فاعل لائیں گے؛ اگرچہ اس وقت اضمار قبل الذکر لازم آئیگا لیکن یہ اضمار قبل الذکر لفظا ہے رتبۃ نہیں کیونکہ جب اسم ظاہر فعل اول کا معمول بن گیا تو اگرچہ اسم ظاہر لفظوں کے اعتبار سے تو دوسرے فعل سے مؤخر ہے مگر رتبے کے لحاظ سے دوسرے فعل پر مقدم ہو گیا اور اضمار قبل الذکر اگر لفظا بھی ہو رتبۃ بھی ہو وہ ناجائز ہے اگر صرف لفظا ہو رتبۃ نہ ہو تو یہ جائز ہے۔

تفصیل اگلے صفحہ پر نقشہ میں دیکھیں

حل ترکیب:۔ اما حرف تفصیل ان حرف شرط اعملت الفعل الاول الخ شرط فانظر جزاء ان حرف شرط کان الفعل الثانی یقتضی الفاعل شرط اضمرت الفاعل فی الفعل الثانی جزاء، شرط جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ بتاویل ھذا التركيب محلا منصوب مفعول بہ ہے انظر فعل کا۔ باقی واضح ہے۔

نقشہ ملاحظہ ہو

صورت تنازع	اسم ظاہر مفرد	تثنیہ	جمع
دونوں فعل اسم ظاہر کو فاعل بنانا چاہیں	ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ	ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَانِیْ الزَّیْدَانِ	ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمُوْنِیْ الزَّیْدُوْنَ
اول فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول اور دوسرا اس کو فاعل بنانا چاہے	ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ	ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَانِیْ الزیدَیْنِ	ضَرَبْتُ وَاَکْرَمُوْنِیْ الزَّیْدَیْنِ

وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ الثَّانِي يَقْتَضِي الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ وَالْاِضْمَارُ وَالثَّانِي هُوَ الْمُخْتَارُ لِيَكُوْنَ الْمَلْفُوْظُ مُطَابِقًا لِلْمُرَادِ اَمَّا الْحَذْفُ فَكَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْنَ

ترجمہ:۔ اور اگر فعل ثانی تقاضا کرے مفعول کا اور نہ ہوں دونوں فعل افعال قلوب سے تو جائز ہیں اس میں دو وجہیں حذف کرنا مفعول کا اور ضمیر لانا اور دوسری صورت ہی مختار ہے تا کہ ہو جائے ملفوظ مطابق مقصود کے لیکن حذف جیسا کہ تو کہے متوافقین میں ضربت واکرمت زیدا الخ۔

تشریح:۔ اگر فعل ثانی اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور وہ دونوں فعل افعال قلوب سے نہ ہوں تو کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیکر دوسرے فعل کے مفعول کو حذف کرنا بھی جائز اور مفعول کی ضمیر لانا بھی جائز ہے جو اسم ظاہر کے موافق ہوگی لیکن بنسبت حذف کے ضمیر لانا اولی اور بہتر ہے تا کہ ملفوظ مقصود متکلم کے مطابق ہو جائے کیونکہ مقصود یہ ہے کہ دونوں فعل اسی اسم ظاہر میں تنازع کررہے ہیں دونوں اسی کو اپنا معمول بنانا چاہتے ہیں تو جب کوفیوں کے مذہب کے مطابق اسم ظاہر کو فعل اول کا معمول بنادیا دوسرے

---

(۱) حل ترکیب:۔ ان حرف شرط کان فعل ناقص الفعل الثانی موصوف صفت سے ملکر اسم یقتضی المفعول خبر' کان اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لم جازمہ جحد یہ یکن فعل ناقص الفعلان اسم من افعال القلوب خبر یکن اسم وخبر سے ملکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر شرط جاز فیہ الوجهان جزاء حذف المفعول معطوف علیہ الاضمار معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر الوجهان سے بدل یا مفعول بہ اعنی فعل مقدر کا یا حذف المفعول خبر مبتدا محذوف احدهما کی الاضمار خبر مبتدا محذوف ثانیهما کی۔ الثانی مبتدا اول ہو مبتدا ثانی المختار خبر' مبتدا خبر سے ملکر خبر مبتدا اول کی۔ لیکون کا لام تعلیلیہ جارہ یکون فعل ناقص الملفوظ اسم مطابقا للمراد خبر' یکون اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر مجرور' جار مجرور سے ملکر متعلق المختار کے اما حرف شرط الحذف مبتدا متضمن معنی شرط فکما تقول الخ خبر قائم مقام جزاء کے۔

فعل کیلئے مفعول کی ضمیر لائی جو اسم ظاہر کی طرف راجع ہے تو یہ ضمیر دلالت کریگی کہ دونوں کا تنازع اسی اسم ظاہر میں ہے اگر دوسرے فعل کے مفعول کو حذف کردیں تو یہ وہم ہوگا کہ فعل ثانی کا مفعول یہ اسم ظاہر نہیں بلکہ کوئی اور اسم ہے مثلاً زید محذوف نہیں بلکہ عمرو یا بکر وغیرہ محذوف ہے تو پھر یہ صورت باب تنازع سے خارج ہو جائے گی اور مقصود متکلم کے خلاف لازم آئے گا کیونکہ مقصود تو یہی تھا کہ دونوں فعل اسی اسم ظاہر کو اپنا اپنا معمول بنانا چاہتے ہیں دوسرے فعل کے مفعول کو حذف کرنے کی صورت میں جو مثالیں بنتی ہیں انکا نقشہ ملاحظہ ہو۔

نقشہ

صورت تنازع	اسم ظاہر مفرد	تثنیہ	جمع
دونوں فعل اسم ظاہر کو مفعول بنانا چاہیں	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزيدَيْن
دوسرا فعل اسم ظاہر کو مفعول اور اول اس کو اپنا فاعل بنانا چاہے	ضَرَبَنِىْ وَاَكْرَمْتُ زَيْدٌ	ضَرَبَنِىْ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ	ضَرَبَنِىْ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْن

وَاَمَّا الْاِضْمَارُ فَكَمَا تَقُوْلُ فِى الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُه زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدِيْنَ وَفِى الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبَنِى وَاَكْرَمْتُه زَيْدٌ وَضَرَبَنِى وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِى وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْنَ

ترجمہ:۔ اور لیکن ضمیر لانا جیسا کہ تو کہے گا متوافقین میں ضربت واكرمته زيدا الخ اور متخالفین میں ضربنی واكرمته زيد الخ

تشریح:۔ اس صورت میں اگرچہ اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے مگر صرف لفظاً ہے نہ کہ رتبۃً اور یہ جائز ہے۔

مثالوں کا نقشہ ملاحظہ ہو

صورت تنازع	اسم ظاہر مفرد	تثنیہ	جمع
دونوں فعل اسم ظاہر کو مفعول بنانا چاہیں	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُه زَيْدًا	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَيْنِ	ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدَيْن
اول اسم ظاہر کو فاعل اور دوسرا اس کو مفعول بنانا چاہے	ضَرَبَنِىْ وَاَكْرَمْتُه زَيْدٌ	ضَرَبَنِىْ وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ	ضَرَبَنِىْ وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْن

حل ترکیب:۔ اما حرف شرط الاضمار مبتدأ متضمن معنی شرط فکما تقول الخ خبر قائم مقام جزاء کے۔ باقی واضح ہے۔

وَاَمَّا اِذَا كَانَ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ فَلَابُدَّ مِنْ اِظْهَارِ الْمَفْعُوْلِ كَمَا تَقُوْلُ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَذٰلِكَ لِاَنَّ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا تَنَازَعَا فِي مُنْطَلِقًا وَاَعْمَلْتَ الْاَوَّلَ وَهُوَ حَسِبَنِي وَاَظْهَرْتَ الْمَفْعُوْلَ فِي الثَّانِي فَاِنْ حَذَفْتَ مُنْطَلِقَيْنِ وَقُلْتَ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا يَلْزَمُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى اَحَدِ الْمَفْعُوْلَيْنِ فِي اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ وَاِنْ اَضْمَرْتَ فَلَا يَخْلُوْ مِنْ اَنْ تُضْمِرَ مُفْرَدًا وَتَقُوْلَ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا اِيَّاهُ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَحِيْنَئِذٍ لَا يَكُوْنُ الْمَفْعُوْلُ الثَّانِي مُطَابِقًا لِلْمَفْعُوْلِ الْاَوَّلِ وَهُوَ هُمَا فِي قَوْلِكَ حَسِبْتُهُمَا وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ اَوْ اَنْ تُضْمِرَ مُثَنًّى وَتَقُوْلَ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا اِيَّاهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَحِيْنَئِذٍ يَلْزَمُ عَوْدُ الضَّمِيْرِ الْمُثَنّٰى اِلَى اللَّفْظِ الْمُفْرَدِ وَهُوَ مُنْطَلِقًا الَّذِيْ وَقَعَ فِيْهِ التَّنَازُعُ وَهٰذَا اَيْضًا لَا يَجُوْزُ وَاِذَا لَمْ يَجُزِ الْحَذْفُ وَالْاِضْمَارُ كَمَا عَرَفْتَ وَجَبَ الْاِظْهَارُ

ترجمہ:۔اور لیکن جب دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو پس ضروری ہے ظاہر کرنا مفعول کا جیسا کہ تو کہے گا حسبنی وحسبتہما منطلقین الزیدان منطلقا اور یہ اس لئے کہ حسبنی اور حسبتہما نے جھگڑا کیا منطلقا میں اور تو نے عمل دیا اول کو اور وہ حسبنی ہے اور تو نے ظاہر کیا مفعول کو ثانی میں پس اگر حذف کرے تو منطلقین کو اور کہے تو

حل ترکیب:۔اما حرف شرط برائے تفصیل اذا شرطیہ کان الفعلان من افعال القلوب شرط فا جزائیہ لا نفی جنس بد اسم من اظہار المفعول ظرف مستقر خبر لا اپنے اسم وخبر سے ملکر جزاء ذلک مبتدا لام جارہ ان حرف از حروف مشبہ بالفعل حسبنی وحسبتہما بتاویل ھذا اللفظ ان کا اسم تنازعا فعل با فاعل فی منطلقا ظرف لغو متعلق تنازعا کے فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر ان کی خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے ہوکر خبر ذلک مبتدا کی اعملت فعل با فاعل الاول مفعول بہ ھو مبتدا حسبنی بتاویل ھذا اللفظ خبر اظہرت فعل با فاعل المفعول مفعول بہ فی الثانی ظرف لغو متعلق اظہرت کے ان حرف شرط حذفت منطلقین معطوف علیہ قلت حسبنی وحسبتہما الزیدان منطلقا معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر شرط یلزم الاقتصار جزاء علی احد المفعولین ظرف لغو متعلق الاقتصار کے فی افعال القلوب ظرف لغو متعلق الاقتصار کے ہو مبتدا غیر جائز خبر۔ان حرف شرط اضمرت شرط فلا یخلو الخ جزاء لا یخلو فعل ہو فاعل من جار ان مصدریہ تضمر فعل با فاعل مفردا مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ تقول فعل بفاعل حسبنی الخ مقولہ فعل اپنے فاعل ومقولہ سے ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر بتاویل مفرد مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق لا یخلو کے۔حینئذ مفعول فیہ مقدم لا یکون فعل ناقص المفعول الثانی اسم مطابقا خبر المفعول الاول ظرف لغو متعلق مطابقا کے۔ہو مبتدا ھما بتاویل ھذا اللفظ ذو الحال فی قولک الخ ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہوکر حال ذو الحال حال سے ملکر خبر لا یجوز فعل منفی ذلک فاعل او عاطفہ ان تضمر مثنی کا عطف ان تضمر مفردا پر ہے واو عاطفہ تقول الخ کا عطف تضمر مثنی پر ہے حینئذ مفعول فیہ مقدم یلزم فعل عود الضمیر المثنی فاعل الی اللفظ المفرد ظرف لغو متعلق عود مصدر کے ہو مبتدا منطلقا بتاویل ھذا اللفظ موصوف الذی اسم موصول وقع فعل فیہ ظرف لغو متعلق وقع کے التنازع فاعل فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر صفت موصوف صفت سے ملکر خبر ہو مبتدا کی۔ھذا مبتدا لا یجوز خبر۔ایضا درمیان میں مفعول مطلق آض فعل محذوف کا پھر یہ جملہ معترضہ ہے۔اذا شرطیہ لم یجز فعل الحذف معطوف علیہ الاضمار معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر فاعل کما عرفت جار مجرور ظرف لغو متعلق لم یجز کے فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر شرط وجب الاظہار جزاء۔

حسبني وحسبتهما الزيدان منطلقا تولازم آتا ہے اکتفاء کرنا دومفعولوں میں سے ایک پر افعال قلوب میں اور یہ ناجائز ہے اور اگر ضمیر لائے تو پس نہیں خالی اس بات سے کہ ضمیر لائیگا تو مفرد کی اور کہے گا تو حسبني وحسبتهما اياه الزيدان منطلقا اور اس وقت نہیں ہوگا مفعول ثانی مطابق مفعول اول کے اور وہ ھما ہے تیرے قول حسبتهما میں اور یہ جائز نہیں اور یا ضمیر لائے گا تو تثنیہ کی اور تو کہے گا حسبني وحسبتهما ايا هما الزيدان منطلقا اور اس وقت لازم آئے گا لوٹنا ضمیر تثنیہ کا مفرد لفظ کی طرف اور وہ منطلقا ہے جس میں تنازع واقع ہوا ہے اور یہ بھی جائز نہیں اور جب ناجائز ہے حذف کرنا اور ضمیر لانا جیسا کہ تو نے معلوم کرلیا تو واجب ہے ظاہر کرنا۔

تشریح:۔ کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دینے کی صورت میں جب فعل ثانی اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو اس وقت فعل ثانی کے مفعول کو ظاہر کرنا ضروری ہے اس وقت نہ تو مفعول کو حذف کرنا جائز ہے اور نہ ہی مفعول کی ضمیر لانا درست ہے جیسے حسبني وحسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا (گمان کیا ہے مجھ کو دو زیدوں نے چلنے والا میں نے گمان کیا ہے ان دونوں کو چلنے والا) اس مثال میں حسبني اور حسبت نے پہلے الزيدان میں تنازع کیا اول فعل اس کو اپنا فاعل اور ثانی فعل اس کو اپنا مفعول اول بنانا چاہتا ہے کوفیوں کے مذہب کے مطابق پہلے فعل کو عمل دیا گیا الزیدان اس کا فاعل بن گیا دوسرے فعل کیلئے ھما ضمیر تثنیہ راجع بسوئے زیدان کو مفعول بنا دیا حسبني وحسبتهما الزيدان ہوگیا پھر دونوں فعلوں نے منطلقا میں جھگڑا کیا اب دونوں فعل اس کو اپنا دوسرا مفعول بنانا چاہتے ہیں تو ہم نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا منطلقا فعل اول کا مفعول ثانی بن گیا اب دوسرے فعل حسبتهما کے دوسرے مفعول کو ظاہر کرنا ضروری ہے کیونکہ اگر حذف کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں حسبني وحسبتهما الزيدان منطلقا تو افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء لازم آتا ہے یعنی ایک کو حذف کرنا اور ایک کو ذکر کرنا لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں اور اگر دوسرے فعل کے دوسرے مفعول کی ضمیر لائیں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو ضمیر مفرد لائیں گے کیونکہ اس کا مرجع منطلقا ہے اور وہ مفرد ہے تو مرجع کی مطابقت کی وجہ سے اگر ضمیر مفرد لائیں اور یوں کہیں حسبني وحسبتهما اياه الزيدان منطلقا تو راجع مرجع میں مطابقت تو ہو جائے گی مگر فعل ثانی کا پہلا مفعول ھما ہے اور وہ تثنیہ ہے اور دوسرا مفعول ایاہ ہے اور وہ مفرد ہے تو افعال قلوب کے دو مفعولوں میں مطابقت نہیں ہوگی حالانکہ افراد تثنیہ وجمع کے اعتبار سے دونوں مفعولوں میں مطابقت ضروری ہے اور اگر ضمیر تثنیہ لائیں تاکہ مفعول اول کے مطابق ہو جائے اور یوں کہیں حسبني وحسبتهما اياهما الزيدان منطلقا تو اس وقت افعال قلوب کے دو مفعولوں میں تو مطابقت ہوگی مگر راجع و مرجع میں مطابقت نہیں ہوگی کیونکہ ھما ضمیر تثنیہ ہے اور اسکا مرجع منطلقا مفرد ہے حالانکہ راجع و مرجع میں مطابقت کا ہونا ضروری ہے افراد تثنیہ وجمع کے اعتبار سے تو جب فعل ثانی کے دوسرے مفعول کا حذف کرنا بھی جائز نہیں اور اس کی ضمیر لانا بھی جائز نہیں تو سوائے ذکر کرنے کے کوئی چارہ نہیں لهذا مفعول ثانی کو ذکر کرنا ضروری ہے لهذا یوں

کہیں گے حسبنی وحسبتہما منطلقین الزیدان منطلقا۔

سوال:۔ مثال مذکور میں تو تنازع ممکن ہی نہیں اس لئے کہ تنازع کی شرط یہ ہے کہ دونوں فعل عمل کرنے کیلئے کسی ایک ہی اسم ظاہر کی طرف متوجہ ہوں اور وہ اسم ظاہر ہر ایک کا معمول بن سکے اور یہاں منطلقا کی طرف دونوں فعل متوجہ ہی نہیں کیونکہ فعل اول حسبنی کا پہلا مفعول یا ضمیر متکلم مفرد ہے لھذا اس کا دوسرا مفعول مفرد ہونا چاہیے۔ اور فعل ثانی حسبتہما کا پہلا مفعول ھما ضمیر تثنیہ ہے لھذا اس کا دوسرا مفعول بھی تثنیہ ہونا چاہیے تو منطلقا چونکہ مفرد ہے لھذا دوسرا فعل اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوسکتا تو اس میں تنازع کیسے ممکن ہے؟

جواب:۔ منطلقا سے مراد صرف لفظ منطلقا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ اسم ہے جو صفت انطلاق کیساتھ متصف ہو خواہ وہ اسم مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو یعنی چلنے والا مراد ہے ایک ہو یا کئی ہوں تو فعل اول کے اعتبار سے منطلقا مفرد ہے اور فعل ثانی کے اعتبار سے تثنیہ ہے یہی وجہ ہے جب ہم نے فعل ثانی کے مفعول ثانی کو ظاہر کیا تو منطلقا کی بجائے منطلقین کہا تاکہ مفعول اول کے موافق ہوجائے۔

فَصْل: مَفْعُوْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُه وَهُوَ كُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُه وَاُقِيْمَ هُوَ مَقَامَه نَحْوُ ضُرِبَ زَيْدٌ وَحُكْمُه فِي تَوْحِيْدِ فِعْلِه وَتَثْنِيَتِه وَجَمْعِه وَتَذْكِيْرِه وَتَانِيْثِه عَلٰى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ فِي الْفَاعِلِ

ترجمہ:۔ مفعول اس فعل یا شبہ فعل کا جس کا فاعل ذکر نہیں کیا گیا اور وہ ہر وہ مفعول ہے کہ اُس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو اور اِسکو اُس کے قائم مقام کیا گیا ہو جیسے ضرب زید اور اس کا حکم اس کے فعل کے مفرد تثنیہ جمع مذکر مؤنث لانے میں اوپر قیاس کرنے اس چیز کے ہے جو آپ پہچان چکے ہیں فاعل میں۔

تشریح:۔ مرفوعات کی پہلی قسم کے بیان سے فراغت کے بعد اب مصنف مرفوعات کی قسم ثانی کو بیان فرمارہے ہیں اور وہ مفعول مالم یسم فاعلہ ہے اس کی تعریف اوپر ترجمے میں معلوم ہوچکی ہے اور اس کا دوسرا نام نائب فاعل بھی ہے اس کی مثال ضُرِبَ زَیْدٌ اصل میں ضرب عمرٌو زیدًا تھا ضَرَبَ کو فعل مجہول بنایا گیا اور اس کے فاعل عمرو کو حذف کردیا گیا اور اس کے مفعول زیدًا کو

حل ترکیب:۔ مفعول مضاف ما موصولہ لم یسم فعل مجہول فاعلہ نائب فاعل، جملہ فعلیہ صلہ، موصول صلہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر مبتدأ محذوف ھٰذا کی۔ یا مبتدأ اور اس کی خبر وھو کل مفعول الخ ہے واو زائدہ ہے۔ ھو مبتدأ کل مضاف مفعول موصوف حذف فاعلہ معطوف علیہ اقیم فعل مجہول ھو نائب فاعل مقامہ مفعول فیہ، فعل اپنے نائب فاعل ومفعول فیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی۔ پھر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر مفعول مالم یسم فاعلہ کی۔ حکمہ مبتدأ فی توحید فعلہ الخ ظرف لغو متعلق حکمہ کے علی جار قیاس مضاف ما موصولہ عرفت فعل بفاعل فی الفاعل ظرف لغو متعلق عرفت کے پھر جملہ فعلیہ صلہ، موصول صلہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر خبر حکمہ مبتدأ کی۔

اس کے قائم مقام کر دیا گیا ضُرِبَ فعل مجہول زید لفظا مرفوع نائب فاعل فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وحکمہ الخ: مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم اس کے فعل کے مفرد تثنیہ جمع مذکر مؤنث لانے میں بعینہ وہی ہے جو فاعل کی بحث میں گزر چکا ہے یعنی اگر مفعول مالم یسم فاعلہ اسم مظہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد ہی لایا جائے گا خواہ یہ مفعول مالم یسم فاعلہ مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع جیسے ضرب زید ضرب الزیدان ضرب الزیدون اور اگر یہ مفعول اسم مضمر ہو تو فعل مجہول اسکے مطابق لایا جائیگا مفرد کیلئے مفرد تثنیہ کیلئے تثنیہ اور جمع کیلئے جمع جیسے زید ضرب الزیدان ضربا الزیدون ضربوا ۔اور اگر مفعول مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث لایا جائے گا خواہ اسم ظاہر ہو یا اسم مضمر بشرطیکہ فاصلہ نہ ہو جیسے ضربت ھند وھند ضربت اور اگر فاصلہ ہو تو مذکر اور مؤنث لانے میں اختیار ہے جیسے ضُرِبَتِ الیَوْمَ ھند ضُرِبَ الیوم ھند اسی طرح اگر مفعول مؤنث غیر حقیقی ہو اور اسم ظاہر ہو تو بھی فعل کو مذکر اور مؤنث لانے میں اختیار ہے خواہ فاصلہ ہو یا نہ ہو جیسے کُوِرَ الشمسُ یا کُوِرَتِ الشمسُ کور الیومَ الشمس یا کورت الیومَ الشمسُ اور اگر مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہو تو فعل کو مؤنث لائیں گے جیسے اذا الشمس کُوِرَت۔

فَصْلُ اَلْمُبْتَدَأُ وَالْخَبَرُ هُمَا اِسْمَانِ مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ اَحَدُ هُمَا مُسْنَدٌ اِلَيْهِ وَيُسَمّٰى الْمُبْتَدَأَ وَالثَّانِي مُسْنَدٌ بِهٖ وَيُسَمّٰى الْخَبَرَ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ

ترجمہ:۔ مبتدأ اور خبر وہ دو ایسے اسم ہیں جو خالی ہوں عوامل لفظیہ سے ایک ان میں سے مسند الیہ ہوتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے اس کا مبتدأ اور دوسرا مسند بہ اور نام رکھا جاتا ہے اس کا خبر جیسے زید قائم۔

تشریح:۔ جب مصنف مرفوعات کی قسم ثانی کی تعریف اور احکام کے بیان سے فارغ ہوا تو اب مرفوعات کی قسم ثالث اور رابع کو بیان کرتے ہیں قسم ثالث اور رابع مبتدأ اور خبر ہیں مصنف نے ان دونوں کو ایک فصل میں ذکر کیا ہے حالانکہ یہ دونوں مرفوعات کی دو مستقل قسمیں ہیں کیونکہ ان دونوں میں تلازم ہے ایک دوسرے کو لازم ہیں جب ایک مذکور ہو تو دوسرا بھی ضرور مذکور ہوگا ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے دوسری وجہ ان کو ایک فصل میں جمع کرنے کی یہ بھی ہے کہ یہ دونوں عامل معنوی میں مشترک ہیں ان دونوں کا عامل معنوی ہوتا ہے۔

ھما اسمان الخ:۔ یعنی مبتدأ اور خبر وہ دو اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں اور ایک ان میں سے مسند الیہ اور دوسرا مسند بہ ہو

حل ترکیب:۔ المبتدأ والخبر معطوف علیہ معطوف سے ملکر مبتدأ اول ھما پھر مبتدأ اسمان موصوف مجردان اسم مفعول صیغہ صفت ھما ضمیر مستتر نائب فاعل عن العوامل اللفظیہ ظرف لغو متعلق مجردان کے، مجردان اپنے نائب فاعل و متعلق سے، ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت سے ملکر خبر ھما مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر خبر مبتدأ اول کی۔ احدھما مبتدأ مسند صیغہ صفت اسم مفعول الیہ جار مجرور نائب فاعل صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر احدھما مبتدأ کی۔ یسمی فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل المبتدأ مفعول بہ۔ الثانی مبتدأ مسند صیغہ صفت اسم مفعول بہ جار مجرور نائب فاعل صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر الثانی مبتدأ کی۔ یسمی فعل مجہول ہو نائب فاعل الخبر مفعول بہ۔

پہلے کو مبتدأ اور دوسرے کو خبر کہا جاتا ہے پھر اسمان عام ہیں خواہ وہ اسم حقیقی ہوں یا حکمی وتاویلی ہوں حقیقی کی مثال زید قائم ۔ زید مبتدأ، قائم خبر دونوں اسم حقیقی ہیں۔ حکمی وتاویلی کی مثال جیسے اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ۔ اَنْ تَصَدَّقُوا اگرچہ اسم حقیقی نہیں مگر حکمی ہے تصدقوا ان مصدریہ کی وجہ سے تَصَدُّقُکُم مصدر کی تاویل میں ہوگیا یہ مبتدأ کی مثال ہے خبر کی مثال جیسے زیدٌ یضرِبُ، یضرب فعل ہے مگر ضارب کی تاویل میں ہو کر اسم حکمی تاویلی ہو کر زید مبتدأ کی خبر ہے۔

فوائد قیود:۔ مبتدأ اور خبر معرَّف اور محدود ہیں اسمان الخ معرِف تعریف اور حد ہے پہلا لفظ اسمان درجۂ جنس میں ہے معرف کو بھی شامل ہے اور غیروں کو بھی مجردان عن العوامل اللفظیه یہ پہلی فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گئے جن پر عوامل لفظیہ داخل ہیں جیسے ان اور کان وغیرہ کا اسم اور خبر احدهما مسند الیه یہ مبتدأ کیلئے دوسرا فصل ہے اس سے خبر اور مبتدأ کا قسم ثانی خارج ہو گیا کیونکہ وہ مسند بہ ہیں مسند الیہ نہیں اور والثانی مسند به یہ خبر کی تعریف کیلئے دوسرا فصل ہے اس سے مبتدأ خارج ہو گیا کیونکہ وہ مسند الیہ ہے مسند بہ نہیں۔

فائدہ:۔ مصنف نے مبتدأ اور خبر دونوں کی تعریف ملا کر کی ہے بہتر یہ تھا کہ ہر ایک کی تعریف الگ الگ کرتا جیسا کہ کافیہ والے نے کی ہے ہر ایک تعریف الگ ملاحظہ ہو۔

مبتدأ کی تعریف:۔ اَلْمُبْتَدأُ هُوَ الاسْمُ الْمُجَرَّدُ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ یعنی مبتدأ وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو۔ خبر کی تعریف:۔ اَلْخَبَرُ هُوَ الاسْمُ الْمُجَرَّدُ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ الْمُسْنَدِ بِه: یعنی خبر وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند بہ ہو جیسے زید قائم میں زید اسم ہے اور عوامل لفظیہ سے خالی ہے اور مسند الیہ ہے لھذا یہ مبتدأ ہے اور قائم اسم ہے عوامل لفظیہ سے خالی ہے اور مسند بہ ہے لھذا یہ خبر ہے

وَالْعَامِلُ فِيْهِمَا مَعْنَوِيٌّ وَهُوَ الْاِبْتِدَاءُ ترجمہ:۔ اور عامل ان دونوں میں معنوی ہے اور وہ ابتداء ہے۔

تشریح:۔ مبتدأ اور خبر کو رفع دینے والا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ ہے ابتداء یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تا کہ اس کی طرف کسی شئ کو مسند کیا جائے یہ مبتدأ کا عامل ہے اور اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تا کہ اس کو کسی شئ کیطرف مسند کیا جائے یہ خبر کا عامل معنوی ہے جیسے زید قائم میں زید مبتدأ ہے اس کو رفع دینے والا عامل معنوی ہے اور وہ ہے ابتداء یعنی زید کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تا کہ یہ مسند الیہ بنے یہی چیز اس کو رفع دے رہی ہے اور قائم خبر ہے اس کو رفع دینے والا عامل بھی معنوی ہے یعنی ابتداء یعنی قائم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تا کہ مسند بنے یہی بات اس کو رفع دے رہی ہے۔

فائدہ:۔ مبتدأ اور خبر کے عامل کے بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے بصریوں کا مذہب تو یہی ہے جو بیان ہو چکا کہ مبتدأ اور خبر دونوں کا

حل ترکیب:۔ العامل موصوف فیهما ظرف مستقر الکائن کے متعلق ہو کر صفت، موصوف صفت سے ملکر مبتدأ معنوی خبر۔ ھو مبتدأ الا بتداء خبر۔

عامل معنوی ہے اور یہی مذہب مصنف کے ہاں پسندیدہ تھا۔ اسی لئے اس کو ذکر کیا دوسرا مذہب بعض نحویوں کا یہ ہے کہ مبتدأ کا عامل تو معنوی ہے یعنی ابتداء اور خبر کا عامل معنوی نہیں بلکہ لفظی ہے اور وہ مبتدأ ہے مبتدأ ہی خبر کو رفع دیتا ہے تیسرا مذہب بعض کا یہ ہے کہ مبتدأ اور خبر میں سے ہر ایک دوسرے کا عامل ہے یعنی مبتدأ خبر کو اور خبر مبتدأ کو رفع دیتا ہے اس وقت ہر ایک کا عامل لفظی ہوگا۔

فائدہ:۔ عامل معنوی وہ ہوتا ہے جس کو عقل سے پہچانا جائے اس کا تلفظ نہ کیا جائے۔

وَاَصْلُ الْمُبْتَدأ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْرِفَةً وَاَصْلُ الْخَبَرِ اَنْ يَّكُوْنَ نَكِرَةً وَالنَّكِرَةُ اِذَا وُصِفَتْ جَازَ اَنْ تَقَعَ مُبْتَدأً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

ترجمہ:۔ اور اصل مبتدأ میں یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور اصل خبر میں یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو اور نکرہ جب اسکی صفت لائی جائے تو جائز ہے کہ ہو جائے مبتدأ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ولعبد مؤمن خير من مشرك (البتہ غلام مومن بہتر ہے مشرک سے)

تشریح:۔ مبتدأ میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو کیونکہ مبتدأ محکوم علیہ ہوتا ہے اور محکوم علیہ میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو کیونکہ کسی چیز پر اس کے پہچاننے کے بعد ہی حکم لگایا جاتا ہے مجہول چیز پر حکم لگانا درست نہیں اور خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو کیونکہ خبر محکوم بہ ہوتی ہے اور محکوم بہ میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو اگرچہ محکوم بہ معرفہ بھی ہوسکتا ہے نکرہ بھی لیکن ہر اسم میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو تو جب خبر کو نکرہ لانے سے غرض حاصل ہوسکتی ہے تو بلا ضرورت اسکو معرفہ لانا غیر مناسب ہے نیز خبر کو معرفہ لانے میں صفت سے التباس ہوگا کیونکہ مبتدأ معرفہ ہے اور خبر بھی معرفہ ہو تو شبہ ہوگا کہ شاید یہ موصوف صفت ہیں۔

والنكرة اذا وصفت الخ:۔ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ مصنف نے جب کہا ہے کہ مبتدأ میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو تو اس سے یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید نکرہ کبھی مبتدأ نہیں ہوسکے گا تو مصنف جواب دیتے ہیں کہ جب نکرہ کسی صفت کے ساتھ موصوف ہو تو مبتدأ واقع ہوسکتا ہے کیونکہ نکرہ موصوفہ میں صفت کی وجہ سے تخصیص آجائیگی پہلے نکرہ عام تھا بہت سے افراد کو شامل تھا صفت کی وجہ سے خاص ہوجائیگا قلت اشتراک ہوجائیگا معرفہ تو نہیں بنے گا مگر معرفہ کے قریب ہوجائیگا اور جو چیز کسی کے قریب ہوجاتی ہے تو وہ اسی کا حکم لے لیتی ہے لھذا ایسے نکرہ کا مبتدأ بنا صحیح ہوجائیگا جیسے ولعبدٌ مؤمنٌ خَيْرٌ من مشركٍ پہلے عبد عام تھا مومن مشرک سب کو شامل

حل ترکیب:۔ واؤ عاطفہ یا استینافیہ اصل المبتدأ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ ان مصدریہ یکون فعل ناقص ہو ضمیر اسم معرفۃ خبر، یکون اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر خبر۔ اصل الخبر مبتدأ ان یکون نکرۃ بتاویل مصدر ہوکر خبر النکرۃ مبتدأ اذا شرطیہ وُصفت فعل مجہول ہی ضمیر نائب فاعل سے ملکر شرط، جاز فعل ان مصدریہ تقع فعل ہی ضمیر فاعل مبتدأ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر فاعل جاز فعل کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جزاء، شرط جزاء سے ملکر خبر النکرۃ مبتدأ کی۔ دوسرا احتمال النکرۃ مبتدأ جاز ان تقع الخ خبر اذا ظرف مضاف وصفت جملہ فعلیہ بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ اذا ظرف مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مقدم جاز ان تقع الخ کا۔

تھا اب غلام مومن پر صادق آئیگا مشرک کو شامل نہیں ہوگا تو اشتراک کم ہو گیا معرفہ کے قریب ہو گیا لھذا اب اس کا مبتدأ بنا صحیح ہے۔

ولعبد مؤمن موصوف صفت ملکر مبتدأ خیر اسکی خبر ہے من مشرک جار مجرور ظرف لغو خیر کے متعلق ہے۔[1]

وَكَذَا إِذَا تُخُصِّصَتْ بِوَجْهٍ آخَرَ نَحْوُ أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمْ اِمْرَأَةٌ وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ وَشَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ

ترجمہ:۔اور اسی طرح جب نکرہ مخصص کیا جائے کسی اور وجہ سے جیسے أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمْ اِمْرَأَةٌ الخ

تشریح:۔یعنی جیسے نکرہ موصوفہ صفت کی وجہ سے مخصص ہو کر مبتدأ بن سکتا ہے اسی طرح نکرہ اس وقت بھی مبتدأ واقع ہو سکتا ہے جب صفت کے علاوہ دوسری وجوہ تخصیص میں سے کسی وجہ سے مخصص ہو جائے کل وجوہ تخصیص چھ ہیں جنکو مصنف نے بیان کیا ہے ایک وجہ تخصیص تو صفت ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے دوسری وجہ تخصیص یہ ہے کہ جب نکرہ اس ھمزہ کے بعد واقع ہو جس کے ساتھ ام متصلہ استعمال ہو رہا ہے تو اس نکرہ میں بھی تخصیص آجاتی ہے جیسے ارجل فی الدار ام امرأة (کیا گھر میں مرد ہے یا عورت) اس مثال میں رجل اور امرأة نکرہ مخصصہ ہو کر مبتدأ ہیں فی الدار خبر ہے۔اس لئے کہ ان میں علم متکلم کے اعتبار سے تخصیص ہے کیونکہ متکلم جانتا ہے کہ مرد اور عورت میں سے کوئی ایک گھر میں ضرور موجود ہے لیکن صرف اس کی تعیین کا سوال کرتا ہے کہ اے مخاطب تو متعین کر کے بتا کہ گھر میں مرد ہے یا عورت گویا کہ وہ یوں سوال کرتا ہے کہ اَیُّ مِنَ الْاَمْرَیْنِ الْمَعْلُوْمَیْنِ کَائِنٌ فِی الدَّارِ (یعنی وہ رجل اور امرأة جن کے متعلق مجھے یہ معلوم ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک گھر میں موجود ہے تو ان امرین معلومین میں سے کون سا گھر میں ہے) تو مخاطب جواب میں رجل یا امرأة کہے گا ہمزہ کا ام متصلہ کے ساتھ استعمال تعیین سے سوال کرنے کیلئے ہوتا ہے یعنی متکلم کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں سے کسی ایک کیلئے خبر کا ثبوت یقینی ہے اس علم کے بعد مخاطب سے تعیین کرانے کیلئے ہمزہ اور ام متصلہ کے ذریعے سے سوال کرتا ہے اسی وجہ سے اس کے جواب میں رجل کہا جائے گا یا امرأة تاکہ متعین ہو جائے اور متکلم کا مقصود حاصل ہو جائے جواب میں نعم نہیں کہا جائیگا کیونکہ اس سے تعیین نہیں ہوتی خلاصہ کلام یہ کہ ارجل فی الدار ام امرأة میں رجل اور امرأة اگرچہ نکرہ ہیں مگر یہ عام نہیں بلکہ علم متکلم کی وجہ سے خاص ہیں یعنی وہ رجل اور امرأة جنکے متعلق متکلم کو معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی ایک گھر میں ہے جب رجل اور امرأة عام نہ رہے بلکہ علم متکلم کے اعتبار سے خاص ہو گئے تو

---

[1] فائدہ:۔تصغیر بھی بمنزل وصف کے ہے جیسے رُجَیْلٌ قائم (ایک چھوٹا مرد کھڑا ہونے والا ہے) چونکہ تصغیر اس شی کے چھوٹے ہونے پر دال ہے لھذا رجیل کا معنی ہوگا رجل حقیر رجل موصوف حقیر صفت تو گویا کہ کسی اسم نکرہ کو مصغر لانا ایسے ہے جیسے نکرہ کو موصوفہ۔جیسے نکرۃ موصوفۃ مبتدأ بن سکتا ہے اسم نکرہ مصغر بھی مبتدأ بن سکے گا رُجَیْلٌ مبتدأ ہے قائم اس کی خبر ہے۔

حل ترکیب:۔کذا جار مجرور ظرف لغو متعلق جاز کے، اذا ظرف مضاف، تخصصت فعل مجهول، ھی ضمیر نائب فاعل، بوجہ آخر ظرف لغو متعلق تخصصت کے، پھر جملہ فعلیہ بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ اذا ظرف مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ جاز ان تقع مبتدأ کا۔

معرفہ کے قریب ہو گئے لھذا ان کا مبتدأ بننا صحیح ہے۔ [۱]

وَمَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ ترجمہ:۔اور نہیں کوئی ایک بہتر تجھ سے

تشریح:۔اس مثال میں احد نکرہ مبتدأ ہے چونکہ اس میں صفت عموم کی وجہ سے تخصیص آ گئی لھذا اس کا مبتدأ بننا صحیح ہے عموم کی وجہ سے تخصیص اس طرح ہوئی کہ احد نکرہ تھا اس کا اطلاق افراد میں سے ہر ایک فرد غیر معین پر تھا لیکن جب اس کے شروع میں ما حرف نفی آیا تو اب اس میں عموم پیدا ہو گیا کیونکہ ضابطہ ہے کہ نکرہ تحت النفی عموم کا فائدہ دیتا ہے لھذا اب ما احد میں احد سے کوئی ایک فرد غیر معین مراد نہیں بلکہ مخاطب کے علاوہ سارے افراد مراد ہیں اور تمام افراد میں تعدد نہیں بلکہ مجموعہ افراد بمنزلہ ایک مفرد معین کے ہو گئے لھذا اس میں عموم کی وجہ سے تخصیص ہو گئی کوئی اشتباہ نہ رہا اب اس کا محکوم علیہ اور مبتدأ بننا صحیح ہو گیا۔

وَشَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ ترجمہ:۔اور شر نے بھونکوایا کتے کو۔

تشریح:۔یہ چوتھی جگہ ہے جہاں نکرہ کا مخصص ہونے کی وجہ سے مبتدأ بننا صحیح ہے اس مثال میں شر نکرہ مبتدأ ہے نکرہ کا مبتدأ بننا صحیح نہیں لیکن چونکہ اس میں تخصیص پیدا ہو چکی ہے لھذا مبتدأ بننا صحیح ہے یہاں شر میں صفت مقدرہ کی وجہ سے تخصیص آ گئی شر موصوف ہے عظیم صفت ہے جو یہاں مقدر ہے تو جیسے صفت ملفوظہ کی وجہ سے تخصیص آ جاتی ہے اسی طرح صفت مقدرہ کی وجہ سے بھی نکرہ مخصصہ ہو جاتا ہے اور یہاں شر کی صفت عظیم مقدر ہے اور قرینہ اس صفت کا یہ ہے کہ شر میں تنوین تعظیم کی ہے جو شر کے عظیم ہونے پر دال ہے تو معنی یہ ہو گا شر عظیم لا حقیر اَهَرَّ ذَانَاب (بڑے شر نے کتے کو بھونکوایا ہے نہ کہ حقیر شر نے) تو اب شر عام نہیں رہا بلکہ خاص ہو گیا ہے لھذا مبتدأ بننا صحیح ہے۔

فائدہ:۔اس مثال میں ایک لمبی تقریر بھی ہے جو بڑی کتابوں میں ہے یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔

وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ ترجمہ:۔اور گھر میں آدمی ہے۔

تشریح:۔یہ پانچویں جگہ ہے جہاں نکرہ میں تخصیص آ جانے کی وجہ سے نکرہ کا مبتدأ بننا صحیح ہے اس مثال میں فی الدار جار مجرور مل کر ظرف مستقر متعلق ثابت کے یا مستقر کے ہو کر خبر مقدم ہے اور رجل مبتدأ مؤخر ہے رجل نکرہ ہے نکرہ کا مبتدأ بننا صحیح نہیں لیکن اس میں

---

[۱] سوال:۔نکرہ کا علم متکلم کے اعتبار سے مخصص ہو جانا مخاطب کیلئے تو مفید نہیں حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مخاطب کے ہاں مبتدأ و محکوم علیہ معرفہ ہو یا مخصص ہوتا کہ اس کو فائدہ پہنچے کہ فلاں محکوم علیہ پر یہ حکم لگ رہا ہے جیسے زید معرفہ ہے زید قائم کہا تو مخاطب کو زید کے کھڑے ہونے کا علم ہو گیا جو پہلے اس کو حاصل نہیں تھا یہاں تو متکلم کے علم میں نکرہ میں تخصیص ہے مخاطب کے ہاں تو اسی طرح نکرہ رہا۔

جواب:۔جب متکلم ہمزہ اور ام کے ذریعے سے سوال کر کے مخاطب سے تعیین کرانا چاہتا ہے تو پتہ چلا کہ مخاطب کے ہاں تو وہ نکرہ مخصص ہی نہیں بلکہ متعین بھی ہے لھذا کوئی اشکال نہیں۔

خبر کے مقدم ہونے کی وجہ سے تخصیص آ گئی لھذا اس کا مبتدأ بننا صحیح ہے خبر کے مقدم ہونے کی وجہ سے تخصیص اس لئے آئی کہ مبتدأ کا حق ہے مقدم ہونے کا خبر کا حق ہے مؤخر ہونے کا اور ضابطہ ہے تَقْدِيْمُ مَا حَقُّه التَّاخِيْرُ يُفِيْدُ الْحَصْرُ والاخْتِصَاصُ (جس چیز کا حق ہو مؤخر ہونے کا اس کو مقدم کرنا حصر اور اختصاص کا فائدہ دیتا ہے) لھذا فی الدار خبر کے مقدم ہونے کی وجہ سے رجل نکرہ مخصص بن گیا تو اس وقت اس کا مبتدأ بننا صحیح ہو گیا۔ ۱

وَسَلامٌ عَلَيْكَ ترجمہ:۔ اور سلام ہو تیرے اوپر۔

تشریح:۔ یہ چھٹی جگہ ہے جہاں نکرہ میں تخصیص آ جانے سے اس کا مبتدأ بننا صحیح ہے اس مثال سے ہر وہ نکرہ مراد ہے جس میں متکلم کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے تخصیص آ جائے جیسے سلام علیک میں سلام نکرہ مبتدأ ہے علیک جار مجرور ظرف مستقر اسکی خبر ہے نکرہ مبتدأ نہیں ہو سکتا مگر چونکہ یہاں سلام نکرہ نسبت الی المتکلم کی وجہ سے مخصص بن چکا ہے لھذا اس کا مبتدأ بننا صحیح ہے نسبت الی المتکلم کی وجہ سے مخصص اس لئے ہے کہ یہ جملہ اسمیہ معدول ہے (پھرا ہوا ہے) جملہ فعلیہ سے۔ اصل میں تھا سَلَّمْتُ سَلاَمًا عَلَيْكَ (میں نے سلام کیا ہے سلام کرنا تیرے اوپر) سلمت کو حذف کیا گیا کیونکہ مصادر کے افعال کو حذف کیا جاتا ہے پھر سلاما کے نصب کو رفع کے ساتھ بدلا گیا تا کہ یہ جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کیطرف تبدیل ہو جائے تا کہ دوام اور استمرار والا معنی حاصل ہو جائے کیونکہ جملہ فعلیہ تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے جملہ اسمیہ دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ سلام علیک میں سلام عام نہیں بلکہ وہ سلام ہے جو متکلم کی طرف منسوب ہے گویا سلام علیک اصل میں سَلاَمِيْ عَلَيْكَ ہے تو نسبت الی المتکلم کی وجہ سے اس میں تخصیص ہے۔

وَاِنْ كَانَ اَحَدُ الْاِسْمَيْنِ مَعْرِفَةً وَالْآخَرُ نَكِرَةً فَاجْعَلِ الْمَعْرِفَةَ مُبْتَدَأً وَالنَّكِرَةَ خَبَرًا اَلْبَتَّةَ كَمَا مَرَّ وَاِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ فَاجْعَلْ اَيُّهُمَا شِئْتَ مُبْتَدَأً وَالْآخَرَ خَبَرًا نَحْوُ اَللّٰهُ اِلٰهُنَا وَمُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا وَآدَمُ اَبُوْنَا

ترجمہ:۔ اور اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ تو پس بنا تو معرفہ کو مبتدأ اور نکرہ کو خبر یقیناً جیسا کہ گزرا اور اگر دونوں معرفہ ہوں پس بنا تو ان دونوں میں سے جس کو چاہے مبتدأ اور دوسرے کو خبر جیسے اللّٰہ الٰھنا (اللہ ہمارا معبود ہے) و محمد نبینا (محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں) و آدم ابونا (اور آدم علیہ السلام ہمارے باپ ہیں)

---

۱ فائدہ:۔ اس مثال میں تخصیص کی ایک اور تقریر بھی ہے وہ یہ کہ جب فی الدار کو مقدم کیا تو معلوم ہوا کہ جو چیز فی الدار کے بعد مذکور ہو گی وہ عام چیز نہیں بلکہ وہ استقرار فی الدار کی صفت کے ساتھ موصوف ہے جب اس کے بعد رجل کو ذکر کیا گیا تو معلوم ہو گیا کہ استقرار فی الدار کی صفت کے ساتھ موصوف رجل ہے امرأۃ نہیں ہے تو گویا تقدیم خبر بمنزلہ تخصیص بالصفت کے ہے۔

(۱) حل ترکیب:۔ ان حرف شرط کان فعل ناقص احد الاسمین اس کا اسم معرفۃ اس کی خبر واؤ عاطفہ الاخر کا عطف احد الاسمین پر (بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

تشریح:۔ دواسموں میں سے ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہوتو جومعرفہ ہوگا وہ مبتدأ ہوگا اور جونکرہ ہوگا وہ خبر ہوگا کیونکہ مبتدأ میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو جیسے زید قائم میں زید معرفہ مبتدأ ہے قائم نکرہ خبر ہے۔ اور اگر دونوں معرفہ ہوں خواہ معرفہ میں مساوی ہوں یا ایک اعرف المعارف یعنی زیادہ معرفہ ہو اور دوسرا کم درجہ کا معرفہ ہو ہر صورت میں اختیار ہے جس کو چاہیں مبتدأ اور جس کو چاہیں خبر بنالیں بس ان دونوں میں سے جس کو مقدم کرو گے وہ مبتدأ ہوگا اور جسکو مؤخر کرو گے وہ خبر ہوگا اس صورت میں اگر مبتدأ کے مبتدأ ہونے اور خبر کے خبر ہونے کا قرینہ نہ ہوتو مبتدأ کو مقدم کرنا واجب ہوگا تا کہ التباس پیدا نہ ہو اور اگر قرینہ موجود ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں اسم مبتدأ ہے فلاں خبر تو پھر مبتدأ کو مؤخر کرنا بھی جائز ہے کیونکہ قرینہ کی وجہ سے التباس کا خطرہ نہیں جیسے بَنُوْنَا بَنُوْ اَبْنَاءُ نَا (ہمارے پوتے ہمارے بیٹے ہیں) اس میں بنو ابناء نا مبتدأ مؤخر اور بنونا خبر مقدم ہے کیونکہ اگر بنونا مبتدأ ہوتو معنی درست نہیں رہتا اس وقت معنیٰ ہوگا ہمارے بیٹے ہمارے پوتے ہیں یہ معنی درست نہیں ہے کیونکہ پوتے کو تو بیٹا کہا جاتا ہے مگر بیٹے کو پوتا نہیں کہا جاتا۔

مصنف نے جو تین مثالیں دی ہیں اول میں اللہ دوسری میں محمد ﷺ تیسری میں آدم علم ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں اور دوسرا اسم اِلٰهُنَا، نَبِینا، ابونا ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں لھٰذا ان مثالوں میں جس کو مبتدأ بنانا چاہیں گے اسکو مقدم کردیں گے جسکو خبر بنانا چاہیں گے اس کو مؤخر کردیں گے مثلاً اگر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ ہمارا معبود ہے تو اللّٰه الٰهنا کہیں گے اور اگر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارا معبود اللہ ہے تو الٰهنا اللّٰه کہیں گے۔

وَقَدْ یَكُوْنُ الْخَبَرُ جُمْلَةً اِسْمِیَّةً نَحْوُ زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ اَوْ فِعْلِیَّةً نَحْوُ زَیْدٌ قَامَ اَبُوْهُ اَوْ شَرْطِیَّةً نَحْوُ زَیْدٌ اِنْ جَاءَ نِیْ فَاَكْرَمْتُه اَوْ ظَرْفِیَّةً نَحْوُ زَیْدٌ خَلْفَكَ وَعَمْرٌو فِی الدَّارِ

ترجمہ:۔ اور کبھی کبھی ہوتی ہے خبر جملہ اسمیہ جیسے زید ابوہ قائم (زید اس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے) یا فعلیہ جیسے زید قام ابوہ

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ) نکرۃ کا عطف معرفۃ پر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط فا جزائیہ اجعل فعل بفاعل المعرفۃ مفعول اول مبتدأ مفعول ثانی النکرۃ کا عطف المعرفۃ پر خبرا کا عطف مبتدأ پر پھر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزاء البتۃ مفعول مطلق ہے فعل مقدر بت کا۔ کمامرّ: کاف جار ما موصولہ مرّ فعل ھو ضمیر راجع بسوئے ما فاعل فعل فاعل سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر ثابت کے متعلق ہوکر خبر مبتدأ محذوف ھو یا مثلہ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ان حرف شرط کانا فعل از افعال ناقصہ الف ضمیر تثنیہ اسم معرفتین خبر کانا اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط۔ اجعل فعل بفاعل مبتدأ مفعول بہ اول مؤخرا ایھما مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم شئت کا شئت فعل اپنے فاعل ومفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل ھذا التركیب مفعول بہ ثانی مقدم اجعل فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزاء۔ الاخر کا عطف ایھما پر خبرا کا عطف مبتدأ پر۔ شئت فعل بفاعل جملہ معترضہ ہے۔

حل ترکیب:۔ واؤ عاطفہ یا استینافیہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل ناقص الخبر اس کا اسم جملۃ موصوف اسمیۃ معطوف علیہ فعلیۃ۔ شرطیۃ ظرفیۃ معطوفات، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر یکون کی خبر۔

(زید کھڑا ہے اس کا باپ) یا شرطیہ جیسے زیدٌ اِنْ جَاءَنِیْ فَاَکْرَمْتُه (زید اگر وہ آیا میرے پاس تو میں اس کا اکرام کروں گا) یا ظرفیہ جیسے زَیْدٌ خَلْفَکَ وَ عَمْرٌو فِی الدَّارِ (زید ثابت ہے تیرے پیچھے اور عمرو ثابت ہے گھر میں) [1]

تشریح:۔ مبتدأ کی خبر کبھی جملہ بھی ہوتی ہے کیونکہ جیسے مفرد سے حکم لگانا صحیح ہے اسی طرح جملہ سے حکم لگانا بھی صحیح ہے یکون پر قد تقلیلیہ داخل کر کے اشارہ کر دیا کہ خبر میں اصل تو یہی ہے کہ وہ مفرد ہو یعنی مرکب تام نہ ہو خواہ پھر خالص مفرد ہو جیسے قائم یا مرکب ناقص ہو پھر مرکب اضافی ہو جیسے هٰذا غلام رجل هٰذا مبتدأ غلام مضاف رجل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر خبر یا مرکب توصیفی ہو جیسے الانسانُ حیوانٌ ناطقٌ، الانسان مبتدأ حیوان ناطق موصوف صفت ملکر خبر بہر حال اصل یہی ہے کہ خبر مفرد ہو لیکن کبھی کبھی خبر جملہ بھی ہوتی ہے پھر جملہ عام ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو جیسے زید ابوه قائم زید مبتدأ اول ابوه مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ ثانی قائم خبر ہے مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر یہ خبر ہے مبتدأ اول کی۔ یا جملہ فعلیہ ہو جیسے زیدٌ قَامَ اَبُوْهُ۔ زید مبتدأ قام فعل ابوه مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہے مبتدأ کی۔ یا جملہ شرطیہ ہو جیسے زید ان جاء نی فاکرمتُه زید مبتدأ ان حرف شرط جاء فعل ہو ضمیر در و مستتر فاعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر شرط فا جزائیہ اکرمت فعل با فاعل ہ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے ملکر جزاء، شرط جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر ہے زید مبتدأ کی۔

یا جملہ ظرفیہ ہو خواہ ظرف زمان ہو یا ظرف مکان خواہ قائم مقام ظرف ہو (جار اپنے مجرور سے ملکر قائم مقام ظرف ہوتا ہے) جیسے زید خلفک اصل میں زیدٌ اِسْتَقَرَّ یا ثَبَتَ خَلْفَکَ ہے (زید ثابت ہے تیرے پیچھے) زید مبتدأ خلفک مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف مکان ہے استقر یا ثبت فعل محذوف کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ ظرف مکان سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدأ

---

[1] سوال:۔ خبر کے جملہ واقع ہونے کی صورت میں جملہ کی چار قسموں کی طرف جو تقسیم کی ہے کہ خبر یا جملہ اسمیہ یا فعلیہ یا ظرفیہ یا شرطیہ ہوگی یہ تقسیم باطل ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ مقسم کے اقسام ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں جیسے کلمہ کی تین قسمیں اسم فعل حرف ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن یہاں جملہ شرطیہ اور ظرفیہ جملہ فعلیہ کی ضد نہیں بلکہ انجام کے اعتبار سے جملہ شرطیہ اور ظرفیہ جملہ فعلیہ ہیں لهٰذا ان کو جملہ فعلیہ کے مقابل میں لانا درست نہیں۔

جواب:۔ حقیقت کے اعتبار سے تو ایسا ہی ہے کہ جملہ شرطیہ و ظرفیہ حقیقۃً جملہ فعلیہ ہیں لیکن جب جملہ شرطیہ کے شروع میں حرف شرط آ گیا تو گویا کہ یہ جملہ شرطیہ غیر ہے اس جملہ فعلیہ کا جس کے شروع میں حرف شرط نہیں لهٰذا ایک دوسرے کی ضد ہو گئے اسی طرح چونکہ جملہ ظرفیہ تعلق ظرف کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے تو گویا کہ یہ جملہ ظرفیہ بھی تعلق ظرف کی بنیاد پر پیدا ہونے کی وجہ سے غیر ہے اس جملہ فعلیہ کا جس میں ظرف کا تعلق نہیں لهٰذا یہ بھی ایک دوسرے کی گویا کہ ضد ہو گئے۔ بعض حضرات کے ہاں جملہ کی صرف دو قسمیں ہیں اسمیہ و فعلیہ باقی شرطیہ و ظرفیہ ان کے ہاں جملہ فعلیہ میں داخل ہیں۔

فائدہ:۔ جملہ شرطیہ کے خبر واقع ہونے میں نحویوں کا اختلاف ہے بعض کے ہاں شرط و جزاء کا مجموعہ خبر ہے بعض کے ہاں خبر شرط یا صرف جزاء ہے بعض کے ہاں خبر صرف جزاء ہے شرط خبر نہیں بعض کے ہاں جملہ شرطیہ کا خبر واقع ہونا صحیح نہیں جیسے جملہ انشائیہ کا خبر واقع ہونا صحیح نہیں بغیر تاویل کے۔

خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری مثال عمرٌو فی الدار (عمرو گھر میں ہے) عمرو مبتدأ فی حرف جار الدار مجرور جار مجرور سے مکر ظرف مستقر متعلق استقر یا ثبت کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہے مبتدأ کی، مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ [1]

وَالظَّرْفُ مُتَعَلِّقٌ بِجُمْلَةٍ عِنْدَ الْاَكْثَرِ وَهِيَ اِسْتَقَرَّ مَثَلاً تَقُوْلُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ تَقْدِيْرُه زَيْدُ نِ اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ وَلَابُدَّ فِي الْجُمْلَةِ مِنْ ضَمِيْرٍ يَعُوْدُ اِلَى الْمُبْتَدَأ كَالْهَاءِ فِي مَامَرَّ

ترجمہ:۔اور ظرف متعلق ہوتا ہے ساتھ جملہ کے اکثر کے ہاں اور وہ جملہ استقر ہے مثلاً آپ کہیں گے زید فی الدار اس کی اصل ہے زید استقر فی الدار یعنی زید ثابت ہے (مستقر ہے) دار میں۔اور ضروری ہے جملہ میں ایسی ضمیر جولوٹے مبتدأ کی طرف جیسے ہوضمیر اسی مثال میں جوگزر چکی ہے۔

تشریح:۔خبر جب ظرف ہوخواہ ظرف زمان ہو یا مکان ہو یا قائم مقام ظرف ہوتو اکثر نحویوں کے ہاں یعنی بصریوں کے ہاں ظرف کا متعلق جملہ فعلیہ ہوگا کیونکہ ظرف کا جو متعلق ہوتا ہے وہ اس ظرف میں عمل کرتا ہے اور عمل میں اصل فعل ہے لھٰذا فعل مقدر ہوگا یہ ظرف اس فعل کے متعلق ہوگی چنانچہ زید فی الدار کی اصل عبارت زیدٌ اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ ہوگی زید مبتدأ فی حرف جار، الدار مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق استقر یا ثبت وغیرہ کے استقر یا ثبت فعل، ہوضمیر در مستتر راجع بسوئے زید مرفوع محلا فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر زید مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔بعض نحویوں کے ہاں یعنی کوفیوں کے ہاں ظرف کا متعلق مفرد ہوگا یعنی شبہ فعل یعنی اسم فاعل یا اسم مفعول کیونکہ ظرف مبتدأ کی خبر ہے اور خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ مفرد ہو اور مفرد اسی صورت میں رہتی ہے کہ متعلق اسم فاعل یا اسم مفعول مقدر ہو کیونکہ کوئی فعل بغیر فاعل کے نہیں ہوتا لھٰذا فعل اگر متعلق ہو تو اس کا فاعل بھی ضروری ہے تو فعل فاعل سے ملکر جملہ بن جائے گا گویا متعلق ظرف کا جملہ ہوا اور اسم فاعل اور اسم مفعول کیلئے باعتبار وضع کے فاعل نہیں ہوتا اگر چہ فعل مضارع کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس کیلئے فاعل ہوتا ہے تو جب اسم فاعل یا

---

[1] فائدہ:۔جب ظرف خبر ہوتو نحویوں کا اختلاف ہے کہ دراصل خبر کیا چیز ہے ایک جماعت کے ہاں خبر فعل مقدر ہے ظرف اس کے قائم مقام ہے ظرف خود خبر نہیں ایک جماعت کے ہاں خبر خود ظرف ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر) (بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جو قائم مقام ہے فعل مقدر کے، بعض کے ہاں خبر فعل وظرف دونوں ہیں واللہ اعلم

حل ترکیب:۔الظرف مبتدأ متعلق اسم فاعل صیغہ صفت ہوضمیر فاعل بجملۃ ظرف لغو متعلق صیغہ صفت کے عند الاکثر مفعول فیہ صیغہ صفت کا، صیغہ صفت اپنے فاعل وغیرہ سے ملکر خبر۔ہی مبتدأ استقر بتاویل ھذا اللفظ خبر۔لانفی جنس بد اسم فی الجملۃ ظرف لغو متعلق بد کے من جار ضمیر موصوف یعود الی المبتدأ جملہ فعلیہ صفت، موصوف صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر خبر لا نفی جنس کی۔کاف مثلیہ جار الھاء موصوف فی جار ما مر موصول صلہ ملکر مجرور جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائن کے ہوکر الھاء کی صفت، موصوف صفت سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے ہوکر خبر مبتداء محذوف مثالہ کی۔

اسم مفعول متعلق مقدر ہے تو متعلق مفرد ہوا۔

پھر ظرف کا متعلق اگر مذکور ہے تو اس کو ظرف لغو [1] کہتے ہیں اگر مقدر ہے تو ظرف مستقر کہتے ہیں پھر اگر کسی فعل خاص کے مقدر کرنے کا کوئی قرینہ ہوگا تو فعل خاص کو مقدر مانیں گے جیسے بسم اللّٰہ کھانے سے پہلے پڑھیں تو اٰ کُل فعل خاص کو مقدر مانیں گے پینے سے پہلے پڑھیں تو اَشْرَب ۔ پڑھنے سے پہلے پڑھیں تو اَقْرَءُ اور اگر فعل خاص کے مقدر کرنے کا کوئی قرینہ نہ ہو تو افعال عامہ میں سے کوئی فعل مقدر مانیں گے افعال عامہ چار ہیں۔ کون ، ثبوت ، وجود، حصول۔

شعر ۔ افعال عامہ چار ہستند نزد ارباب عقول کون است وثبوت است وجود است وحصول

یا ان چار کے ہم معنی کوئی فعل ہو جیسے استقر وغیرہ پھر جب خبر جملہ ہو تو اسمیں ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے کیوں کہ جملہ فی نفسھا ایک مستقل چیز ہے اور خبر کا مبتدأ کے ساتھ ربط ضروری ہے لہذا جملہ خبریہ کو مبتدأ کے ساتھ ربط دینے کیلئے عائد کا ہونا ضروری ہے پھر وہ عائد کبھی ضمیر ہوتی ہے جیسے گذشتہ مثالوں میں استقر کی ھو ضمیر مستتر راجع ہے مبتدأ کی طرف اور کبھی الف لام تعریف ہوتا ہے جیسے نعم الرجل زید (اچھا ہے آدمی زید) نعم فعل الرجل فاعل فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبر مقدم، زید مبتدأ مؤخر، اس مبتدأ کے ساتھ خبر مقدم کو ربط دینے والا الرجل کا الف لام ہے اور کبھی اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ رکھ کر مبتدأ کیساتھ ربط دیا جاتا ہے جیسے الحاقة ما الحاقة الحاقة مبتدأ ہے اور ما استفہامیہ پھر مبتدأ دوسرا الحاقة اسکی خبر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے مبتدأ کی۔ یہاں دوسرا الحاقه اسم ظاہر ھی ضمیر کی جگہ آ گیا اصل یوں ہونا چاہئے تھا الحاقة ماھی اور کبھی خبر کا مبتدأ کی تفسیر ہونا عائد ہوتا ہے جیسے ھو اللّٰہ احد ھو ضمیر شان مبتدأ اللہ مبتدأ ثانی احد مبتدأ ثانی کی خبر اللہ مبتدأ ثانی اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر خبر ہے ھو مبتدأ کی اور یہ جملہ خبریہ مبتدأ اول کی تفسیر کر رہا ہے کہ ھو سے مراد اللہ ہے تو بس اس کا تفسیر ہونا ہی عائد و ربط ہے کسی اور ربط دینے کی ضرورت نہیں یہ سب صورتیں عائد کی ہیں مگر چونکہ زیادہ تر ربط میں ضمیر ہی استعمال ہوتی ہے نیز عمدہ بھی ہے اسی لیے مصنف نے صرف ضمیر کا ذکر کیا دوسرے روابط کا ذکر نہیں کیا۔

وَيَجُوْزُ حَذْفُه عِنْدَ وُجُوْدِ قَرِيْنَةٍ نَحْوُ اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرْهَمٍ وَالْبُرُّ الْكُرُّ بِسِتِّيْنَ دِرْهَمًا

ترجمہ: اور جائز ہے حذف کرنا اس ضمیر کا بوقت موجود ہونے قرینہ کے جیسے اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرْهَمٍ (گھی دو سیر ایک درہم کے بدلہ میں ہے) اور اَلْبُرُّ اَلْكُرُّ بستين درهما (گندم کا ایک کر ساٹھ درہم کے بدلے میں ہے)

---

[1] فائدہ: ۔ظرف لغو کو لغو اس لئے کہتے ہیں کہ جب ظرف کا تعلق عامل مذکور سے ہوا تو اب عمل وہی عامل مذکور کریگا ظرف عمل کرنے سے لغو اور بیکار ہو گئی اور ظرف مستقر کو مستقر اس لئے کہتے ہیں کہ جب عامل افعال عامہ میں سے مثلا حذف ہوا تو عامل کی ضمیر ظرف کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور اس میں استقرار پکڑتی ہے اس میں ضمیر کے استقرار پکڑنے کی وجہ سے اس کو ظرف مستقر کہا جاتا ہے۔

حل ترکیب: ۔یجوز فعل حذفہ فاعل عند وجود قرینۃ ظرف مفعول فیہ ہے یجوز کا۔

تشریح:۔ جب عائد ضمیر ہو تو قرینہ کے قائم ہونے کے وقت کبھی اس کو حذف کر دیتے ہیں جیسے ان دو مثالوں میں جو کتاب میں مذکور ہیں ان میں منہ کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ بیچنے والا جب کسی چیز کا نام لیکر آگے نرخ بیان کرتا ہے تو یقیناً نرخ بھی اسی چیز کا بتلا رہا ہے جس کا اس نے ذکر کیا ہے نہ کہ کسی اور چیز کا چنانچہ اول مثال میں السمن مبتدأ اول ہے منوان مبتدأ ثانی اور بدرهم مبتدأ ثانی کی خبر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ پھر خبر ہے مبتدأ اول کی، یہاں جملہ خبریہ میں ضمیر محذوف ہے اصل یوں تھا اَلسَّمَنُ مَنَوانِ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ (گھی دو سیر اس گھی کے ایک درہم کے بدلہ میں ہیں) جب ذکر گھی کا کیا ہے تو آگے نرخ بھی یقیناً اسی گھی کا بتلایا نہ کہ دودھ تیل وغیرہ کا اس مثال میں منوان موصوف منه میں من جار، ہ ضمیر راجع بسوئے السمن مجرور محلا جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنان کے کائنان اپنے متعلق سے ملکر صفت ہے منوان موصوف کی، موصوف صفت سے ملکر مبتدأ ثانی، منوان نکرہ چونکہ موصوف بالصفت ہونے کی وجہ سے مخصص ہے لھذا اس کا مبتدأ بننا صحیح ہے، بدرهم جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابتان کے ہوکر خبر مبتدأ ثانی کی، مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر پھر خبر ہے مبتدأ اول کی

دوسری مثال میں البر مبتدأ ہے الکر مبتدأ ثانی بستین درهما مبتدأ ثانی کی خبر ہے پھر یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر البر کی خبر، یہاں جملہ خبریہ میں ضمیر محذوف ہے جو مبتدأ کی طرف راجع ہے اصل میں تھا البر الکر منه بستین درهما بائع نے ذکر جب گندم کا کیا تو ظاہر ہے کہ آگے نرخ بھی اسی کا بتلا رہا ہے نہ کہ جوار باجرہ کا تو الکر کے بعد منہ محذوف ہے جس کی ضمیر راجع ہے البر کی طرف معنی ہوگا گندم ایک کر اس گندم کا ساٹھ درھم کے بدلہ میں ہے پھر کر ایک پیمانہ ہے بارہ وسق کا اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

ترکیب:۔ البر مبتدأ الکر موصوف منه جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائن محذوف کے، الکائن اپنے متعلق سے ملکر الکر کی صفت۔ موصوف صفت سے ملکر مبتدأ ثانی یا الکر ذوالحال منه جار مجرور ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہوکر حال، ذوالحال حال سے ملکر مبتدأ ثانی بستین درهما باجار ستین اسم عدد مبہم ممیز، درهما تمیز، ممیز تمیز سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہوکر خبر مبتدأ ثانی کی، مبتدأ ثانی اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہے مبتدأ اول کی الخ۔

وَقَدْ يَتَقَدَّمُ الْخَبَرُ عَلَى الْمُبْتَدَأ نَحْوُ فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَيَجُوْزُ لِلْمُبْتَدَأ الْوَاحِدِ اَخْبَارٌ كَثِيْرَةٌ نَحْوُ زَيْدٌ عَالِمٌ فَاضِلٌ عَاقِلٌ

ترجمہ:۔ اور کبھی کبھی مقدم ہو جاتی ہے خبر مبتدأ پر جیسے فی الدار زید (گھر میں زید ہے) اور جائز ہیں ایک مبتدأ کیلئے بہت سی

حل ترکیب:۔ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل، یتقدم فعل مجہول الخبر نائب فاعل علی المبتدأ ظرف لغو متعلق یتقدم کے یجوز فعل للمبتدأ الواحد ظرف لغو متعلق یجوز کے اخبار کثیرة موصوف صفت سے ملکر فاعل ہے یجوز کا۔

خبریں جیسے زیدٌ عالمٌ فاضلٌ عاقلٌ وغیرہ۔

تشریح:۔ کبھی خبر مبتدأ پر مقدم ہو جاتی ہے حرف قد جو تقلیل کیلئے آتا ہے اس سے اشارہ کیا کہ خبر میں اصل تو یہ ہے کہ مؤخر ہو کیونکہ قلت تقدیم مستلزم ہے اصالۃ تاخیر کو گویا مصنف نے یوں کہا اَلْاَصْلُ فِی الْخَبَرِ اَنْ یَّتَاَخَّرَ وَ قَدْ یَتَقَدَّمُ عَلَی الْمُبْتَدَأ (اصل خبر میں یہ ہے کہ مؤخر ہو مبتدأ مقدم ہو لیکن کبھی کبھی خبر مقدم ہو جاتی ہے) وجہ یہ ہے کہ مبتدأ ذات اور محکوم علیہ ہے اور خبر اسکے احوال میں سے ایک حال اور صفات میں سے ایک صفت اور محکوم بہ ہے۔ اور ذات اور محکوم علیہ ہمیشہ حال وصفت ومحکوم بہ پر مقدم ہوتی ہے۔ پھر خبر کا مقدم ہونا دو قسم پر ہے جائز اور واجب۔ اگر مبتدأ نکرہ ہو تو خبر کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے فی الدار رجل اور اگر مبتدأ معرفہ ہو تو جائز ہے جیسے فی الدار زید۔

ویجوز للمبتدأ الواحد الخ:۔ ایک مبتدأ کیلئے بہت سی خبروں کا ہونا جائز ہے کیونکہ مبتدأ ذات ہے اور خبر صفت وحال وحکم ہے تو ایک ذات کی کئی صفات واحوال ہو سکتے ہیں اور کئی احکام جاری ہو سکتے ہیں لیکن ایک شرط ہے کہ ان صفات میں تضاد وتناقض نہ ہو لھذا یہ کہنا درست نہیں زید عالم وجاھل کیونکہ عالم وجاہل میں تضاد وتناقض ہے پھر ایک مبتدأ کیلئے ایک سے زائد خبروں کا ہونا دو قسم پر ہے (۱) جائز (۲) واجب۔ جائز وہاں ہوگا جہاں دوسری خبر کے بغیر بھی معنی پورا ہو جاتا ہو جیسے زید عالم فاضل عاقل اور واجب وہاں ہوتا ہے جہاں دوسری خبر کے بغیر معنی پورا نہ ہو جیسے اَلْخَلُّ حُلْوٌ حَامِض (سرکہ کھٹ میٹھا ہے) الابلقُ اَسْوَدُ و اَبْیَضُ (گدرا سفید وسیاہ ہے) پھر متعدد خبروں کے ذکر کرنے کی دو صورتیں ہیں عطف کے ساتھ جیسے زید عالم و فاضل اور بغیر عطف کے جیسے زید عالم فاضل عاقل وغیرہ۔

فائدہ:۔ مبتدأ متعدد ہوں اور خبر واحد ہو یہ بھی جائز ہے مگر قلیل ہے جیسے زید و عمرو رجلان

وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَاَ لَيْسَ مُسْنَدًا اِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفِي نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ بَعْدَ حَرْفِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَائِمٌ زَيْدٌ بِشَرْطِ اَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ اِسْمًا ظَاهِرًا نَحْوُ مَاقَائِمُ نِ الزَّيْدَانِ وَاَقَائِمُ نِ الزَّيْدَانِ بِخِلَافِ مَاقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے بے شک ان نحویوں کیلئے ایک اور قسم ہے مبتدأ کا وہ نہیں ہوتا مسند الیہ اور وہ صیغہ صفت ہے جو واقع ہو حرف نفی کے بعد جیسے ما قائم زید (نہیں کھڑا ہونے والا زید) یا حرف استفہام کے بعد جیسے اقائم زید (کیا کھڑا ہونے والا ہے زید) شرط یہ ہے کہ رفع دے یہ صیغہ صفت اسم ظاہر کو جیسے ما قائم الزیدان یا اقائم الزیدان بخلاف ما قائمان الزیدان کے۔

حل ترکیب:۔ اعلم فعل با فاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل لہم جار مجرور ظرف مستقر ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم قسما موصوف آخر صفت اول من المبتدأ جار مجرور ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہو کر صفت ثانی۔ لیس فعل از افعال ناقصہ ہو ضمیر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تشریح:۔مبتدأ کی قسم اول کو بیان کرنے کے بعد اب مصنف قسم ثانی کو بیان کرتے ہیں نحویوں کے ہاں مبتدأ کا ایک دوسرا قسم بھی ہے یہ مسندالیہ نہیں ہوتا بلکہ مسند ہوتا ہے اوراس کے بعد والا اسم خبر نہیں بلکہ فاعل قائم مقام خبر کے ہوتا ہے اوراس کی تعریف یہ ہے وھو صفة الخ مبتدأ کا قسم ثانی وہ صیغہ صفت ہے جو حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو بشرطیکہ وہ صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع دے نہ کہ اسم ضمیر کو۔حرف نفی کی مثال ما قائم زید ما حرف نفی قائم صیغہ صفت مبتدأ اور زید اس کا فاعل قائم مقام خبر۔حرف استفہام کی مثال اَقَائِمٌ زَیْدٌ ہمزہ حرف استفہام قائم صیغہ صفت مبتدأ زید اس کا فاعل قائم مقام خبر۔

فائدہ:۔حرف نفی یا حرف استفہام کی شرط اس لئے لگائی کہ صیغہ صفت بغیر سہارے کے عمل نہیں کرسکتا (بعض کے ہاں یہ شرط نہیں ہے) دوسری شرط یہ ہے کہ اسم ظاہر کو رفع دینے والا ہو چاہے حقیقۃ اسم ظاہر ہو جیسے مثالیں گزر چکی ہیں یا حکما اسم ظاہر ہو اس سے مراد ضمیر منفصل ہے یہ حکما اسم ظاہر ہے جیسے اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ (کیا اعراض کرنے والا ہے تو میرے معبودوں سے) اس مثال میں ہمزہ استفہام ہے، راغب صیغہ صفت مبتدأ ہو کر انت ضمیر منفصل کو رفع دے رہا ہے اور یہ ضمیر منفصل فاعل قائم مقام خبر ہے اس ظاہر والی قید سے ضمیر متصل نکل گئی اگر ضمیر متصل کو رفع دینے والا ہوگا تو وہ مبتدأ کا قسم ثانی نہیں ہوگا جیسے مَا قَائِمَانِ الزَّیْدَانِ اس مثال میں قائمان صیغہ صفت ھما ضمیر تثنیہ کو رفع دینے والا ہے نہ کہ زیدان اسم ظاہر کو کیونکہ صیغہ صفت عمل میں فعل کے حکم میں ہوتا ہے جب فعل یا صیغہ صفت کا فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل یا صیغہ صفت ہمیشہ مفرد رہتا ہے خواہ فاعل مفرد ہو یا تثنیہ یا جمع ہو اور جب فاعل اسم ضمیر ہو تو اگر ضمیر مفرد تو فعل وصیغہ صفت مفرد اگر ضمیر تثنیہ وجمع ہو تو فعل وصیغہ صفت بھی تثنیہ وجمع ہوتا ہے اس مثال میں صیغہ صفت تثنیہ ہے معلوم ہوا کہ اس کا فاعل ضمیر تثنیہ ہے اسم ظاہر اس کا فاعل نہیں لھذا یہ مبتدأ کا قسم ثانی نہیں ہوگا بحث کا حاصل یہ ہے کہ جب صیغہ صفت حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو کر بعد والے اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہو تو عقلی طور پر مطابقت اور مخالفت کے اعتبار سے تین صورتیں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس کا اسم مسندأالیہ مسندأ اسم مفعول صیغہ صفت الیہ جار مجرور نائب فاعل صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر لیس کی خبر لیس اپنے اسم وخبر سے ملکر صفت ثالث موصوف اپنی صفات سے ملکر ان کا اسم مؤخر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ اعلم کا۔ھو مبتدأ، صفة موصوف، وقعت فعل، ھی ضمیر مستتر فاعل، بعد حرف النفی معطوف علیہ او عاطفہ بعد حرف الاستفہام معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول فیہ ہے وقعت کا۔ باحرف جر شرط مضاف ان مصدریہ ترفع فعل تلک اسم اشارہ الصفة مشار الیہ یا تلک موصوف یا معطوف علیہ یا مبدل منہ الصفة صفت یا عطف بیان یا بدل موصوف صفت، معطوف علیہ عطف بیان، مبدل منہ بدل یا اسم اشارہ مشار الیہ سے ملکر فاعل ہے ترفع کا، اسما ظاھرا موصوف صفت ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر مضاف الیہ شرط مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق وقعت کے وقعت فعل اپنے فاعل مفعول فیہ ومتعلق سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر خبر ہے ھو مبتدأ کی۔بخلاف الخ ظرف مستقر متعلق متلبس محذوف کے ہو کر خبر ہے مبتدأ محذوف ھذا الحکم کی۔

اول صورت:۔ صیغہ صفت بھی مفرد بعد والا اسم ظاہر بھی مفرد جیسے ما قائمٌ زیدٌ یااقائمٌ زیدٌ اس صورت میں دوترکیبیں ہونگی ایک یہ کہ صیغہ صفت مبتدأ اور زید اسم ظاہر اس کا فاعل قائم مقام خبر دوسری ترکیب زید اسم ظاہر مبتدأ موخر اور صیغہ صفت اسکی خبر مقدم اس وقت صیغہ صفت میں ضمیر مستتر ہوگی جو بعد والے اسم ظاہر کی طرف لوٹے گی اس صورت میں صیغہ صفت اور اسم ظاہر دونوں میں مطابقت ہے بوجہ مفرد ہونے کے۔

دوسری صورت:۔ دونوں میں مطابقت ہو تثنیہ یا جمع ہونے میں کہ دونوں تثنیہ یا جمع ہوں جیسے ماقائمان الزیدان یا ما قائمون الزیدون اس صورت میں واجب ہے کہ بعد والا اسم ظاہر مبتدأ کا قسم اول ہو اور صیغہ صفت اس کی خبر مقدم ہو اس وقت صیغہ صفت مبتدأ کا قسم ثانی نہیں بن سکتا کیونکہ اس میں شرط تھی کہ وہ اسم ظاہر کو رفع دینے والا ہو اور ان مثالوں میں اسم ضمیر کو رفع دینے والا ہے ورنہ تثنیہ وجمع نہ ہوتا۔

تیسری صورت:۔ مخالفت کی ہے کہ مفرد تثنیہ وجمع کے اعتبار سے مخالفت ہو صیغہ صفت اور اسم ظاہر میں بایں طور کہ صیغہ صفت مفرد ہو اور بعد والا اسم ظاہر تثنیہ یا جمع ہو جیسے ما قائم الزیدان ما قائم الزیدو ن وغیرہ اس صورت میں صیغہ صفت یقیناً مبتدأ کا قسم ثانی ہوگا اور بعد والا اسم ظاہر فاعل قائم مقام خبر ہوگا۔ صرف یہی ترکیب ہوگی دوسری ترکیب نہیں ہوسکتی کہ الزیدان یا الزیدون اسم ظاہر مبتدأ کا قسم اول ہو اور صیغہ صفت اس کی خبر مقدم ہو ورنہ قائم میں ہو ضمیر مفرد ہوگی جو الزیدان یا الزیدون کی طرف لوٹے گی تو راجع مرجع میں مطابقت نہیں ہوگی۔

فَصْل: خَبَرُاِنَّ وَاَخَوَاتِهَا وَهِیَ اَنَّ وَکَاَنَّ وَلٰکِنَّ وَلَیْتَ وَلَعَلَّ فَهٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَی الْمُبْتَدَأ وَالْخَبَرِ فَتَنْصِبُ الْمُبْتَدَأ وَیُسَمّٰی اِسْمَ اِنَّ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ وَیُسَمّٰی خَبَرَ اِنَّ

ترجمہ:۔ خبر ان اور اسکے مشابہات کی اور وہ اَنَّ کَاَنَّ الخ ہیں پس یہ حروف داخل ہوتے ہیں مبتدأ اور خبر پر پس نصب دیتے ہیں مبتدأ کو اور نام رکھا جاتا ہے اس کا اسم اِنَّ، اور رفع دیتے ہیں خبر کو اور نام رکھا جاتا ہے اس کا خبر ان۔

فائدہ:۔ ان حروف کو حروف مشبہ بالفعل کہتے ہیں چونکہ یہ فعل متعدی کے مشابہ ہیں وزن میں اور معنی میں اور عمل میں وزن میں

حل ترکیب:۔ خبر مضاف اِن معطوف علیہ اخواتھا معطوف سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ ہے اور آگے والا واو زائدہ ھی ان وکان الخ جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر اس کی خبر ہے۔ پھر ھی مبتدأ ان بتاویل ھذا اللفظ معطوف علیہ کان ولکن الخ معطوفات، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر۔ ھذہ الحروف موصوف صفت یا معطوف علیہ عطف بیان یا مبدل منہ بدل یا اسم اشارہ مشار الیہ سے ملکر مبتدأ، تدخل علی المبتدأ والخبر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، تنصب فعل ھی ضمیر فاعل، المبتدأ مفعول بہ یسمی فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل اسم ان مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ۔ ترفع الخبر کا عطف ہے تنصب المبتدأ پر۔ یسمی خبر ان کا عطف ہے یسمی اسم ان پر۔

مشابہت یہ ہے کہ جس طرح فعل متعدی ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے اسی طرح ان میں سے بعض ثلاثی اور بعض رباعی ہیں یا بعنوان دیگر ان فر کی طرح ہے اَن مَدَّ کی طرح لَیْتَ عَلِمَ کی طرح لعلَّ جو اصل میں لَعَلَلَ تھا دحرج کی طرح کَاَنَّ اصل میں کَاَنْنَ تھا یہ ضَربْنَ کی طرح ہے لٰکن ضاربن کی طرح ہے۔ معنی میں مشابہت یہ ہے کہ اِنَّ اَنَّ حَقَّقْتُ کے معنی میں ہیں (میں نے ثابت کیا) کَاَنَّ شَبَّهْتُ کے معنی میں ہے (میں نے تشبیہ دی) لٰکِنَّ اسْتَدْرَكْتُ کے معنی میں ہے (میں نے پالیا) لَیْتَ تَمَنَّیْتُ کے معنی میں ہے (میں نے آرزو کی) لعل تَرَجَّیْتُ کے معنی میں (میں نے امید کی) عمل میں مشابہت یہ ہے کہ جیسے فعل متعدی دو اسموں پر داخل ہوتا ہے ایک کو رفع دوسرے کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ حروف بھی دو اسموں پر داخل ہوتے ہیں ایک کو رفع دوسرے کو نصب دیتے ہیں البتہ ان حروف کو فعل متعدی کا فرعی عمل دیا گیا ہے نہ کہ اصلی۔ فعل متعدی کا اصلی عمل یہ ہے کہ اول کو رفع دے فاعل ہونے کی وجہ سے اور دوسرے کو نصب دے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے اور اس کا فرعی عمل یہ ہے کہ منصوب مقدم ہو جائے اور مرفوع مؤخر ہو جائے تو یہ حروف عمل میں فعل متعدی کی فرع ہیں لھٰذا ان کو فرعی عمل دیا گیا کہ یہ اول کو نصب دوسرے کو رفع دیں گے۔ چنانچہ مصنف نے فرمایا کہ یہ حروف مبتدأ خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدأ کو نصب دیتے ہیں خبر کو رفع دیتے ہیں مبتدأ کو ان کا اسم کہا جائے گا اور خبر کو مبتدأ کی خبر نہیں کہیں گے بلکہ ان حروف کی خبر کہا جائے گا اور یہ بصریوں کا مذہب ہے کوفیوں کے ہاں یہ حروف صرف مبتدأ میں عمل کرتے ہیں اس کو نصب دیتے ہیں خبر میں ان کا عمل نہیں خبر جیسے ان کے داخل ہونے سے پہلے مرفوع تھی ان کے داخل ہونے کے بعد بھی مرفوع رہتی ہے ان حروف کا اثر خبر میں لفظاً نہیں ہوتا۔

فَخَبَرُ اِنَّ هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَحُكْمُه فِيْ كَوْنِهٖ مُفْرَدًا اَوْجُمْلَةً اَوْمَعْرِفَةً اَوْنَكِرَةً كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأ وَلَايَجُوْزُ تَقْدِيْمُ اَخْبَارِهَا عَلٰى اَسْمَائِهَا اِلَّااِذَا كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ اِنَّ فِي الدَّارِ زَيْدًا لِمَجَالِ التَّوَسُّعِ فِي الظُّرُوْفِ

حل ترکیب:۔ فا تفریعیہ خبر ان مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدأ اول ہو پھر مبتدأ المسند میں ال بمعنی الذی اسم موصول مسند اسم مفعول صیغہ صفت یعمل عمل فعلہ معتمد بر موصول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل بعد ظرف مضاف دخولھا مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ بعد ظرف مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہے مسند کا صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ موصول صلہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر ہو کر پھر خبر ہے خبر ان مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ حکمہ مبتدأ فی جار کون فعل ناقص مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ اس کا اسم مفردا معطوف علیہ ہے جملۃ معرفۃ نکرۃ معطوفات، معطوف علیہ معطوفات سے ملکر کون کی خبر۔ کون اپنے اسم وخبر سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر متعلق حکمہ مبتدأ کے، لحکم خبر المبتدأ ظرف مستقر ثابت کے متعلق ہو کر خبر ہے حکمہ کی۔ لایجوز فعل منفی تقدیم مضاف اخبارھا مضاف الیہ علی اسمائھا ظرف لغو متعلق تقدیم کے مضاف اپنے مضاف الیہ و متعلق سے ملکر فاعل لایجوز کا الاحرف استثناء اذا ظرف مضاف کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم ظرفا خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ اذا ظرف مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول فیہ لایجوز کا مستثنیٰ منہ محذوف ہے اصل عبارت گویا یوں تھی لایجوز الخ فی کل وقت من الاوقات الا وقت کونہ ظرف فالمجال التوسع ظرف مستقر متعلق یجوز فعل محذوف کے جو استثناء سے سمجھا جارہا ہے فی الظروف ظرف لغو متعلق التوسع کے۔

ترجمہ: پس ان کی خبر وہ ہے جو مسند ہو اِن کے داخل ہونے کے بعد جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ (بے شک زید کھڑا ہونے والا ہے) اور حکم اس خبر کا اس کے مفرد یا جملہ یا معرفہ یا نکرہ ہونے میں مثل حکم خبر مبتدأ کے ہے اور نہیں ہے جائز مقدم کرنا ان کے اخبار کو ان کے اسماء پر مگر جس وقت ہو وہ خبر ظرف جیسے اِنَّ فِى الدَّارِ زَيْدًا بوجہ توسع فی الظروف کے

تشریح:۔ان کی خبر وہ ہے جو مسند ہو اِن کے داخل ہونے کے بعد هو المسند درجۂ جنس میں ہے معرّف کو بھی شامل ہے اور اسکے غیروں کو بھی یعنی مبتدأ کی خبر کان کی خبر لائے نفی جنس کی خبر وغیرہ کو بھی شامل ہے بعد دخولها فصل ہے اس سے سب غیر خارج ہو گئے جیسے مثلا ان زيدا قائم ۔زيد قائم مبتدأ خبر تھے جب اِن داخل ہوا تو مبتدأ کو نصب دی اور خبر کو رفع اب قائم ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے ان کے داخل ہونے سے پہلے مبتدأ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع تھا اب اِن کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اِن کی خبر کا حکم وحال اس کے مفرد و جملہ ہونے میں پھر جملہ اسمیہ فعلیہ شرطیہ ظرفیہ ہونے میں اسی طرح معرفہ ونکرہ اور واحد یا متعدد مثبت یا منفی ہونے میں مبتدأ کی خبر کی طرح ہے اسی طرح جملہ کی صورت میں ضمیر عائد ہوگی جو ان کے اسم کی طرف لوٹے گی پھر قرینہ کی وجہ سے عائد کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ولا يجوز الخ:۔سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال:۔جب ان کی خبر تمام احوال میں مبتدأ کی خبر کی طرح ہے تو جیسے مبتدأ کی خبر کو مبتدأ پر مقدم کرنا جائز ہے ان کی خبر کو بھی ان کے اسماء پر مقدم کرنا جائز ہونا چاہئے حالانکہ جائز نہیں؟

جواب:۔اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ حروف مشبہ بالفعل عمل میں ضعیف ہیں اور عامل ضعیف اس وقت تو عمل کر سکتا ہے جب اس کے معمول میں ترتیب ہو جب ترتیب بدل جائے یعنی خبر اسم پر مقدم ہو جائے تو اس وقت اپنے ضعف کی وجہ سے یہ عمل نہیں کریں گے لہذا اِنَّ قَائِمٌ زَيْدًا کہنا نا جائز ہے

الا اذا كان ظرفا:۔یہ استثناء مفرغ ہے یعنی اِن کی خبر کو اِن کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں فِیْ كُلِّ وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ اِلَّا وَقْتَ كَوْنِهٖ ظَرْفًا (کسی وقت میں بھی جائز نہیں مگر اس وقت میں جائز ہے جب خبر ظرف ہو) وجہ یہ ہے کہ ظرف میں ایسی وسعت ہے جو غیر ظرف میں نہیں کیونکہ ظرف کلام میں کثرت سے واقع ہوتی ہے تو نحویوں کے ہاں ظرف بمنزل محرم کے ہے محرم وہاں داخل ہوتا ہے جہاں غیر محرم داخل نہیں ہو سکتے پھر اگر حروف مشبہ بالفعل کا اسم معرفہ ہو اور خبر ظرف ہو تو خبر کا اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے ان فى الدار زيدا یا اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ (تحقیق ہماری طرف ہے انکا رجوع) اور اگر اسم نکرہ ہو تو خبر ظرف کو ان کے اسم پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا (تحقیق بعض بیان البتہ جادو ہیں) وان من الشعر لحكمة (اور تحقیق بعض شعر البتہ حکمت ہیں)۔

فَصْل اِسْمُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا وَهِيَ صَارَ وَاَصْبَحَ وَاَمْسٰى وَاَضْحٰى وَظَلَّ وَبَاتَ وَرَاحَ وَاٰضَ وَعَادَ وَغَدَا وَمَازَالَ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا انْفَكَّ وَمَادَامَ وَلَيْسَ فَهٰذِهِ الْاَفْعَالُ تَدْخُلُ اَيْضًا عَلَى الْمُبْتَدَأ وَالْخَبَرِ فَتَرْفَعُ الْمُبْتَدَأ وَيُسَمّٰى اِسْمُ كَانَ وَتَنْصِبُ الْخَبَرَ وَيُسَمّٰى خَبَرُ كَانَ

ترجمہ:۔کان اوراس کے مشابہات کا اسم اوروہ مشابہات صار اصبح الخ ہیں پس یہ افعال بھی داخل ہوتے ہیں مبتدأ اور خبر پر پس رفع دیتے ہیں مبتدأ کو اور نام رکھا جاتا ہے اسکا کان وغیرہ کا اسم اور نصب دیتے ہیں خبر کو اور نام رکھا جاتا ہے اس خبر کا کان وغیرہ کی خبر

تشریح:۔مرفوعات کا چھٹا قسم افعال ناقصہ کا اسم ہے افعال ناقصہ کل سترہ ہیں۔ان کو ناقصہ کہنے کی وجہ فعل کے بحث میں آئیگی اور وہیں ان کے معانی کا بیان بھی ہوگا افعال ناقصہ کا عمل یہ ہے کہ مبتدأ اور خبر پر داخل ہو کر مبتدأ کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مبتدأ کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے جیسے یہ افعال ناقصہ عمل کرتے ہیں ایسے ہی ان سے مشتق ہونے والے الفاظ مثلاً کان سے مشتق ہونے والے الفاظ یَکُوْنُ لَمْ یَکُنْ لَا یَکُوْنُ وغیرہ بھی عمل کرتے ہیں اسی طرح انکے مصدر کا عمل بھی یہی ہوتا ہے کون مصدر کا بھی اسم مرفوع ہوگا خبر منصوب ہوگی۔

فَاِسْمُ كَانَ هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا وَيَجُوْزُ فِي الْكُلِّ تَقْدِيْمُ اَخْبَارِهَا عَلٰى اَسْمَائِهَا نَحْوُ كَانَ قَائِمًا زَيْدٌ وَعَلٰى نَفْسِ الْاَفْعَالِ اَيْضًا فِي التِّسْعَةِ الْاُوَلِ نَحْوُ قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ وَلَايَجُوْزُ ذٰلِكَ فِي مَا فِي اَوَّلِهِ مَا فَلَا يُقَالُ قَائِمًا مَا زَالَ زَيْدٌ وَفِي لَيْسَ خِلَافٌ وَبَاقِي الْكَلَامِ فِي هٰذِهِ الْاَفْعَالِ يَجِئُ فِي الْقِسْمِ الثَّانِي ان شاء الله تعالى

ترجمہ:۔پس اسم کان کا وہ ہے جو مسند الیہ ہو اس کے داخل ہونے کے بعد جیسے کان زید قائما اور جائز ہے سب میں انکی خبروں کو

حل ترکیب:۔اسم مضاف کان معطوف علیہ اخواتھا معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر مبتدأ اس کی خبر محذوف ہے سنذکرہ سین طلب کا نذکر فعل نحن ضمیر فاعل ہ ضمیر راجع بسوئے اسم کان الخ مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ہی مبتدأ صار اصبح الخ بتاویل ھذا اللفظ خبر۔ھذہ الافعال مبتدأ تدخل الخ خبر باقی واضح ہے۔حل ترکیب:۔اسم کان مبتدأ اول ہو مبتدأ ثانی المسند ال بمعنی الذی اسم موصول مسند اسم مفعول صیغہ صفت الیہ جار مجرور نائب فاعل بعد ظرف مضاف دخولھا مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ بعد مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہے مسند صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ موصول صلہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر مبتدأ اول کی یجوز فعل فی الکل ظرف لغو متعلق یجوز کے تقدیم اخبارھا الخ یجوز کا فاعل علی اسمائہا جار مجرور ظرف لغو متعلق تقدیم مصدر کے۔علی نفس الافعال کا عطف ہے علی اسماءھا پر فی التسعۃ الاول ظرف لغو متعلق تقدیم مصدر کے۔لا یجوز فعل ذلک فاعل فی جار ما موصولہ فی اولہ خبر مقدم ما بتاویل ھذا اللفظ مبتدأ مؤخر' مبتدأ خبر سے ملکر صلہ' موصول صلہ سے ملکر مجرور' جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق لا یجوز کے' فی جار لیس بتاویل ھذا اللفظ مجرور محلا جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر خبر مقدم خلاف مبتدأ مؤخر۔باقی مضاف۔الکلام موصوف فی ھذا الافعال ظرف مستقر صفت' موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ یجی الخ خبر۔

مقدم کرنا ان کے اسموں پر جیسے کان قائمًا زیدٌ اور خود ان افعال پر بھی اول نو افعال میں جیسے قائماً کان زیدٌ اور نہیں جائز یہ بات ان افعال میں جن کے شروع میں ما ہے پس نہیں کہا جائیگا قائما مازال زید اور لیس میں اختلاف ہے اور باقی کلام ان افعال میں قسم ثانی میں آئیگی ان شاء اللہ تعالی۔

تشریح:۔کان اور اس کے اخوات کا اسم وہ ہے جو انکے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو جیسے کان زید قائما کان فعل از افعال ناقصہ ہے طلبد اسم مرفوع خبر منصوب را۔زید کان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہے لھذا یہ کان کا اسم ہے اور قائما اس کی خبر ہے ۔تعریف میں المسند الیہ درجۂ جنس میں ہے معرّف کو بھی شامل اور معرّف کے غیروں کو مثلا مبتدأ اور مَا وَلاَ مُشَبَّہتَین بِلَیسَ وغیرہ کے اسم کو بھی شامل ہے بعد دخولہا فصل ہے اس سے سب غیر خارج ہوگئے۔

وَيَجُوزُ فِي الْكُلِ الخ:۔تمام نحویوں کے ہاں ان افعال ناقصہ کی خبروں کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز ہے کیونکہ یہ افعال عمل میں قوی ہیں لھذا چاہے معمولات مرتب ہوں یا غیر مرتب ہر حال میں یہ عمل کریں گے لھذا کان قائماً زید کہنا جائز ہے لیکن خبر کو اسم پر مقدم کرنے کیلئے ایک شرط ہے کہ التباس کا خطرہ نہ ہو اگر التباس کا خطرہ ہے مثلا دونوں اسم مقصور ہیں اور کوئی معنوی قرینہ بھی نہیں ہے جس سے اسم وخبر کی تعیین ہو سکے تو اس وقت انکی خبر کو ان کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں جیسے مَا كَانَ مُوسى عِيسى اس وقت جو مقدم ہوگا وہی اسم ہونے کیلئے متعین ہوگا۔

وَعَلى نَفْسِ الْاَفْعَالِ الخ:۔جس طرح ان کے اسماء پر ان کی خبروں کو مقدم کرنا جائز ہے اسی طرح کان سے لیکر غدا تک گیارہ افعال ناقصہ کی خبروں کو خود ان افعال پر مقدم کرنا بھی جائز ہے لھذا قائما کان زید کہنا جائز ہوگا کیونکہ یہ افعال عمل میں قوی ہیں اور قوی عامل کے معمول کو عامل پر مقدم کرنا جائز ہوتا ہے جب تک کوئی مانع موجود نہ ہو ہاں جب کوئی مانع موجود ہو تو پھر تقدیم جائز نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ وہ افعال ناقصہ جن کے شروع میں ما ہے ان کی خبروں کو ان پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ ما مصدر یہ ہو جیسے مادام میں خواہ ما نافیہ ہو جیسے مازال، مَابَرِحَ مَا فَتِئَ مَا اِنْفَكَّ میں کیونکہ ما مصدر یہ ہو یا ما نافیہ یہ صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہے اگر خبروں کو ان کے افعال پر مقدم کردیا جائے تو ان کی صدارت فوت ہو جائے گی لھذا قائما مازال زید یا امیرا مادام زید کہنا جائز نہیں۔

وفی لیس خلافٌ الخ:۔لیس میں نحویوں کا اختلاف ہے سیبویہ کے ہاں اس کا حکم بھی وہی ہے جو ان افعال کا ہے جن کے شروع میں ما ہے چونکہ لیس نفی کیلئے آتا ہے اور نفی صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہے لھذا اس کی خبر کو اس پر مقدم کرنا جائز نہیں نفی کا ماتحت نفی پر مقدم نہیں ہوسکتا اکثر بصری حضرات کہتے ہیں کہ لیس کا عمل چونکہ فعلیت کی وجہ سے ہے نہ کہ معنی نفی کی وجہ سے اور فعل کے معمول منصوب کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے ایاك نعبد لھذا لیس کی خبر منصوب کو لیس پر مقدم کرنا جائز ہے۔

فائدہ:۔کتاب میں اَلتِسْعَةُ الْاُوْلُ کا لفظ کاتب کا سہو ہے کیونکہ جن افعال ناقصہ کی خبروں کو خود ان پر مقدم کرنا جائز ہے ان کی

تعداد نونہیں بلکہ گیارہ ہے باقی مزید کلام ان افعال ناقصہ کے بارہ میں قسم ثانی میں آئیگی ان شاء اللہ تعالی

فَصْلُ اِسْمُ مَا وَلاَ الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وَهُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ مَا زَيْدٌ قَائِمًا وَلاَ رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْكَ وَيُخْتَصُّ لاَ بِالنَّكِرَةِ وَيَعُمُّ مَا بِالْمَعْرِفَةِ وَالنَّكِرَةِ

ترجمہ:۔ ما ولا مشبہتان بلیس کا اسم اور وہ وہ اسم ہے جو مسند الیہ ہو ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے ما زید قائما (نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا) وَلاَ رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْكَ (نہیں کوئی ایک افضل تجھ سے) اور لا مختص ہے نکرہ کے ساتھ اور ما شامل ہے معرفہ اور نکرہ کو۔

تشریح:۔ مرفوعات کی ساتویں قسم ما ولا مشبہتین بلیس کا اسم ہے۔ وجہ تسمیہ: ما اور لا کی لیس کے ساتھ مشابہت ہے دو باتوں میں ایک معنی نفی میں جیسے لیس نفی کے واسطے آتا ہے اسی طرح ما و لا بھی نفی کیلئے آتے ہیں دوسری بات مبتدأ اور خبر پر داخل ہونے میں جیسے لیس مبتدأ اور خبر پر داخل ہو کر مبتدأ کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے اسی طرح ما و لا بھی مبتدأ اور خبر پر داخل ہو کر مبتدأ کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ اسم ما و لا مشبہتین بلیس وہ ہے جو مسند الیہ ہو ان کے داخل ہونے کے بعد المسند الیہ درجہ جنس میں ہے معرف کو بھی شامل ہے اور غیروں کو بھی مثلا مبتدأ اور حروف مشبہ بالفعل کا اسم وغیرہ ان سب کو شامل ہے بعد دخولہما فصل ہے اس سے سب غیر خارج ہو گئے جیسے ما زید قائما زید مرفوع مسند الیہ ہو کر ما کا اسم اور قائما منصوب ما کی خبر لَا رَجُلٌ افضل منک میں رجل مرفوع مسند الیہ ہو کر لا کا اسم افضل منصوب ہو کر لا کی خبر ہے منک جار مجرور افضل سے متعلق ہے۔

وَيُخْتَصُّ لاَ الخ:۔ اس عبارت سے مصنف ما و لا میں فرق بتلانا چاہتے ہیں مصنف نے ایک فرق بتلایا مگر حقیقت میں تین وجہ سے فرق ہے اول یہ کہ لا نکرہ کے ساتھ مختص ہے لا کا اسم صرف نکرہ ہوگا اور وہ بھی بہت قلیل ہوگا اور ما اسم نکرہ و معرفہ دونوں پر داخل ہوتا ہے دوم یہ کہ لا مطلق نفی کیلئے آتا ہے اور ما نفی حال کیلئے آتا ہے سوم یہ کہ لا کی خبر پر با کا داخل ہونا جائز نہیں اور ما کی خبر پر با کا داخل ہونا جائز ہے اسی وجہ سے ما کی مشابہت لیس کے ساتھ زیادہ ہے بنسبت لا کے کیونکہ لیس بھی نفی حال کیلئے آتا ہے اور لیس کی

حل ترکیب:۔ اسم مضاف ما و لا معطوف علیہ معطوف سے ملکر موصوف ال بمعنی التین اسم موصول مشبہتین اسم مفعول صیغہ صفت ھما ضمیر تثنیہ نائب فاعل بلیس ظرف لغو متعلق المشبہتین کے صیغہ صفت اپنے نائب عل و متعلق سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ واو زائدہ ہو المسند الیہ الخ جملہ اسمیہ اس کی خبر۔ ھو المسند الیہ ھو مبتدأ ال بمعنی الذی اسم موصول مسند اسم مفعول صیغہ صفت الیہ جار مجرور نائب فاعل بعد ظرف مضاف دخولھما مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ بعد کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہے مسند کا صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر اسم ما و لا الخ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یختص فعل مجہول لا بتاویل ھذا اللفظ نائب فاعل بالنکرہ ظرف لغو متعلق یختص کے یعم فعل ما بتاویل ھذا اللفظ فاعل بالمعرفۃ والنکرۃ ظرف لغو متعلق یعم کے۔

خبر پر بھی با کا داخل ہونا جائز ہے لھذا لیس کا عمل لا میں شاذ یعنی قلیل ہے۔

فَصْل خَبَرُ لاَ لِنَفْيِ الْجِنْسِ وَهُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ لاَ رَجُلَ قائمٌ

ترجمہ:۔لائے نفی جنس کی خبر اور وہ وہ اسم ہے جو مسند ہو اس کے داخل ہونے کے بعد جیسے لا رجل قائم۔

تشریح:۔مرفوعات کی آٹھویں قسم لانفی جنس کی خبر ہے چونکہ لا سے ذات جنس کی نفی نہیں ہوتی بلکہ صفت جنس کی نفی ہوتی ہے جیسے لا رجل قائم میں ذات رجل کی نفی نہیں بلکہ رجل کی صفت قیام کی نفی ہے لھذا یہاں الجنس سے پہلے مضاف محذوف ہے اصل عبارت یوں تھی خَبَرُ لاَ الَّتِیْ لِنَفْيِ صِفَةِ الْجِنْسِ اس لا کی خبر جو صفت جنس کی نفی کیلئے آتا ہے۔

هوا لمسند الخ:۔لانفی جنس کی خبر وہ اسم ہے جو مسند ہو لا کے داخل ہونے کے بعد المسند کا لفظ درجہ جنس میں ہے معرف کو بھی شامل اور غیروں کو بھی مثلاً مبتدأ کی خبر ما ولا مشبه بلیس کی خبر وغیرہ سب کو شامل ہے بعد دخولها فصل ہے اس سے سب غیر خارج ہوگئے جیسے لا رجل قائم لائے نفی جنس رجل اس کا اسم اور قائم مسند مرفوع اس کی خبر۔

حل ترکیب:۔خبر مضاف لا بتاویل هذا اللفظ موصوف لنفی الجنس جار مجرور ظرف مستقر الکائن کے متعلق ہو کر صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ اگلا جملہ خبر ہے اس وقت واؤ زائدہ ہوگی ہو المسند بعد دخولها کی ترکیب حسب سابق ہے۔

تمت المرفوعات

اَلْمَقْصَدُ الثَّانِي فِي الْمَنْصُوْبَاتِ

اَلْاَسْمَاءُ الْمَنْصُوْبَةُ اِثْنَاعَشَرَ قِسْمًا اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَبِهٖ وَفِيْهِ وَلَه وَمَعَه وَالْحَالُ وَالتَّمْيِيْزُ وَالْمُسْتَثْنٰى وَاِسْمُ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا وَخَبَرُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا وَالْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ وَخَبَرُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ

ترجمہ:۔ دوسرا مقصد منصوبات میں ہے اور اسمائے منصوبہ بارہ قسم ہیں مفعول مطلق و بہ الخ۔

تشریح:۔ منصوبات کو مرفوعات کے بعد اور مجرورات سے مقدم کیا اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مرفوعات و منصوبات دونوں عامل واحد میں شریک ہیں دونوں کا عامل فعل ہے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا بخلاف مجرورات کے کہ ان کا عامل حروف جارہ ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ منصوبات بنسبت مجرورات کے کثیر ہیں اور جو چیز کثیر ہو وہ مہتم بالشان ہوتی ہے اور جس کی شان زیادہ ہو اس کو مقدم کیا جاتا ہے منصوبات منصوب کی جمع ہے نہ کہ منصوبۃ کی کیونکہ منصوب اسم کی صفت ہے اور اسم مذکر غیر عاقل ہے اور مذکر غیر عاقل کی صفت کی جمع الف وتاء کے ساتھ آتی ہے جیسا کہ مرفوعات کی بحث میں تفصیل گزر چکی ہے منصوب وہ اسم ہے جو مفعول ہونے کی علامت پر مشتمل ہو پھر مفعول ہونے کی چار علامتیں ہیں فتحہ، کسرہ، الف، یاء جیسے رَأَيْتُ زَيْدًا وَ مُسْلِمَاتٍ وَاَبَاكَ وَمُسْلِمِيْنَ۔ زیدا میں فتحہ مسلمات میں کسرہ اباک میں الف اور مسلمین میں یاء علامت ہے۔ [1]

اسمائے منصوبہ کل بارہ ہیں جیسے کتاب میں مذکور ہیں ان میں سے اول پانچ یعنی مفعول مطلق مفعول بہ وفیہ ولہ ومعہ کو اصول منصوبات اور باقیوں کو ملحقات کہا جاتا ہے۔ [2]

حل ترکیب:۔ المقصد الثانی مبتدا فی المنصوبات ظرف مستقر کائن کے متعلق ہو کر خبر الاسماء المنصوبۃ موصوف صفت ملکر مبتدا اثناعشر مبہم ممتز قسما تمییز سے ملکر خبر المفعول المطلق معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر بدل اثناعشر سے یا مفعول بہ اعنی فعل مقدر کا یا ہر ایک خبر مبتدا محذوف احدھا ثانیہا ثالثہا وغیرہ کی۔

[1] سوال:۔ مررت بمسلمات میں مسلمات مفعول ہونے کی علامت کسرہ پر مشتمل ہے مگر یہ منصوب نہیں بلکہ یہ مجرور ہے تو تعریف مانع عن دخول غیر نہیں۔

جواب:۔ تعریف میں حیثیت کی قید معتبر ہے اصل تعریف یوں تھی کہ منصوب وہ اسم ہے جو مفعول ہونے کی علامت پر مشتمل ہو اس حیثیت سے کہ وہ مفعول ہونے کی علامت ہے اس مثال میں مسلمات کا کسرہ اس حیثیت سے نہیں کہ مفعول کی علامت ہے بلکہ یہ مجرور ہونے کی حیثیت سے ہے لہذا اس پر تعریف سچی نہیں آئیگی۔

[2] فائدہ:۔ المنصوب بلا التی لنفی الجنس:۔ مصنف نے دوسرے منصوبات کی طرح یہاں اسم لا التی لنفی الجنس نہیں کہا بلکہ المنصوب بلا الخ کہا اس لیے کہ لانفی جنس کا اسم بہت کم منصوب ہوتا ہے اس کی دوسری حالتیں بھی بکثرت ہوتی ہیں مثلا مبنی برفتحہ ہونا وغیرہ تو اگر مصنف اسم لا کہتے تو یہ وہم ہوتا کہ لانفی جنس کا اسم ہر حال میں یا اکثر اوقات میں منصوب ہوتا ہے اس لیے اسم لا کی بجائے المنصوب بلا کہا کہ منصوبات میں اس کو تب شمار کریں گے جب یہ اسم لانفی جنس کا منصوب ہوگا ورنہ تو یہ منصوبات میں داخل نہیں۔

فَصْل اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَهُوَ مَصْدَرٌبِمَعْنٰى فِعْلٍ مَذْكُوْرٍ قَبْلَه

ترجمہ:۔المفعول المطلق اوروہ وہ مصدر ہے جوایسے فعل کے ہم معنی ہو جواس سے پہلے مذکور ہے۔

تشریح:۔منصوبات میں سے اول قسم مفعول مطلق ہے اس کو باقی منصوبات پر مقدم کیا کیونکہ یہ مطلق ہے کسی قید سے مقید نہیں ہے جب لفظ مفعول بولا جائے تو اس سے مراد یہی مفعول مطلق ہوتا ہے بخلاف دوسرے مفاعیل کے کہ وہ بہ لہ معہ فیہ وغیرہ کی قید سے مقید ہیں اور جو چیز مطلق ہو وہ مقید پر مقدم ہوتی ہے۔

سوال:۔مفعول مطلق بھی تو مطلق والی قید کے ساتھ مقید ہے اس کو مفعول مطلق کہتے ہیں صرف مفعول تو نہیں کہتے؟

جواب:۔لفظ مطلق اس کی قید نہیں بلکہ اس کے مطلق ہونے کو سمجھانے کیلئے ہے کہ یہ مفعول کسی قید سے مقید نہیں بلکہ مطلق ہے۔[۱]

وھو مصدر الخ:۔مفعول مطلق وہ مصدر جو اس فعل کے معنی میں ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا (مارا ہے میں نے مارنا) ضربا مصدر مفعول مطلق ہے اس سے پہلے ضربت فعل ہے یہ مصدر اس فعل کے ہم معنی ہے پھر پہلے مذکور ہونے میں تعمیم ہے خواہ وہ فعل حقیقۃً پہلے مذکور ہو جیسے ضربت ضربا یا حکماً مذکور ہو جیسے فَضَرْبَ الرِّقَاب یہ اصل میں تھا فَاضْرِبُوْا ضَرْبَ الرِّقَاب (مارو تم گردنوں کو مارنا) پھر اضربوا کو حذف کر دیا گیا جو لفظ محذوف ہوتا ہے وہ حکماً مذکور ہوتا ہے کیونکہ ضابطہ ہے اَلْمَحْذُوْفُ كَالْمَذْكُوْرِ (محذوف مثل مذکور و ملفوظ کے ہے) یا مصدر سے پہلے فعل نہ ہو بلکہ وہ اسم ہو جو فعل کے معنی پر مشتمل ہے تو بھی گویا کہ فعل مذکور ہے جیسے زیدٌ ضَارِبٌ ضَرْبًا (زید مارنے والا ہے مارنا) اس مثال میں ضربا مفعول مطلق ہے اس سے پہلے ضربت فعل مذکور تو نہیں لیکن ضارب ایسا اسم ہے جو فعل کے معنی پر مشتمل ہے۔

فوائد قیود:۔لفظ مصدر درجہ جنس میں ہے تمام مصادر کو شامل ہے بمعنی فعل مذکور پہلا فصل ہے اس سے ضَرَبْتُه تَادِيْبًا میں جو لفظ تادیبا ہے یہ خارج ہو گیا کیونکہ تادیبا اگرچہ مصدر ہے مگر فعل مذکور کے ہم معنی نہیں کیونکہ معنی یہ ہے مارا میں نے ادب سکھانے کیلئے۔قبلہ فصل ثانی ہے اس سے الضرب واقع علی زید خارج ہو گیا اس کا معنی ہے کہ مارنا واقع ہے

حل ترکیب:۔المفعول المطلق مبتدأ ہو مصدر الخ جملہ اسمیہ خبر درمیان میں واؤ زائدہ۔ہو مبتدأ مصدر موصوف با حرف جر معنی مضاف فعل موصوف مذکور اسم مفعول صیغہ صفت ہو ضمیر نائب فاعل قبلہ ظرف مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف مستقر کائن کے متعلق ہو کر صفت موصوف صفت سے ملکر خبر ہو مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر المفعول المطلق مبتدأ کی۔

[۱] فائدہ:۔مفعول مطلق کو مقدم کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کی فاعل کے ساتھ مشابہت ہے اس طرح کہ یہ اور فاعل دونوں فعل کی جز ہیں کیونکہ فعل تین چیزوں سے مرکب ہے۔(۱) مصدر جو کہ مفعول مطلق ہے۔(۲) زمان (۳) نسبت الی الفاعل۔تو جیسے فاعل کو جز ہونے کی بناء پر افضل ہونے کی وجہ سے تمام مرفوعات پر مقدم کرتے ہیں اسی طرح مفعول مطلق کو بھی جز ہونے کی بناء پر افضل ہونے کیوجہ سے تمام منصوبات پر مقدم کرتے ہیں۔

زید پر اس مثال میں الضرب اگرچہ مصدر ہے مگر اس سے پہلے کوئی فعل نہیں الضرب مبتدأ واقع خبر علی زید جار مجرور واقع سے متعلق ہے۔

وَيُذْكَرُ لِلتَّاكِيْدِ كَضَرَبْتُ ضَرْبًا اَوْ لِبَيَانِ النَّوْعِ نَحْوُ جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِئِ اَوْ لِبَيَانِ الْعَدَدِ كَجَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَيْنِ اَوْ جَلَسَاتٍ

ترجمہ: اور مفعول مطلق کو ذکر کیا جاتا ہے واسطے تاکید کے جیسے ضربت ضربا (مارا میں نے مارنا) یا واسطے بیان نوع کے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِئِ (بیٹھا ہوں میں بیٹھنا قاری جیسا) یا واسطے بیان عدد کے جیسے جلست جَلسةً او جلستين او جَلساتٍ (بیٹھا ہوں میں ایک بار بیٹھنا دو بار بیٹھنا یا کئی بار بیٹھنا)۔

تشریح:۔ مفعول مطلق کی تعریف کے بعد اب اس کی تقسیم کرتے ہیں۔ مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں (۱) مفعول مطلق برائے تاکید (۲) برائے بیان نوع (۳) برائے بیان عدد۔ تاکید کیلئے اس وقت ہوگا جبکہ مفعول مطلق اسی معنی پر دلالت کرے جو معنی فعل مذکور سے سمجھا جا رہا ہے اس سے زائد کسی معنی پر دلالت نہ کرے یعنی مفعول مطلق اور فعل دونوں کا مدلول ایک ہو جیسے ضربت ضربا۔ ضربت مارنے والے معنی پر دلالت کرتا ہے ضربا بھی اسی معنی پر دلالت کرتا ہے دونوں کا معنی ومفہوم ایک ہے اور کبھی بیان نوع کیلئے ہوگا یعنی مفعول مطلق فعل مذکور کی نوعیت پر دلالت کرے گا کہ فعل مذکور کس طرح واقع ہوا یہ اس وقت ہوگا جب اس کا مدلول فعل کی کوئی خاص قسم ونوع ہو جیسے جَلَسْتُ جِلْسَة القاری (بیٹھا ہوں میں قاری جیسا بیٹھنا) پھر مفعول مطلق کی اس قسم کی پہچان یا تو وزن سے ہوگی مثلاً فِعلة۔ کے وزن پر ہو کیونکہ ضابطہ ہے کہ اَلْفِعْلَةُ لِلْهَيْئَةِ ہر وہ کلمہ جو فِعْلَة کے وزن پر ہو وہ کسی هیئت وشکل ونوع پر دلالت کرتا ہے جیسے جلست جِلْسَةً کا معنی ہے بیٹھا ہوں میں خاص قسم کا بیٹھنا۔ یا اس کی پہچان صفت سے ہوگی جیسے ضربتُ ضربًا شديدًا (مارا ہے میں نے مارنا سخت) اس مثال میں شديدا صفت ہے ضربا کی اس صفت سے معلوم ہوا کہ یہاں مفعول مطلق بیان نوع کیلئے ہے کیونکہ سخت مارنا نوع ہے مطلق مارنے کا یا اس کی پہچان مضاف الیہ سے ہوگی جیسے جلست جُلُوس القاری (بیٹھا ہوں میں قاری جیسا بیٹھنا) اس مثال میں جلوس مصدر مضاف ہے القاری مضاف الیہ ہے اسی سے معلوم ہوا کہ مفعول مطلق بیان نوع کیلئے ہے کیونکہ قاری جیسا بیٹھنا ایک خاص نوع ہے مطلق بیٹھنے کا۔

تیسرا قسم برائے بیان عدد:۔ یعنی یہ بتلانے کیلئے کہ یہ فعل کتنی بار واقع ہوا ہے یہ اس وقت ہوگا جب یہ عدد پر دلالت کرے پھر اس کی پہچان کبھی تو وزن سے ہوگی کہ وہ مفعول مطلق ایسے وزن پر ہوگا جو کسی کام کے ایک مرتبہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور وہ فَعْلَة کا وزن ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ الفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ یعنی فَعْلَة کا وزن کسی کام کے ایک مرتبہ ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے جلست

حل ترکیب:۔ یذکر فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل للتاکید ظرف لغو متعلق یذکر کے لبیان النوع اور لبیان العدد کا عطف ہے للتاکید پر۔

جلسة بیٹھا ہوں میں ایک مرتبہ بیٹھنا قمت قَوْمَة (کھڑا ہوا میں ایک مرتبہ کھڑا ہونا) اور کبھی صیغہ تثنیہ وجمع سے اس کی پہچان ہوگی جیسے جلست جَلْسَتَيْن او جَلْسات (بیٹھا ہوں میں دومرتبہ یا کئی مرتبہ بیٹھنا) اور کبھی صفت کے ذریعے سے پہچان ہوگی جیسے ضربت زیدا ضربا کثیرا (مارا میں نے زید کو بہت بہت مارنا)

وَقَدْ يَكُوْنُ مِنْ غَيْرِ لَفْظِ الْفِعْلِ الْمَذْكُوْرِ نَحْوُ قَعَدْتُ جُلُوْسًا وَاَنْبَتَ نَبَاتًا وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُه لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازًا كَقَوْلِكَ لِلْقَادِمِ خَيْرَ مَقْدَمٍ اَیْ قَدِمْتُ قُدُوْمًا خَيْرَ مَقْدَمٍ وَوُجُوْبًا سِمَاعًا نَحْوُ سَقْيًا وَشُكْرًا وَحَمْدًا وَرَعْيًا اَیْ سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا وَشَكَرْتُكَ شُكْرًا وَحَمِدْتُكَ حَمْدًا وَرَعَاكَ اللّٰهُ رَعْيًا

ترجمہ:۔اور کبھی مفعول مطلق ہوتا ہے فعل مذکور کے لفظ کے غیر سے جیسے قعدت جلوسا (بیٹھا ہوں میں بیٹھنا) اور اَنْبَتَ نَبَاتًا (اگایا ہے اس نے اگانا) اور کبھی حذف کیا جاتا ہے اسکا فعل بوقت قائم ہونے قرینہ کے حذف جوازی جیسے تیرا قول اس شخص کیلئے جو سفر سے واپس آنے والا ہو خیر مقدم یعنی قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَيْرَ مَقْدَمٍ (آیا ہے تو آنا بہتر آنا) اور حذف وجوبی سماعی جیسے سقیا یعنی سقاك الله سقيا (پلائے تجھے اللہ تعالیٰ پلانا) اور شکرا یعنی شَكَرْتُكَ شُكْرًا (شکرادا کرتا ہوں میں تیرا شکرادا کرنا) اور حمدا یعنی حمدتک حمدا (تعریف کرتا ہوں میں تیری تعریف کرنا) اور رعیا یعنی رعاك الله رعیا (رعایت کی اللہ تعالیٰ نے تیری رعایت کرنا)

تشریح:۔یعنی کبھی مفعول مطلق فعل مذکور کے مغایر ہوتا ہے پھر یہ مغایرت عام ہے خواہ باعتبار مادہ (حروف اصلیہ) کے ہو جیسے قعدت جلوسا قعدت فعل کے حروف اصلیہ اور ہیں اور مفعول مطلق جلوسا کے اور ہیں یا باعتبار باب کے ہو جیسے انبت نباتا انبت باب افعال سے ہے اور نباتا باب نصر سے ہے اور یا باب اور مادہ دونوں کے اعتبار سے ہو جیسے فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِه خِيْفَةً مُّوْسٰی (پس خوف محسوس کیا اپنے جی میں خوف محسوس کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) اوجس فعل کا مادہ اور باب اور ہے کیونکہ اس کا مادہ وجس ہے اور باب افعال ثلاثی مزید فیہ ہے اور خیفة مصدر مفعول مطلق کا مادہ اور باب اور ہے کیونکہ اس کا مادہ خوف اور باب ثلاثی مجرد کا ہے لیکن ان سب صورتوں میں یہ ضروری ہے مفعول مطلق باعتبار معنی کے کبھی بھی اپنے فعل کے مغایر نہیں ہوگا ورنہ اس کا مفعول مطلق بنانا ہی صحیح نہیں ہوگا۔

وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُه الخ:۔یعنی کبھی مفعول مطلق کے فعل ناصب کو حذف کیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ معنویہ حالیہ یا مقالیہ لفظیہ پایا جائے یہ حذف جوازی ہے وجوبی نہیں قرینہ حالیہ کی مثال جیسے اس شخص کو جو سفر سے واپس آئے آپ کہیں خیر مقدم اصل میں تھا

حل ترکیب:۔قد حرف یکون فعل ناقص ہو ضمیر اسم من غیر لفظ الفعل المذکور ظرف مستقر خبر یکون کی۔یحذف فعل مجہول فعلہ نائب فاعل لقیام قرینہ ظرف لغو متعلق یحذف کے۔جوازا اپنے موصوف محذوف حذفا کے اعتبار سے مفعول مطلق ہے وجوبا موصوف سماعا صفت سے ملکر معطوف ہے جوازا پر۔

قَدِمْتُ قُدُومًا خَيْرَ مَقْدَمٍ یہاں مخاطب کے حال کے قرینہ سے اوّلاً قدمت کو حذف کیا گیا کیونکہ اس کا آنے والا حال دلالت کرتا ہے کہ یہاں وہ فعل محذوف ہے جو اس کے آنے پر دلالت کرے پھر قدوما کو حذف کر کے اس کی صفت خیر مقدم کو اس کے قائم مقام کیا گیا۔ [1]

قرینہ مقالیہ لفظیہ کی مثال:۔ جیسے کسی شخص نے پوچھا کیف ضربت (کس کیفیت سے تونے مارا) اس کے جواب میں آپ کہیں کہ ضربا شدیدا یعنی ضربت ضربا شدیدا اب یہاں ضربت فعل محذوف ہے اور حذف کا قرینہ سائل کا سوال ہے دوسری مثال مثلاً کسی نے کہا کہ کس طرح تو بیٹھا اس کے جواب میں آپ کہیں کہ جُلُوسَ الْقَارِیْ یعنی جَلَسْتُ جُلُوسَ القاری جلست فعل کو حذف کیا گیا ہے سائل کے سوال کے قرینہ مقالیہ لفظیہ کی وجہ سے۔

ووجوبا الخ:۔ اس کا عطف ہے جوازا پر یعنی کبھی حذف وجوبی سماعی ہوگا یعنی اہل عرب سے سنا ایسے گیا کہ انہوں نے فعل ناصب کو حذف کر دیا تو ہم بھی ان کی تابعداری میں حذف کر دیں گے تاکہ اہل عرب کی مخالفت لازم نہ آئے یہ حذف قیاسی نہیں یعنی کوئی قاعدہ قانون نہیں جس کی وجہ سے فعل کو حذف کیا گیا ہو تاکہ کسی دوسرے مفعول مطلق میں بھی اس قانون کیوجہ سے حذف کیا جاسکے جیسے سقیاً حمدًا شکرًا رعیاً ان چند مثالوں میں اہل عرب نے فعل ناصب کو حذف کر دیا ہم بھی حذف کر دیں گے اصل میں تھا سقاك الله سقیا شکرتک شکرا حمدتک حمدا رعاك الله رعیا ان مثالوں کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ:۔ حذف کبھی وجوبی قیاسی بھی ہوتا ہے مگر مصنف نے اختصار کی وجہ سے اس کو ذکر نہیں کیا۔

فَصْلٌ اَلْمَفْعُولُ بِهٖ وَهُوَ اِسْمُ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا وَقَدْ يَتَقَدَّمُ عَلَى الْفَاعِلِ كَضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُهٗ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازًا نَحْوُ زَيْدًا فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ اَضْرِبُ وَوُجُوْبًا فِيْ اَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ اَلْاَوَّلُ سِمَاعِيٌّ نَحْوُ اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ وَانْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاَهْلاً وَسَهْلاً وَالْبَوَاقِيْ قِيَاسِيَّةٌ

ترجمہ:۔ مفعول بہ اور وہ نام ہے اس چیز کا جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضرب زید عمراً اور کبھی کبھی مقدم ہو جاتا ہے فاعل پر

---

[1] سوال:۔ خیر مقدم تو اصل میں اسم تفضیل ہے خیر اصل میں اَخْيَرُ بروزن افعل تھا کثرت کی وجہ سے خلاف قیاس الف کو حذف کیا گیا خیر پڑھا گیا جب خیر اسم تفضیل ہے تو یہ مفعول مطلق کیسے ہوگا اس لئے کہ مفعول مطلق کیلئے تو مصدر ہونا ضروری ہے۔

جواب:۔ اسم تفضیل جب کسی چیز کی صفت ہو یا کسی چیز کی طرف مضاف ہو تو وہ اپنے موصوف کے لحاظ سے یا مضاف الیہ کے لحاظ سے مفعول مطلق بن سکتا ہے یہاں قدوما موصوف خیر مضاف مقدم مصدر میمی مضاف الیہ ہے تو خیر مقدم یا تو اپنے موصوف کے قائم مقام ہو کر مفعول مطلق ہے یا اپنے مضاف الیہ مقدم مصدر میمی کے اعتبار سے مفعول مطلق ہے جس کا فعل ناصب محذوف کیا گیا ہے قرینہ حالیہ کی وجہ سے۔

حل ترکیب:۔ المفعول بہ ال بمعنی الذی اسم موصول مفعول اسم مفعول صیغہ صفت بہ جار مجرور نائب فاعل صیغہ صفت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جیسے ضرب عمرًا زيدٌ اور کبھی کبھی حذف کیا جاتا ہے اس کا فعل بوقت قائم ہونے قرینہ کے حذف جوازی جیسے زیدا اس شخص کے جواب میں جو کہے من اضرب اور حذف وجوبی چار جگہوں میں اول سماعی ہے جیسے امرأ ونفسه وانتهوا خيرًا لكم واهلاً وسهلاً ۔اور باقی قیاسی ہیں۔

تشریح:۔منصوبات کی تیسری قسم مفعول بہ ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ مفعول بہ نام ہے اس چیز کا جس پر فاعل کا فعل واقع ہو خواہ فعل مثبت ہو جیسے ضربتُ زيدا یا منفی ہو جیسے ما ضربتُ زيداً۔

سوال:۔تعریف جامع نہیں کیونکہ ایاك نعبد میں ایاك مفعول بہ ہے مگر عبادۃ اللہ پر واقع نہیں بلکہ اللہ تعالی کیلئے ہوتی ہے؟

جواب: واقع ہونے سے مراد یہ ہے کہ فعل کا اسکے ساتھ تعلق ہو عبادت والے فعل کا بھی یقیناً اللہ تعالی سے تعلق ہوتا ہے

سوال:۔ مررت بزيد میں مرور یعنی گزرنے والے فعل کا تعلق ہے زید کے ساتھ لیکن زید مفعول بہ نہیں بلکہ مجرور ہے۔

جواب:۔تعلق سے مراد یہ ہے کہ بغیر واسطہ حرف جر کے تعلق ہو اور اس مثال میں حرف جر کا واسطہ ہے۔

فوائد قیود:۔تعریف میں اسم ما درجہ جنس میں ہے اور یہ معرّف یعنی مفعول بہ کو بھی شامل ہے اور غیر معرّف یعنی باقی مفاعیل کو بھی شامل ہے وَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ یہ فصل ہے اس سے باقی مفاعیل خارج ہو گئے اس لئے کہ مفعول فیہ لہ معہ میں سے کسی پر بھی فعل واقع نہیں بلکہ مفعول فیہ میں فعل واقع ہے مفعول لہ میں اس کیلئے فعل واقع ہے مفعول معہ میں اسکے ساتھ واقع ہے اسی طرح مفعول مطلق بھی خارج ہو گیا کیونکہ ما وقع عليه فعل الفاعل سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل اور وہ چیز جس پر یہ فعل واقع ہے ان میں مغایرت ہے کیونکہ ایک چیز اپنے آپ پر واقع نہیں ہوتی تو مفعول بہ فعل کے مغایر ہوتا ہے بخلاف مفعول مطلق کے کہ وہ عین فعل ہوتا ہے اس کا معنی و مدلول اور فعل کا معنی و مدلول ایک ہوتا ہے۔

وقد يتقدم الخ:۔کبھی مفعول بہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے کیونکہ فعل عمل میں قوی ہے لہٰذا معمول مقدم ہو یا مؤخر ہر صورت میں عمل کرے گا کبھی مفعول بہ خود فعل پر بھی مقدم ہو جاتا ہے کیونکہ فعل عمل میں قوی ہے پھر کبھی مفعول بہ کا فعل پر مقدم کرنا جائز ہوتا ہے جیسے

(حاشیہ صفحہ سابقہ) نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ موصول صلہ سے ملکر مبتدأ ہے اور هو اسم الخ جملہ اسمیہ اس کی خبر ہے درمیان میں واؤ زائدہ ہے هو مبتدأ اسم مضاف ما موصولہ وقع فعل علیہ ظرف لغو متعلق وقع کے فعل الفاعل وقع کا فاعل ہے پھر جملہ فعلیہ صلہ موصول صلہ سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر هو مبتدأ کی۔مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے المفعول بہ مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یتقدم فعل معروف هو ضمیر فاعل علی الفاعل ظرف لغو متعلق یتقدم کے۔قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یحذف فعل مجہول فعلہ نائب فاعل لقیام قرینۃ ظرف لغو متعلق یحذف کے جوازا اپنے موصوف محذوف حذفا کے اعتبار سے مفعول مطلق ہے یحذف کا وجوبا کا عطف ہے جوازا پر۔فی اربعۃ مواضع ظرف لغو متعلق یحذف کے۔والبواقی قیاسیۃ مبتدأ خبر۔

وجہ الحبیبِ اَتَمَنّٰی (محبوب کے چہرے کی میں آرزو کرتا ہوں) اور کبھی واجب ہوتا ہے یہ اس وقت ہوگا جب مفعول بہ میں استفہام وغیرہ کے معنی موجود ہوں جیسے من رأیتَ (کس کو دیکھا ہے تو نے) من استفہامیہ مفعول بہ مقدم رأیت فعل بفاعل مؤخر۔

وقد یحذف الخ:۔ اور کبھی مفعول بہ کے فعل ناصب کو حذف کیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ پایا جائے پھر یہ حذف کبھی جوازی ہوتا ہے جیسے زید اا اس شخص کے جواب میں جو کہے من اضرب (میں کس کو ماروں) تو یہاں زیدا سے پہلے اضرب صیغہ امر محذوف ہے (مار تو زید کو) اور اس کے حذف کا قرینہ سائل کا سوال ہے جب سوال میں فعل ضرب کا ذکر ہے تو جواب میں بھی فعل ضرب محذوف ہوگا نہ کہ کوئی اور۔ یہ قرینہ مقالیہ لفظیہ کی مثال ہے اور قرینہ حالیہ معنویہ کی مثال جیسے کوئی شخص مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کر کے مکہ کی طرف متوجہ تھا تو آپ اس کو کہیں مکۃ یہ مفعول بہ ہے اس کا فعل محذوف ہے۔ اصل عبارت تھی اَتُرِیْدُ مَکَّۃَ (کیا تو ارادہ کرتا ہے مکہ کا) تو مخاطب کے قرینۂ حال کی وجہ سے اترید فعل کو حذف کیا گیا۔ اور کبھی حذف وجوبی ہوتا ہے۔ اور یہ چار جگہوں میں ہوتا ہے۔ ان میں سے اول سماعی ہے یعنی کوئی قاعدہ قانون نہیں بلکہ اہل عرب سے ایسا ہی سنا گیا ہے انہوں نے مفعول بہ کے فعل ناصب کو حذف کر دیا ہم بھی ان کی تابعداری میں حذف کریں گے جیسے امرأ ونفسہ اصل میں تھا اُتْرُکْ اِمْرأً وَنَفْسَہ (چھوڑ دے تو مرد کو اور اس کی ذات کو) یعنی اپنے ہاتھ کو اس کے مارنے سے اور زبان کو اس کی نصیحت سے روک لے اس مثال میں امرأ مفعول بہ ہے جس کا فعل ناصب اترک محذوف ہے وجوبا اہل عرب حذف کرتے ہیں ہم بھی حذف کریں گے۔

فائدہ:۔ و نفسہ کی واؤ یا عاطفہ ہے نفسہ کا عطف امرأ پر ہے یا بمعنی مع ہے پھر یہ نفسہ مفعول معہ ہوگا فعل محذوف اترک کا۔

دوسری مثال:۔ انتھوا خیرا لکم اصل عبارت یوں تھی اِنْتَھُوْا عَنِ التَّثْلِیْثِ وَاقْصِدُوْا خَیْرًا لَّکُمْ (اے نصاریٰ تم تین خدا کہنے سے رک جاؤ اور قصد کرو بہتری کا اپنے لئے) اس مثال میں خیرا مفعول بہ ہے جس کا فعل ناصب اقصدوا محذوف ہے خیرا انتھوا کا مفعول بہ نہیں ہے کیونکہ معنی غلط ہو جاتا ہے معنی یہ ہوگا کہ رک جاؤ بہتری سے حالانکہ بہتری سے روکنا مقصود نہیں بلکہ تثلیث یعنی تین خدا کہنے سے روکنا مقصود ہے کیونکہ نصاریٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک خدا اللہ ہے دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیسرا حضرت مریم علیہا السلام۔ تیسری مثال:۔ اھلا وسھلا۔ اصل میں تھا اتیت اھلا ووطیت سھلا (آیا ہے تو اپنے اہل میں اور روندا ہے تو نے نرم زمین کو) اہل عرب آنے والے مسافر کا استقبال کرتے تو بطور مبارکبادی یہ الفاظ استعمال کرتے تھے اھلا مفعول بہ ہے اتیت فعل محذوف کا اور سھلا مفعول بہ ہے وطیت فعل محذوف کا۔

اَلثَّانِی التَّحْذِیْرُ وَھُوَ مَعْمُوْلٌ بِتَقْدِیْرِ اِتَّقِ تَحْذِیْرًا مِمَّا بَعْدَہ نَحْوُ اِیَّاکَ وَالْاَسَد اَصْلُہ اِتَّقِکَ وَالْاَسَدَ اَوْ ذُکِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ مُكَرَّرًا نَحْوُ الطَّرِیْقَ الطَّرِیْقَ

حل ترکیب:۔ الثانی مبتدا التحذیر خبر ھو مبتدا معمول خبر بتقدیر اتق جار مجرور ظرف لغو متعلق معمول کے۔ تحذیرا مما بعدہ او ذکر المحذر منہ مکررا کی ترکیب تشریح میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ:۔ دوسرا موضع تحذیر ہے اور وہ معمول ہے اتق مقدر کرنیکے ساتھ ڈرایا گیا ہو اس کو ڈرایا جانا اپنے مابعد سے جیسے اِيَّاكَ والاسد اس کی اصل اتقک والاسد تھی (بچا تو اپنے آپ کو شیر سے اور شیر کو اپنے آپ سے) یا ذکر کیا جائے محذر منہ تکرار کے ساتھ جیسے الطريقَ الطريقَ (بچ راستے سے راستے سے)

تشریح:۔ جن مواضع میں مفعول بہ کے عامل ناصب کو وجوبا حذف کیا جاتا ہے ان میں سے دوسرا موضع تحذیر ہے اور اس موضع ومقام میں فعل ناصب کو حذف کرنے کا سبب تنگی مکان اور قلت فرصت ہے وہ اس طرح کہ جب کوئی بلا ومصیبت سامنے ہو اور متکلم یہ خیال کرتا ہے کہ اگر میں فعل بولوں گا تو مخاطب بلا ومصیبت میں گرفتار ہو جائے گا نقصان ہو جائے گا تو ایسے موقع میں فعل کو حذف کر دیتا ہے کیونکہ فعل کے ذکر کرنے سے یہ موقع ومقام تنگ ہے اور فعل کو ذکر کرنے کی فرصت کم ہے تو تنگی مکان وقلت فرصت کی وجہ سے فعل کو حذف کر دیتا ہے تا کہ مخاطب نقصان سے بچ جائے جیسے مثلا آدمی بے خبری میں جا رہا ہے آگے سانپ بیٹھا ہے متکلم اس چلنے والے کو سانپ سے بچانے کیلئے جلدی سے اردو میں کہتا ہے سانپ سانپ تنگی وقت کی وجہ سے بچو والا فعل ذکر نہیں کرتا۔

تحذیر:۔ کا لغوی معنی کسی چیز کو کسی چیز سے ڈرانا جس چیز کو ڈرایا جائے اس کو مُحَذَّر (بصیغہ اسم مفعول) کہتے ہیں جس سے ڈرایا جائے اس کو محذَّر منہ کہتے ہیں اور ڈرانے والے کو محذِر (بصیغہ اسم فاعل) کہتے ہیں۔ نحویوں کی اصطلاح میں تحذیر مفعول بہ کے اقسام میں سے ایک قسم ہے مصنف جسکی تعریف وهو معمول الخ سے کر رہے ہیں تعریف کا حاصل یہ ہے کہ تحذیر وہ اسم ہے جو اتق مقدر یا بَعدُ مقدر کا معمول ہو اور اس کو اپنے مابعد سے ڈرایا گیا ہو یا وہ محذر منہ ہو کر مکرر ہو تعریف سے معلوم ہوا کہ تحذیر کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اتق یا بعد مقدر کا معمول ہو اور اس کو مابعد سے ڈرایا گیا ہو۔ اس وقت یہ معمول خود محذر ہو گا اور اس کا مابعد خود محذَّر منہ ہو گا دوسری قسم اتق وغیرہ مقدر کا معمول ہو اور محذر منہ ہو کر مکرر ہو۔ اس وقت یہ معمول محذر منہ ہے جسکو مکرر ذکر کیا گیا ہے اور محذر اس صورت میں مخاطب ہو گا دونوں قسمیں اس بات میں شریک ہیں کہ یہ اتق مقدر یا اس کے ہم معنی کسی فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہیں

فائدہ:۔ تَحْذِيْرًا مِمَّا بَعْدَه والی عبارت کی ترکیب اہم ہے اس میں دو احتمال ہیں یا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اصل عبارت تھی حذر ذلک المعمول تحذیرا الخ (یعنی ڈرایا گیا ہو اس معمول کو ڈرایا جانا اپنے مابعد سے) حذر فعل مجہول ذلک المعمول اسم اشارہ مشار الیہ ملکر نائب فاعل تحذیر الخ مفعول مطلق۔ یا یہ مفعول لہ ہے فعل محذوف کا اصل عبارت تھی ذکر ذلک المعمول تحذیرا الخ (یعنی ذکر کیا گیا ہو اس معمول کو اپنے مابعد سے ڈرانے کے لئے) اس صورت میں ذکر فعل مجہول ذلک المعمول نائب فاعل تحذیرا مفعول لہ اَوْ ذُكِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ مُكَرَّرًا اس عبارت کا عطف ہے حذر یا ذکر مقدر پر اس کی ترکیب یہ ہے او عاطفہ ذکر فعل مجہول المحذر منہ ذوالحال مکررا حال ذوالحال اپنے حال سے مل کر نائب فاعل ہے ذکر فعل کا مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ یا اس معمول محذر منہ کو ذکر کیا گیا ہو تکرار کے ساتھ۔ تحذیر کی قسم اول کی مثال ایاك والاسد یہ اصل میں تھا اِتَّقِکَ والاَسَدَ یا بَعِدْكَ والاَسَدَ۔ اتق فعل امر انت ضمیر اسکا فاعل ك ضمیر مفعول بہ ضابطہ

ہے کہ فاعل کی ضمیر اور مفعول کی ضمیر جب متصل ہوں فعل کیساتھ اور دونوں کا مصداق ایک ہو تو یہ افعال قلوب میں تو جائز ہے جیسے علمتني (میں نے اپنے آپکو جانا) ت ضمیر فاعل ہے یا ضمیر متکلم مفعول بہ ہے دونوں کا مصداق متکلم ہے لیکن کسی اور فعل میں جائز نہیں۔ایسی صورت میں پھر درمیان میں لفظ نفس کو مفعول بہ کی ضمیر کی طرف مضاف کر کے لایا جاتا ہے لھذا یہاں بھی لفظ نفس کا اضافہ کیا گیا تو اتق نفسک والاسد ہوا معنی یہ ہے کہ بچا تو اپنے آپکو شیر سے اور شیر کو اپنے آپ سے تو پھر تنگی مقام اور قلت فرصت کی وجہ سے اتق کو حذف کیا گیا تو نفسک والاسد بچ گیا اب لفظ نفس لانے کی ضرورت ختم ہوگئی کیونکہ وہ تو اتق کی ضمیر انت مستتر متصل اور ك ضمیر متصل کی وجہ سے لایا گیا تھا جب اتق انتَ ضمیر سمیت محذوف ہوا تو اسکی ضرورت نہ رہی لھذا اس کو بھی حذف کیا گیا ك والاسد رہ گیا ك ضمیر متصل بغیر فعل کے متصل نہیں رہ سکتی تو اس ضمیر منصوب متصل کو ضمیر منصوب منفصل ایاك سے بدلا گیا تو ایاك والاسد ہو گیا والاسد کا عطف ہے ایاك پر اور اس مثال کا معنی یہ ہے کہ بچا تو اپنے نفس کو شیر سے اور شیر کو اپنے نفس سے ایاك محذر ہے اور الاسد محذر منہ ہے مزید تشریح بڑی کتابوں میں ہے

تحذیر کی قسم ثانی کی مثال:۔جیسے الطریق الطریق یہ اصل میں اتق الطریق تھا (بچ تو راستہ سے) اس صورت میں مخاطب محذر ہے اور الطریق مفعول بہ محذر منہ ہے جس کا تکرار کیا گیا ہے یہاں تنگی مقام کی وجہ سے اتق کو حذف کیا گیا الطریق محذر منہ کو مکرر لایا گیا تاکید کیلئے۔ ۱

اَلثَّالِثُ مَا اُضْمِرَ عَامِلُه عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ بَعْدَه فِعْلٌ اَوْ شِبْهُه يَشْتَغِلُ ذٰلِکَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِکَ الْاِسْمِ بِضَمِيْرِه اَوْ مُتَعَلَّقِه بِحَيْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ اَوْ مُنَاسِبُه لَنَصَبَه نَحْوُ زَيْدًا ضَرَبْتُه فَاِنَّ زَيْدًا مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ مُضْمَرٍ وَهُوَ ضَرَبْتُ يُفَسِّرُه الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ بَعْدَه وَهُوَ ضَرَبْتُه وَلِهٰذَا الْبَابِ فُرُوْعٌ كَثِيْرَةٌ

ترجمہ:۔تیسرا مقام ما اضمر عامله على شريطة التفسير ہے (وہ مفعول بہ کہ مقدر کیا گیا ہو اس کا عامل تفسیر کی شرط پر) اور وہ ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اس حال میں کہ یہ فعل اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو اسکی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے ایسے طور پر کہ اگر اس فعل کو یا اسکے مناسب کو مسلط کیا جائے اس اسم پر تو اس کو نصب دے جیسے زیدا

---

۱ دوسری مثال الجدار الجدار جب ایک شخص دیوار کے نیچے بیٹھا ہو دیوار گرنے والی ہے وہ بے خبر ہے تو متکلم اس کو مصیبت و بلا سے بچانے کیلئے کہتا ہے الجدار الجدار اصل میں تھا اتق الجدار تنگی مقام کی وجہ سے اتق کو محذوف کیا گیا الجدار مفعول بہ محذر منہ کا تکرار کیا گیا تاکید کیلئے۔

حل ترکیب:۔الثالث مبتدأ ما موصولہ اضمر فعل مجہول عاملہ نائب فاعل علی شریطۃ التفسیر جار مجرور ظرف لغو متعلق اضمر کے اضمر اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر صلہ، موصول صلہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کل مضاف اسم موصوف بعدہ خبر مقدم فعل اوشبہہ معطوف علیہ معطوف سے ملکر مبتدأ مؤخر، مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ صفت موصوف صفت سے مل کر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر یشتغل فعل ذٰلک الفعل فاعل عن ذٰلک الاسم جار مجرور ظرف لغو متعلق یشتغل کے بضمیرہ میں ب جار ضمیرہ معطوف علیہ متعلقہ معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق یشتغل کے بحیث باجار (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ضربتہ پس تحقیق زید منصوب ہے ایسے فعل کی وجہ سے جو محذوف مقدر ہے اور وہ ضربت ہے اس کی تفسیر کر رہا ہے وہ فعل جو مذکور ہے اس کے بعد اور وہ ضربتہ ہے اور اس باب کیلئے بہت مسائل ہیں۔

تشریح:۔ ان چار مواضع میں سے جہاں مفعول بہ کے عامل ناصب کو حذف کرنا واجب ہے تیسرا موضع مااضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر ہے یعنی وہ مفعول بہ جسکے عامل ناصب کو اس شرط پر حذف کیا گیا ہو کہ آگے اس عامل کی تفسیر آ رہی ہے شریطہ اور شرط کا ایک ہی معنی ہے اس جگہ عامل ناصب کو حذف کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اگر حذف نہ کریں تو مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں وھو کل اسم الخ سے مااضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کی تعریف ہے کہ وہ اسم ہے جس کے بعد کوئی ایسا فعل یا شبہ فعل ہو کہ وہ اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو (یعنی عمل نہ کرتا ہو) ایسے طور پر کہ اگر اس فعل یا شبہ فعل کو یا اس کے مناسب مترادف یا مناسب لازم کو اس پر مسلط کر دیں یعنی ضمیر یا متعلق کو حذف کر کے فعل یا شبہ فعل کا اس اسم کو معمول بنا دیں تو وہ اس کو نصب دے۔

فوائد قیود:۔ کل اسم درجہ جنس میں ہے معرّف کو بھی شامل ہے اور غیروں کو بھی بَعْدَہ فعل او شبهه اول فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس کے بعد فعل یا شبہ فعل نہیں ہے جیسے زیدٌ ابوك ،یَشْتَغِلُ ذٰلِکَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِکَ الْاِسْمِ بِضَمِیْرِہٖ اَوْمُتَعَلِّقِهٖ دوسرا فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس میں فعل یا شبہ فعل عمل کر رہا ہے اعراض نہیں کر رہا جیسے زیدا ضربت (زید کو میں نے مارا ہے) زیدا مفعول بہ مقدم ضربت فعل بفاعل۔ بحیث لو سلط علیه هواو مناسبه لنصبه تیسرا فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس پر فعل یا شبہ فعل مسلط ہو کر اس کو نصب نہیں دیتا جیسے زید ضُرِبَ (زید مارا گیا ہے وہ زید) ضُرِبَ فعل مجہول ہے اگر اس کو مسلط کیا جائے تو زید اس کا نائب فاعل ہو کر مرفوع ہو گا منصوب نہیں ہو گا اب تعریف جامع مانع ہو گئی تعریف کے بعد مثال ملاحظہ ہو جیسے زیدا ضربتہ۔ زید اسم ہے اسکے بعد فعل ہے جو زید کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے زید سے اعراض کرنے والا ہے اب اگر ضربتہ کو ضمیر سے جدا کر کے زید پر مسلط و مقدم کر دیں تو زید کو نصب دے گا جیسے ضربت زیدا اصل میں یوں عبارت تھی ضربتُ زیدا ضربتُہ (مارا ہے میں نے زید کو مارا ہے میں نے اس کو)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) حیث ظرف مضاف لو حرف شرط سلط فعل مجہول علیه ظرف لغو متعلق سلط کے، ھواو مناسبہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر نائب فاعل سلط کا پھر یہ شرط لنصبه جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مضاف الیہ ہوا حیث مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یشتغل کے پھر یشتغل فعل اپنے فاعل اور متعلقات سے ملکر حال ہے فعل سے۔ ان حرف از حروف مشبہ بالفعل زیدا اسم منصوب خبر با حرف جر فعل موصوف محذوف صفت اول مضمر صفت ثانی، موصوف دونوں صفتوں سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منصوب کے۔ ھو مبتدأ ضربت بتاویل ھذا اللفظ موصوف یفسرہ الفعل المذکور بعدہ صفت موصوف صفت سے ملکر خبر ھو مبتدأ ضربتہ بتاویل ھذا اللفظ خبر۔ لھذا الباب خبر مقدم فروع کثیرۃ موصوف صفت ملکر مبتدأ مؤخر۔

ضربت فعل کوحذف کیا گیا کیونکہ بعد میں فعل ضربتہ آرہا ہے جواس کی تفسیر کررہا ہے پہلا ضربت مفسَّر ہے دوسرا فعل ضربتہ مفسِّر اور تفسیر ہے اب اگر اول فعل کوحذف نہیں کرتے تو مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں لہذا اول ضربت کوحذف کرنا واجب ہے۔

شبہ فعل کی مثال جیسے زَیْدًا اَنْتَ ضَارِبُہٗ (زید تو اس کو مارنے والا ہے) اس مثال میں زید مفعول بہ ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر ہے کیونکہ زید ایسا اسم ہے کہ اس کے بعد شبہ فعل ہے جو انت ضمیر مبتدأ پر سہارا لیکرہ ضمیر راجع بسوئے زید میں عمل کرنے کی وجہ سے زید سے اعراض کرنے والا ہے ایسے طور پر کہ اگر ضاربہ کو ضمیر سے جدا کر کے زید پر مسلط کردیں تو یہ شبہ فعل زید کو نصب دے گا انت ضارب زید اانت مبتدأ ضارب اسم فاعل شبہ فعل زیدا منصوب مفعول بہ اصل عبارت یوں تھی انت ضارب زید اانت ضاربہ (تو مارنے والا ہے زید کو تو مارنے والا ہے اس کو) یہاں بھی پہلے ضارب کوحذف کرنا واجب ہے کیونکہ آخر میں ضاربہ اس کی تفسیر کررہا ہے اگر دونوں کو ذکر کریں تو مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔

منا بِ مترادف کو مسلط کرنے کی مثال:۔ جیسے زیدٌ مَرَرْتُ بہٖ (زید گزرا ہوں میں ساتھ اس کے) یہ اس فعل کی مثال ہے جو اسم کی ضمیر میں عمل کرنے اور مشغول ہونے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کرنے والا ہے جب خود اس فعل کو اسم پر مسلط کریں تو نصب نہیں دیتا لیکن اگر اس کے مناسب مترادف کو مسلط و مقدم کریں تو اس اسم کو نصب دیتا ہے چنانچہ زید اسم ہے اس کے بعد مررت بہ فعل ہے جو زید کی طرف لوٹنے والی ضمیرہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے خود زید میں عمل نہیں کررہا بلکہ اعراض کرنے والا ہے اب اگر خود مررت بہ کو زید پر مقدم کریں تو یہ اس کو نصب نہیں دیتا کیونکہ مررت بہ کو زید پر مسلط کرنے کی دو صورتیں ہیں یا تو باجارہ کے ساتھ اسکو مسلط و مقدم کریں گے یا بغیر با کے اگر باسمیت مسلط کریں مررت بزید کہیں تو زید پر بجائے نصب کے جر آئے گا اور بغیر با یہ فعل لازمی ہے مفعول بہ کو چاہتا ہی نہیں کہ نصب دے لہذا اس کے مناسب مترادف کو مسلط کریں گے اور وہ ہے جاوزت کیونکہ مررت باء کے ساتھ متعدی ہونے کے بعد جاوزت کے معنی میں ہوجاتا ہے تو اصل عبارت اس طرح ہوگی جَاوَزْتُ زَیْدًا مَرَرْتُ بہٖ (گزرا میں ساتھ زید کے گزرا میں ساتھ اس کے) جاوزت کوحذف کرنا واجب ہے کیونکہ آگے مررت بہ اس کی تفسیر کررہا ہے اگر دونوں کو ذکر کریں تو مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئیگا اور یہ ناجائز ہے۔

مناسب لازم کی مثال:۔ جیسے زیدًا ضَرَبْتُ غُلامَہٗ (زید مارا ہے میں نے اس کے غلام کو) یہ اس فعل کی مثال ہے جو اسم کے متعلق میں عمل کرنے اور مشغول ہونے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو اور جب خود اس فعل کو مسلط کریں تو نصب نہیں دیتا لیکن اگر مناسب لازم کو مسلط کریں تو نصب دیتا ہے چنانچہ زیدا اسم ہے اس کے بعد ضربت فعل ہے جو زید کے متعلق یعنی زید کے ساتھ تعلق پکڑنے والے اسم یعنی غلام میں عمل کرنے اور مشغول ہونے کی وجہ سے خود زید سے اعراض کرنے والا ہے اس طور پر کہ اگر خود اس فعل کو زید پر مسلط کریں تو نصب نہ آئیگا کیونکہ ضربت کو زید پر مسلط کرنے کی دو صورتیں ہیں یا غلام کے ساتھ

مسلط ومقدم کریں گے یا بغیر غلام کے اگر غلام سمیت مسلط کریں اور یوں کہیں ضربتُ غُلامَ زید تو زید کے مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا منصوب نہیں ہوگا اگر بغیر غلام کے مسلط کریں تو معنی مقصودی غلط ہو جائے گا کیونکہ اس وقت عبارت ہوگی ضربتُ زیدًا ضربتُ غلامہ (میں نے زید کو مارا میں نے اس کے غلام کو مارا) حالانکہ زید کو متکلم نے نہیں مارا بلکہ اس کے غلام کو مارا ہے البتہ زید کی توہین کی ہے لھذا یہ فعل نہ خود مسلط ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مناسب مترادف کیونکہ وہ بھی اس کا ہم معنی ہوگا تو وہی خرابی لازم آئیگی۔ البتہ مناسب لازم مسلط ہو سکتا ہے اور وہ ہے اَھَنتُ کیونکہ کسی سردار کے غلام کو مارنے سے سردار کی توہین ہو جاتی ہے لھذا فعل اھنت مناسب لازم ہے ضربتُ غلامہ کا اس کو مسلط کریں گے تو زید کو نصب دیگا اصل عبارت ہوگی اھنت زیدا ضربتُ غلامہ (توہین کی ہے میں نے زید کی یعنی مارا ہے میں نے اسکے غلام کو) اب یہاں بھی اھنت کو حذف کرنا واجب ہے کیونکہ آگے فعل ضربتُ غلامہ اس کی تفسیر کر رہا ہے۔ اگر حذف نہ کریں تو مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئیگا اور یہ جائز نہیں۔ [1]

ولھذا الباب فروعٌ کثیرۃٌ:۔ اس باب یعنی ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر میں بہت سی صورتیں ہیں باعتبار اعراب کے چنانچہ پانچ صورتیں بنتی ہیں (اول) یہ ہے کہ اسم کو مرفوع پڑھنا مختار و پسندیدہ ہے (دوم) نصب مختار ہے (سوم) رفع واجب (چہارم) نصب واجب (پنجم) رفع ونصب دونوں جائز۔ تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

اَلرَّابِعُ اَلْمُنَادٰی وَهُوَ اِسْمٌ مَدْعُوٌّ بِحَرْفِ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ یَا عَبْدَاللّٰهِ اَیْ اَدْعُوْ عَبْدَاللّٰهِ وَحَرْفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ اَدْعُوْ

---

[1] فائدہ:۔ اس مسئلہ میں عقلی صورتیں بارہ بنتی ہیں اسم ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر دو حال سے خالی نہیں یا اس کے بعد فعل ہوگا یا شبہ فعل ہوگا اگر فعل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں اس اسم کی ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے اسم سے اعراض کر رہا ہے یا متعلق میں مشغول ہونے کی وجہ سے اگر شبہ فعل ہے تو بھی دو حال سے خالی نہیں اس اسم کی ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے اعراض کر رہا ہے یا متعلق میں مشغول ہونے کی وجہ سے جب فعل اسم کی ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے اسم سے اعراض کرنے والا ہو تو اس صورت میں خود فعل کو مسلط ومقدم کیا جائیگا یا اس کے مناسب مترادف کو یا مناسب لازم کو اسی طرح جب شبہ فعل اسم کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اسم سے اعراض کرنے والا ہو تو اس صورت میں بھی خود شبہ فعل کو مسلط کیا جائیگا یا مناسب مترادف کو یا مناسب لازم کو اسی طرح جب فعل اسم کے متعلق میں مشغول ہونے کی وجہ سے اسم سے اعراض کرنے والا ہو تو خود فعل کو مسلط کیا جائیگا یا مناسب مترادف کو یا مناسب لازم کو اسی طرح جب شبہ فعل اسم کے متعلق میں مشغول ہونے کی وجہ سے اسم سے اعراض کرنے والا ہو تو خود شبہ فعل کو مسلط کیا جائیگا یا مناسب مترادف کو یا مناسب لازم کو۔ تو مجموعہ صورتیں بارہ ہیں ان میں سے چار غلط ہیں اور آٹھ صحیح ہیں ان آٹھ میں سے چار صورتوں کی مثالیں ذکر ہو چکی ہیں تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

حل ترکیب:۔ الرابع مبتدأ المنادی خبر۔ ھو مبتدأ اسم موصوف مدعو صفت موصوف صفت سے ملکر خبر بحرف النداء جار مجرور ظرف لغو متعلق مدعو کے۔ لفظا حرف النداء سے تمیز ہے یا بمعنی ملفوظا ہو کر حال ہے حرف النداء سے۔ حرف النداء مبتدأ قائم مقام ادعو خبر ہے۔

ترجمہ:۔ چوتھا مقام منادی ہے اور وہ ایسا اسم ہے جو بذریعہ حرف نداء پکارا گیا ہو درانحالیکہ وہ حرف نداء ملفوظ ہو جیسے یا عبدَ اللّٰہِ یعنی بلاتا ہوں میں عبداللہ کو اور حرف نداء قائم مقام ہے ادعو کے۔

تشریح:۔ ان مواضع اربعہ میں سے جہاں مفعول بہ کے عامل ناصب کو حذف کرنا واجب ہے چوتھا موضع منادی ہے یعنی مفعول بہ جب منادی ہو تو اس کے فعل ناصب کو حذف کرنا واجب ہے۔ وھو اسم سے منادی کی تعریف ہے منادٰی نداء سے مشتق ہے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی پکارا ہوا پکارنے والے کو منادِی (اسم فاعل) کہتے ہیں اور جس کو پکارا جائے اس کو منادٰی (اسم مفعول) کہتے ہیں اور پکارنے کو نداء اور جس حرف کے ذریعے پکارا جائے اس کو حرف نداء کہتے ہیں۔

منادی کی تعریف:۔ منادی وہ اسم ہے جس کو پکارا گیا ہو حرف نداء لفظی کے ساتھ جیسے یا عبداللہ عبداللہ مفعول بہ منادی ہے یا حرف نداء کے ذریعہ سے اس کو پکارا گیا ہے اصل میں تھا ادعو عبداللّٰہ (میں بلاتا ہوں عبداللہ کو) ادعو فعل کو حذف کر کے حرف نداء کو اس کے قائم مقام کیا گیا تا کہ اختصار حاصل ہو جائے

فوائد قیود: تعریف میں ھو اسم درجہ جنس میں ہے معرَّف اور غیر معرَّف یعنی منادی و غیر منادی سب کو شامل ہے مَدْعُوٌّ بِحَرْفِ النِّدَاءِ فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس کو حرف نداء کے ذریعہ نہیں پکارا گیا بلکہ فعل کے ذریعے بلایا گیا ہے جیسے ادعو زیدا اس مثال میں ادعو فعل کے ذریعے زید کو بلایا گیا ہے لہذا زید منادی نہیں نیز مندوب بھی خارج ہو گیا جس کا ذکر آگے آرہا ہے کیونکہ حرف نداء کے ذریعہ سے اس کو بلایا نہیں جاتا بلکہ اس پر افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے۔[1]

وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ يَا وَاَيَا وَهَيَا وَاَیْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ وَقَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

حل ترکیب:۔ حروف النداء مبتدا خمسۃ خبر یا وایا الخ مبتدا محذوف احدھا ثانیھا وغیرہ کی خبر ہیں یا خمسۃ سے بدل ہیں یا اعنی فعل محذوف کا مفعول بہ ہیں قد حرف برائے تقلیل یحذف فعل مجہول حرف النداء نائب فاعل لفظا تمیز ہے یا بمعنی ملفوظا ہو کر حال ہے۔

[1] فائدہ (۱):۔ منادی کو بلانے اور اسکی توجہ کو طلب کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ منادی مثلاً زید پشت دیکر کھڑا ہے تو یا زید کہنے سے مقصود یہ ہوگا کہ میری طرف رخ کرلے۔ دوسری صورت یہ کہ منادی کا رخ بلانے والے کی طرف پہلے سے ہے مگر اس کا دل متوجہ نہیں تو یا زید کہہ کر اس کے دل کو متوجہ کرنا مقصود ہوگا پھر کبھی حقیقۃً بلانا ہوگا جبکہ اس میں متوجہ ہونے کی صلاحیت ہو جیسے یا زید وغیرہ اور کبھی حکماً ومجازاً بلانا ہوگا جبکہ اس منادی میں متوجہ ہونے کی صلاحیت ہی نہ ہو جیسے یا سماء یا جبال وغیرہ۔

فائدہ (۲):۔ حرف نداء قائم مقام ادعوا واطلب وغیرہ کے ہوتا ہے۔ سیبویہ کے ہاں تو مفعول بہ منادی کو نصب دینے والا فعل ادعو یا اطلب ہے جو مقدر ہے کثرت استعمال کی وجہ سے اس کو حذف کر کے حرف نداء کو اسکے قائم مقام کیا گیا تا کہ تخفیف واختصار حاصل ہو جائے اور مبرد کے ہاں منادی کو نصب دینے والا خود حرف نداء ہے جو فعل کے قائم مقام ہے راجح مذہب سیبویہ کا ہے۔

ترجمہ: اور حروف نداء پانچ ہیں یا ایا ھیا ای اور ھمزۃ مفتوحہ اور کبھی حذف کیا جاتا ہے حرف نداء لفظوں میں جیسے یُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (اے یوسف اعراض کر اس سے)

تشریح: وقد یحذف الخ: یعنی جب کوئی قرینہ موجود ہو تو حرف نداء کو تخفیف کے لئے تلفظ میں حذف کر دیا جاتا ہے۔ ۱

نحو یوسف الخ:۔ یہ اصل میں یا یُوسف اعرض عن هذا تھا یوسف منادی ہے یا حرف نداء ہے اس کو حذف کیا گیا ہے قرینہ کی وجہ سے قرینہ یہ ہے کہ اگر یا کو مقدر نہ مانیں تو یوسف مبتدأ ہوگا اعرض عن هذا اسکی خبر حالانکہ اعرض صیغہ امر انشاء ہے اور انشاء کو خبر بنانا بغیر تاویل کے جائز نہیں لہذا یوسف منادی ہے اور یا حرف نداء اس سے پہلے محذوف ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمُنَادٰی عَلٰی اَقْسَامٍ فَاِنْ كَانَ مُفْرَدًا مَعْرِفَةً يُبْنٰى عَلٰى عَلَامَةِ الرَّفْعِ كَالضَّمَّةِ وَنَحْوِهَا نَحْوُ يَا زَيْدُ وَيَا رَجُلُ وَيَا زَيْدَانِ وَيَا زَيْدُوْنَ وَيُخْفَضُ بِلَامِ الْاِسْتِغَاثَةِ نَحْوُ يَا لَزَيْدٍ وَيُفْتَحُ بِالْحَاقِ الْفِهٖ نَحْوُ يَا زَيْدَاهُ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے بیشک منادی چند اقسام پر ہے پس اگر ہے وہ مفرد معرفہ تو علامت رفع پر مبنی ہوگا (جیسے ضمہ اور اس کی مثل) جیسے یا زید الخ اور منادی مجرور ہوتا ہے لام استغاثہ کے سبب جیسے یا لَزَیْد اور مفتوح ہوتا ہے الف استغاثہ کے لاحق ہونے کے سبب جیسے یا زیداہ۔

تشریح:۔ یہاں سے مصنف منادی کے اقسام و احکام بیان کرتے ہیں منادی کے چند اقسام ہیں منادی جب مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوگا۔

فائدہ:۔ مفرد کئی چیزوں کے مقابلہ میں آتا ہے کبھی تثنیہ و جمع کے مقابلہ میں کبھی مرکب کے مقابلہ میں کبھی جملہ و شبہ جملہ کے مقابلہ میں کبھی مضاف و شبہ مضاف کے مقابلہ میں یہاں مضاف و شبہ مضاف کے مقابلہ میں ہے منادی مفرد ہو یعنی مضاف شبہ مضاف نہ ہو

---

۱ فائدہ:۔ مگر یہ حذف کرنا چند شرطوں سے مشروط ہے (۱) منادی اسم جنس نہ ہو یعنی نداء سے پہلے نکرہ نہ ہو خواہ پھر نداء سے معرفہ بن گیا جیسے یا رجل یا نکرہ ہی رہا جیسے اندھا کہے یا رجلا اگر منادی اسم جنس یعنی نکرہ ہوگا تو حذف جائز نہیں کیونکہ اسم جنس کا منادی بننا کثیر نہیں اگر حرف نداء حذف کرتے ہیں تو اس کے منادی ہونے کا پتہ نہیں چلے گا۔ (۲) اسم اشارہ نہ ہو جیسے یاھذا کیونکہ اسم اشارہ کا منادی ہونا بھی قلیل ہے تو حرف نداء حذف کرنے سے اس کے منادی ہونے کا علم نہ ہوگا۔ (۳) منادی مستغاث و مندوب نہ ہو جنکا ذکر آگے آرہا ہے کیونکہ ان میں درازی آواز مطلوب ہے اور حرف نداء کو حذف کرنا اس کے منافی ہے۔

حل ترکیب:۔ اعلم فعل با فاعل انَّ حرف المنادی اسم علی اقسام ظرف مستقر خبر فا تفصیلیہ ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر مستتر اسم مفردا معرفۃ موصوف صفت سے ملکر خبر کان اسم و خبر سے ملکر شرط یبنی علی علامۃ الرفع جزاء یخفض فعل مجہول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل بلام الاستغاثۃ جار مجرور ظرف لغو متعلق یخفض کے اسی طرح یفتح بالحاق الفھا کی ترکیب ہے۔

کیونکہ اس کا حکم آگے آ رہا ہے۔ معرفہ ہو کیونکہ نکرہ کا حکم آگے آ رہا ہے۔ پھر خواہ حرف نداء سے پہلے معرفہ ہو جیسے یـا زیدُ یا حرف نداء کے بعد معرفہ ہو جیسے یا رجلُ تو اس صورت میں منادی علامت رفع پر مبنی ہوگا اور علامات رفع تین ہیں ضمہ الف واوَ جیسے یا زیدُ اس مثال میں زید منادی مفرد ہے یعنی مضاف نہیں شبہ مضاف نہیں معرفہ ہے حرف نداء سے پہلے تو علامت رفع ضمہ پر مبنی ہے یـا رجـل میں رجل مفرد ہے حرف نداء کے بعد معرفہ ہے علامت رفع ضمہ پر مبنی ہے یـا زیدان اس میں زیدان اگر چہ تثنیہ ہے مگر مضاف شبہ مضاف نہیں لہذا یہ مفرد ہے اور حرف نداء سے پہلے معرفہ ہے اور علامت رفع الف پر مبنی ہے یا زیدون میں زیدون اگر چہ جمع ہے مگر مضاف شبہ مضاف نہیں لہذا یہ مفرد ہے اور حرف نداء سے پہلے معرفہ ہے اور علامت رفع واؤ پر مبنی ہے۔

فائدہ:۔ منادی مفرد معرفہ کے مبنی بر ضم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کاف ضمیر اسمی کی جگہ میں واقع ہے مثلاً یـا زیـد اصل میں ادعـوك تھا کاف ضمیر اسمی کی جگہ زید کو رکھا گیا ہے اور کاف ضمیر اسمی کی مشابہت ہے کاف حرفی کے ساتھ اور کاف حرفی حرف ہونے کی وجہ سے مبنی الاصل ہے لہذا یہ منادی بھی مبنی ہوگا مزید تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

وَيُخْفَضُ الخ:۔ لام استغاثہ جب منادی پر داخل ہوگا تو منادی مجرور ہو جائے گا استغاثہ کا لغوی معنی ہے فریاد طلب کرنا جس سے فریاد طلب کی جائے اس کو مستغاث کہتے ہیں۔ جس کیلئے فریاد طلب کی جائے اس کو مستغاث لہ کہتے ہیں فریاد طلب کرنے والے کو مستغیث کہتے ہیں جیسے یـا لَـقَـوْمِ لِلْمَظْلُوْمِ (اے قوم فریادرسی کرو مظلوم کی) قوم مستغاث اور مظلوم مستغاث لہ ہے اور متکلم مستغیث ہے لام استغاثہ وہ لام ہے جو بوقت استغاثہ مستغاث پر داخل ہو یہ لام خود مفتوح ہوتا ہے کیونکہ اگر مکسور ہوگا تو اس لام مکسور سے التباس ہو جائے گا جو مستغاث لہ پر داخل ہوتا ہے کیونکہ کبھی مستغاث کو حذف کر کے مستغاث لہ کو باقی رکھتے ہیں تو پتہ نہیں چلے گا کہ یہ مستغاث ہے یا مستغاث لہ ہے جیسے یا لقوم للمظلوم میں لقوم کو حذف کر کے صرف یا للمظلوم کو باقی رکھتے ہیں

سوال:۔ اس کا برعکس کیوں نہیں کیا گیا کہ لام مستغاث مکسور ہوتا اور لام مستغاث لہ مفتوح تو اس صورت میں بھی التباس نہ ہوتا؟

جواب:۔ مستغاث لك ضمیر خطاب کی جگہ میں ہے اور کاف ضمیر خطاب پر جو لام داخل ہوتا ہے وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے لـک لهٰذا لام مستغاث بھی مفتوح ہوگا بخلاف مستغاث لہ کے کہ وہ کاف ضمیر کی جگہ میں واقع نہیں۔

فائدہ:۔ لام استغاثہ کی وجہ سے منادی مجرور اس لئے ہوتا ہے کہ اس وقت منادی پر دو عامل جمع ہو گئے ایک یا حرف نداء جو فعل کے قائم مقام ہے یہ نصب یا ضمہ وغیرہ کو چاہتا ہے اور دوسرا لام جارہ ان دونوں میں لام خود عامل ہے اور منادی کے قریب ہے اور یـا خود عامل نہیں بلکہ فعل کے قائم مقام ہے اور بنسبت لام کے منادی سے بعید ہے لهٰذا لام عامل قوی اور قریب ہے تو اس کو عمل دیا جائے گا جیسے یـا لَزَيْدٍ، زید منادی مستغاث مجرور ہے گویا پوری عبارت یوں ہے یـا لَـزَيْدٍ لِلْمَظْلُوْمِ (اے زید مظلوم کی فریادرسی کر) اس مثال میں مستغاث لہ محذوف ہے۔

ويـفـتـح الخ:۔ جب منادی کے آخر میں الف استغاثہ لاحق ہوگا تو منادی مستغاث مبنی بر فتح ہوگا کیونکہ الف چاہتا ہے کہ میرا ماقبل

مفتوح ہو۔

فائدہ:۔ جب الف استغاثہ آخر میں لاحق ہوگا تو پھر لام استغاثہ شروع میں نہیں آئیگا کیونکہ لام آخر میں جر چاہتا ہے اور الف اپنے ماقبل پر فتحہ چاہتا ہے تو دونوں کے اثر میں منافات ہے جیسے یـا زیـداه اس میں الف استغاثہ کی وجہ سے منادی مستغاث مبنی برفتحہ ہے آخر میں ہاوقف کی ہے۔

وَيُنْصَبُ اِنْ كَانَ مُضَافًا نَحْوُ يَا عَبْدَاللهِ اَوْ مُشَابِهًا لِلْمُضَافِ نَحْوُ يَا طَالِعًا جَبَلاً اَوْ نَكِرَةً غَيْرَ مُعَيَّنَةٍ كَقَوْلِ الْاَعْمٰى يَا رَجُلاً خُذْ بِيَدِيْ

ترجمہ:۔اور منادی منصوب ہوتا ہے اگر مضاف ہو جیسے یا عبداللہ یا مشابہ مضاف ہو جیسے یا طالعاً جبلاً یا نکرہ غیر معین ہو جیسے نابینا کا قول یا رجلا خُذْ بِيَدِيْ ۔

تشریح:۔ اگر منادی مفرد معرفہ نہ ہو تو اس کی چار صورتیں بنتی ہیں (۱) مفرد نہ ہو بلکہ مضاف ہو (۲) مفرد نہ ہو بلکہ شبہ مضاف ہو (۳) مفرد تو ہو لیکن معرفہ نہ ہو بلکہ نکرہ غیر معین ہو (۴) نہ مفرد ہو نہ معرفہ ہو مصنف نے تین صورتیں ذکر کی ہیں چوتھی صورت متکلم خود نکال سکتا ہے ان سب صورتوں میں منادی منصوب ہوگا۔

مضاف کی مثال:۔جیسے یا عبدَاللّٰہِ عبد مضاف اللہ مضاف الیہ۔

شبہ مضاف کی مثال:۔ جیسے یا طالعا جبلاً ۔شبہ مضاف وہ اسم ہے جو مضاف تو نہ ہو مگر اسکا معنی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر تمام نہ ہوتا ہو یہ مضاف کے مشابہ ہے جیسے مضاف کا معنی بغیر مضاف الیہ کے تام نہیں ہوتا اس کا معنی بھی بغیر مضاف الیہ کے تام نہیں ہوتا جیسے یا طالعا جبلا (اے چڑھنے والے پہاڑ پر) طالعا شبہ مضاف ہے جبلا کے بغیر اس کا معنی تام نہیں ہوتا کیونکہ چڑھنے والے کیلئے کوئی جگہ چاہیے جس کا ذکر ضروری ہے۔

نکرہ غیر معین کی مثال:۔ جیسے اندھا آدمی کہے یا رَجُلاً خُذْ بِيَدِيْ (اے کوئی آدمی پکڑ تو میرا ہاتھ) اس مثال میں رجلا نداء سے پہلے بھی نکرہ ہے نداء کے بعد بھی نکرہ غیر معین ہے کیونکہ نابینا آدمی کسی معین مرد کو نہیں پکار رہا۔

چوتھی صورت کی مثال:۔ جس کو کتاب والے نے ذکر نہیں کیا جیسے نابینا آدمی کہے یـا غـلامَ رَجُلٍ خُذْ بِيَدِيْ (اے کسی مرد کا کوئی غلام میرا ہاتھ پکڑ) اس مثال میں غـلام رجـل مفرد بھی نہیں ہے بلکہ مضاف ہے اور معرفہ بھی نہیں ہے بلکہ نکرہ غیر معین ہے ان سب صورتوں میں منادی مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔

حل ترکیب:۔ ینصب فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل فعل نائب فاعل سے ملکر دال بر جزاء ان کان مضافا شرط مؤخر او مشابھا للمضاف کا عطف ہے مضافا پر او نکرۃ غیر معینۃ بھی موصوف صفت سے ملکر معطوف ہے مضافا پر۔

وَاِنْ كَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ قِيْلَ يَا اَيُّهَا الرَّجُلُ وَيَا اَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ(۱)

ترجمہ:۔اور اگر ہو منادی معرف باللام تو کہا جائے گا یا ایھا الرجل و یا ایتھا المرأة۔

تشریح:۔اگر منادی کے شروع میں الف لام تعریف داخل ہو تو اس وقت اگر منادی مذکر ہے تو حرف نداء اور منادی کے درمیان ایھا کا واسطہ لایا جائے گا اور اگر منادی مؤنث ہے تو حرف نداء اور منادی کے درمیان ایتھا کا واسطہ لایا جائیگا اگر ایھا یا ایتھا کا واسطہ نہ لائیں تو دو آلہ تعریف جمع ہو جائیں گے کیونکہ یا حرف نداء بھی آلہ تعریف ہے اور الف لام بھی آلہ تعریف ہے لھذا فاصلہ کیلئے ایھا یا ایتھا کا لانا ضروری ہے پھر الرجل اور المرأة صفت اور ایھا ایتھا موصوف ہے موصوف اپنی صفت سے ملکر منادی مفرد معرفہ ہے

وَيَجُوْزُ تَرْخِيْمُ الْمُنَادٰى وَهُوَ حَذْفٌ فِيْ اٰخِرِهٖ لِلتَّخْفِيْفِ كَمَا تَقُوْلُ فِي مَالِكٍ يَا مَالُ وَفِي مَنْصُوْرٍ يَا مَنْصُ وَفِيْ عُثْمَانَ يَا عُثْمُ(۲)

ترجمہ:۔اور جائز ہے منادی کی ترخیم اور وہ حذف کرنا ہے اس کے آخر میں تخفیف کیلئے جیسا کہ تو کہے گا مالک میں یا مال اور منصور میں یا منص اور عثمان میں یا عثم۔

تشریح:۔یہاں سے مصنفؒ منادی کے خصائص میں سے ایک خصوصیت کا ذکر رہے ہیں کہ منادی میں ترخیم جائز ہے ترخیم باب تفعیل کا مصدر ہے اس کا لغوی معنی نرم اور آسان کر دینا نحویوں کی اصطلاح میں وہ ہے جس کو مصنف نے وھو حذف الخ سے بیان کیا یعنی منادی کے آخر میں کسی حرف کو تخفیف کیلئے حذف کرنا بغیر کسی صرفی و نحوی قانون کے پھر یہ حذف یا تو ایک حرف کا ہوگا یا دو حرفوں کا اگر منادی کے آخر میں حرف صحیح ہو جس سے پہلے مدہ ہے جیسے یا منصور راء حرف صحیح ہے اس سے پہلے واؤ مدہ ہے یا منادی کے آخر میں ایسے دو حرف زائد ہوں جو ایک ساتھ زائد ہوتے ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے ہیں جیسے یا عثمان اس کے آخر میں الف نون زائدتان ہیں ایک ساتھ زائد ہوتے ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں اگر ترخیم کریں گے تو آخر سے دو حرف حذف کریں گے یا منصورُ کو یا منصُ اور یا عثمانُ کو یا عُثمَ پڑھیں گے اور اگر منادی میں یہ دو صورتیں نہیں تو پھر ایک حرف حذف کریں گے جیسے یا مالِکُ میں یا مالُ یا حارِثُ میں یا حارِ پڑھیں گے۔

---

(۱) حل ترکیب:۔ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر در و مستتر اسم معرفا خبر باللام جار مجرور ظرف لغو متعلق معرفا کے کان اپنے اسم و خبر سے ملکر شرط قیل فعل مجہول یا ایھا الرجل و یا ایتھا المرأة معطوف علیہ معطوف سے ملکر نائب فاعل قیل اپنے نائب فاعل ومقولہ سے ملکر جزاء یا ھو ضمیر راجع بسوئے قول مصدر نائب اور یا ایھا الرجل الخ مقولہ ہے۔

(۲) حل ترکیب:۔یجوز فعل ترخیم المنادی فاعل ھو مبتدأ حذف مصدر فی آخرہ ظرف لغو متعلق حذف مصدر کے للتخفیف بھی ظرف لغو متعلق حذف مصدر کے پھر حذف خبر ہے ھو مبتدأ کی۔

وَيَجُوْزُ فِيْ اٰخِرِ الْمُنَادَى الْمُرَخَّمِ الضَّمُّ وَالْحَرَكَةُ الْاَصْلِيَّةُ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ يَا حَارِثُ يَا حَارُ وَيَا حَارِ (١)

ترجمہ: اور جائز ہے منادی مرخم کے آخر میں ضمہ اور حرکۃ اصلیہ جیسا کہ کہے گا تو یا حارث میں یا حارُ اور یا حارِ

تشریح:۔ منادی مرخم کے آخر میں دو حرکتیں جائز ہیں ایک تو ضمہ اس بنا پر کہ یہ منادی مستقل ہے جو حرف آخر سے حذف ہوا ہے وہ بمنزل نسیا منسیا ہے گویا یہی اس کی اصلی شکل ہے تو چونکہ اس وقت یہ منادی مفرد معرفہ ہے لھذا مبنی بر ضم ہوگا چنانچہ یا حارث میں آخری حرف ثا کو حذف کیا گیا تو یا حار کو مبنی بر ضم پڑھیں گے گویا کہ راء ہی آخری حرف ہے دوسری وہ حرکت اصلیہ جو ترخیم سے پہلے اس حرف پر تھی مثلا یا حارث میں ثا کی موجودگی میں را پر کسرہ تھا تو ثا کے حذف کرنے کے بعد بھی راء پر کسرہ ہی پڑھا جائیگا گویا کہ آخری حرف حذف ہوا ہی نہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّ يَا مِنْ حُرُوْفِ النِّدَاءِ قَدْ تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَنْدُوْبِ اَيْضًا وَهُوَ الْمُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ بِيَا اَوْ وَا كَمَا يُقَالُ يَا زَيْدَاهُ وَوَا زَيْدَاهُ فَوَا مُخْتَصَّةٌ بِالْمَنْدُوْبِ وَيَا مُشْتَرَكَةٌ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْمَنْدُوْبِ وَحُكْمُه فِي الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ مِثْلُ حُكْمِ الْمُنَادٰى (٢)

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے بے شک یا جو حروف نداء میں سے ہے یہ کبھی استعمال کیا جاتا ہے مندوب میں بھی اور وہ وہ ہے جس کیلئے غم کیا جائے یا کے ذریعے یا واو کے ذریعے جیسے کہا جائے گا یا زیداہ اور وا زیداہ پس وا مختص ہے مندوب کیساتھ اور یا مشترک ہے نداء اور مندوب میں اور حکم اس مندوب کا معرب اور مبنی ہونے میں مثل حکم منادی کے ہے۔

تشریح:۔ یا حرف نداء کبھی مندوب میں بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ یہ حرف تمام حروف نداء میں زیادہ مشہور ہے لھذا اس میں وسعت دی گئی غیر منادی میں بھی استعمال ہو جاتا ہے مندوب ندبۃ مصدر کا اسم مفعول ہے اس کا لغوی معنی وہ میت جس کی خوبیوں کو یاد کر کے رویا جائے تاکہ سامعین اس کی موت کو عظیم سانحہ خیال کریں اور اصطلاحی معنی مصنف نے وھو المتفجع عليه الخ سے بیان کیا مُتَفَجَّعٌ اسم مفعول کا صیغہ ہے از باب تفعل تفجع مصدر کا معنی ہے دردمند ہونا عليه میں علی بمعنی لام ہے تو اصطلاحی معنی

---

(١) حل ترکیب:۔ یجوز فعل فی آخر المنادی المرخم ظرف لغو متعلق یجوز کے الضمة معطوف علیہ الحرکۃ الاصلیۃ موصوف صفت سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر یجوز کا فاعل۔

(٢) حل ترکیب:۔ اعلم فعل بفاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل لفظ یا بتاویل ھذا اللفظ موصوف یا ذوالحال من جار حروف مضاف النداء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے ہو کر صفت یا حال موصوف صفت سے ملکر یا ذوالحال حال سے ملکر ان کا اسم قد تستعمل الخ خبر ایضا مفعول مطلق ہے فعل محذوف آض کا ھو مبتدا المتفجع علیہ الخ خبر، فا تفریعیہ لفظ وا بتاویل ھذا اللفظ مبتدا مختصۃ الخ خبر لفظ یا بتاویل ھذا اللفظ مبتدا مشترکۃ الخ خبر۔ باقی واضح ہے

یہ ہوگا کہ مندوب اس ذات کا اسم ہے جس کی وجہ سے دردمندی کا اظہار کیا جائے حرف یا یا وا کے ذریعے سے جیسے یا زیداہ وا زیداہ (ہائے زید) پھر عام ہے کہ متفجع علیہ وجود اہو یا عدما یعنی اس کے وجود پر افسوس کا اظہار کیا جائے یا اس کے عدم پر افسوس کا اظہار کیا جائے عدم کی مثال جیسے یا زیداہ وا زیداہ زید کے مرنے اور معدوم ہونے پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ وجود کی مثال وا حسرتاہ وامصیبتاہ زید کے مرنے کی وجہ سے جو مصیبت اور حسرت موجود ہوئی اس پر ندبہ کیا جا رہا ہے آخر میں ہاء وقف کی ہے جو درازی آواز کیلئے ہے اور درازی آواز مندوب میں مطلوب ہے پھر واو تو مندوب کے ساتھ مختص ہے منادی میں استعمال نہیں ہوتا اور یا عام ہے منادی و مندوب دونوں میں استعمال ہوتا ہے البتہ مندوب میں اس وقت استعمال ہوگا جب قرینہ ہو وہ قرینہ مندوب کے آخر میں الف کا ہونا ہے۔

وحکمہ الخ یعنی مندوب کا حکم معرب ومبنی ہونے میں مثل حکم منادی کے ہے جیسے مثلاً منادی مفرد معرفہ علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے اسی طرح مندوب مفرد معرفہ بھی علامت رفع پر مبنی ہوگا وغیرذ لک۔

فَصْلٌ الْمَفْعُوْلُ فِيْهِ هُوَ اِسْمٌ مَا وَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِيْهِ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَيُسَمّٰى ظَرْفًا وَظُرُوْفُ الزَّمَانِ عَلٰى قِسْمَيْنِ مُبْهَمٌ وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ لَهٗ حَدٌّ مُعَيَّنٌ كَدَهْرٍ وَحِيْنٍ وَمَحْدُوْدٌ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ لَهٗ حَدٌّ مُعَيَّنٌ كَيَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَشَهْرٍ وَسَنَةٍ

ترجمہ: مفعول فیہ وہ نام ہے اس چیز کا جس میں فاعل کا فعل واقع ہو یعنی زمان اور مکان اور نام رکھا جاتا ہے اس کا ظرف اور ظروف زمان دو قسم پر ہیں مبہم اور وہ وہ ہے کہ نہ ہو اس کیلئے کوئی حد معین جیسے دہر اور حین اور محدود اور وہ وہ ہے کہ ہو اس کیلئے کوئی حد معین جیسے یوم اور لیلۃ اور شہر اور سنۃ۔

تشریح:۔ مفاعیل خمسہ میں سے تیسرا قسم مفعول فیہ ہے مفعول فیہ نام ہے اس ظرف زمان ومکان کا جس میں فاعل کا فعل واقع ہو فعل سے مراد اصطلاحی فعل نہیں جو اسم وحرف کا مقابل ہے بلکہ لغوی فعل مراد ہے یعنی حدث۔

فوائد قیود:۔ اسم مادرجۂ جنس میں ہے سب مفاعیل کو شامل ہے وقع فعل الفاعل فیہ یہ فصل ہے اس سے باقی سب

حل ترکیب:۔ المفعول فیہ ال بمعنی الذی اسم موصول مفعول اسم مفعول صیغہ صفت فیہ جار مجرور نائب فاعل صیغہ صفت اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ موصول صلہ سے ملکر مبتدأ۔ ھو مبتدأ اسم مضاف ما موصولہ وقع فعل ماضی فعل الفاعل مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل فیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق وقع کے من الزمان والمکان جار مجرور بیان ہے ما موصولہ کا موصول اپنے صلہ و بیان سے ملکر مضاف الیہ اسم مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہے المفعول فیہ مبتدأ کی یسمی فعل مجہول ھو نائب فاعل ظرفا مفعول بہ ظروف الزمان مبتدأ علی قسمین جار مجرور ثابتۃ کے متعلق ہوکر خبر۔ مبہم خبر ہے مبتدأ محذوف احدھما کی یا بدل ہے قسمین سے ھو مبتدأ ما موصولہ لا نافیہ یکون فعل ناقص لہ خبر مقدم حد معین موصوف صفت سے ملکر اسم مؤخر محدود خبر ثانیھما مبتدأ محذوف کی یا بدل ہے قسمین سے۔ یا مبہم ومحدود معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول بہ ہیں اعنی فعل مقدر کا۔

مفاعیل خارج ہو گئے۔ مفعول فیہ کو ظرف بھی کہا جاتا ہے ظرف کا معنی ہے برتن چونکہ مفعول فیہ فاعل کے فعل کا برتن ہے اس لئے اس کو ظرف کہنا صحیح ہے ظروف زمان کی دو قسمیں ہیں ایک مبہم جن کیلئے کوئی حد معین نہیں جیسے دھر بمعنی مطلق زمانہ اور حین بمعنی مطلق وقت دوسرا قسم محدود جن کیلئے کوئی حد معین ہے جیسے یوم بمعنی دن لیلۃ بمعنی رات شہر بمعنی مہینہ سنۃ بمعنی سال ان سب کیلئے حد مقرر ہے یوم ولیلۃ کیلئے متعین گھنٹے ہیں شہر انتیس یا تیس دن کا ہوتا ہے سنۃ بارہ مہینوں کا ہوتا ہے۔

وَكُلُّهَا مَنْصُوْبٌ بِتَقْدِيْرِ فِيْ تَقُوْلُ صُمْتُ دَهْرًا وَسَافَرْتُ شَهْرًا اَیْ فِیْ دَهْرٍ وَشَهْرٍ

ترجمہ: اور یہ سب ظروف زمان منصوب ہوتے ہیں فی کے مقدر کرنے کیساتھ کہے گا تو صمت دھرا وسافرت شھرا یعنی روزہ رکھا میں نے زمانہ میں اور سفر کیا میں نے مہینہ میں۔

تشریح: ۔ظروف زمان خواہ مبہم ہوں یا محدود فی کے مقدر کرنے کی وجہ سے منصوب ہوتے ہیں اگر فی لفظوں میں مذکور ہو تو یہ مجرور ہوں گے جیسے صمت دھرا اصل میں تھا صمت فی دھر فی کو مقدر کر کے دھر کو منصوب پڑھا گیا یہ مبہم کی مثال ہے اور محدود کی مثال جیسے سَافَرْتُ شَهْرًا اصل میں سافرت فی شَهْرٍ تھا فی کو مقدر کر کے شہر کو منصوب پڑھا گیا۔

فائدہ: ۔ظروف زمان مبہم کو بتقدیر فی منصوب پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ زمان مبہم فعل کے مفہوم ومعنی کی جزو ہے کیونکہ فعل مرکب ہے تین چیزوں سے (۱) مصدر (۲) زمان (۳) نسبت الی الفاعل۔ اور قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب فعل کی جزو کو اس کے بعد علیحدہ مستقل طور پر ذکر کرتے ہیں تو بلا واسطہ حرف جر کے منصوب ہوتا ہے جیسے مفعول مطلق جو کہ مصدر ہے فعل کی جزو ہے فعل کے بعد اس کو علیحدہ مستقل طور پر ذکر کرتے ہیں جیسے ضربت ضربا تو یہ منصوب ہوتا ہے لھذا ظرف زمان مبہم بھی بتقدیر فی منصوب ہوگا اور ظروف زمان محدود کو ظروف زمان مبہم پر محمول کرتے ہیں کیونکہ دونوں نفس زمانیت میں مشترک ہیں لھذا اس مناسبت سے زمان محدود کا حکم بھی وہی ہوگا جو زمان مبہم کا ہے۔

فائدہ: ۔مصنف کی عبارت کلھا منصوب الخ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اگر فی لفظوں میں مذکور ہو جیسے ضربت فی یوم الجمعۃِ تو وہ بھی مفعول فیہ ہوگا البتہ منصوب نہیں ہوگا بلکہ مجرور ہوگا گویا کہ مصنف کے ہاں مفعول فیہ دو قسم پر ہے ایک وہ کہ اس میں فی مقدر ہوتا ہے اس صورت میں مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے دوسری قسم مفعول فیہ کی وہ ہے کہ جس میں فی ملفوظ ہوتا ہے اس صورت میں مفعول فیہ مجرور ہوتا ہے یہ مذہب مصنف کا ہے لیکن جمہور نحویوں کے ہاں وہ ظرف زمان جس میں فی مذکور وملفوظ ہوتا ہے جیسے جلست فی المَسْجِدِ تو وہ مفعول بہ بواسطہ حرف جر ہوگا نہ کہ مفعول فیہ کیونکہ جمہور نحویوں کے ہاں مفعول فیہ وہ ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو اور فی اس میں مقدر ہو یعنی انکے ہاں مفعول فیہ کیلئے تقدیر فی شرط ہے اسکے منصوب ہونے کیلئے شرط نہیں بخلاف

حل ترکیب: ۔کلہا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ منصوب خبر با جار تقدیر مضاف فی بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق منصوب کے۔

مصنف وغیرہ۔کے کہ ان کے ہاں مفعول فیہ کے منصوب ہونے کیلئے تقدیر فی شرط ہے مفعول فیہ ہونے کیلئے شرط نہیں۔

وَظُرُوْفُ الْمَكَانِ كَذٰلِكَ مُبْهَمٌ وَهُوَ مَنْصُوْبٌ اَيْضًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ نَحْوُ جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَاَمَامَكَ وَمَحْدُوْدٌ وَهُوَ مَالَايَكُوْنُ مَنْصُوْبًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ بَلْ لَابُدَّ مِنْ ذِكْرِ فِيْ فِيْهِ نَحْوُ جَلَسْتُ فِي الدَّارِ وَفِي السُّوْقِ وَفِي الْمَسْجِدِ

ترجمہ:۔اورظروف مکان اسی طرح مبہم ہیں اوروہ بھی منصوب ہوتے ہیں فی کومقدر کرنے کے ساتھ جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ و أمـــامَكَ اورمحدود اوروہ وہ ہے کہ نہیں ہوتے منصوب فی کومقدر کرنے کے ساتھ بلکہ ضروری ہے فی کوذکر کرنا ان میں جیسے جلست فی الدار وفی السوق و فی المسجد۔

تشریح:۔ظروف مکان بھی ظروف زمان کی طرح دوقسم پر ہیں ایک قسم مبہم جن کیلئے کوئی حد متعین نہ ہوجیسے خلف بمعنی پیچھے۔اب کسی چیز کے پیچھے والی جگہ یامکان کی کوئی حد متعین نہیں۔پیچھا غیر متناہی چلا جاتا ہے اَمـــام بمعنی آگے کسی چیز کے سامنے کی بھی حد متعین نہیں اورظروف مکان مبہم بھی بتقدیر فی منصوب ہوتے ہیں کیونکہ یہ ظروف زمان مبہم پرمحمول ہیں کیونکہ دونوں وصف ابہام میں مشترک ہیں لھٰذا ظرف مکان مبہم کا وہی حکم ہوگا جوظرف زمان مبہم کا ہے۔بتقدیر فی منصوب ہونگے جیسے جلست خلفک اصل میں تھافی خلفک (میں بیٹھا تیرے پیچھے) فی کومقدر کرکے خلفک کومنصوب پڑھا گیا جلست امامک اصل میں تھا جلست فی امامک (بیٹھا میں تیرے آگے) فی کومقدر کرکے امامک کومنصوب پڑھا گیا۔ظروف مکان مبہم یہ ہیں امام خلف فوق تحت یمین و شمال۔دوسری قسم ظروف مکان محدود جن کی حد متعین ہوجیسے دار مسجد سوق وغیرہ یہ بتقدیر فی منصوب نہیں ہوتے بلکہ لفظ فی کوذکر کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے یہ مجرور ہونگے وجہ یہ ہے کہ ان کی ظروف زمان مبہم کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ذات اور وصف میں مختلف ہیں وہ زمان ہیں یہ مکان ہیں وہ مبہم ہیں یہ محدود ہیں لھٰذا ظروف مکان محدود کوظروف زمان مبہم پرمحمول کرکے فی کومقدر کرکے منصوب پڑھنا درست نہیں بلکہ فی مذکور ہوگا اور یہ اس کی وجہ سے مجرور ہونگے جیسے جلست فی الدار (بیٹھا میں گھر میں) جلست فی السوق (بیٹھا میں بازار میں) جلست فی المسجد (بیٹھا میں مسجد میں)۔

حل ترکیب:۔ظروف المکان مبتدأ کذٰلک جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے ہوکر خبر مبہم خبر مبتدأ محذوف احدھما کی ومحدود خبر مبتدأ محذوف ثانیھما کی ھو مبتدأ منصوب خبر ایضا مفعول مطلق آض فعل مقدر کا باحرف جار تقدیر مضاف فی بتاویل ھٰذا اللفظ مضاف الیہ پھر جار مجرور ظرف لغو متعلق منصوب کے جلست فعل بفاعل خلفک مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ھو مبتدأ ما موصولہ لا نافیہ یکون فعل ناقص ھو ضمیر اس کا اسم منصوبا خبر بتقدیر فی جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منصوبا کے بل عاطفہ لا نفی جنس بد اسم من ذکر فی جار مجرور ظرف مستقر خبر۔فیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق ذکر مصدر کے۔

فَصلُ اَلْمَفْعُولُ لَه هُوَ اِسْمٌ مَا لِاَجلِهِ يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُورُ قَبْلَه وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ نَحْوُ ضَرَبْتُه تَادِيْبًا اَیْ لِلتَّادِيْبِ وَقَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا اَیْ لِلْجُبْنِ

ترجمہ:۔مفعول لہ نام ہے ایسی چیز کا جس کی وجہ سے ایسا فعل واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو اور یہ منصوب ہوتا ہے لام کے مقدر کرنے کیوجہ سے جیسے ضربته تادیبا ای للتادیب (مارا ہے میں نے اس کو ادب سکھانے کیلئے) اور قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا اَیْ لِلْجُبْنِ (بیٹھا ہوں میں لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے)

تشریح:۔مفاعیل خمسہ میں سے چوتھی قسم مفعول لہ ہے مفعول لہ نام ہے اس چیز کا جس کے حاصل کرنے کیلئے یا جس کے موجود ہونے کی وجہ سے وہ فعل واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے جیسے ضربته تادیبا میں تادیبا مفعول لہ ہے جس کے حاصل کرنے کیلئے وہ فعل ضرب واقع ہوا جو اس سے پہلے مذکور ہے (فعل سے لغوی فعل یعنی حدث و معنی مصدری مراد ہے فعل اصطلاحی مراد نہیں جو اسم و حرف کے مقابل ہے)

فوائد قیود: اسم ما درجۂ جنس میں ہے سب مفاعیل کو شامل ہے لاجلہ الخ فصل ہے اس سے باقی تمام مفاعیل خارج ہو گئے کیونکہ ان کی وجہ سے فعل مذکور نہیں کیا جاتا پھر فعل کبھی حقیقۃً مذکور ہوتا ہے جیسے ضربته تادیبا کبھی حکماً مذکور ہوتا ہے حقیقۃً مقدر ہوتا ہے جیسے کسی نے کہا لِمَ ضَرَبْتَ زَیْدًا (آپ نے زید کو کیوں مارا) اسکے جواب میں وہ کہتا ہے تادیبا (ادب سکھانے کیلئے) اصل میں ضربته تادیبا تھا سوال کے قرینہ سے ضربته فعل کو مقدر کیا گیا۔

وینصب الخ:۔یعنی مفعول لہ بتقدیر لام جارہ منصوب ہوتا ہے تو گویا اس کے منصوب ہونے کی شرط یہ ہے کہ لام مقدر ہو اگر لام لفظوں میں مذکور ہوگا تو مفعول لہ مجرور ہوگا۔

فائدہ:۔مصنف کے قول میں اس طرف اشارہ ہے کہ مفعول لہ دو قسم پر ہے ایک وہ جس میں لام مقدر ہو اس وقت یہ منصوب ہوگا، دوسرا وہ کہ جس میں لام مذکور ہو اس وقت وہ مجرور ہوگا پس مفعول فیہ کی طرح یہاں بھی مصنف کے نزدیک لام کو مقدر کرنا صحت نصب کیلئے

حل ترکیب:۔ال بمعنی الذی اسم موصول مفعول اسم مفعول صیغہ صفت لہ جار مجرور نائب فاعل شبہ جملہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدأ۔ پھر ھو مبتدأ اسم مضاف ما موصولہ لام جارہ اجل مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یقع کے یقع فعل الفعل موصوف ال بمعنی الذی اسم موصول مذکور صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل قبلہ مفعول فیہ مذکور کا صیغہ صفت اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے ملکر صلہ موصول صلہ ملکر صفت موصوف صفت سے ملکر فاعل ہے یقع کا، یقع فعل اپنے فاعل و متعلق مقدم سے ملکر صلہ ہے ما موصولہ کا، موصول صلہ سے ملکر مضاف الیہ اسم مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے المفعول لہ مبتدأ کی۔ ینصب فعل مجہول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل، با جار، تقدیر اللام مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ینصب کے ضربت فعل بفاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، تادیبا مفعول لہ، ای حرف تفسیہ للتادیب تفسیر ہے تادیبا کی قعدت فعل بافاعل عن الحرب جار مجرور متعلق قعدت کے جبنا مفعول لہ۔ ای حرف تفسیر للجبن تفسیر ہے جبنا کی۔

شرط ہے نہ کہ صحت مفعول لہ کیلئے جمہور کے ہاں مفعول لہ کی صحت کیلئے لام کا مقدر ہونا شرط ہے اگر لام مذکور ہے تو وہ مفعول لہ نہیں بلکہ مفعول بہ ہے بواسطہ حرف جر۔

ضربته تاديبًا اى للتاديب :۔ یہ اس مفعول لہ کی مثال ہے جسکو حاصل کرنے کیلئے وہ فعل ضرب واقع ہوا جو اس سے پہلے مذکور ہے کیونکہ عموماً بغیر ضرب کے ادب حاصل نہیں ہوتا قعدت عن الحرب جبنا اس مفعول لہ کی مثال ہے جس کے موجود ہونے کے سبب سے وہ فعل قعود واقع ہوا جو اس سے پہلے مذکور ہے۔

وَعِنْدَ الزُّجَاجِ هُوَ مَصْدَرٌ تَقْدِيْرُه اَدَّبْتُه تَادِيْبًا وَجَبُنْتُ جُبْنًا (۱)

ترجمہ: اور زجاج کے نزدیک وہ مصدر ہے اصل اس کی ادبته تاديبا (ادب سکھلایا میں نے اس کو ادب سکھلانا) اور جبنت جبنا ہے (بزدل ہوا میں بزدل ہونا)۔

تشریح:۔ جمہور کے ہاں تو مفعول لہ مستقل معمول ہے مگر زجاج کے ہاں مستقل معمول نہیں بلکہ مفعول مطلق ہے من غير لفظه یعنی فعل مذکور کے مغایر ہو کر اسی کا مفعول مطلق ہے چنانچہ زجاج کے ہاں ضربته تاديبا کا معنی ہے ادبته بالضرب تاديبا (ادب سکھلایا میں نے اس کو مارنے کے ساتھ ادب سکھلانا) اور قعدت عن الحرب جبنا کا معنی ہے جَبُنْتُ فِی الْقُعُوْدِ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا (بزدل ہوا میں لڑائی سے بیٹھ جانے میں بزدل ہونا) مگر زجاج کا یہ قول درست نہیں کیونکہ تاویل کر کے ایک قسم کو دوسری قسم میں داخل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اول قسم ختم ہو کر ثانی بن جائے ورنہ تو تاویل سے حال مفعول فیہ ہو جائیگا حالانکہ دونوں مستقل قسمیں ہیں مثلاً جاء زيدٌ راكبًا میں راكبا حال ہے (آیا زید اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اس میں تاویل کر کے جاء زيدٌ فى وقت الركوب والا معنی کیا جا سکتا ہے (آیا زید سوار ہونے کے وقت میں)

فَصْلُ اَلْمَفْعُوْلُ مَعَه هُوَمَايُذْكَرُبَعْدَالْوَاوِ بِمَعْنٰى مَعَ لِمَصَاحِبَةِ مَعْمُوْلِ الْفِعْلِ نَحْوُ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ وَجِئْتُ اَنَاوَزَيْدًا اَىْ مَعَ الْجُبَّاتِ وَمَعَ زَيْدٍ (۲)

ترجمہ:۔ مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے فعل کے معمول کے ساتھی ہونے کی وجہ سے جیسے جاء البرد والجبات (آئی سردی جبوں کے ساتھ) اور جئت انا وزيدا (آیا میں زید کے ساتھ)

---

(۱) حل ترکیب:۔ عندالزجاج مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مقدم ہے مصدر کا هو مبتدأ مصدر خبر۔ تقدیرہ مبتدأ ادبته تادیبا جملہ بتاویل هذا التركيب معطوف علیہ جبنت جبنا جملہ معطوفہ سے ملکر خبر۔

(۲) حل ترکیب:۔ المفعول معہ ال بمعنی الذی اسم موصول مفعول اسم مفعول صیغہ صفت معہ نائب فاعل شبہ جملہ ہو کر صلہ موصول صلہ ملکر مبتدأ ھو پھر مبتدأ ما موصولہ یذکر فعل مجہول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل بعد مضاف الواؤ موصوف با جار معنی مضاف مع مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تشریح:۔ مفاعیل خمسہ میں سے پانچویں قسم مفعول معہ ہے مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد مذکور ہو بوجہ مصاحب وساتھی ہونے اسکے معمول فعل کے خواہ معمول فعل فاعل ہو جیسے جاء البرد والجبات تو الجبات مفعول معہ ہے کیونکہ واؤ بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور جاءفعل کے معمول فاعل یعنی البرد کا مصاحب وساتھی ہے مجیئت والے فعل میں جئت انا وزیداً (آیا میں ساتھ زید کے) اس مثال میں زید مفعول معہ ہے کیونکہ واؤ بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور جئت کے معمول ت ضمیر جو کہ فاعل ہے اس کے ساتھ مجیئت والے فعل میں شریک ہے اور مثال اِستوی الماءُ والخشبۃَ (برابر ہو گیا پانی لکڑی کے ساتھ) اس مثال میں الخشبۃ مفعول معہ ہے کیونکہ واؤ بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور فعل استوی کے معمول فاعل یعنی الماء کا مصاحب ہے برابری والے فعل میں دونوں مشترک ہیں یا وہ معمول مفعول بہ ہو جیسے کفاكَ وزیدًا درھمٌ (کافی ہے تجھے ساتھ زید کے ایک درہم) اس مثال میں زیدا مفعول معہ ہے کیونکہ واؤ بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور کفی فعل کے معمول كَ ضمیر جو کہ مفعول بہ ہے اس کے ساتھ یہ شریک ہے کہ ایک درہم دونوں کیلئے کافی ہے۔

فَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ لَفْظًا وَجَازَ الْعَطْفُ يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَجْهَانِ النَّصَبُ وَالْعَطْفُ نَحْوُ جِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا اَوْزَيْدٌ

ترجمہ:۔ پس اگر ہو فعل لفظی اور جائز ہو عطف تو جائز ہیں اس میں دو وجہیں نصب اور عطف جیسے جِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا اَوْزَيْدٌ (آیا میں ساتھ زید کے)

تشریح:۔ اگر مفعول معہ کا فعل ناصب لفظی ہو اور واؤ کے مابعد کا فعل کے معمول پر عطف جائز ہو یعنی عطف سے کوئی مانع نہ ہو تو اس وقت مفعول معہ میں دو وجہیں جائز ہیں ایک تو نصب بناء بر مفعولیت کے دوسرے عطف کیونکہ ان دونوں وجہوں میں سے کسی کیلئے کوئی مانع نہیں جیسے جئت انا وزیدا اس مثال میں جئت فعل لفظی ہے اور واؤ کے مابعد زید کا ت ضمیر بارز مرفوع متصل پر عطف جائز

(بقیہ حاشیہ سابقہ) مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر الکائنۃ کے متعلق ہو کر صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ بعد مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ یذکر فعل مجہول کا لام جار مصاحبۃ مضاف معمول الفعل مضاف الیہ ہو کر مفعول بہ اور ہ ضمیر راجع بسوئے مفعول معہ ہو کر فاعل ہے جو کہ متروک ومحذوف ہے مصاحبۃ اپنے فاعل ومضاف الیہ مفعول بہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یذکر کے پھر یذکر صلہ ہے ما موصولہ کا۔ موصولہ الخ خبر ہے ھو مبتدأ کی پھر جملہ اسمیہ خبر ہے المفعول معہ مبتدأ کی جاء فعل البرد فاعل واؤ بمعنی مع الجبات مفعول معہ جئت فعل بفاعل انا ضمیر تاکید واؤ بمعنی مع زیدا مفعول معہ۔

حل ترکیب۔ فاتفسیر یہ ان حرف شرط کان فعل ناقصہ یا تامہ بمعنی حصل الفعل کان ناقصہ کا اسم یا کان تامہ کا فاعل لفظا بمعنی لفظیا کان ناقصہ کی خبر یا کان تامہ کیصورت میں بمعنی ملفوظا ہو کر الفعل سے حال پھر کان ناقصہ اپنے اسم وخبر سے ملکر یا کان تامہ اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ جاز العطف معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر شرط یجوز فعل فیہ ظرف لغو متعلق ہے یجوز کے الوجھان مبدل منہ النصب والعطف معطوف علیہ معطوف سے ملکر بدل مبدل منہ بدل سے ملکر فاعل یا النصب خبر ہے احدھما مبتدأ محذوف کی العطف خبر ہے ثانیھما مبتدأ محذوف کی یا مفعول بہ ہیں اعنی فعل محذوف کا یجوز اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جزاء۔

ہے کیونکہ جب ضمیر مرفوع متصل کی تاکید لائی جائے ضمیر مرفوع منفصل سے تو اس پر عطف جائز ہوتا ہے اور یہاں انا ضمیر منفصل تاکید ہے لھذا عطف جائز ہے تو اب زیــدًا کو بنا بر مفعول معہ کے منصوب پڑھنا بھی جائز ہے اور ت ضمیر متصل پر عطف ڈال کر مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے۔

وَاِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ جِئْتُ وَزَيْدًا(۱)

ترجمہ:۔اور اگر نا جائز ہو عطف تو متعین ہے نصب جیسے جئت وزیدا (آیا میں ساتھ زید کے)

تشریح:۔اگر واؤ کے مابعد کا فعل کے معمول پر عطف جائز نہ ہو تو اس وقت بناء بر مفعول معہ کے نصب متعین ہے کیونکہ اس وقت کوئی اور صورت نہیں ہو سکتی جیسے جئت وزیدا اس مثال میں عطف نا جائز ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ اسم ظاہر کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر اس وقت جائز ہوتا ہے جب اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل سے ہو رہی ہو اور یہاں ت ضمیر متصل کی تاکید نہیں لائی گئی لہذا زید کا ت ضمیر متصل پر عطف نا جائز ہے۔

وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ مَعْنًى وَجَازَ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ الْعَطْفُ نَحْوُ مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو(۲)

ترجمہ:۔اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف متعین ہے جیسے ما لزید وعمرو

تشریح:۔اگر فعل معنوی ہو یعنی ایسا فعل ہو جو لفظوں میں موجود نہیں لیکن لفظ سے مستنبط ہو رہا ہے سمجھا جا رہا ہے اور واؤ کے مابعد کا فعل کے معمول پر عطف جائز ہے (یعنی عطف سے کوئی مانع نہیں) تو اسوقت عطف متعین ہوگا اس وقت نصب مفعول معہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں جیسے مالزید وعمرو اس مثال میں عمرو منصوب بناء بر مفعول معہ نہیں ہوگا بلکہ زید پر معطوف ہو کر مجرور ہوگا کیونکہ فعل معنوی عامل ضعیف ہے اور ہے بھی مخفی خلاف ظاہر اور لزید میں لام جار عامل قوی ہے کیونکہ لفظی ہے اور ظاہر ہے تو عامل لفظی قوی ظاہر کے ہوتے ہوئے عامل ضعیف مخفی پوشیدہ کو عمل دینا جائز نہیں لہذا عمرو زید پر معطوف ہو کر لام جارہ کی وجہ سے مجرور ہوگا۔

وَاِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ مَالَکَ وَزَيْدًا وَمَاشَانُکَ وَعَمْرًا لِاَنَّ الْمَعْنٰى مَا تَصْنَعُ(۳)

ترجمہ:۔اور اگر عطف جائز نہیں تو نصب متعین ہے جیسے مالک وزیدا لخ۔

---

(۱) حل ترکیب:۔ان حرف شرط لم جازمہ جحدیہ یجز فعل العطف فاعل یہ جملہ شرط اور تعین النصب جزاء۔

(۲) حل ترکیب:۔ان حرف شرط کان یہاں تامہ بمعنی وجد وحصل الفعل اس کا فاعل معنی تمیز یا حال ہو کر منصوب فعل فاعل سے مل کر معطوف علیہ جاز العطف معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر شرط اور تعین العطف جزا نحو مضاف ما استفہامیہ مبتدا لام جار زید وعمرو معطوف علیہ معطوف سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف مستقر خبر۔

(۳) حل ترکیب:۔ان حرف شرط لم یجز العطف شرط اور تعین النصب جزاء۔

تشریح:۔ اگر مفعول معہ کا عامل فعل معنوی ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اس وقت نصب متعین ہے مفعول معہ ہونے کی وجہ سے اس وقت عامل ضعیف خفی کو ہی عمل دیں گے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت نہیں ہوسکتی جیسے مالک وزیدا ماشانک وعمرا دونوں مثالوں میں زیداور عمرو کا عطف ک ضمیر متصل پر ناجائز ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ ضمیر مجرور پر عطف بغیر اعادہ جار (خواہ وہ جار حرف جر ہو یا مضاف ہو) جائز نہیں ہے اور یہاں زید اور عمرو میں جار کا اعادہ نہیں ہے لہذا یہاں عطف ممتنع ہے۔ اگر دوسری مثال میں عمرو کا عطف شانک پر ڈالیں تو یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اس وقت خلاف مقصود لازم آئے گا مقصود تو مخاطب اور عمرو کی شان سے سوال کرنا ہے نہ کہ ایک کی شان اور دوسرے کی ذات سے اگر شانک پر عطف ہو تو ایک کی شان اور دوسرے کی ذات سے سوال ہوگا کیونکہ اس وقت معنی ہوگا کیا شان و حال ہے تیرا اور کیا ہے عمرو اور یہ معنی خلاف مقصود ہے مصنف یہاں دو مثالیں لائے ہیں ایک مثال مجرور بحرف الجر کی اور دوسری مجرور بالمضاف کی۔

لِاَنَّ الْمَعْنٰی الخ:۔ سے ان مثالوں میں فعل کے معنوی ہونے کی دلیل ہے کہ مالک و زید اور ما شانک و عمرا میں مفعول معہ کا عامل فعل لفظی نہیں بلکہ معنوی ہے کیونکہ ما استفہامیہ ہے اور استفہام اکثر فعل کا ہوتا ہے لھذا اس سے فعل سمجھا جارہا ہے تو مالکَ وَزَیْدًا کے معنی ہیں ماتصنعُ و زیدًا (کیا کرتا ہے تو ساتھ زید کے) اور ماشانکَ وَعَمْرًا کے معنی ہیں کہ ما تصنعُ و عمرًا (کیا کرتا ہے تو ساتھ عمرو کے) اسی طرح ما لزید و عمرو کے معنی ہیں کہ ما یصنعُ زیدٌ و عمرٌو (کیا کرتا ہے زید اور عمرو)

فَصْلُ اَلْحَالُ لَفْظٌ یَدُلُّ عَلٰی بَیَانِ هَیْئَةِ الْفَاعِلِ اَوِ الْمَفْعُوْلِ بِهٖ اَوْ كِلَیْهِمَا نَحْوُ جَاءَ نِیْ زَیْدٌ رَاكِبًا وَضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا وَلَقِیْتُ عَمْرًا رَاكِبَیْنِ

ترجمہ:۔ حال وہ لفظ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی ھیت کے بیان پر دلالت کرے جیسے جاء نی زید راکبا (آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اور ضربت زید مشدودا (مارا میں نے زید کو اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا) اور لقیت عمرو راکبین (ملا میں عمرو کو اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے)

تشریح:۔ منصوبات کی چھٹی قسم حال ہے حال کا لغوی معنی برگشتن (پھرنا) اور بمعنی صفت و شان بھی آتا ہے کیف حالک یعنی

حل ترکیب:۔ الحال مبتدأ لفظ موصوف یدل فعل ھو فاعل علی جار بیان مضاف ھیئۃ مضاف الیہ ہو کر مضاف الفاعل معطوف علیہ او عاطفہ ال بمعنی الذی اسم موصول مفعول اسم مفعول صیغہ صفت بہ جار مجرور نائب فاعل شبہ جملہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر معطوف او عاطفہ کلیھما معطوف معطوف علیہ معطوفات سے ملکر مضاف الیہ ہوا ھیئۃ مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہے بیان مضاف کا بیان مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یدل کے فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر صفت لفظ موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر۔

کیف شانک و صفتک ۔اور حال موجودہ زمانے کو بھی کہتے ہیں ۔اصطلاحی معنی حال وہ لفظ ہے جوفقط فاعل یا فقط مفعول بہ یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے صدور فعل یا وقوع فعل میں یعنی فاعل سے جب فعل صادر ہوااس وقت اس کی کیا حالت تھی یا مفعول پر جب فعل واقع ہوااس وقت اسکی کیا حالت تھی یا دونوں کی کیا حالت تھی جیسے جاء نی زید راکبا میں راکبا حال ہے زید ذوالحال ہے راکبا نے بتلایا کہ زید کا آنا سواری کی حالت میں تھا ضربت زیدا مشدودا میں مشدودا حال ہے زیدا ذوالحال ہے مشدودا نے بتلایا کہ جب زید پر مار پڑی تو وہ بندھا ہوا تھا لقیت عمرا راکبین میں راکبین حال ہے ت ضمیر متکلم فاعل اور عمر مفعول بہ دونوں ذوالحال ہیں راکبین نے بتلایا کہ دونوں کی ملاقات حالت رکوبیت میں ہوئی۔

فوائد قیود: ۔تعریف میں لفظ درجہ جنس میں ہے معرّف اور غیر معرّف تمام الفاظ کو شامل ہے ھیئۃ کالفظ فصل اول ہے اس سے تمیز خارج ہوگئی کیونکہ تمیز ھیئت وحالت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (میرے پاس بیس درھم ہیں)درھما نے عشرون کی ذات مبہم پر دلالت کی ہے(اس کی وضاحت کی ہے) پھر ھیئت کی اضافت ہے الفاعل اوالمفعول بہ کی طرف یہ دوسرا فصل ہے اس سے وہ چیز خارج ہوگئی جو فاعل ومفعول بہ کی ھیئت پر دلالت نہ کرے بلکہ کسی اور چیز کی ھیئت اور حالت بتلائے جیسے مبتدأ کی صفت مثلاً زَيْدُ ن الْعَالِمُ اَخُوْكَ (زید عالم تیرا بھائی ہے)العالم صفت ہے زید کی اس کی حالت بتلا رہی ہے زید نہ فاعل ہے نہ مفعول ہے بلکہ مبتدأ ہے۔

سوال: ۔حال کبھی مفعول مطلق اور مفعول معہ اور مضاف الیہ سے بھی ہوتا ہے جیسے ضربت الضرب شدیدا (مارا ہے میں نے مارنا اس حال میں کہ وہ مارنا سخت تھا)شدیدا الضرب مفعول مطلق سے حال ہے جاء زید و عمرا راکبا (آیا زید ساتھ عمرو کے اس حال میں کہ عمرو سوار تھا)راکبا عمرا مفعول معہ سے حال ہے بَلْ نَتَّبِعُ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا (بلکہ ہم تابعداری کرتے ہیں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ملۃ کی اس حال میں کہ وہ ابراھیم علیہ السلام باطل سے اعراض کر کے حق کی طرف میلان کرنے والے تھے)حنیفا حال ہے ابراھیم سے جو کہ مضاف الیہ ہے۔

جواب: ۔فاعل اور مفعول بہ سے مراد عام ہے حقیقی ہوں یا حکمی اول مثال میں مفعول مطلق اگر چہ حقیقۃ مفعول بہ نہیں لیکن حکما مفعول بہ ہے اس لئے کہ ضربتُ الضربَ شدیدًا کا معنی اَحْدَثْتُ الضَّرْبَ شَدِیْدًا ہے(میں نے پیدا کیا ضرب کو اس حال میں کہ سخت تھی)احدثت فعل بفاعل الضرب مفعول بہ ہے شدیدا اس سے حال ہے۔اسی طرح مفعول معہ اگر فاعل کا ساتھی ہے تو حکما فاعل ہے اور اگر مفعول بہ کا ساتھی ہے تو حکما مفعول بہ ہے۔اسی طرح مضاف الیہ سے حال اس وقت ہوتا ہے جب مضاف فاعل یا مفعول بہ ہو پھر اس کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کرنا صحیح ہو جیسے یہاں ملۃ مفعول بہ ہے نتبع کا اور اس کو حذف کر کے ابراھیم مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کرنا صحیح ہے معنی فاسد نہیں ہوتا اب یوں معنی ہوگا بلکہ ہم تابعداری کرتے ہیں ابراھیم علیہ السلام کی ایسے مضاف الیہ سے حال بنانا گویا خود مضاف فاعل یا مفعول بہ سے حال بنانا ہوا۔

وَقَدْيَكُوْنُ الْفَاعِلُ مَعْنَوِيًّا نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا لِاَنَّ مَعْنَاهُ زَيْدٌ نِ اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ قَائِمًا وَكَذَاالْمَفْعُوْلُ بِهٖ نَحْوُ هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا فَاِنَّ مَعْنَاهُ الْمُشَارُ اِلَيْهِ قَائِمًا هُوَ زَيْدٌ وَالْعَامِلُ فِي الْحَالِ فِعْلٌ اَوْمَعْنٰى فِعْلٍ

ترجمہ:۔اور کبھی کبھی ہوتا ہے فاعل معنوی جیسے زید فی الدار قائما اس لئے کہ اس کا معنی ہے زید استقر فی الدار قائما (زید مستقر ہے دار میں اس حال میں کہ وہ کھڑا ہونے والا ہے) اور اسی طرح مفعول بہ جیسے ھذا زید قائما پس تحقیق اسکا معنی ہے المشار الیہ قائما ھو زید (وہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے درانحالیکہ وہ کھڑا ہونے والا ہے وہ زید ہے) اور عامل حال میں فعل ہے یا معنی فعل ہے۔

تشریح:۔اس عبارت سے مصنف نے اشارہ کیا کہ فاعل اور مفعول بہ میں تعمیم ہے خواہ لفظی ہوں خواہ معنوی ہوں فاعل لفظی اور مفعول بہ لفظی سے مراد یہ ہے کہ فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت لفظ کلام سے سمجھی جاتی ہو لفظ سے خارج کسی چیز کے اعتبار کرنے کی ضرورت نہ ہو اور فاعل اور مفعول بہ ملفوظ ہوں جیسے جاء زید راکبا وغیرہ زید کا فاعل ہونا لفظ کلام سے سمجھا جارہا ہے اور فاعل ملفوظ ہے اسی طرح بقیہ مثالیں۔اور معنوی سے مراد یہ ہے کہ وہ لفظی کے خلاف ہو۔پھر اس کی دو صورتیں ہیں (۱) فاعل کی فاعلیت اور مفعول بہ کی مفعولیت لفظ کلام سے سمجھی تو جائے لیکن وہ فاعل یا مفعول بہ خود ملفوظ نہ ہو بلکہ مقدر ہو (۲) فاعل اور مفعول بہ نہ تو خود ملفوظ ہوں اور نہ ہی لفظ کلام سے فاعل کی فاعلیت اور مفعول بہ کی مفعولیت سمجھی جاتی ہو بلکہ کسی خارجی چیز کے اعتبار کرنے سے سمجھی جائے۔

اول صورت کی مثال:۔زید فی الدار قائما (زید ثابت ہے گھر میں درانحالیکہ کھڑا ہونے والا ہے) زید مبتدأ ہے فی الدار جار مجرور ظرف مستقر متعلق ہے استقر فعل محذوف کے۔ استقر فعل ھو ضمیر راجع بسوئے زید ذوالحال قائما حال ذوالحال حال سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر خبر۔اس مثال میں قائما استقر کی ضمیر سے حال ہے جو کہ ملفوظ نہیں بلکہ مقدر ہے لفظ کلام سے اس کی فاعلیت سمجھی جارہی ہے کیونکہ فی الدار کا متعلّق استقر مقدر ہے جو فی الدار کے لفظ سے سمجھا جارہا ہے اور استقر سے ھو ضمیر فاعل سمجھی جارہی ہے مگر اس کا تلفظ نہیں ہورہا۔

دوسری صورت کی مثال:۔ھذا زیدٌ قائماً (یہ زید ہے درانحالیکہ وہ کھڑا ہونے والا ہے) یہ مثال مفعول بہ معنوی سے حال واقع ہونے کی ہے لفظوں کے اعتبار سے ترکیب یہ ہے کہ ھذا مبتدأ زید اس کی خبر۔لیکن ھا حرف تنبیہ اور ذا اسم اشارہ سے جو معنی تنبیہ اور

حل ترکیب:۔قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل ناقص الفاعل اسم معنویا خبر لام جارہ ان حرف معناہ اسم زید استقر فی الدار اس کی خبر کذا خبر مقدم المفعول بہ مبتدأ مؤخر۔ان حرف معناہ اسم المشار الیہ الخ میں ال بمعنی الذی اسم موصول مشار اسم مفعول صیغہ صفت الیہ جار مجرور نائب فاعل شبہ جملہ ہو کر صلہ موصول صلہ ملکر مبتدأ قائما حال ضمیر سے ھو زید مبتدأ خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر المشار الیہ مبتدأ کی خبر۔العامل موصوف فی الحال ظرف مستقر الکائن سے متعلق ہو کر صفت، موصوف صفت سے ملکر مبتدأ فعل معطوف علیہ معنی فعل معطوف سے ملکر خبر۔

معنی اشارہ سمجھے جا رہے ہیں اس معنی تنبیہ اور اشارے کے اعتبار سے زید مفعول بہ معنوی ہے اور قائما اس سے حال ہے گویا اصل عبارت یوں ہوگی أُشِيْرُ اِلٰی زَيْدٍ وَأُنَبِّهُ عَلٰی زَيْدٍ قَائِمًا (میں اشارہ کرتا ہوں زید کی طرف اور تنبیہ کرتا ہوں زید پر درانحالیکہ وہ کھڑا ہونے والا ہے) پس زید بواسطہ حرف جر کے مفعول بہ معنوی ہے اور قائما اس سے حال ہے اس مثال میں مفعول بہ مفعول بہ کی حیثیت سے نہ خود ملفوظ ہے اور نہ ہی لفظ کلام سے اس کی مفعولیت سمجھی جا رہی ہے ہاں البتہ کلام کے چلاؤ سے اس کا مفعول بہ ہونا سمجھا جا رہا ہے کیونکہ لفظ ھذا سے تو مطلق تنبیہ اور مطلق اشارہ سمجھا جاتا ہے اس اعتبار سے تو زید مفعول بہ نہیں بنتا مگر وہ اشارہ اور وہ تنبیہ جو متکلم کی طرف منسوب ہے جس کی وجہ سے زید مفعول بہ بنتا ہے وہ فحوائے کلام یعنی کلام کے چلاؤ سے سمجھا جا رہا ہے۔لھذا یہ مفعول بہ معنوی کی دوسری صورت ہے۔

وَالْعَامِلُ فِي الْحَالِ الخ:۔یعنی حال میں عامل فعل ہوتا ہے خواہ ملفوظ ہو یا مقدر ہو یا معنی فعل ہوتا ہے معنی فعل سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مصدر، ظرف، جار مجرور، اسمائے افعال اور ہر وہ چیز ہے جس سے فعل کے معنی سمجھے جائیں جیسے حرف نداء، حرف تنبیہ، اسم اشارہ، تمنی، ترجی وغیرہ جیسے ھٰذا زیدٌ قائماً سے اُنَبِّه و اُشِیْرُ سمجھا جاتا ہے یا زید قائما سے اَدْعُوْ اَطْلُبُ سمجھا جاتا ہے وغیر ذلک۔

وَالْحَالُ نَكِرَةٌ اَبَدًا وَذُو الْحَالِ مَعْرِفَةٌ غَالِبًا كَمَا رَأَيْتَ فِي الْاَمْثِلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فَاِنْ كَانَ ذُوالْحَالِ نَكِرَةً يَجِبُ تَقْدِيْمُ الْحَالِ عَلَيْهِ نَحْوُ جَاءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ لِئَلَّا تَلْتَبِسَ بِالصِّفَةِ فِي حَالَةِ النَّصْبِ فِي مِثْلِ قَوْلِكَ رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا

ترجمہ:۔اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذو الحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں امثلہ مذکورہ میں پس اگر ذوالحال نکرہ ہو تو واجب ہے مقدم کرنا حال کو اس پر جیسے جاء نی راکبا رجل تاکہ نہ ملتبس ہو جائے حال صفت کے ساتھ حالت نصب میں تیرے قول رأیت رجلا راکبا کی مثل میں۔

تشریح:اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے کیونکہ حال حقیقت میں خبر و محکوم بہ ہے اور محکوم بہ میں اصل نکرہ ہونا ہے اور ذو الحال اکثر معرفہ ہوتا ہے کیونکہ ذو الحال حقیقت میں محکوم علیہ و مبتدأ ہے اور محکوم علیہ میں اصل معرفہ ہونا ہے لیکن غالبا کے لفظ سے معلوم ہوا کہ کبھی نکرہ بھی ہوتا ہے

حل ترکیب:۔الحال مبتداء نکرۃ خبر ابدا مفعول فیہ نکرۃ کا ذو الحال مبتدأ معرفۃ خبر غالبا مفعول فیہ یا حال یا منصوب بنزع الخافض کاف جارہ ما موصولہ رأیت فعل بفاعل فی الامثلۃ المذکورہ ظرف لغو متعلق رأیت کے پھر موصول صلہ سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف مستقر متعلق ثابت کے ہو کر خبر مبتدأ محذوف ھذا کی فا تفریعیہ ان حرف شرط کان فعل ناقص ذو الحال اسم نکرۃ خبر جملہ فعلیہ شرط یجب تقدیم الحال علیہ جملہ فعلیہ جزاء لام جارہ ان مصدر یہ ناصبہ لا تلتبس فعل ھی ضمیر فاعل بالصفۃ متعلق فی حالۃ النصب دوسرا متعلق فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر بتاویل مصدر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجب کے۔

فَإِنْ كَانَ ذُو الْحَالِ نَكِرَةً الخ:۔ پس اگر ذوالحال نکرہ محضہ ہوتو اس وقت حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے ورنہ ذوالحال کے منصوب ہونے کی صورت میں حال کا صفت سے التباس ہو جائے گا جیسے رأیت رجلا راکبا (دیکھا ہے میں نے رجل کو دراں حالیکہ وہ سوار تھا) اس مثال میں یہ بھی احتمال ہے کہ راکبا رجلا کی صفت ہو کیونکہ دونوں نکرہ منصوب ہیں مطابقت موجود ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ حال ہو لہٰذا اگر حال بنانا ہے تو راکبا کو رجلا پر مقدم کریں گے تاکہ حال کا صفت سے التباس نہ ہو کیونکہ صفت اپنے موصوف پر مقدم نہیں ہوتی بخلاف حال کے کہ وہ ذوالحال پر مقدم ہو سکتا ہے جب حال کو ذوالحال پر مقدم کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ حال ہے صفت نہیں پھر ذوالحال نکرہ کے منصوب ہونے کی صورت میں تو التباس کا خطرہ ہے اس لئے مقدم کیا جائے گا ذوالحال کے مرفوع ہونے کی صورت میں اگرچہ التباس کا خطرہ نہیں کیونکہ ذوالحال مرفوع ہے اور حال منصوب ہے تو اعراب میں مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے موصوف صفت نہیں بن سکتے مگر پھر بھی طرذا للباب یعنی موافقت پیدا کرنے کیلئے اس صورت میں بھی حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے جاء نی راکباً رجلٌ بخلاف حالت جر کے کہ اس صورت میں حال کو ذوالحال مجرور پر مقدم کرنا درست نہیں کیونکہ حال ذوالحال کے تابع ہوتا ہے اور مجرور کو جار پر مقدم کرنا جائز نہیں تو مجرور کے تابع کو بھی جار پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا مررتُ راکباً برجلٍ کہنا جائز نہیں۔

سوال:۔ حال کو صرف ذوالحال مجرور پر مقدم کریں حرف جار پر مقدم نہ کریں؟

جواب:۔ جار مجرور میں شدت اتصال ہے یہ بمنزلہ کلمہ واحد کے ہو چکے ہیں اگر حال کو صرف ذوالحال مجرور پر بغیر جار کے مقدم کرتے ہیں تو جار مجرور کے درمیان فاصلہ لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔

وَقَدْ تَكُوْنُ الْحَالُ جُمْلَةً خَبْرِيَّةً نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَغُلَامُهٗ رَاكِبٌ اَوْيَرْكَبُ غُلَامُهٗ وَمِثَالُ مَاكَانَ عَامِلُهَا مَعْنَى الْفِعْلِ نَحْوُ هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا مَعْنَاهُ اُنَبِّهُ وَاُشِيْرُ

ترجمہ:۔ اور کبھی کبھی ہوتا ہے حال جملہ خبریہ جیسے جاء نی زیدٌ و غلامُه راکبٌ (آیا ہے میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا) اور مثال اس کی کہ ہو اس کا عامل معنی فعل مثل ھذا زید قائما کے کہ اس کا معنی ہے انبه و اشیر۔

تشریح:۔ حال کبھی جملہ خبریہ ہوتا ہے لفظ قد سے اشارہ کیا کہ اکثر تو حال مفرد ہوتا ہے کیونکہ حال حقیقت میں خبر ہے اور خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ مفرد ہو لیکن کبھی کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے خبریہ اسلئے کہا کہ جملہ انشائیہ حال واقع نہیں ہو سکتا کیونکہ حال بمنزل خبر اور محکوم بہ

حل ترکیب:۔ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل تکون فعل ناقص الحال اسم جملة خبرية موصوف صفت سے ملکر خبر مثال مضاف ما موصولہ کان فعل ناقص عاملها اسم معنی الفعل خبر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول صلہ سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدا نحو ھذا زید قائما خبر معناہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدا انبه واشیر بتاویل ھذا اللفظ خبر۔

کے ہے اور جملہ انشائیہ محکوم بہ نہیں ہو سکتا بغیر تاویل کے۔ [1]

وَقَدْ يُحْذَفُ الْعَامِلُ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ كَمَاتَقُوْلُ لِلْمُسَافِرِ سَالِمًا غَانِمًا اَیْ تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا

ترجمہ:۔اور کبھی حذف کیا جاتا ہے عامل بوقت قائم ہونے قرینہ کے جیسے آپ کہیں مسافر کو سالما غانما یعنی لوٹتا ہے تو اس حال میں کہ سلامتی والا ہے غنیمت حاصل کرنے والا ہے۔

تشریح:۔حال کے عامل ناصب کو کبھی حذف کر دیتے ہیں جب کہ اس کے حذف پر کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ موجود ہو جیسے مثلاً کوئی مسافر سفر سے واپس آتا ہے تو آپ اس کو کہتے ہیں سالما غانما اصل میں تھا ترجع سالما غانما کیونکہ مسافر مخاطب کی سفر سے واپسی کی حالت بتلا رہی ہے کہ یہاں فعل ترجع محذوف ہے ترجع فعل انت ضمیر ذوالحال سالما حال غانما یا حال بعد حال ہے یا سالما کی صفت ہے قرینہ مقالیہ کی مثال جیسے راکبا اس شخص کے جواب میں کہیں جس نے کہا کیف جئت تو کیسے آیا تو اب راکبا سے پہلے جئت فعل محذوف ہے اور اس کا قرینہ سائل کا سوال ہے۔

---

[1] فائدہ (۱):۔جملہ خبریہ مستقل ہے اور حال کا ذوالحال سے ربط ہوتا ہے لھذا اس جملہ خبریہ کو ذوالحال کے ساتھ ربط دینے کیلئے رابط ضروری ہے اور وہ رابط ضمیر اور واؤ ہے لھذا جب جملہ اسمیہ خبریہ حال واقع ہوگا تو اس میں ضمیر اور واؤ دونوں لائی جائیں گی کیونکہ جملہ اسمیہ استقلال میں قوی ہے تو رابط بھی قوی ہونا چاہیے جیسے جئت وانا راکب (آیا میں اس حال میں کہ میں سوار تھا) واؤ حالیہ انا ضمیر رابط ہیں اور کبھی رابطہ صرف واؤ ہوگا جیسے کنت نبیا وادم بین الماء والطین (تھا میں نبی اس حال میں کہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے) ادم مبتدأ اور بین الماء والطین خبر پھر یہ جملہ اسمیہ حال ہے رابط واؤ ہے اور کبھی رابط صرف ضمیر ہوگی جیسے کلمتہ فوہ الی فی (میں نے اس سے کلام کی اس حال میں کہ اس کا منہ میرے منہ کی طرف تھا) فوہ مبتدأ الی فی خبر پھر یہ جملہ اسمیہ حال ہے رابط یہاں فوہ کی ضمیر ہے اور اگر فعل مضارع حال ہو تو رابط صرف ضمیر ہوگی کیونکہ اس کی مشابہت اسم فاعل کے ساتھ ہے اسم فاعل حال ہو تو ربط کیلئے ضمیر ضروری ہے واؤ کو رابطہ کیلئے لانا جائز نہیں لھذا فعل مضارع میں بھی واؤ نہیں ہوگی بلکہ صرف ضمیر ہوگی جیسے جاء نی زید یرکب غلامہ اور اگر فعل ماضی ہو تو تینوں صورتیں درست ہیں واؤ ضمیر دونوں رابط ہوں گے اس کی مثال جیسے جاءنی زید و رکب غلامہ صرف واؤ کی مثال جاءنی زید و رکب الامیر صرف ضمیر کی مثال جاء نی زید رکب غلامہ۔

فائدہ (۲):۔ماضی مثبت جب حال واقع ہو تو اس کے شروع میں قد کا داخل کرنا ضروری ہے خواہ قد لفظوں میں موجود ہو یا مقدر ہو تاکہ ماضی کو حال کے قریب کر دے جیسے جاءنی زید قد رکب غلامہ (آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا) قد مقدر کی مثال اذ جاءوکم حصرت صدورھم اصل میں تھا قد حصرت صدورھم (وہ آئے تمہارے پاس اس حال میں کہ ان کے سینے تنگ تھے)

حل ترکیب:۔قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یحذف فعل مجہول العامل نائب فاعل لقیام قرینۃ ظرف لغو متعلق یحذف کے۔کاف جار ما موصولہ تقول فعل انت ضمیر فاعل للمسافر جار مجرور ظرف لغو متعلق تقول کے سالما غانما مفسَّر ای حرف تفسیر ترجع فعل انت ضمیر ذوالحال سالما حال غانما دوسرا حال یا صفت ہے سالما کی ذوالحال حال سے ملکر فاعل۔جملہ فعلیہ تفسیر۔مفسَّر تفسیر سے ملکر مقولہ ہے تقول کا تقول اپنے فاعل و متعلق و مقولہ سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف مستقر متعلق ثابت کے ہو کر خبر مبتدأ محذوف مثالہ کی۔

فَصْلُ اَلتَّمْيِيْزُ هُوَ نَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِنْ عَدَدٍ اَوْ كَيْلٍ اَوْ وَزْنٍ اَوْ مَسَاحَةٍ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّافِيْهِ اِبْهَامٌ تَرْفَعُ ذٰلِكَ الْاِبْهَامَ نَحْوُعِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَقَفِيْزَانِ بُرًّا وَمَنْوَانِ سَمْنًا وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وَعَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا

ترجمہ:۔تمیز وہ اسم نکرہ ہے جوذکر کیا جائے مقدار کے بعدیعنی عدد یا کیل یاوزن یا مساحت یاانکے علاوہ اس چیز کے بعد جس میں ابہام ہودفع کرے اس ابہام کوجیسے عندی عشرون درهماالخ۔

تشریح:۔تمیز کالغوی معنی جدائی کرنا جسکو جدا کیا جائے اسکو ممیَّز (اسم مفعول)اور جدا کرنے والے کو ممیِّز (اسم فاعل) کہتے ہیں اصطلاحی معنی تمیز وہ نکرہ ہے جومقدار کے بعد ذکر کیا جائے خواہ وہ مقدار عدد ہو یا کیل ہو یاوزن ہو یا مساحت ہو یا ان کے علاوہ کوئی ایسی چیز جس میں ابہام ہوجیسے مقیاس وہ نکرہ اس ابہام کودور کرے۔

فائدہ:۔مقداروہ چیز ہوتی ہے جس سے کسی چیز کااندازہ لگایا جائے وہ چند چیزیں ہیں عدد کیل وزن مساحت مقیاس وغیرہ عدد کی مثال عندی عشرون درهما (میرے پاس بیس ہیں ازروئے درہم کے)عشرون عدد ہےاس میں ابہام تھامعلوم نہ تھا کہ اس کا مصداق کیاچیز ہے بیس آدمی مراد ہیں یاغلام یادرہم یادینار تودرهما نے اس ابہام کودور کیا کہ مصداق درہم ہے۔

سوال:۔عشرون تو متعین عدد کیلئے وضع کیا گیا ہے بیس سے کم اور زیادہ پراس کا اطلاق نہیں ہوتا اس میں ابہام کیسے ہے؟

جواب:۔عدد سے مقصود وہ معدود ہے جس کوعدد کے ذریعے سے شمار کیا گیا ہے اس معدود میں ابہام ہے تو گویا عدد میں ابہام ہے۔

مثال کی ترکیب:۔عندی خبر مقدم عشرون اسم عدد مبہم ممیز اسم تام درهما تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدأ موخر۔

کیل کی مثال:۔عندی قفیزان برا (میرے پاس دوقفیز ہیں ازروئے گندم کے)قفیز ایک پیمانہ ہے جس سے گندم وغیرہ کا اندازہ کیا جاتا ہے قفیزان میں ابہام ہے کہ پتہ نہیں کونسی چیز اس کا مصداق ہے دوقفیز سے جوگندم، باجرہ یا جوار مراد ہے تو برا نے ابہام کودور کردیا کہ مراد گندم ہے۔وزن کی مثال:۔عندی منوان سمنا (میرے پاس دوسیر ہیں ازروئے گھی کے) منوان کے مصداق میں ابہام تھا سمنا نے دور کردیا۔مساحت (پیمائش) کی مثال:۔عندی جریبان قطنا

حل ترکیب۔التمیز مبتداء پھر ھو مبتدأ نکرة موصوف تذکر فعل مجہول ھی ضمیر ذوالحال بعد مضاف مقدار مبین من جار عدد معطوف علیہ کیل، وزان، مساحة معطوفات غیر ذٰلک مبین من جار ما موصولہ فیہ خبر مقدم ابہام مبتدأ موخر۔مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ صلہ موصول صلہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر بیان ہے غیر ذٰلک کا مبین بیان سے ملکر یہ بھی معطوف معطوف علیہ معطوفات سے ملکر مجرور من جار کا جار مجرور ظرف مستقر بیان ہے مقدار مبین کا مبین بیان سے ملکر مضاف الیہ بعد مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ تذکر فعل کا ترفع فعل ھی ضمیر راجع بسوئے نکرة فاعل ذٰلک الابہام موصوف صفت معطوف علیہ عطف بیان مبدل منہ بدل اسم اشارہ مشار الیہ ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ حال ھی ضمیر ذوالحال اپنے حال سے ملکر نائب فاعل فعل نائب فاعل ومفعول فیہ سے ملکر صفت موصوف صفت سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی۔مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہے التمیز مبتدأ کی

(میرے پاس دو جریب ہیں از روئے کپاس کے) جریبان تثنیہ ہے جریب کا جریب زمین ناپنے کا آلہ ہے۔

مقیاس کی مثال:۔ عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا (کھجور پر اس کی مثل ہے از روئے مکھن کے) عرب کی عادت ہے کہ کھجور کی گٹھلی نکال کر اس کو مکھن کے ساتھ ملا کر کھاتے ہیں۔

فائدہ:۔ جب تمیز مقدار سے ابہام کو دور کرے یا غیر مقدار سے جسکا تذکرہ آگے آرہا ہے تو اس وقت تمیز مفرد سے ابہام کو دور کرنے والی ہوتی ہے اور کبھی جملہ سے بھی ابہام کو دور کرتی ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے جب مفرد مقدار یا غیر مقدار سے ابہام کو دور کرے تو اس مفرد مقدار یا غیر مقدار کو اسم تام کہتے ہیں۔ اسم تام کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسم ایسی حالت پر ہو کہ اس حالت کے ہوتے ہوئے کسی اور اسم کی طرف مضاف نہ ہوسکے اور یہ اسم تام تنوین سے یا نون تثنیہ سے یا نون جمع یا مشابہ جمع یا اضافت سے تام ہوتا ہے کیونکہ تنوین اور نون تثنیہ وجمع کے ہوتے ہوئے کسی اور اسم کی طرف اضافت نہیں ہوسکتی اس طرح جب ایک مرتبہ مضاف ہو تو اس اضافت کے ہوتے ہوئے کسی اور اسم کی طرف مضاف نہیں ہوسکتا تنوین سے تام ہونے کی مثال عندی رطلٌ زیتاً نون تثنیہ کی مثال عندی قفیزانِ براً نون جمع کی مثال هم الاخسرون اعمالاً نون مشابہ جمع کی مثال عندی عشرونَ درهماً اضافت کی مثال عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا مثلها مضاف ہونے کے اعتبار سے اسم تام ہے جب تک یہ ضمیر کی طرف مضاف ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی اور اسم کی طرف مضاف نہیں ہوسکتا۔ پھر یہی اسم تام ہی تمیز کو نصب دیتا ہے کیونکہ جب کوئی اسم تنوین وغیرہ کے ذریعے سے تام ہوجاتا ہے تو اس کی مشابہت ہوجاتی ہے فعل کے ساتھ جس طرح فعل اپنے فاعل کے ساتھ تام ہوتا ہے تو اسی طرح یہ اسم بھی ان مذکورہ چیزوں کے ساتھ تام ہوتا ہے تو یہ چیزیں بمنزل فاعل کے ہیں اور تمیز بمنزل مفعول کے جیسے فعل اپنے فاعل کے ساتھ تام ہوکر مفعول بہ کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ اسم بھی ان چیزوں کے ساتھ تام ہوکر تمیز کو نصب دیگا۔

فائدہ:۔ الف لام کیوجہ سے بھی اگرچہ اسم تام ہوتا ہے کیونکہ الف لام کے ہوتے ہوئے دوسرے اسم کیطرف مضاف نہیں ہوسکتا مگر الف لام شروع میں آتا ہے اور فعل کا فاعل فعل کے بعد ہوتا ہے تو الف لام والے اسم تام کی فعل کے ساتھ مشابہت نہیں لھذا یہ تمیز کو نصب نہیں دیگا۔

وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ غَيْرِ مِقْدَارٍ نَحْوُ هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا وَسِوَارٌ ذَهَبًا وَفِيْهِ الْخَفْضُ اَكْثَرُ وَقَدْ يَقَعُ بَعْدَ الْجُمْلَةِ لِرَفْعِ الْاِبْهَامِ عَنْ نِسْبَتِهَا نَحْوُ طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْ عِلْمًا اَوْ اَبًا

حل ترکیب:۔ واو عاطفہ یا استینافیہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل ناقص ھو ضمیر اسم عن غیر مقدار خبر ھذا مبتدأ خاتم مبہم ممیز حدیداً تمیز، ممیز تمیز سے ملکر خبر سوار ذھبا بھی ممیز تمیز سے ملکر بذریعہ عطف خبر ھذا مبتدأ کی فیہ ظرف متعلق مقدم ہے اکثر کا الخفض مبتدأ اکثر خبر۔ قد حرف تحقیق یقع فعل ھو ضمیر فاعل بعد الجملۃ مفعول فیہ لرفع الابہام ظرف لغو متعلق یقع کے عن نفسھا ظرف لغو متعلق رفع مصدر کے۔

ترجمہ:۔اور کبھی کبھی تمیز ہوتی ہے غیر مقدار سے جیسے هٰذا خاتمٌ حدیدًا و سوارٌ ذهبًا (یہ انگوٹھی ہے ازروئے لوہے کے اور کنگن ہے ازروئے سونے کے)اور اس میں جر اکثر ہے اور کبھی کبھی واقع ہوتی ہے جملہ کے بعد اس جملہ کی نسبت سے ابہام کو اٹھانے کیلئے جیسے طَابَ زیدٌ نَفْسًا او عِلْمًا اَوْ اَبًا (اچھا ہے زید ازروئے ذات کے یا ازروئے علم کے یا ازروئے باپ کے)

تشریح:۔تمیز کبھی مفرد غیر مقدار سے ابہام کو دور کرتی ہے جیسے هٰذا خاتم حدید اخاتم (تنوین کے ساتھ)اسم تام مفرد غیر مقدار ہے اس میں ابہام ہے کہ انگوٹھی کس جنس کی ہے سونے کی ہے چاندی کی یا لوہے کی تو حدیدا نے اس ابہام کو دور کر دیا اسی طرح سوار (تنوین کے ساتھ)اسم تام مفرد غیر مقدار ہے معلوم نہیں کہ کنگن کس جنس کا ہے سونے کا یا چاندی وغیرہ کا تو ذهبا نے اس ابہام کو دور کر دیا اس تمیز میں جر اکثر ہے مفرد غیر مقدار مضاف ہوگا اور تمیز مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگی کیونکہ تمیز سے مقصود رفع ابہام ہے اور وہ جر کی صورت میں تخفیف کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ مفرد غیر مقدار مضاف ہوگا تو تنوین کے گرنے کی وجہ سے تخفیف حاصل ہو جائیگی ۔اور تمیز کبھی جملہ یا شبہ جملہ کے بعد بھی واقع ہوتی ہے جملہ میں جو فعل یا شبہ فعل کی نسبت ہے فاعل یا مفعول کی طرف اس نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے جیسے طاب زید نفسا (اچھا ہے زید ازروئے نفس کے)طاب فعل کی جو نسبت ہے زید فاعل کی طرف اس نسبت میں ابہام تھا معلوم نہیں تھا کہ زید کس اعتبار سے اچھا ہے خود اپنے نفس اور ذات کے اعتبار سے اچھا ہے یا صفت علم کے اعتبار سے اچھا ہے یا باپ کے اعتبار سے اچھا ہے تو نفسا نے ابہام کو دور کر دیا کہ زید اپنے نفس کے اعتبار سے اچھا ہے۔ [1]

فَصْلٌ اَلْمُسْتَثْنٰی لَفْظٌ یُذْکَرُ بَعْدَ اِلَّا وَاَخَوَاتِهَا لِیُعْلَمَ اَنَّهٗ لَایُنْسَبُ اِلَیْهِ مَانُسِبَ اِلٰی مَاقَبْلَهَا

ترجمہ:۔مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو الا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں منسوب اس کی

---

[1] فائدہ:۔مصنف نے تین مثالیں پیش کی ہیں کیونکہ تمیز جب جملہ یا شبہ جملہ کے بعد واقع ہو تو اس کی اس وقت تین قسمیں ہیں یا تو اسم منصب عنہ یعنی اسم تام مبہم ممیز کے ساتھ خاص ہوگی جیسے طاب زید نفسا میں نفس سے مراد خود زید ہے یا منصب عنہ اسم تام کے متعلق کے ساتھ خاص ہوگی جیسے طاب زید علما میں علم کا زید سے تعلق ہے یہ متعلق زید ہے یا دونوں کا احتمال رکھے گی جیسے طاب زید ابا میں یہ بھی احتمال ہے کہ اب سے مراد خود زید ہو کہ وہ کسی کا باپ ہے اس اعتبار سے اچھا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد زید کا باپ ہو جو متعلق زید ہے مزید تشریح بڑی کتابوں میں ہے۔

حل ترکیب:۔المستثنیٰ مبتدأ لفظ موصوف یذکر فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل بعد مضاف الا معطوف علیہ واخواتها مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف ،معطوف علیہ معطوف سے ملکر مضاف الیہ بعد مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ یذکر کا لام تعلیلیہ یعلم فعل مجہول ان حرف ازحروف مشبہ بالفعل ہ ضمیر شان اسم لاینسب فعل مجہول الیہ ظرف متعلق لاینسب کے ما موصولہ نسب فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل الی ماقبلها ظرف متعلق نسب کے جملہ فعلیہ صلہ موصول صلہ سے ملکر نائب فاعل ،لاینسب اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر خبر' ان اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد نائب فاعل ،یعلم فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر بتاویل مصدر مجرور' جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یذکر کے ،یذکر فعل اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ و متعلق سے ملکر صفت' موصوف صفت سے ملکر خبر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

طرف وہ چیز جو منسوب ہے اس کے ماقبل کی طرف۔

تشریح: مستثنیٰ اسم مفعول کا صیغہ ہے لغوی معنی نکالا ہوا، پھیرا ہوا۔ اصطلاحی معنی مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو الا اور اسکے اخوات کے بعد مذکور ہو تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس کی طرف وہ حکم منسوب نہیں کیا گیا جو الا اور اسکے اخوات کے ماقبل کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اخوات سے مراد خَلاَ عَدَا مَا خَلاَ مَاعَدَا حَاشَا لَيْسَ لاَيَكُوْنُ وغیرہ ہیں الا اور اس کے اخوات سے پہلے والے لفظ کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں اور بعد والے لفظ کو مستثنیٰ کہتے ہیں جیسے جاء نی القومُ الا زیدًا (آئی ہے میرے پاس قوم مگر زید) جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ القوم مستثنیٰ منہ الاحرف استثناء زیدًا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل ہے جاء کا۔ اس مثال میں زید الاحرف استثناء کے بعد مذکور ہے جو حکم مجیت (آنیوالا) الا کے ماقبل یعنی القوم پر لگ رہا تھا الا کے ذریعے سے زید کو اس حکم سے نکالا گیا ہے۔

وَهُوَ عَلٰى قِسْمَيْنِ مُتَّصِلٌ وَهُوَ مَااُخْرِجَ عَنْ مُتَعَدِّدٍ بِاِلَّاوَاَخَوَاتِهَا نَحْوُ جَاءَ نِي الْقَوْمُ اِلَّازَيْدًا وَمُنْقَطِعٌ وَهُوَ الْمَذْكُوْرُ بَعْدَ اِلَّاوَاَخَوَاتِهَا غَيْرَمُخْرَجٍ عَنْ مُتَعَدِّدٍ لِعَدَمِ دُخُوْلِهٖ فِي الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ نَحْوُ جَاءَ نِي الْقَوْمُ اِلَّاحِمَارًا

ترجمہ:۔ اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور وہ وہ ہے جو نکالا گیا ہو متعدد سے الا اور اس کے اخوات کے ذریعے جیسے جاء نی القوم الا زیدا یا منقطع اور وہ وہ ہے جو مذکور ہو الا اور اس کے اخوات کے بعد درانحالیکہ نہ نکالا گیا ہو متعدد سے بوجہ نہ داخل ہونے اس کے مستثنیٰ منہ میں جیسے جاء نی القوم الا حمارا۔

تشریح:۔ مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں متصل اور منقطع۔ متصل وہ ہے جس کو الا اور اس کے اخوات کے ذریعے متعدد سے نکالا گیا ہو یعنی مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل تھا پھر الا اور اس کے اخوات کے ذریعے مستثنیٰ منہ کے حکم سے نکالا گیا جیسے جاء نی القوم الا زیدا۔ دوسرا قسم منقطع وہ ہے جو الا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو درانحالیکہ اس کو متعدد سے نہ نکالا گیا ہو کیونکہ وہ متعدد یعنی مستثنیٰ منہ میں داخل ہی نہیں تھا پھر چاہے مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس میں ہو یا نہ ہو اول کی مثال جاء نی القومُ الا زیدا زیدا اس وقت مستثنیٰ منقطع ہوگا جب قوم سے مراد وہ جماعت ہو جس میں زید داخل نہ ہو اور اگر القوم سے مراد وہ جماعت ہو جس میں زید بھی داخل ہے تو پھر یہ مستثنیٰ متصل ہوگا۔ جنس میں سے نہ ہونے کی مثال جاء نی القومُ الا حمارًا اس میں حمارا مستثنیٰ منقطع ہے کیونکہ الا کے

حل ترکیب:۔ ھو مبتدأ علی قسمین خبر متصل خبر ہے مبتدأ محذوف احدھما کی یا بدل ہے قسمین سے یا مفعول بہ ہے اعنی فعل مقدر کا ھو مبتدأ ما موصولہ اخرج فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل عن متعدد ظرف لغو متعلق اخرج کے با جار الا معطوف علیہ اخواتھا معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق اخرج کے پھر جملہ فعلیہ صلہ موصول صلہ سے ملکر خبر۔ منقطع کا عطف ہے متصل پر ھو مبتدأ ال بمعنی الذی اسم موصول مذکور اسم مفعول ھو ضمیر نائب فاعل ذوالحال بعد الا واخواتھا مفعول فیہ مذکور کا غیر مضاف مخرج اسم مفعول ھو ضمیر نائب فاعل عن متعدد ظرف لغو متعلق مخرج کے لام جار عدم مضاف دخولہ مضاف مضاف الیہ فی المستثنیٰ منہ ظرف لغو متعلق دخولہ کے، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق مخرج کے، مخرج اپنے نائب فاعل و متعلقین سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر حال ہے مذکور کی ھو ضمیر سے مذکور اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی۔

بعد مذکور ہے اور القوم مستثنی منہ سے اس کو نکالا نہیں گیا کیونکہ وہ القوم میں داخل ہی نہیں تھا اور نہ ہی قوم کی جنس میں سے ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِعْرَابَ الْمُسْتَثْنٰی عَلٰی اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ فَاِنْ کَانَ مُتَّصِلًا وَقَعَ بَعْدَ اِلَّا فِی کَلَامٍ مُوْجَبٍ اَوْمُنْقَطِعًا کَمَا مَرَّ اَوْمُقَدَّمًا عَلَی الْمُسْتَثْنٰی مِنْهُ نَحْوُ مَاجَاءَ نِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ اَوْکَانَ بَعْدَ خَلَا وَعَدَا عِنْدَ الْاَکْثَرِ وَبَعْدَ مَاخَلَا وَمَا عَدَا وَلَیْسَ وَلَایَکُوْنُ نَحْوُ جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا الخ کَانَ مَنْصُوْبًا

ترجمہ:۔ جان لیجئے کہ اعراب مستثنی کا چار قسم پر ہے پس اگر ہو وہ مستثنی متصل واقع ہو بعد الا کے کلام موجب میں یا منقطع ہو جیسے گزر چکا ہے یا مقدم ہو مستثنی منہ پر جیسے ماجاء نی الا زیدا احد یا ہو خلا اور عدا کے بعد اکثر کے ہاں اور ما خلا اور ما عدا اور لیس اور لا یکون کے بعد جیسے جاء نی القوم خلا زیدا الخ تو ہوگا منصوب

تشریح:۔ مستثنی کے اعراب کی چار قسمیں ہیں اول قسم اگر مستثنی متصل ہو اور الا کے بعد کلام مَوجب (یعنی جس میں نفی نہی استفہام نہ ہو) میں واقع ہو جیسے جاء نی القوم الا زیدا یا منقطع ہو الا کے بعد واقع ہو خواہ کلام موجب ہو جیسے جاء نی القوم الا حمارا یا کلام غیر موجب (یعنی جس میں نفی نہی استفہام ہو) ہو جیسے ماجاء نی القوم الاحمارا یا مستثنی مستثنی منہ پر مقدم ہو خواہ کلام موجب ہو جیسے جاء نی الا زیدالقوم یا غیر موجب ہو جیسے ماجاء نی الازیدا احد یا خلا وعدا کے بعد ہو اکثر کے نزدیک یا ماخلا و ماعدا لیس لا یکون کے بعد ہو جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا، عَدَا زَیْدًا، مَا خَلَا زَیْدًا ،مَا عَدَا ،زَیْدًا جَاءَ نِی الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا لَا یَکُوْنُ زَیْدًا تو ان سب صورتوں میں مستثنی منصوب ہوگا یہ کل نو صورتیں ہیں اول تین صورتوں میں مستثنی کے منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مستثنی فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے اور نیز ان مواضع میں مستثنی میں ماقبل سے بدل ہونے کا احتمال بھی نہیں تا کہ مبدل منہ والا اعراب اس پر جاری کیا جائے لھذا بجز نصب کے کوئی اور صورت نہیں خلا اور عدا کے بعد اکثر نحویوں کے ہاں مستثنی منصوب اسلئے ہوتا ہے کہ ان کے ہاں یہ دونوں فعل ہیں خلا یخلو خُلُوًّا عَدَا یَعْدُوْا عَدْوًا بمعنی تجاوز کرنا اور ان کا فاعل وہ ضمیر ہے جو ان میں مستتر ہے جو ماقبل والے فعل کے مصدر کی طرف لوٹتی ہے اور ان کے مابعد مستثنی مفعول بہ ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا پھر خلا و عدا فعل اپنے فاعل اور مستثنی مفعول بہ سے ملکر مستثنی منہ

حل ترکیب:۔ اعلم فعل بفاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل اعراب المستثنی ان کا اسم علی اربعۃ اقسام خبر ان حرف شرط کان فعل ناقص ہو ضمیر اسم متصلا موصوف وقع فعل ہو ضمیر فاعل بعد الا مفعول فیہ فی کلام موجب ظرف لغو متعلق وقع کے پھر جملہ فعلیہ صفت' موصوف صفت سے ملکر کان کی خبر او منقطعا اور مقدما علی المستثنی منہ کا عطف ہے متصلا پر او کان بعد خلا کا عطف ہے کان متصلا پر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط کان منصوبا جزاء۔ دوسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پھر خلا اور عدا اسم فاعل خالیا عادیا کے معنی میں ہو کر ماقبل سے حال ہوں عبارت یوں ہوگی جاء نی القوم خالیا مجینهم زیدا جاء نی القوم عادیاً مجیئُهُمْ زیدا ۔ اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ ماخلا زیدا بتاویل مصدر ہو کر خالیا اسم فاعل کے معنی میں ہے پھر یہ حال ہوگا مستثنی منہ سے اس وقت اصل عبارت یوں ہوگی جاء نی القوم خالیامجینهم من زید

سے حال ہوکر منصوب ہونگے جاء نی القومُ خَلا زَیْدًا کی اصل عبارت یوں ہوگی جاء نی القوم خَلا مَجِیْئُہُمْ زَیْدًا (آئی میرے پاس قوم اس حال میں کہ ان کا آنا زید سے تجاوز کرنیوالا تھا) جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ القوم مستثنیٰ منہ ذوالحال خلا فعل مجیئہم مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل زیدا مستثنیٰ مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر حال ذوالحال حال سے ملکر جاء نی کا فاعل عدا کی مثال جاء نی القومُ عدا زیدا اس کی اصل عبارت یوں ہوگی جاء نی القومُ عَدَا مجیئُہُمْ زیدا معنی وترکیب بعینہ حسب سابق ہے۔ [1]

بعض نحویوں کے ہاں خلا اور عدا حروف جر ہیں لھذا ان کے بعد مستثنیٰ مجرور ہوگا ماخلا ماعدا کے بعد مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کلمہ ما مصدر یہ ہے جو فعل کے ساتھ خاص ہے لھذا ماخلا اور ماعدا فعل ہونگے اور دونوں کا فاعل ضمیر مستتر ہوگی جو ماقبل والے فعل کے مصدر کی طرف لوٹے گی یا مستثنیٰ منہ کی طرف لوٹے گی اور ان کے بعد مستثنیٰ مفعول بہ ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا ما خلا ما عدا بتاویل مصدر ہوکر مضاف الیہ ہے اور مضاف محذوف ہے اور وہ لفظ وقت ہے پھر مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوگا ماقبل والے فعل کا جیسے جاء نی القوم ماخلا زیدا یا ماعدا زیدا اصل عبارت اس طرح ہوگی جَاءَ نی الْقَوْمُ وَقْتَ خُلُوِّهِمْ مِنْ زَیْدٍ وَقْتَ عَدْوِهِمْ مِنْ زَیْدٍ (آئی ہے میرے پاس قوم بوقت خالی ہونے ان کے زید سے یا بوقت تجاوز کرنے ان کے زید سے) ما مصدر یہ خلا فعل ھو ضمیر راجع بسوئے القوم یا مجییء مصدر فاعل زیدا مستثنیٰ مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر مضاف الیہ وقت مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہے جاء کا

لیس اور لا یکون کے بعد مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں افعال ناقصہ میں سے ہیں اور انکا اسم استثناء کی بحث میں ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے جو ماقبل والے فعل کے اسم فاعل کی طرف لوٹتی ہے اور ان کا مابعد جو مستثنیٰ ہے وہ ان کی خبر ہونے کی بنا پر منصوب ہوتا ہے پھر یہ دونوں مستثنیٰ منہ سے حال ہوکر محلا منصوب ہونگے۔ جیسے جاء نی القوم لیس زیدا ای جاء نی القومُ لَیْسَ الْجَائِیْ مِنْهُمْ زَیْدًا (آئی ہے میرے پاس قوم درانحالیکہ نہیں ہے آنے والا ان میں سے زید) جاء نی القوم لا یکون زیدا ای جاء نی القومُ لَایَکُوْنُ الْجَائِیْ مِنْهُمْ زَیْدًا۔

فائدہ:۔ اول صورت میں یہ کہا کہ مستثنیٰ متصل الا کے بعد ہو یہ اس لئے کہا کہ اگر الا کے بعد نہیں بلکہ غیر سوی وغیرہ کے بعد ہے تو مجرور ہوگا اور پھر کلام موجب کی شرط اس لئے لگائی کہ اگر کلام غیر موجب ہے تو مستثنیٰ میں نصب واجب نہیں بلکہ نصب اور بدل دونوں جائز ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

---

[1] سوال:۔ ماضی مثبت جب حال واقع ہو تو اس میں قد ضروری ہے یہاں قد کا لفظ نہیں ہے؟

جواب:۔ خلا اور عدا اگرچہ فعل ماضی مثبت ہیں مگر یہاں حرف استثناء کے موقع میں واقع ہیں لھذا ان کی فعلیت میں ضعف پیدا ہوگیا لھذا ان پر قد داخل نہیں کریں گے۔

وَاِنْ كَانَ بَعْدَ اِلَّا فِی كَلَامٍ غَيْرِ مُوْجَبٍ وَهُوَ كُلُّ كَلَامٍ يَكُوْنُ فِيْهِ نَفْیٌ وَنَهْیٌ وَاِسْتِفْهَامٌ وَالْمُسْتَثْنٰی مِنْهُ مَذْكُوْرٌ يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ وَالْبَدْلُ عَمَّا قَبْلَهَا نَحْوُ مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَيْدًا وَاِلَّا زَيْدٌ (۱)

ترجمہ:۔اوراگر مستثنی الا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو (اور وہ ہر وہ کلام ہے کہ ہو اس میں نفی نہی استفہام ہو) اور مستثنی منہ مذکور ہو تو جائز ہیں۔اس میں دو وجہیں ایک ان میں سے نصب اور دوسری الا کے ماقبل سے بدل جیسے ما جاء نی احدٌ الا زیدا والا زید (نہیں آیا میرے پاس کوئی ایک مگر زید)

تشریح: اگر مستثنی الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو (کلام غیر موجب وہ ہے جس میں نفی، نہی، استفہام ہو) درانحالیکہ مستثنی منہ مذکور ہو تو اس صورت میں مستثنی میں دو وجہیں جائز ہیں ایک نصب اس بنا پر کہ یہ مستثنی متصل ہے فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے دوسری یہ کہ الا کے ماقبل یعنی مستثنی منہ سے بدل البعض ہے اور یہ دوسری وجہ مختار ہے کیونکہ بدل کلام میں مقصود ہوتا ہے بخلاف نصب کے کہ مستثنی پر نصب مفعول بہ کی مشابہت کی وجہ سے آتی ہے جو فضلہ ہے جیسے ماجاء نی احدٌ الا زیدا والا زید اس مثال میں زیدا مستثنی ہے الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہے اور مستثنی منہ لفظ احد بھی مذکور ہے لھذا نصب بھی جائز ہے اور مستثنی منہ احد سے بدل البعض بنا کر مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے۔ لے

وَاِنْ كَانَ مُفَرَّغًا بِاَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ اِلَّا فِیْ كَلَامٍ غَيْرِ مُوْجَبٍ وَالْمُسْتَثْنٰی مِنْهُ غَيْرُ مَذْكُوْرٍ كَانَ اِعْرَابُه بِحَسْبِ الْعَوَامِلِ تَقُوْلُ مَاجَاءَ نِی اِلَّازَيْدٌ وَمَارَأَيْتُ اِلَّا زَيْدًا وَمَامَرَرْتُ اِلَّابِزَيْدٍ (۲)

ترجمہ:۔اوراگر ہو مستثنی مفرغ بایں طور کہ ہو الا کے بعد کلام غیر موجب میں اور مستثنی منہ مذکور نہ ہو تو ہوگا اسکا اعراب بحسب العوامل

---

(۱) حل ترکیب:۔ان حرف شرط کان فعل ہو ضمیر اسم بعد الا مفعول فیہ کان کا فی کلام غیر موجب خبر ہو مبتدأ کل مضاف کلام موصوف یکون فیہ نفی الخ صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر واؤ حالیہ المستثنی منہ مبتدأ مذکور خبر پھر جملہ اسمیہ خبر یہ حال ہے کان کی ہو ضمیر سے پھر کان اپنے اسم وخبر وغیرہ سے ملکر شرط یجوز فیہ الوجہان جملہ فعلیہ جزاء النصب خبر مبتدأ محذوف احدھما کی یا معطوف علیہ والبدل عما قبلہا معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر بدل الوجہان سے یا مفعول بہ اعنی فعل مقدر کا عما قبلہا ظرف لغو متعلق البدل کے۔

لے فائدہ:۔بعد الا کی شرط اس لئے لگائی کہ اگر مستثنی خلا، عدا، ماخلا، ماعدا، لیس، لا یکون کے بعد ہو تو نصب واجب ہے اور غیر سوی کے بعد ہو تو مجرور رہو گا۔فی کلام غیر موجب کی شرط اس لئے لگائی کہ اگر کلام موجب ہے تو اس کا حکم گزر چکا ہے کہ نصب واجب ہے۔والمستثنی منہ مذکور کی شرط اسلئے ہے کہ اگر مستثنی منہ مذکور نہ ہو تو اس کا حکم آگے آرہا ہے

(۲) حل ترکیب:ان حرف شرط کان فعل ناقص ہو ضمیر اسم مفرغا اسم مفعول ہو ضمیر نائب فاعل با جارہ ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل ناقص ہو ضمیر اسم بعد الا مفعول فیہ فی کلام غیر موجب ظرف مستقر خبر یکون کی، یکون اپنے اسم وخبر وغیرہ سے ملکر بتاویل مصدر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مفرغا کے مفرغا اپنے نائب فاعل ومتعلق سے ملکر خبر۔والمستثنی منہ مبتدأ غیر مذکور خبر پھر جملہ اسمیہ خبر یہ حال ہے مفرغا کی ضمیر سے کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط کان اعرابہ بحسب العوامل جزاء۔

کہے گا توما جاء نی الا زید الخ ۔

تشریح:۔مفرَّغ اسم مفعول بمعنی فارغ کیا ہوامفرغ سے مراد مفرغ لہ ہے مستثنیٰ مفرغ وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو چونکہ مستثنیٰ منہ کے محذوف ہونے کی وجہ سے اس کا عامل مستثنیٰ کیلئے فارغ ہو گیا اس لئے اس کا نام مفرغ لہ رکھا گیا گویا عامل مفرغ ہے اور مستثنیٰ مفرغ لہ ہے اور مستثنیٰ منہ مفرغ عنہ ہے۔

تو تیسرا قسم اعراب کا یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرغ ہو بایں طور کہ مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو مستثنیٰ کا اعراب بحسب العوامل ہوگا۔عامل رافع ہے تو مرفوع ہوگا جیسے ما جاء نی الا زیدا گر ناصب ہے تو منصوب ہوگا جیسے ما رأیت الا زیدا اگر جار ہو تو مجرور ہوگا جیسے ما مررت الا بزید ۔ وجہ یہ ہے کہ مستثنیٰ منہ جب محذوف ہو گیا تو مستثنیٰ اس کے قائم مقام ہو گیا لھذا جو اعراب مستثنیٰ منہ کا تھا وہی اعراب اب مستثنیٰ کا ہوگا کیونکہ جو چیز کسی کے قائم مقام ہو جاتی ہے اسی کا حکم لے لیتی ہے

وَاِنْ كَانَ بَعْدَ غَيْرٍوَسِوٰی وَسَوَاءَ وَحَاشَاعِنْدَالْاَكْثَرِ كَانَ مَجْرُوْرًا نَحْوُ جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَيْرَزَيْدٍ وَسِوٰی زَيْدٍ وَسَوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَازَيْدٍ

ترجمہ:اور اگر مستثنیٰ غیر سوی وغیرہ کے بعد ہو تو مجرور ہوگا جیسے جاء نی القوم غیر زید الخ (آئی میرے پاس قوم سوا زید کے الخ)

تشریح:۔اگر مستثنیٰ غیر کے بعد ہو اور سوی (سین کے کسرہ یا ضمہ کے ساتھ اور آخر میں الف مقصورہ ہے) اور سواء (سین کے کسرہ یا فتح کے ساتھ آخر میں الف ممدودہ ہے) اور اکثر نحویوں کے ہاں حاشا کے بعد مجرور ہوتا ہے غیر سوی سواء کے بعد اس لئے مجرور ہوتا ہے کہ یہ مضاف ہیں اور مستثنیٰ مضاف الیہ ہے اور حاشا کے بعد اس لئے مجرور ہے کہ اکثر نحویوں کے ہاں یہ حرف جر ہے لیکن بعض نحویوں کے ہاں یہ فعل ہے اس وقت اس کے بعد مستثنیٰ بنا بر مفعول کے منصوب ہوگا اور ضمیر مستتر اس کا فاعل بنے گی جیسے خلا عدا میں تفصیل گزر چکی ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اَعْرَابَ غَيْرَ كَاِعْرَابِ الْمُسْتَثْنٰی بِاِلَّا تَقُوْلُ جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَ نِی غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمُ وَمَا جَا ءَ نِیْ اَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَا ءَ نِیْ غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ

ترجمہ:اور جان لیجئے بے شک اعراب غیر کا مثل اعراب مستثنیٰ بالا کے ہے کہے گا تو جاء نی القوم غیر زید الخ

---

(۱) حل ترکیب:۔ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم بعد مضاف غیر معطوف علیہ سوی الخ معطوفات معطوف علیہ معطوفات سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم مجرورا اسم مفعول صیغہ صفت ھو ضمیر نائب فاعل عند الاکثر مضاف مضاف الیہ سے ملکر ظرف مفعول فیہ مقدم صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ مقدم سے ملکر خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جزاء۔

(۲) حل ترکیب:۔اعلم فعل بفاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل اعراب غیر مضاف مضاف الیہ سے ملکر اسم کاف جار اعراب مضاف (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تشریح:۔ مستثنی کے اعراب سے فراغت کے بعد غیر کا اعراب بتلاتے ہیں کیونکہ یہ اسم متمکن ہے اس کو اعراب کی ضرورت ہے بخلاف الا کے کہ وہ حرف ہونے کی وجہ سے اعراب کو قبول نہیں کرتا خلا عدا ما خلا ما عدا لیس فعل ماضی ہیں اور فعل ماضی مبنی ہونے کی وجہ سے اعراب کو قبول نہیں کرتا سوی سواء ظرف ہونے کی وجہ سے لازم النصب ہیں اور کلمہ لا یکون فعل مضارع ہے یہ معرب بحسب العوامل ہوگا اور حاشا حرف جر ہے عند الاکثر یہ بھی اعراب کو قبول نہیں کرتا۔

کلمہ غیر جب باب استثناء میں مستعمل ہو نہ کہ صفت میں ورنہ موصوف والا اعراب ہوگا جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے تو اسکا اعراب مستثنی بالا والا ہوگا۔ کیونکہ لفظ غیر نے جب اپنے مابعد مستثنی کو اضافت کی وجہ سے مجرور کر دیا تو اس کے اعراب کو خود قبول کر لیا جیسے جاء نی اَلْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ (راء کے فتحہ کے ساتھ) چونکہ مستثنی متصل الا کے بعد کلام موجب میں منصوب ہوتا ہے لھذا الا کی بجائے جب غیر آ گیا تو مستثنی کو اضافت کی وجہ سے مجرور بنا کر اس کے اعراب کو خود قبول کر لیا۔ جاء نی القوم غیر حمار مستثنی منقطع کی مثال ہے چونکہ مستثنی منقطع الا کے بعد منصوب ہوتا ہے لھذا یہاں خود غیر منصوب ہوگا ما جاء نی غیرَ زید ن اَلْقَوْم مستثنی کے مقدم ہونے کی مثال ہے چونکہ مستثنی بالا جب مقدم ہو مستثنی منہ پر تو منصوب ہوتا ہے لھذا یہاں غیر منصوب ہوگا ما جاء نی احد غیر زید غیر زید مستثنی الا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو مستثنی منہ مذکور ہو تو نصب بھی جائز ہے بدل بھی جائز ہے تو یہاں بھی غیر کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے اور احد سے بدل بنا کر مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے مگر مرفوع پڑھنا مختار ہے۔ ما جاء نی غیرُزید ما رایت غیر زید ما مررت بغیر زید مستثنی مفرغ الا کے بعد کلام غیر موجب کی مثال ہے چونکہ اس صورت میں مستثنی بالا معرب بحسب العوامل ہوتا ہے لھذا یہاں لفظ غیر بھی معرب بحسب العوامل ہوگا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ لَفْظَةَ غَیْرَ مَوْضُوْعَةٌ لِلصِّفَةِ وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلْاِسْتِثْنَاءِ کَمَا اَنَّ لَفْظَةَ اِلَّا مَوْضُوْعَةٌ لِلْاِسْتِثْنَاءِ وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلصِّفَةِ کَمَا فِی قَوْلِہٖ تَعَالٰی لَوْ کَانَ فِیْھِمَا آلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا اَیْ غَیْرُ اللّٰہِ وَکَذٰلِکَ قَوْلُکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے کہ بے شک لفظ غیر وضع کیا گیا ہے واسطے صفت کے اور کبھی کبھی استعمال کیا جاتا ہے واسطے استثناء کے جیسا کہ

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ) المستثنی ال بمعنی الذی اسم موصول مستثنی اسم مفعول صیغہ صفت ہو ضمیر نائب فاعل با جار الا بتاویل ھذا اللفظ مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق مستثنی کے صیغہ صفت اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ موصول صلہ ملکر مضاف الیہ اعراب مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور' جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر ثابت کے متعلق ہو کر ان کی خبر' ان اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد مفعول بہ اعلم کا۔

حل ترکیب:۔ اعلم فعل بفاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل لفظۃ غیر مضاف مضاف الیہ سے ملکر اسم موضوعۃ اسم مفعول صیغہ صفت ھی ضمیر نائب فاعل للصفۃ ظرف لغو متعلق موضوعۃ کے پھر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ قد حرف تحقیق تستعمل فعل مجھول ھی ضمیر نائب فاعل للاستثناء ظرف لغو متعلق تستعمل کے ک جارہ ما مصدر یہ ان حرف از حروف مشبہ بالفعل لفظۃ الا مضاف مضاف الیہ سے ملکر اسم موضوعۃ للاستثناء خبر۔ ان اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مصدر مجرور۔ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق موضوعۃ کے۔

بے شک لفظ الا کو وضع کیا گیا ہے واسطے استثناء کے اور کبھی کبھی استعمال کیا جاتا ہے واسطے صفت کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول لو کان الخ میں (اگر زمین و آسمان میں بہت معبود ہوتے سوائے اللہ کے البتہ زمین و آسمان فاسد ہو جاتے اور اسی طرح تیرا قول لا الــــه الا اللہ (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے)

تشریح:۔لفظ غیر میں اصل تو یہ ہے کہ یہ ماقبل کی صفت واقع ہو جیسے جاء نی رجلٌ غیرَ زید (آیا میرے پاس آدمی جو زید کا غیر ہے) رجل موصوف غیر زید مضاف مضاف الیہ سے ملکر اس کی صفت اور اس طریقہ پر اس کا استعمال کلام میں بہت ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کلمہ غیر کو الا پر محمول کر کے استثناء میں استعمال کرتے ہیں جیسے جاء نی القومُ غیرَ زَید اس مثال میں غیر زید کو ماقبل کی صفت بنانا جائز نہیں کیونکہ موصوف صفت میں تعریف و تنکیر کے اعتبار سے مطابقت شرط ہے اور یہاں القوم معرفہ ہے اور غیر اگرچہ معرفہ کی طرف مضاف ہے مگر توغل فی الابہام کی وجہ سے یہ نکرہ ہے یعنی اس میں اتنا گہرا ابہام ہے کہ معرفہ کی طرف مضاف ہو کر بھی معرفہ نہیں ہوتا بلکہ نکرہ ہی رہتا ہے لھذا غیر زید القوم کی صفت نہیں بن سکتا لھذا یہاں غیر الا کے معنی میں ہو کر استثناء کیلئے ہوگا۔

جیسا کہ الا کو واضع نے وضع کیا ہے استثناء کیلئے اس میں اصل تو یہی ہے کہ استثناء میں مستعمل ہو مگر کبھی الا کو غیر پر محمول کر کے ماقبل کی صفت بھی بنا سکتے ہیں پھر چونکہ الا حرف ہے اور حرف پر اعراب نہیں آتا الا کے بعد جو اسم ہوگا اعراب اس پر آئیگا۔[1]

الا بمعنی غیر صفتی کی مثال باری تعالیٰ کا فرمان ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اس آیت میں الا بمعنی غیر ہے اور الا اللہ صفت ہے الٰھة کی اسی طرح کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں الا بمعنی غیر ہے کیونکہ یہاں استثنائیہ نہیں ہوسکتا کیونکہ استثناء متصل بنائیں تو لا الــــه میں جن معبودوں کی نفی ہو رہی ہے ان سے مراد الٰھۃ محققہ ہونگے تاکہ اللہ ان میں داخل ہو پھر ان سے اللہ کا استثناء کیا جائے تو اس صورت میں الٰھة کا متعدد ہونا لازم آتا ہے جو توحید کے منافی ہے اور اگر استثناء منقطع بنائیں تو

---

[1] فائدہ:۔الا غیر کے معنی میں ہو کر ماقبل کی صفت اس وقت بنے گا جب الا ایسی جمع کے بعد ہو جو منکور یعنی نکرہ ہو اور غیر محصور ہو یعنی اس کے افراد شمار کئے ہوئے نہ ہوں (متعین نہ ہوں) جیسے جاء نی رجال الا زید اس مثال میں الا غیر صفتی کے معنی میں اس لئے ہے کہ استثناء یہاں مشکل ہے نہ متصل ہو سکتا ہے نہ منقطع کیونکہ استثناء متصل میں مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ میں دخول یقینی ہوتا ہے اور منقطع میں مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ سے خروج یقینی ہوتا ہے یہاں اس مثال میں یہ بھی ممکن ہے کہ زید رجال کی جماعت میں داخل ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ داخل نہ ہو رجال سے ایسی جماعت مراد ہو جس میں زید داخل نہیں تو نہ دخول یقینی اور نہ ہی خروج یقینی تو یہاں استثناء کی دونوں قسمیں متصور نہیں ہو سکتیں لھذا یہاں الا استثناء کیلئے نہیں ہو سکتا بلکہ بمعنی غیر ہو کر ماقبل کی صفت بنے گا بخلاف جاء نی الرجال الا زیدا کے یا جاء نی القوم الا زیدا کیونکہ الرجال اور القوم پر الف لام استغراقی ہے لھذا الرجال القوم کا لفظ سب رجال کو اور قوم کے سب افراد کو شامل ہے جن میں زید بھی داخل ہے لھذا یہ استثناء متصل ہوگا پھر غیر محصور کی قید اسلئے لگائی کہ الا سے پہلے اگر جمع محصور ہوگی تو یہاں استثناء جائز ہوگا جیسے لزید علی عشرة دراھم الا واحدا (زید کے میرے اوپر دس درھم ہیں مگر ایک) اس صورت میں واحد اور اثنین اور ثلثة وغیرہ تسعة تک تو یہ سب عشرہ میں یقینا داخل ہیں لھذا مستثنیٰ متصل بن جائیگا۔

الٰهة سے الٰهة باطلہ مراد ہونگے تو لا الٰہ سے الٰهة باطلہ کی نفی ہوگی اور الٰهة باطلہ کی نفی سے الٰهة محققہ کی نفی لازم نہیں آتی تو توحید جو مقصود و مطلوب ہے وہ حاصل نہیں ہوگی۔

آیات کی ترکیب:۔ لو حرف شرط کان فعل ناقص فیھما خبر مقدم الٰهة موصوف الا اللّٰہ صفت موصوف صفت سے ملکر اسم کان، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط لفسدتا جزاء۔ لا نفی جنس الٰہ موصوف الا اللّٰہ صفت، موصوف صفت سے ملکر اسم اور موجود خبر محذوف ہے۔

فَصْلٌ خَبَرُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا وَحُكْمُه كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأِ اِلَّا اَنَّه يَجُوْزُ تَقْدِيْمُه عَلٰى اَسْمَائِهَا مَعَ كَوْنِهٖ مَعْرِفَةً بِخِلَافِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأِ نَحْوُ كَانَ الْقَائِمَ زَيْدٌ

ترجمہ:۔ کان اور اس کے مشابہات کی خبر وہ مسند ہوتی ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے کان زید قائما اور حکم اس کا مثل حکم خبر مبتدأ کے ہے مگر تحقیق شان یہ ہے کہ جائز ہے مقدم کرنا اس کو ان کے اسماء پر باوجود ہونے اس کے معرفہ بخلاف مبتدأ کی خبر کے جیسے کان القائمَ زیدٌ۔

تشریح:۔ منصوبات کی ایک قسم کان اور اس کے اخوات کی خبر وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو جیسے کان زیدٌ قائماً زید اسم ہے قائماً خبر ہے کیونکہ کان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔

فوائد قیود:۔ ھو المسند درجۂ جنس میں ہے معرّف اور غیر معرّف سب کو شامل ہے بعد دخولھا فصل ہے اس سے باقی تمام مسندات یعنی مبتدأ کی خبر وغیرہ خارج ہو گئے۔ اور اس کا حکم مبتدأ کی خبر کی طرح ہے یعنی جیسے مبتدأ کی خبر، مفرد، جملہ، معرفہ، نکرہ، واحد، متعدد ہوتی ہے اسی طرح کان واخوات کی خبر بھی سب احکام میں مثل خبر مبتدأ کے ہے۔ ہاں ایک فرق ہے کہ مبتدأ کی خبر جب معرفہ ہو تو اس کو مبتدأ پر مقدم کرنا جائز نہیں التباس کا خطرہ ہے مگر کان اور اس کے اخوات کی خبر جب معرفہ ہو تو اس کو انکے اسماء پر مقدم کرنا جائز

حل ترکیب:۔ خبر مضاف کان معطوف علیہ اخواتہا معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ ہو مبتدأ المسند ال بمعنی الذی اسم موصول مسند اسم مفعول صیغہ صفت ھو ضمیر نائب فاعل بعد دخولھا ظرف مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ صیغہ صفت اپنے نائب فاعل ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ موصول صلہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے خبر کان الخ مبتدأ کی۔ حکمہ مبتدأ کحکم خبر المبتدأ جار مجرور ظرف لغو متعلق ثابت کے ہو کر خبر الا حرف استثناء ان حرف ہ ضمیر شان اسم یجوز تقدیمہ الخ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مع مضاف کون فعل ناقص ہ ضمیر اسم معرفۃ خبر کون اپنے اسم وخبر سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ تقدیم مصدر کا ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ وقت مضاف محذوف کا وقت مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول فیہ ثابت محذوف کا جو خبر ہے حکمہ مبتدأ کی مستثنیٰ منہ محذوف ہے اصل عبارت یوں تھی حکمہ کحکم خبر المبتدأ فی جمیع الاوقات الا وقت کون جواز تقدیمہ علی اسمائہا بخلاف خبر المبتدأ ظرف مستقر متعلق متلبس محذوف کے متلبس اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مبتدأ محذوف ھذا کی۔

ہے جیسے کان القائمَ زید کیونکہ اعراب کے مختلف ہونے کی وجہ سے یہاں التباس کا خطرہ نہیں کیونکہ اسم مرفوع ہے خبر منصوب التباس نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ جب کان اور اسکے اخوات کے اسم وخبر میں اعراب لفظی بھی منتفی ہو اور قرینہ معنوی بھی منتفی ہو تو چونکہ اس وقت التباس کا خطرہ ہے معلوم نہ ہوگا کہ کونسا لفظ اسم ہے اور کونسا خبر تو اس وقت خبر کو اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ جو لفظ مقدم ہوگا وہ اسم اور جو مؤخر ہوگا وہ خبر بنے گا جیسے کانَ الفتٰی ھذا (یہ جوان ہے)۔

فَصْل اِسْمُ اِنَّ وَاَخَوَاتِھَاھُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْہِ بَعْدَ دُخُوْلِھَا نَحْوُ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ (۱)

ترجمہ وتشریح:۔ اِن اور اس کے مشابہات کا اسم وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو جیسے ان زیدا قائم (بے شک زید کھڑا ہونے والا ہے)

ھو المسند الیہ درجۂ جنس میں ہے ہر مسند الیہ کو شامل ہے بعد دخولھا فصل ہے اس سے مبتدا وغیرہ خارج

فَصْل: اَلْمَنْصُوْبُ بِلاَ الَّتِی لِنَفْیِ الْجِنْسِ ھُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْہِ بَعْدَ دُخُوْلِھَا یَلِیْھَا نَکِرَۃً مُضَافَۃً نَحْوُ لاَ غُلاَمَ رَجُلٍ فِی الدَّارِ اَوْ مُشَابِھًا لَھَا نَحْوُ لاَ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا فِی الْکِیْسِ (۲)

ترجمہ:۔ منصوب بلا التی لنفی الجنس وہ ہے جو مسند الیہ ہو اس کے داخل ہونے کے بعد درانحالیکہ متصل ہو اس کے ساتھ نکرہ مضاف ہو جیسے لا غلام رجل فی الدار یا شبہ مضاف ہو جیسے لا عشرین درھما فی الکیس۔

فائدہ:۔ احوال مترادفہ وہ ہیں جن کا ذوالحال ایک ہی ہو یہ سب اسی ایک ذوالحال کے احوال ہوں اور متداخلہ وہ ہیں کہ ایک ذوالحال سے ایک حال ہو پھر دوسرا پہلے حال کی ضمیر سے حال ہو۔

تشریح:۔ منصوبات میں سے ایک قسم لانفی جنس کا اسم بھی ہے۔

فائدہ:۔ مصنف نے یہاں دوسرے منصوبات کی طرح اسم لا التی الخ نہیں کہا کیونکہ لانفی جنس کا اسم ہر حال میں منصوب نہیں

---

(۱) حل ترکیب:۔ اسم ان واخواتھا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدا اول ہو پھر مبتدا المسند الیہ بعد دخولھا حسب سابق موصول صلہ ملکر ھو کی خبر مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر خبر مبتدا اول کی۔ (۲) حل ترکیب:۔ ال بمعنی الذی اسم موصول منصوب اسم مفعول صیغہ صفت ھو ضمیر نائب فاعل با جارلا بتاویل ھذا اللفظ موصوف التی اسم موصول لنفی الجنس جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائنۃ کے ہوکر خبر ھی مبتدا محذوف کی مبتدا خبر سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر صفت موصوف صفت سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق منصوب کے صیغہ صفت اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ موصول صلہ سے ملکر مبتدا اول ہو پھر مبتدا المسند الیہ خبر بعد دخولہا حسب سابق خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ھو مبتدا کی مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر خبر مبتدا اول کی یلیھا جملہ فعلیہ حال ہے المسند الیہ کی ضمیر مجرور سے نکرۃ مضافۃ اور مشابھا لھا یہ سب احوال ہیں المسند الیہ کی ضمیر مجرور سے اس وقت یہ احوال مترادفہ ہونگے یا اول حال یعنی یلیھا تو المسند الیہ کی ضمیر سے حال ہے اور باقی سب یلیھا کی ھو ضمیر مستتر سے حال ہیں اس وقت یہ احوال متداخلہ ہونگے۔ فائدہ:۔ احوال مترادفہ وہ ہیں جن کا ذوالحال ایک ہی ہو یہ سب اسی ایک ذوالحال کے احوال ہوں اور متداخلہ وہ ہیں کہ ایک ذوالحال سے ایک حال ہو پھر دوسرا پہلے حال کی ضمیر سے حال ہو۔

ہوتا اگر اسم لا کہتا تو وہم ہوتا کہ دوسرے منصوبات کی طرح اسم لا بھی ہر حال میں منصوب ہوتا ہے۔

تعریف:۔ منصوب بلا التی لنفی الجنس وہ اسم ہے جو لا کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو درانحالیکہ وہ مسند الیہ لا کے ساتھ متصل واقع ہو نکرہ ہو مضاف یا شبہ مضاف ہو۔

فوائد قیود:۔ المسند الیه درجۂ جنس میں ہے ہر قسم کے مسند الیہ کو شامل ہے۔ بعد دخولها فصل ہے اس سے دوسرے تمام مسند الیہ خارج ہو گئے۔ بعد دخولها تک مطلق اسم لا کی تعریف تو مکمل ہو گئی۔ لیکن چونکہ مقصود اس اسم لا کو بیان کرنا ہے جو منصوب ہوتا ہے اس لئے آگے یلیها نكرةً الخ کا اضافہ کیا یلیها سے احتراز ہے اس اسم سے جو متصل نہ ہو اس کا حکم آگے آ رہا ہے نکرة سے احتراز ہے اس اسم سے جو معرفہ ہو اس کا حکم بھی آگے آ رہا ہے مُضافةً اور مُشابِهاً لَها سے احتراز ہے اس اسم سے جو مفرد ہو اس کا حکم بھی آگے آ رہا ہے نکرہ مضاف کی مثال لا غلامَ رجلٍ فی الدارِ (نہیں ہے کسی مرد کا کوئی غلام گھر میں) لا نفی جنس ہے غلام نکرہ متصل مضاف رجل مضاف الیہ سے ملکر لا نفی جنس کا اسم ہے فی الدار ظرف مستقر ثابت سے متعلق ہو کر خبر ہے۔ شبہ مضاف کی مثال لَا عشرينَ درهمًا فی الكيسِ (نہیں ہیں بیس درہم جیب میں) عشرین نکرہ متصل شبہ مضاف ہے کیونکہ عشرین کا معنی بغیر تمیز کے (یعنی لفظ درھم کے) تمام نہیں ہوتا عشرین اسم عدد مبہم ممیز اپنی تمیز درهما سے ملکر لا نفی جنس کا اسم اور فی الکیس ظرف مستقر ثابت سے متعلق ہو کر خبر۔

فَاِنْ كَانَ بَعْدَ لَا نَكِرَةٌ مُفْرَدَةٌ تُبْنٰى عَلَى الْفَتْحِ نَحْوُ لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ وَاِنْ كَانَ مَعْرِفَةً اَوْ نَكِرَةً مَفْصُوْلًا بَيْنَه وَبَيْنَ لَا كَانَ مَرْفُوْعًا وَيَجِبُ تَكْرِيْرُ لَا مَعَ اِسْمٍ آخَرَ تَقُوْلُ لَا زَيْدٌ فِی الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو وَلَا فِيْهَا رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ

ترجمہ:۔ پس اگر ہے بعد لا کے نکرہ مفرد تو مبنی برفتحہ ہوگا جیسے لا رجل فی الدار اور اگر معرفہ ہو یا ایسا نکرہ ہو کہ فاصلہ کیا گیا ہو اس اسم اور لا کے درمیان تو مرفوع ہوگا اور واجب ہوگا تکرار لا کا دوسرے اسم سمیت کہے گا تو لا زید فی الدار ولا عمرو اور ولا فیھا رجل ولا امرأة۔

تشریح:۔ اگر لا کے بعد نکرہ مفرد ہو تو مبنی برفتحہ ہوگا نکرہ کہنے سے معرفہ خارج ہو گیا اور مفرد دنے سے مراد یہ ہے کہ مضاف یا شبہ مضاف نہ ہو

(حاشیہ صفحہ سابقہ) **حل ترکیب:**۔ فا تفریعیہ، ان حرف شرط کان فعل ناقص بعد لا ظرف مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم نکرة مفردة موصوف صفت ملکر اسم مؤخر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط تبنی علی الفتح جزاء۔ ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر مستتر کان کا اسم اور معرفة معطوف علیہ۔ نکرة موصوف مفصو لا اسم مفعول ھو ضمیر نائب فاعل بینہ معطوف علیہ بین لا معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول فیہ مفصولا کا مفصولا اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے ملکر صفت' موصوف صفت سے ملکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر کان کی خبر' کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط۔ کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم مرفوعا خبر جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ یجب فعل تکریر مضاف لا مضاف الیہ سے ملکر فاعل مع ظرف مضاف اسم موصوف آخر صفت سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ یجب کا فعل اپنے فاعل مفعول فیہ سے ملکر معطوف' معطوف علیہ معطوف سے ملکر جزاء۔

لھذا یہ حکم تثنیہ اور جمع کو بھی شامل ہوگا۔ ۱ اور اگر لانفی جنس کا اسم معرفہ ہو یا نکرہ ہو کر اس کے اور لا کے درمیان فاصلہ ہو خواہ مفرد ہو یا مضاف یا شبہ مضاف ہو تو لا کا اسم مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا اور لا کا دوسرے اسم سمیت تکرار ضروری ہوگا یہ اس لئے کہ لا کو واضع نے وضع کیا ہے کہ نکرہ کی صفت کی نفی کرے لھذا اس کا اثر معرفہ میں نہیں ہوگا اس کا عمل لغو ہو جائیگا اور چونکہ لا عامل ضعیف ہے اگر اس کے اور اس کے معمول کے درمیان فاصلہ آ جائے تو بھی اس کا عمل لغو ہو جائیگا لھذا اسم اگر نکرہ مفصول ہو تو بھی عمل نہیں کر سکے گا اور بعد والا اسم اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ جائیگا یعنی مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا اور لا کا تکرار نفی کی تاکید کیلئے ہوگا اور دوسرے اسم کا تکرار اس لئے ہوگا تاکہ جواب سوال کے مطابق ہو جائے کیونکہ مثلا لا زید فی الدار ولا عمرو اس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے ازید فی الدار ام عمرو یا لا فی الدار رجل ولا امرأة اس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے افی الدار رجل ام امرأة ۲

وَيَجُوْزُ فِي مِثْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ خَمْسَةُ أَوْجُهٍ فَتْحُهُمَاوَرَفْعُهُمَاوَفَتْحُ الْأَوَّلِ وَنَصْبُ الثَّانِي وَفَتْحُ الْأَوَّلِ وَرَفْعُ الثَّانِي وَرَفْعُ الْأَوَّلِ وَفَتْحُ الثَّانِي

ترجمہ: اور جائز ہیں لا حول ولا قوة الا باللہ جیسی مثال میں پانچ وجہیں دونوں کا فتحہ اور دونوں کا رفع اور اول کا فتحہ اور ثانی کا نصب

---

۱ فائدہ (۱): مبنی برفتحہ سے مراد یہ ہے کہ علامت نصب پر مبنی ہوگا خواہ وہ فتحہ ہو جیسے لا رجل فی الدار یا یاء ہو جیسے تثنیہ لا مسلمَیْنِ لک اور جمع لا مسلمِیْن لک مبنی ہیں علامت نصب یا پر۔

فائدہ (۲): مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لانفی جنس کے بعد نکرہ مفرد من استغراقیہ کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اور ضابطہ ہے کہ جب کوئی اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو تو وہ مبنی ہوتا ہے جیسے لا رجل فی الدار کا معنی ہے کہ لا من رجل فی الدار کیونکہ یہ جملہ اس شخص کے جواب میں ہے جس نے کہا ھل من رجل فی الدار (کیا کوئی مرد گھر میں ہے) تو جواب دیا گیا کہ لا من رجل فی الدار (کوئی مرد بھی گھر میں نہیں) پھر تخفیف کیلئے من کو حذف کر دیا پھر مبنی برفتحہ اسلئے ہے کہ فتحہ یہ خفیف ہے۔

۲ لائے نفی جنس کے اسم کے مفرد و مضاف معرفہ و نکرہ و مفعول و غیر مفعول کے اعتبار سے کل صورتیں چھ بنتی ہیں۔ نقشہ ملاحظہ ہو

	اسم مفرد ہو	مضاف ہو
اسم معرفہ ہو مفصول نہ ہو	لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو	لَا غُلَامُ زَيْدٍ فِي الدَّارِ وَلَا غُلَامُ بَكْرٍ
اسم معرفہ ہو اور مفصول ہو	لَا فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو	لَا فِي الدَّارِ غُلَامُ زَيْدٍ وَلَا غُلَامُ عَمْرٍو
اسم نکرہ ہو اور مفصول ہو	لَا فِي الدَّارِ رَجُلٌ وَلَا اِمْرَأَةٌ	لَا فِي الدَّارِ غُلَامُ رَجُلٍ وَلَا غُلَامُ اِمْرَأَةٍ

حل ترکیب: یجوز فعل فی جار مثل مضاف لاحول ولاقوة الا باللہ بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ مضاف مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجوز کے خمسة اوجہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل۔ فتحھما الخ خبر مبتدأ محذوف احدھا' ثانیھا' ثالثھا الخ کی یا بدل خمسة اوجہ سے یا مفعول بہ اعنی فعل مقدر کا۔

اوراول کا فتحہ اور ثانی کا رفع اوراول کا رفع اور ثانی کا فتحہ۔

تشریح: لاحول ولاقوۃ الا باللہ جیسی ترکیب میں باعتبار اعراب کے پانچ صورتیں جائز ہیں اور مثل لا حول الخ سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جس میں لانفی جنس کا تکرار ہو بذریعہ عطف اور ہر لا کے بعد مفرد نکرہ بلافصل ہو جیسے لا رجلٌ فی الدار ولا امرأۃ اور لا حولَ ولا قوۃ اِلّا باللّٰہِ تو ایسی صورت میں ہر لا کے بعد والے اسم مفرد نکرہ بلافصل میں پانچ صورتیں جائز ہیں۔

اول صورت: دونوں کا فتحہ یعنی دونوں مبنی بر فتحہ ہونگے اس صورت میں دونوں جگہ لانفی جنس ہوگا اور یہ بعد والا اسم ان کا اسم ہوگا اور لانفی جنس کا اسم جب نکرہ مفرد ہو تو مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اس صورت میں یہ بھی احتمال ہے کہ مثال مذکور ایک جملہ ہو اور مفرد کا مفرد پر عطف ہو بایں طور کہ دونوں کی ایک خبر مقدر مانی جائے اس وقت تقدیر عبارت یوں ہوگی لاحولَ عنِ المَعصِیَۃِ ولا قوۃ علی الطَّاعۃِ ثابتَانِ بأحدٍ اِلّا باللّٰہِ (نہیں ہے پھرنا گناہوں سے اور نہیں ہے طاقت عبادت پر ثابت کسی کیساتھ مگر اللہ کے ساتھ) اس میں لا قوۃ مفرد کا عطف ہے لاحول مفرد پر اور ثابتان اسم فاعل باحد مستثنیٰ منہ الا حرف استثناء باللہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر ظرف لغو متعلق ثابتان کے، ثابتان اپنے متعلق سے ملکر دونوں کی خبر۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مثال مذکور دو جملے ہوں جملہ کا جملہ پر عطف ہو اس وقت تقدیر عبارت یوں ہوگی لا حول عنِ المعصیۃِ ثابتٌ بِأحدٍ اِلّا باللّٰہ ولا قوۃ عَلی الطَّاعَۃِ ثابتٌ بِأحدٍ اِلّا باللّٰہِ اس وقت لانفی جنس ہے حول مصدر عن المعصیۃ ظرف لغو متعلق حول کے، حول اپنے متعلق سے ملکر اسم ہے لا کا ثابت اسم فاعل باحد مستثنیٰ منہ الا حرف استثناء باللہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر ظرف لغو متعلق ثابت کے ثابت اپنے متعلق سے ملکر خبر۔ لانفی جنس اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ اور لا قوۃ الخ کی ترکیب بھی بعینہ اسی طرح ہے پھر یہ جملہ معطوف تو جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا۔

دوسری صورت:۔ دونوں کا رفع مبتدا ہونے کی بنا پر اس صورت میں دونوں جگہ لا زائدہ ہوگا اور لا حولٌ ولا قوۃٌ اِلّا باللّٰہِ اس وقت یہ جملہ ایک سوال کے جواب میں ہے سوال یہ تھا کہ اَبغیرِ اللّٰہِ حَوْلٌ وَ قُوَّۃٌ (کیا اللہ تعالیٰ کے بغیر گناہ سے پھرنا اور عبادت پر طاقت ہے) تو اس کے جواب میں کہا گیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو چونکہ سوال میں حول اور قوۃ مرفوع ہیں لھذا جواب میں بھی مرفوع ہونگے اس صورت میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ عبارت دو جملے ہوں ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر عطف ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ہی جملہ ہو اور مفرد کا مفرد پر عطف ہو تفصیل گزر چکی ہے۔

تیسری صورت:۔ اول کا فتحہ اور ثانی کا نصب اس صورت میں اول لانفی جنس کا اسم ہوگا اور دوسرے کا نصب تنوین کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ دوسرا لا زائدہ ہے تاکید نفی کیلئے اور قوۃ کا عطف حول کے لفظ پر ہے اور وہ لفظاً منصوب ہے اس کا مبنی ہونا تو عارضی ہے لھذا معطوف بھی منصوب ہوگا اس صورت میں دونوں وجہیں ہوسکتی ہیں مفرد کا عطف مفرد پر تو دونوں کی ایک خبر مقدر ہوگی جیسے لا حولَ ولا قوۃً ثابتانِ باحدٍ الا باللہ اور اگر جملہ کا عطف جملہ پر ہو تو دونوں کی خبر الگ الگ ہوگی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

چوتھی صورت:۔ اول کا فتحہ اور ثانی کا رفع ۔ اول لانفی جنس کا اسم ہوگا دوسرا تنوین کے ساتھ مرفوع ہوگا اس بنا پر کہ دوسرا لا زائدہ ہے تاکید نفی کیلئے اور قوۃ کا عطف حول کے محل پر ہے اور وہ حقیقت میں مبتدأ ہونے کی بنا پر محلا مرفوع ہے لھذا قوۃ بھی مرفوع ہوگا معطوف ہونے کی وجہ سے پھر اس صورت میں بھی دونوں وجہیں ہوسکتی ہیں عطف مفرد بر مفرد کی صورت میں دونوں کی ایک خبر مقدر ہوگی عطف جملہ بر جملہ کی صورت میں دونوں کی الگ الگ خبر ہوگی تفصیل گزر چکی ہے۔

پانچویں صورت:۔ اول کا رفع مع التنوین اور ثانی کا فتحہ ۔ اول کا رفع اس بنا پر کہ یہ لامشبہ بلیس ہے دوسرے کا فتحہ اس بنا پر کہ یہ لانفی جنس کا ہے لیکن اول کا رفع ضعیف ہے کیونکہ لا بمعنی لیس قلیل ہے اس صورت میں عطف مفرد بر مفرد نہیں ہوسکتا کیونکہ دونوں کی ایک خبر نہیں ہوسکتی کیونکہ لامشبہ بلیس کی خبر منصوب اور لانفی جنس کی خبر مرفوع ہوتی ہے اگر ایک ہی خبر ہو تو ایک ہی لفظ کا ایک ہی وقت میں مرفوع ومنصوب ہونا لازم آئیگا اور یہ جائز نہیں اس صورت میں دو جملے ہونگے جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا مثال گزر چکی ہے۔

وَقَدْ يُحْذَفُ اِسْمُ لاَ لِقَرِيْنَةٍ نَحْوُ لاَ عَلَيْکَ اَیْ لاَ بَأْسَ عَلَيْکَ

ترجمہ: اور کبھی کبھی حذف کیا جاتا ہے لا کا اسم کسی قرینہ کی وجہ سے جیسے لا علیک یعنی لا بأس علیک (تجھ پر کوئی حرج نہیں)

تشریح: جب قرینہ موجود ہو تو لا کے اسم کو حذف کرنا جائز ہے جیسے لا علیک اصل میں تھا لا بأس علیک بأس کو حذف کردیا گیا حذف کا قرینہ یہ ہے کہ لا حرف ہے علیک میں علی جارہ بھی حرف ہے حرف حرف پر داخل نہیں ہوسکتا معلوم ہوا کہ اس کا اسم محذوف ہے۔

فَصْلٌ خَبَرُ مَا وَلاَ الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ مَا زَيْدٌ قَائِمًا وَلاَ رَجُلٌ حَاضِرًا وَاِنْ وَقَعَ الْخَبَرُ بَعْدَ اِلاَّ نَحْوُ مَا زَيْدٌ اِلاَّ قَائِمٌ اَوْ تَقَدَّمَ الْخَبَرُ عَلَى الْاِسْمِ نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ زِيْدَتْ اِنْ بَعْدَ مَا نَحْوُ مَا اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ بَطَلَ الْعَمَلُ كَمَا رَأَيْتَ فِى الْاَمْثِلَةِ

ترجمہ:۔ ما ولا مشبہتین بلیس کی خبر وہ ہے جو مسند ہو ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد جیسے ما زید قائما (نہیں زید کھڑا ہونے

---

(۱) حل ترکیب:۔ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یحذف فعل مجہول اسم لا مضاف مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل لقرینۃ ظرف لغو متعلق یحذف کے

(۲) حل ترکیب:۔ خبر مضاف ما ولا معطوف علیہ معطوف سے ملکر موصوف ال بمعنی اللتین اسم موصول مشبہتین اسم مفعول صیغہ صفت ھما ضمیر تثنیہ مستتر راجع بسوئے ما ولا اسم بلیس جار مجرور ظرف لغو متعلق مشبہتین کے صیغہ صفت اپنے نائب فاعل ومتعلق سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ اول ھو مبتدأ ثانی ال بمعنی الذی اسم موصول مسند اسم مفعول صیغہ صفت ھو ضمیر نائب فاعل بعد دخولھا ظرف مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ صیغہ صفت اپنے نائب فاعل ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ موصول صلہ سے ملکر خبر ھو مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر مبتدأ اول کی ان حرف شرط وقع الخبر بعد الا معطوف علیہ تقدم الخبر علی الاسم معطوف اول او حرف عطف زیدت ان بعد ما معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر شرط، بطل العمل جزاء۔

والا) ولا رجلٌ حاضرًا (نہیں ہے آدمی حاضر) اور اگر واقع ہو جائے خبر الا کے بعد جیسے ما زیدٌ الّا قائمٌ (نہیں ہے زید مگر کھڑا ہونے والا) یا مقدم ہو جائے خبر اسم پر جیسے ما قائمٌ زیدٌ یا زیادہ کیا جائے ان ما کے بعد جیسے مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ تو باطل ہو جائیگا عمل جیسا کہ دیکھ لیا تو نے مثالوں میں۔

تشریح:۔تعریف واضح ہے۔فوائد قیود:۔ هو المسند درجۂ جنس میں ہے ہر مسند کو شامل ہے بعد دخولہما فصل ہے اس سے باقی سب مسندات خارج ہو گئے۔ما کی مثال ما زید قائما ماشبہ بلیس زید اسم قائما خبر۔لا کی مثال لا رجل حاضر ا۔لا مشبہ بلیس رجل اسم حاضرا خبر۔

وان وقع الخ سے مصنف وہ صورتیں بیان کرتے ہیں جن میں ما و لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے(۱) جب ما و لا کی خبر الا کے بعد واقع ہو(۲) ان کی خبر ان کے اسم پر مقدم ہو جائے (۳) کلمہ مـــــا کے بعد ان زائدہ ہو تو ان تینوں صورتوں میں اس کا عمل باطل ہو جائے گا۔

اول صورت کی مثال:۔ما زیدٌ اِلَّا قَائِمٌ ،لَا رَجُلَ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْکَ ان مثالوں میں ما و لا کی خبر الا کے بعد ہے لهذا عمل باطل ہوا قائم اور افضل منصوب نہیں ہونگے بلکہ مبتدأ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونگے عمل کے باطل ہونے کی وجہ ودلیل یہ ہے کہ مـــا و لا کا عمل لیس کے ساتھ معنیٔ نفی میں مشابہت کی وجہ سے تھا الا کے ذریعے سے معنیٔ نفی ختم ہو گیا تو عمل بھی باطل ہو جایئگا۔دوسری صورت کی مثال:۔ما قائم زید اس صورت میں بطلان عمل کی وجہ یہ ہے کہ ما و لا ضعیف عامل ہیں یہ اس وقت عمل کریں گے جب دونوں معمول ترتیب کے ساتھ واقع ہوں جب ترتیب بگڑ گئی تو عمل باطل ہو گیا۔

تیسری صورت کی مثال:۔مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ اس صورت میں بطلان عمل کی وجہ یہ ہے کہ ما عامل ضعیف ہے جب اس کے اور اس کے معمول کے درمیان ان کا فاصلہ آ گیا تو عمل بوجہ ضعف کے باطل ہو گیا۔

فائدہ:۔یہ تیسری صورت صرف ما کے ساتھ خاص ہے کیونکہ لا کے بعد ان زائدہ کا آنا نحویوں کے ہاں درست نہیں پھر بصریوں کے ہاں یہ ان زائدہ ہے اور کوفیوں کے ہاں یہ نافیہ ہے نفی اول کی تاکید کر رہا ہے۔

وَهٰذَا لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ اَمَّا بَنُوْ تَمِيْمٍ فَلَا يَعْمَلُوْنَهُمَا اَصْلاً قَالَ الشَّاعِرُ عَنْ لِسَانِ بَنِي تَمِيْمٍ شعر

وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهُ اِنْتَسِبْ ☆ فَاَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ بِرَفْعِ حَرَامٌ

ترجمہ:اور یہ لغت ہے اھل حجاز کی لیکن بنو تمیم پس وہ ان دونوں کو بالکل عمل نہیں دیتے کہا ہے شاعر نے بنو تمیم کی زبان سے ومهفهف الخ

حل ترکیب:۔ھذا مبتدا لغۃ اھل حجاز خبر اما حرف تفصیل بنو تمیم مبتدأ متضمن معنی شرط فلا یعملونہما خبر قائم مقام جزاء کے۔اصلا مفعول مطلق اصل فعل مقدر کا یا بمعنی ابدا ہو کر مفعول فیہ ہے لا یعملونھما کا۔

تشریح:۔ مـا اور لا کا یہ عمل اھل حجاز کی لغت ہے ان کے ہاں یہ دونوں عامل ہیں انہیں کی لغت پر قرآن اترا ہے جیسے مـا هـذا بَشَرًا لیکن بنوتمیم ما اور لا کو عمل نہیں دیتے ان کے ہاں ما و لا اسم وخبر میں عمل نہیں کرتے بلکہ ما و لا کے داخل ہونے سے پہلے جیسے وہ دو اسم مبتدأ اور خبر کی بنا پر مرفوع تھے ان کے داخل ہونے کے بعد بھی مبتدأ خبر کی بنا پر مرفوع ہونگے۔ چنانچہ بنوتمیم کے زہیر نامی شاعر نے ایک شعر کہا اس میں ما کو عمل نہیں دیا وہ شعر ملاحظہ ہو۔

وَمُهَفْهَفٍ كَـالْـغُصْنِ الخ:۔ واؤ بمعنی رب ہے مُهَفْهَفٍ هَفْهَفَةٌ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے باریک کمر والا ہونا اور مهفهف۔ بمعنی باریک کمر والا یعنی چھ ک پھرتیلا الغصن بمعنی شاخ اِنْتَسِبْ اِنْتِسَاب مصدر (بمعنی نسب بیان کرنا) سے امر کا صیغہ ہے اجاب میں ھو ضمیر مستتر راجع ہے مهفهف کی طرف قتل مصدر کی اضافت ہے مفعول کی طرف اور فاعل محذوف ہے اصل میں تھا قتلُ الْمحبُوبِ الْمُحِبَّ۔

شعر کا ترجمہ:۔ بہت پتلی کمر والے شاخ کی مثل میں نے اس کو کہا کہ تو نسب بیان کر۔ پس اس نے جواب دیا نہیں محب کو قتل کرنا حرام

شعر کی تشریح:۔ یہ ہے کہ بعض پتلی کمر والے لطافت اور نزاکت میں مثل شاخ کے تھے میں نے ان سے کہا کہ تو اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب دیا کہ میرے نزدیک محبوب کا محب وعاشق کو قتل کرنا حرام نہیں یعنی میں ان محبوبوں معشوقوں میں سے ہوں جن کے ہاں عاشق کو قتل کرنا حرام نہیں تھا اس محبوب نے ضمناً اپنا نسب بیان کیا کہ میں بنوتمیم قبیلہ سے ہوں اس لئے حرام کو مرفوع پڑھا حالانکہ پیچھے ما مشبہ بلیس ہے مگر اس نے اس کو عمل نہیں دیا بلکہ قتل الحب کو مبتدأ اور حرام کو خبر بنا کر مرفوع پڑھا۔

شعر کی ترکیب:۔ واؤ بمعنی رب حرف جار مهفهف صیغہ اسم مفعول کالغصن ظرف لغو متعلق مهفهف کے پھر جار مجرور مل کر متعلق اس فعل کے جو پیچھے شعر میں مذکور ہے قلت فعل بفاعل لہ جار مجرور ظرف لغو متعلق قلت کے انتسب فعل بفاعل مقولہ ہے قول کا فا عاطفہ اجاب فعل ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے مهفهف فاعل مـا حرف از حروف مشبہ بلیس غیر عامل بنوتمیم کے ہاں قتل المحب مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ حرام خبر پھر جملہ خبریہ بتاویل ھذا الترکیب مفعول بہ ہے اجاب فعل کا فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر معطوف ہے قلت الخ پر۔

تمت المنصوبات

اَلْمَقْصَدُ الثَّالِثُ فِي الْمَجْرُوْرَاتِ

اَلْاَسْمَاءُ الْمَجْرُوْرَةُ هِيَ الْمُضَافُ اِلَيْهِ فَقَط وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ نُسِبَ اِلَيْهِ شَيْءٌ بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ لَفْظًا نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَيُعَبَّرُ عَنْ هٰذَا التَّرْكِيْبِ فِي الْاِصْطِلَاحِ بِاَنَّهُ جَارٌّ وَمَجْرُوْرٌ اَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ تَقْدِيْرُهُ غُلَامٌ لِزَيْدٍ وَيُعَبَّرُ عَنْهُ فِي الْاِصْطِلَاحِ بِاَنَّهُ مُضَافٌ وَمُضَافٌ اِلَيْهِ

ترجمہ:۔ مقصد ثالث مجرورات میں ہے اسمائے مجرورہ فقط مضاف الیہ ہی ہے اور وہ ہر اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت کی گئی ہو بواسطۂ حرف جر کے خواہ حرف جر ملفوظ ہو جیسے مررت بزید اور تعبیر کیا جاتا ہے اس ترکیب کو اصطلاح میں بایں طور کہ وہ جار مجرور ہے یا حرف جر مقدر ہو جیسے غلام زید تقدیر اس کی غلام لزید ہے اور تعبیر کیا جاتا ہے اس کو اصطلاح میں بایں طور کہ وہ مضاف مضاف الیہ ہے۔

تشریح:۔ اسمائے مجرورہ صرف مضاف الیہ ہے۔

سوال:۔ جب مجرور صرف مضاف الیہ ہے تو صیغہ مفرد لانا چاہیے تھا مجرورات جمع کا صیغہ کیوں لائے؟

جواب:۔ مجرور مضاف الیہ کے انواع واقسام بہت ہیں اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔

مجرور کی تعریف: مجرور وہ اسم ہے جو مضاف الیہ ہونے کی علامت پر مشتمل ہو اس حیثیت سے کہ وہ مضاف الیہ ہے مضاف الیہ ہونے کی علامت جر ہے خواہ وہ کسرہ کے ساتھ ہو یا فتحہ کیساتھ یا یاء کے ساتھ پھر جر تقدیری ہو یا لفظی ہو

کل اسم الخ سے مضاف الیہ کی تعریف کرر ہے ہیں مضاف الیہ ہر وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت کی گئی ہو بواسطہ حرف جر

حل ترکیب:۔ المقصد الثالث موصوف صفت سے ملکر مبتدأ فی المجرورات ظرف مستقر کائن کے متعلق ہو کر خبر۔ الاسماء المجرورة موصوف صفت سے ملکر مبتدأ اول ھی مبتدأ ثانی المضاف الیہ ال بمعنی الذی اسم موصول مضاف اسم مفعول صیغہ صفت الیہ جار مجرور نائب فاعل صیغہ صفت کا اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ موصول صلہ سے ملکر خبر ھی مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے مبتدأ اول کی۔ فقط میں فافصیحیہ قط اسم فعل بمعنی انتہ فعل بفاعل جزاء ہے شرط محذوف کی اصل عبارت یوں تھی اذا کانت الاسماء المجرورة منحصرة فی المضاف الیہ فانتہ عن قسم آخر اذا کانت الخ شرط فانتہ الخ جزاء۔ ھو مبتدأ کل مضاف اسم موصوف نسب فعل مجہول الیہ ظرف لغو متعلق نسب کے شیء نائب فاعل با حرف جر واسطہ مضاف حرف الجر مضاف الیہ پھر جار مجرور ظرف لغو متعلق نسب کے لفظا بمعنی ملفوظا معطوف علیہ او عاطفہ تقدیرا بمعنی مقدرا معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر کان محذوف کی خبر ہے عبارت یوں ہوگی سواء کان ذلک الحرف ملفوظا او مقدرا۔ دوسرا احتمال۔ معطوف علیہ معطوف سے ملکر حال ہے حرف الجر سے۔ یعبر فعل مجہول عن زائدہ ھذا الترکیب موصوف صفت سے ملکر نائب فاعل فی الاصطلاح ظرف لغو متعلق یعبر کے با حرف جر ان حرف مشبہ بالفعل ہ ضمیر اسم جار معطوف علیہ مجرور معطوف سے ملکر خبر۔ ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یعبر کے۔ باقی واضح ہے

کے خواہ وہ حرف جر ملفوظ ہو جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ (گزرا میں زید کے ساتھ) مررت فعل کی نسبت ہو رہی ہے زید کی طرف بواسطہ حرف جر کے جو کہ ملفوظ ہے نحویوں کی اصطلاح میں اس کو جار مجرور کہتے ہیں مررت فعل با فاعل با حرف جر زید مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق مررت کے یا وہ حرف جر مقدر ہو لیکن وہ مراد ہو یعنی اس کا اثر باقی ہو جیسے غلام زید اصل میں تھا غلامٌ لِزَیْدٍ غلام کی نسبت زید کی طرف بواسطہ حرف جر مقدر (لام) کے ہے مگر وہ مراد ہے کیونکہ اسکا اثر جو کہ جر ہے وہ زید میں باقی ہے اس کو نحویوں کی اصطلاح میں مضاف مضاف الیہ کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ کل اسم سے معلوم ہوا کہ مضاف الیہ ہمیشہ اسم ہوگا خواہ حقیقۃً اسم ہو یا حکماً و تاویلاً اور نسب الیہ شیٔ سے معلوم ہوا کہ مضاف کوئی چیز بھی ہو سکتی ہے مضاف کبھی فعل ہوگا کبھی اسم ہوگا۔ بواسطہ حرف جر کہنے سے فاعل اور مفعول بہ وغیرہ خارج ہو گئے کیونکہ فاعل یا مفعول بہ کی طرف بھی فعل کی نسبت ہوتی ہے مگر بواسطہ حرف جر نہیں جیسے ضرب زید عمرا۔

وَيَجِبُ تَجْرِيْدُ الْمُضَافِ عَنِ التَّنْوِيْنِ اَوْ مَا يَقُوْمُ مَقَامَه وَهُوَ نُوْنُ التَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ نَحْوُ جَاءَ نِي غُلَامُ زَيْدٍ وَغُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرٍ

ترجمہ:۔ اور واجب ہے خالی کرنا مضاف کو تنوین سے یا اس چیز سے جو تنوین کے قائم مقام ہے اور وہ نون تثنیہ اور جمع ہیں جیسے جاءنی غلامُ زیدٍ اور غلامَا زیدٍ اور مُسلِمُوْ مصْرٍ

تشریح:۔ اضافت کی وجہ سے مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین یعنی نون تثنیہ و جمع سے خالی ہونا ضروری ہے وجہ یہ ہے کہ تنوین اور قائم مقام تنوین کلمہ کے تام ہونے کی علامت ہیں یہ بتلاتی ہیں کہ اس کلمہ کا اپنے مابعد کے ساتھ تعلق نہیں یعنی انفصال پر دلالت کرتی ہیں اور مضاف کا مضاف الیہ سے اتصال ہوتا ہے مضاف مضاف الیہ کے بغیر تام نہیں ہوتا لھذا مضاف کا تنوین و قائم مقام تنوین سے خالی ہونا ضروری ہے جیسے غلام زید اصل میں تھا غلام لزید اضافت ہوئی تو تنوین گر گئی غلاما زید اصل میں غلامان تھا اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ گر گیا اور اسی طرح مسلمو مصر اصل میں مسلمون تھا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔ اسی طرح مضاف کے شروع میں الف لام بھی نہیں ہوتا کیونکہ یہ بھی کلمہ کے تام ہونے پر دلالت کرتا ہے جو اضافت کے منافی ہے جیسے الغلام کی جب اضافت کریں گے زید کی طرف تو الف لام گر جائیگا غلام زید کہا جائیگا۔

---

(۱) حل ترکیب:۔ یجب فعل تجرید مضاف المضاف مضاف الیہ عن جار التنوین معطوف علیہ او عاطفہ مایقوم مقامہ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تجرید کے تجرید مضاف اپنے مضاف الیہ و متعلق سے ملکر فاعل ہے یجب کا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِضَافَةَ عَلٰى قِسْمَيْنِ مَعْنَوِيَّةٌ وَلَفْظِيَّةٌ اَمَّا الْمَعْنَوِيَّةُ فَهِيَ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُضَافُ غَيْرَ صِفَةٍ مُضَافَةٍ اِلٰى مَعْمُوْلِهَا وَهِيَ اِمَّا بِمَعْنَى اللَّامِ نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ اَوْ بِمَعْنٰى مِنْ نَحْوُ خَاتَمُ فِضَّةٍ اَوْ بِمَعْنٰى فِيْ نَحْوُ صَلٰوةُ اللَّيْلِ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے کہ بے شک اضافت دو قسم پر ہے معنویہ اور لفظیہ لیکن معنویہ پس وہ یہ ہے کہ ہو مضاف غیر اس صیغہ صفت کا جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور یہ بمعنی لام ہوگی جیسے غلامُ زیدٍ یا بمعنی من ہوگی جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ یا بمعنی فی ہوگی جیسے صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔

تشریح:۔ اضافت کی دو قسمیں ہیں معنویہ اور لفظیہ۔ معنویہ معنی کی طرف منسوب ہے یعنی معنی والی چونکہ یہ اضافت مضاف میں تعریف یا تخصیص والے معنی کا فائدہ دیتی ہے اس لئے اس کو معنویہ کہتے ہیں اس کو حقیقیہ بھی کہا جاتا ہے اور لفظیہ لفظ کی طرف منسوب ہے یعنی لفظ والی۔ چونکہ یہ صرف لفظ میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے تعریف یا تخصیص والے معنی کا فائدہ نہیں دیتی جیسا کہ آگے تفصیل آرہی ہے اسی لئے اس کو لفظیہ کہا جاتا ہے اس کا دوسرا نام غیر حقیقیہ ہے۔

اما المعنوية الخ: اضافت معنویہ وہ ہے کہ جس میں مضاف ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہے یہاں صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل اسم مفعول صفت مشبہ اسم تفضیل ہیں اور معمول سے مراد فاعل اور مفعول بہ ہیں اس جگہ تین صورتیں بنتی ہیں۔

اول صورت:۔ یہ کہ مضاف نہ صیغہ صفت ہو اور نہ ہی اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے غلام زید.

دوسری صورت:۔ یہ کہ مضاف صیغہ صفت تو ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو بلکہ غیر معمول کی طرف مضاف ہو جیسے کریم البلد۔ کریم صیغہ صفت تو ہے مگر البلد مضاف الیہ نہ فاعل ہے۔ نہ مفعول بہ بلکہ ظرف اور مفعول فیہ ہے۔

تیسری صورت:۔ یہ کہ مضاف صیغہ صفت نہ ہو اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے ضرب زید ضرب صیغہ صفت نہیں ہے بلکہ مصدر ہے لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف ہے کیونکہ ضرب کا زید مفعول بہ ہے۔

وَهِيَ اِمَّا بِمَعْنَى اللَّامِ الخ:۔ پھر اضافت معنویہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) بمعنی اللام (۲) بمعنی من

---

(۲) حل ترکیب:۔ اعلم فعل بفاعل ان حرف الاضافة ان کا اسم علی قسمین ظرف مستقر کائنۃ کے متعلق ہو کر خبر معنویۃ خبر مبتدأ محذوف احدھما کی لفظیۃ خبر مبتدأ محذوف ثانیھما کی یا معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول بہ اعنی فعل مقدر کا یا بدل قسمین سے۔ اما حرف شرط برائے تفصیل المعنویۃ مبتدأ ھی پھر مبتدأ متضمن معنی شرط ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل ناقص المضاف اسم غیر مضاف صفۃ موصوف مضافۃ صیغہ صفت اسم مفعول ھی ضمیر نائب فاعل الی معمولھا ظرف لغو متعلق مضافۃ کے مضافۃ صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ غیر مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے مل کر یکون کی خبر یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر ھی مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر قائم مقام جزاء۔ ھی مبتدأ اما حرف تردید بمعنی اللام ظرف مستقر ثابتۃ کے متعلق ہو کر خبر بمعنی من اور بمعنی فی کا عطف ہے بمعنی اللام پر

(۳) بمعنی فی۔

اضافت بمعنی اللام وہ ہے کہ مضاف الیہ نہ مضاف کی جنس ہو نہ اس کیلئے ظرف ہو۔

فائدہ:۔ مضاف الیہ مضاف کی جنس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف پر بھی صادق آئے اور اس کے غیر پر بھی اسی طرح مضاف بھی مضاف الیہ وغیر مضاف الیہ پر صادق آئے جیسے خاتمُ فضةٍ میں فضة۔ خاتم پر بھی صادق آتی ہے اور غیر خاتم کسی اور زیور پر بھی صادق آتی ہے اسی طرح خاتم فضة پر بھی صادق آتی ہے اور غیر فضة یعنی سونے وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے کیونکہ انگوٹھی چاندی کی بھی ہوتی ہے اور سونے وغیرہ کی بھی۔

اضافت بمعنی اللام کی مثال غلام زید اصل میں غلام لزید تھا چونکہ اس میں لام مقدر ہے اس لئے اس کو اضافت بمعنی اللام کہتے ہیں اضافت لامیہ بھی کہتے ہیں اس میں زید مضاف الیہ نہ تو مضاف کی جنس ہے اور نہ ہی ظرف۔

دوسری قسم اضافت بمعنی من وہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف کی جنس ہو جیسے خاتم فضة اصل میں خاتمٌ مِنْ فِضَّةٍ تھا چونکہ اس میں من مقدر ہے اس لئے اس کو اضافت بمعنی من کہتے ہیں اور اس کو اضافت منیہ اور بیانیہ بھی کہتے ہیں۔

تیسری قسم اضافت بمعنی فی وہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف کیلئے ظرف ہو خواہ ظرف زمان ہو یا ظرف مکان جیسے صلوة اللیل (رات کی نماز) اصل میں تھا صلوة فی اللیل چونکہ اس میں فی مقدر ہے اس لئے اس کو اضافت بمعنی فی کہتے ہیں اور اس کو اضافت فویہ اور ظرفیہ بھی کہتے ہیں۔

وَفَائِدَةُ هٰذِهِ الْاِضَافَةِ تَعْرِيْفُ الْمُضَافِ اِنْ اُضِيْفَ اِلٰى مَعْرِفَةٍ كَمَا مَرَّ اَوْ تَخْصِيْصُهٗ اِنْ اُضِيْفَ اِلٰى نَكِرَةٍ كَغُلَامِ رَجُلٍ

ترجمہ:۔ اور فائدہ اس اضافت کا مضاف کو معرفہ بنانا ہے اگر اس کی اضافت کی جائے معرفہ کی طرف جیسے گزر چکا یا اس کو مخصص بنانا ہے اگر اس کی اضافت کی جائے نکرہ کی طرف جیسے غلام رجل۔

تشریح:۔ اضافت معنویہ کا فائدہ بتلا رہے ہیں اضافت معنویہ تعریف یا تخصیص کا فائدہ دیتی ہے اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو مضاف معرفہ ہو جائے گا اگر مضاف الیہ نکرہ ہے تو مضاف میں تخصیص پیدا ہو جائیگی یعنی قلت اشتراک ہو جائے گا مضاف پہلے بہت سے افراد کو شامل تھا اب تھوڑے افراد کو شامل ہوگا۔ اول کی مثال غلام زید۔ غلام نکرہ تھا زید معرفہ کی طرف اضافت کرنے سے

حل ترکیب:۔ فائدۃ مضاف ھذہ الاضافۃ اسم اشارہ مشار الیہ یا موصوف صفت یا مبدل منہ بدل یا معطوف علیہ عطف بیان ملکر مضاف الیہ فائدۃ مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ تعریف المضاف مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر پھر مبتدأ خبر سے ملکر دال برجزاء ان اضیف الی معرفۃ شرط تخصیصہ الخ کا عطف ہے تعریف المضاف الخ پر۔ پھر یہ بذریعہ عطف خبر ہے فائدۃ ھذۃ الاضافۃ مبتدأ کی پھر جملہ اسمیہ خبریہ دال برجزاء ان اضیف الخ شرط۔

غلام بھی معرفہ ہوگیا ثانی کی مثال غلام رجل اس میں غلام نکرہ عام تھا مرد کا غلام ہو یا عورت کا رجل نکرہ کی طرف اضافت سے اس میں تخصیص آ گئی افراد کم ہو گئے اب صرف مرد کے غلام کو شامل ہوگا [۱]

وَاَمَّا اللَّفْظِيَّةُ فَهِيَ اَنْ يَكُوْنَ الْمُضَافُ صِفَةً مُضَافَةً اِلٰى مَعْمُوْلِهَا وَهِيَ فِيْ تَقْدِيْرِ الْاِنْفِصَالِ نَحْوُ ضَارِبُ زَيْدٍ وَحَسَنُ الْوَجْهِ وَفَائِدَتُهَا تَخْفِيْفٌ فِي اللَّفْظِ فَقَط

ترجمہ:۔لیکن لفظیہ پس وہ یہ ہے کہ ہو مضاف ایسا صیغہ صفت کا جو مضاف ہونے والا ہو اپنے معمول کیطرف اور یہ انفصال کی تقدیر میں ہے جیسے ضاربُ زیدٍ اور حَسَنُ الْوَجْهِ۔ اور اس کا فائدہ صرف لفظ میں تخفیف ہے۔

تشریح:۔ اضافت لفظیہ وہ ہے کہ جس میں مضاف ایسا صیغہ صفت ہو جو اپنے معمول فاعل یا مفعول بہ کی طرف مضاف ہو جیسے ضارب زید (زید کو مارنے والا) ضارب اسم فاعل ہے زید مفعول بہ کی طرف مضاف ہے زید لفظوں میں اگر چہ مجرور مضاف الیہ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے مفعول بہ ہے حسن الوجه (خوبصورت چہرے والا) حسن صفت مشبہ مضاف ہے الوجه فاعل کی طرف الوجه لفظوں کے اعتبار سے مجرور مضاف الیہ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے فاعل ہے

فوائد قیود:۔ لفظ صفة کہنے سے غلام زید سے احتراز ہوگیا کیونکہ غلام صیغہ صفت نہیں مُضَافَةً اِلٰى مَعْمُوْلِهَا سے اس صیغہ صفت سے احتراز ہوگیا جو غیر معمول کی طرف مضاف ہے جیسے كريم البلد یہ اضافت معنویہ کی صورتیں ہیں۔

اضافت لفظیہ معنی کے اعتبار سے تقدیر انفصال میں ہے یعنی بظاہر تو مضاف مضاف الیہ کا اتصال ہے۔ لیکن حقیقت میں انفصال ہے کیونکہ مضاف الیہ باعتبار معنی کے فاعل ہو کر مرفوع ہے یا مفعول بہ ہو کر منصوب ہے حقیقت میں مجرور نہیں۔ اضافت لفظیہ

---

[۱] فائدہ (۱):۔ مضاف کیلئے ضروری ہے کہ وہ اضافت سے پہلے نکرہ ہو اگر معرفہ ہے تو معرفہ کی طرف مضاف کرنے سے تحصیل حاصل لازم آئیگا اور نکرہ کی طرف مضاف کرنے سے ادنی چیز یعنی تخصیص کا حاصل ہونا لازم آئیگا حالانکہ اعلی چیز یعنی معرفہ ہونا پہلے سے حاصل ہے

فائدہ (۲):۔ اضافت مضاف میں تعریف کا فائدہ اس وقت دیتی ہے جب کہ مضاف لفظ مثل یا لفظ غیر یا انکی مثل نہ ہو کیونکہ یہ اسماء کثرت ابہام اور توغل ابہام کی وجہ سے معرفہ کی طرف مضاف ہونے سے بھی معرفہ نہیں ہوتے مگر اس وقت جب مضاف الیہ کا کوئی مثل مشہور اور معروف ہو یا اس کا مقابل ایک ہی متعین ہو پھر البتہ لفظ مثل بھی معرفہ ہو جائیگا اس سے مراد وہی مشہور ہوگا اور لفظ غیر بھی معرفہ ہو جائیگا اس سے مراد مضاف الیہ کا وہی مقابل واحد متعین ہوگا۔

حل ترکیب:۔ اما حرف شرط برائے تفصیل اللفظية مبتدأ متضمن معنی شرط هی پھر مبتدأ ان مصدریہ یکون فعل ناقص المضاف اسم صفة موصوف مضافة اسم مفعول هی ضمیر نائب فاعل الی معمولها ظرف لغو متعلق مضافة کے مضافة نائب فاعل و متعلق سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر یکون کی خبر یکون اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر ہے پھر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر مبتدأ اول کی۔ هی مبتدأ فی تقدیر الانفصال ظرف مستقر ثابتة کے متعلق ہو کر خبر۔ فائدتها مبتدأ تخفیف موصوف فی اللفظ ظرف مستقر حاصل کے متعلق ہو کر صفت، موصوف صفت سے ملکر خبر۔ فقط فا فصیحیہ قط اسم فعل بمعنی انته فعل بفاعل جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء ہے شرط محذوف کی اصل عبارت یوں تھی اذا وجد التخفیف فانته عن غیرہ اذا وجد الخ شرط انته الخ جزاء۔

صرف لفظ میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے تعریف وتخصیص کا فائدہ نہیں دیتی پھر تخفیف لفظی یا تو صرف مضاف میں ہوگی بایں طور کہ مضاف سے تنوین گر جائیگی جیسے ضاربُ زیدٍ یا نون تثنیہ گر جائیگا جیسے ضاربا زیدٍ یا نون جمع گر جائیگا جیسے ضاربو زید۔ یا صرف مضاف الیہ میں ہوگی کہ مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہو کر مضاف میں مستتر ہوگی جیسے اَلْقَائِمُ الْغُلَام اصل میں اَلْقَائِمُ غُلَامُه تھا (کھڑا ہونے والا اس کا غلام) مضاف سے تنوین تو الف لام کی وجہ سے ہی گر گئی اضافت کی وجہ سے غلامه سے ضمیر حذف ہو کر القائم میں مستتر مان لی گئی یا مضاف اور مضاف الیہ دونوں میں تخفیف ہوگی کہ مضاف سے تنوین وغیرہ گر جائیگی اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہوگی جیسے حَسَنُ الْوَجْهِ اصل میں تھا حَسَنٌ وَجْهُه (خوبصورت ہے اس کا چہرہ) اضافت سے حسن کی تنوین گر گئی اور وجهه مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہوگئی اس ضمیر کے عوض وجہ پر الف لام لایا گیا۔

وَاعْلَمْ اَنَّکَ اِذَا اَضَفْتَ الْاِسْمَ الصَّحِيْحَ اَوِ الْجَارِیَ مَجْرَی الصَّحِيْحِ اِلٰی يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ كَسَرْتَ آخِرَه وَاَسْكَنْتَ الْيَاءَ اَوْ فَتَحْتَهَا كَغُلَامِیْ وَدَلْوِیْ وَظَبْيِیْ وَاِنْ كَانَ اٰخِرُ الْاِسْمِ اَلِفًا تُثْبَتُ كَعَصَایَ وَرَحَایَ خِلَافًا لِلْهُذَيْلِ كَعَصِیَّ وَرَحِیَّ

ترجمہ: اور جان لیجئے کہ بے شک جب تو اضافت کرے اسم صحیح یا جاری مجری صحیح کی یاء متکلم کی طرف تو کسرہ دے اس کے آخر کو اور ساکن کردے یاء کو یا فتحہ دے جیسے غلامی اور دلوی اور ظبیی اور اگر اسم کا آخر الف ہو تو ثابت رکھا جائیگا جیسے عصای اور رحای اختلاف ہے ہذیل کا جیسے عَصِیَّ اور رَحِیَّ۔

تشریح:۔ جب کسی اسم صحیح یا جاری مجری صحیح کی اضافت ہو یاء متکلم کی طرف تو یاء کی مناسبت کی وجہ سے اس کے آخر کو کسرہ دیا جائیگا پھر یاء متکلم کو ساکن کر کے پڑھنا بھی جائز ہے اور فتحہ دینا بھی جائز ہے اسم صحیح کی مثال جیسے غلامی جاری مجری صحیح کی مثال جیسے دلوی (میرا ڈول) ظبیی (میرا ہرن) اور اگر آخر اسم الف ہو تو یا متکلم کی طرف اضافت کرتے وقت الف کو ثابت رکھا جائیگا جیسے عَصَایَ رَحَایَ لیکن قبیلہ ہذیل کے ہاں الف کو یا سے تبدیل کر کے یا متکلم میں مدغم کریں گے پھر یا کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیں گے جیسے عَصِیَّ وَرَحِیَّ۔

حل ترکیب:۔ اعلم فعل بفاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل ک ضمیر اسم اذا شرطیہ اضفت فعل بفاعل الاسم موصوف الصحیح معطوف علیہ او عاطفہ الجاری مجری الصحیح معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر صفت موصوف صفت سے ملکر مفعول بہ الی یاء المتکلم ظرف لغو متعلق اضفت فعل کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ و متعلق سے ملکر شرط کسرت آخرہ معطوف علیہ اسکنت الیاء پھر معطوف علیہ او عاطفہ فتحتہا معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر پھر معطوف ہوا کسرت آخرہ کا، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جزاء، شرط جزاء سے ملکر ان کی خبر۔ ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ اعلم کا۔ وان کان آخر الاسم الفا شرط تثبت جزاء۔ خلافا موصوف للھذیل ظرف مستقر کائنا سے متعلق ہو کر صفت، موصوف صفت سے ملکر مفعول مطلق ہے خالف الجمہور فعل مقدر کا۔

وَاِنْ كَانَ اٰخِرُ الْاِسْمِ يَاءً مَكْسُوْرًا مَاقَبْلَهَا اَدْغَمْتَ الْيَاءَ فِى الْيَاءِ وَ فَتَحْتَ الْيَاءَ الثَّانِيَةَ لِئَلاَّ يَلْتَقِىَ السَّاكِنَانِ تَقُوْلُ فِى قَاضِى قَاضِىَّ وَاِنْ كَانَ اٰخِرُه وَاوًا مَضْمُوْمًا مَا قَبْلَهَا قَلَبْتَهَا يَاءً وَعَمِلْتَ كَمَا عَمِلْتَ لاٰنَ تَقُوْلُ جَاءَ نِى مُسْلِمِىَّ (۱)

ترجمہ: اور اگر ہو آخر اسم ایسی یاء کہ مکسور ہے اس کا ماقبل تو مدغم کریگا تو یاء کو یاء میں اور فتحہ دیگا دوسری یاء کو تا کہ دو ساکن اکٹھے نہ ہوں۔ کہے گا تو قاضی میں قاضیّ اور اگر آخر اسم ایسی واؤ ہو جس کا ماقبل مضموم ہو تو تبدیل کریگا تو اس کو یاء کے ساتھ اور پھر عمل کریگا تو جیسا کہ عمل کیا ہے۔ ابھی کہے گا تو جاء نِیْ مُسْلِمِیَّ۔

تشریح:۔ اور اگر اسم کا آخری حرف ایسی یاء ہو جس کا ماقبل مکسور ہو یائے متکلم کی طرف اضافت کے وقت یاء کو یاء میں مدغم کریں گے کیونکہ دو حرف ہم جنس جمع ہو گئے پھر دوسری یاء کو فتحہ دیں گے تا کہ دو ساکنوں کا اجتماع لازم نہ آئے جیسے قاضی کو قاضیّ پڑھیں گے اور اگر اسم کے آخر میں ایسی واؤ ہو جس کا ماقبل مضموم ہے جب اس کی یاء متکلم کی طرف اضافت کریں گے تو واؤ کو یاء سے تبدیل کریں گے پھر وہی عمل کریں گے جو ابھی قاضیّ میں کیا گیا یعنی یاء کو یاء میں مدغم کرینگے اور دوسری یاء کو فتحہ دیں گے تا کہ دو ساکنوں کا اجتماع لازم نہ آئے جیسے مُسْلِمِیَّ اصل میں مسلمون تھا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا مسلموی ہوا اب واؤ کو یاء کیا یاء کو یاء میں مدغم کیا تو مسلمیّ ہوا پھر میم کے ضمہ کو یاء کی مناسبت کی وجہ سے کسرہ سے بدلا اور دوسری یاء کو فتحہ دی تو مسلمیّ ہوا۔

وَفِى الْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُضَافَةً اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ تَقُوْلُ اَخِىْ وَاَبِىْ وَحَمِىْ وَ هَنِىْ وَفِىْ عِنْدَ الْاَكْثَرِ وَفَمِىْ عِنْدَ قَوْمٍ وَذُوْ لاَ يُضَافُ اِلٰى مُضْمَرٍ اَصْلاً وَقَوْلُ الْقَائِلِ (۲)

شعر ۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ ذَاالْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ شَاذٌ

ترجمہ:۔ اور اسمائے ستہ مکبرہ میں درانحالیکہ وہ مضاف ہوں یاء متکلم کی طرف کہے گا تو اخی و ابی وحمی و ہنی وفی اکثر کے ہاں اور فمی ایک قوم کے ہاں اور ذو نہیں مضاف کیا جاتا ضمیر کی طرف بالکل اور قائل کا قول انما یعرف الخ شاذ ہے۔

---

(۱) حل ترکیب:۔ ان حرف شرط کان فعل ناقص آخر الاسم مضاف مضاف الیہ سے ملکر اسم یاء موصوف مکسورا اسم مفعول صیغہ صفت ماقبلہا موصول صلہ سے ملکر نائب فاعل اسم مفعول نائب فاعل سے ملکر صفت' موصوف صفت سے ملکر خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط ادغمت الیاء فی الیاء جملہ فعلیہ معطوف علیہ فتحت الیاء الثانیہ معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر جزاء لام جارہ ان مصدر یہ لایلتقی فعل الساکنان فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق فتحت کے ان کان آخرہ واواً مضموما ماقبلہا حسب سابق شرط قلبت فعل با فاعل ھا ضمیر مفعول بہ اول یاء مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر معطوف علیہ عملت فعل بفاعل ک جارہ ما موصولہ عملت فعل بفاعل الآن مفعول فیہ فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق عملت کے فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر جزاء۔

(۲) حل ترکیب:۔ فی جار الاسماء الستۃ موصوف صفت سے ملکر ذوالحال مضافۃ صیغہ صفت اسم مفعول ھی ضمیر نائب فاعل الی یاء المتکلم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(شعر کا ترجمہ) سو اس کے نہیں پہچانتے ہیں لوگوں میں سے فضیلت والے کو فضیلت والے۔

تشریح:۔ اسمائے ستہ مکبرہ جب یاء متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب بالحرف ہوتا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے لیکن جب یاء متکلم کی طرف مضاف ہونگے تو اخ اب حم ھن کو اخی ابی حمی ھنی پڑھیں گے یعنی جو آخری حرف حذف ہوا تھا اس کو واپس نہیں لائیں گے کیونکہ کثرت استعمال تخفیف کو چاہتا ہے لیکن مبرد اخی ابی میں واؤ کو واپس لا کر پھر اس کو یاء سے تبدیل کر کے یاء متکلم میں مدغم کرتا ہے اخِیّ ابِیّ پڑھتا ہے اور فم کو اکثر حضرات کے ہاں فِیّ پڑھا جائیگا ایک قوم کے ہاں فمی پڑھا جائیگا۔ فم اصل میں فوہ تھا کیونکہ اسکی جمع افواہ آتی ہے اور تصغیر اور جمع کے ذریعے سے لفظ کی اصل معلوم ہوتی ہے پھر خلاف قیاس ھاء کو حذف کیا گیا واؤ کو میم سے تبدیل کیا گیا کیونکہ دونوں قریب المخرج ہیں اگر واؤ کو میم سے نہ بدلیں اور اس واؤ پر اعراب جاری کر... و تحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے تبدیل ہو جائیگی پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہو جائیگا تو اسم معرب ایک حرف پر باقی رہ جائیگا اور یہ ناجائز ہے لھذا واؤ کو میم سے تبدیل کریں گے تو عدم اضافت کی صورت میں فم پڑھا جائیگا لیکن جب اس کی اضافت کی جائے گی یاء متکلم کی طرف تو واؤ جو میم سے بدلی تھی پھر واپس آ جائیگی پھر اس کو یاء سے تبدیل کر کے یائے متکلم میں مدغم کریں گے پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیں گے تو فِیَّ ہو جائیگا اکثر حضرات کے ہاں اضافت کی صورت میں واؤ کو واپس اسلئے لایا جاتا ہے کہ اسکے محذوف ہونے کا سبب التقائے ساکنین ہے اور وہ سبب اب باقی نہیں رہا لھذا یہ اصل کی طرف لوٹ آئیگی لیکن ایک قوم کے ہاں واؤ کو واپس نہیں لایا جائیگا بلکہ موجودہ حالت کو دیکھ کر فمی پڑھیں گے دوسرے اسماء کی طرح۔ اور اسمائے ستہ میں سے ذو ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہی نہیں کیونکہ ذو اس لئے وضع کیا گیا ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس اسم جنس کو کسی نکرہ کی صفت بنائے جیسے جاء نی رجل ذو مال چونکہ ضمیر اسم جنس نہیں لھذا اگر ضمیر کی طرف مضاف ہوگا تو خلاف وضع لازم آئیگا (اور اسم جنس وہ ہے جو نکرہ ہو اور قلیل وکثیر پر سچا آئے ضمیریں تو معرفہ ہیں)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ظرف لغو متعلق مضافۃ کے مضافۃ صیغہ صفت اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر حال ہے، ذوالحال حال سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مقدم تقول کا' تقول فعل بفاعل اخی معطوف علیہ ابی وحمی وھنی وفی ولمی معطوفات' معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مقولہ ہے تقول کا عند الاکثر ظرف مستقر کائن کے متعلق ہوکر فی موصوف کی صفت ہے پھر فی موصوف صفت سے ملکر معطوف ہے اخی پر اور عند قوم ظرف مستقر کائن کے متعلق ہوکر فمی موصوف کی صفت موصوف صفت سے ملکر معطوف ہے اخی پر، ذو بتاویل ھذا اللفظ مبتدأ لایضاف فعل مجھول ھو ضمیر نائب فاعل الی مضمر ظرف لغو متعلق لایضاف کے جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر اصلا مفعول مطلق ہے اصل فعل مقدر کا یا بمعنی ابدا ہوکر مفعول فیہ ہے لایضاف کا۔ قول القائل مبتدأ انما کلمہ حصر یعرف فعل ذا الفضل مضاف مضاف الیہ سے ملکر موصوف من الناس ظرف مستقر الکائن کے متعلق ہوکر صفت' موصوف صفت سے ملکر مفعول بہ مقدم۔ ذوو مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل' یعرف فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مقولہ ہے قول کا قول اپنے مقولہ سے ملکر مبتدأ شاذ مرفوع لفظا اس کی خبر ہے۔

قول القائل الخ:۔ اس سے ایک سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا یہ غلط ہے کیونکہ شاعر کے ایک شعر کے مصرعہ میں ذو کی اضافت ضمیر کی طرف ہو رہی ہے جیسے انما یعرف ذالفضل من الناس ذووہ؟

جواب:۔ مصنف نے جواب دیا کہ یہ شاذ ہے یعنی ایسا قلیل ہے کہ اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

مصرعہ کا ترجمہ:۔ فضیلت والے آدمیوں کو فضیلت والے ہی پہچانتے ہیں یہ مصرعہ مشہور مثل کے موافق ہے

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری (سونے کی قدر سنار اجانتا ہے اور جوہر کی قدر جوہری)

وَاِذَا قَطَعْتَ هٰذِهِ الْاَسْمَاءَ عَنِ الْاِضَافَةِ قُلْتَ اَخٌ وَاَبٌ وَحَمٌ وَهَنٌ وَفَمٌ وَذُوْ لَايُقْطَعُ عَنِ الْاِضَافَةِ اَلْبَتَّةَ هٰذَا كُلُّه بِتَقْدِيْرِ حَرْفِ الْجَرِّ اَمَّا مَايُذْكَرُ فِيْهِ حَرْفُ الْجَرِّ لَفْظًا فَسَيَاْتِيْكَ فِى الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ:۔ اور جب ان اسماء کو تو اضافت سے کاٹے گا تو کہے گا تو اخ اب حم هن فم اور ذو مقطوع عن الاضافۃ نہیں ہوتا قطعا یہ ساری تفصیل حرف جر کی تقدیر کے ساتھ ہے لیکن وہ مضاف الیہ جس میں حرف جر کا ذکر کیا جائے لفظا پس عنقریب آئیگا قسم ثالث میں ان شاء اللہ تعالی۔

تشریح:۔ جب ان اسماء کو مقطوع عن الاضافۃ کیا جائے یعنی ان کو کسی کی طرف مضاف نہ کیا جائے تو اخ اب وغیرہ کہا جائیگا یعنی لام کلمہ حذف شدہ کو واپس نہیں لایا جائیگا اس کا اعراب عین کلمہ پر جاری ہوگا لیکن ذو مقطوع عن الاضافۃ نہیں ہوتا۔ ہمیشہ مضاف ہو کر ہی استعمال ہوتا ہے کیونکہ اس کی وضع ہی اس لئے ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس کو نکرہ کی صفت بنائے لہٰذا بغیر اضافت کبھی استعمال نہ ہوگا۔

هٰذا كُلُّه الخ:۔ یہ ساری تفصیل حرف جر کی تقدیر کی صورت میں تھی لیکن وہ مضاف الیہ جس میں حرف جر لفظوں میں مذکور ہو اس کی تفصیل عنقریب قسم ثالث میں آئیگی ان شاء اللہ تعالی۔

حل ترکیب: اذا شرطیہ قطعت فعل بفاعل ھذہ الاسماء موصوف صفت یا معطوف علیہ عطف بیان یا مبدل منہ بدل یا اسم اشارہ مشار الیہ سے ملکر مفعول بہ عن الاضافۃ جار مجرور ظرف لغو متعلق قطعت کے پھر یہ جملہ فعلیہ خبریہ شرط قلت فعل بفاعل اخ اب الخ معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے ملکر جزاء۔ ذو مبتدأ لایقطع عن الاضافۃ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر البتۃ مفعول مطلق فعل مقدر بت کا۔ ھذا مؤکد کلہ تاکید مؤکد تاکید سے ملکر مبتدأ بتقدیر حرف الجر ظرف مستقر ثابت سے متعلق ہو کر خبر۔ اما حرف شرط برائے تفصیل ما موصولہ یذکر فعل مجہول فیہ ظرف لغو متعلق یذکر کے حرف الجر ذو الحال لفظا حال ذو الحال حال سے ملکر نائب فاعل فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول صلہ سے ملکر مبتدأ متضمن معنی شرط فا جزائیہ سیأتی فعل ھو فاعل ک ضمیر مفعول بہ فی القسم الثالث ظرف لغو متعلق سیأتی کے فعل اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر قائم مقام جزاء کے۔

اَلْخَاتِمَةُ فِی التَّوَابِعِ

اِعْلَمْ اَنَّ الَّتِیْ مَرَّتْ مِنَ الْاَسْمَاءِ الْمُعْرَبَةِ کَانَ اِعْرَابُهَا بِالْاِصَالَةِ بِاَنْ دَخَلَتْهَا الْعَوَامِلُ مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ وَالْمَنْصُوْبَاتِ وَالْمَجْرُوْرَاتِ فَقَدْ یَکُوْنُ اِعْرَابُ الْاِسْمِ بِتَبْعِیَّةِ مَاقَبْلَه وَیُسَمّٰی التَّابِعَ لِاَنَّه یَتْبَعُ مَا قَبْلَه فِی الْاِعْرَابِ

ترجمہ:۔ خاتمہ توابع میں ہے جان لیجئے کہ بے شک وہ اسمائے معربہ یعنی مرفوعات، منصوبات، مجرورات جوگزر چکے ہیں ان کا اعراب بالاصالۃ تھا بایں طور کہ داخل ہوتے ہیں ان پر عوامل پس کبھی کبھی ہوتا ہے اعراب اسم کا اپنے ماقبل کے تابع ہونے کے سبب اور نام رکھا جاتا ہے اس اسم کا تابع اس لئے کہ تحقیق وہ تابع ہے اپنے ماقبل کے اعراب میں۔

تشریح:۔ مصنفؒ مقاصد اصلیہ جن میں معربات اصلیہ کا بیان تھا ان سے فراغت کے بعد اب خاتمہ کے عنوان سے معربات تبعیہ کا ذکر کرتے ہیں حاصل یہ ہے کہ اسمائے معربہ یعنی مرفوعات، منصوبات، مجرورات کا اعراب دو قسم پر ہے بالاصالۃ اور بالتبعیۃ اعراب بالاصالۃ کا مطلب یہ ہے کہ ان اسمائے معربہ پر خود عوامل رفع، نصب، جر دینے والے داخل ہوں اور اعراب بالتبعیۃ کا مطلب یہ ہے کہ ان پر خود عوامل داخل نہ ہوں بلکہ ان اسماء سے پہلے جو اسماء ہیں ان پر داخل ہوں اور یہ ان کے تابع ہو کر مرفوع، منصوب، مجرور ہوں ایسے اسم کو تابع کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنے ماقبل کی پیروی کرتا ہے اعراب یعنی رفع، نصب، جر میں۔

فائدہ:۔ عبارت میں من المرفوعات الخ الاسماء المعربہ کا بیان ہے۔

وَهُوَ کُلُّ ثَانٍ مُعْرَبٍ بِاِعْرَابِ سَابِقِهٖ مِنْ جِهَةٍ وَّاحِدَةٍ وَالتَّوَابِعُ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ اَلنَّعْتُ وَالْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ وَالتَّاکِیْدُ وَالْبَدْلُ وَعَطْفُ الْبَیَانِ

ترجمہ:۔ اور وہ تابع ہر وہ دوسرا ہے جو سابق کے اعراب کے ساتھ معرب ہو ایک جہت سے اور توابع پانچ قسم ہیں نعت اور عطف بالحروف اور تاکید اور بدل اور عطف بیان۔

تشریح:۔ نحویوں کی اصطلاح میں تابع ہر وہ دوسرا ہے جو اپنے سابق کے اعراب کے موافق ہو اور دونوں کے اعراب کی جہت ایک ہو یعنی مثلاً اگر پہلے کلمہ پر رفع فاعل ہونے کی جہت وحیثیت سے ہے تو دوسرے پر بھی اسی جہت سے ہو اگر پہلے کلمہ پر نصب مفعولیت کی جہت سے ہے تو دوسرے پر بھی نصب اسی جہت سے ہو جیسے جاء نی زید ن العالم اس مثال میں العالم تابع ہے کیونکہ وہ بنسبت زید کے دوسرے درجہ میں ہے اور اعراب یعنی رفع میں اس کے موافق ہے اور دونوں ایک ہی جہت (فاعلیت) سے مرفوع ہیں۔

فائدہ:۔ یہاں ثان سے مراد مؤخر ہے یعنی اول کی بنسبت مؤخر ہو (پیچھے ہو) خواہ وہ دوسرا ہو یا تیسرا یا چوتھا۔

فوائد قیود:۔ کل ثان بمنزل جنس کے ہے ہر اسم مؤخر کو شامل ہے معرب باعراب سابقہ فصل اول ہے اس سے مبتدأ کی

خبراور باب علمت کے مفعول ثانی اور باب اعلمت کے مفعول ثالث کے علاوہ باقی جتنے اسم مؤخر ہیں مثلاً حروف مشبہ بالفعل کی خبر، افعال ناقصہ کی خبر، ماولامشبہ بلیس کی خبر وغیرہ سب خارج ہوگئے ۔ کیونکہ انکا اعراب اول کے موافق نہیں من جهة واحدة سے مبتدأ کی خبر جیسے زید عالم اورباب علمت کا مفعول ثانی جیسے علمت زیدا فاضلا اورباب اعلمت کا مفعول ثالث جیسے اعلمت زیدا عمروا فاضلا خارج ہوجائیں گے کیونکہ اگر چہ یہ مؤخر بھی ہیں اور سابق کے اعراب کے موافق بھی ہیں مگر جہت اعراب ایک نہیں کیونکہ مبتدأ مسندالیہ ہونے کی جہت وحیثیت سے مرفوع ہے اور خبر مسند بہ کی جہت سے مرفوع ہے اسی طرح باب علمت کا مفعول اول محکوم علیہ ہونے کی جہت سے منصوب اور مفعول ثانی محکوم بہ کی جہت سے منصوب ہے اسی طرح باب اعلمت کا مفعول ثانی محکوم علیہ اور مفعول ثالث محکوم بہ کی حیثیت سے منصوب ہیں۔

فَصْل: اَلنَّعْتُ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ مَتْبُوْعِهٖ نَحْوُ جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَوْ فِيْ مُتَعَلَّقِ مَتْبُوْعِهٖ نَحْوُ جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ وَيُسَمّٰى صِفَةً اَيْضًا

ترجمہ:۔نعت وہ تابع ہے جودلالت کرے ایسے معنی پر جو متبوع میں ہے جیسے جاء نی رجل عالم (آیا میرے پاس ایسا مرد جو عالم ہے) یاایسے معنی پر جومتبوع کے متعلق میں ہے جیسے جاء نی رجل عالم ابوہ (آیا میرے پاس ایسا مرد کہ اس کا باپ عالم ہے) اورنام رکھا جاتا ہے اس کا صفت بھی۔

تشریح :۔مصنفؒ نے تابع نعت کو باقی توابع پر مقدم کیا کیونکہ یہ کثیر الاستعمال اور کثیر الفوائد ہے ۔نعت وہ تابع ہے جوایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع یا متعلق متبوع میں ہو تابع نعت کا دوسرا نام تابع صفت ہے۔

فوائد قیود: تعریف میں تابع کالفظ درجۂ جنس میں ہے سب توابع کوشامل ہے یدل الخ فصل ہے اس سے باقی توابع خارج ہو گئے

اول صورت کی مثال:۔جیسے جاء نی رجل عالم اس میں عالم تابع نعت وصفت ہے علم والے معنی پر دلالت کر رہا ہے جو رجل میں موجود ہے اس کو صفت بحال الموصوف یا صفت بحالہ کہتے ہیں یعنی ایسی صفت جو موصوف کی حالت کو بیان کرتی ہے۔دوسری صورت کی مثال:۔جیسے جاء نی رجل عالم ابوہ اس میں رجل موصوف ہے عالم صیغہ صفت ہے ابوہ اس کا فاعل ہے صیغہ صفت اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ہے موصوف صفت سے ملکر جاء کا فاعل ہے اس مثال میں عالم تابع صفت نے علم والے معنی پر دلالت کی جو رجل متبوع کے متعلق یعنی اب میں موجود تھا اس تابع کو صفت بحال متعلق الموصوف یا صفت بحال متعلقہ کہتے ہیں۔

وَالْقِسْمُ الْاَوَّلُ يَتْبَعُ مَتْبُوْعَهٗ فِيْ عَشْرَةِ اَشْيَاءَ فِي الْاِعْرَابِ وَالتَّعْرِيْفِ وَالتَّنْكِيْرِ وَالْاِفْرَادِ وَالتَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ وَالتَّذْكِيْرِ وَالتَّانِيْثِ نَحْوُ جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَزَيْدُ نِ الْعَالِمُ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ اِنَّمَا يَتْبَعُ مَتْبُوْعَهٗ فِي الْخَمْسَةِ الْاُوَلِ فَقَطْ اَعْنِي الْاِعْرَابَ وَالتَّعْرِيْفَ وَالتَّنْكِيْرَ

كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا

ترجمہ:۔اور قسم اول تابع ہوتا ہے اپنے متبوع کے دس چیزوں میں یعنی اعراب، تعریف وتنکیر، افراد تثنیہ جمع، تذکیر و تانیث میں جیسے جاء نی رجل عالم الخ۔اور قسم ثانی سوائے اس کے نہیں کہ وہ تابع ہوتا ہے اپنے متبوع کے اول پانچ چیزوں میں فقط۔مراد لیتا ہوں میں اعراب اور تعریف وتنکیر کو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول من ھذ ہ القریۃ الظالم اھلہا۔

تشریح:۔قسم اول یعنی صفت بحال الموصوف اپنے متبوع موصوف کے موافق ہوتی ہے دس چیزوں میں اعراب یعنی رفع ونصب وجر میں اور نکرہ، معرفہ، مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر مؤنث ہونے میں۔لیکن ہر ترکیب میں بیک وقت ان دس میں سے چار کا پایا جانا ضروری ہے رفع، نصب، جر میں سے ایک، تعریف وتنکیر میں سے ایک، افراد و تثنیہ وجمع میں سے ایک اور تذکیر وتانیث میں سے ایک۔ جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔اور قسم ثانی یعنی صفت بحال متعلق الموصوف اپنے متبوع موصوف کے موافق ہوتی ہے اول پانچ چیزوں میں فقط اعراب یعنی رفع نصب جر اور تعریف وتنکیر میں اور ہر ترکیب میں بیک وقت ان پانچ میں سے صرف دو کا پا یا جانا ضروری ہے رفع ونصب وجر میں سے ایک اور تعریف وتنکیر میں سے ایک جیسے من ھذہ القریۃ الظالم اھلہا (اس قریہ سے کہ ظالم ہیں اس کے رہنے والے) اس مثال میں القریہ متبوع موصوف الظالم صیغہ صفت ہے اھلہا مضاف الیہ سے ملکر اس کا فاعل ہے صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر تابع صفت ہے القریۃ کا الظالم صفت اپنے موصوف القریۃ کے ساتھ پانچ چیزوں میں سے صرف دو میں موافق ہے رفع ونصب وجر میں موافق ہے دونوں مجرور ہیں اور تعریف وتنکیر میں سے تعریف میں موافق ہے کہ دونوں معرفہ ہیں باقی پانچ چیزوں میں یہ صفت فعل کی مثل ہوگی۔کیونکہ یہ صفت اپنے مابعد کی طرف مسند ہونے میں فعل کے مشابہ ہے پس اس کے بعد فاعل اسم ظاہر کو دیکھا جائیگا اگر وہ مفرد، تثنیہ، جمع تو صفت کو مفرد ہی لایا جائیگا جیسے جاء نی رجلٌ عالمٌ اَبواہُ اس مثال میں عالم بمنزل علم فعل کے ہے ابواہ فاعل اسم ظاہر تثنیہ ہے مگر عالم کو مفرد ہی لایا جائے گا اور اگر فاعل مذکر ہو تو صفت مذکر فاعل مؤنث حقیقی ہو تو صفت مؤنث لائی جائیگی جیسے من ھذہ القریۃ الظالم اھلہا القریۃ موصوف اگر چہ مؤنث ہے مگر اس کی صفت الظالم کو مذکر لایا گیا کیونکہ آگے اس کا فاعل لفظ اھلہا مذکر ہے جاء نی رجل عالمۃ امہ (آیا میرے پاس ایسا مرد کہ عالم ہے اسکی ماں) ام مؤنث حقیقی ہے لھذا عالمۃ صفت کو مؤنث لایا گیا حالانکہ اس کا موصوف رجل مذکر ہے اسی طرح بقیہ احکام میں بھی۔

وَفَائِدَةُ النَّعْتِ تَخْصِيْصُ الْمَنْعُوْتِ اِنْ كَانَا نَكِرَتَيْنِ نَحْوُ جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَتَوْضِيْحُه اِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ نَحْوُ جَاءَ نِیْ زَيْدُ نِ الْفَاضِلُ وَقَدْ يَكُوْنُ لِمُجَرَّدِ الثَّنَاءِ وَالْمَدْحِ نَحْوُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلذَّمِ نَحْوُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَقَدْيَكُوْنُ لِلتَّاكِيْدِ نَحْوُ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ

ترجمہ:۔اور نعت کا فائدہ منعوت کی تخصیص ہے اگر موصوف وصفت دونوں نکرہ ہوں جیسے جاء نی رجل عالم اور اس موصوف کی

وضاحت ہے اگر دونوں معرفہ ہوں جیسے جاء نی زید ن الفاضل اور کبھی ہوتی ہے نعت محض ثناء اور مدح کیلئے جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور کبھی ہوتی ہے محض مذمت کیلئے جیسے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور کبھی ہوتی ہے محض تاکید کیلئے جیسے نفخۃ واحدۃ۔

تشریح:۔ صفت چونکہ کثیر الفوائد ہے اس کے فائدے بتلا رہے ہیں نعت وصفت کا ایک فائدہ منعوت اور موصوف کی تخصیص ہے جب موصوف وصفت دونوں نکرہ ہوں تو نعت کی وجہ سے منعوت موصوف میں تخصیص حاصل ہو جاتی ہے یعنی اشتراک کم ہو جاتا ہے جیسے جاء نی رجل عالم دونوں نکرہ ہیں رجل موصوف نعت سے پہلے ہر شخص کو شامل تھا خواہ عالم یا جاہل لیکن عالم صفت کے آنے سے اشتراک کم ہو گیا جاہل نکل گیا اور اگر موصوف وصفت دونوں معرفہ ہوں اس کا فائدہ موصوف کی توضیح ہے توضیح کا مطلب یہ ہے کہ موصوف سے اجمال کو دور کر دے گی جیسے جاء نی زید ن الفاضل صفت سے پہلے زید میں اجمال تھا کہ کونسا زید مراد ہے فاضل یا غیر فاضل جب فاضل صفت لائی گئی تو اجمال دور ہو گیا۔ اور کبھی صفت کی غرض محض موصوف کی تعریف ہوتی ہے اشتراک یا اجمال کو دور کرنا مقصود نہیں ہوتا یہ اس جگہ ہوتا ہے جب موصوف معرفہ ہو اور صفت مخاطب کے نزدیک صفت لانے سے پہلے ہی موصوف میں معلوم ہو جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 'الرحمٰن الرحیم دونوں اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں ان سے مقصود محض اللہ تعالیٰ کی ثناء اور تعریف ہے توضیح کی ضرورت ہی نہیں۔ اور کبھی مذمت کیلئے ہوتی ہے یہ بھی اس وقت ہوگا جب مخاطب کو پہلے سے معلوم ہو کہ موصوف میں یہ صفت موجود ہے جیسے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ہر آدمی کو معلوم ہے کہ شیطان مردود ہے صفت الرجیم محض برائی بیان کرنے کیلئے لائی گئی۔ اور کبھی محض تاکید کیلئے ہوتی ہے یہ اس وقت ہوگا جب موصوف خود نعت پر دلالت کرتا ہو اور موصوف سے صفت خود سمجھی جارہی ہو صفت لانے سے بھی پہلے جیسے نفخۃ واحدۃ (ایک بار پھونکنا) اس میں وحدت والی صفت نفخۃ کی تاء سے سمجھی جارہی ہے اور لفظ واحدۃ سے اسی کی تاکید کی گئی ہے۔

وَاعْلَمْ: اَنَّ النَّكِرَةَ تُوْصَفُ بِالْجُمْلَةِ الْخَبَرِيَّةِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْهُ عَالِمٌ اَوْ قَامَ اَبُوْهُ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے کہ بے شک نکرہ موصوف ہوتا ہے جملہ خبریہ کے ساتھ جیسے مررت برجل ابوہ عالم یا مررت برجل قام ابوہ۔

تشریح:۔ نکرہ کی صفت جملہ خبریہ ہو سکتی ہے اگرچہ جملہ کا صفت ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ جملہ مستقل ہوتا ہے اور صفت کا موصوف کے ساتھ ربط ضروری ہے مگر پھر بھی جملہ خبریہ نکرہ کی صفت واقع ہو جاتا ہے کیونکہ مفرد کی طرح ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو متبوع میں پایا جاتا ہے اس وجہ سے جملہ خبریہ صدق وکذب کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے جملہ انشائیہ صفت نہیں بن سکتا کیونکہ وہ صدق و کذب کے ساتھ متصف نہیں ہوتا صفت وہ جملہ بن سکتا ہے جو صدق وکذب کے ساتھ متصف ہو اور وہ جملہ خبریہ ہے پھر جملہ خبریہ نکرہ کی صفت بن سکتا ہے معرفہ کی نہیں کیونکہ جملہ بحیثیت جملہ کے اگرچہ نہ معرفہ ہے نہ نکرہ مگر چونکہ علامات تعریف سے خالی ہوتا ہے معرفہ

کی کوئی نشانی اس میں موجود نہیں ہوتی اس لئے وہ نکرہ کے حکم میں ہے لھذا نکرہ کی صفت بن سکتا ہے نہ کہ معرفہ کی اس وقت اس میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو کہ موصوف کی طرف راجع ہوتا کہ موصوف وصفت میں ربط پیدا ہو جائے جیسے مررت برجل ابوہ عالم (گزرا میں ایسے آدمی کے ساتھ کہ اس کا باپ عالم ہے) رجل نکرہ موصوف ہے ابوہ مبتدأ عالم خبر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صفت ہے اس میں ہ ضمیر راجع ہے موصوف کی طرف یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہے جملہ فعلیہ کی مثال مررت برجل قام ابوہ (گزرا میں ایسے آدمی کے پاس کہ کھڑا ہے اس کا باپ) رجل موصوف قام فعل ابوہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت اس میں ابوہ کی ضمیر رجل موصوف کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَالْمُضْمَرُ لَايُوْصَفُ وَلَايُوْصَفُ بِهٖ ترجمہ:۔اور ضمیر موصوف نہیں ہوتی اور نہ اس کے ساتھ صفت لائی جاتی ہے۔

تشریح:۔ضمیر نہ موصوف واقع ہوتی ہے اور نہ ہی کسی کی صفت، موصوف اسلئے نہیں ہوتی کہ ضمیر متکلم ومخاطب اعرف المعارف ہیں معرفہ کی قسموں میں سے سب سے زیادہ واضح ہیں اور ماقبل میں گزر چکا ہے کہ معرفہ کی صفت لانے کا فائدہ معرفہ کی وضاحت ہے جب یہ دونوں اوضح ہیں تو ان کو مزید وضاحت کی ضرورت نہیں باقی ضمیر غائب طردا للباب وہ ان دونوں پر محمول ہے اور لا الہ الا ھو العزیز الحکیم میں العزیز الحکیم ھو ضمیر کی صفت نہیں بلکہ بدل ہے۔اور ضمیر کسی کی صفت اس لئے واقع نہیں ہوتی کہ یہ اس معنی پر دلالت نہیں کرتی جو متبوع موصوف میں ہے بلکہ یہ تو ذات پر دلالت کرتی ہے حالانکہ صفت کا موصوف کے معنی پر دلالت کرنا ضروری ہے لھذا یہ صفت نہیں ہوسکتی۔

فَصْلُ اَلْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ تَابِعٌ يُّنْسَبُ اِلَيْهِ مَا نُسِبَ اِلٰى مَتْبُوْعِهٖ وَكِلَاهُمَا مَقْصُوْدَ انِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ وَيُسَمّٰى عَطْفَ النَّسَقِ وَشَرْطُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَتْبُوْعِهٖ اَحَدُ حُرُوْفِ الْعَطْفِ وَسَيَاْتِىْ ذِكْرُهَا فِى الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالىٰ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو

ترجمہ:۔عطف بالحروف وہ تابع ہے کہ منسوب کی جائے اس کی طرف وہ چیز جو متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہو اور ہر دو مقصود ہوں اس نسبت سے اور نام رکھا جاتا ہے اس کا عطف نسق [1] اور شرط اسکی یہ ہے کہ ہو اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عطف میں سے ایک حرف عطف۔اور عنقریب ان کا ذکر قسم ثالث میں ان شاء اللّٰہ تعالیٰ جیسے قام زید و عمرو۔

تشریح:۔عطف بالحرف کو معطوف بالحرف بھی کہتے ہیں تعریف واضح ہے۔تعریف میں لفظ تابع درجۂ جنس میں ہے سب توابع کو شامل ہے کلاھما مقصودان بتلک النسبۃ فصل ہے اس سے باقی تمام توابع خارج ہوگئے۔کیونکہ تابع نعت اور تاکید

---

[1] فائدہ:۔نسق کا معنی ہے برابر ہونا چونکہ تابع معطوف اور متبوع معطوف علیہ بھی اعراب میں برابر ہوتے ہیں اس لئے اس کو عطف النسق کہتے ہیں یا نسق کا معنی ترتیب دینا اس تابع میں بھی معطوف بعض صورتوں میں معطوف علیہ کے بعد ہوتا ہے اور ان میں ترتیب ہوتی ہے۔

اور عطف بیان ان تینوں میں نسبت سے مقصود صرف متبوع ہوتا ہے تابع مقصود نہیں ہوتا اور تابع بدل میں نسبت سے مقصود صرف تابع ہوتا ہے متبوع مبدل منہ صرف توطیہ وتمہید کے لئے ہوتا ہے عطف بالحرف کا نام عطف النسق بھی ہے۔

تابع معطوف بالحرف کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عطف میں سے ایک حرف ہو۔

حروف عطف کا ذکر قسم ثالث میں آیگا ان شاء اللہ تعالی۔حرف عطف سے پہلے جو متبوع ہوتا ہے اس کو معطوف علیہ اور اسکے بعد جو تابع ہے اس کو معطوف کہتے ہیں جیسے قام زید و عمرو (کھڑا ہے زید اور عمرو) قام فعل زید متبوع معطوف علیہ واؤ حرف عطف عمرو تابع معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل۔

وَاِذَاعُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ يَجِبُ تَاكِيْدُه بِالضَّمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ ضَرَبْتُ اَنَا وَزَيْدٌ اِلَّا اِذَا فُصِّلَ نَحْوُ ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَزَيْدٌ

ترجمہ:اور جب عطف ڈالا جائے ضمیر مرفوع متصل پر تو واجب ہے اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ جیسے ضربت انا و زید مگر جس وقت فاصلہ کیا جائے جیسے ضربت الیوم و زید۔

تشریح:۔ جب ضمیر مرفوع متصل پر خواہ بارز ہو یا مستتر' عطف ڈالا جائے تو پہلے اسکی تاکید ضمیر منفصل سے لانا ضروری ہے جیسے ضربت انا و زید (مارا ہے میں نے اور زید نے) اس مثال میں ت ضمیر مرفوع متصل بارز پر عطف ہے زید اسم ظاہر کا تو اولا اس کی تاکید انا ضمیر منفصل سے لائی گئی ہے پھر عطف ڈالا گیا ہے ضمیر مرفوع متصل مستتر کی مثال جیسے اسکن انت و زوجک الجنۃ (تو اور تیری بیوی جنت میں رہو) اسکن میں انت ضمیر مرفوع متصل مستتر ہے اس کی تاکید انت ضمیر منفصل کے ساتھ لائی گئی پھر زوجک اسم ظاہر کا عطف ڈالا گیا ہے واؤ کے ذریعے سے وجہ یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل بمنزلہ جزو کلمہ کے ہے اگر بغیر تاکید اس پر عطف ڈالا جائے تو کلمہ مستقل کا عطف لازم آیگا جزو کلمہ پر اور وہ ناجائز ہے تاکید کی وجہ سے وہ ضمیر مرفوع متصل معطوف علیہ بھی مستقل کلمہ کی حیثیت اختیار کرلے گی لھذا عطف ڈالنا جائز ہو جائیگا مصنفؒ نے ضمیر مرفوع کہا کیونکہ ضمیر منصوب پر بغیر تاکید کے عطف جائز ہے جیسے ضربتُکَ وَ زَيْدًا (مارا میں نے تجھے اور زید کو) کَ ضمیر منصوب پر زیدًا اسم ظاہر کا عطف ہے بغیر تاکید کے۔ اسی طرح ضمیر مجرور پر بھی جائز ہے البتہ اعادہ جار ضروری ہے جیسے مررتُ بکَ وَ بزَیْدٍ (میں تیرے اور زید کے پاس سے گزرا) ك ضمیر مجرور پر زید اسم ظاہر کا عطف ہے حرف جر کا البتہ اعادہ کیا گیا ہے جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے۔ پھر مصنفؒ نے مرفوع متصل کہا کیونکہ ضمیر مرفوع منفصل پر بغیر تاکید کے عطف جائز ہے جیسے انا و زید ذاهبان (میں اور زید جانے والے ہیں) انا ضمیر منفصل پر زید اسم ظاہر کا عطف ہے پھر یہ مبتدا اور ذ.هبان خبر ہے۔

الا اذا فُصِّلَ الخ:۔ہاں مگر جب ضمیر مرفوع متصل معطوف علیہ اور اسکے معطوف اسم ظاہر کے درمیان فاصلہ ہو تو پھر تاکید لانے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہی فاصلہ تاکید کے قائم مقام ہے جیسے ضربت الیوم وزید (میں نے اور زید نے آج کے دن مارا)

اس مثال میں ت ضمیر مرفوع متصل بارز پر زید اسم ظاہر کا عطف ہے اور درمیان میں الیوم کا فاصلہ ہے اس لئے تاکید کو ترک کر دیا۔

وَاِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَجْرُوْرِ يَجِبُ اِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ نَحْوُ مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ

ترجمہ:۔اور جب عطف ڈالا جائے ضمیر مجرور پر تو واجب ہے حرف جر کا لوٹانا جیسے مررت بک و بزید۔

تشریح:۔ جب ضمیر مجرور پر کسی چیز کا عطف ڈالا جائے تو معطوف پر بھی حرف جر کا لانا ضروری ہے کیونکہ ضمیر مجرور اور حرف جر کے درمیان شدید اتصال ہے۔شدت اتصال کی وجہ سے یہ دونوں بمنزلہ کلمہ واحدہ کے ہیں اگر بغیر اعادۂ حرف جر کے مجرور پر کسی اسم ظاہر کا عطف ڈالا جائیگا تو کلمۂ مستقلہ کا جز وکلمہ پر عطف لازم آئیگا اور وہ ناجائز ہے جیسے مررت بک وبزید (گزرا میں تیرے پاس اور زید کے پاس) ك ضمیر مجرور پر زید اسم ظاہر کا عطف ڈالا گیا ہے اور با حرف جر کا اعادہ کیا گیا ہے۔

فائدہ:۔مصنفؒ نے حرف جر کا ذکر کیا ہے مگر ضابطہ عام ہے خواہ جر دینے والا حرف جر ہو یا مضاف ہو ہر حال میں معطوف پر جار کا اعادہ ضروری ہے مضاف کی مثال جیسے جاء نی غلامُکَ و غلامُ زَیْدٍ۔ك ضمیر مجرور پر زید اسم ظاہر کا عطف ہے تو غلام جو ك ضمیر کو جر دے رہا تھا اس کا زید معطوف میں اعادہ کیا گیا بغیر اعادے کے زید کا ك ضمیر مجرور پر عطف ڈالنا جائز نہیں کیونکہ مضاف مضاف الیہ کے درمیان بھی شدت اتصال ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَعْطُوْفَ فِي حُكْمِ الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ اَعْنِيْ اِذَا كَانَ الْاَوَّلُ صِفَةً لِشَيْءٍ اَوْ خَبَرًا لِاَمْرٍ اَوْ صِلَةً اَوْ حَالًا فَالثَّانِيْ كَذٰلِكَ اَيْضًا وَالضَّابِطَةُ فِيْهِ اَنَّهٗ حَيْثُ يَجُوْزُ اَنْ يُّقَامَ الْمَعْطُوْفُ مَقَامَ الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ جَازَ الْعَطْفُ وَحَيْثُ لَا فَلَا

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ بے شک معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے مراد لیتا ہوں میں کہ جس وقت اول صفت ہوگا کسی چیز کی یا خبر کسی چیز کی یا صلہ یا حال ہوگا تو دوسرا بھی اسی طرح ہوگا اور ضابطہ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جس جگہ جائز ہو معطوف کو معطوف علیہ کے قائم مقام کرنا تو جائز ہوگا عطف اور جس جگہ قائم مقام کرنا ناجائز ہو تو عطف بھی جائز نہ ہوگا۔

تشریح:۔ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے جو چیز معطوف علیہ کیلئے جائز ہوگی وہ معطوف کیلئے بھی جائز ہوگی اور جو اس کیلئے ناجائز ہوگی وہ معطوف کیلئے بھی ناجائز ہوگی اگر اول یعنی معطوف علیہ کسی چیز کی صفت ہو یا خبر یا صلہ یا حال ہو تو ثانی یعنی معطوف بھی ایسا ہی ہوگا جیسے قام زَیْدُ ن الْعَالِمُ وَالْعَاقِلُ ۔اس میں اول یعنی العالم زید کی صفت ہے تو ثانی یعنی العاقل معطوف بھی اس کی صفت ہے۔زید عاقل و شاعر اس میں عاقل زید مبتدأ کی خبر ہے تو معطوف شاعر بھی اس کی خبر ہے قام الَّذِیْ صَلّٰی وَصَامَ (کھڑا ہے وہ شخص جس نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا) صلی معطوف علیہ الذی کا صلہ ہے تو صام بھی اسکا صلہ ہے قَعَدَ زَیْدٌ مَشْدُوْدًا وَمَضْرُوْبًا (بیٹھا ہے زید اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا ہے اور مارا ہوا ہے) اس میں مشدودا زید ذوالحال کا حال ہے تو مضروبا معطوف بھی اس کا حال ہے۔آگے مصنف اس کی وضاحت کے واسطے ایک قاعدہ کلیہ وضابطہ

بیان کرتے ہیں ضابطہ یہ ہے کہ جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ میں رکھنا صحیح ہو تو وہاں عطف ڈالنا بھی جائز ہوگا ورنہ نہیں لھذا ما زَیْدٌ قَائِمًا وَلَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو میں ذاهب کو مرفوع پڑھنا عمرو مبتدأ کی خبر مقدم کی بنا پر واجب ہے اس مثال کا معنی یہ ہے کہ نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا اور نہیں ہے عمرو جانے والا ما حرف مشبہ بلیس زید اسم قائما خبر واؤ عاطفہ لا زائدہ ذاهب خبر مقدم عمرو مبتدأ مؤخر یا ذاهب مبتدأ کا قسم ثانی اور عمرو فاعل قائم مقام خبر پھر اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف ہے اس مثال میں ذاهبا کو منصوب پڑھ کر قائما پر عطف ڈالنا جائز نہیں کیونکہ اس وقت ذاهبا ما کی خبر ہوگا جیسے قائما ما کی خبر ہے لیکن قائما میں تو ایک ضمیر ہے جو ما کے اسم زید کی طرف لوٹ رہی ہے مگر ذاهبا میں ضمیر نہیں کیونکہ اس کا فاعل آگے عمرو اسم ظاہر ہے کیونکہ جانے والا زید نہیں بلکہ عمرو ہے تو چونکہ ذاهبا معطوف کو قائما معطوف علیہ کی جگہ میں رکھنا صحیح نہیں لھذا عطف ڈالنا ناجائز ہوگا

وَالْعَطْفُ عَلٰى مَعْمُوْلَىْ عَامِلَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ جَائِزٌ اِنْ كَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَيْهِ مَجْرُوْرًا مُقَدَّمًا وَالْمَعْطُوْفُ كَذٰلِكَ نَحْوُ فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو

ترجمہ:۔ دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر عطف جائز ہے اگر ہو معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی اسی طرح ہو جیسے فی الدار زید والحجرة عمرو (گھر میں زید ہے اور حجرہ میں عمرو ہے)

تشریح:۔ ایک حرف کے ذریعے دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف ڈالنا جائز ہے بشرطیکہ معطوف علیہ میں معمول مجرور مقدم ہو مرفوع یا منصوب پر معطوف میں بھی اسی طرح معمول مجرور مرفوع یا منصوب پر مقدم ہو جیسے فی الدار زید والحجرة عمرو اس میں الحجرہ کا عطف ہے الدار پر الدار مجرور ہے فی عامل کی وجہ سے۔ اور عمرو کا عطف ہے زید پر اور زید مرفوع ہے اس کا عامل ابتداء ہے یہاں دو عامل ہیں فی اور ابتداء ان کے دو معمول ہیں فی کا معمول الدار اور ابتداء کا معمول زید ان دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں الحجرة اور عمرو کا عطف ڈالا جا رہا ہے ایک حرف عطف واؤ کے ذریعے سے چونکہ اس عطف کے جواز کی شرط پائی جاتی ہے معطوف علیہ اور معطوف میں مجرور معمول مقدم ہے مرفوع پر لھذا یہ عطف جائز ہوگا۔ مجرور کے منصوب پر مقدم ہونے کی مثال جیسے ان فی الدار زیدا والحجرة عمروا اس میں الحجرة کا عطف الدار پر ہے اور وہ مجرور ہے فی کی وجہ سے۔ اور عمروا کا عطف زیدا پر ہے اور وہ منصوب ہے ان کی وجہ سے تو معطوف علیہ معطوف دونوں میں مجرور معمول مقدم ہے معمول منصوب پر لھذا یہ عطف جائز ہوگا قیاس وعقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ عطف ناجائز ہو کیونکہ ایک حرف عطف اپنے ضعف کی وجہ سے دو مختلف عاملوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ اس قسم کی ترکیب اھل عرب سے سنی گئی ہے لھذا یہ جائز ہوگی اور جو بات خلاف قیاس سنی گئی ہو اس کو صرف سماع کی جگہ پر منحصر کرنا ضروری ہے کسی دوسری چیز کو اس پر قیاس کرنا جائز نہیں لھذا صرف یہی صورت جائز ہوگی۔ اگر معطوف علیہ ومعطوف میں معمول مجرور مقدم نہیں بلکہ مؤخر ہے مرفوع یا منصوب مقدم ہے تو یہ ترکیب ناجائز ہوگی کیونکہ اس طرح اھل عرب سے سنا نہیں گیا چنانچہ زید فی الدار وعمرو فی

الحجرة ناجائز ہے اسی طرح ان زیدا فی الدار و عمروا فی الحجرة بھی ناجائز ہے۔

وَفِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ مَذْهَبَانِ اٰخَرَانِ وَهُمَا اَنْ یَّجُوْزَ مُطْلَقًا عِنْدَ الْفَرَّاءِ وَلَا یَجُوْزُ مُطْلَقًا عِنْدَ سِیْبَوَیْهِ

ترجمہ وتشریح: اور اس مسئلہ میں دو مذھب اور ہیں اور وہ یہ کہ یہ عطف جائز ہے فراء کے ہاں خواہ مجرور مرفوع منصوب پر مقدم ہو یا مؤخر فراء پہلی صورت پر قیاس کرتے ہیں اور سیبویہ کے ہاں مطلقا ناجائز ہے خواہ مجرور مقدم ہو یا مؤخر ہو کیونکہ ایک حرف عطف ایک عامل کے قائم مقام ہوسکتا ہے دو عاملوں کے قائم مقام نہیں ہوسکتا اپنے ضعف کی وجہ سے سیبویہ کے ہاں فی الدار زید والحجرة عمرو میں واؤ کے بعد فی مقدر ہے اصل میں یوں ہے و فی الحجرة عمرو اب جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف نہیں ہوگا۔

فَصْل : اَلتَّاکِیْدُ تَابِعٌ یَدُلُّ عَلٰی تَقْرِیْرِ الْمَتْبُوْعِ فِیْ مَا نُسِبَ اِلَیْهِ اَوْ عَلٰی شُمُوْلِ الْحُکْمِ لِکُلِّ فَرْدٍ مِنْ اَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ

ترجمہ:۔ تاکید وہ تابع ہے جو دلالت کرے متبوع کے ثابت ہونے پر اس چیز میں جو متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہے یا متبوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد کیلئے حکم کے شامل ہونے پر دلالت کرے۔

تشریح:۔ تاکید مصدر ہے از باب تفعیل اسکا لغوی معنی مضبوط کرنا اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کے ثابت کرنے و پکا کرنے پر دلالت کرے اس چیز میں جو متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہے یا حکم کے شامل ہونے پر دلالت کرے متبوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد کیلئے۔ مطلب یہ ہے کہ تابع تاکید ان دو غرضوں میں سے کسی غرض کیلئے ہوتا ہے ایک غرض یہ ہے کہ متبوع کی طرف جو چیز منسوب کی گئی ہے اس میں مجاز کا احتمال ہے یا سہو ونسیان کا احتمال ہے تو اس کو دور کر کے اس چیز کی نسبت کو ثابت کردے کہ اس چیز کی نسبت بنا بر مجاز یا سہو ونسیان کے نہیں ہے بلکہ بنا بر حقیقت کے ہے جیسے جاء نی زید زیدا گر صرف جاء نی زید کہا جاتا تو اس میں احتمال تھا کہ شاید زید نہ آیا ہو بلکہ اس کا لڑکا یا اس کا غلام آیا ہو آنے کی نسبت زید کی طرف مجازا یا سہو ونسیانا کردی گئی ہو لیکن جب کہا گیا جـ نی زید زید 'زید ثانی تاکید ہے تو اس کے لانے سے سامع کو معلوم ہوگیا کہ آنے کی نسبت متبوع زید اول کی طرف بنا بر حقیقت کے ہے نہ کہ سہو ونسیان یا مجاز کی بنا پر۔ دوسری غرض یہ ہوتی ہے کہ متبوع ایسی چیز ہے جو افراد کثیرہ پر دال ہے مگر اس میں شبہ ہے کہ متبوع کے تمام افراد مراد نہ ہوں بلکہ اکثر مراد ہوں تو تاکید اس پر دلالت کرے گی کہ یہ حکم جو متبوع پر لگ رہا ہے یہ متبوع کے تمام افراد کو شامل ہے اکثر یا بعض کو شامل نہیں جیسے جاء نی القوم کلھم (آئی ہے میرے پاس قوم تمام) قوم متبوع کا لفظ اگرچہ تمام افراد کو شامل ہے لیکن بعض اوقات اکثر افراد پر قوم کا لفظ بولا جاتا ہے تو کلھم کے بغیر شبہ تھا کہ شاید لفظ قوم سے اکثر افراد مراد ہوں سب نہ ہوں تو کلھم تابع تاکید لانے سے سامع کو معلوم ہوگیا کہ آنے والا حکم قوم کے سب افراد کو شامل ہے۔

وَالتَّاكِيْدُ عَلٰى قِسْمَيْنِ لَفْظِيٌّ وَهُوَ تَكْرِيْرُ اللَّفْظِ الْاَوَّلِ نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ وَجَاءَ جَاءَ زَيْدٌ وَمَعْنَوِيٌّ وَهُوَ بِالْفَاظٍ مَعْدُوْدَةٍ وَهِيَ النَّفْسُ وَالْعَيْنُ لِلْوَاحِدِ وَالْمُثَنّٰى وَالْمَجْمُوْعِ بِاِخْتِلَافِ الصِّيْغَةِ وَالضَّمِيْرِ نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ نَفْسُه وَالزَّيْدَ انِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَالزَّيْدُ وْنَ اَنْفُسُهُمْ وَكَذٰلِكَ عَيْنُه وَاَعْيُنُهُمَا اَوْعَيْنَاهُمَا وَاَعْيُنُهُمْ جَاءَ تْنِيْ هِنْدٌ نَفْسُهَا وَجَاءَ تْنِيْ الْهِنْدَ انِ اَنْفُسُهُمَاا وْ نَفْسَا هُمَا وَ جَاءَ تْنِيْ الْهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ

ترجمہ:۔اورتا کید دوقسم پر ہے لفظی اور وہ تکرار کرنا ہے اول لفظ کا جیسے جاء نی زید زید اور جاء جاء زید اور معنوی اور وہ گنے چنے الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ الفاظ نفس اور عین ہیں واحد، تثنیہ اور جمع کیلئے صیغہ اور ضمیر کے مختلف ہونے کے ساتھ جیسے جاء نی زید نفسہ الخ۔

تشریح:۔تاکید کی دوقسمیں ہیں ایک لفظی یہ تکرار لفظ سے حاصل ہوتی ہے اس کو لفظی اس لئے کہتے ہیں کہ لفظی لفظ کی طرف منسوب ہے یعنی لفظ والی اور اس میں بھی اول لفظ کا تکرار ہوتا ہے جیسے جاء نی زید زید یہاں زید ثانی زید اول کی تاکید ہے زید کو مکرر لانے سے حاصل ہوئی ہے جاء جاء زید یہاں جاء ثانی جاء اول کی تاکید ہے جاء کو مکرر لانے سے حاصل ہوئی یہ تاکید لفظی اسم وفعل اور حرف سب میں جاری ہوتی ہے حرف کی مثال ان ان زیدا قائم (بے شک بے شک زید کھڑا ہونیوالا ہے) بلکہ جملہ اسمیہ اور فعلیہ وغیرہ میں بھی تاکید لفظی جاری ہوتی ہے جیسے زید قائم زید قائم' جاء زید جاء زید۔

دوسری قسم تاکید معنوی یہ مخصوص گنے چنے الفاظ سے حاصل ہوتی ہے اور وہ آٹھ الفاظ ہیں نفسٌ' عینٌ' کلا' کُلٌّ' اَجمعُ' اَکتعُ' اَبتعُ' ابصعُ' ان کے غیر سے حاصل نہیں ہوتی اس کو تاکید معنوی اس لئے کہتے ہیں کہ معنوی کا مطلب ہے معنی والی اور یہ بھی باعتبار معنی کے حاصل ہوتی ہے۔آٹھ الفاظ میں سے نفس عین واحد، تثنیہ، جمع سب کی تاکید کیلئے آتے ہیں صیغہ اور ضمیر کے اختلاف کے ساتھ یعنی ان کا صیغہ اور ان کے ساتھ متصل ہونے والی ضمیر جو متبوع کی طرف لوٹتی ہے وہ متبوع کے لحاظ سے بدلتے رہیں گے اگر متبوع مفرد ہو تو نفس اور عین کا صیغہ بھی مفرد اور انکی ضمیر بھی مفرد ہوگی جیسے جاء نی زید نفسہ عینہ (آیا ہے میرے پاس زید بذات خود) تثنیہ میں نحویوں کا اختلاف ہے جمہور کے ہاں تثنیہ کی تاکید کیلئے نفس وعین کا صیغہ جمع کا ہوگا البتہ ضمیر تثنیہ کی ہوگی جیسے جاء نی الزیدان انفُسُهُمَا یا اَعیُنُهما لیکن بعض نحویوں کے ہاں صیغہ بھی تثنیہ کا اور ضمیر بھی تثنیہ کی ہوگی جیسے جاء نی الزیدان نَفسَاهُمَا یا عَینَاهُمَا اصل میں نفسان عینان تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا اور جمع کے لئے بالاتفاق صیغہ بھی جمع کا اور ضمیر بھی جمع کی ہوگی جیسے جاء نی الزیدون انفسُهُم یا اعینُهُم مذکر کے لئے ضمیر بھی مذکر، مؤنث کیلئے ضمیر بھی مؤنث ہوگی صیغہ میں تبدیلی نہیں آتی جیسے جاء تنی ہند نفسها جائتنی الهندان انفسُهما یا نفساهما جائتنی الهندات انفسهن اسی طرح عین کی مثالیں سمجھ لیں۔

وَكِلاَ وَكِلْتَا لِلْمُثَنّٰى خَاصَّةً نَحْوُ قَامَ الرَّجُلاَنِ كِلاهُمَا وَقَامَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا

ترجمہ:۔اور کلا اور کلتا تثنیہ کیلئے ہیں خاص کر جیسے قام الرجلان کلاھما (کھڑے ہیں ہر دو مرد) الخ

تشریح:۔کلا اور کلتا صرف تثنیہ کی تاکید کیلئے آتے ہیں کلا تثنیہ مذکر کیلئے اور کلتا تثنیہ مؤنث کیلئے پھر تثنیہ عام ہے خواہ اصطلاحی ہو جیسے گزر چکا ہے یا مفرد کا مفرد پر عطف ہو جس سے تثنیہ والا معنی پیدا ہو گیا ہو جیسے قام زید و عمرو کلاھما وغیرہ۔

وَكُلٌّ وَاَجْمَعُ وَاَكْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ لِغَيْرِ الْمُثَنّٰى بِاخْتِلَافِ الضَّمِيْرِ فِيْ كُلٍّ وَالصِّيْغَةِ فِي الْبَوَاقِيْ تَقُوْلُ جَاءَ نِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ وَقَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعٌ كُتَعٌ بُتَعٌ بُصَعٌ

ترجمہ:۔اور کل اور اجمع اکتع ابتع ابصع غیر تثنیہ کیلئے ہیں کل میں ضمیر کے اختلاف کے ساتھ اور باقیوں میں صیغہ کے اختلاف کے ساتھ کہے گا تو جاء نی القوم کلھم الخ۔

تشریح:۔یہ پانچ الفاظ غیر مثنی کی تاکید کیلئے آتے ہیں یعنی صرف واحد اور جمع کی تاکید کیلئے استعمال ہوتے ہیں البتہ اتنا فرق ہے کہ لفظ کل کے صیغہ میں تبدیلی نہیں آئیگی اس کی ضمیر جو مضاف الیہ ہے اور متبوع کی طرف لوٹتی ہے اس میں متبوع کے لحاظ سے تبدیلی ہوگی اگر متبوع مفرد مذکر تو ضمیر بھی مفرد مذکر اگر متبوع مفرد مؤنث تو ضمیر بھی مفرد مؤنث اگر متبوع جمع مذکر تو ضمیر بھی جمع مذکر اگر وہ جمع مؤنث تو ضمیر بھی جمع مؤنث اور باقی چار الفاظ اجمع الخ میں صرف صیغہ بدلتا رہیگا چنانچہ مفرد مذکر کیلئے اجمع اکتع ابتع ابصع ان سب کا معنی ہے (تمام) اور مفرد مؤنث کیلئے جَمْعَاءُ كُتْعَاءُ بُتْعَاءُ بُصْعَاءُ جمع مذکر کیلئے اجمعون اکتعون ابتعون ابصعون اور جمع مؤنث کیلئے جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ جیسے جاء نی القوم کلھم اجمعون اکتعون ابتعون ابصعون (آئی ہے میرے پاس قوم سب کی سب) قامت النساء کلھن جمع کتع بتع بصع (کھڑی ہیں عورتیں سب کی سب) واحد مذکر کی مثال قرأت الکتاب کُلّٰه (پڑھا میں نے تمام کتاب کو) اشتریت العبد اجمع اکتع ابتع ابصع (خریدا ہے میں نے پورے غلام کو) واحد مؤنث کی مثال قرأت الصحیفة کُلَّھا (پڑھا ہے میں نے تمام صحیفہ کو) اشتریت الجاریة جمعاء کتعاء بتعاء بصعاء (خریدا ہے میں نے کل لونڈی کو)

وَاِذَا اَرَدْتَ تَاكِيْدَ الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنِ يَجِبُ تَاكِيْدُه بِالضَّمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُكَ

ترجمہ:۔اور جب ارادہ کرے تو ضمیر مرفوع متصل کی تاکید کا نفس اور عین کے ساتھ تو واجب ہے اس کی تاکید ضمیر منفصل سے جیسے ضربت انت و نفسک۔

تشریح:۔جب ضمیر مرفوع متصل بارز یا مستتر کی تاکید نفس اور عین کے ساتھ کرنی ہو تو اولا اس کی تاکید ضمیر منفصل سے کی جائیگی

پھر نفس و عین سے تاکید لائی جائیگی وجہ یہ ہے کہ لفظ نفس و عین اکثر فاعل واقع ہوتے ہیں جیسے زَیدٌ ضَرب نَفسُه (زید مارا ہے اس کی ذات نے) عمرو جاء عینُه (عمرو آیا ہے وہ بذات خود) پس اگر ضمیر منفصل کے بغیر نفس و عین سے تاکید لائی جائے ضمیر مرفوع متصل کی تو بعض صورتوں میں تاکید کا فاعل سے التباس ہوگا جیسے زید ضربنی نفسه میں معلوم نہیں ہوتا کہ نفسه ضربنی کا فاعل ہے یا فاعل تو ضمیر مرفوع متصل مستتر ہے اور نفسه اس کی تاکید ہے التباس سے بچنے کیلئے ضمیر منفصل سے اولا تاکید لائی جائیگی جیسے زَیدٌ ضَرَبَ هُوَ نَفسُه یا ضَرَبتَ اَنتَ نَفسُکَ۔

فائدہ: مصنفؒ نے ضمیر مرفوع کہا کیونکہ منصوب یا مجرور کی تاکید نفس و عین کے ساتھ منفصل کے ساتھ تاکید کے بغیر لائی جاسکتی ہے جیسے ضربتک نفسک مررت بک نفسک۔ پھر مصنفؒ نے متصل کہا کیونکہ ضمیر منفصل کی تاکید نفس و عین کے ساتھ دوسری ضمیر منفصل سے تاکید کے بغیر بھی لائی جاسکتی ہے جیسے انت نفسک قائم (تو بذات خود کھڑا ہونے والا ہے)

وَلا يُؤَكَّدُ بِكُلٍّ وَاَجمَعَ اِلَّا مَالَه اَجزَاءٌ وَاَبعَاضٌ يَصِحُّ اِفتِرَاقُهَا حِسًّا كَالقَومِ اَو حُكماً كَمَا تَقُولُ اِشتَرَيتُ العَبدَ كُلَّه وَلا تَقُولُ اَكرَمتُ العَبدَ كُلَّه

ترجمہ:۔ اور نہیں تاکید لائی جائیگی کل اور اجمع کے ساتھ مگر اس چیز کی جس کیلئے ایسے اجزاء اور حصے ہوں جنکا جدا ہونا صحیح ہو حسی طور پر جیسے القوم یا حکم کے اعتبار سے جیسے تو کہے اشتریت العبد کله (خریدا ہے میں نے کل غلام کو) اور نہیں کہے گا تو اکرمت العبد کله (عزت کی میں نے کل غلام کی)

تشریح:۔ لفظ کل اور اجمع سے اس چیز کی تاکید لائی جاتی ہے جس کے ایسے اجزاء اور ابعاض یعنی حصے ہوں جو باعتبار حس اور مشاھدہ کہ کے ایک دوسرے سے جدا ہوسکتے ہوں جیسے قوم اور رجال وغیرہ ان کے اجزاء اور افراد زید عمرو بکر وغیرہ باعتبار حس اور مشاہدہ کے جدا ہیں لھذا انکی تاکید کل اور اجمع سے آسکتی ہے جیسے جاء نی القوم کلهم اجمعون، اکرمت القوم کلهم، اکرمت الرجال کلهم یا باعتبار حکم کے ایک دوسرے سے جدا ہوسکیں جیسے عبد کے اجزاء اگرچہ حسا تو جدا نہیں ہوسکتے لیکن جب شراء یا بیع وغیرہ والا حکم اس پر لگائیں گے تو اس حکم کے اعتبار سے اس کے اجزاء وابعاض جدا ہوسکتے ہیں کہ نصف غلام کسی ایک نے خریدا ہو نصف کسی دوسرے نے خریدا ہو اگر کسی ایک شخص نے سارا غلام خریدا تو وہ اس کی تاکید کل اور اجمع کے ساتھ لاسکتا ہے چنانچہ یوں کہے گا اشتریت العبد کله (میں نے پورا غلام خریدا) لیکن اکرمت العبد کله کہنا جائز نہیں کیونکہ اکرام والے حکم کے اعتبار سے عبد کے اجزاء نہیں ہوسکتے آدھے غلام کا اکرام کیا اور آدھے کا نہ کیا ہو یہ نہیں ہوسکتا لھذا اس حکم کے اعتبار سے کل اور اجمع کے ساتھ تاکید لانا درست نہیں اسی طرح جاء زید کله کہنا درست نہیں کیونکہ آنے والا حکم اور جانے والے حکم کے اعتبار سے زید کے اجزاء جدا نہیں ہوسکتے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اَكْتَعَ وَاَبْتَعَ وَاَبْصَعَ اَتْبَاعٌ لِاَجْمَعَ وَلَيْسَ لَهَا مَعْنًى هٰهُنَا بِدُوْنِهٖ فَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا عَلٰى اَجْمَعَ وَلَا ذِكْرُهَا بِدُوْنِهٖ

ترجمہ:۔اور جان لیجئے اکتع، ابتع، ابصع تابع ہیں اجمع کے اور نہیں ان کا کوئی معنی یہاں سوا اجمع کے پس نہیں جائز ان کو مقدم کرنا اجمع پر اور نہیں جائز ان کو ذکر کرنا بغیر اجمع کے۔

تشریح:۔اکتع، ابتع ،ابصع یہ تینوں استعمال میں اجمع کے تابع ہیں جب یہ تاکید کیلئے استعمال ہوتے ہیں تو اجمع کے بغیر استعمال نہیں ہوتے اور ان کا معنی وہی ہے جو اجمع کا ہے یعنی سب کا معنی تمام ہے فلا یجوز کی فا نتیجہ کی ہے لہذا ان تینوں کو اجمع پر مقدم کرنا جائز نہیں جس ترکیب میں اجمع کے ساتھ یہ استعمال ہونگے تو ہمیشہ اجمع ان پر مقدم ہوگا اور اسی طرح بغیر اجمع کے ان کا ذکر کرنا بھی تاکید میں جائز نہیں۔

فَصْلٌ اَلْبَدْلُ تَابِعٌ يُنْسَبُ اِلَيْهِ مَا نُسِبَ اِلٰى مَتْبُوْعِهٖ وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالنِّسْبَةِ دُوْنَ مَتْبُوْعِهٖ وَاَقْسَامُ الْبَدْلِ اَرْبَعَةٌ بَدْلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ وَهُوَ مَا مَدْلُوْلُهٗ مَدْلُوْلُ الْمَتْبُوْعِ نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ اَخُوْكَ وَبَدْلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ وَهُوَ مَا مَدْلُوْلُهٗ جُزْءُ مَدْلُوْلِ الْمَتْبُوْعِ نَحْوُ ضَرَبْتُ زَيْدًا رَأْسَهٗ وَبَدْلُ الْاِشْتِمَالِ وَهُوَ مَامَدْلُوْلُهٗ مُتَعَلَّقُ الْمَتْبُوْعِ كَسُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ وَبَدْلُ الْغَلَطِ وَهُوَ مَايُذْكَرُ بَعْدَالْغَلَطِ نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ جَعْفَرٌ وَرَأَيْتُ رَجُلًا حِمَارًا

ترجمہ:۔بدل وہ تابع ہے جس کی طرف نسبت کی گئی ہو اس چیز کی جو اس کے متبوع کی طرف منسوب ہے اور وہی مقصود بالنسبت ہو، نہ کہ اس کا متبوع اور بدل کے اقسام چار ہیں بدل الکل من الکل اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول اور متبوع کا مدلول ایک ہو جیسے جاء نی زیداخوك (آیا ہے میرے پاس زید یعنی تیرا بھائی) اور بدل البعض من الکل اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کے مدلول کی جزو ہو جیسے ضربت زیدا رأسه (مارا ہے میں نے زید کو یعنی اس کے سر کو) اور بدل الاشتمال اور وہ وہ ہے کہ اسکا مدلول متبوع کا متعلق ہو جیسے سلب زید ثوبه (چھینا گیا ہے زید یعنی اس کا کپڑا) اور بدل الغلط اور وہ وہ ہے کہ ذکر کیا جائے غلطی کے بعد جیسے جاء نی زید جعفر (میرے پاس زید آیا نہیں بلکہ جعفر آیا) رأیت رجلا حمارا (میں نے آدمی کو دیکھا نہیں بلکہ گدھے کو دیکھا)

تشریح:۔بدل کا لغوی معنی عوض و مقابل اصطلاحی معنی بدل وہ تابع ہے جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی گئی ہو جو اس کے متبوع کی طرف منسوب ہے اور نسبت سے مقصود یہی تابع ہو متبوع مقصود نہ ہو بلکہ اس کا ذکر طوطیۃً وتمہیداً ہو۔جیسے جاء نی زید اخوك اس مثال میں زید کی طرف جو مجیئت کی نسبت کی گئی ہے وہی اخوك کی طرف بھی منسوب ہے اور مقصد اخوك کی طرف نسبت ہے زید کا ذکر محض تمہید کیلئے ہے۔

فوائد وقیود:۔ تعریف میں لفظ تابع درجۂ جنس میں ہے سب توابع کو شامل ہے ھو المقصود بالنسبۃ فصل اول ہے اس سے تابع نعت وتاکید وعطف بیان خارج ہو گئے کیونکہ ان سب میں مقصود صرف متبوع ہوتا ہے دونہ فصل ثانی ہے اس سے عطف بالحروف خارج ہوگیا کیونکہ اس میں مقصود دونوں ہوتے ہیں۔

اقسام بدل:۔ بدل کے چار اقسام ہیں۔(۱)بدل الکل من الکل کہ بدل اور مبدل منہ کا مصداق و مدلول ایک ہو جیسے جاء نی زید اخوك زید اور اخوك سے ایک ہی شخص مراد ہے(۲)بدل البعض من الکل کہ بدل کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جزء ہو جیسے ضربت زیدا رأسه سر زید کا جزء ہے(۳)بدل الاشتمال کہ بدل کا مدلول مبدل منہ کے متعلقات میں سے ہو یعنی اس سے کوئی تعلق رکھتا ہو جیسے سلب زید ثوبه اس میں ثوب کا زید سے تعلق ہے کہ اس کی ملک میں ہے(۴)بدل الغلط کہ مبدل منہ کو غلطی سے ذکر کرنے کے بعد اس غلطی کے تدارک کیلئے بدل کو ذکر کیا جائے جیسے جاء نی زید جعفر زید متبوع مبدل منہ ہے جعفر بدل الغلط ہے متکلم کہنا چاہتا تھا جاء نی جعفر مگر غلطی سے زبان سے نکل گیا زید اس غلطی کے تدارک کیلئے آگے کہا جعفر۔

وَالْبَدَلُ اِنْ كَانَ نَكِرَةً مِنْ مَّعْرِفَةٍ يَجِبُ نَعْتُه كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ وَلَا يَجِبُ ذٰلِكَ فِيْ عَكْسِهٖ وَلَا فِي الْمُتَجَانِسَيْنِ

ترجمہ:۔ اور بدل اگر نکرہ ہو معرفہ سے تو واجب ہے اس کی صفت لانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بالناصية ناصية كاذبة اور نہیں واجب اس کے برعکس میں اور نہ ہی متجانسین میں۔

تشریح:۔ بدل مبدل منہ دونوں کیلئے چار صورتیں جائز ہیں (۱) دونوں معرفہ ہوں (۲) دونوں نکرہ ہوں (۳) مبدل منہ معرفہ بدل نکرہ (۴) مبدل منہ نکرہ بدل معرفہ لیکن اگر بدل نکرہ اور مبدل منہ معرفہ ہو تو اس وقت بدل کی صفت لانا ضروری ہے کیونکہ نسبت سے مقصود بدل ہوتا ہے اگر بدل نکرہ کی صفت نہ لائیں تو مقصود کا غیر مقصود سے انقص ہونا لازم آئیگا لیکن جب بدل نکرہ کی صفت لائی جائے گی تو نکرہ مخصصہ ہو کر معرفہ کے قریب ہو جائے گا جیسے بالناصية ناصية كاذبة اول ناصيه مبدل منہ معرفہ ہے دوسرا ناصية بدل نکرہ ہے اسی وجہ سے اس کی صفت لائی گئی كاذبة کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم پکڑیں گے پیشانی سے یعنی جھوٹی پیشانی سے اگر برعکس ہے یعنی مبدل منہ نکرہ اور بدل معرفہ ہے یا متجانسین ہیں یعنی دونوں ایک جیسے ہیں دونوں معرفہ ہیں یا دونوں نکرہ ہیں تو صفت لانا ضروری نہیں ہے برعکس کی مثال جاء نی رجل اخوك دونوں معرفہ ہوں جیسے جاء نی زید اخوك دونوں نکرہ ہوں جیسے جاء نی رجل اخ لك۔

فَصْلٌ : عَطْفُ الْبَيَانِ تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ يُوْضِحُ مَتْبُوْعَه وَهُوَ اَشْهَرُ اِسْمَيْ شَيْءٍ نَحْوُ قَامَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ وَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

ترجمہ:۔ عطف بیان وہ تابع ہے جو غیر صفت ہو کر اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور وہ کسی شئے کے دو ناموں میں سے زیادہ مشہور

ہوتا ہے جیسے قام ابوحفص عمرؓ اور قام عبد اللّٰہ ابن عمرؓ۔

تشریح:۔عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور کسی چیز کے دو ناموں میں سے جو زیادہ مشہور نام ہوگا اس کو عطف بیان بنایا جائے گا لیکن بعض نحویوں کے ہاں عطف بیان کا زیادہ مشہور ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ معطوف علیہ اور عطف بیان دونوں کے اجتماع سے وہ وضاحت ہو جائے جو ایک کے ذکر کرنے سے حاصل نہیں ہوتی تو بھی عطف بیان بنانا صحیح ہے۔

فوائد قیود:۔تعریف میں لفظ تابع درجہ جنس میں ہے سب توابع کو شامل ہے غیر صفة فصل اول ہے اس سے تابع صفت خارج ہو گیا یوضح متبوعه دوسرا فصل ہے اس سے صفت کے علاوہ باقی توابع خارج ہو گئے کیونکہ وہ اپنے متبوع کی وضاحت نہیں کرتے مثال قام ابو حفص عمرؓ ابوحفص متبوع مبین معطوف علیہ ہے اور عمر عطف بیان ہے ابوحفص حضرت عمرؓ کی کنیت ہے نام زیادہ مشہور ہے بنسبت کنیت کے اسی وجہ سے نام کو عطف بیان بنایا گیا دوسری مثال قام عبداللّٰہ بن عمرؓ اس میں عبداللہ متبوع مبین معطوف علیہ اور ابن عمر عطف بیان ہے عبداللہ نام ہے ابن عمر کنیت ہے اور کنیت زیادہ مشہور ہے بنسبت نام کے اسی وجہ سے ابن عمر کنیت کو عطف بیان بنایا گیا

وَلَا يَلْتَبِسُ بِالْبَدَلِ لَفْظًا فِيْ مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ (شعر) اَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيْ بِشْرٍ☆عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُه وُقُوْعًا

ترجمہ:۔اور نہیں ملتبس ہوتا عطف بیان بدل کے ساتھ باعتبار لفظ کے شاعر کے قول کی مثل میں شعر الخ۔

تشریح:۔بعض نحویوں کا مذہب یہ ہے کہ توابع کل چار ہیں عطف بیان کوئی علیحدہ قسم نہیں بلکہ وہ بدل الکل من الکل ہے عطف بیان اور بدل الکل میں کوئی فرق نہیں لیکن جمہور کے ہاں یہ مستقل قسم ہے ان دونوں میں باعتبار معنی کے تو فرق بالکل واضح ہے اظهر من الشمس ہے کیونکہ بدل الکل میں مقصود بالنسبۃ تابع بدل ہوتا ہے بخلاف عطف بیان کے اس میں مقصود بالنسبۃ تابع عطف بیان نہیں ہوتا بلکہ متبوع مبین مقصود ہوتا ہے لھذا فرق واضح ہے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں البتہ ان دونوں میں باعتبار لفظ کے چونکہ فرق مخفی تھا اس لئے مصنف نے اس فرق لفظی کو بیان کیا کہ عطف بیان اور بدل میں باعتبار لفظوں کے بھی فرق ہے

انا ابن التارك الخ:۔جیسی مثال میں فرق کچھ مخفی تھا تو فرمایا کہ اس جیسی مثال میں بھی فرق ہے۔

فائدہ:اس جیسی مثال سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جس میں عطف بیان کا متبوع وہ معرف باللام ہو جو صیغہ صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہو جیسے التارك البكری بشر پس اس مثال میں بشر عطف بیان ہے اور البكری اس کا متبوع ہے جو کہ التارك صیغہ صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہے اس وقت اس میں کوئی خرابی نہیں لیکن جب ہم بشر کو البكری سے بدل قرار دیں تو خرابی لازم آتی ہے اس لئے کہ بدل تکرار عامل کے حکم میں ہوتا ہے جو عامل مبدل منہ پر داخل ہوتا ہے وہ بدل پر بھی داخل سمجھا جاتا ہے گویا کہ وہ بدل پر مکرر ہے تو التارك جو مضاف ہے البكر کی طرف اور اس میں عامل ہے تو یہ بشر میں بھی عامل ہوگا اصل عبارت گویا یوں ہوگی انا ابن التارك بشر اور یہ جائز نہیں اس لئے کہ التارك بشر الضارب زید کی طرح ہے اور الضارب زید

ناجائز ہے۔ [۱] لهٰذا التارك بشر بھی ناجائز ہے بخلاف عطف بیان کے کہ اس میں چونکہ عامل مکرر نہیں ہوتا لهٰذا اصل عبارت التارك بشر نہ ہوگی بلکہ التارك البكری ہی رہے گی اور یہ جائز ہے کیونکہ یہ الضارب الرجل کی طرح ہے اور الضارب الرجل جائز ہے۔ [۲]

شعر کی ترکیب:۔ انا مبتدأ ابن مضاف التارك پھر مضاف البكری معطوف علیہ اور بشر عطف بیان معطوف علیہ عطف بیان سے ملکر مجرور لفظا مضاف الیہ منصوب معنیً مفعول بہ ہے التارك کا علیه جار مجرور ظرف مستقر کائنۃ کے متعلق ہوکر خبر مقدم الطیر جو جمع ہے طائر کی یہ مبتدأ مؤخر مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر البكری سے حال ہے ترقب فعل ھی ضمیر راجع بسوئے الطیر فاعل ہ ضمیر راجع بسوئے بشر مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال ہے علیه جار مجرور کے متعلق کائنۃ کی ضمیر مستتر سے اور وقوعا جمع ہے واقع کی یہ ترقبہ کی ھی ضمیر مستتر فاعل سے حال ہے۔ [۳]

شعر کا ترجمہ:۔ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو بکری بشر جیسے بہادر کو قتل کرنے والا ہے اس حال میں کہ موجود ہونے والے ہیں اس پر پرندے اس حال میں کہ اس کا انتظار کررہے ہیں اس حال میں کہ گرنے والے ہیں یعنی تھوڑی سی رمق باقی ہے تو پرندے اس کی روح نکلنے کا انتظار کررہے ہیں کہ روح نکلے اور ہم اس کو کھائیں۔ **مطلب شعر**:۔ شاعر اس شعر میں اپنی اور باپ کی بہادری کا ذکر کررہا ہے کہ میں ایسے بہادر باپ کا بیٹا ہوں جو بکری بشر جیسے بہادر کو قتل کرنے والا ہے جس کے گوشت کو نوچنے کیلئے پرندے اس انتظار میں ہیں کہ اس کی روح نکلے اور ہم اس کو نوچیں کیونکہ تھوڑی سی روح بھی باقی ہو تو پرندے قریب نہیں آتے۔

---

[۱] الضارب زید اس لئے ناجائز ہے کہ یہ اضافت لفظیہ ہے اور اضافت لفظیہ تخفیف کا فائدہ دیتی ہے مضاف سے تنوین حذف ہوتی یا مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہوتی ہے یا دونوں میں تخفیف حاصل ہوتی ہے مگر الضارب زید میں تخفیف حاصل نہیں کیونکہ مضاف الضارب سے تنوین الف لام کی وجہ سے حذف ہوئی ہے اور مضاف الیہ میں ضمیر تھی ہی نہیں تو یہ مثال تخفیف حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

[۲] الضارب الرجل میں قیاس وعقل کا تقاضا تو یہ تھا کہ الضارب الرجل بھی ناجائز ہو اس لئے کہ اس میں اضافت سے کوئی تخفیف حاصل نہیں ہوئی کیونکہ اس میں بھی الضارب مضاف سے تنوین الف لام کی وجہ سے حذف ہوئی ہے نہ کہ اضافت کی وجہ سے مگر پھر بھی یہ مثال جائز ہے کیونکہ الضارب الرجلکو محمول کیا گیا ہے الحسن الوجہ کی مختار صورت پر اور وہ مختار صورت یہ ہے کہ الحسن مضاف ہے الوجہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے چونکہ الحسن الوجہ جائز بلکہ مختار ہے۔ تو الضارب الرجل بھی جائز ہوگا۔ باقی اس پر محمول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ الضارب الرجل اور الحسن الوجہ دونوں اس بات میں مشترک ہیں کہ دونوں میں مضاف صیغہ صفت معرف باللام ہے اور مضاف الیہ دونوں میں اسم جنس معرف باللام ہے بخلاف الضارب زید کے کہ وہ الحسن الوجہ کے مشابہ نہیں کیونکہ مضاف الیہ علم ہے لہٰذا الضارب زید ناجائز اور الضارب الرجل جائز ہے۔

[۳] فائدہ:۔ یہ مذکورہ ترکیب اس صورت میں ہے جب التارک بمعنی قاتل ہو اس وقت یہ ایک مفعول کو چاہتا ہے اور وہ البکری بشر ہے اگر التارک ترک بمعنی صَیَّر سے ہو تارک بمعنی مصیِّر کے ہوگا اس وقت یہ متعدی بدو مفعول ہوگا البکری بشر مفعول اول اور علیہ الطیر الخ مفعول ثانی ہوگا اس وقت علیہ الطیر حال نہیں ہوگا البکری بشر سے۔

اَلْبَابُ الثَّانِيْ فِيْ الْاِسْمِ الْمَبْنِيْ

وَهُوَ اِسْمٌ وَقَعَ غَيْرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَيْرِهٖ مِثْلُ ا ب ت ث وَمِثْلُ وَاحِدٌ اِثْنَانِ وَ ثَلَاثَةٌ وَ كَلَفْظَةِ زَيْدٍ وَحْدَه فَاِنَّه مَبْنِيٌّ بِالْفِعْلِ عَلَى السُّكُوْنِ وَمُعْرَبٌ بِالْقُوَّةِ اَوْ شَابَهَ مَبْنِي الْاَصْلِ بِاَنْ يَكُوْنَ فِي الدَّلَالَةِ عَلٰى مَعْنَاهُ مُحْتَاجًا اِلٰى قَرِيْنَةٍ كَالْاِشَارَةِ نَحْوُ هٰؤُلَاءِ وَنَحْوِهَا اَوْ يَكُوْنَ عَلٰى اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْرُفٍ اَوْ تَضَمَّنَ مَعْنَى الْحَرْفِ نَحْوُ ذَا وَمَنْ وَاَحَدَ عَشَرَ اِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ وَهٰذَا الْقِسْمُ لَا يَصِيْرُ مُعْرَبًا اَصْلاً

ترجمہ:۔دوسراباب اسم مبنی میں ہےاوروہ وہ اسم ہے جوواقع ہواس حال میں کہ اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے الف با تا ثا اور جیسے واحد و اثنان و ثلثۃ اور جیسے لفظ زید اکیلا پس تحقیق یہ مبنی بالفعل ہے سکون پر اور معرب بالقوۃ ہے یا مشابہ ہو مبنی الاصل کے بایں طور کہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں محتاج ہو قرینہ کی طرف مثل اشارہ حسیہ کے جیسے ھؤلاء اوراس کی مثل یا ہو تین حروف سے کم پر یا متضمن ہو حرف کے معنی کو جیسے ذا اور من اور احد عشر سے لے کر تسعۃ عشر تک اور یہ قسم نہیں ہوتا معرب بالکل۔

تشریح:اسم معرب کی تعریف و بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنفؒ اسم مبنی کے بیان میں مشغول ہوتے ہیں اسم مبنی دو قسم پر ہے اول قسم:۔وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو غیر سے مراد عامل ہے یعنی اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو دوسرا قسم کہ وہ مبنی الاصل کے مشابہ ہو اول قسم کی مثال اب ت ث لیکن مراد ان حروف سے حروف ھجا نہیں بلکہ ان کے اسماء مراد ہیں یعنی مسمیات جو حروف ھجاء ہیں یہ مراد نہیں بلکہ ان کے اسماء اور نام الف با تا ثا مراد ہیں کیونکہ ہماری بحث اسم مبنی میں ہے نہ کہ حروف مبنی میں حروف ہجاء تو حروف ہو کر مبنی الاصل ہیں۔دوسری مثال اسمائے عدد جیسے واحد اثنان ثلثۃ تیسری مثال اسمائے معدودہ جیسے زید عمرو بکر وغیرہ جب یہ اکیلے ہوں یہ سب مبنی الاصل ہیں سکون پر اور معرب بالقوۃ ہیں یعنی الف با اور واحد اثنان اور زید و بکر اکیلا جب یہ عامل سے ملے ہوئے نہ ہوں تو مبنی بالفعل ہیں اور معرب بالقوۃ ہیں یعنی معرب بننے کی ان میں صلاحیت ہے جب ان کے ساتھ عامل مل جائیگا تو یہ معرب بن جائیں گے جیسے جاء الف جاء واحد جاء زید رأیت الفا رایت واحدا رأیت زیدا الخ اس وقت یہ معرب ہونگے اس وقت ان پر رفع ،نصب ،جر والا اعراب آ جائیگا۔

دوسرا قسم:۔کہ مبنی الاصل کے مشابہ ہو مشابہ سے مراد مناسبت مؤثرہ ہے کہ مبنی الاصل کے ساتھ اس اسم کی مناسبت مؤثرہ ہو۔پھر مناسبت مؤثرہ کی تین صورتیں ہیں جو مصنفؒ نے بیان کی ہیں لیکن تلاش کرنے کے بعد نحویوں نے سات بیان کی ہیں مصنفؒ نے جو تین صورتیں بیان کی ہیں وہ یہ ہیں اول صورت۔کہ وہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو جیسے اسم اشارہ ھذا، ھؤلاء مثلاً اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ اشارہ حسیہ کا محتاج ہوتا ہے ھذا اور ھؤلاء وغیرہ اپنے معنی پر دلالت نہیں کر سکتے جب تک ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ حسیہ نہ کریں تو یہ اشارہ حسیہ قرینہ ہے اسم اشارہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں اس قرینہ اشارہ حسیہ کا محتاج

ہے(عبارت میں کالاشارة قرینہ کی مثال ہے)

ونحوها:۔اور مثل اشارہ حسیہ کے۔یہاں سے قرینہ کی دوسری مثال کی طرف اشارہ ہے جیسے اسم موصول اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ یعنی صلہ کا محتاج ہے جیسے الذی قام فلہ درهم (جو شخص کھڑا ہے اس کیلئے ایک درھم ہے) اب الذی اپنے معنی و مصداق پر دلالت نہیں کرتا جب تک قام جو صلہ ہے اس کو ذکر نہ کیا جائے۔دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اسم تین حرفوں سے کم ہو جیسے ذا اور مَنْ یہ مشابہ ہیں فی اور مِن حروف جارہ وغیرہ کےلھذا یہ مبنی ہونگے۔تیسری صورت یہ ہے کہ وہ اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے احد عشر سے لےکر تسعة عشر تک یہ اصل میں احد و عشر اثنان و عشر و ثلثة و عشر الخ تھے پھر درمیان سے واؤ کو حذف کر کے دونوں اسموں کو بمنزلہ ایک کلمہ کے کردیا اب دونوں جز مبنی برفتحہ ہیں کیونکہ واؤ حرف عطف کے معنی کو متضمن ہیں انکا معنی ہے ایک اور دس یعنی گیارہ دو اور دس یعنی بارہ الخ لیکن اثنا عشر میں نون اور واؤ کو حذف کیا گیا اس میں صرف دوسرا جز مبنی برفتحہ ہے اول جز معرب ہے بحسب العوامل اس کا اعراب ہوگا جیسے جاء اثنا عشر رجلا رأیت اثنی عشر رجلا مررت باثنی عشر رجلا کیونکہ حذف نون میں یہ تثنیہ مضاف کے مشابہ ہے لھذا جیسے تثنیہ مضاف ضاربا مثلا زید معرب ہے یہ بھی معرب ہے۔[1]

وَحُكْمُهُ اَنْ لَّايَخْتَلِفَ آخِرُهُ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ وَحَرَكَاتُهُ تُسَمّٰى ضَمًّا وَفَتْحًا وَكَسْرًا وَسُكُوْنُهُ وَقْفًا وَهُوَعَلٰى ثَمَانِيَةِ اَنْوَاعٍ اَلْمُضْمَرَاتُ وَاَسْمَاءُ الْإِشَارَاتِ وَ الْمَوْصُوْلَاتُ وَاَسْمَاءُ الْاَفْعَالِ وَالْاَصْوَاتُ وَالْمُرَكَّبَاتُ وَالْكِنَايَاتُ وَبَعْضُ الظُّرُوْفِ

ترجمہ:۔اور حکم اس کا یہ ہے کہ نہیں مختلف ہوتا اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے اور اس کی حرکات کا نام رکھا جاتا ہے ضم فتح کسرہ اور

---

[1] اہم فائدہ: نحویوں نے مشابہت یعنی مناسبت مئوثرہ کی سات صورتیں تلاش کی ہیں۔﴿۱﴾اول یہ کہ وہ اسم مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہو جیسے این اسم ہے ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے﴿۲﴾دوم یہ کہ وہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو جیسے اسم اشارہ و اسم موصول اپنے معنی پر دلالت کرنے میں اشارہ حسیہ اور صلہ کے محتاج ہوتے ہیں۔﴿۳﴾سوم یہ وہ اسم مبنی للاصل کے موقع میں واقع ہو جیسے نزال اسم فعل انزل امر حاضر معروف کے موقع میں واقع ہوتا ہے۔﴿۴﴾چہارم کہ وہ اسم اس اسم کے مشابہ ہو ہم شکل ہو جو مبنی الاصل کے موقع میں واقع ہوتا ہے جیسے فجار نزال کے مشابہ ہے اور نزال انزل کے موقع میں واقع ہوتا ہے﴿۵﴾پنجم یہ کہ وہ اسم اس اسم کے موقع میں واقع ہو جو اسم مبنی الاصل کے مشابہ ہے جیسے منادی مضموم یازید یارجل وغیرہ میں زید اور رجل کاف خطاب اسمی جو کہ ادعوک میں مفعول بہ ہے اس کے موقع میں واقع ہے اور کاف ضمیر خطاب جو کہ اسم ہے یہ مشابہ ہے کاف حرفی کے جو کہ حروف جارہ میں سے ہو کر مبنی الاصل ہے۔﴿۶﴾ششم کہ وہ مبنی الاصل کی طرف مضاف ہو خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ جیسے یومئذ یہ اصل میں یوم اذ کان کذا تھا یوم مبنی برفتحہ ہے یہ مضاف ہے جملہ کان کذا کی طرف بواسطہ اذ اور جملہ صاحب مفصل کے نزدیک مبنی الاصل ہے۔﴿۷﴾ہفتم یہ کہ اس اسم کی بناء تین حرفوں سے کم ہو جیسے ذا اور من موصولہ وغیرہ اور یہ دوسرا قسم معرب بالکل نہیں ہوتا نہ بالفعل اور نہ بالقوۃ بخلاف قسم اول کے کہ وہ مبنی بالفعل اور معرب بالقوہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اس کے سکون کا نام رکھا جاتا ہے وقف اور وہ آٹھ قسموں پر ہے مضمرات وغیرہ الخ۔

تشریح:۔حکمہ کی ضمیر مبنی کی قسم ثانی کی طرف لوٹتی ہے اور یہ حکم صرف اسی اسم مبنی کا ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہے قسم اول جو عامل کے ساتھ واقع نہیں اس کا یہ حکم نہیں کیونکہ وہ تو مبنی ہی اسی بناء پر ہے کہ عامل کے ساتھ واقع نہیں اگر عامل کے ساتھ واقع ہوگا تو معرب ہوکر عوامل کے اختلاف سے اس کا آخر مختلف ہو جائے گا۔مبنی کی حرکات کو ضم، فتح، کسر اور سکون کو وقف کہا جاتا ہے۔ [1]

معرب کی حرکات کو رفع، نصب، جر کہا جاتا ہے بصریوں کے ہاں مبنی کے حرکات کو مخصوص القاب ضم، فتح، کسر اور معرب کے حرکات کو مخصوص انواع رفع نصب و جر سے تعبیر کیا جاتا ہے کوفیوں کے ہاں ایک دوسرے پر ان کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔

وھو علی ثمانیۃ انواع:۔ھو ضمیر کا مرجع مطلق اسم مبنی ہے خواہ اسم غیر مرکب ہو یا مشابہ مبنی الاصل ہو کیونکہ اگر فقط اسم مشابہ مبنی الاصل کی طرف ضمیر راجع ہو تو اصوات مبنی کی اقسام سے خارج ہو جائیں گے کیونکہ یہ مشابہت کی وجہ سے مبنی نہیں بلکہ غیر کے ساتھ مرکب نہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں تو مطلق اسم مبنی کی آٹھ قسمیں ہیں مضمرات اسمائے اشارات الخ

فائدہ:۔مصنفؒ نے بعض الظروف کہا کیونکہ تمام ظروف مبنی نہیں بلکہ بہت سے ظروف معرب بھی ہیں۔ [2]

فَصْلُ اَلْمُضْمَرُ اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ اَوْ مُخَاطَبٍ اَوْ غَائِبٍ تَقَدمَ ذِكْرُہٗ لَفْظًا اَوْ مَعْنًى اَوْ حُكْمًا

ترجمہ:۔مضمر وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو تا کہ دلالت کرے متکلم یا مخاطب یا اس غائب پر جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو لفظا یا معنی یا حکما۔

تشریح:۔آٹھ قسموں میں سے ہر قسم کی تعریف کرتے ہیں مضمرات کو مقدم کیا تمام مبنیات پر کیونکہ تمام ضمیریں مبنی ہیں بغیر کسی اختلاف کے اور مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف کے مشابہ ہیں احتیاج میں جیسے حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں متعلق کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح ضمیر غائب اپنے معنی پر دلالت کرنے میں ذکر مرجع کی محتاج ہے اور ضمیر متکلم اور مخاطب بھی تکلم اور خطاب کی محتاج ہے۔

مضمر کی تعریف:۔مضمر اسم مفعول کا صیغہ ہے از باب افعال لغوی معنی پوشیدہ کیا ہوا اصطلاحی معنی اور تعریف مضمر وہ اسم ہے جو متکلم یا مخاطب یا اس غائب پر دلالت کرے جس کا ذکر پہلے لفظا یا معنی یا حکما ہو چکا ہو لفظا سے مراد یہ ہے کہ مرجع پیچھے صراحۃ لفظوں میں مذکور ہو

---

[1] فائدہ:ضم کا معنی ملنا ضمہ کے تلفظ کے وقت بھی ہونٹ مل جاتے ہیں فتح کا معنی کھلنا فتح کے تلفظ کے وقت بھی ہونٹ کھلتے ہیں کسر کا معنی منکسر ہونا ٹوٹ جانا اسکے تلفظ کے وقت بھی ہونٹ منکسر ہو جاتا ہے نیچے کو سکڑ جاتا ہے سکون کو وقف اسلیے کہتے ہیں کہ وقف کا معنی ٹھہرنا اسکے تلفظ کے وقت بھی سانس ٹھہر جاتا ہے۔

[2] سوال:۔پھر بعض الموصولات اور بعض الکنایات کہنا چاہیے کیونکہ بعض موصولات مثلا ای ایۃ معرب ہیں اور بعض کنایات مثلا فلان فلانۃ معرب ہیں؟

جواب:۔موصولات اور کنایات میں سے اکثر مبنی ہیں لھذ اللا کثر حکم الکل کے ضابطہ سے کل موصولات وکل کنایات پر مبنی ہونے کا حکم لگایا بخلاف ظروف کے کہ ان میں اکثر معرب ہیں اسی لئے بعض الظروف کہا لیکن مصنف کو بعض المرکبات کہنا چاہیے تھا۔کیونکہ مرکبات دو قسم پر ہیں ایک مبنی جیسے احد عشر تا تسعۃ عشر دوسرے معرب جیسے بعلبک وغیرہ۔

حقیقۃً جیسے ضرب زید غلامہ میں غلامہ کی ضمیر کا مرجع زید ہے جو پیچھے مذکور ہے لفظوں میں صراحۃً۔ یا تقدیراً جیسے ضرب غلامہ زید کیونکہ فاعل تقدیراً مقدم ہوتا ہے اور معنیً مذکور سے مراد یہ ہے کہ مرجع ضمناً پیچھے مذکور ہو یعنی کسی لفظ کے ضمن میں مرجع سمجھا جائے جیسے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (عدل کرو وہ عدل تقوی کے زیادہ قریب کرنے والا ہے) اس مثال میں ھو ضمیر کا مرجع عدل ہے جو اعدلوا کے ضمن میں سمجھا جا رہا ہے۔ یا سیاقِ کلام اس مرجع پر دلالت کرے جیسے وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (اس میت کے والدین کیلئے ان میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصہ ہے) لابویہ کی ضمیر کا مرجع میت ہے کیونکہ میراث کا بیان ہو رہا ہے تو کلام کا سیاق اور چلاؤ اس مرجع پر دلالت کرتا ہے حکماً مذکور سے مراد یہ ہے کہ وہ مرجع متحضر فی الذھن ہو یعنی کوئی شان وحال وقصۃ ذھن میں ہو یا اس مرجع کی تصریح نہ کی گئی ہو بلکہ اس کو مبہم و مجمل رکھا گیا ہو پھر آگے اس کی تفسیر ذکر کی جائے تاکہ اس کی عظمت کا اظہار ہو اور یہ تقدمِ حکمی عموماً ضمیر شان وضمیر قصہ میں ہوتا ہے ضمیر شان وہ ضمیر ہے جس کو بغیر مرجع کے ذکر کیا جائے جبکہ کسی شئی کی عظمت و شان بتلانی مقصود ہو پھر اس کے بعد ایک جملہ لایا جاتا ہے جو اس کی تفسیر کرتا ہے یہی حال ضمیر قصہ کا بھی ہے مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ ضمیر شان مذکر اور ضمیر قصہ مؤنث ہوتی ہے ضمیر شان کی مثال قل ھو اللہ احد (تحقیق شان یہ ہے کہ اللہ ایک ہے) اس میں ھو ضمیر شان ہے اس کا مرجع اگرچہ لفظاً یا معنیً پہلے مذکور نہیں لیکن حکماً مذکور ہے یعنی ذہن میں اولاً ایک مضمون سوچا کہ اللہ ایک ہے پھر گویا اس کی طرف ضمیر راجع ہے پھر وہی مضمون آگے جملہ کی شکل میں لا کر ضمیر کی تفسیر کر دی۔ ضمیر قصہ کی مثال انھا زینب قائمۃ (بے شک قصۃ یہ ہے کہ زینب کھڑی ہونے والی ہے) ھا ضمیر قصہ کی ہے ذہن میں ایک مضمون ہے گویا یہ اس کی طرف لوٹتی ہے پھر وہی مضمون اس کی تفسیر بن گیا یعنی زینب قائمۃ اس کی تفسیر ہے ضمیر شان وقصہ کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

وَهُوَ عَلٰی قِسْمَيْنِ مُتَّصِلٌ وَهُوَ مَا لَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهٗ اِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ ضَرَبْتُ اِلٰی ضَرَبْنَ اَوْ مَنْصُوْبٌ نَحْوُ ضَرَبَنِيْ اِلٰی ضَرَبَهُنَّ وَاِنَّنِيْ اِلٰی اِنَّهُنَّ اَوْ مَجْرُوْرٌ نَحْوُ غُلَامِيْ وَلِيْ اِلٰی غُلَامُهُنَّ وَلَهُنَّ وَ مُنْفَصِلٌ وَهُوَ مَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهٗ اِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ اَنَا اِلٰی هُنَّ اَوْ مَنْصُوْبٌ نَحْوُ اِيَّايَ اِلٰی اِيَّاهُنَّ فَذٰلِكَ سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا

ترجمہ:۔ اور وہ ضمیر دو قسم پر ہے متصل اور وہ وہ ہے کہ نہ استعمال کی جائے اکیلے یا مرفوع ہوگی جیسے ضربت سے ضربن تک یا منصوب ہوگی جیسے ضربنی سے ضربھن تک اور اننی سے لے کر انھن تک یا مجرور ہوگی جیسے غلامی اور لی سے غلامھن اور لھن تک اور منفصل اور وہ وہ ہے کہ جو استعمال کی جائے اکیلے یا مرفوع ہوگی جیسے انا سے لے کر ھن تک یا منصوب ہوگی جیسے ایای سے لے کر ایاھن تک پس یہ ساٹھ ضمیریں ہیں۔

تشریح:۔ ضمیر کی دو قسمیں ہیں متصل اور منفصل۔ متصل کا معنی ملنے والی ضمیر متصل وہ ہے جو تنہا مستعمل نہ ہوتی ہو منفصل کا معنی جدا منفصل وہ ضمیر ہے جو تنہا مستعمل ہو پھر متصل کی تین قسمیں ہیں مرفوع ومنصوب ومجرور اور منفصل کی دو قسمیں ہیں مرفوع اور منصوب اور مجرور منفصل نہیں ہوتی کیونکہ منفصل جب اکیلے ہو کر استعمال ہوتی ہے تو کبھی اپنے عامل سے مقدم اور کبھی مؤخر ہو جاتی ہے ضمیر مجرور

اگر منفصل ہوتو یہ بھی جار پر مقدم ہوگی تو مجرور کا جار پر مقدم ہونا لازم آئیگا اور یہ جائز نہیں لھذا ضمیر مجرور منفصل نہیں ہوسکتی تو کل ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں اور ہر قسم میں بارہ ضمیریں ہیں تو پانچ کو بارہ سے ضرب دیں تو حاصل ضرب ساٹھ نکلتا ہے۔تو کل ضمیریں ساٹھ ہوئیں۔ وہ پانچ ضمیریں یہ ہیں۔﴿۱﴾ضمیر مرفوع متصل:۔یہ فعل معروف کا فاعل یا فعل مجہول کا نائب فاعل بنتی ہے مبتدأ اور خبر یا فاعل سے بدل اور تاکید نہیں بنتی اور اپنے فاعل سے ملی ہوئی ہوتی ہے جیسے ضربت سے لے کر ضربن تک۔﴿۲﴾ضمیر مرفوع منفصل:۔مبتدأ یا خبر یا فاعل و نائب فاعل سے بدل یا تاکید بنتی ہے اور اپنے عامل سے جدا ہوتی ہے جیسے انا سے لے کر ھن تک۔﴿۳﴾ضمیر منصوب متصل:۔حالت نصب میں واقع ہوتی ہے فعل کا مفعول یا عامل ناصب کا معمول بنتی ہے اور فعل یا عامل سے ملی ہوئی ہوتی ہے جیسے ضربنی سے لے کر ضربھن تک اور اننی سے لے کر انھن تک۔﴿۴﴾ضمیر منصوب منفصل: یہ بھی مفعول یا عامل ناصب کا معمول بنتی ہے البتہ فعل یا عامل ناصب سے جدا ہوتی ہے جیسے ایای سے لے کر ایاھن تک۔﴿۵﴾ضمیر مجرور متصل: مضاف کا مضاف الیہ اور حرف جر کا مجرور ہوتی ہے جیسے غلامی سے لے کر غلامھن تک اور لی سے لے کر لھن تک۔

فائدہ۔نحویوں کے نزدیک ضمیر متکلم اعرف المعارف ہے یعنی سب سے زیادہ معرفہ ہے پھر ضمیر مخاطب پھر ضمیر غائب اسی وجہ سے وہ ضمیر متکلم کو مقدم کرتے ہیں ذکر و بیان میں۔اور صرفیوں کے ہاں ترتیب برعکس ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَرْفُوْعَ الْمُتَّصِلَ خَاصَّةً يَكُوْنُ مُسْتَتِرًا فِي الْمَاضِيْ لِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَضَرَبَ اَیْ هُوَ وَ ضَرَبَتْ اَیْ هِیَ وَفِی الْمُضَارِعِ الْمُتَكَلِّمِ مُطْلَقًا نَحْوُ اَضْرِبُ اَیْ اَنَا وَنَضْرِبُ اَیْ نَحْنُ وَلِلْمُخَاطَبِ كَتَضْرِبُ اَیْ اَنْتَ وَلِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَيَضْرِبُ اَیْ هُوَ وَتَضْرِبُ اَیْ هِیَ وَفِی الصِّفَةِ اَعْنِیْ اِسْمَ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَغَيْرِهِمَا مُطْلَقًا

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ بے شک مرفوع متصل خاص کر ہوتی ہے مستتر ماضی غائب اور غائبہ میں جیسے ضرب میں ھو اور ضربت میں ھی اور مضارع متکلم میں مطلقا جیسے اضرب میں انا اور نضرب میں نحن اور مخاطب میں جیسے تضرب میں انت اور غائب اور غائبہ میں جیسے یضرب میں ھو اور تضرب میں ھی اور صیغہ صفت میں مراد لیتا ہوں میں اسم فاعل و مفعول و غیرہ مطلقا۔

تشریح:۔یہاں سے مصنفؒ ضمیر کے احکام بتلا رہے ہیں کہ ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں بارز اور مستتر بارز وہ ہے جس کا حقیقۃ تلفظ ہو اور مستتر وہ ہے جو پوشیدہ ہو حقیقۃ اس کا تلفظ نہ ہو پھر ضمیر مستتر کہاں کہاں مستتر ہوتی ہے؟ تو ماضی کے دو صیغوں میں یعنی واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ میں مستتر ہوتی ہے جب یہ دونوں کسی اسم ظاہر کی طرف مسند نہ ہوں جیسے زید ضرب (زید مارا ہے اس زید نے) اس میں ھو ضمیر مستتر ہے ھند ضربت (ھندہ مارا ہے اس ھندہ نے) اس میں ھی ضمیر مستتر ہے اور مضارع کے پانچ صیغوں میں مستتر ہوتی ہے مضارع متکلم میں مطلقا خواہ واحد متکلم ہو یا جمع متکلم جیسے اضرب میں انا اور نضرب میں نحن ضمیر مستتر ہے اور مضارع کے واحد مذکر مخاطب میں مستتر ہوتی ہے جیسے تضرب میں انت مستتر ہے اور مضارع کے واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ میں مستتر ہوتی ہے جیسے یضرب میں ھو اور تضرب میں ھی مستتر ہے اور صیغہ صفت یعنی اسم فاعل اسم مفعول صفت مشبہ اسم

تفضیل میں مطلقا مستتر ہوتی ہے خواہ واحد ہو تثنیہ ہو جمع ہو خواہ مذکر ہو مؤنث ہو بشرطیکہ صیغہ صفت اسم ظاہر کی طرف مسند نہ ہو جیسے زید ضارب میں ھو ضمیر مستتر ہے جو ضارب کا فاعل ہے الزیدان ضاربان میں ھما مستتر ہے جو ضاربان کا فاعل ہے الزیدون ضاربون میں ھم مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے الف اور واؤ ان میں محض تثنیہ کی علامت ہیں ضمیر فاعل نہیں کیونکہ ضمیر متغیر نہیں ہوتی اور ضاربان ضاربون میں حالت نصبی و جری میں تغیر ہو جاتا ہے ضاربَیْن ضاربِیْن تثنیہ و جمع بن جاتا ہے معلوم ہوا الف اور واؤ ضمیر فاعل نہ تھی بلکہ ضمیر فاعل ھما اور ھم مستتر ہے ھند ضاربۃ میں ھی ضمیر مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے الھندان ضاربتان میں ھما الھندات ضاربات میں ھن ضمیریں مستتر ہیں اور فاعل ہیں۔

وَلَا یَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُ الْمُنْفَصِلِ اِلَّا عِنْدَ تَعَذُّرِ الْمُتَّصِلِ کَاِیَّاکَ نَعْبُدُ وَمَا ضَرَبَکَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا زَیْدٌ وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا

ترجمہ:۔ اور نہیں ہے جائز منفصل کا استعمال کرنا مگر بوقت مشکل ہونے ضمیر متصل کے جیسے ایاك نعبد الخ۔

تشریح:۔ ضمیر منفصل خواہ مرفوع منفصل ہو یا منصوب منفصل اس کا استعمال کرنا جائز نہیں مگر اس وقت جب ضمیر متصل کا لانا متعذر و مشکل ہو کیونکہ ضمیر متصل اخف اور اخصر ہے۔ جب تک مقصود ہلکے اور مختصر لفظ کے ذریعہ سے حاصل ہو سکے گا اس وقت تک ثقیل اور طویل لفظ کو استعمال نہیں کریں گے لہذا ضربت ایاك نہیں کہیں گے کیونکہ ضمیر متصل کا لانا متعذر نہیں بلکہ ضربتک کہیں گے۔

فائدہ:۔ پھر ضمیر متصل کے متعذر ہونے کی کئی صورتیں ہیں۔ ﴿۱﴾ ضمیر کو عامل سے مقدم کر دیا جائے حصر پیدا کرنے کیلئے تو اس وقت ضمیر متصل کا لانا متعذر ہے لہذا ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے ایاك نعبد (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) عبادت کو اللہ تعالی میں منحصر کرنے کیلئے ایاك کو مقدم کیا یہاں اگر ضمیر متصل لا کر نعبدك کہیں تو حصر فوت ہو جائے گا۔ ﴿۲﴾ ضمیر اور عامل کے درمیان فاصلہ واقع ہو تو بھی ضمیر متصل لانا متعذر ہوتا ہے تو ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے ماضربک الا انا (نہیں مارا تجھے مگر میں نے) اس مثال میں انا اور اس کے عامل ضرب کے درمیان الا کا فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ ضروری ہے ورنہ معنی ہو گا نہیں مارا تجھ کو میں نے حالانکہ مقصود یہ ہے کہ صرف میں نے ہی مارا ہے۔ ﴿۳﴾ جب ضمیر کا عامل معنوی ہو یعنی ضمیر مبتدأ اور خبر واقع ہو ضمیر متصل لانا متعذر و مشکل ہے لہذا ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے انا زید (میں زید ہوں) انا مبتدأ ہے اس کا عامل معنوی ہے ضمیر عامل معنوی کے ساتھ متصل نہیں ہو سکتی لہذا منفصل لانا ضروری ہے۔ ﴿۴﴾ جب ضمیر کا عامل حرف ہو اور ضمیر مرفوع ہو تو بھی ضمیر متصل کا لانا متعذر ہو گا ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے ماانت الا قائما (نہیں ہے تو مگر کھڑا ہونے والا) ضمیر مرفوع متصل حرف کے ساتھ متصل نہیں ہوتی لغت عرب میں، بخلاف منصوب متصل اور مجرور متصل کے یہ دونوں حرف کے ساتھ متصل ہوتی ہیں جیسے انک قائم میں ان حرف ہے ك ضمیر منصوب متصل اس کا اسم ہے۔ اور لی لک میں لام حرف جر ہے اور ك ضمیر مجرور متصل ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ ضَمِیْرًا یَقَعُ قَبْلَ جُمْلَةٍ تُفَسِّرُہٗ وَیُسَمّٰی ضَمِیْرُ الشَّانِ فِی الْمُذَکَّرِ وَضَمِیْرُ الْقِصَّةِ فِی الْمُؤَنَّثِ نَحْوُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاِنَّهَا زَیْنَبُ قَائِمَةٌ

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ بیشک اُن کیلئے ایک ضمیر ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے وہ جملہ اس کی تفسیر کرتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے اسکا ضمیر شان مذکر میں اور ضمیر قصہ مؤنث میں جیسے قل هو الله احد اور انها زينب قائمة (تشریح گزر چکی ہے)

وَيَدْخُلُ بَيْنَ الْمُبْتَدَأ وَالْخَبَرِ صِيغَةُ مَرْفُوعٍ مُنْفَصِلٍ مُطَابِقٌ لِلْمُبْتَدَأ إِذَا كَانَ الْخَبَرُ مَعْرِفَةً أَوْ اَفْعَلَ مِنْ كَذَا وَيُسَمّٰى فَصْلاً لِأَنَّه يَفْصِلُ بَيْنَ الْخَبَرِ وَالصِّفَةِ نَحْوُ زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ وَكَانَ زَيْدٌ هُوَ اَفْضَلَ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ:۔اور داخل ہوتا ہے درمیان مبتدأ وخبر کے صیغہ مرفوع منفصل جو مطابق ہوتا ہے مبتدأ کے جب ہو خبر معرفہ یا اسم تفضیل مستعمل بمن اور نام رکھا جاتا ہے اس کا فصل کیونکہ یہ جدائی کرتا ہے خبر اور صفت کے درمیان جیسے زید هو القائم (زید وہ کھڑا ہونے والا ہے) اور كان زيد هو افضل من عمرو (زید وہ افضل ہے عمرو سے) اور اللہ تعالی نے فرمایا كنت انت الرقيب عليهم (تھے آپ نگہبان ان پر)

تشریح:۔مبتدأ اور خبر کے درمیان صیغہ مرفوع منفصل واقع ہو جاتا ہے جو افراد، تثنیہ، جمع، وتذکیر، تانیث، تکلم، خطاب اور غیبوبت میں مبتدأ کے مطابق ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ خبر معرفہ ہو جیسے زید هو القائم یا خبر افعل من كذا ہو یعنی اسم تفضیل مستعمل بمن ہو جیسے زید هو افضل من عمرو اور اس کو فصل کہا جاتا ہے فصل کا معنی فرق یہ بھی خبر اور صفت کے درمیان فرق کرتا ہے جیسے مثلا زید هو القائم میں اگر ھو مرفوع منفصل نہ آتا تو پتہ نہ چلتا کہ القائم زید کی خبر ہے یا اس کی صفت ہے اور موصوف صفت سے ملکر مبتدأ ہے خبر محذوف ہے، لیکن جب صیغہ مرفوع منفصل آ گیا تو اس نے فرق کر دیا کہ القائم خبر ہے صفت نہیں کیونکہ موصوف صفت کے درمیان فصل جائز نہیں

فائدہ:۔مصنفؒ نے صیغہ مرفوع منفصل کہا ضمیر مرفوع منفصل نہیں کہا کیونکہ اس کے بارہ میں نحویوں کا اختلاف ہے بعض اس کو حرف اور بعض اس کو اسم کہتے ہیں تو مصنفؒ نے توقف کیا کسی مذہب کو ترجیح نہیں دی یہ صیغہ مبتدأ کے مطابق ہوگا کیونکہ اس کا مرجع وہی ہے جیسے زید هو القائم الزيدان هما القائمان الزيدون هم القائمون هند هي القائمة وغیرہ اس صیغہ منفصل لانے کی شرط یہ ہے کہ خبر معرفہ ہو اگر خبر نکرہ ہے تو پھر خبر اور صفت کے درمیان التباس کا خطرہ نہیں لہذا صیغہ منفصل لانے کی ضرورت نہیں جیسے زید قائم اس میں قائم یقیناً خبر ہے صفت نہیں بن سکتا کیونکہ زید معرفہ اور قائم نکرہ ہے۔یا خبر اسم تفضیل مستعمل بمن ہو کیونکہ یہ بھی معرفہ کے حکم میں ہے اگر صیغہ منفصل نہ لائیں تو التباس ہوگا صفت کے ساتھ جیسے زید افضل من عمرو میں پتہ نہیں چلے گا کہ لفظ افضل زید کی خبر ہے یا صفت ہے اور خبر محذوف ہے پھر مصنفؒ نے متعدد مثالیں پیش کی ہیں ان میں اس طرف اشارہ کیا کہ صیغہ منفصل کا آنا دو طرح پر ہے ایک عوامل لفظیہ کے داخل ہونے سے پہلے جیسے زید هو القائم دوسرے عوامل کے داخل ہونے کے بعد اس کی دو مثالیں پیش کی ہیں ایک اسم تفضیل کی اور ایک معرفہ کی جیسے كان زيد هو افضل من عمر

و، کان فعل از افعال ناقصہ عوامل لفظیہ میں سے ہے اس کے داخل ہونے کے بعد صیغہ منفصل آیا اور خبر اسم تفضیل ہے کنت انت الرقیب، کنت میں کان عوامل لفظیہ میں سے ہے ت ضمیر اسم ہے انت منفصل ہے الرقیب معرفہ کان کی خبر ہے۔

فَصل اَسمَاءُ الْاِشَارَةِ مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُشَارٍ اِلَيْهِ وَهِيَ خَمْسَةُ اَلْفَاظٍ لِسِتَّةِ مَعَانٍ وَذٰلِكَ ذَا لِلْمُذَكَّرِ وَذَانِ وَذَيْنِ لِمُثَنَّاهُ وَتَا وَتِي وَذِيْ وَتِهْ وَذِهْ وَتِهِيْ وَذِهِيْ لِلْمُؤَنَّثِ وَتَانِ وَتَيْنِ لِمُثَنَّاه وَاُولَاءِ بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ لِجَمْعِهِمَا

ترجمہ: اسمائے اشارہ وہ اسماء ہیں جن میں سے ہر ایک کو وضع کیا گیا ہے تا کہ دلالت کرے مشار الیہ پر اور وہ پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کیلئے اور یہ ذا ہے مذکر کیلئے اور ذان وذین تثنیہ مذکر کیلئے اور تا اور تی اور ذی اور تہ اور ذہ اور تہی اور ذھی مؤنث کیلئے اور تان و تین تثنیہ مؤنث کیلئے اور او لاء مد اور قصر کے ساتھ جمع مذکر ومؤنث کیلئے

تشریح:۔ اسم اشارہ وہ اسم ہے جس کو وضع کیا گیا ہے تا کہ مشار الیہ پر دلالت کرے تعریف میں ما درجہ جنس میں ہے سب اسماء کو شامل ہے لیدل علی مشار الیہ فصل ہے اس سے اسماء اشارہ کے علاوہ سب اسماء خارج ہوگئے۔

فائدہ:۔ اسماء اشارہ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف کے مشابہ ہیں احتیاج میں جس طرح حروف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں غیر یعنی متعلق کے محتاج ہیں اسی طرح یہ بھی اپنے معنی پر دلالت کرنے میں اشارہ حسیہ کے محتاج ہیں اور اسماء اشارہ کے پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کیلئے کیونکہ مشار الیہ مذکر ہوگا یا مؤنث پھر ہر ایک مفرد ہوگا یا تثنیہ یا جمع تو مجموعہ چھ صورتیں بنتی ہیں ہر ایک کیلئے ایک اسم اشارہ ہونا چاہئے تھا مگر جمع مذکر مؤنث کیلئے ایک ہی اسم اشارہ وضع کیا گیا ہے تفصیل یہ ہے کہ ذا واحد مذکر کیلئے اور ذان حالت رفعی میں ذین حالت نصبی وجری میں تثنیہ مذکر کیلئے اور تا، تی الخ واحدہ مؤنثہ کیلئے اور تان حالت رفعی میں اور تین حالت نصبی وجری میں تثنیہ مؤنث کیلئے اور او لاء مد کے ساتھ اور اولی قصر کیساتھ دونوں حالت رفع نصب وجر میں جمع مذکر جمع مؤنث کیلئے آتے ہیں خواہ جمع مذکر ومؤنث ذوالعقول میں سے ہوں یا غیر ذوالعقول میں سے۔

وَقَدْ يُلْحَقُ بِاَوَائِلِهَا هَاءُ التَّنْبِيْهِ نَحْوُ هٰذَا وَهٰذَانِ وَهٰؤُلَاءِ وَيَتَّصِلُ بِاَوَاخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ وَهُوَ اَيْضًا خَمْسَةُ اَلْفَاظٍ لِسِتَّةِ مَعَانٍ نَحْوُ كَ كُمَا كُمْ كِ كُنَّ فَذٰلِكَ خَمْسَةٌ وَعِشْرُوْنَ الْحَاصِلُ مِنْ ضَرْبِ خَمْسَةٍ فِيْ خَمْسَةٍ وَهِيَ ذَاكَ اِلٰى ذَاكُنَّ وَذَانِكَ اِلٰى ذَانِكُنَّ وَكَذٰلِكَ الْبَوَاقِيْ

ترجمہ: اور کبھی کبھی لاحق کی جاتی ہے انکے شروع میں ھا تنبیہ جیسے ھذا الخ اور کبھی متصل ہو جاتا ہے ان کے آخر میں حرف خطاب اور وہ بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کیلئے جیسے لک کما الخ پس یہ پچیس ہیں جو حاصل ہونے والے ہیں پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے اور وہ ذاک سے لے کر ذاکن تک اور ذانک سے لے کر ذانکن تک اور اسی طرح ہیں باقی۔

تشریح:۔ مصنفؒ کی عبارت میں یلحق سے مراد یدخل ہے مجازاً کیونکہ لحوق کا معنی ہے آخر میں آنا اور دخول کا معنی ہے شروع میں آنا۔ ھا حرف تنبیہ شروع میں آتا ہے لہذا لحوق سے مراد دخول ہے مجازاً کبھی اسم اشارہ کے شروع میں ھا حرف تنبیہ آتی ہے جس

سے مخاطب کو مشارالیہ پر تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے تا کہ مخاطب اس سے غافل نہ ہو جیسے ھذا ھذان ھؤلاء اور کبھی ان کے آخر میں حرف خطاب لاحق ہو جاتا ہے تا کہ مخاطب کے مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث ہونے پر دلالت کرے اور یہ حرف خطاب کاف ہے اور یہ حروف خطاب بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کیلئے قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ چھ معانی کیلئے چھ الفاظ ہوتے مگر کما جو تثنیہ مخاطب کیلئے ہے یہ مذکر مؤنث میں مشترک ہے كَ مفرد مذکر کیلئے کما تثنیہ مذکر و مؤنث کیلئے کم جمع مذکر کیلئے كِ (بالکسر) مفرد مؤنث کیلئے کن جمع مؤنث کیلئے پس یہ تمام اسماء اشارہ حروف خطاب سمیت پچیس (۲۵) ہوئے۔ پانچ اسمائے اشارہ اور پانچ حروف خطاب تو پانچ کو پانچ سے ضرب دینے سے حاصل ضرب پچیس ہوا اور وہ اسمائے اشارہ حروف خطاب سمیت یہ ہیں ذاك سے لے کر ذاکن تک ذانک سے لے کر ذانکن تک اسی طرح باقی اسمائے اشارہ میں۔ [1]

وَاعْلَمْ اَنَّ ذَا لِلْقَرِيْبِ وَذٰلِكَ لِلْبَعِيْدِ وَذَاكَ لِلْمُتَوَسِّطِ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے کہ بیشک ذا قریب کیلئے اور ذٰلک بعید کیلئے اور ذاک متوسط کیلئے ہے۔

تشریح:۔ ذا مشارالیہ قریب کیلئے لایا جاتا ہے کیونکہ وہ قلیل الحروف ہے اور ذٰلک مشارالیہ بعید کیلئے لایا جاتا ہے کیونکہ وہ کثیر الحروف ہے اور ذاک مشارالیہ متوسط کیلئے لایا جاتا ہے کیونکہ وہ قلت و کثرت حروف کے درمیان ہے۔

فَصْلٌ اَلْمَوْصُوْلُ اِسْمٌ لَايَصْلُحُ اَنْ يَّكُوْنَ جُزْءًا تَامًّا مِنْ جُمْلَةٍ اِلَّا بِصِلَةٍ بَعْدَهٗ وَالصِّلَةُ جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ وَلَا بُدَّ مِنْ عَائِدٍ فِيْهَا يَعُوْدُ اِلَى الْمَوْصُوْلِ مِثَالُهٗ الَّذِىْ فِىْ قَوْلِنَا جَاءَ الَّذِىْ اَبُوْهُ قَائِمٌ اَوْ قَامَ اَبُوْهُ

ترجمہ:۔ موصول وہ اسم ہے جو نہ صلاحیت رکھے جملہ کا جزو تام بننے کی مگر اس صلہ کے ساتھ جو اس کے بعد ہے اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری ہے عائد اس جملہ میں جو لوٹے گا موصول کی طرف مثال اس کی الذی جو ہمارے قول میں ہے جاء الذی ابوہ قائم یا جاء الذی قام ابوہ۔

---

[1] ﴿ان سب صورتوں کا نقشہ ملاحظہ ہو﴾

اقسام حروف خطاب / اقسام مشارالیہ	جبکہ مخاطب واحد مذکر ہو	جبکہ مخاطب تثنیہ مذکر و مؤنث ہو	جبکہ مخاطب جمع مذکر ہو	جبکہ مخاطب واحدہ مؤنثہ ہو	جبکہ مخاطب جمع مؤنث ہو
جبکہ مشارالیہ واحد مذکر ہو	ذَاكَ	ذاکما	ذاکم	ذاكِ	ذاکن
جبکہ مشارالیہ تثنیہ مذکر ہو	ذَانِکَ	ذانکما	ذانکم	ذانکِ	ذانکن
جبکہ مشارالیہ واحدہ مؤنثہ ہو	تَاكَ	تاکما	تاکم	تاك	تاکن
جبکہ مشارالیہ تثنیہ مؤنث ہو	تَانِکَ	تانکما	تانکم	تانکِ	تانکن
جبکہ مشارالیہ جمع مذکر و مؤنث ہو	اُولٰئِکَ	اولٰئکما	اولٰئکم	اولٰئکِ	اولٰئکن

تشریح:۔اسم موصول وہ اسم ہے جو بغیر صلہ کے جملہ کا جزو تام نہ بن سکے جزو تام سے مراد مبتداٗ، خبر، فاعل، مفعول بہ وغیرہ ہیں تعریف میں لفظ ما درجہ جنس میں ہے سب اسماء کو شامل ہے لا یصلح الخ بمنزلہ فصل کے ہے اس سے وہ تمام اسماء خارج ہو گئے جو بغیر صلہ کے جزو تام ہوتے ہیں جیسے زید رجل میں ہر ایک جملہ کا جزو تام ہے بغیر صلہ کے

والصلة جملة الخ فائدہ:۔چونکہ اسم موصول کی تعریف میں صلہ کا لفظ ہے تو مصنفؒ آگے بتلانا چاہتے ہیں کہ صلہ کیا ہوتا ہے۔تو فرمایا صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے جملہ انشائیہ صلہ نہیں بن سکتا کیونکہ صلہ کا ربط ہوتا ہے موصول کے ساتھ اور جملہ انشائیہ ربط کو قبول نہیں کرتا پھر صلہ میں عائد ضروری ہے جو موصول کی طرف لوٹے اکثر ضمیر ہوتی ہے کبھی اسم ظاہر کو بھی ضمیر کی جگہ میں رکھ دیتے ہیں۔عائد اس لیے ضروری ہے کہ صلہ کا موصول سے ربط ضروری ہے مگر صلہ مستقل جملہ ہے لہذا اس میں عائد ضروری ہے تاکہ وہ موصول سے ربط پیدا کرے صلہ اجنبی نہ رہے جیسے جاء الذی ابوہ قائم (آیا وہ شخص جس کا باپ کھڑا ہونیوالا ہے) اس مثال میں الذی اسم موصول ہے ابوہ قائم جملہ اسمیہ خبریہ اس کا صلہ ہے اور صلہ میں ابوہ کی ضمیر عائد ہے جو الذی موصول کی طرف لوٹ رہی ہے موصول صلہ کے ساتھ ملکر جملہ کا جزو تام یعنی فاعل ہے یہ جملہ اسمیہ خبریہ کے صلہ ہونے کی مثال ہے جملہ فعلیہ کے صلہ ہونے کی مثال جیسے جاء الذی قام ابوہ (آیا وہ شخص جس کا باپ کھڑا ہے) اس میں قام ابوہ جملہ فعلیہ خبریہ ہے الذی موصول کا صلہ ہے اور صلہ میں ابوہ کی ضمیر عائد ہے جو الذی اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے موصول صلہ کے ساتھ ملکر جملہ کا جزو تام یعنی فاعل ہے اور عائد کبھی اسم ظاہر بھی ہوتا ہے جو ضمیر کی جگہ میں آتا ہے جیسے جاء الذی ضرب زید اس میں زید اسم ظاہر ہو ضمیر کی جگہ میں ہے کیونکہ الذی سے مراد یہی زید ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ لِلْمُذَكَّرِ وَالَّذَانِ وَالَّذَيْنِ لِمُثَنَّاهُ وَالَّتِیْ لِلْمُؤَنَّثِ وَاللَّتَانِ وَاللَّتَيْنِ لِمُثَنَّاهَا وَالَّذِيْنَ وَالْأُلٰی لِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَاللَّاتِیْ وَاللَّوَاتِیْ وَاللَّاءِ وَاللَّائِیْ لِجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ وَمَا وَمَنْ وَاَیٌّ وَاَيَّةٌ وَذُوْ بِمَعْنَى الَّذِیْ فِیْ لُغَةِ بَنِیْ طَیْ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شعر ۔

فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ ☆ وَبِيْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَيْتُ اَیْ الَّذِیْ حَفَرْتُه وَالَّذِیْ طَوَيْتُه

ترجمہ:۔اور وہ الذی ہے مذکر کیلئے اور الذان اللذین تثنیہ مذکر کیلئے اور التی مؤنث کیلئے اور اللتان اللتین تثنیہ مؤنث کیلئے اور اللذین الالی جمع مذکر کیلئے اور اللاتی اور اللواتی اور اللاء اور اللائی جمع مؤنث کیلئے اور ما من ای اية اور ذو بمعنی الذی لغت بنی طی میں جیسا کہ شاعر کا قول فان الماء الخ

تشریح:۔اللذان حالت رفعی میں تثنیہ مذکر کیلئے اور الذین حالت نصبی وجری میں، اللتان تثنیہ مؤنث کیلئے حالت رفعی میں اور اللتین حالت نصبی وجری میں ہے ما اور من باعتبار لفظ کے مفرد ہیں اور باعتبار معنی کے مفرد تثنیہ جمع، مذکر، مؤنث سب کیلئے آتے ہیں البتہ من ذوی العقول کیلئے اور ما غیر ذوی العقول کیلئے آتا ہے لیکن کبھی مجازاً ایک دوسرے کی جگہ میں بھی استعمال ہوتے ہیں جیسے

والسماء و مابناها (قسم ہے آسمان کی اور اسکی جس نے اسکو بنایا) یہاں لفظ ما من کے معنی میں ہے ای بمعنی الذی مذکر کیلئے ہے جیسے اضرب اَيُّهُم فی الدار (مار توان میں سے اس شخص کو جو دار میں ہے) ایھم میں ای بمعنی الذی ہے اور ایة بمعنی التی مؤنث کیلئے آتا ہے جیسے اضرب ایتهن فی الدار (مار توان عورتوں میں سے اس کو جو دار میں ہے) ایتھن بمعنی التی ہے اور ذو لغت بنی طی میں بمعنی الذی اسم موصول ہے۔ ذو کے دو معنی آتے ہیں ایک بمعنی صاحب جیسے ذو مال یہ معرب ہے اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے دوسرا بمعنی الذی یا التی یہ لغت بنی طی میں اسم موصول ہے اور مبنی ہے یہ واحد تثنیہ جمع مذکر و مؤنث غائب حاضر سب کیلئے آتا ہے جیسے جاء ذو قام بمعنی الذی قام (آیا ہے وہ شخص جو کھڑا ہے) رأیت ذو قام مررت بذو قام جیسے شاعر کے قول میں بھی ذو بمعنی الذی ہے شعر ؎

فَإِنَّ الْمَاءَ مَاءَ اَبِیْ وَجَدِّیْ ☆ وَبِیْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَیْتُ

یہاں ذو حفرت بمعنی الذی حفرته ہے اور ذو طویت بمعنی الذی طویته ہے یہ شعر سنان بن فحل طائی یا عبد المطلب کا ہے۔ ترجمہ شعر: بے شک متنازع فیہ پانی پانی ہے میرے باپ اور دادا کا اور متنازع فیہ میرا کنواں کنواں ہے وہ جس کو میں نے کھودا ہے اور جس کی میں نے من باندھی ہے۔

جس پانی کے بارے میں تنازع ہے اس کے بارہ میں کہتا ہے کہ وہ متنازع فیہ پانی میرے باپ دادا کا ہے یعنی مجھے وراثت میں ملا ہے اور وہ کنواں جس کے بارے میں تنازع ہے وہ کنواں وہ ہے جس کو میں نے کھودا ہے اور میں نے من باندھی ہے۔ محل استشہاد لفظ ذو ہے جو بمعنی الذی ہے لغت بنی طے میں۔ [1]

وَالْاَلِفُ وَاللَّامُ بِمَعْنَى الَّذِیْ صِلَتُه اِسْمُ الْفَاعِلِ وَاِسْمُ الْمَفْعُوْلِ نَحْوُ جَاءَ نِیْ الضَّارِبُ زَیْدًا اَیْ الَّذِیْ یَضْرِبُ زَیْدًا اَوْجَاءَ نِیْ الْمَضْرُوْبُ غُلَامُه

ترجمہ:۔ اور الف لام بمعنی الذی ہے اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے جیسے جاء نی الضارب زیدا بمعنی الذی یضرب زیدا (آیا ہے میرے پاس وہ شخص جو مارنے والا ہے زید کو) یا جاء نی المضروب غلامه (آیا ہے میرے پاس وہ شخص کہ مارا گیا ہے اس کا غلام)

تشریح:۔ الف لام بمعنی الذی اسم موصول ہے یہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے اور وہ اسم فاعل و اسم مفعول اسکا صلہ بنتا ہے

ترکیب شعر:۔ ان حرف از حروف مشبہ بالفعل الماء اسم ماء مضاف ابی معطوف علیہ جدی معطوف سے ملکر مضاف الیہ ماء مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے ملکر ان کی خبر۔ واؤ عاطفہ بیری مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتدا ذو بمعنی الذی اسم موصول حفرت جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول صلہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ذو بمعنی الذی اسم موصول طویت جملہ فعلیہ صلہ، موصول صلہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

اسم فاعل واحد مذکر تو الف لام بمعنی الذی اگر تثنیہ مذکر تو بمعنی الذان اگر جمع مذکر تو بمعنی الذین اگر واحدہ مؤنثہ تو بمعنی التی اگر تثنیہ مؤنث تو بمعنی اللتان اگر جمع مؤنث تو بمعنی اللاتی وغیرہ ہوگا جیسے جاء نی الضارب زیدا الضارب کا الف لام بمعنی الذی اسم موصول ہے ضارب صیغہ صفت ھو ضمیر فاعل زیدا مفعول بہ صیغہ صفت اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ ہے موصول کا۔

فائدہ:۔اسم فاعل فعل مضارع معروف کے معنی میں ہوگا جیسے الضارب زیدا کا معنی الذی یضرب زیدا ہے اسم مفعول فعل مضارع مجہول کے معنی میں ہوگا جیسے جاء نی المضروب غلامه بمعنی الذی یضرب غلامه۔

وَيَجُوْزُ حَذْفُ الْعَائِدِ مِنَ اللَّفْظِ اِنْ كَانَ مَفْعُوْلاً نَحْوُ قَامَ الَّذِىْ ضَرَبْتُ اَىْ اَلَّذِىْ ضَرَبْتُه

ترجمہ:۔اور جائز ہے حذف کرنا عائد کو لفظ سے اگر ہو وہ عائد مفعول جیسے قام الذی ضربت یعنی الذی ضربته (کھڑا ہے وہ شخص جس کو میں نے مارا ہے)

تشریح:۔صلہ میں جو عائد ہوتا ہے اس کو لفظ سے حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ عائد مفعول ہو لیکن معنی کے اعتبار سے ملحوظ رہے گا جیسے قام الذی ضربت اصل میں تھا الذی ضربته ہ ضمیر عائد جو مفعول بہ ہے اس کو حذف کر دیا گیا ہے مگر معنی میں باقی ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اَيًّا وَاَيَّةً مُعْرَبَةٌ اِلَّا اِذَا حُذِفَ صَدْرُ صِلَتِهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا اَىْ هُوَ اَشَدُّ

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ بے شک ای و اية معرب ہیں مگر جب حذف کیا جائے ان کے صلہ کا اول جزو جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے ثم الخ (پھر ہم کھینچیں گے ہر گروہ میں سے اسکو جوان میں سے رحمٰن پر از روئے نافرمانی کے زیادہ سخت ہے)

تشریح:۔موصولات میں سے ای اية سب صورتوں میں معرب ہیں صرف ایک صورت میں مبنی بر ضم ہوتے ہیں کہ انکا صدر صلہ محذوف ہو اور ای اية مضاف ہوں۔

فائدہ:۔ای اية کی چار حالتیں ہیں وجہ حصر یہ ہے کہ ای ایة دو حال سے خالی نہیں مضاف ہونگے یا نہیں اگر مضاف نہ ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں صدر صلہ یعنی صلہ کا اول جزو مذکور ہوگا یا محذوف اسی طرح اگر مضاف ہونگے تو بھی دو حال سے خالی نہیں صدر صلہ مذکور ہوگا یا محذوف تو یہ کل چار صورتیں ہیں ان میں سے اول تین صورتوں میں ای اية معرب اور چوتھی صورت میں مبنی بر ضم ہونگے اور آخری صورت میں مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب صلہ کا اول جزو حذف ہو گیا تو اس وقت حرف کے ساتھ احتیاج الی الغیر میں مشابہت اور زیادہ قوی ہوگئی کیونکہ اس وقت ای اية اسم موصول صلہ کی طرف بھی محتاج ہیں اور صلہ کے علاوہ حذف کے قرینہ کی طرف بھی محتاج ہیں کیونکہ حذف بغیر قرینہ کے نہیں ہو سکتا لھذا حرف کے ساتھ مشابہت قوی ہونے کی وجہ سے یہ مبنی ہونگے مصنفؒ نے جو مثال پیش کی

اس کے مبنی برضم ہونے کی وہ اللہ تعالی کا فرمان ہے ثم لننزعن من کل شیعة ایهم اشد علی الرحمن عتیا اس میں لفظ ای هم ضمیر کی طرف مضاف ہے اور اشد علی الرحمن عتیا اس کا صلہ ہے اور اس صلہ کا صدر جو ضمیر ہے اور ای اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے وہ محذوف ہے اصل میں ایهم هو اشد تھا تو یہ مبنی برضم ہے۔ [1]

فَصْل اَسْمَاءُ الْاَفْعَالِ هُوَ كُلُّ اِسْمٍ بِمَعْنَى الْاَمْرِ وَالْمَاضِیْ نَحْوُرُ وَیْدَ زَیْدًا اَیْ اَمْهِلْهُ وَهَیْهَاتَ زَیْدٌ اَیْ بَعُدَ اَوْ كَانَ عَلٰی وَزْنِ فَعَالِ بِمَعْنَى الْاَمْرِ وَهُوَ مِنَ الثُّلَاثِیِّ قِیَاسٌ كَنَزَالِ بِمَعْنَى اِنْزِلْ وَتَرَاكِ بِمَعْنَى اُتْرُكْ

ترجمہ: اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو بمعنی امر اور بمعنی ماضی ہو جیسے روید زیدا یعنی امهله (مہلت دے تو اس کو) اور هیهات زید یعنی بعد زید (دور ہوا زید) یا فعال بمعنی امر کے وزن پر ہو اور وہ ثلاثی مجرد سے قیاس ہے جیسے نزال بمعنی انزل اور تراك بمعنی اترك۔

تشریح:۔ هو کل اسم میں هو ضمیر فصل ہے یہ لوٹتی ہے اس اسم فعل کی طرف جو اسمائے افعال جمع کے صیغہ سے سمجھا جا رہا ہے لھذا یہ اعتراض درست نہیں کہ اسمائے افعال جمع ہے تو هو ضمیر مفرد اس کی طرف کیسے لوٹ رہی ہے؟

تعریف: اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو باعتبار وضع کے امر حاضر معروف یا فعل ماضی کے معنی میں ہو اسم کہنے سے خود صیغہ ماضی و صیغہ امر خارج ہو گیا اور وضع کی قید اسلئے لگائی تا کہ زید ضارب امس میں جو ضارب اسم فاعل ہے یہ خارج ہو جائے اس مثال میں ضارب اگرچہ بمعنی ماضی ہے مگر یہ باعتبار وضع کے نہیں بلکہ امس کے ملانے کی وجہ سے ہے اس کا معنی ہے زید نے کل گزشتہ مارا۔

فائدہ:۔ اسماء الافعال کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مبنی الاصل فعل ماضی اور امر حاضر معروف کے معنی میں ہیں جیسے روید زیدا

---

[1] ﴿سب صورتوں کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں﴾

معرب / مبنی	مرفوع	منصوب	مجرور
معرب	جَاءَ نِیْ اَیٌّ هُوَ قَائِمٌ	رَأَیْتُ اَیًّا هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِاَیٍّ هُوَ قَائِمٌ
معرب	جَاءَ نِیْ اَیٌّ قَائِمٌ	رَأَیْتُ اَیًّا قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِاَیٍّ قَائِمٌ
معرب	جَاءَ نِیْ اَیُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ	رَأَیْتُ اَیَّهُمْ هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِاَیِّهِمْ هُوَ قَائِمٌ
مبنی	جَاءَ نِیْ اَیُّهُمْ قَائِمٌ	رَأَیْتُ اَیُّهُمْ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِاَیُّهِمْ قَائِمٌ
معرب	جَائَتْنِیْ اَیَّةٌ هِیَ قَائِمَةٌ	رَأَیْتُ اَیَّةً هِیَ قَائِمَةٌ	مَرَرْتُ بِاَیَّةٍ هِیَ قَائِمَةٌ
معرب	جَائَتْنِیْ اَیَّةٌ قَائِمَةٌ	رَأَیْتُ اَیَّةً قَائِمَةٌ	مَرَرْتُ بِاَیَّةٍ قَائِمَةٌ
معرب	جَائَتْنِیْ اَیَّتُهُنَّ هِیَ قَائِمَةٌ	رَأَیْتُ اَیَّتُهُنَّ هِیَ قَائِمَةٌ	مَرَرْتُ بِاَیَّتِهِنَّ هِیَ قَائِمَةٌ
مبنی	جَائَتْنِیْ اَیَّتُهُنَّ قَائِمَةٌ	رَأَیْتُ اَیَّتُهُنَّ قَائِمَةٌ	مَرَرْتُ بِاَیَّتِهِنَّ قَائِمَةٌ

بمعنى امهله (مہلت دے تو زید کو) اور هيهات زيد بمعنى بعد زيد (دور ہوا زید) رويد بمعنی امہل فعل بفاعل زيدا مفعول به هيهات بمعنی بعد فعل زید اس کا فاعل اسمائے افعال میں سے ایک صیغہ فعال کا ہے جو بمعنی امر ہے یہ ثلاثی مجرد سے قیاس ہے یعنی ہر فعل ثلاثی مجرد سے فعال بمعنی امر کو مشتق کرنا صحیح ہے جیسے نَزَال بمعنی اِنزِلْ، تَرَاكِ بمعنی اُترُك، ضَرَاب بمعنی اِضرِب، کَتَاب بمعنی اُكتُب وغیرہ۔

وَيَلْحَقُ بِهٖ فَعَالِ مَصْدَرًا مَعْرِفَةً كَفَجَارِ بِمَعْنَى الْفُجُوْرِ اَوْ صِفَةً لِلْمُؤَنَّثِ نَحْوُ يَا فَسَاقِ بِمَعْنَى فَاسِقَةِ وَيَا لَكَاعِ بِمَعْنٰى لاَكِعَةِ اَوْ عَلَمًا لِلْاَعْيَانِ الْمُؤَنَّثَةِ كَقَطَامِ وَغَلَابِ وَحَضَارِ وَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ لَيْسَتْ مِنْ اَسْمَاءِ الْاَفْعَالِ وَاِنَّمَا ذُكِرَتْ هٰهُنَا لِلْمُنَاسَبَةِ

ترجمہ:۔اور لاحق کیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ فعال درانحالیکہ وہ مصدر معرفہ ہو جیسے فجار بمعنى الفجور یا مؤنث کی صفت ہو جیسے یا فساق بمعنى فاسقة (اے نافرمان عورت) یا لكاع بمعنى لاكعة (اے کمینی عورت) یا ذوات مؤنثہ کا علم ہو جیسے قطام اور غلاب اور حضار اور یہ تین نہیں ہیں اسمائے افعال سے اور سوا اس کے نہیں کہ ذکر کیا گیا ہے ان کا یہاں مناسبت کی وجہ سے۔

تشریح:۔عبارت میں لفظ مصدر معرفه ترکیب میں اس فعال سے حال ہے جو يلحق کا نائب فاعل ہے اسی طرح علما للاعيان المؤنثه بھی بذریعہ عطف حال ہے اسی سے۔مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ فعال بمعنی امر کے ساتھ لاحق کیا جاتا ہے اس فعال کو جو مصدر معرفہ کے معنی میں ہو جیسے فعال بمعنی امر یقیناً مبنی ہے اسی طرح فعال بمعنی مصدر معرفہ بھی مبنی ہوگا جیسے فجار بروزن فعال ہے یہ الفجور مصدر معرفہ کے معنی میں ہے (بمعنی جھوٹ بولنا نافرمانی کرنا) اسی طرح وہ فعال جو کسی مؤنث کی صفت ہو وہ بھی فعال بمعنی امر کے ساتھ لاحق ہو کر مبنی ہوگا جیسے یا فساق میں فساق بروزن فعال ہے اور فاسقة کے معنی میں ہو کر مؤنث کی صفت ہے (بمعنی نافرمان عورت) اسی طرح یا لکاع میں لکاع بروزن فعال ہے اور لاكعة کے معنی میں ہو کر مؤنث کی صفت ہے (بمعنی کمینی عورت) اور اسی طرح وہ فعال جو کسی معین مؤنث کا علم ہو وہ بھی فعال بمعنی امر کے ساتھ لاحق ہو کر مبنی ہوگا جیسے قطام ایک عورت کا نام ہے غلاب یہ بھی ایک عورت کا نام ہے حضار یہ ایک ستارہ کا نام ہے یہ سب مبنی ہونگے اور یہ تینوں یعنی فعال مصدری فعال صفتی اور فعال علمی اسمائے افعال میں سے نہیں ہیں۔

سوال:۔مصنف نے یہاں اسمائے افعال کے فصل میں ان کا ذکر کیوں کیا؟

جواب:۔اس لئے ذکر کیا کہ ان تینوں کو فعال بمعنی امر کے ساتھ مناسبت ہے وزن اور عدل میں وزن میں مناسبت تو واضح ہے ایک جیسے ہیں عدل میں مناسبت یہ ہے کہ فعال بمعنی امر مبالغہ کیلئے امر سے معدول ہے مثلاً نزال انزل سے معدول تراك اترك سے معدول وغیرہ اسی طرح یہ تینوں بھی معدول ہیں چنانچہ فجار الفجور سے معدول ہے فساق فاسقة سے معدول ہے

قطام قاطمة سے معدول ہے غلاب غالبة سے معدول ہے۔ وغیر ذلک

فَصْل اَلْاَصْوَاتُ كُلُّ لَفْظٍ حُكِيَ بِهٖ صَوْتٌ كَغَاقٍ لِصَوْتِ الْغُرَابِ اَوْ صُوِّتَ بِهِ الْبَهَائِمُ كَنَخْ لِاِنَاخَةِ الْبَعِيْرِ

ترجمہ:۔ اسم صوت ہر وہ لفظ ہے جس سے کسی آواز کو نقل کیا جائے جیسے غاق کوے کی آواز کیلئے یا اس کے ذریعہ سے جانوروں کو آواز دی جائے جیسے اونٹ بٹھانے کیلئے نخ ۔

تشریح:۔ اصوات صوت کی جمع ہے بمعنی آواز یا آواز دینا ان کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عامل سے مرکب ہوکر واقع نہیں تو یہ مبنی کی پہلی قسم میں داخل ہیں۔

فَصْل اَلْمُرَكَّبَاتُ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَتْ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ فَاِنْ تَضَمَّنَ الثَّانِيْ حَرْفًا يَجِبُ بِنَاؤُهُمَا عَلَى الْفَتْحِ كَاَحَدَ عَشَرَ اِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ اِلَّا اِثْنَيْ عَشَرَ فَاِنَّهَا مُعْرَبَةٌ كَالْمُثَنّٰى وَاِنْ لَّمْ يَتَضَمَّنْ ذٰلِكَ فَفِيْهَا لُغَاتٌ اَفْصَحُهَا بِنَاءُ الْاَوَّلِ عَلَى الْفَتْحِ وَاِعْرَابُ الثَّانِيْ غَيْرَ مُنْصَرِفٍ كَبَعْلَبَكَّ نَحْوُ جَاءَ نِيْ بَعْلَبَكُّ وَرَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ

ترجمہ:۔ اسم مرکب ہر وہ اسم ہے جو مرکب ہو ایسے دوکلموں سے کہ ان کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو پس اگر دوسرا کلمہ متضمن ہے حرف کو تو واجب ہے ان دونوں کا مبنی برفتحہ ہونا جیسے احد عشر سے لے کر تسعة عشر تک مگر اثنا عشر پس تحقیق وہ معرب ہے مثل تثنیہ کے اور اگر متضمن نہ ہو اس کو پس اس میں کئی لغتیں ہیں ان میں سے زیادہ فصیح لغت اول کا مبنی برفتحہ ہونا اور ثانی کا معرب غیر منصرف ہونا ہے جیسے بعلبک جیسے جاء نی بعلبک الخ

تشریح:الـمرکبات جمع کے صیغہ پر الف لام جنسی داخل ہے اسکی وجہ سے جمعیت والا معنی باطل ہو گیا المرکبات المرکب مفرد کے معنی میں ہے آگے کل اسم سے المرکب کی تعریف ہے مرکب وہ اسم ہے جو ایسے دوکلموں سے مرکب ہو جن کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو نہ اسنادی، نہ اضافی، نہ توصیفی مصنفؒ نے کلمتین کہا اسمین نہیں کہا تاکہ بخت نصر اور سیبویہ جیسی مثالیں بھی مرکب کی تعریف میں داخل ہو جائیں اگر اسمین کہتا تو یہ خارج ہو جاتیں کیونکہ بخت نصر میں دوسرا جزو اسم نہیں ہے بلکہ فعل ہے اور سیبویہ میں بھی دوسرا جزو اسم نہیں بلکہ صوت اور آواز ہے۔

فوائد قیود:۔ کل اسم الخ درجہ جنس میں ہے سب اسماء کو شامل ہے لیست بینهما نسبة فصل ہے اس سے تابط شرا اور عبد الله اور رجل عالم جیسی مثالیں خارج ہو گئیں کیونکہ ان میں نسبت پائی جاتی ہے تابط مسند فعل ہے ھو ضمیر فاعل شرا مفعول بہ تو اس میں نسبت اسنادی ہے اور عبد الله میں اضافی رجل عالم میں توصیفی ہے تابط شرا مبنی ہے مگر مبنی ہونے کی وجہ اور ہے جو بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

فان تضمن الخ:۔یہاں سے مرکب کی تفصیل اور ہر ایک کا حال بتلاتے ہیں کہ اگر مرکب کا دوسرا جزو کسی حرف کو متضمن ہو یعنی کسی حرف کے بعد لایا گیا ہو تو مرکب کی دونوں جزئیں مبنی برفتحہ ہونگی اول جز و اسلئے کہ مرکب ہونے کی وجہ سے وسط کلام میں آ گیا اور وسط محل اعراب نہیں اعراب کا محل آخر کلمہ ہے اور دوسرا جزو اس لئے مبنی ہے کیونکہ وہ حرف کو متضمن ہے جیسے احد عشر سے لے کر تسعة عشر تک کہ ہر دو جزو مبنی برفتحہ ہیں سوا اثنا عشر کے کہ اس کا صرف اول جزو معرب ہے کیونکہ یہ تثنیہ مضاف کے مشابہ ہے حذف نون میں جیسے مسلما مصر میں تثنیہ کا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا اثنا عشر میں بھی نون گر گیا تثنیہ مضاف معرب ہے لھذا یہ بھی مشابہت کی وجہ سے معرب ہوگا احد عشر و اثنا عشر اصل میں احد و عشر اثنان و عشر ہے ایک اور دس دو اور دس درمیان سے واؤ حرف عطف کو حذف کر دیا پھر دونوں کلموں کو ایک کر دیا گیا تو دوسرا کلمہ حرف عطف کو متضمن ہے۔

وان لم یتضمن الخ:۔اور اگر دوسرا جزو کسی حرف کو متضمن نہ ہو تو مرکب کلمہ میں چند لغتیں ہیں جن میں افصح لغت یہ ہے کہ اول جزو مبنی برفتحہ اور دوسرا جزو معرب غیر منصرف ہو جیسے بعلبک ایک شہر کا نام ہے بعل ایک بت کا نام تھا اور بک اس بادشاہ کا نام تھا جو شہر کا بانی تھا جب شہر بن گیا تو اس شہر کا نام بت اور اپنے نام کے ساتھ ملا کر رکھ دیا جاء نی بعلبک رأیت بعلبک مررت ببعلبک اس کا اول جزو مبنی اس لئے ہے کہ یہ وسط میں آ گیا ہے اور اعراب وسط میں نہیں آتا اور دوسرا جزو مبنی اسلئے نہیں کہ اس میں مبنی ہونے کا کوئی سبب موجود نہیں معرب غیر منصرف اسلئے ہے کہ اس میں غیر منصرف کے دو سبب ترکیب اور علمیت پائے جاتے ہیں۔

فیھا لغات:۔اس میں تقریبا چار لغتیں ہیں (تفصیل حاشیہ پر دیکھیں)

فائدہ:۔لفظ غیر منصرف مبتدأ محذوف کی خبر ہے یعنی ھو غیر منصرف۔

فَصلٌ اَلْکِنَایَاتُ هِیَ اَسْمَاءٌ تَدُلُّ عَلٰی عَدَدٍ مُبْهَمٍ وَهِیَ کَمْ وَکَذَا اَوْ حَدِیْثٍ مُبْهَمٍ وَهُوَ کَیْتَ وَذَیْتَ

ترجمہ:۔کنایات اور وہ ایسے اسماء ہیں جو عدد مبہم پر دلالت کریں اور وہ کم و کذا ہیں یا بات مبہم پر اور وہ کیت و ذیت ہیں۔

تشریح:۔کنایات جمع ہے کنایه کی یہاں کنایہ سے مراد وہ لفظ ہے جس سے کنایہ و اشارہ کیا جائے پھر سب کنایات مراد نہیں بلکہ بعض مراد ہیں کیونکہ بعض کنایات معرب ہیں جیسے فلانة فلان اور اصطلاح میں کنایہ وہ اسم ہے جو عدد مبہم یا بات مبہم پر دلالت

﴿۱﴾ اول لغت: ہر دو جزو کا اعراب مضاف اور مضاف الیہ کی طرح ہو لیکن دوسرا جزو غیر منصرف ہو لھذا اول جزو کا رفع ضمہ کے ساتھ نصب فتحہ کے ساتھ جر کسرہ کیساتھ یعنی بحسب العوامل ہوگا اور ثانی جزو پر ہمیشہ فتح رہیگا کیونکہ مضاف الیہ مجرور ہے اور غیر منصرف میں جر فتحہ کیساتھ ہوتی ہے ھذا بعلبک رأیت بعلبک مررت بعلبک ﴿۲﴾ دوسری لغت: اول جزو کا اعراب بحسب العوامل ہو اور ثانی جزو معرب منصرف یعنی مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مجرور ہو ھذا بعلبک الخ ﴿۳﴾ تیسری لغت: ہر دو جزو مبنی برفتحہ ہونگے احد عشر کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے۔ ﴿۴﴾ چوتھی لغت:۔وہی ہے جو کتاب میں مذکور ہے۔

کرے اوروہ کم و کذا کیت و ذیت ہیں جیسے کم مال انفقت (میں نے کتنا مال خرچ کیا یعنی بہت مال خرچ کیا) عندی کذا درهما (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

وَاعْلَمْ اَنَّ كَمْ عَلٰى قِسْمَيْنِ اِسْتِفْهَامِيَّةٌ وَمَا بَعْدَهَا مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ عَلَى التَّمْيِيْزِ نَحْوُ كَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ وَخَبَرِيَّةٌ وَمَا بَعْدَهَا مَجْرُوْرٌ مُفْرَدٌ نَحْوُ كَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ اَوْ مَجْمُوْعٌ نَحْوُ كَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ وَمَعْنَاهُ التَّكْثِيْرُ وَتَدْخُلُ مِنْ فِيْهِمَا تَقُوْلُ كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيْتَهٗ وَكَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ

ترجمہ: اور جان لیجئے کہ بے شک کم دو قسم پر ہے استفہامیہ اور اس کا مابعد منصوب مفرد ہوتا ہے بنا بر تمیز کے جیسے کم رجلا عندك اور خبریہ اور اس کا مابعد مجرور مفرد ہوتا ہے جیسے کم مال انفقتُه یا مجموع جیسے کم رجال لقیتهم اور معنی اس کا تکثیر ہے اور داخل ہوتا ہے من ان دونوں میں کہے گا تو کم من رجل لقیتَه (کتنے آدمیوں سے تونے ملاقات کی) وکم من مال انفقته (کتنا مال میں نے خرچ کیا یعنی بہت سا)

تشریح:۔کم کی دو قسمیں ہیں استفہامیہ اور خبریہ کم استفہامیہ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمزۂ استفہام کے معنی کو متضمن ہے اور کم خبریہ مبنی ہونے میں اسی پر محمول ہے اور کذا کاف تشبیہ اور ذا اسم اشارہ سے مرکب ہے اور وہ دونوں مبنی ہیں لھذا ان سے مرکب ہونے والا اسم بھی مبنی ہوگا کیت و ذیت بات مبہم سے کنایہ ہیں ان دونوں کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ کی جگہ میں واقع ہوتے ہیں اور جملہ صاحب مفصل کے نزدیک مبنی ہے۔کم استفہامیہ کا مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے بنا بر تمیز کے جیسے کم رجلا عندك (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) کم مبہم میّز رجلا تمیز میّز تمیز سے ملکر مبتدا عندک خبر۔کم خبریہ کا مابعد مجرور مفرد ہوتا ہے اور کبھی مجرور مجموع ہوتا ہے یعنی اسکی تمیز مفرد مجرور یا جمع مجرور ہوتی ہے جیسے کم مال انفقته (بہت سا مال میں نے خرچ کیا) اس میں مال مفرد مجرور کم کی تمیز ہے اور جیسے کم رجال لقیتُهم (میں نے بہت سے آدمیوں سے ملاقات کی) اس میں رجال جمع مجرور کم کی تمیز ہے۔کم خبریہ کا معنی تکثیر والا ہوتا ہے جیسے مثالوں سے واضح ہے اور کم استفہامیہ وخبریہ دونوں کی تمیز پر کبھی من جارہ بیانیہ داخل ہو جاتا ہے اس وقت دونوں کی تمیز مجرور ہوگی اس وقت معنی سے معلوم ہوگا کہ کم خبریہ ہے یا استفہامیہ جیسے کم من رجل لقیتَه (کتنے آدمیوں سے تو نے ملاقات کی) یہاں کم استفہامیہ کی تمیز پر من داخل ہے کم من مال انفقتُه (بہت سا مال میں نے خرچ کیا) یہاں کم خبریہ ہے۔[1]

---

[1] فائدہ:۔لیکن جب کم اور اس کی تمیز کے درمیان فعل متعدی ہو تو اسوقت دونوں کی تمیز پر من کا داخل کرنا واجب ہے تاکہ تمیز کا فعل متعدی کے مفعول سے التباس نہ ہو جائے جیسے کم اهلکنا من قرية (بہت سے شہروں کو ہم نے ہلاک کر دیا) اهلکنا فعل متعدی ہے کم اور اس کی تمیز قریة کے درمیان آ گیا اسلئے تمیز پر من داخل ہوا اور نہ التباس ہوگا کہ قریة تمیز ہے یا اهلکنا کا مفعول بہ ہے۔

وَقَدْ یُحْذَفُ التَّمْیِیْزُ لِقِیَامِ قَرِیْنَۃٍ نَحْوُ کَمْ مَالُکَ اَیْ کَمْ دِیْنَارًا مَالُکَ وَکَمْ ضَرَبْتُ اَیْ کَمْ ضَرْبَۃٍ ضَرَبْتُ

ترجمہ وتشریح: اور کبھی کبھی حذف کی جاتی ہے تمیز بوقت قائم ہونے قرینہ کے جیسے کم مالک یعنی کم دینارا مالک (تیرا مال کتنا دینار ہے) یہ کم استفہامیہ کی تمیز کے حذف کی مثال ہے اور حذف کا قرینہ یہ ہے کہ کم معرفہ پر داخل نہیں ہوتا لھذا معلوم ہوا کہ دینار أو غیرہ تمیز محذوف ہے۔ کم ضربتُ یعنی کم ضربۃ ضربتُ (بہت مارا میں نے مارنا) یہ کم خبریہ کی تمیز کے حذف کی مثال ہے اور قرینہ حذف یہ ہے کہ کم فعل پر داخل نہیں ہوتا لھذا یہاں تمیز محذوف ہے اور وہ ضربۃ ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ کَمْ فِی الْوَجْهَیْنِ یَقَعُ مَنْصُوْبًا اِذَا کَانَ بَعْدَہٗ فِعْلٌ غَیْرُ مُشْتَغِلٍ عَنْهُ بِضَمِیْرِہٖ نَحْوُ کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ وَکَمْ غُلَامٍ مَلَکْتُ مَفْعُوْلاً بِهٖ وَنَحْوُ کَمْ ضَرْبَۃً ضَرَبْتُ وَکَمْ ضَرْبَۃٍ ضَرَبْتَ مَصْدَرًا وَکَمْ یَوْماً سِرْتَ وَکَمْ یَوْمٍ صُمْتُ مَفْعُوْلاً فِیْهِ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے کہ بے شک کم دونوں صورتوں میں واقع ہوتا ہے منصوب جس وقت ہو اس کے بعد فعل جو نہ اعراض کرنیوالا ہو اس سے اس کی ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے جیسے کم رجلاً ضربت و کم غلامِ ملکت درانحالیکہ مفعول بہ ہے اور جیسے کم ضربۃً ضربت وکم ضربۃٍ ضربت درانحالیکہ مفعول مطلق ہے اور کم یوما سرت وکم یوم صمت درانحالیکہ مفعول فیہ ہے۔

تشریح:۔ کم استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں محلا منصوب بھی ہوتے ہیں اور مجرور ومرفوع بھی چنانچہ یہاں سے مصنفؒ ہر ایک کا موقع بتلاتے ہیں کہ کم دونوں صورتوں میں خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ منصوب ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو جو اس کی ضمیر یا متعلق میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سے اعراض نہ کررہا ہو یعنی کم کی ضمیر میں یا متعلق میں مشغول نہ ہو تو اس وقت کم اپنی تمیز کے ساتھ ملکر فعل یا شبہ فعل مذکور کے عمل کے موافق محلا منصوب ہوگا اور پھر فعل وغیرہ کا عمل تمیز کے اعتبار سے ہوگا یعنی اگر تمیز میں مفعول بہ ہونے کی صلاحیت ہے تو کم اپنی تمیز سے ملکر فعل مذکور کا مفعول بہ مقدم ہوگا اور اگر مفعول مطلق ہونے کی صلاحیت ہے تو کم اپنی تمیز سے ملکر بعد والے فعل مذکور کا مفعول مطلق مقدم ہوگا اور اگر مفعول فیہ بننے کی صلاحیت ہے تو مفعول فیہ ہوگا جیسے کم رجلا ضربت (کتنے آدمیوں کو تونے مارا) یہ کم استفہامیہ کے مفعول بہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں، کم مبہم ممیّز اور رجلا اس کی تمیز ممیّز تمیز سے ملکر مفعول بہ مقدم اور ضربت فعل بفاعل کم غلام ملکتُ (بہت سے غلاموں کا میں مالک ہوں) یہ کم خبریہ کے مفعول بہ ہونے کی مثال ہے کم

فائدہ:۔ عبارت میں جو مفعولا بہ اور مصدرا اور مفعولا فیہ کے الفاظ ہیں یہ ترکیب میں یا تو یکون فعل محذوف کی خبر ہیں یا مفعولا بہ کا لفظ حال ہے کم رجلا ضربت وکم غلام ملکت میں سے ہر ایک سے اسی طرح مصدرا کا لفظ حال ہے کم ضربۃ ضربت سے اسی طرح مفعولا فیہ کا لفظ حال ہے کم یوما سرت وغیرہ سے۔

مبہم ممیز مضاف غلام تمییز مضاف الیہ مبہم ممیز مضاف اپنی تمییز مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم ملکت فعل بفاعل۔

کم کے مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال: جیسے کم ضربۃ ضربت (کتنی مارنیاں تو نے ماری ہیں) یہ کم استفہامیہ کے مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اسمیں کم مبہم ممیز اور ضربۃ تمییز ممیز تمییز سے مل کر ضربت فعل کا مفعول مطلق مقدم اور کم خبریہ کی مثال جیسے کم ضربۃ ضربتُ (بہت سی مارنیاں میں نے ماری ہیں) یہ کم استفہامیہ کے مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اسمیں کم مبہم ممیز مضاف ضربۃ مضاف الیہ تمییز ممیز مضاف اپنی تمییز مضاف الیہ سے ملکر مفعول مطلق مقدم ضربت فعل کا

کم کے مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال:۔جیسے کم یوما سرت (کتنے دن تو نے سیر کی) کم مبہم ممیز یوما تمییز ممیز تمییز سے ملکر مفعول فیہ مقدم سرت فعل بفاعل یہ کم استفہامیہ کی مثال ہے اور کم خبریہ کی مثال جیسے کم یوم صمتُ (بہت دنوں میں میں نے روزہ رکھا) کم مبہم ممیز مضاف یوم تمییز مضاف الیہ ممیز مضاف اپنی تمییز مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مقدم صمت فعل بفاعل۔

وَمَجْرُورًا اِذَاكَانَ قَبْلَه حَرْفُ جَرٍّ اَوْ مُضَافٌ نَحْوُ بِكَمْ رَجُلاً مَرَرْتُ وَعَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ وَغُلَامَ كَمْ رَجُلاً ضَرَبْتُ وَمَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ

ترجمہ:۔اور کم مجرور ہوگا جب اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے بکم رجلا مررت الخ

تشریح:۔مجرورا کا عطف منصوبا پر ہے یعنی کم خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں صورتوں میں کبھی محلا مجرور ہوتا ہے جب اس سے پہلے حرف جر ہو یا اسم مضاف ہو جیسے بکم رجلا مررت (کتنے آدمیوں کے پاس سے تو گزرا) یہ کم استفہامیہ کے مجرور بحرف جر ہونے کی مثال ہے با حرف جر کم مبہم ممیز رجلا تمییز ممیز تمییز سے ملکر محلا مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مقدم بعد والے فعل مررت کا علی کم رجل حکمتُ (بہت سے آدمیوں پر میں نے حکم کیا) یہ کم خبریہ کے مجرور بحرف جر ہونے کی مثال ہے ترکیب حسب سابق ہے غلام کم رجلا ضربت (کتنے آدمیوں کے غلاموں کو تو نے مارا) یہ کم استفہامیہ کے مجرور بالمضاف ہونے کی مثال ہے اسمیں غلام مضاف کم مبہم ممیز رجلا تمییز ممیز تمییز سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر ضربت فعل کا مفعول بہ ہوا۔ مال کم رجل سلبتُ (بہت سے آدمیوں کا مال میں نے چھین لیا) یہ کم خبریہ کے مجرور بمضاف ہونے کی مثال ہے ترکیب واضح ہے۔

وَمَرْفُوْعًا اِذَالَمْ يَكُنْ شَيْئًا مِنَ الْاَمْرَيْنِ مُبْتَدَأً اِنْ لَّمْ يَكُنْ ظَرْفًا نَحْوُ كَمْ رَجُلاً اَخُوْكَ وَكَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُه وَخَبَرًا اِنْ كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ كَمْ يَوْمًا سَفَرُكَ وَكَمْ شَهْرٍ صَوْمِىْ

ترجمہ:۔اور کم مرفوع ہوگا جب نہ ہو ان دونوں امروں میں سے کوئی امر مبتدأ ہو کر اگر نہ ہو ظرف جیسے کم رجلا اخوك الخ اور خبر ہو کر اگر ہو ظرف جیسے کم یوما سفرك اور کم شهر صومی

تشریح: مرفوعا کا عطف مجرورا یا منصوبا پر ہے مطلب یہ ہے کہ کم استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں صورتوں میں مرفوع ہوگا جب کہ گزشتہ دو چیزوں میں سے کوئی شئی بھی نہ ہو یعنی نہ تو اس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور نہ اس سے پہلے حرف جر یا اسم مضاف ہو تو اسوقت کم اپنی تمیز سے ملکر مرفوع ہوگا پھر اگر تمیز ظرف نہ ہو تو مبتدأ ہو کر مرفوع ہوگا کیونکہ مبتدأ کی تعریف اس پر سچی آتی ہے کہ اسم ہے اور عوامل لفظیہ سے خالی ہے جیسے کم رجلا اخوك (کتنے مرد تیرے بھائی ہیں) یہ کم استفہامیہ کی مثال ہے۔ کم مبہم ممیز رجلا تمیز سے ملکر مبتدأ اخوك خبر، کم خبریہ کی مثال کم رجل ضربته (بہت سے مردوں کو میں نے مارا) کم مبہم ممیز مضاف رجل تمیز مضاف الیہ ممیز مضاف اپنی تمیز مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ ضربت فعل بفاعل ہ ضمیر مفعول بہ جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ اور اگر تمیز ظرف ہو تو کم اپنی تمیز سے ملکر خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا اور مابعد مبتدأ ہوگا کیونکہ ظرف ہونے کی وجہ سے مبتدأ نہیں بن سکتا اور خبر کی تعریف اس پر سچی آتی ہے لھذا خبر ہوگا جیسے کم یوما سفرُك (کتنے دن تیرا سفر ہے) کم استفہامیہ مبہم ممیز یوما ظرف اسکی تمیز ممیز تمیز سے ملکر خبر مقدم سفرك مبتدأ مؤخر کم خبریہ کی مثال جیسے کم شهر صومی (میرا روزہ رکھنا بہت سے مہینوں میں ہوا) کم ممیز مضاف اپنی تمیز مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم اور صومی مبتدأ مؤخر۔

فَصل اَلظُّرُوْفُ الْمَبْنِيَّةُ عَلٰى اَقْسَامٍ مِنْهَا مَا قُطِعَ عَنِ الْاِضَافَةِ بِاَنْ حُذِفَ الْمُضَافُ اِلَيْهِ كَقَبْلُ وَبَعْدُ وَفَوْقُ وَتَحْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اَیْ مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ:۔ ظروف مبنیہ چند اقسام پر ہیں بعض ان میں سے وہ ہیں جو اضافت سے کاٹ دیے گئے ہوں بایں طور کہ حذف کیا گیا ہو مضاف الیہ جیسے قبل و بعدُ فوق و تحت فرمایا اللہ تعالی نے للّٰہ الامر من قبل و من بعد یعنی من قبل کل شیئ و من بعد کل شیئ

تشریح:۔ ظروف مبنیہ کی چند قسمیں ہیں ان میں بعض مقطوع عن الاضافۃ ہیں بایں طور کہ ان کا مضاف الیہ لفظوں سے حذف کیا جاتا ہے لیکن نیت میں باقی ہوتا ہے تو اس وقت یہ مبنی برضم ہوتے ہیں جیسے قبل بعد تفصیل یہ ہے کہ قبل اور بعد لازم الاضافۃ ہیں دیکھنا یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ مذکور ہے یا محذوف اگر مذکور ہو تو یہ معرب ہونگے جیسے جئت من قبلِ زید و من بعدِ عمرو اگر محذوف ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا محذوف ہو کر نسیا منسیا ہوگا یا محذوف منوی ہوگا یعنی نیت میں باقی ہوگا اگر نسیا منسیا ہو تو بھی یہ معرب ہونگے جیسے ربَّ بعدِ کان خیرا من قبلِ (بہت سی بعد والی چیزیں بہتر ہوتی ہیں پہلے والی سے) اگر منوی ہو تو مبنی برضم ہونگے کیونکہ اس وقت مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے میں حروف کے مشابہ ہونگے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا للّٰہ الامر من قبل و من بعد اصل میں تھا من قبل کل شیئ و من بعد کل شیئ اس میں کل شئی مضاف الیہ کو حذف کر دیا گیا لیکن نیت میں باقی ہے (ترجمہ اللہ تعالی ہی کیلئے ہے حکم ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد)

هٰذَا اِذَا كَانَ الْمَحْذُوْفُ مَنْوِيًّا لِلْمُتَكَلِّمِ وَاِلَّا لَكَانَتْ مُعْرَبَةً وَعَلٰى هٰذَا قُرِئَ للهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلٍ وَمِنْ بَعْدٍ وَتُسَمَّى الْغَايَاتِ

ترجمہ:۔ یہ اس وقت ہے کہ جب محذوف منوی ہو متکلم کیلئے ورنہ معرب ہونگے اور اسی پر پڑھا گیا ہے للّٰہ الامر من قبل و من بعد اور نام رکھا جاتا ہے انکا غایات۔

تشریح:۔ یعنی مبنی بر ضم ہونا اسی صورت میں ہے کہ انکا محذوف مضاف الیہ متکلم کی نیت میں باقی ہو ورنہ یہ معرب ہونگے جیسے ایک قرأت میں للّٰہ الامر من قبلٍ و من بعدٍ تنوین کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور ان ظروف مقطوع عن الاضافۃ کو غایات کہا جاتا ہے غایات جمع ہے غایۃ کی اس کا معنی ہے انتہاء شی ان کو غایات اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے بولنے کے بعد توقع ہوتی ہے کہ انکا تکلم ان کے مضاف الیہ پر ختم ہوگا جب ان کے مضاف الیہ کو حذف کر دیا تو خلاف توقع ان کا تکلم انہی پر ختم ہوگیا تو گویا تکلم اور نطق میں یہ غایۃ اور منتہی اور آخر ہوگئے اسی وجہ سے انکا نام غایات رکھا گیا۔

وَمِنْهَا حَيْثُ بُنِيَتْ تَشْبِيْهًا لَهَا بِالْغَايَاتِ لِمُلَازَمَتِهَا الْاِضَافَةَ اِلَى الْجُمْلَةِ فِي الْاَكْثَرِ قَالَ اللهُ تَعَالٰى سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ اور ان میں سے حیث ہے جو مبنی ہے غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے بوجہ لازم کر پکڑنے اس کے اضافت کو جملہ کی طرف اکثر استعمال میں۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے سنستدرجھم من حیث لایعلمون

تشریح:۔ ظروف مبنیہ میں سے ایک حیث ہے یہ مبنی بر ضم ہے جمہور کے نزدیک مکان کیلئے آتا ہے اخفشؒ کے نزدیک کبھی زمان کیلئے بھی آتا ہے اور یہ غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے کیونکہ یہ اکثر استعمال میں جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے اور جملہ خود بحیثیت جملہ کے نہ مضاف ہوتا ہے نہ مضاف الیہ مگر بتاویل مصدر ہو کر مضاف الیہ ہو جاتا ہے تو یہاں بھی جملہ کو مصدر کی تاویل میں کر کے مضاف الیہ بنائیں گے تو اس وقت دیکھنے میں تو جملہ مضاف الیہ ہے لیکن حقیقت میں مضاف الیہ مصدر ہے جو کہ عبارت میں مذکور نہیں تو جب حیث کا حقیقی مضاف الیہ مصدر ہوا اور وہ مذکور نہیں تو حیث اس کی طرف محتاج ہوا تو اس کی مشابہت ہوگئی ان غایات یعنی ظروف مقطوع عن الاضافۃ کے ساتھ جن کا مضاف الیہ محذوف ہوتا ہے لھذا ان کی طرح یہ بھی مبنی بر ضم ہوگا جیسے اِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ (بیٹھ تو جہاں زید بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں زید جالس جملہ اسمیہ ہے دیکھنے میں مضاف الیہ ہے حیث کا مگر زید جالس مصدر کی تاویل میں ہے یعنی جلوس زید۔ گویا کہ اصل میں تھا اِجْلِسْ حَيْثُ جُلُوْسِ زَيْدٍ یعنی مکان جلوس زید حیث بمعنی مکان مضاف اور جلوس زید مضاف الیہ۔ معنی یہ ہے کہ بیٹھ زید کے بیٹھنے کی جگہ میں دوسری مثال اللہ تعالی کا فرمان ہے سنستدرجھم من حیث لایعلمون (عنقریب مہلت دیں گے ہم ان کو ایسی جگہ سے کہ وہ نہیں جانتے ہونگے) حیث مضاف، جملہ لا یعلمون دیکھنے میں مضاف الیہ ہے لیکن اصل میں عدم علمھم مصدر مضاف الیہ ہے

جولا یعلمون سے سمجھا جارہا ہے۔

وَقَدْ يُضَافُ اِلَى الْمُفْرَدِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ ۔ اَمَا تَرٰى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا ☆ اَیْ مَكَانَ سُهَيْلٍ فَحَيْثُ هٰذَا بِمَعْنَى مَكَانٍ

ترجمہ:۔اور حیث کبھی کبھی مضاف کیا جاتا ہے مفرد کی طرف جیسا کہ شاعر کا قول ہے اما تری الخ

تشریح: عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حیث کی اضافت جملہ کی طرف اکثری ہے البتہ حیث کبھی مفرد کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے اس وقت بعض کے ہاں مبنی اور بعض کے ہاں معرب ہوگا [۱] مفرد کی طرف مضاف ہونے کی مثال شاعر کا قول ہے پورا شعر اس طرح ہے۔

اَمَا تَرٰى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا ☆ نَجْمًا يُضِئُ كَالشِّهَابِ سَاطِعًا

ہمزہ استفہامیہ ما نافیہ تری رؤیۃ بصری سے ہے بمعنی آنکھوں سے دیکھنا متعدی بیک مفعول حیث بعض حضرات کے ہاں لازم الظرفیۃ ہونے کی وجہ سے مفعول فیہ ہے مضاف ہے اور بعض کے ہاں لازم الظرفیۃ نہیں بلکہ غالب الظرفیۃ ہے لھذا مفعول بہ ہے۔سھیل ایک ستارے کا نام ہے طالعا بمعنی طلوع ہونے والا یہ حال ہے سھیل سے نجما مفعول بہ ہے تری کا یا نجم مجرور ہو کر بدل ہے سھیل سے یضئ اضاءۃ (از باب افعال) سے ہے بمعنی روشن کرنا الشھاب آگ کا شعلہ ساطعا اسم فاعل بلند ہونے والا ساطعا حال ہے نجم سے۔شعر کا ترجمہ:۔کیا تو سھیل کی جگہ میں نہیں دیکھتا اس حال میں کہ وہ سھیل طلوع ہونے والا ہے ایسے ستارے کو جو آگ کے شعلہ کی طرح چمک رہا ہے اس حال میں کہ وہ بلند ہونے والا ہے۔ [۲]

وَشَرْطُه اَنْ يُّضَافَ اِلَى الْجُمْلَةِ نَحْوُ اِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ

ترجمہ وتشریح:۔اور شرط اس کی یہ ہے کہ وہ مضاف ہو جملہ کی طرف خواہ جملہ اسمیہ ہو مثال گزر چکی ہے یا جملہ فعلیہ ہو جیسے اجلس حیث یجلس زید یعنی اجلس مکان جلوس زید (زید کے بیٹھنے کی جگہ میں بیٹھ) [۳]

---

[۱] ترکیب شعر:۔ہمزہ استفہامیہ ما نافیہ تری فعل انت ضمیر فاعل حیث مضاف سھیل ذوالحال طالعا حال ذوالحال حال سے ملکر مضاف الیہ ہوا حیث کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا تری کا نجما منصوب لفظا موصوف یضئ فعل ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے نجم فاعل کاف حرف جر الشھاب ذوالحال ساطعا حال ذوالحال حال سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یضئ کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صفت نجما کی موصوف صفت سے ملکر مفعول بہ ہے تری کا اور یہ بھی احتمال ہے کہ سہیل مرفوع ہو بنا بر مبتدأ کے اور اس کی خبر محذوف ہو اصل میں تھا حیث سھیل موجود اس وقت جملہ اسمیہ حیث کا مضاف الیہ ہوگا یہ بھی احتمال ہے کہ طالعا تری کا مفعول بہ ہو اور نجما طالعا سے بدل ہو اور یضئ اور ساطعا نجما موصوف کی صفتیں ہوں۔

[۲] فائدہ:۔حیث کے مفرد کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں بعض کے ہاں یہ معرب ہوگا کیونکہ مبنی ہونے کی علت اضافت الی الجملہ تھی وہ ختم ہوگئی اور بعض کے ہاں اس وقت بھی مبنی ہوگا (اور یہی اشہر ہے) کیونکہ مفرد کی طرف اس کی اضافت قلیل ہے لھذا اکثری استعمال والا حکم بناء اس وقت بھی جاری رہیگا

[۳] فائدہ:۔حیث کے مبنی ہونے کی یہ شرط اکثر استعمال میں اس لئے ہے کہ حیث کو وضع کیا گیا ہے اس مکان کیلئے جس میں کوئی نسبت واقع ہو اور نسبت ہوتی ہے جملہ میں لھذا حیث اپنے معنی پر دلالت کرنے میں جملہ کا محتاج ہے جیسے اسم موصول اپنے معنی پر دلالت کرنے میں صلہ کی طرف محتاج ہوتا ہے۔

وَمِنْهَا إِذَا وَهِيَ لِلْمُسْتَقْبِلِ وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ صَارَ مُسْتَقْبِلاً نَحْوُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَفِيْهَا مَعْنَى الشَّرْطِ وَيَجُوْزُ أَنْ تَقَعَ بَعْدَهَا الْجُمْلَةُ الْإِسْمِيَّةُ نَحْوُ اٰتِيْکَ إِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ وَالْمُخْتَارُ الْفِعْلِيَّةُ نَحْوُ اٰتِيْکَ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

ترجمہ:۔ اورظروف مبنیہ میں سے اذا ہے اوروہ مستقبل کیلئے ہے اور جب وہ داخل ہوتا ہے ماضی پرتو ماضی ہوجاتی ہے مستقبل جیسے اذا جاء نصر اللّٰہ (جب آئیگی اللہ کی مدد)اوراس میں معنی شرط ہے اور جائز ہے کہ واقع ہوا سکے بعد جملہ اسمیہ جیسے اٰتیک اذاالشمس طالعة (آؤنگا میں تیرے پاس جب سورج طلوع ہونے والا ہوگا)اورمختار جملہ فعلیہ ہے جیسے اٰتیک اذاطلعت الشمس (آؤنگا میں تیرے پاس جب سورج طلوع ہوگا)

تشریح:۔اذا اکثر مستقبل کے معنی میں ہوتا ہے کبھی نہیں بھی ہوتا جیسے حتی اذا بلغ مغرب الشمس (حتی کہ جب پہنچا سورج کے غروب ہونے کی جگہ میں) یہاں ماضی ہی کا معنی ہے۔اذا میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے(یعنی ایک جملہ کے مضمون کا دوسرے جملہ کے مضمون پر مرتب ہونا) چونکہ شرط کا معنی اس میں ہے لھذا اس کے بعد جملہ فعلیہ کا لانا مختار ہے (کیونکہ شرط جملہ فعلیہ ہوتی ہے)اگر چہ جملہ اسمیہ بھی آ سکتا ہے کیونکہ اذا کی وضع شرط کیلئے نہیں ہے لھذا دونوں درست ہیں۔

وَقَدْ تَکُوْنُ لِلْمُفَاجَاةِ فَيُخْتَارُ بَعْدَهَا الْمُبْتَدَأُ نَحْوُ خَرَجْتُ فَإِذَا السُّبُعُ وَاقِفٌ

ترجمہ:۔اوراذا کبھی ہوتا ہے مفاجاة کیلئے پس مختار ہے اس کے بعد مبتدأ جیسے خرجت الخ

تشریح:۔اذا کبھی مفاجاة کیلئے آتا ہے مفاجاة مہموز اللام سے باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی اچانک کسی چیز کو لے لینا یا پالینا یعنی اذا کسی چیز کے اچانک ہونے یا ملنے پر دلالت کرتا ہے اس وقت چونکہ اس میں شرط کے معنی نہیں ہوتے لھذا اس کے بعد مبتدأ کا آنا مختار ہے تا کہ اذا شرطیہ اوراذا مفاجاتیہ میں فرق ہوجائے جیسے خرجت فاذاالسبع واقف (میں نکلا کہ اچانک درندہ کھڑا ہونے والا تھا)اذا مفاجاتیہ السبع مبتدأ واقف خبر۔

وَمِنْهَا إِذْ وَهِيَ لِلْمَاضِيْ وَتَقَعُ بَعْدَهَا الْجُمْلَتَانِ الْإِسْمِيَّةُ وَالْفِعْلِيَّةُ نَحْوُ جِئْتُکَ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَإِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ

ترجمہ:۔اورظروف مبنیہ میں سے اذ ہے اوروہ ماضی کیلئے آتا ہے اورواقع ہوتے ہیں اس کے بعد دونوں قسم کے جملے یعنی اسمیہ وفعلیہ جیسے جئتک الخ۔

تشریح:۔اذ ماضی کیلئے آتا ہے اگر چہ مستقبل پر داخل ہو اوراس کے بعد دونوں قسم کے جملے (اسمیہ وفعلیہ) آسکتے ہیں کیونکہ اس میں شرط کے معنی نہیں اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حرف من اور فی حرف کی طرح اس کی بنا تین حرفوں سے کم ہے جیسے جئتک

اذ طلعت الشمس (میں تیرے پاس آیا جب سورج نکلا) یہ جملہ فعلیہ کی مثال ہے جملہ اسمیہ کی مثال جیسے جئتک اذالشمس طالعة (میں تیرے پاس آیا جب سورج نکلنے والا تھا)

وَمِنْهَا اَيْنَ وَاَنّٰى لِلْمَكَانِ بِمَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَيْنَ تَمْشِىْ وَاَنّٰى تَقْعُدُ وَبِمَعْنَى الشَّرْطِ نَحْوُ اَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ وَاَنّٰى تَقُمْ اَقُمْ

ترجمہ:۔اور ظروف مبنیہ میں سے این اورانی ہیں جو ہونے والے ہیں مکان کیلئے اس حال میں کہ وہ ساتھ معنی استفہام کے ہیں جیسے این تمشی الخ اور ساتھ معنی شرط کے جیسے این تجلس اجلس الخ۔ [1]

تشریح:۔این اور انّٰی مبنی برفتحہ ہوتے ہیں اوران کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حرف استفہام اور حرف شرط کے معنی کو متضمن ہیں جب یہ استفہام کیلئے ہونگے توان کا معنی ہوگا (کہاں) اور جب شرط کیلئے ہونگے توان کا معنی ہوگا (جہاں) استفہام کی مثال این تمشی (تو کہاں جارہا ہے) انی تقعد (تو کہاں بیٹھا ہے) شرط کی مثال این تجلس اجلس (تو جہاں بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا) انی تقم اقم (تو جہاں کھڑا ہوگا میں وہاں کھڑا ہونگا) فائدہ:۔ انّٰی کبھی کیف کے معنی میں آتا ہے جب کسی فعل کے بعدواقع ہو جیسے فأتوا حرثکم انی شئتم بمعنی کیف شئتم (تم اپنی کھیتی کو آ ؤ جس طرح چاہو)

وَمِنْهَا مَتٰى لِلزَّمَانِ شَرْطًا اَوْ اِسْتِفْهَامًا نَحْوُ مَتٰى تَصُمْ اَصُمْ وَمَتٰى تُسَافِرُ

ترجمہ:۔ظروف مبنیہ میں سے متی ہے جو ہونیوالا ہے زمان کیلئے باعتبار شرط کے یا باعتبار استفہام کے الخ۔ [2]

تشریح: متی ظرف زمان ہے شرط یا استفہام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تو حرف شرط یا حرف استفہام کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے شرط کی مثال متی تصم اصم (جب تو روزہ رکھے گا میں روزہ رکھوں گا) استفہام کی مثال متی تسافر (تو کب سفر کریگا)

وَمِنْهَا كَيْفَ لِلْاِسْتِفْهَامِ حَالاًنَحْوُ كَيْفَ اَنْتَ اَىْ فِىْ اَىِّ حَالٍ اَنْتَ وَمِنْهَا اَيَّانَ لِلزَّمَانِ اِسْتِفْهَامًا نَحْوُ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ [3]

---

[1] فائدہ:۔للمکان جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائنان کے ہوکر این اورانی کی صفت ہے یعنی ایسے این اورانی جو ہونے والے ہیں واسطے مکان کے یا کائنان کے متعلق ہوکر خبر ہیں مبتدأ محذوف ھما کی کہ وہ این اورانی ہونے والے ہیں واسطے مکان کے۔اور بمعنی الاستفہام اور بمعنی الشرط معطوف علیہ معطوف سے ملکر حال ہے این اورانی سے معنی یہ ہوگا حال ہونا این اورانی کا کہ ہونے والے ہیں ساتھ معنی استفہام کے اور ساتھ معنی شرط کے۔ [2] فائدہ:۔للزمان جار مجرور یا صفت ہے متی کی یا خبر ہے ھو مبتدأ محذوف کی شرطا او استفہاما یا تمیز یا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ [3] فائدہ:۔یہاں بھی للاستفہام یا صفت ہے کیف کی یا خبر ہے ھو مبتدأ کی حالا تمیز ہے یا حال ہے اسی طرح للزمان صفت ہے ایان کی یا خبر ہے ھو مبتدأ کی استفہاما تمیز ہے یا حال ہے

ترجمہ:۔اور ظروف مبنیہ میں سے کیف ہے جو ہونیوالا ہے واسطے استفہام کے باعتبار حال کے جیسے کیف انت یعنی فی ای حال انت (تو کس حالت میں ہے) اوران میں سے ایان ہے جو ہونے والا ہے واسطے زمان کے باعتبار استفہام کے جیسے ایان یوم الدین (کب ہوگا جزا کا دن)

تشریح:۔ کیف حال دریافت کرنے کیلئے آتا ہے جیسے کیف انت (تو کس حالت میں ہے) یہ حرف استفہام کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اور ایان ظرف زمان ہے استفہام کیلئے خاص ہے اس میں شرط کے معنی نہیں ہیں جیسے ایان یوم الدین (یوم جزا کب ہوگا) یہ حرف استفہام کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے

فائدہ:۔ ایان اور متیٰ میں فرق یہ ہے کہ ایان صرف زمانہ مستقبل کیلئے آتا ہے اور امور عظام یعنی بڑی چیزوں کے متعلق سوال کرنے کیلئے آتا ہے جیسے ایان یوم الدین لھذا ایان یَوْمُ قِیَامِ زَیْدٍ (زید کے کھڑے ہونے کا دن کونسا ہے) کہنا درست نہیں بخلاف متی کے، وہ عام ہے زمانہ ماضی و مستقبل دونوں کیلئے آتا ہے اور بڑی چھوٹی ہر چیز کے دریافت کرنے کیلئے آتا ہے۔

وَمِنْهَا مُذْ وَمُنْذُ بِمَعْنَى اَوَّلِ الْمُدَّةِ اِنْ صَلُحَ جَوَابًا لِمَتٰى نَحْوُ مَارَأَيْتُه مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمُ الْجُمْعَةِ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَتٰى مَا رَأَيْتَ زَيْدًا اَىْ اَوَّلُ مُدَّةِ اِنْقِطَاعِ رُؤْيَتِيْ اِيَّاهُ يَوْمُ الْجُمْعَةِ وَبِمَعْنَى جَمِيْعِ الْمُدَّةِ اِنْ صَلُحَ جَوَابًا لِكَمْ نَحْوُ مَا رَأَيْتُه مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمَانِ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ كَمْ مُدَّةٍ مَا رَأَيْتَ زَيْدًا اَىْ جَمِيْعُ مُدَّةِ مَا رَأَيْتُه يَوْمَانِ

ترجمہ: اور ظروف مبنیہ میں سے مذ اور منذ ہیں جو ہونے والے ہیں ساتھ معنی اول مدۃ کے اگر صلاحیت رکھتا ہے ہر ایک متی کے جواب بننے کی جیسے ما رأیته مذ او منذ یوم الجمعة اس شخص کے جواب میں جو کہے متی ما رأیت زیدا (تو نے کب سے نہیں دیکھا زید کو) یعنی میرے اسکو نہ دیکھنے کی اول مدۃ یوم الجمعۃ ہے۔ اور ہونے والے ساتھ معنی جمیع مدت کے اگر ہر ایک صلاحیت رکھے کم کے جواب بننے کی جیسے ما رأیته مذ او منذ یومان اس شخص کے جواب میں جو کہے کم مدة ما رأیت زیدا (کتنی مدت تو نے زید کو نہیں دیکھا) یعنی کل مدت اس کو نہ دیکھنے کی دو دن ہے۔

تشریح:۔ مذ اور منذ کا استعمال دو طرح پر ہے ایک بطور حرف جر اور ایک بطور اسم ظرف جب یہ حرف جر ہونگے تو ان کا مبنی ہونا واضح ہے اور جب یہ اسم ظرف ہونگے تو اس وقت یا تو اس لئے مبنی ہیں کہ یہ اسی مذ اور منذ کے مشابہ ہیں جو حرف جر ہیں اور یا اس لئے مبنی ہیں کہ مذ کی بنا تین حرفوں سے کم ہونے کی وجہ سے من اور فی کی طرح ہے اور منذ مذ پر محمول ہے۔ مذ اور منذ جب اسم ظرف ہوتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کے دو دو معنی آتے ہیں پہلا معنی اول مدۃ یعنی پہلے والے فعل کی شروع مدۃ بتلاتے ہیں دوسرا معنی جمیع مدت یعنی فعل مقدم جتنے زمانے میں ہوا وہ پوری مدت بتلاتے ہیں باقی اول مدت کیلئے کب آتے ہیں اور جمیع مدت کیلئے کب تو اس کا قرینہ مصنفؒ نے بیان کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دیکھو مذ اور منذ کے بعد والا زمان متی یا کم میں سے کسی کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اگر وہ متی کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو مذ اور منذ بمعنی اول مدت ہونگے اور اگر کم کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو بمعنی جمیع مدت

ہونگے۔دوسرا قرینہ یہ ہے کہ جب اول مدت کے معنی میں آتے ہیں تو اس وقت ان کے بعد مفرد معرفہ بغیر فصل کے واقع ہوتا ہے کیونکہ اول مدت ایک متعین چیز ہے جیسے ما رأيته مذ يوم الجمعة اور جب جمیع مدت کیلئے آتے ہیں تو اس وقت ان کے بعد عدد کا وہ مجموعہ متصل ہوتا ہے جس کا قصد کیا گیا ہے خواہ وہ مفرد ہو یا تثنیہ یا جمع ہو جیسے ما رأيته مذ يومان يا منذ ثلاثة ايام وغیرہ۔ متی کے جواب بننے کی مثال مثلاً کسی شخص نے کہا متی ما رأيت زيدا (تو نے زید کو کب سے نہیں دیکھا ہے) اس کے جواب میں کہا جائیگا ما رأيته مذ يوم الجمعة یا منذ يوم الجمعة تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے اس کو نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے کم کے جواب بننے کی صورت میں بمعنی جمیع مدت کی مثال جیسے کسی شخص نے کہا کم مدة ما رأيت زيدا (کتنی مدت تو نے زید کو نہیں دیکھا) اس کے جواب میں کہا جائیگا مثلاً ما رأيته مذ يومان يا منذ يومان (میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا) یعنی اس کو نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے۔

وَمِنْهَا لَدٰى وَلَدُنْ بِمَعْنٰى ا عِنْدَ نَحْوُ اَلْمَالُ لَدَيْكَ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا اَنَّ عِنْدَ لَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ الْحُضُوْرُ وَيُشْتَرَطُ ذٰلِكَ فِيْ لَدٰى وَلَدُنْ وَجَاءَ فِيْهِ لُغَاتٌ اُخَرُ لَدُنِ وَلُدْنَ وَلَدَنَ وَلَدْ وَلُدْ وَلِدْ

ترجمہ:۔ظروف مبنیہ میں سے لدى و لدن ہیں جو بمعنی عند ہیں جیسے المال لديك (مال تیرے پاس ہے) اور فرق لدى و لدن اور عند میں یہ ہے کہ عند میں چیز کا حاضر ہونا شرط نہیں کیا گیا اور یہ بات شرط ہے لدى و لدن میں اور اس میں آئی ہیں کئی لغتیں الخ۔

تشریح:۔یہ دونوں عند کے معنی میں ہیں مگر فرق یہ ہے کہ عند میں چیز کا حاضر ہونا شرط ہے لدى و لدن میں نہیں المال عندك اسوقت بھی کہہ سکتے ہیں جب مال پاس ہو سامنے ہو اور اس وقت بھی کہہ سکتے ہیں جب مال خزانے میں ہو بنک میں ہو پاس نہ ہو اور المال لديك صرف اسی وقت کہیں گے جب مال پاس ہو۔ [2]

لدن میں چند لغات اور بھی ہیں جو کتاب میں مذکور ہیں ان کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لدن کے بعض لغات مثلاً لد وغیرہ کی بنا تین حرفوں سے کم ہے تو حرف من اور حرف فی کے مشابہ ہیں اور باقی ان پر محمول ہیں۔

وَمِنْهَا قَطُّ لِلْمَاضِي الْمَنْفِيِّ نَحْوُ مَارَأَيْتُه قَطُّ وَمِنْهَا عَوْضُ لِلْمُسْتَقْبِلِ الْمَنْفِيِّ نَحْوُ لَا اَضْرِبُه عَوْضُ

ترجمہ:۔ظروف مبنیہ میں سے قط ہے جو ہونے والا ہے واسطے ماضی منفی کے الخ اور ان میں سے عوض ہے جو ہونے والا ہے واسطے

---

[1] فائدہ:۔بمعنی عند جار مجرور ظرف مستقر الکائنان کے متعلق ہو کر لدی لدن کی صفت ہے۔

[2] فائدہ:۔ایک فرق یہ بھی ہے کہ لدی لدن میں ابتداء کے معنی پائے جاتے ہیں اسی وجہ سے من کے ساتھ استعمال لازم ہے خواہ من ملفوظ ہو یا مقدر ہو جیسے من لدنک عند میں ابتداء کا معنی نہیں۔

مستقبل منفی کے۔

تشریح: قط ماضی منفی میں استغراق نفی کیلئے آتا ہے جیسے ما رأيته قط (میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا) قط میں دو لغت اور بھی ہیں اول قُطُّ (بضمہ قاف وتشدید تاء مضمومہ) دوم قَطْ (بفتح تاء وسکون طاء) یہ قلت بنا میں حرف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اور عوض مستقبل منفی میں استغراق نفی کیلئے آتا ہے جیسے لا اضربه عوض (میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا) اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسکا مضاف الیہ قبل و بعد کی طرح محذوف منوی ہوتا ہے لھذا مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونیکی وجہ سے حرف کے مشابہ ہے

وَاعْلَمْ اَنَّه اِذَا اُضِيفَ الظُّرُوْفُ اِلَى الْجُمْلَةِ اَوْ اِلٰى اِذْ جَازَ بِنَاؤُهَا عَلَى الْفَتْحِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى هٰذَا يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ وَكَيَوْمَئِذٍ وَحِيْنَئِذٍ وَ كَذٰلِكَ مِثْلُ وَغَيْرُ مَعَ مَا وَاَنْ وَاَنَّ تَقُوْلُ ضَرَبْتُه مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ وَغَيْرَ اَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے تحقیق شان یہ ہے کہ جب اضافت کی جائے ظروف کی جملہ کی طرف یا اذ کی طرف تو جائز ہے ان کا مبنی برفتحہ ہونا جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا هذا يوم ينفع الصدقين صدقهم (یہ دن ہے کہ سچے لوگوں کو ان کا سچ نفع دیگا) اور جیسے يومئذ حينئذ اور اسی طرح لفظ مثل اور غير ما کے ساتھ اور اَنْ مصدریہ کے ساتھ اور ان کے ساتھ کہے گا تو ضربته مثل ما ضرب زيد (میں نے اسکو مارا مثل مارنے زید کے) اور جیسے غير ان ضرب زيد (میں نے اس کو مارا بغیر مارنے زید کے)

تشریح:۔ بعض وہ ظروف جو مبنی نہیں ہیں جب جملہ یا کلمہ اذ کی طرف مضاف ہوں (پھر یہ اذ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے) تو ان ظروف کا مبنی برفتحہ ہونا جائز ہے وجہ یہ ہے کہ یہ ظروف جملہ مضاف الیہ سے بنا کو حاصل کرلیں گے اور جملہ صاحب مفصل کے ہاں مبنی ہے جیسے هذا يومَ ينفع الصدقين صدقهم میں یوم کا مبنی برفتحہ ہونا جائز ہے یومئذ اور حينئذ میں یوم اور حین اذ کی طرف مضاف ہیں اور اذ آگے جملہ کی طرف مضاف ہے جس کو محذوف کر کے اس کے عوض اذ پر تنوین لے آئے اصل میں تھا اذ كان كذا تو گویا یوم اور حین اذ کے واسطے سے كان كذا جملہ کی طرف مضاف ہیں۔

فائدہ:۔ جاز سے معلوم ہوا کہ معرب پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ انکا جملہ مضاف الیہ سے بنا کو حاصل کرنا واجب نہیں چنانچہ یوم کو مرفوع پڑھیں گے کیونکہ یہ خبر ہے ھو مبتدأ کی۔ من خزي يومئذ میں یوم کو مبنی برفتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور معرب بنا کر خزی کے مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور بھی پڑھ سکتے ہیں اسی طرح لفظ مثل اور غیر کو انہی ظروف کی طرح مبنی برفتحہ پڑھنا بھی جائز ہے اور معرب پڑھنا بھی جائز ہے جب کہ ان کے ساتھ لفظ ما ہو یا اَن مصدریہ یا اَنَّ ثقیلہ ہو جیسے ضربته مثل ما ضرب زيد مثل کے فتحہ کے ساتھ غير ان ضرب زيد غیر کے فتحہ کے ساتھ چونکہ یہ جملہ کی طرف محتاج ہونے میں حرف کے مشابہ ہیں لھذا مبنی پڑھنا بھی جائز ہے اور چونکہ اصل اسم میں اعراب ہے لھذا معرب پڑھنا بھی جائز ہے اگرچہ مثل اور غير ظروف تو نہیں مگر مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے میں مشابہ ہیں ظروف کے اس لئے یہاں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

وَمِنْهَا اَمْسِ بِالْكَسْرِ عِنْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ ترجمہ:۔اور ظروف مبنیہ میں سے امس کسرہ کے ساتھ ہے اہل حجاز کے ہاں۔

تشریح:۔ امس اہل حجاز کے ہاں مبنی بر کسر ہے اور معرفہ ہے بمعنی کل گزشتہ بعض کے ہاں معرب معرفہ ہے لیکن جب یہ مضاف ہو یا اس پر الف لام داخل ہو یا نکرہ کیا جائے تو بالاتفاق معرب ہوگا جیسے مضى امسنا (گزر گیا ہمارا کل) مضى الامس المبارك (گزر گیا کل گزشتہ مبارک) كل غد صار امسا (ہر آنیوالا کل ہو جاتا ہے کوئی اور کل گزشتہ)

وَالْخَاتِمَةُ فِيْ سَائِرِ اَحْكَامِ الْاِسْمِ وَلَوَاحِقِهِ غَيْرَ الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَفِيْهَا فُصُوْلٌ

ترجمہ وتشریح: اور خاتمہ اسم کے بقیہ احکام میں اور اسکے لواحق میں ہے ایسے احکام جو معرب و مبنی کے علاوہ ہیں اور اسمیں چند فصلیں ہیں

فَصْلٌ اِعْلَمْ اَنَّ الْاِسْمَ عَلٰى قِسْمَيْنِ مَعْرِفَةٌ وَنَكِرَةٌ اَلْمَعْرِفَةُ اِسْمٌ وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ وَهِيَ سِتَّةُ اَقْسَامٍ اَلْمُضْمَرَاتُ وَالْاَعْلَامُ وَالْمُبْهَمَاتُ اَعْنِيْ اَسْمَاءَ الْاِشَارَاتِ وَالْمَوْصُوْلَاتِ وَالْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ وَالْمُضَافُ اِلٰى اَحَدِهَا اِضَافَةً مَعْنَوِيَّةً وَالْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ

ترجمہ وتشریح:۔ جان لیجئے کہ تحقیق اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ معرفہ وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو کسی شی معین کیلئے

فائدہ:۔ وضع لشيء درجہ جنس میں ہے معرفہ و نکرہ دونوں کو شامل ہے لشيء معين فصل ہے اس سے نکرہ خارج ہو گیا اور یہ معرفہ چھ قسم پر ہے مضمرات وغیرہ۔ اگر اسماء اشارات اور اسماء موصولات کو الگ الگ شمار کریں تو سات بن جاتی ہیں۔ اگر مبہمات کے عنوان سے ایک قسم شمار کریں تو کل چھ قسمیں ہیں جیسا کہ مصنف نے فرمایا وهي ستة اقسام۔

وَالْعَلَمُ مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ لَا يَتَنَاوَلُ غَيْرَهُ بِوَضْعٍ وَّاحِدٍ وَاَعْرَفُ الْمَعَارِفِ الْمُضْمَرُ الْمُتَكَلِّمُ نَحْوُ اَنَا وَنَحْنُ ثُمَّ الْمُخَاطَبُ نَحْوُ اَنْتَ ثُمَّ الْغَائِبُ نَحْوُ هُوَ ثُمَّ الْعَلَمُ ثُمَّ الْمُبْهَمَاتُ ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ وَالْمُضَافُ فِيْ قُوَّةِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ وَالنَّكِرَةُ مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ غَيْرِ مُعَيَّنٍ كَرَجُلٍ وَفَرَسٍ

ترجمہ وتشریح:۔اور علم وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو معین شی کیلئے درانحالیکہ وہ اس کے غیر کو شامل نہ ہو وضع واحد کے ساتھ۔[1] اور اعرف المعارف ضمیر متکلم ہے جیسے انا، نحن پھر ضمیر مخاطب جیسے انت پھر ضمیر غائب جیسے هو پھر علم پھر مبہمات پھر معرف باللام پھر معرفہ بنداء اور مضاف مضاف الیہ کی قوت میں ہے اور نکرہ وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو غیر معین چیز کیلئے جیسے رجل اور فرس۔

فوائد وقیود: علم کی تعریف میں وضع لشيء درجہ جنس میں ہے سب معارف کو شامل ہے لا يتناول غيره فصل ہے اس سے علم کے علاوہ سب معارف خارج ہو گئے بوضع واحد کا مطلب یہ ہے کہ اس ایک وضع کے اعتبار سے غیر کو شامل نہ ہو اگر غیر کو

---

[1] افائدہ: علم میں علم مفرد جیسے زید اور مرکب جیسے عبداللہ اور لقب جیسے صدیق فاروق اور کنیت جیسے ابو بکر ابو یوسف اور تخلص جیسے سعدی فردوسی یہ سب داخل ہیں

شامل ہوتو دوسری وضع کے اعتبار سے شامل ہو لہٰس سے علم مشترک داخل رہیگا مثلا زید کئی شخصوں کا نام ہے مگر ایک وضع کے اعتبار سے صرف ایک معین شخص کو شامل ہوتا ہے اگر دوسرے زید کو شامل ہوتا ہے تو دوسری وضع کے اعتبار سے۔

اعرف المعارف یعنی معارف میں سے سب سے زیادہ معرفہ جمہور کے ہاں ضمیر متکلم ہے کیونکہ اسمیں مخاطب کو التباس بالکل نہیں رہتا پھر ضمیر مخاطب پھر ضمیر غائب پھر علم پھر مبہمات یعنی اسمائے اشارات واسمائے موصولات پھر معرف باللام پھر معرفہ بنداء اور مضاف چونکہ مضاف الیہ سے تعریف حاصل کرتا ہے اس لئے اس کی قوۃ میں ہوگا لھٰذا جو مرتبہ معرفہ ہونے میں مضاف الیہ کا ہے وہی مضاف کا ہوگا مگر علامہ مبرد رحمہ اللہ کے ہاں مضاف کا مرتبہ انقص ہے مضاف الیہ سے۔

نکرہ کی تعریف:۔نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کیلئے وضع کیا گیا ہو جیسے رجل اور فرس۔

فائدہ:۔ ما وضع لشئ درجۂ جنس میں ہے معرفہ ونکرہ سب کو شامل ہے غیر معین فصل ہے اس سے معرفہ خارج ہوگیا۔

فَصل ۔اَسمَاءُ الْعَدَدِ مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى كَمِيَّةِ اٰحَادِ الْاَشْيَاءِ وَاُصُوْلُ الْعَدَدِ اِثْنَتَا عَشْرَةَ كَلِمَةً وَاحِدَةٌ اِلٰى عَشْرَةٍ وَمِأَةٌ وَاَلْفٌ

ترجمہ:۔اسم عدد وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو تا کہ دلالت کرے اشیاء کے افراد کی مقدار پر اور اصولی عدد بارہ ہیں واحد سے لے کر عشر تک اور مائۃ اور الف۔

تشریح:۔عدد کا لغوی معنی گننا۔اصطلاحی معنی وتعریف: عدد وہ اسم ہے جو افراد واشیاء یعنی معدودات کی مقدار پر دلالت کرے۔ (معدودات وہ چیزیں جن کو شمار کیا جاتا ہے) اس تعریف کے اعتبار سے عدد ایک سے شروع ہوتا ہے۔[1] اصولی عدد بارہ ہیں واحد سے عشر تک اور مائۃ اور الف باقی اوپر سب اعداد انہی بارہ کلمات سے بنتے ہیں یا ترکیب کے ساتھ بذریعہ عطف جیسے احد وعشرون یا بذریعہ اضافۃ جیسے ثلاث مائۃ یا انہی اصولی اعداد میں سے کسی کو تثنیہ لانے کے ساتھ جیسے مائتین والفین یا جمع لانے کے ساتھ جیسے مئات یا الوف یا عشرون ثلاثون وغیرہ۔

وَاسْتِعْمَالُهُ مِنْ وَاحِدٍ اِلٰى اِثْنَيْنِ عَلَى الْقِيَاسِ اَعْنِيْ لِلْمُذَكَّرِ بِدُوْنِ التَّاءِ وَلِلْمُؤَنَّثِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ وَّاحِدٌ وَفِيْ رَجُلَيْنِ اِثْنَانِ وَفِيْ اِمْرَأَةٍ وَاحِدَةٌ وَفِيْ اِمْرَأَتَيْنِ اِثْنَتَانِ وَثِنْتَانِ وَمِنْ ثَلَاثَةٍ اِلٰى عَشْرَةٍ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ اَعْنِيْ لِلْمُذَكَّرِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ اِلٰى عَشْرَةِ رِجَالٍ وَلِلْمُؤَنَّثِ بِدُوْنِهَا تَقُوْلُ ثَلَاثُ نِسْوَةٍ اِلٰى عَشْرِ نِسْوَةٍ

---

[1] فائدہ:۔عدد کی ایک دوسری تعریف بھی ہے العدد نصف مجموع الحاشیتین دو کناروں کے مجموعے کا آدھا مثلاً دو عدد ہے یہ دو حاشیوں کے مجموعے کا آدھا ہے کیونکہ دو کے نیچے والا حاشیہ وکنارہ ایک ہے اور اوپر حاشیہ تین ہے تو مجموعہ چار ہوا جس کا آدھا دو ہے ان حضرات کے ہاں عدد دو سے شروع ہوتا ہے ایک کو عدد نہیں کہتے کیونکہ ایک کا نیچے والا حاشیہ نہیں۔

ترجمہ وتشریح:۔اور اس کا استعمال واحد سے اثنین تک قیاس پر ہے مراد لیتا ہوں میں مذکر کیلئے بغیر تاء اور مؤنث کیلئے تا کے ساتھ کہے گا تو ایک مرد میں واحد اور دو مردوں میں اثنان اور ایک عورت میں واحدۃ اور دو عورتوں میں اثنتان یا ثنتان اور ثلاث سے لے کر عشر تک خلاف قیاس مراد لیتا ہوں میں مذکر کیلئے تاء کے ساتھ یعنی تانیث کی علامت لائی جائیگی کہے گا تو ثلاثۃ رجال تا عشرۃ رجال اور مؤنث کیلئے بغیر تاء کے کہے گا تو ثلث نسوۃ سے عشر نسوۃ تک۔ ۱

وَبَعْدَ الْعَشَرَةِ تَقُوْلُ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَاِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً اِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً وَاِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً وَاِثْنَتَا عَشَرَةَ اِمْرَأَةً وَثَلَاثَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً اِلٰى تِسْعَ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً

ترجمہ وتشریح:۔اور عشرۃ کے بعد کہے گا تو احد عشر رجلا الخ یعنی احد عشر سے لے کر تسعۃ عشر تک ترکیب کے ساتھ بغیر عطف کے ہوگا پھر احد عشر اور اثنا عشر میں قیاس کے مطابق ہوگا مذکر کیلئے دونوں جز و بغیر تاء کے ہونگے جیسے احد عشر رجلا اثنا عشر رجلا اور مؤنث کیلئے دونوں جز و تاء کے ساتھ ہونگے جیسے احدی عشرۃ امرأۃ اور اثنتا عشرۃ امرأۃ

فائدہ:۔عدد کو مرکب کرنے کے وقت تخفیف کیلئے واحد کو احد اور واحدہ کو احدی سے تعبیر کرتے ہیں ثلثۃ عشر سے تسعۃ عشر تک پہلا جز و خلاف قیاس ہوگا جیسے دو عددوں کو ملانے سے پہلے خلاف قیاس تھا تا کہ فرع اصل کے موافق ہو جائے اور دوسرا جز و قیاس کے موافق ہوگا یعنی مذکر کے لئے اول جز و میں تائے تانیث آئیگی اور دوسرے جز و میں نہیں آئیگی جیسے ثلثۃ عشر رجلا تا تسعۃ عشر رجلا اور مؤنث کیلئے اول جز و میں تاء تانیث نہیں آئیگی دوسرے جز و میں آئیگی جیسے ثلث عشرۃ امرأۃ تا تسع عشرۃ امرأۃ

وَبَعْدَ ذٰلِکَ تَقُوْلُ عِشْرُوْنَ رَجُلاً وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ اِلٰى تِسْعِيْنَ رَجُلاً وَاِمْرَأَةً وَّاحِدٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَاِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً وَاِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَاِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً وَثَلَاثَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَثَلَاثٌ وَّعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً اِلٰى تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ رَجُلاً وِتِسْعُ وَّتِسْعِيْنَ اِمْرَأَةً

ترجمہ وتشریح:۔اور اسکے بعد یعنی تسع عشرۃ کے بعد آٹھوں عقود (دہائیاں) یعنی عشرون سے لے کر تسعون تک مذکر اور مؤنث کے لئے بلا فرق آتے ہیں جیسے عشرون رجلا عشرون امرأۃ تسعون رجلا و امرأۃ تک اور اگر ان

---

۱ فائدہ:۔وجہ یہ ہے کہ مذکر کا درجہ مؤنث پر مقدم ہے تو جب مذکر تین کو پہنچا تو تین چونکہ جمع ہے اور جمع بتاویل جماعت ہو کر مؤنث ہے اگر چہ مردوں کی جماعت ہے تو اس کی رعایت کی وجہ سے عدد میں علامت تانیث لے آئے پھر مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق کرنے کیلئے تمیز مؤنث کے عدد میں تاء تانیث نہیں لائے۔

عقود کا عطف کریں اکائیوں پر یعنی واحد اثنان ثلثة سے لےکر تسعة تک تو احد وعشرون رجلا مذکر کے لئے اور احدی وعشرون امرأة مؤنث کے لئے کہیں گے اور اثنان وعشرون رجلا مذکر کیلئے اور اثنتان وعشرون امرأة مؤنث کیلئے یعنی اول جزو قیاس کے موافق ہوگا مذکر کے لئے مذکر مؤنث کے لئے مؤنث لیکن عقود میں فرق نہیں پڑیگا اور ثلثة وعشرون امرأة سے تسعة وعشرون امرأة مذکر کیلئے اور ثلث وعشرون رجلا سے تسع وعشرون رجلا تک مؤنث کیلئے کہیں گے یعنی اول جزو ثلثة سے لےکر تسعة تک قیاس کے مخالف ہوگا مذکر کیلئے مؤنث اور مؤنث کیلئے مذکر لائیں گے دوسرے جزو یعنی عقود عشرون ثلاثون میں مذکر و مؤنث کے اعتبار سے فرق نہیں ہوگا۔

ثُمَّ تَقُوْلُ مِائَةُ رَجُلٍ وَ مِائَةُ اِمْرَأَةٍ وَاَلْفُ رَجُلٍ وَاَلْفُ اِمْرَأَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَأَةٍ وَ اَلْفَا رَجُلٍ وَ اَلْفَا امْرَأَةٍ بِلا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَ الْمُؤَنَّثِ فَاِذَا زَادَ عَلَى الْمِائَةِ وَالْاَلْفِ يُسْتَعْمَلُ عَلٰى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ وَيُقَدَّمُ الْاَلْفُ عَلَى الْمِائَةِ وَالْمِائَةُ عَلَى الْاٰحَادِ وَالْاٰحَادُ عَلَى الْعَشَرَاتِ تَقُوْلُ عِنْدِيْ اَلْفٌ وَمِائَةٌ وَاَحَدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَاَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَاَرْبَعَةُ الاٰفٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَخَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اِمْرَأَةً وَعَلَيْكَ بِالْقِيَاسِ

ترجمہ وتشریح: پھر کہے گا تو مائة رجل و مائة امرأة اور الف رجل اور الف امرأة الخ بغیر فرق کے درمیان مذکر و مؤنث کے یعنی مائة اور الف اور مائتان اور الفان بغیر کسی فرق کے مذکر و مؤنث دونوں کیلئے آتے ہیں جیسے کتاب میں مثالوں سے ظاہر ہے۔

فاذا زاد الخ۔ پس جب عدد زیادہ ہونگے مائة اور الف پر تو استعمال کیا جائیگا اس قیاس پر جو آپ پہچان چکے ہیں یعنی واحد سے لیکر تسعة و تسعین (ننانوے) تک جیسے آپ پہچان چکے ہیں یعنی مائة وواحد، مائة و واحدة ،مائة واثنان ،ومائة و اثنتان میں قیاس کے موافق اور ثلاثة سے لےکر تسعة تک جب مائة یا الف کے ساتھ مرکب ہوگا تو خلاف قیاس ہوگا جیسے مائة و ثلثة رجال ،مائة وثلاث نسوة کہا جائیگا اور مائة واحد عشر رجلا اور مائة و احدی عشر امرأة و مائة واثنا عشر رجلا مائة و اثنتا عشر امرأة موافق قیاس ہوگا اور مائة و ثلاثة عشر رجلا اور مائة وثلث عشرة امرأة اور مائة واحد وعشرون رجلا اور مائة واحدی وعشرون امرأة الخ یعنی جو صورت مائة سے پہلے ہے وہی صورت مائة و الف سے زائد عدد میں ہوگی اسی طرح مائة اور الف کے تثنیہ وجمع کا حال ہے ان سب میں عدد زائد کا عطف ہوگا مائة و الف وغیرہ پر پھر عکس بھی جائز ہے واحد ومائة رجل واحدة و مائة امرأة بھی کہہ سکتے ہیں اور مقدم کیا جائیگا الف کو مائة پر اور مائة کو احاد پر اور احاد کو عشرات پر کہے گا تو عندی الف و مائة واحد وعشرون رجلا (میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد ہیں) اور جیسے عندی الفان و مائتان و اثنان و عشرون رجلا (میرے پاس دو ہزار دو سو بائیس مرد ہیں) اور جیسے عندی اربعة آلاف وتسعمائة وخمس واربعون امرأة (میرے پاس چار ہزار نو سو پینتالیس عورتیں ہیں)

وعليک بالقياس :۔ عليک اسم فعل بمعنی الزم (لازم کر پکڑ ماقبل پر قیاس کرنے کو) مثلا الف و مائة و واحد یاالف و مائة وواحدة اسی طرح مثلاالف و مائة و ثلاثة رجال اورالف و مائة وثلاث نسوة الخ ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْوَاحِدَ وَالْاِثْنَيْنِ لَا مُمَيِّزَ لَهُمَا لِاَنَّ لَفْظَ الْمُمَيِّزِ يُغْنِيْ عَنْ ذِكْرِ الْعَدَدِ فِيْهِمَا تَقُوْلُ عِنْدِيْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ

ترجمہ وتشریح:۔ اور جان لیجئے کہ تحقیق واحد اور اثنین کیلئے کوئی تمیز نہیں اس لئے کہ تحقیق لفظ ممیز بے پرواہ کردیتا ہے ان دونوں میں عدد کے ذکر کرنے سے کہے گا تو عندی رجل ورجلان اسی طرح واحدۃ اوراثنتان کی تمیز ذکر نہیں کی جاتی کیونکہ ممیّز یعنی تمیز عدد کے ذکر کرنے سے مستغنی کردیتی ہے لھذا واحد رجلا یااثنان رجلین یاواحدة امرأة یا اثنتان امرأتین نہیں کہا جائیگا بلکہ عدد یعنی واحد اوراثنان کو ترک کر کے صرف اسی اسم کو ذکر کریں گے جو تمیز ہے کیونکہ خود تمیز مثلا رجل اور رجلان اپنے مادہ کے اعتبار سے ذات پر اور اپنے صیغہ کے اعتبار سے ایک ہونے اور دو ہونے پر دلالت کرتی ہے لھذا عندی رجل اور عندی رجلان کہا جائیگا عندی واحد رجلا یا عندی اثنان رجلین نہیں کہا جائیگا۔

وَاَمَّا سَائِرُ الْاَعْدَادِ فَلَا بُدَّ لَهَا مِنْ مُمَيِّزٍ فَتَقُوْلُ مُمَيِّزُ الثَّلَاثَةِ اِلَى الْعَشَرَةِ مَخْفُوْضٌ مَجْمُوْعٌ تَقُوْلُ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ وَثَلَاثُ نِسْوَةٍ اِلَّا اِذَا كَانَ الْمُمَيِّزُ لَفْظَ الْمِائَةِ فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ مَخْفُوْضًا مُفْرَدًا تَقُوْلُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَالْقِيَاسُ ثَلَاثُ مِاٰتٍ اَوْ مِئِيْنَ

ترجمہ:۔ اور لیکن باقی اعداد کیلئے پس ضروری ہے تمیز، پس کہے گا تو تمیز ثلثة سے لے کر عشرة تک کی جمع مجرور ہوگی۔ کہے گا تو ثلثة رجال و ثلاث نسوة مگر جب ہو تمیز لفظ مائة پس اسوقت ہوگی مفرد مجرور کہے گا تو ثلث مائة و تسع مائة حالانکہ قیاس ثلاث مآت یا مئین ہے۔

تشریح:۔ واحد اور اثنان کے علاوہ سب اعداد کی تمیز ضروری ہے ثلثة سے لے کر عشرة تک کی تمیز جمع مجرور ہوگی خواہ جمع لفظا ہو جیسے ثلثة رجال ثلث نسوة یالفظ کے اعتبار سے تو مفرد ہو مگر معنی کے اعتبار سے جمع ہو جیسے ثلثة رهط، رهط لفظا مفرد ہے مگر معنی جمع ہے بہت سے افراد کو شامل ہے۔[1]

---

[1] فائدہ (۱):۔ تمیز مجرور اس لئے ہے کہ عدد کا مضاف الیہ ہے اور جمع اس لئے ہے کہ ثلاثۃ سے لے کر عشرۃ تک کے عدد جمع کے معنی پر دلالت کرتے ہیں لھذا ان کی تمیز جو کہ معدود ہے یہ بھی جمع ہو تا کہ عدد اور معدود میں مطابقت ہو جائے ہاں مگر جب ان کی تمیز لفظ مائۃ واقع ہوگی تو مفرد مجرور ہوگی جیسے ثلثۃ مائۃ تسع مائۃ حالانکہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تمیز یا تو جمع مؤنث سالم ہوتی یعنی مآت یا جمع مذکر سالم ہوتی یعنی مئین وجہ یہ ہے کہ مجرور تو اس لئے ہے کہ مضاف الیہ ہے اور مفرد اس لئے کہ مائۃ کی دو جمعیں آتی ہیں جمع مذکر سالم مئین اور جمع مؤنث سالم مآت مگر یہ لفظ ثلث سے تسع تک کی تمیز نہیں ہو سکتے کیونکہ عدد کی اضافت جمع مذکر سالم کی طرف درست نہیں اور جمع مؤنث سالم لانے میں کئی تاء جمع ہو جاتی ہیں ایک مائۃ کی تاء تانیث دوسری جمع مؤنث سالم والی تیسری عدد والی کئی تاؤں کا جمع ہونا درست نہیں۔ فائدہ (۲): عشرۃ مائۃ نہیں کہا جائیگا کیونکہ دس سو کیلئے لفظ الف استعمال ہوتا ہے

وَمُمَيِّزُ اَحَدَ عَشَرَ اِلٰى تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً وَاِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً وَتِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ رَجُلاً وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اِمْرَأَةً

ترجمہ:۔اوراحد عشر سے تسعة و تسعين تک کی تمیز منصوب مفرد ہوتی ہے الخ۔

تشریح:۔گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔[1]

وَمُمَيِّزُ مِائَةٍ وَاَلْفٍ وَتَثْنِيَتِهِمَا وَجَمْعِ الْاَلْفِ مَخْفُوْضٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ اِمْرَأَةٍ وَاَلْفُ رَجُلٍ وَاَلْفُ اِمْرَأَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَأَةٍ وَاَلْفَا رَجُلٍ وَاَلْفَا اِمْرَأَةٍ وَثَلاثَةُ اٰلافِ رَجُلٍ وَثَلاثُ اٰلافِ اِمْرَأَةٍ وَقِسْ عَلٰى هٰذَا

ترجمہ:۔مائة اور الف اوران کے تثنیہ اورالف کی جمع کی تمیز مجرور مفرد ہوتی ہے کہے گا تو مائة رجل الخ۔

تشریح:۔ مائة اور الف کی تمیز اوران دونوں کے تثنیہ مأتان و الفان کی تمیز اورصرف الف کی جمع یعنی آلاف یا الوف کی تمیز مجرور مفرد ہوتی ہے مجرورتو اضافت کی وجہ سے اور مفرد اس لئے کہ مائة اور الف وغیرہ خود کثرت پر دلالت کرتے ہیں۔[2]

فَصْلٌ اَلْاِسْمُ اِمَّا مُذَكَّرٌ وَاِمَّا مُؤَنَّثٌ فَالْمُؤَنَّثُ مَا فِيْهِ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ لَفْظًا اَوْتَقْدِيْرًا وَالْمُذَكَّرُ مَابِخِلَافِهٖ وَعَلَامَةُ التَّانِيْثِ ثَلاثَةٌ اَلتَّاءُ كَطَلْحَةَ وَالْاَلِفُ الْمَقْصُوْرَةُ كَحُبْلٰى وَالْاَلِفُ الْمَمْدُوْدَةُ كَحَمْرَاءَ وَالْمُقَدَّرَةُ اِنَّمَا هُوَ التَّاءُ فَقَطْ كَاَرْضٍ وَدَارٍ بِدَلِيْلِ اُرَيْضَةٍ وَدُوَيْرَةٍ

ترجمہ:۔اسم یا مذکر ہوگا یا مؤنث پس مؤنث وہ ہے جس میں تانیث کی علامت ہو لفظا یا تقدیرا اور مذکر وہ ہے جو اس کے خلاف ہو اور تانیث کی تین نشانیاں ہیں تاء جیسے طلحة الف مقصورہ جیسے حبلی اورالف ممدودہ جیسے حمراء اور مقدرہ سوائے اس کے نہیں وہ تا ہے فقط جیسے ارض اوردار ساتھ دلیل اریضة و دویرة کے۔

تشریح:۔اسم کی دو قسمیں ہیں مذکر اور مؤنث۔مؤنث وہ ہے جس مین تانیث کی علامت ہو خواہ علامت لفظا ہو یا تقدیرا پھر علامت لفظی عام ہے خواہ حقیقۃً ہو جیسے امرأة اور ناقة یا حکما ہو جیسے عقرب بمعنی بچھو اس میں چوتھا حرف تاء تانیث کے قائم مقام ہے۔ مذکر وہ ہے جو اس کے خلاف ہو اور تانیث کی نشانیاں تین ہیں (۱) تاء جو حالت وقف میں ہاء بن جاتی ہے جیسے طلحۃ

---

[1] فائدہ:۔مفرد تو اس لئے کہ یہاں مجرور ہونا درست نہیں کیونکہ مجرور ہوتی ہے اضافت کی وجہ سے اور یہاں اگر احد عشر وغیرہ کو مضاف کریں تمیز کی طرف تو تین کلمہ بمنزل واحد کے ہوجاویں گے یہ قبیح ہے اور مفرد اسلئے کہ تمیز میں اصل افراد ہے اور عدد خود کثرت پر دلالت کرتا ہے لھذا تمیز کو جمع لانے کی ضرورت نہیں جیسے اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً اِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَأَةً تِسْعَةٌ وَّ تِسْعِيْنَ رَجُلاً تِسْعٌ وَّ تِسْعِيْنَ اِمْرَأَةً۔

[2] فائدہ:۔مصنف نے جمع الالف کہا جمع المائة والالف نہیں کہا کیونکہ مائة کی جمع کا استعمال اس کی تمیز کے ساتھ متروک ہے لھذا ثلاث مآت یا ثلاث مئین نہیں کہا جائیگا جیسے ثلاثۃ آلاف رجل کہا جاتا ہے بلکہ ثلاث مائۃ رجل کہا جائیگا۔

(۲) الف مقصورہ [۱] جیسے حبلی (حاملہ عورت) (۳) الف ممدودہ یہ وہ الف ہے جس کے بعد ہمزہ ہو جیسے حمراء (سرخ عورت) والمقدرۃ الخ مصنفؒ نے علامت تانیث پیچھے بیان کی کہ خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً تو اب بتلاتے ہیں کہ تانیث کی علامات میں سے صرف تاء مقدرہ ہوتی ہے باقی الف مقصورہ اور ممدودہ ملفوظ ہی ہوتے ہیں یہ بھی تین حرفی کلمات میں مقدر ہوتی ہے جیسے ارض دار اصل میں ارضۃ دارۃ تھے کیونکہ انکی تصغیر اریضۃ دویرۃ آتی ہے التصغیر والجمع یرد ان الاشیاء الی اصلہا (تصغیر اور جمع الفاظ کو اپنے اصل کی طرف لوٹا دیتے ہیں) معلوم ہوا کہ اصل میں تاء تھی۔

ثُمَّ الْمُؤَنَّثُ عَلٰى قِسْمَيْنِ حَقِيْقِيٌّ وَهُوَ مَا بِإِزَائِهٖ مُذَكَّرٌ مِنَ الْحَيْوَانِ كَامْرَأَةٍ وَنَاقَةٍ وَلَفْظِيٌّ وَهُوَ مَا بِخِلَافِهٖ كَظُلْمَةٍ وَعَيْنٍ وَقَدْ عَرَفْتَ اَحْكَامَ الْفِعْلِ اِذَا اُسْنِدَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ فَلَا نُعِيْدُهَا

ترجمہ:۔ پھر مؤنث دو قسم پر ہے۔ حقیقی اور وہ وہ ہے کہ اس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو جیسے امرأۃ، ناقۃ اور لفظی اور وہ وہ ہے کہ جو اسکے خلاف ہو جیسے ظلمۃ و عین اور آپ پہچان چکے ہیں احکام فعل کے جب مسند ہو مؤنث کی طرف پس نہیں لوٹاتے ہم ان کو

تشریح:۔ مؤنث کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) لفظی۔ مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جنس حیوان سے مذکر ہو [۲] جیسے امرأۃ اس کے مقابلے میں رجل۔ اور ناقۃ اس کے مقابلے میں جمل ہے یا تا مقدرۃ ہو جیسے ھند۔ دوسری قسم لفظی جو حقیقی کے خلاف ہو یعنی اسکے مقابلے میں جاندار مذکر نہ ہو خواہ پھر علامت تانیث کی لفظوں میں حقیقۃ ہو جیسے ظلمۃ (اندھیرا) اس کے مقابلے میں اگرچہ نور ہے مگر وہ حیوان نہیں اور اس میں تا تانیث لفظوں میں موجود ہے یا مقدر ہو جیسے عین اس کی تصغیر عیینۃ آتی ہے معلوم ہوا کہ اصل میں عینۃ ہے اس کے مقابلے میں مذکر نہیں ہے یا تانیث حکمی ہو جیسے عقرب اسکا چوتھا حرف تانیث کے حکم میں ہے یہ اگرچہ حیوان ہے لیکن اسکے مقابلے میں مذکر نہیں ہے۔

فصل: اَلْمُثَنّٰى اِسْمٌ اُلْحِقَ بِاٰخِرِهٖ اَلِفٌ اَوْ يَاءٌ مَفْتُوْحٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَكْسُوْرَةٌ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَهٗ اٰخَرَ مِثْلَهٗ [۳] نَحْوُ رَجُلَانِ وَرَجُلَيْنِ هٰذَا فِى الصَّحِيْحِ

ترجمہ: مثنیہ وہ اسم ہے کہ لاحق کیا گیا ہو اسکے آخر میں الف یا یاء ما قبل مفتوح اور نون مکسورہ تا کہ یہ لاحق کرنا دلالت کرے اس بات پر

---

[۱] فائدہ: الف مقصورہ میں تین قیودات ہیں (۱) تین حرفوں کے بعد ہو (۲) الحاق کیلئے نہ ہو (۳) زیادت کیلئے نہ ہو ان تین قیودات کی وجہ سے فتی جو دو حرفوں کے بعد ہے اور ارطی جو اصل میں ارط تھا جعفر کے ساتھ لاحق کرنے کیلئے آخر میں الف مقصورہ لگا دیا ارطی ہو اقبعثری جس میں الف محض زیادت کیلئے ہے یہ سارے کلمات مؤنث نہیں ہونگے کیونکہ الف مقصورہ والی تین شرطیں موجود نہیں ہیں۔ [۲] فائدہ:۔ خواہ اس مؤنث میں الف ممدودہ ہو جیسے نفساء نفاس والی عورت یا الف مقصورہ ہو جیسے حبلی یا تاء لفظی ہو جیسے امراۃ یا تاء مقدرہ ہو جیسے ھند اصل میں ھندۃ تھا کیونکہ تصغیر ھنیدۃ آتی ہے۔

[۳] فائدہ:۔ مثلہ سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اسم جو دو معنوں میں مشترک ہے جیسے قرء کا معنی طہر بھی ہے اور حیض بھی (بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

کہ تحقیق اسکے ساتھ اس کی مثل اور بھی ہے جیسے رجلان اور رجلین اور یہ صورت صحیح میں ہے

تشریح:۔ اسم کی اول تقسیم تذکیر وتانیث کے اعتبار سے تھی اب مصنفؒ یہاں سے دوسری تقسیم باعتبار افراد وتثنیہ وجمع کے کرتے ہیں اسم کی تین قسمیں ہیں مفرد وتثنیہ وجمع مگر مصنفؒ نے مثنی ومجموع کی تعریف کی ہے اسی سے معلوم ہو جائیگا کہ جو ان کے ماسواہے وہ مفرد ہے اس میں اختصار حاصل ہو جائیگا۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ مثنی وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف ونون مکسورہ حالت رفعی میں اور یا ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ حالت نصبی وجری میں لاحق کیا گیا ہوتا کہ لحوق اس بات پر دلالت کرے کہ اس مفرد کی مثل اس کے ساتھ ایک اور بھی ہے جیسے رجلان (دومرد) حالت رفعی میں اور رجلین حالت نصبی وجری میں۔ الحق باخرہ سے مراد الحق باخر مفردہ ہے کہ اس کے مفرد کے آخر میں لاحق ہو اس قید سے اثنان اور کلا بھی خارج ہو جائیں گے کیونکہ ان کا مفرد ہی نہیں ہے۔

هٰذا في الصحيح :۔ الف ویاء ونون مکسورہ کا مفرد کے آخر میں بغیر کسی تغیر تبدل کے لاحق ہونا اسم صحیح میں ہوتا ہے اگر کوئی اور اسم ہے تو یہ حکم نہیں ہے۔

اَمَّا الْمَقْصُوْرُ فَاِنْ كَانَتْ اَلِفُه مُنْقَلِبَةً عَنْ وَاوٍ وَكَانَ ثُلاثِيًّا رُدَّ اِلٰى اَصْلِه كَعَصَوَانِ فِىْ عَصاًوَاِنْ كَانَتْ عَنْ يَاءٍ، اَوْوَاوٍ، وَهُوَاَكْثَرمِنَ الثُّلاثِىْ اَوْلَيْسَتْ مُنْقَلِبَةً عَنْ شَيْئٍ تُقْلَبُ يَاءً كَرَحَيَانِ فِىْ رَحىً وَمُلْهَيَانِ فِىْ مُلْهىً وَحُبَارَيَانِ فِىْ حُبَارىٰ وَحُبْلَيَانِ فِىْ حُبْلىٰ

ترجمہ:۔ لیکن اسم مقصور پس اگر اس کا الف واؤ سے تبدیل شدہ ہے اور وہ ثلاثی ہے تو لوٹایا جائیگا اسکے اصل کی طرف جیسے عصوان عصاً میں اور اگر یاء سے تبدیل شدہ ہے یا واؤ سے ہے اور وہ ثلاثی سے اکثر ہے یا کسی شی سے تبدیل شدہ نہیں ہے تو تبدیل کیا جائیگا یا کے ساتھ جیسے رحیان رحی میں الخ۔

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ) ہے تو اسکا تثنیہ دومختلف معانی کے اعتبار سے لانا درست نہیں کیونکہ تعریف یہ ہے کہ اسلئے الف ونون لاحق ہوتا کہ اس پر دلالت کرے کہ اسی مفرد کے ساتھ اس کی مثل اور ہے لھذا قُرْان بول کر دوحیض مراد ہونگے یا دوطہر مراد ہونگے اس سے طہر اور حیض دومختلف معانی مراد لینا درست نہیں

اعتراض:۔ قمر بمعنی چاند کا قمران تثنیہ ہے اس سے مراد چاند اور سورج ہوتے ہیں عمران سے مراد حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوتے ہیں ابوان سے مراد باپ اور ماں ہوتے ہیں یہاں بھی دومختلف چیزیں مراد ہیں؟

جواب:۔ یہاں دومختلف لفظوں میں سے ایک کو دوسرے پر غلبہ دیکر ایک کا دوسرے پر اطلاق کرتے ہیں قمر وشمس میں سے قمر کو شمس پر غلبہ دیکر دونوں کیلئے قمران کا لفظ بولتے ہیں یہ تغلیب ہے یہ اور چیز ہے۔

فائدہ:۔ یاء مفتوح میں یا موصوف مفتوح اسم مفعول ماقبلہا نائب فاعل پھر مفتوح صفت ہے یاء کی ایسی یاء کہ ماقبل مفتوح ہو۔

تشریح:۔اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو خواہ مذکور ہو یا محذوف ہو اگر اسم مقصور کا الف واؤ سے تبدیل شدہ ہے اور وہ ثلاثی ہے تو تثنیہ بناتے وقت اس کو اصل کی طرف لوٹایا جائیگا جیسے عصا اصل میں عصو تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدلی پھر التقائے ساکنین سے الف حذف ہوا تو عصا ہوا اب جب تثنیہ بنادیں گے تو واؤ واپس آجائیگی عصوان حالت رفعی میں اور عصوین حالت نصبی وجری میں ہوجائیگا۔

فائدہ:۔ثلاثی سے مراد تین حرفی ہے اصطلاحی معنی مراد نہیں ہے۔اور اگر الف یاء سے تبدیل شدہ ہے اور وہ ثلاثی ہے جیسے رحی یا واؤ سے تبدیل شدہ ہے مگر تین حرفوں سے زائد ہے یا کسی سے بھی تبدیل شدہ نہیں ہے ان تینوں صورتوں میں تثنیہ بناتے وقت الف کو یاء سے تبدیل کیا جائیگا جیسے رحی سے رحیان سے رحی (بمعنی چکی) ثلاثی ہے اور الف یاء سے تبدیل شدہ ہے اصل میں رحی تھا اور جیسے ملھی۔سے ملھیان ملھی کا الف واؤ سے بدلا ہوا ہے اور تین حرفوں سے زائد ہے ملھی الھاء مصدر سے مشتق ہوکر اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی مشغول کیا ہوا یا جیسے حباری سے حباریان حبلی سے حبلیان حباری ایک پرندہ ہے اور حبلی بمعنی حاملہ عورت ان دونوں کا الف کسی سے تبدیل شدہ نہیں ہے۔

وَاَمَّا الْمَمْدُوْدُ فَاِنْ كَانَتْ هَمْزَتُه اَصْلِيَّةً تُثْبَتُ كَقُرَّاانِ فِيْ قُرَّاء وَاِنْ كَانَتْ لِلتَّانِيْثِ تُقْلَبُ وَاوًا كَحَمْرَاوَانِ فِيْ حَمْرَاءَ وَاِنْ كَانَتْ بَدْلاً مِنْ اَصْلٍ وَاواً اَوْ يَاءً جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ كَكِسَاوَانِ وَكِسَااٰنِ

ترجمہ:۔اور لیکن اسم ممدود پس اگر اس کا ہمزہ اصلیہ ہے تو ثابت رکھا جائیگا جیسے قرّااٰن قراء میں اور اگر تانیثی ہے تو بدلا جائیگا واؤ کے ساتھ جیسے حمراوان حمراء میں اور اگر اصل سے تبدیل شدہ ہے یعنی واؤ سے یا یاء سے تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں جیسے کساوان، کسااٰن۔

تشریح:۔اسم ممدود وہ اسم ہے جسکے آخر میں الف ممدودہ ہو اگر اسکا ہمزہ اصلیہ ہے یعنی نہ زائدہ ہے نہ واؤ و یاء اصلیہ سے تبدیل شدہ ہے تو تثنیہ کے وقت اصل کی رعایت کرتے ہوئے باقی رکھا جائیگا جیسے قراء کا تثنیہ قرّااٰن ہوگا اور اگر تانیثی ہے تو واو سے بدلے گا جیسے حمراء سے حمراوان تانیثی ہمزہ کو باقی اسلئے نہیں رکھتے کہ علامت تانیث کا وسط میں آنا درست نہیں اور اگر کسی اصلی حرف یعنی واؤ یا یاء سے تبدیل شدہ ہے تو اسمیں دو وجہ جائز ہیں (۱) ہمزہ کو ثابت رکھنا کیونکہ اگرچہ خود اصلی نہیں مگر اصلی حرف واؤ، یاء سے تبدیل شدہ ہے لہذا ثابت رکھنا بھی جائز (۲) حمراء کے ہمزہ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے واؤ سے تبدیل کرنا بھی جائز جیسے حمراء کا ہمزہ اصلی نہیں اسی طرح یہ ہمزہ بھی خود اصلی نہیں جیسے کساء اصل میں کساو تھا بمعنی کمبل تثنیہ کے وقت کسااٰن اور کساوان پڑھا جائیگا اور جیسے رداء اصل میں ردای تھا بمعنی چادر تثنیہ میں رداء ان اور رداوان پڑھا جائیگا۔

وَيَجِبُ حَذْفُ نُوْنِهٖ عِنْدَ الْاِضَافَةِ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمَا مِصْرٍ وَكَذٰلِكَ تُحْذَفُ تَاءُ التَّانِيْثِ فِيْ تَثْنِيَّةِ الْخُصْيَةِ وَالْاِلْيَةِ خَاصَّةً تَقُوْلُ خُصْيَانِ وَاَلْيَانِ لِاَنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ فَكَاَنَّهُمَا شَيْءٌ وَاحِدٌ

ترجمہ:۔اور واجب ہے تثنیہ کے نون کو حذف کرنا بوقت اضافت کہے گا تو جاء نی الخ اور اسی طرح خاص کر لفظ خصیہ اور لفظ اَلْیَہ کے تثنیہ میں تا تانیث کو حذف کیا جائے گا۔

تشریح:۔اضافت کے وقت نون تثنیہ کو حذف کرنا ضروری ہے کیونکہ تنوین کی طرح نون تثنیہ بھی سبب انفصال ہے اور مضاف مضاف الیہ میں شدت اتصال ہوتا ہے لھذا اتصال کا تقاضا یہی ہے کہ سبب انفصال کو حذف کر دیا جائیگا جیسے غلاما زید (زید کے دو غلام) اصل میں غلامان تھا مسلما مصر (شہر کے دو مسلمان) اصل میں مسلمان تھا۔

تنبیہ:۔خصیہ ،اَلْیَہ ان دو لفظوں کی تحقیق کو طالبات میں ذکر نہ کیا جائے۔

اور تثنیہ کے نون کی طرح لفظ خصیہ اور لفظ الیہ کی تاء تانیث کو بھی تثنیہ بناتے وقت حذف کر دیا جاتا ہے اگر چہ یہ حذف خلاف قیاس ہے کیونکہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ تاء کو حذف نہ کیا جائے جیسے شجرۃ کے تثنیہ شجرتان میں حذف نہیں ہوئی تا کہ مؤنث کے تثنیہ کا مذکر کے تثنیہ کے ساتھ التباس نہ ہو لیکن خلاف قیاس بالاتفاق صرف لفظ خصیہ اور لفظ الیہ کے تثنیہ میں تاء کو حذف کرنا جائز ہے ثابت رکھنا بھی جائز ہے خصیتان الیتان کہنا بھی جائز خصیان الیان کہنا بھی جائز۔حذف تاء کا سبب یہ ہے کہ خصیان اور اَلْیَان اگر چہ دو چیزیں ہیں لیکن دونوں خصیوں میں سے ہر ایک دوسرے کو لازم ہے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے اسی طرح دونوں چوتڑوں میں ہر ایک دوسرے کو لازم ہے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے لھذا دونوں خصیہ دونوں الیہ شدت اتصال کی وجہ سے شئی واحد ہیں تو ان کے تثنیہ کو بمنزلہ کلمہ مفردہ کے کیا گیا ہے گویا کہ یہ تثنیہ حکماً مفرد ہے اب اگر تاء تانیث کو باقی رکھا جائے خصیتان اور الیتان کہا جائے تو لازم آئیگا مفرد حکمی میں تاء تانیث کا وسط میں آ جانا اور علامت تانیث کا وسط کلمہ میں آنا جائز نہیں ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّہ اِذَا اُرِيْدَ اِضَافَةُ مُثَنًّى اِلَى الْمُثَنّٰى يُعَبَّرُ عَنِ الْاَوَّلِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا وَ ذٰلِكَ لِكَرَاهَةِ اِجْتِمَاعِ تَثْنِيَتَيْنِ فِيْمَا تَاَكَّدَ الْاِتِّصَالُ بَيْنَهُمَا لَفْظًا وَ مَعْنًى

ترجمہ:۔اور جان لیجئے تحقیق شان یہ ہے کہ جب کسی تثنیہ کی تثنیہ کی طرف اضافت کی جائے تو اول تثنیہ کو تعبیر کیا جائیگا لفظ جمع کے ساتھ جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے الخ اور یہ دو تثنیوں کے اجتماع کے مکروہ ہونے کی وجہ سے ان چیزوں میں جن میں اتصال مؤکد ہے باعتبار لفظ و معنی کے۔

تشریح:۔جب کسی تثنیہ کی ضمیر تثنیہ کی طرف اضافت ہو خواہ مضاف تثنیہ مذکر یا مؤنث مرفوع ،منصوب یا مجرور ہو تو تثنیہ مضاف کو لفظ جمع کے ساتھ تعبیر کیا جائیگا [1] جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے فقد صغت قلوبکما (پس تحقیق تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے) یہ

---

[1] فائدہ: کبھی تثنیہ کو صیغہ مفرد سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے مگر جمع سے تعبیر کرنا اولی ہے کیونکہ تثنیہ جمع کی مثل ہے دونوں میں تعدد ہے بلکہ بعض حضرات اصول فقہ والے تثنیہ کو جمع کہتے ہیں۔

اصل میں قلبان اور کما تھا اضافت کی وجہ سے قلبا کما ہونا چاہیے تھا مگر تثنیہ مضاف کو جمع کے صیغہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا قلوبکما فرمایا گیا اسی طرح فاقطعوا ایدیھما (تم ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو) اصل میں یدیھما ہونا چاہیے تھا مگر یدان کو صیغہ جمع ایدی سے تعبیر کر کے مضاف کیا گیا وجہ یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ میں لفظا اور معنی اتصال مؤکد ہے پکا مضبوط اور شدید اتصال ہے اور ایسی دو چیزیں جن میں لفظا اور معنی اتصال مؤکد ہو ان میں دو تثنیہ جو کہ دو ہم مثل ہیں ان کا جمع ہونا اہل عرب کے ہاں مکروہ ہے لھذا تثنیہ کو صیغہ جمع سے تعبیر کیا جائیگا

فَصْلٌ اَلْمَجْمُوْعُ اِسْمٌ دَلَّ عَلٰی اَحَادٍ مَقْصُوْدَةٍ بِحُرُوْفٍ مُفْرَدَةٍ بِتَغَیُّرٍ مَّا اِمَّالَفْظِیٌّ کَرِجَالٍ فِیْ رَجُلٍ اَوْ تَقْدِیْرِیٌّ کَفُلْکٍ عَلٰی وَزْنِ اُسْدٍ فَاِنَّ مُفْرَدَہ اَیْضًا فُلْکٌ لٰکِنَّہ عَلٰی وَزْنِ قُفْلٍ فَقَوْمٌ وَرَھْطٌ وَ نَحْوُہ وَاِنْ دَلَّ عَلٰی اَحَادٍ لٰکِنَّہ لَیْسَ بِجَمْعٍ اِذْ لَا مُفْرَدَ لَہ

ترجمہ:۔ مجموع وہ اسم ہے جو دلالت کرے افراد مقصودہ پر اس کے مفرد کے حروف میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ یہ تبدیلی یا لفظی ہوگی جیسے رجال رجل میں یا تقدیری جیسے فلک بروزن اُسد پس تحقیق اس کا مفرد بھی فُلک ہے لیکن وہ بروزن قفل ہے پس قوم اور رھط اور اس کی مثل اگرچہ دلالت کرتے ہیں افراد مقصودہ پر لیکن وہ نہیں ہیں جمع اس لئے کہ ان کا کوئی مفرد نہیں۔

تشریح:۔ جمع وہ اسم ہے جو حروف مفردہ میں تھوڑے سے تغیر کے بعد افراد مقصودہ پر دلالت کرے خواہ وہ تغیر لفظی ہو یا تقدیری جیسے رجال رجل کی جمع ہے رجل کے حروف میں تھوڑا سا تغیر ہوا کہ راء کو کسرہ دیا جیم کو فتحہ اور اس کے بعد ایک الف زائد کیا تو رجال ہوا تقدیری کی مثال جیسے فُلکٌ (بہت کشتیاں) اس کا مفرد بھی فُلکٌ ہے (بمعنی ایک کشتی) جمع اور مفرد میں لفظوں میں حقیقۃ کوئی فرق نہیں صرف تقدیری فرق ہے کہ فلک جمع بروزن اُسدٌ فرض کیا گیا جو اسد کی جمع ہے بمعنی شیر اور مفرد کی صورت میں فلک کو بروزن قفل بمعنی تالا فرض کیا گیا۔

فائدہ:۔ بحروف جار مجرور ظرف لغو متعلق ہے دل کے بتغیر ما ظرف مستقر ہو کر حال ہے حروف سے [1]

ثُمَّ الْجَمْعُ عَلٰی قِسْمَیْنِ مُصَحَّحٌ وَھُوَ مَالَمْ یَتَغَیَّرْ بِنَاءُ وَاحِدِہٖ وَمُکَسَّرٌ وَھُوَ مَا یَتَغَیَّرُ فِیْہِ بِنَاءُ وَاحِدِہٖ وَالْمُصَحَّحُ عَلٰی قِسْمَیْنِ مُذَکَّرٌ وَھُوَمَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِہٖ وَاوٌمَضْمُوْمٌ مَاقَبْلَھَاوَنُوْنٌ مَفْتُوْحَۃٌ کَمُسْلِمُوْنَ اَوْ یَاءٌ مَکْسُوْرٌ مَاقَبْلَھَا وَنُوْنٌ کَذٰلِکَ لِیَدُلَّ عَلٰی اَنَّ مَعَہٗ اَکْثَرَمِنْہُ نَحْوُمُسْلِمِیْنَ وَھٰذَا فِی الصَّحِیْحِ

ترجمہ:۔ پھر جمع دو قسم پر ہے مصحح اور وہ وہ ہے کہ نہ تبدیل ہو اس کے واحد کی بنا اور مکسر اور وہ وہ ہے کہ تبدیل ہو اس کے واحد کی بنا اور جمع

---

[1] فوائد و قیود:۔ جمع کی تعریف میں اسم مادل درجہ جنس میں ہے قوم رھط وغیرہ سب اسماء کو شامل ہے۔ بحروف مفردہ فصل ہے اس سے قوم رھط جیسے الفاظ خارج ہو گئے کیونکہ یہ اگرچہ افراد مقصودہ پر دلالت کرتے ہیں مگر ان کا مفرد ہی نہیں جیسا کہ خود مصنفؒ نے وضاحت کر دی ہے۔

مصحح دو قسم پر ہے مذکر اور وہ وہ ہے کہ لاحق کیا گیا ہو اس کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم اور نون مفتوحہ جیسے مسلمون یا یاء ما قبل مکسور اور نون اسی طرح مفتوحہ تا کہ دلالت کرے یہ لاحق کرنا اس بات پر کہ تحقیق اس کے ساتھ اس سے زائد ہیں جیسے مسلمین اور یہ بات اسم صحیح میں ہے۔

تشریح:۔جمع کی دو قسمیں ہیں ایک مصحح اس کو جمع صحیح و سلامت و سالم بھی کہتے ہیں اور دوسری جمع مکسر اس کو جمع تکسیر و غیر سالم و غیر صحیح بھی کہتے ہیں۔جمع صحیح و سالم کی تعریف: وہ ہے کہ اسکے واحد کی شکل و بنا متغیر نہ ہو بلکہ سلامت رہے جیسے مسلمون مسلم کی جمع ہے جمع میں واحد کی شکل بعینہ باقی ہے۔جمع مکسر وہ ہے جس میں واحد کی بنا متغیر ہو (ٹوٹی ہو) جیسے رجال رجل کی جمع ہے اس میں واحد کا وزن ٹوٹ گیا ہے۔

فائدہ:۔مصحح باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی صحیح کیا ہوا اس کو مصحح یا صحیح یا سالم اس لئے کہتے ہیں کہ واحد کی شکل و بنا اس میں صحیح سالم ہے۔مکسر باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی ٹوٹا ہوا جمع مکسر میں بھی واحد کی بنا شکل ٹوٹی ہوتی ہے پھر جمع صحیح و سالم کی دو قسمیں ہیں (۱) مذکر (۲) مؤنث جمع صحیح مذکر وہ ہے کہ اس کے مفرد کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم اور نون مفتوحہ لاحق ہو حالت رفعی میں جیسے مسلمون یا یاء ما قبل مکسور اور نون مفتوحہ لاحق ہو حالت نصبی و جری میں جیسے مسلمین اور یہ واؤ یا یاء نون کا لاحق ہونا اس لئے ہوتا ہے کہ دلالت کرے اس بات پر کہ اس واحد کے ساتھ اسی کی جنس سے اس سے زائد افراد ہیں جیسے مسلمون مسلمین کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ ایک مسلم کے ساتھ ایک سے زائد یعنی اور دو یا دو سے بھی زائد ہیں

هٰذا فی الصحیح :۔یعنی واؤ نون یا یاء نون کا مفرد کے آخر میں لاحق ہونا بغیر کسی تغیر و تبدل کے اس اسم میں ہے جو نحویوں کے ہاں صحیح ہے اگر اسم منقوص یا مکسور ہے تو حکم اور ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

اَمَّا الْمَنْقُوْصُ فَتُحْذَفُ یَاؤُہٗ مِثْلُ قَاضُوْنَ وَ دَاعُوْنَ وَالْمَقْصُوْرُ یُحْذَفُ اَلِفُہٗ وَیُبْقٰی مَاقَبْلَھَا مَفْتُوْحًا لِیَدُلَّ عَلَی الْاَلِفِ مَحْذُوْفَۃٌ مِثْلُ مُصْطَفَوْنَ

ترجمہ:۔اور لیکن اسم منقوص پس حذف کیا جائیگا اس کی یا کو جیسے قاضون، داعون اور اسم مقصور حذف کیا جائیگا اس کے الف کو اور باقی رکھا جائیگا اس کے ماقبل کو مفتوح تا کہ دلالت کرے الف محذوفہ پر جیسے مصطفَون۔

تشریح:۔اسم منقوص وہ اسم مفرد ہے جس کے آخر میں یا ما قبل مکسور ہو خواہ وہ یا ملفوظ ہو جیسے القاضی یا مقدر ہو جیسے قاض تو جب اسم منقوص کی جمع سالم بنائیں گے تو یا گر جائیگی جیسے قاضون اصل میں قاضیون تھا یا پر ضمہ ثقیل تھا یا کے ما قبل کی حرکت دور کر کے اس کا ضمہ ما قبل کو دیدیا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے یا حذف ہوگئی اسی طرح داعون اصل میں داعوون تھا واؤ کو اولایا گیا داعیون ہوا یا پر ضمہ ثقیل تھا ما قبل سے حرکت دور کر کے ضمہ اس کو دیا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے یا حذف ہوگئی۔

اسم مقصور:۔ وہ اسم مفرد ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو خواہ ملفوظ ہو جیسے المصطفی خواہ مقدر ہو جیسے مُصْطَفًی تو جمع سالم بناتے وقت اس کا الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جائیگا اور ماقبل کی فتحہ کو باقی رکھیں گے تا کہ الف محذوفہ پر دلالت کرے جیسے مصطَفَوْن اصل میں مصطَفَيُوْن تھا یا متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔

وَيُخْتَصُّ بِأُولِي الْعِلْمِ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ سِنُوْنَ وَاَرَضُوْنَ وَثُبُوْنَ وَقِلُوْنَ فَشَاذٌّ

ترجمہ وتشریح:۔ یعنی یہ جمع واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ، یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ کے ساتھ یہ اولو العلم یعنی ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے اس پر اعتراض ہوا اما قولہم سے اس کا جواب ہے۔

اعتراض:۔ یہ ہے کہ سَنَۃٌ (سال) اَرْضٌ (زمین) ثُبَۃٌ (جماعت وگروہ) قُلَۃٌ ضمہ وکسرہ کے ساتھ (گلی ڈنڈا) یہ سب الفاظ نہ تو مذکر ہیں اور نہ ہی ذوی العقول حالانکہ ان کی جمع واؤ نون کے ساتھ آتی ہے جیسے سنون ارضون وغیرہ لھذا یختص با ولی العلم کہنا درست نہیں؟

جواب:۔ مصنفؒ نے جواب دیا کہ یہ سب جموع شاذ ہیں خلاف قیاس ہیں۔

وَيَجِبُ اَنْ لَّايَكُوْنَ اَفْعَلَ مُؤَنَّثُه فَعْلَاءَ كَاَحْمَرَ وَحَمْرَاءَ وَلَا فَعْلَانَ مُؤَنَّثُه فَعْلٰى كَسَكْرَانَ وَسَكْرٰى وَلَا فَعِيْلاً بِمَعْنٰى مَفْعُوْلٍ كَجَرِيْحٍ بِمَعْنٰى مَجْرُوْحٍ وَلَا فَعُوْلاً بِمَعْنٰى فَاعِلٍ كَصَبُوْرٍ بِمَعْنٰى صَابِرٍ

ترجمہ:۔ اور واجب ہے یہ کہ نہ ہو وہ اسم ایسا افعل جس کی مؤنث فعلاء ہے جیسے احمر، حمراء اور نہ ایسا فعلان جس کی مؤنث فعلی ہے جیسے سکران، سکری اور نہ ایسا فعیل جو بمعنی مفعول ہو جیسے جریح بمعنی مجروح اور نہ ایسا فعول جو بمعنی فاعل ہو جیسے صبور بمعنی صابر۔

تشریح:۔ اسم کی دو قسمیں ہیں اسم محض وذات اور اسم صفت اسم محض وذات وہ ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے اس میں صفتی معنی نہ ہو جیسے زید۔ اسم صفت وہ ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں صفتی معنی ہو جیسے ضارب کاتب وغیرہ مصنفؒ یہاں سے دونوں کی جمع سالم بنانے کی شرائط ذکر کر رہے ہیں حاصل یہ ہے کہ وہ اسم جس کی جمع سالم بنائیں وہ دو حال سے خالی نہیں یا اسم ذات ہوگا یا اسم صفت اگر وہ اسم ذات ہے تو اسکی جمع سالم بنانے کیلئے تین شرائط ہیں۔

(۱):۔ وہ مذکر ہو یعنی اسمیں تاء تانیث نہ ہو نہ ملفوظ ہو نہ مقدر لھذا طلحۃ اور عین کی جمع سالم نہیں آسکتی طلحۃ میں تا ملفوظ ہے اور عین میں تاء مقدر ہے۔ (۲):۔ وہ علم ہو لھذا رجل جو مذکر عاقل ہے اس کی جمع سالم نہیں آئیگی کیونکہ یہ علم نہیں ہے۔ (۳):۔ اس کا اطلاق ذو العقول میں سے کسی عاقل پر ہو لھذا اعوج جو گھوڑے کا علم ہے اس کی جمع سالم نہیں آئیگی خلاصہ یہ کہ وہ اسم واحد ایسا ہو کہ اس کا

اطلاق مذکر عاقل پر بطور علم ہوتا ہو یہ شرط اس لئے لگائی کہ واؤنون وغیرہ کے ساتھ یہ جمع سالم تمام جموع سے اشرف ہے اور وہ اسم جو مذکر ہو اور عاقل کا علم ہو یہ بھی تمام اسموں سے اشرف ہے لھذا اشرف کیلئے اشرف جمع کو خاص کیا جیسے زید کی جمع زیدون۔

اور اگر وہ اسم صفت ہو مثلا اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ تو اس کی جمع سالم بنانے کیلئے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱):۔وہ مذکر عاقل ہو۔(۲):۔وہ اسم صفت تا تانیث کے ساتھ نہ ہو جیسے علامة ورنہ صیغہ جمع مذکر کا تاء تانیث کے ساتھ جمع ہونا لازم آئیگا اور اگر تاء کو حذف کریں تو اس مفرد کی جمع کے ساتھ التباس ہوگا جو تاء تانیث سے خالی ہے باقی تین شرطیں کتاب میں مذکور ہیں مصنفؒ نے ویجب الخ سے انہی تین شرطوں کو بیان کیا ہے۔(۱):۔وہ اسم صفت اس افعل کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فعلاء کے وزن پر آتی ہو جیسے احمر بروزن افعل ہے اس کی مؤنث حمراء بروزن فعلاء ہے لھذا اسکی جمع سالم نہیں آئیگی وجہ یہ ہے کہ اس افعل میں اور اسم تفضیل افعل میں جس کی جمع واؤنون کے ساتھ آتی ہے فرق ہو جائے جیسے اضرب کی جمع سالم اضربون ،افضل کی جمع سالم افضلون آتی ہے۔(۲):۔وہ اسم صفت اس فعلان کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فعلی آتی ہے جیسے سکران اس کی مؤنث سکری آتی ہے لھذا اس کی جمع سالم نہیں آئیگی وجہ یہ ہے کہ تاکہ اِس فعلان میں اور اُس فعلان میں جس کی مؤنث فعلانة کے وزن پر آتی ہے فرق ہو جائے جیسے ندمان اس کی مؤنث ندمانة آتی ہے اور اس کی جمع سالم ندمانون آتی ہے لھذا اب اس فعلان جس کی مؤنث فعلی ہے جیسے سکران اس کی جمع سالم نہیں آئیگی۔(۳):۔کہ وہ اسم صفت اس فعیل کے وزن پر نہ ہو جو بمعنی مفعول ہے جیسے جریح بمعنی مجروح (زخمی) اسی طرح اس فعول کے وزن پر بھی نہ ہو جو بمعنی فاعل ہے جیسے صبور بمعنی صابر (صبر کرنیوالا) لھذا اس کی جمع سالم نہیں آئیگی وجہ یہ ہے کہ فعیل اور فعول دونوں میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں کہا جاتا ہے رجل جریح امرأة جریح، رجل صبور، امرأة صبور اگر اس اسم صفت کی جمع سالم واؤنون کے ساتھ لائیں گے تو اس کا اختصاص ہو جائیگا مذکر کے ساتھ حالانکہ وہ مذکر و مؤنث میں برابر ہے لھذا نہ واؤنون کے ساتھ جمع لائی جائیگی اور نہ ہی الف تاء کے ساتھ جمع مؤنث سالم لائی جائیگی تاکہ مؤنث کے ساتھ بھی اختصاص نہ ہو۔

وَيَجِبُ حَذْفُ نُوْنِهٖ بِالْإِضَافَةِ نَحْوُ مُسْلِمُوْ مِصْرٍ

ترجمہ وتشریح:۔اور واجب ہے اس کے نون کو حذف کرنا اضافت کی وجہ سے جیسے مسلمو مصر اصل میں مسلمون تھا مصر کی طرف اضافت کرنے سے نون گر گیا۔

وَمُؤَنَّثٌ وَهُوَ مَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِهٖ اَلِفٌ وَتَاءٌ نَحْوُ مُسْلِمَاتٌ وَشَرْطُهٗ اِنْ كَانَ صِفَةً وَلَهٗ مُذَكَّرٌ اَنْ يَّكُوْنَ مُذَكَّرُهٗ قَدْ جُمِعَ بِالْوَاوِ وَالنُّوْنِ نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ مُذَكَّرٌ فَشَرْطُهٗ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مُؤَنَّثًا مُجَرَّدًا عَنِ التَّاءِ كَالْحَائِضِ وَالْحَامِلِ

ترجمہ:۔اور مؤنث اور وہ وہ ہے کہ لاحق کیا گیا ہو اس کے آخر میں الف اور تاء جیسے مسلمات اور شرط اس کی اگر وہ صفت ہو اور

اس کیلئے مذکر ہوتو یہ ہے کہ اسکا مذکر ایسا ہو کہ اس کی جمع لائی گئی ہو واؤ نون کے ساتھ جیسے مسلمون اور اگر نہ ہو اس کیلئے مذکر پس شرط اس کی یہ ہے کہ نہ ہو وہ ایسی مؤنث جو تاء سے خالی ہو جیسے حائض، حامل۔

تشریح:۔جمع سالم کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم وہ جمع ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف اور تاء لاحق ہو جیسے مسلمات جمع ہے مسلمة کی هندات جمع ہے هند کی اور اس کی شرط جس کا مفرد اسم صفت ہو اور اس کا مذکر بھی ہو تو یہ ہے کہ اس کے مذکر کی جمع واؤ نون کے ساتھ لائی جاتی ہو جیسے مسلمات مسلمة کی جمع ہے اور مسلمة اسم صفت ہے اور اس کے مذکر مسلم کی جمع واؤ نون کے ساتھ مسلمون آتی ہے تاکہ فرع کی شان اصل سے نہ بڑھ جائے اور اگر اسکا مذکر نہیں تو پھر شرط یہ ہے کہ وہ تاء تانیث سے خالی نہ ہو جیسے حائض اور حامل مؤنث ہیں اور اسم صفت ہیں ان کا مذکر نہیں ہے اور یہ تاء تانیث سے خالی ہیں لھٰذا ان کی جمع الف اور تا کے ساتھ حائضات اور حاملات نہیں آئے گی بلکہ جمع مکسر آتی ہے حوائض اور حوامل وجہ یہ ہے کہ اسم صفت تاء تانیث والے لفظوں کی جمع الف وتا کے ساتھ آتی ہے جیسے حائضة حاملة کی جمع مؤنث حائضات حاملات آتی ہے۔ اب اگر خالی عن التاء حائض و حامل کی جمع مؤنث بھی الف وتا کے ساتھ آئے تو التباس پیدا ہو جائیگا یہ معلوم نہیں ہوگا کہ حائضات حائضة کی جمع ہے یا حائض کی پھر ان میں فرق بھی ضروری ہے کیونکہ معنی کے اعتبار سے فرق ہے کہ حائض اس بالغہ عورت کو کہتے ہیں جس میں حیض کی صلاحیت ہو خواہ بالفعل اس وقت حیض نہ ہو اور حائضة اس عورت کو کہتے ہیں جس کو بالفعل حیض آیا ہوا ہو اسی طرح حامل جو حمل کی صلاحیت رکھے اور حاملہ جو بالفعل اس وقت حمل والی ہو۔

وَإِنْ كَانَ اِسْمًا غَيْرَ صِفَةٍ جُمِعَ بِالْأَلْفِ وَالتَّاءِ بِلاَ شَرْطٍ كَهِنْدَاتٍ

ترجمہ:۔اور اگر ہو وہ مؤنث مفرد اسم غیر صفت تو جمع لائی جائیگی الف وتاء کے ساتھ بغیر کسی شرط کے جیسے هندات

تشریح:۔یعنی اگر اسم مؤنث اسم غیر صفت ہو یعنی اسم محض وذات ہو تو اس کی جمع بغیر کسی شرط کے الف وتاء کے ساتھ لائی جائیگی جیسے هند کی جمع هندات اور طلحة کی جمع طلحات اور زينب کی جمع زينبات وغیرہ آتی ہے

وَالْمُكَسَّرُ صِيغَتُهُ فِي الثُّلاَثِيِّ كَثِيرَةٌ تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ كَرِجَالٍ وَأَفْرَاسٍ وَفُلُوسٍ وَفِي غَيْرِ الثُّلاَثِيِّ عَلٰى وَزْنِ فَعَالِلَ وَفَعَالِيْلَ قِيَاسًا كَمَا عَرَفْتَ فِي التَّصْرِيفِ

ترجمہ:۔اور جمع مکسر کے صیغے ثلاثی میں کثیر ہیں جن کو پہچانا جاسکتا ہے سماع کے ساتھ جیسے رجال، افراس، فلوس اور غیر ثلاثی میں فعالل وفعالیل کے وزن پر ہیں قیاسا جیسا کہ آپ پہچان چکے ہیں علم صرف میں۔

تشریح:۔جمع صحیح وسالم کی دونوں قسموں کو بیان کرنے کے بعد اب مصنف جمع مکسر کا بیان کرتے ہیں جمع مکسر کے صیغے ثلاثی مجرد میں بہت ہیں جو سماع سے معلوم ہو سکتے ہیں جیسے رجال جمع ہے رجل کی افراس جمع ہے فرس کی فلوس جمع ہے فلس کی (بمعنی پیسہ) اور غیر ثلاثی مجرد میں فعالل اور فعالیل کے وزن پر آتے ہیں باعتبار قیاس کے جیسا کہ علم صرف میں معلوم کر چکے ہیں جیسے

دراھم بروزن فعالل جمع ہے درھم کی اور دنانیر بروزن فعالیل جمع ہے دینار کی۔

ثُمَّ الْجَمْعُ اَيْضًا عَلٰى قِسْمَيْنِ جَمْعُ قِلَّةٍ وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلَى الْعَشْرَةِ فَمَا دُوْنَهَا وَاَبْنِيَتُه اَفْعُلٌ وَ اَفْعَالٌ وَاَفْعِلَةٌ وَفِعْلَةٌ وَجَمْعَا الصَّحِيْحِ بِدُوْنِ اللَّامِ كَزَيْدُوْنَ وَمُسْلِمَاتٍ وَجَمْعُ كَثْرَةٍ وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلٰى مَا فَوْقَ الْعَشْرَةِ وَاَبْنِيَتُه مَا عَدَا هٰذِهِ الْاَبْنِيَةِ

ترجمہ: پھر جمع بھی دو قسم پر ہے جمع قلت اور وہ وہ ہے کہ جس کا اطلاق کیا جائے دس پر پس اُس پر جو دس کے نیچے ہے اور بنائیں اسکی افعل وافعال وافعلة وفعلة اور صحیح کی دو جمعیں ہیں بغیر الف لام کے جیسے زیدون ومسلمات اور جمع کثرت اور وہ وہ ہے جس کا اطلاق کیا جائے دس سے زائد پر اور بنائیں اس کی وہ ہیں جو ان کے ماسوا ہیں۔

تشریح: جمع کی اول تقسیم باعتبار لفظ کے تھی اب جمع کی تقسیم باعتبار معنی ومصداق کے کرتے ہیں چنانچہ جمع مطلقا دو قسم پر ہے جمع قلت وکثرت

جمع قلت:۔ وہ ہے جس کا اطلاق تین سے لے کر دس تک ہو بعض کے ہاں دس خارج ہے تین سے لے کر نو تک اطلاق ہوتا ہے مصنفؒ کے ہاں دس بھی شامل ہے جمع قلت کے اوزان چھ ہیں (۱) اَفْعُلٌ ہے جیسے اَفْلُسٌ جمع ہے فَلْسٌ کی (۲) اَفْعَالٌ جیسے اَفْرَاسٌ جمع ہے فَرَسٌ کی (۳) اَفْعِلَةٌ جیسے اَرْغِفَةٌ جمع ہے رَغِيْفٌ کی (بمعنی چپاتی)۔(۴) فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ جمع ہے غُلَامٌ کی اور دونوں جمع صحیح یعنی جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم جب کہ الف ولام کے بغیر ہوں جیسے زیدون اور مسلمات۔

فائدہ:۔ عبارت میں جمعا الصحیح اصل میں جمعان تھا جب جمعان کی اضافت صحیح کی طرف ہوئی تو نون گر گیا۔

جمع کثرت:۔ وہ ہے جس کا اطلاق دس سے اوپر ہو اس کے اوزان جمع قلت کے اوزان کے علاوہ ہیں مگر کبھی ایک دوسرے پر بھی قرینہ کی وجہ سے اطلاق کرتے ہیں۔

فَصْلٌ: اَلْمَصْدَرُ اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى الْحَدَثِ فَقَط وَيُشْتَقُّ مِنْهُ الْاَفْعَالُ كَالضَّرْبِ وَالنَّصْرِ مَثَلاً وَاَبْنِيَتُه مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ غَيْرُ مَضْبُوْطَةٍ تُعْرَفُ بِالسِّمَاعِ وَمِنْ غَيْرِهٖ قِيَاسِيَّةٌ كَالْاِفْعَالِ وَالْاِنْفِعَالِ وَالْاِسْتِفْعَالِ وَالْفَعْلَلَةِ وَالتَّفَعْلُلِ مَثَلاً

ترجمہ:۔ مصدر وہ اسم ہے جو صرف حدث پر دلالت کرے اور مشتق ہوتے ہوں اس سے افعال جیسے ضَرْب (مارنا) نَصْر مدد کرنا مثلا اور اس کے اوزان ثلاثی مجرد سے منضبط نہیں ہیں پہچانے جاتے ہیں سماع کے ساتھ اور غیر ثلاثی مجرد سے قیاسی ہیں جیسے افعال وغیرہ مثلا۔[1]

---

[1] فوائد وقیود:۔ مصدر کی تعریف میں اسم یدل علی الحدث درجۂ جنس میں ہے اسم مصدر اسمائے مشتقہ کو شامل ہے فقط فصل ہے اس سے تمام مشتقات خارج ہو گئے کیونکہ وہ فقط معنی حدثی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ نسبت الی الفاعل اور زمان پر بھی دلالت کرتے ہیں۔

تشریح :۔ مصدر چونکہ تمام مشتقات اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ کیلئے اصل ہے اس لئے اس کو مقدم کیا مصدر وہ اسم ہے جو صرف معنی حدثی پر دلالت کرے کسی اور چیز پر دلالت نہ کرے یعنی زمانہ اور نسبت الی الفاعل پر دلالت نہ کرے [1]

مصدر کے اوزان ثلاثی مجرد سے منضبط نہیں ہیں اھل عرب سے سننے سے معلوم ہوتے ہیں قیاسی نہیں ہیں سیبویہ نے تتبع تلاش کر کے بتیس کا قول کیا ہے بعض نے پینتیس اور بعض نے پچاس کا قول کیا ہے اور غیر ثلاثی مجرد یعنی ثلاثی مزید فیہ رباعی مجرد رباعی مزید فیہ سے مصدر کے اوزان اھل عرب سے سماع پر موقوف نہیں بلکہ قیاسی ہیں ان کیلئے مخصوص اوزان مقرر ہیں مثلاً جس کی ماضی افعل کے وزن پر ہو اس کا مصدر افعال کے وزن پر آتا ہے اور جس کی ماضی انفعل کے وزن پر ہو اس کا مصدر انفعال کے وزن پر ہوگا اور جس کی ماضی استفعل کے وزن پر ہو اس کا مصدر استفعال آتا ہے اور جس کی ماضی فعلل کے وزن پر ہو اس کا مصدر فعللة آتا ہے اور جس کی ماضی تفعلل ہو اس کا مصدر تفعلل کے وزن پر آتا ہے مثلاً۔

فَالْمَصْدَرُ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مَفْعُوْلاً مُطْلَقًا يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ اَعْنِيْ يَرْفَعُ الْفَاعِلَ اِنْ كَانَ لاَزِمًا نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٍ وَيَنْصِبُ مَفْعُوْلاً اَيْضًا اِنْ كَانَ مُتَعَدِّيًا نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا

ترجمہ :۔ پس مصدر اگر نہ ہو مفعول مطلق تو عمل کرتا ہے اپنے فعل کا سا عمل مراد لیتا ہوں میں کہ فاعل کو رفع دیتا ہے اگر وہ مصدر لازمی ہو جیسے اعجبنی قیام زید اور نصب دیتا ہے مفعول کو بھی اگر متعدی ہے جیسے اعجبنی ضرب زید عمرا۔

تشریح :۔ مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو فعل جیسا عمل کرتا ہے۔ اگر مصدر فعل لازمی کا ہے تو فاعل کو رفع دیگا جیسے اعجبنی قیام زید (تعجب میں ڈالا ہے مجھے زید کے کھڑے ہونے نے) اس میں قیام مصدر لازمی ہے جس نے زید کو بنا بر فاعل کے رفع دیا اگر فعل متعدی کا مصدر ہے تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیگا جیسے اعجبنی ضرب زید عمرا (تعجب میں ڈالا ہے مجھے زید کے عمرو کو مارنے نے) اس میں ضرب مصدر متعدی ہے زید کو بنا بر فاعل کے رفع دیا عمروا کو بنا بر مفعول بہ کے نصب دیا۔

وَلاَ يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ مَعْمُوْلِ الْمَصْدَرِ عَلَيْهِ فَلاَ يُقَالُ اَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ ضَرْبٌ عَمْرًا وَلاَ عَمْرًا ضَرْبٌ زَيْدٌ

ترجمہ :۔ اور نہیں جائز مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا پس نہیں کہا جائیگا اعجبنی الخ

تشریح : مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا جائز نہیں خواہ معمول فاعل ہو یا مفعول بہ وجہ یہ ہے کہ مصدر عامل ضعیف ہے عامل ضعیف معمول مقدم میں عمل نہیں کرسکتا لھذا اعجبنی زید ضرب عمرا یا عمرا ضرب زید نہیں کہا جائے گا۔

---

[1] فائدہ: حدث وہ معنی ہے جو خود بخود قائم نہ ہو بلکہ غیر کے ساتھ قائم ہو خواہ اس غیر سے صادر ہو جیسے ضرب (مارنا) مشی چلنا ہر ایک ایسا معنی ہے جو زید عمرو بکر کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور ان سے صادر بھی ہے یا غیر سے صادر نہ ہو جیسے موت جسامت طول وغیرہ یہ زید عمرو بکر وغیرہ کے ساتھ قائم تو ہیں مگر ان سے صادر نہیں ہوتے۔

وَيُجُوْزُ اِضَافَتُه اِلَى الْفَاعِلِ نَحْوُ كَرِهْتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًا وَاِلَى الْمَفْعُوْلِ بِه نَحْوُ كَرِهْتُ ضَرْبَ عَمْرٍوزَيْدٌ

ترجمہ:۔اور جائز ہے مصدر کی اضافت فاعل کی طرف جیسے کرھت ضرب زید عمرا یا مفعول بہ کی طرف جیسے کرھت ضرب عمرو زید۔

تشریح:۔مصدر کی اضافت فاعل کی طرف جائز ہے اس وقت فاعل لفظا مجرور ہوگا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اور معنی مرفوع ہوگا فاعل ہونے کی وجہ سے اور اگر آگے مفعول بہ ہے تو وہ منصوب ہوگا کرھت ضرب زید عمرا (میں نے زید کے عمرو کو مارنے کو مکروہ سمجھا) اس میں ضرب مصدر زید فاعل کی طرف مضاف ہے اور مصدر کی اضافت مفعول بہ کی طرف بھی جائز ہے اس وقت اگر فاعل مذکور ہے تو وہ مرفوع ہوگا جیسے کرھت ضرب عمرو زید اس میں ضرب مصدر عمرو مفعول بہ کی طرف مضاف ہے عمرو لفظا مجرور اور معنی منصوب ہے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے اور زید مرفوع ہے فاعل ہونے کی وجہ سے۔

فائدہ:۔مصدر کا تنوین والا ہونا اور مضاف نہ ہونا اولی ہے۔

وَاَمَّا اِنْ كَانَ مَفْعُوْلاً مُطْلَقًا فَالْعَمَلُ لِلْفِعْلِ الَّذِیْ قَبْلَه نَحْوُ ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًوا فَعَمْرٌو مَنْصُوْبٌ بِضَرَبْتِ

ترجمہ وتشریح:۔اور اگر وہ مصدر مفعول مطلق ہے پس عمل اس فعل کیلئے ہوگا جو اس سے پہلے ہے جیسے ضربت ضربا عمرا (میں نے مارا عمرو کو مارنا) اس میں ضربا مصدر مفعول مطلق ہے اس وقت عمل مصدر کو نہیں دیں گے بلکہ ضربت عمرا کا عامل ناصب ہوگا وجہ یہ ہے کہ فعل عامل قوی ہے مصدر عامل ضعیف ہے قوی کے ہوتے ہوئے ضعیف کو عمل دینا جائز نہیں ہے۔

فَصْلٌ اِسْمُ الْفَاعِلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ [ا] لِيَدُلَّ عَلَى مَنْ قَامَ بِه الْفِعْلُ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ

ترجمہ:اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو تا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کیساتھ فعل قائم ہے بطریق حدوث

فوائد قیود:۔اسم فاعل کی تعریف میں اسم درجہ جنس میں ہے سب اسماء کو شامل ہے مشتق من فعل پہلا فصل ہے اس سے اسم جامد خارج ہوا کیونکہ وہ کسی سے مشتق نہیں ہوتا۔لیدل علی من قام بہ الفعل دوسرا فصل ہے اس سے اسم مفعول اسم تفضیل خارج ہو گئے کیونکہ اسم مفعول پر فعل واقع ہوتا ہے اسکے ساتھ قائم نہیں ہوتا اور اسم تفضیل میں اگر چہ فعل اس کے ساتھ قائم تو ہوتا ہے مگر زیادتی کے ساتھ اور اسم فاعل میں زیادتی والی بات نہیں صرف فعل اس کے ساتھ قائم ہوتا ہے بمعنی الحدوث یہ تیسرا فصل ہے اس سے صفت مشبہ خارج ہو گئی کیونکہ صفت مشبہ میں معنی مصدری اس ذات کے ساتھ بطریق تجدد وحدوث قائم نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کیلئے قائم ہوتا ہے بخلاف اسم فاعل کے کہ اس میں بطریق حدوث وتجدد قائم ہوتا ہے۔

[ا] فائدہ:۔من فعل میں فعل سے مراد لغوی معنی ہے یعنی مصدری معنی مراد ہے فعل اصطلاحی مراد نہیں ہےکیونکہ اسم فاعل کا اشتقاق فعل لغوی یعنی مصدر سے ہوتا ہے نہ کہ فعل اصطلاحی سے جیسا کہ کوفیوں کا مسلک ومذہب ہےکہ اشتقاق میں اصل فعل ہے مگر یہ مسلک درست نہیں مصنفؒ نے من فعل کہا من مصدر نہیں کہا اشارہ کیا کہ اسم فاعل اسم مفعول کا اشتقاق مصدر سے ہوتا ہے بواسطہ فعل۔

وَصِيغَتُه مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ عَلٰى وَزْنِ فَاعِلٍ كَضَارِبٍ وَنَاصِرٍ وَمِنْ غَيْرِهِ عَلٰى صِيغَةِ الْمُضَارِعِ مِنْ ذٰلِكَ الْفِعْلِ بِمِيمٍ مَضْمُومٍ مَكَانَ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ وَكَسْرِ مَا قَبْلَ الْاٰخِرِ كَمُدْخِلٍ وَمُسْتَخْرِجٍ

ترجمہ وتشریح:۔اور ثلاثی مجرد سے اسم فعل کا صیغہ فاعل کے وزن پر آتا ہے بکثرت جیسے ضارب وناصر اور غیر ثلاثی مجرد سے اسی فعل کے مضارع پر آتا ہے میم مضمومہ کو حرف مضارعت کی جگہ پر رکھنے اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دینے کے ساتھ جیسے مُدْخِل اور مُسْتَخْرِج مُدْخِل باب افعال کا اسم فاعل ہے مستخرج باب استفعال کا مدخل یدخل مضارع کے وزن پر ہے تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ صرف یاء حرف مضارعت کی جگہ میم مضمومہ رکھ دی آخر کے ماقبل پر کسرہ پہلے سے تھا اور مُسْتَخْرِج یَسْتَخْرِج فعل مضارع کے وزن پر ہے اس میں بھی تھوڑی سی تبدیلی ہوئی یا حرف مضارعت کی جگہ میم مضمومہ رکھ دی۔

وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَعْرُوْفِ اِنْ كَانَ بِمَعْنَى الْحَالِ اَوِ الْاِسْتِقْبَالِ وَمُعْتَمِدًا عَلَى الْمُبْتَدَاِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ اَوْذِي الْحَالِ نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ ضَارِبًا اَبُوْهُ عَمْرًا اَوْمَوْصُوْلٍ نَحْوُ مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ اَبُوْهُ عَمْرًا اَوْمَوْصُوْفٍ نَحْوُ عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا اَوْ هَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُ مَاقَائِمٌ زَيْدٌ

ترجمہ:۔اور وہ عمل کرتا ہے اپنے فعل معروف کا سا عمل گر ہو بمعنی حال یا استقبال اور سہارا لینے والا ہو مبتدأ پر یا ذوالحال پر یا موصول پر یا موصوف پر یا حرف استفہام پر یا حرف نفی پر۔

تشریح:۔اسم فاعل اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے اگر فعل لازمی ہو تو یہ بھی لازمی ہوگا اس وقت فعل لازمی جیسا عمل کرے گا یعنی صرف فاعل کو رفع دے گا اگر فعل متعدی ہو تو یہ اسم فاعل بھی متعدی ہوگا اور فاعل کو رفع مفعول بہ کو نصب دے گا لیکن اس کے عمل کیلئے دو شرطیں ہیں۔اول شرط:۔یہ کہ بمعنی حال یا استقبال ہو یہ شرط اس لیے ہے کہ اسم فاعل فعل مضارع کے ساتھ صورۃً اور معنیً مشابہ ہونے کی وجہ سے عمل کرتا ہے لہٰذا حال یا استقبال کے معنی میں ہو تا کہ مضارع کے ساتھ مشابہت قوی ہو جائے۔دوسری شرط:۔یہ ہے کہ مذکورہ چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کرنے والا ہو مطلب یہ ہے کہ اسم فاعل سے پہلے مبتدأ، ذوالحال، موصول وغیرہ ہو اور یہ اسم فاعل ان سے تعلق رکھتا ہو یعنی اگر مبتدأ ہے تو یہ اس کی خبر ہوگا اور اگر ذوالحال ہے تو یہ حال ہوگا اگر موصول ہے تو یہ صلہ ہوگا اگر موصوف ہے تو یہ صفت ہوگا الخ۔ان چیزوں کی وجہ سے بھی اسم فاعل کی مشابہت فعل کے ساتھ قوی ہو جاتی ہے جیسے مبتدأ کے بعد فعل آ جائے تو وہ اسی مبتدأ کی خبر بنتا ہے اسی طرح یہ بھی۔اور حرف استفہام وحرف نفی اکثر فعل پر داخل ہوتے ہیں تو ان کے بعد اگر اسم فاعل ہوگا تو فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جائے گی۔مبتدأ پر سہارا کرنے کی مثال جیسے زید قائم ابوہ (زید کھڑا ہونے والا ہے اس کا باپ) زید مبتدأ قائم اسم فاعل صیغہ صفت کا یعمل عمل فعلہ معتمد بر مبتدأ ابوہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر اس کا فاعل پھر شبہ جملہ ہو کر مبتدأ کی خبر۔ذوالحال کی مثال جاء نی زید ضاربا ابوہ عمرا (آیا ہے میرے پاس زید اس حال میں کہ مارنے والا ہے اس کا باپ عمرو کو) زید ذوالحال ضاربا اسم فاعل صیغہ صفت کا الخ۔ابوہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل عمرا مفعول بہ شبہ جملہ ہو کر

حال ہے ذوالحال کا ذوالحال حال ملکر جاء کا فاعل۔ موصول کی مثال مررت بالضارب ابوہ عمرا (گزرا میں اس شخص کے ساتھ کہ مارنے والا ہے اس کا باپ عمرکو) مررت فعل بفاعل با حرف جار الف ولام بمعنی الذی اسم موصول ضارب اسم فاعل صیغہ صفت کا یعمل الخ۔ ابوہ فاعل عمرا مفول بہ شبہ جملہ ہوکر صلہ موصول صلہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مررت فعل کے۔ موصوف کی مثال عندی رجل ضارب ابوہ عمرو (میرے پاس ایسا مرد ہے جس کا باپ عمرکو مارنے والا ہے) عند ظرف مضاف یاء متکلم مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم رجل موصوف ضارب اسم فاعل صیغہ صفت الخ۔ ابوہ فاعل عمرا مفعول بہ شبہ جملہ ہوکر صفت ہے رجل موصوف کی موصوف صفت سے ملکر مبتدأ مؤخر۔ ہمزہ استفہام پر سہارا لینے کی مثال اقائم زید (کیا زید کھڑا ہونے والا ہے؟) ہمزہ استفہام قائم اسم فاعل صیغہ صفت الخ۔ زید فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوا۔ حرف نفی کی مثال ماقائم زید (نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا) ما حرف نفی قائم اسم فاعل صیغہ صفت کا الخ۔ زید فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوا۔

فَاِنْ كَانَ بِمَعْنَى الْمَاضِیْ وَجَبَتِ الْاِضَافَةُ مَعْنیً نَحْوُ زَیْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو اَمْسِ

ترجمہ وتشریح:۔ پس اگر اسم فاعل بمعنی ماضی ہو تو اضافت معنویہ واجب ہے یعنی اگر اسم فاعل متعدی ہے اور مفعول بہ مذکور ہے اور حال یا استقبال کے معنی میں نہیں بلکہ کسی قرینہ سے ماضی کے معنی میں ہے تو اس وقت مفعول بہ میں عمل نہیں کرے گا بلکہ اس وقت مفعول بہ کی طرف اضافت معنویہ ہوگی کیونکہ اضافت لفظیہ تو اسوقت ہوگی جب صیغہ صفت اسم فاعل وغیرہ اپنے معمول کیطرف مضاف ہو اور اس وقت ماضی کے معنی میں ہونے کیوجہ سے عمل نہیں کررہا لہذا یہ اضافت الی المفعول اضافت معنویہ ہوگی جیسے زید ضارب عمرو امس (زید نے عمرو کو کل گذشتہ مارا) [1]

هٰذَا اِذَا كَانَ مُنَكَّرًا اَمَّا اِذَا كَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ يَسْتَوِیْ فِيْهِ جَمِيْعُ الْاَزْمِنَةِ نَحْوُ زَيْدُنِ الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًا الْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ

ترجمہ:۔ یہ بات اس وقت ہے جب اسم فاعل نکرہ ہو لیکن جب معرف باللام ہو تو اس میں سب زمانے برابر ہیں۔

تشریح:۔ یعنی اسم فاعل کے عمل کیلئے زمانہ حال یا استقبال کی شرط اسی وقت ہے جب وہ نکرہ ہو اگر الف لام بمعنی الذی اسم موصول کے ساتھ معرف ہو تو اس وقت تمام زمانے برابر ہیں اس وقت ہر حال میں مفعول بہ میں عمل کریگا خواہ بمعنی ماضی ہو یا حال یا استقبال ہو نیز اس وقت کسی چیز پر اعتماد کی شرط بھی نہیں کیونکہ الف ولام موصول کے داخل ہونے کے بعد اسم فاعل باعتبار معنی کے فعل ہے اگرچہ

---

[1] فائدہ:۔ اسم فاعل متعدی اور مفعول بہ کے مذکور ہونے کی شرط اس لیے لگائی کہ حال یا استقبال کی شرط مفعول بہ میں عمل کرنے کیلئے ہے فاعل میں عمل کرنے کیلئے یہ شرط نہیں ہے تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

صورۃً اسم فاعل ہے اور فعل کے عمل کرنے کیلئے تمام زمانے برابر ہیں الضارب بمعنی الذی ضرب ہوگا جیسے زیدنالضارب ابوہ عمران الآن اوغدا او امس (زید کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے اس وقت یا کل آئندہ یا کل گزشتہ)۔

فَصْلُ اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ مُتَعَدٍّ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ وَصِيْغَتُه مِنْ مُجَرَّدِ الثُّلَاثِيِّ عَلٰى وَزْنِ مَفْعُوْلٍ لَفْظًا كَمَضْرُوْبٍ اَوْ تَقْدِيْرًا كَمَقُوْلٍ وَمَرْمِيٍّ وَمِنْ غَيْرِه كَاِسْمِ الْفَاعِلِ بِفَتْحِ مَاقَبْلَ الْاٰخِرِ كَمُدْخَلٍ وَمُسْتَخْرَجٍ

ترجمہ:۔ اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس پر فعل واقع ہوا اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے لفظاً جیسے مضروب یا تقدیراً جیسے مقول مرمی اور غیر ثلاثی مجرد کا اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہے آخر کے ماقبل کے فتحہ کے ساتھ جیسے مدخل مستخرج۔

تشریح:۔ تعریف واضح ہے۔

لفظا او تقديرا:۔ کبھی اس کا صیغہ مفعول کے وزن پر لفظاً ہوگا جیسے مضروب بروزن مفعول کبھی تقدیراً ہوگا جیسے مقول اصل میں مقوول بروزن مفعول تھا مرمی اصل میں مرموی بروزن مفعول تھا دونوں میں تعلیل ہوئی ہے۔

ومن غيره الخ:۔ غیر ثلاثی مجرد یعنی ثلاثی مزید رباعی مجرد رباعی مزید کا اسم مفعول اسم فاعل کے صیغے کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں آخر کے ماقبل پر فتحہ لائی جائے گی اسم فاعل میں آخر کے ماقبل پر کسرہ آتی ہے تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے جیسے مدخل مستخرج یہ لفظی کی مثال ہے تقدیری کی مثال جیسے مختار اصل میں مختیر تھا

وَيَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَجْهُوْلِ بِالشَّرَائِطِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ اِسْمِ الْفَاعِلِ نَحْوُ زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُه الْاٰنَ اَوْغَدًا اَوْاَمْسِ

ترجمہ:۔ وہ عمل کرتا ہے اپنے فعل مجہول کا سا انہی شرائط کے ساتھ جو اسم فاعل میں مذکور ہو چکی ہیں۔

تشریح:۔ یعنی اس میں زمانہ حال یا استقبال ہو اور چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر سہارا ہو اسم مفعول فعل مجہول کی طرح نائب فاعل کو رفع دیگا اگر دوسرا مفعول بہ ہو تو اس کو نصب دیگا جیسے زید مضروب غلامه آلآن اورغدا او امس (زید کا غلام مارا ہوا ہے آج یا کل آئندہ یا کل گزشتہ) زید مبتدأ مضروب اسم مفعول صیغہ صفت کا یعمل عمل فعله معتمد بر مبتدأ غلامه مضاف مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل آلآن یا غدا یا امس مفعول فیہ۔

فوائد وقیود:۔ اسم مفعول کی تعریف میں اسم درجہ جنس میں ہے سب اسماء کو شامل ہے مشتق فصل ہے اس سے اسم جامد خارج ہوگیا من فعل متعد اس لئے کہا کہ فعل لازمی سے اسم مفعول مشتق نہیں ہوتا۔ لیدل علی من وقع علیہ الفعل فصل ثانی ہے اس سے اسم فاعل صفت مشبہ اور اسم تفضیل خارج ہو گئے اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے اکثر مفعول کے وزن پر آتا ہے اکثر اس لئے کہا کہ کبھی فعیل کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے جریح بمعنی مجروح قتیل بمعنی مقتول۔

فائدہ:۔ اسم مفعول میں بھی اسم فاعل کی طرح زمانہ حال یا استقبال کی شرط مفعول بہ میں نصب کا عمل کرنے کیلئے ہے نائب فاعل کو رفع دینے کیلئے یہ شرط نہیں بلکہ نائب فاعل کو بغیر اس شرط کے رفع دیتا ہے جیسے مثال گزر چکی ہے امس جو ماضی پر دلالت کرتا ہے اس کے با وجود بھی مضروب اسم مفعول اپنے نائب فاعل غلامہ کو رفع دے رہا ہے البتہ مفعول بہ کو نصب تب دیگا جب اس میں زمانہ حال یا استقبال ہو جیسے زَیْدٌ مِعْطٰی غُلَامِہ دِرْھَمًا غَدًا (زید کے غلام کو کل ایک درھم دیا جائیگا) زید مبتدأ معطی اسم مفعول صیغہ صفت الخ غلامہ نائب فاعل درھما منصوب لفظا مفعول بہ غد مفعول فیہ۔ [1]

فَصْلُ اَلصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لَازِمٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلِ بِمَعْنَى الثُّبُوْتِ

ترجمہ:۔ صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازمی سے مشتق ہو تا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہے بطور ثبوت و پائیداری کے ساتھ۔

وَصِيْغَتُهَا عَلٰى خِلَافِ صِيْغَةِ اِسْمِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ اِنَّمَا تُعْرَفُ بِالسِّمَاعِ كَحَسَنٍ وَصَعْبٍ وَظَرِيْفٍ

ترجمہ وتشریح:۔ اور صفت مشبہ کے صیغے اسم فاعل واسم مفعول کے صیغہ کے خلاف ہوتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ان کو پہچانا جاتا ہے سماع کے ساتھ یہ جمہور کے ہاں ہے مگر ابن مالک نحوی وغیرہ کے ہاں کبھی اسم فاعل کے وزن پر بھی صفت مشبہ آجاتا ہے جیسے شاحط بمعنی شحیط بمعنی بعید اسم فاعل واسم مفعول کے صیغے قیاسی ہیں اور صفت مشبہ کے صیغے سماعی ہیں جیسے اہل عرب سے سنیں گے ویسے ہی بولیں گے چند یہ ہیں۔ حسن بروزن فعل بمعنی خوب نیک صاحب جمال، صعب بروزن فعل بمعنی

---

[1] فائدہ:۔ جب اسم مفعول بمعنی ماضی ہو تو اس کی اضافت مفعول بہ کی طرف اضافت معنویہ ہوگی جیسے زید معطی درھم امس زید مبتدأ معطی اسم مفعول مضاف درھم مضاف الیہ اور اس کے شروع میں جب الف لام ہو تو وہ بمعنی الذی اسم موصول ہوگا اور اسم مفعول فعل ماضی مجہول کے معنی میں ہوگا اس وقت اس تین سب زمانے برابر ہیں جیسے زیدن المعطی غلامہ درھما آلآن اوغدا اوامس۔

فوائد قیود:۔ صفت مشبہ کی تعریف میں اسم درجہ جنس میں ہے سب اسماء کو شامل ہے مشتق فصل اول ہے اس سے اسم جامد خارج ہو گیا من فعل لازم دوسرا فصل ہے اس سے وہ اسم فاعل اسم مفعول اسم تفضیل خارج ہو گئے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتے ہیں لیدل علی من قام بہ الفعل تیسرا فصل ہے اس سے اسم مفعول جو فعل لازمی سے مشتق ہو اور اسم زمان اسم مکان اسم آلہ خارج ہو گئے کیونکہ یہ اگرچہ فعل لازمی سے مشتق ہیں مگر اس ذات پر دلالت نہیں کرتے جس کے ساتھ فعل قائم ہو بمعنی الثبوت چوتھا فصل ہے اس سے وہ اسم فاعل اور اسم تفضیل خارج ہو گئے جو فعل لازمی سے مشتق ہوتے ہیں کیونکہ ان کا قیام بطور ثبوت وہمیشگی کے نہیں ہوتا بلکہ بطور تجدد اور حدوث کے ہوتا ہے یعنی عارضی قیام ہوتا ہے جیسے ذاھب اور افضل وغیرہ صفت مشبہ کی مثال حسن اسم صفت صفت حسن بطور ثبوت اور پائیداری کے قائم ہے اسم فاعل اور صفت مشبہ میں یہی فرق ہے اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے اور صفت مشبہ میں لازمی اور دائمی ہوتی ہے ضارب اس شخص کو کہا جائیگا جس میں صفت مارنے کی پہلے نہ تھی اب پیدا ہوگئی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد ختم ہو جائیگی لیکن حسن صفت مشبہ اس شخص کیلئے کہا جائیگا جس میں صفت حسن ہر وقت پائی جائے۔

مشکل ودشوار کارسخت۔ظریف بروزن فعیل بمعنی عقل مندخوش طبع۔

وَهِيَ تَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهَا مُطْلَقًا بِشَرْطِ الْاِعْتِمَادِ الْمَذْكُوْرِ وَمَسَائِلُهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ لِاَنَّ الصِّفَةَ اِمَّا بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدَةٌ عَنْهَا وَمَعْمُوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِمَّا مُضَافٌ اَوْ بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدٌ عَنْهُمَا فَهٰذِهٖ سِتَّةٌ وَمَعْمُوْلُ كُلٍّ مِنْهُمَا اِمَّا مَرْفُوْعٌ اَوْ مَنْصُوْبٌ اَوْ مَجْرُوْرٌ فَذٰلِكَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ

ترجمہ:۔اور وہ عمل کرتا ہے اپنے فعل کا سامطلقا اعتماد مذکور کی شرط کے ساتھ اور اس کے مسائل اٹھارہ ہیں اسلئے کہ تحقیق صفت مشبہ یا الف لام کے ساتھ ہوگی یا الف لام سے خالی ہوگیا وران میں سے ہرایک کا معمول یا مضاف ہوگا یا الف لام کے ساتھ ہوگا یا دونوں سے خالی ہوگا پس یہ چھ ہیں اور ہرایک کا معمول مرفوع ہوگا یا منصوب یا مجرور پس یہ اٹھارہ ہیں

تشریح:۔صفت مشبہ مطلقا یعنی بغیر زمانہ حال یا استقبال کی شرط کے اپنے فعل لازمی جیسا عمل کرتا ہے کیونکہ اس میں ثبوت ودوام ہمیشگی کا معنی ہوتا ہے اور زمانہ حال یا استقبال کی شرط اسم فاعل اسم مفعول میں اس لیے تھی کہ ان میں ہمیشگی ودوام نہیں تھا بلکہ تجدد وحدوث تھا۔ تو تجدد وحدوث کے وقت زمانہ حال یا استقبال کی شرط لگائی جاتی ہے لیکن اس کے عمل کیلئے اسم موصول کے علاوہ باقی پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کی شرط ضروری ہے اسم موصول پر سہارے والی شرط اس لیے نہیں کہ صفت مشبہ پر جو الف لام داخل ہوتا ہے وہ بمعنی الذی اسم موصول نہیں ہے بالاتفاق بلکہ وہ الف لام حرفی ہے اور اسم فاعل اور اسم مفعول میں الف ولام بمعنی الذی اسم موصول ہوتا ہے لہذا وہاں موصول پر اعتماد والی شرط معتبر ہے۔صفت مشبہ کا عمل اپنے فعل سے بھی زیادہ ہے کیونکہ فعل لازمی مفعول بہ کو نہیں چاہتا لہذا صرف فاعل کو رفع دے گا مفعول بہ کو نصب نہیں دے گا لیکن صفت مشبہ باوجودیکہ فعل لازمی سے مشتق ہے مگر فاعل کو رفع بھی دیتا ہے اور بعد میں اپنے معمول کو اسم فاعل کے مفعول کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے نصب بھی دیتا ہے جیسا کہ عنقریب تفصیل میں آئیگا۔صفت مشبہ کے مسائل اور اس کی قسمیں اٹھارہ ہیں ان قسموں کو مسائل سے تعبیر اس لیے کیا کہ ان کے حکم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ یہ جائز ہے یا حسن یا احسن ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے اور جس چیز کے متعلق سوال کیا جائے اس کو مسئلہ کہا جاتا ہے تو کل مسائل واقسام اٹھارہ ہیں لان الصفة سے ان کی تفصیل ہے صفت مشبہ کی اٹھارہ قسمیں ہیں کیونکہ صفت یا تو معرف باللام ہوگی جیسے الحسن یا معرف باللام نہیں ہوگی جیسے حسن پھر ان دونوں قسموں میں سے ہرایک کا معمول یا مضاف ہوگا جیسے وجهه یا معرف باللام ہوگا جیسے الوجه یا ان دونوں چیزوں سے خالی ہوگا جیسے وجه تین کو دو میں ضرب دینے سے چھ قسمیں ہوئی اور صفت مشبہ کے معمول کی حالتیں باعتبار اعراب کے تین ہیں یا تو فاعلیت کی بناء پر مرفوع ہوگا یا وہ اسم فاعل کے مفعول بہ سے مشابہ ہونے کی بناء پر منصوب ہوگا اگر وہ معرفہ ہے اور اگر وہ نکرہ ہے۔تو وہ تمیز ہونے کی بناء پر منصوب ہوگا اور یا صفت مشبہ کے اس کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا پس چھ کو تین سے ضرب دینے سے اٹھارہ صورتیں ہوئیں جو ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہیں۔(تفصیلی نقشہ صفحہ نمبر(   ) کے حاشیہ پر ملاحظہ کریں)

وَتَفْصِيلُهَا نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهُه ثَلَاثَةُ اَوْجُهٍ وَكَذٰلِكَ الْحَسَنُ الْوَجْهِ وَالْحَسَنُ وَجْهٌ وَحَسَنُ وَجْهِه وَحَسَنُ الْوَجْهِ وَحَسَنُ وَجْهٍ

ترجمہ:۔اور تفصیل ان اٹھارہ قسموں کی مثل جاء نی زیدالخ تشریح نقشہ میں دیکھیں۔

وَهِيَ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ مِنْهَا مُمْتَنِعٌ اَلْحَسَنُ وَجْهٌ وَالْحَسَنُ وَجْهُه وَمُخْتَلَفٌ فِيْهِ حَسَنُ وَجْهِه وَالْبَوَاقِيْ احْسَنُ اِنْ كَانَ فِيْهِ ضَمِيْرٌ وَّاحِدٌ وَ حَسَنٌ اِنْ كَانَ فِيْهِ ضَمِيْرَانِ وَقَبِيْحٌ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ ضَمِيْرٌ

ترجمہ:اور صفت مشبہ کی اٹھارہ قسمیں پانچ قسموں پر ہیں ان میں سے بعض ممتنع الحسن وجہ الحسن وجهه اور بعض مختلف فیہ حسن وجهہ اور باقی احسن ہیں اگر ہوان میں ضمیر واحد اور حسن ہیں اگر ہوں ان میں دو ضمیریں اور قبیح ہے اگر نہ ہو اس میں ضمیر۔

تشریح:۔صفت مشبہ کی اٹھارہ قسمیں باعتبار احسن اور حسن اور قبیح اور مختلف فیہ اور ممتنع ہونے کے پانچ قسمیں ہیں ان میں سے دو صورتیں ممتنع ہیں۔اول:۔ اَلْحَسَنُ وَجْهٍ یعنی صیغہ صفت معرف باللام ہو اور معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ معمول مجرور مجرد عن اللام والاضافۃ ہو وجہ امتناع کی یہ ہے کہ اضافت مفید تخصیص نہیں اس ترکیب میں معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہو رہی ہے جو اضافت معنویہ میں ناجائز اور ممتنع ہے لہذا اس اضافت لفظیہ میں بھی مشابہت کی وجہ سے ممتنع ہوگی۔دوم:۔ اَلْحَسَنُ وَجْهِه یعنی صیغہ صفت کا معرف باللام ہو اور معمول کی طرف مضاف ہو اور پھر معمول بھی اس ضمیر کی طرف مضاف ہو جو صیغہ صفت کے موصوف کی طرف لوٹ رہی ہے جیسے جاء نی زَيْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهِه اس میں وجہہ کی ضمیر الحسن کے موصوف اسم ظاہر کی طرف لوٹ رہی ہے امتناع کی وجہ یہ کہ اس میں اضافت سے کچھ تخفیف نہیں ہوئی کیونکہ صفت مشبہ میں تخفیف یا تو حذف تنوین سے ہوتی ہے جیسے حَسَنُ وَجْهٍ یا نون تثنیہ یا جمع کے حذف کرنے سے یا موصوف کی طرف لوٹنے والی ضمیر جو صیغہ صفت کے معمول فاعل میں ہے اس کو حذف کرنے سے جیسے اَلْحَسَنُ وَجْهٍ اصل میں اَلْحَسَنُ وَجْهُه تھا اضافت کیوجہ سے وجہ کی ضمیر حذف کر کے الحسن میں مستتر کردی گئی لیکن ہمارے والی مثال میں اضافت نے تخفیف کی صورتوں میں سے کسی صورت کا فائدہ نہیں دیا کیونکہ تنوین الف ولام کیوجہ سے گری ہے اور وجهه کی ضمیر اپنے حال پر باقی ہے۔ایک صورت مختلف فیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ صیغہ صفت معرف باللام نہ ہو اور معمول کی طرف مضاف ہو معمول پھر موصوف کی ضمیر کی طرف مضاف ہو جیسے حَسَنُ وَجْهِه سیبویہ اور بصریین حضرات کے ہاں قباحت کے ساتھ ضرورت شعری میں جائز ہے پھر قباحت کی وجہ یہ ہے کہ اضافت لفظیہ تخفیف کا فائدہ دیتی ہے اس سے اعلیٰ درجہ کی تخفیف ہونی چاہئے اور اعلیٰ درجہ کی تخفیف تب ہوگی کہ مضاف سے تنوین گرے اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہو جائے لیکن یہاں ادنی درجہ کی تخفیف ہوئی کہ صرف مضاف سے تنوین گری ہے مضاف الیہ سے ضمیر حذف نہیں ہوئی حالانکہ اعلیٰ درجہ کی تخفیف ممکن تھی لہذا اعلیٰ درجہ کی تخفیف پر قدرت کے باوجود ادنی درجہ کی تخفیف پر اکتفاء کرنا قبیح ہے اور نحاۃ کوفہ کے ہاں بلا قباحت جائز ہے کیونکہ جواز کیلئے فی الجملہ کچھ نہ کچھ تخفیف کافی ہے اور وہ یہاں حذف تنوین کی وجہ سے حاصل ہے۔

والبواقي احسن الخ۔ یعنی اٹھارہ میں سے باقی جو پندرہ ہیں ان میں سے ہر وہ قسم جس میں صرف ایک ضمیر ہے خواہ صیغہ صفت میں ہو یا اس کے معمول میں ہو تو وہ احسن ہے اور وہ نو قسمیں ہیں یہ احسن اس لیے ہے کہ موصوف کے ساتھ ربط دینے کیلئے ایک ضمیر کافی ہے اور ہر وہ قسم جس میں دو ضمیریں ہیں ایک صیغہ صفت میں دوسری معمول میں وہ قسم حسن ہے اور وہ دو قسمیں ہیں ان کے حسن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک ضمیر تو ضروری ہے ربط کیلئے لہذا ایک ضمیر کی وجہ سے تو حسن ہے اور دوسری ضمیر جو معمول میں ہے وہ بلا ضرورت ہے یہ قسم غیر احسن ہے اور ہر وہ قسم جس میں کوئی ضمیر نہیں وہ قبیح ہے اور وہ چار قسمیں ہیں قبیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر بالکل نہ ہونے کی وجہ سے صیغہ صفت کا اپنے موصوف کے ساتھ ربط نہیں رہا۔ [1]

---

[1] نقشہ اقسام صفت مشبہ مع الحکم

نمبر شمار	قسم صفت مشبہ	قسم معمول	رفع بوجہ فاعلیت	حکم	نصب بوجہ تشبیہ بہ مفعول بہ یا بوجہ تمیز	حکم	جر بوجہ اضافت	حکم
۱	جبکہ معرف باللام ہو	جبکہ معمول مضاف ہو	زَيْدُنِ الْحَسَنُ وَجْهُه	احسن	زَيْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهَه مشابہ بہ مفعول بہ	حسن	زَيْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهِه	ممنوع
۲	ایضا	جبکہ معمول معرف باللام ہو	زَيْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهُ	قبیح	زَيْدُ نِ الْحَسَنُ الْوَجْهَ مشابہ بہ مفعول بہ	احسن	زَيْدُ نِ الْحَسَنُ الْوَجْهِ	احسن
۳	ایضا	جبکہ نہ معرف باللام ہو نہ مضاف	زَيْدُنِ الْحَسَنُ وَجْهٌ	قبیح	زَيْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهاً تمیز	احسن	زَيْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهٍ	ممنوع
۴	جبکہ غیر معرف باللام ہو	جبکہ معمول مضاف ہو	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُه	احسن	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهَه مشابہ بہ مفعول بہ	حسن	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهِه	مختلف فیہ
۵	ایضا	جبکہ معمول معرف باللام ہو	زَيْدٌ حَسَنُ الْوَجْهُ	قبیح	زَيْدٌ حَسَنُ الْوَجْهَ مشابہ بہ مفعول بہ	احسن	زید حسن الوجهِ	احسن
۶	ایضا	جبکہ نہ معرف باللام ہو نہ مضاف	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهٌ	قبیح	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهاً تمیز	احسن	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهٍ	احسن

وَالضَّابِطَةُ اَنَّکَ مَتٰی رَفَعْتَ بِهَا مَعْمُوْلَهَا فَلَا ضَمِیْرَ فِی الصِّفَةِ وَمَتٰی نَصَبْتَ اَوْ جَرَرْتَ فِیْهَا ضَمِیْرُ الْمَوْصُوْفِ نَحْوُ زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهُه

ترجمہ وتشریح:۔ضمیر پہچاننے کا ضابطہ یہ ہے کہ تحقیق جب تو صفت مشبہ کے معمول کو رفع دیگا تو اس وقت صفت مشبہ میں کوئی ضمیر نہیں ہوگی اس لئے کہ اس وقت اس کا معمول خود اس کا فاعل ہے اور جب تو صفت مشبہ کے معمول کو نصب اور جر دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں ایک ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف لوٹے گی اور صفت مشبہ کا فاعل بنے گی اس وقت صفت مشبہ مذکر ومؤنث تثنیہ وجمع ہونے میں موصوف کے مطابق ہوگی کیونکہ ضمیر کا اپنے مرجع کے مطابق ہونا ضروری ہے جیسے زید حسن وجہہ، ھند حسنۃ وجہا، ھند حسنۃ وجہ، الزیدان حسنان وجہا، الزیدون حسنون وجہا وغیرہ۔

فَصْلٌ اِسْمُ التَّفْضِیْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِیَدُلَّ عَلَی الْمَوْصُوْفِ بِزِیَادَةٍ عَلٰی غَیْرِهٖ

ترجمہ:۔اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جو اپنے غیر سے معنی مصدری کے ساتھ زیادہ متصف ہو۔ [1]

وَصِیْغَتُه اَفْعَلُ فَلَا یُبْنٰی اِلَّا مِنَ الثُّلَاثِیِّ الْمُجَرَّدِ الَّذِیْ لَیْسَ بِلَوْنٍ وَلَا عَیْبٍ نَحْوُ زَیْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ

ترجمہ:۔اور اسم تفضیل کا صیغہ افعل ہے پس نہیں بنایا جاتا مگر اس ثلاثی مجرد سے جس میں لون وعیب والا معنی نہ ہو جیسے زید افضل الناس (زید سارے لوگوں میں سے افضل ہے) [2]

تشریح:۔اسم تفضیل کا صیغہ مذکر کیلئے افعل اور مؤنث کیلئے فعلی آتا ہے خیر شر بھی اس میں داخل ہیں کیونکہ اصل میں اَخْیَر اور

---

[1] فوائد قیود:۔تعریف میں لفظ اسم درجہ جنس میں ہے سب اسماء کو شامل مشتق فصل اول ہے اس سے اسم جامد خارج ہو گیا لیدل علی الموصوف فصل ثانی ہے اس سے اسم زمان اسم مکان اسم آلہ خارج ہو گئے کیونکہ یہ معنی مصدری کے ساتھ متصف نہیں ہوتے۔ بزیادۃ علی غیرہ فصل ثالث ہے اس سے اسم فاعل اسم مفعول صفت مشبہ خارج ہو گئے کیونکہ ان میں زیادتی والا معنی نہیں ہوتا اسی طرح وہ اسم فاعل جو مبالغے کیلئے وضع کیا گیا ہے وہ بھی خارج جیسے ضراب ضروب (بہت مارنے والا) کیونکہ یہ اگرچہ زیادتی پر دلالت کرتا ہے مگر زیادتی علی الغیر کا لحاظ اسمیں نہیں ہوتا اسم تفضیل میں معنی مصدری زیادہ ہوتا ہے اپنے غیر کے لحاظ سے

فائدہ:۔مصنف نے یہاں لیدل علی الموصوف کہا علی من قام بہ یا علی من وقع علیہ نہیں کہا تا کہ اسم تفضیل کی دونوں قسموں کو یہ تعریف شامل ہو جائے اسم تفضیل کبھی فاعل کی افضلیت بتلانے کیلئے ہوتا ہے اور کبھی مفعول بہ کی افضلیت بتلانے کیلئے جیسے اضرب (زیادہ مارنے والا) یہ فاعل کی تفضیل کیلئے ہے اور جیسا شہر (زیادہ مشہور) یہ مفعول بہ کی تفضیل کیلئے ہے اگر علی من قام بہ کہتا تو دوسری قسم تفضیل مفعول بہ والی خارج ہو جاتی اگر من وقع علیہ کہتا تو اول قسم تفضیل فاعل والی خارج ہو جاتی۔

[2] فائدہ:۔عیب سے مراد ظاہری عیب ہے نہ کہ باطنی لھذا باطنی عیب والا معنی اگر اس میں ہو تو اسم تفضیل استعمال ہوگا جیسے اجہل زیادہ جہالت والا ابلد زیادہ بلادۃ والا یعنی بڑا پاگل۔

اَشَــرُّ تھے اور یہ صیغہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے ثلاثی مزید فیہ رباعی مجرد اور رباعی مزید سے نہیں آتا کیونکہ اگر کچھ حروف کم کئے جائیں تو لفظاً و معنیً خلل لازم آتا ہے اور اگر حروف کم نہ کریں تو افعل کا وزن تیار ہی نہیں ہو سکتا پھر ثلاثی مجرد بھی ایسا ہو کہ اس میں عیب و لون والا معنی نہ پایا جائے کیونکہ جس ثلاثی مجرد میں عیب یا رنگ کے معنی ہوں ان کا افعل صفتی استعمال ہوتا ہے اگر افعل تفضیلی یعنی اسم تفضیل بھی اس سے بنایا جائے تو افعل تفضیلی کا افعل صفتی کے ساتھ التباس ہو جائے گا جیسے اســود (سیاہ رنگ والا) اسکی مؤنث سَوْدَاءُ ہے اَبْيَضُ (سفید رنگ والا) اس کی مؤنث بَيْـضَاءُ ہے اعور (کانا) اس کی مؤنث عوراء ہے تو اگر ان کا اسم تفضیل بھی استعمال ہو تو معلوم نہیں ہوگا کہ اسود کا معنی سیاہ رنگ والا ہے یا زیادہ سیاہ رنگ والا۔

اسم تفضیل کی مثال جیسے زید افضل الناس (زید سب لوگوں سے زیادہ فضیلت والا ہے) اس میں افضل اسم تفضیل کا صیغہ ہے افعل کے وزن پر ہے فَضُلَ ثلاثی مجرد سے بنایا گیا ہے اور اس میں عیب اور لون کے معنی بھی نہیں ہیں۔

فَاِنْ كَانَ زَائِدًا عَلَى الثُّلَاثِيِّ اَوْ كَانَ لَوْنًا اَوْ عَيْبًا يَجِبُ اَنْ يُّبْنٰى اَفْعَلُ مِنْ ثُلَاثِيٍّ مُجَرَّدٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مُبَالَغَةٍ وَشِدَّةٍ وَكَثْرَةٍ ثُمَّ يُذْكَرُ بَعْدَهٗ مَصْدَرُ ذٰلِكَ الْفِعْلِ مَنْصُوْبًا عَلَى التَّمْيِيْزِ كَمَا تَقُوْلُ هُوَ اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا وَاَقْوٰى حُمْرَةً وَاَقْبَحُ عَرَجًا

ترجمہ وتشریح:۔ پس اگر فعل ثلاثی مجرد سے زائد ہو یعنی ثلاثی مزید ہو یا رباعی مجرد یا رباعی مزید یا وہ ثلاثی مجرد ہو جس میں لون یا عیب کے معنی ہیں تو اس وقت واجب ہے کہ افعل کے وزن پر ثلاثی مجرد کے ان الفاظ سے یعنی شدت یا کثرت یا قوت یا ضعف یا قباحت یا حسن وغیرہ سے جو مقصود کے موافق ہو صیغہ بنایا جائے تا کہ وہ مبالغہ اور شدت و کثرت وغیرہ پر دلالت کرے اس کے بعد اس فعل کے مصدر کو جس سے اسم تفضیل بنانا ممتنع ہے بنا بر تمییز کے منصوب بنا کر ذکر کیا جائے جیسا کہ تو کہے گا ھو اشد منه استخراجا (وہ اس سے ازروئے نکالنے کے زیادہ سخت ہے) یہ ثلاثی مزید فیہ سے اسم تفضیل بنانے کی مثال ہے اور جیسے ھـو اقـوی مـنـه حـمـرة (وہ اس سے ازروئے سرخ ہونے کے زیادہ قوی ہے) یہ اس ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل بنانے کی مثال ہے جس میں لون کے معنی ہوں اور جیسے اقبح منه عرجا (وہ اس سے ازروئے لنگڑا ہونے کے زیادہ قبیح ہے) یہ اس ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل بنانے کی مثال ہے جس میں عیب کے معنی ہوں۔

وَقِيَاسُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لِلْفَاعِلِ كَمَا مَرَّ وَقَدْ جَاءَ لِلْمَفْعُوْلِ قَلِيْلًا نَحْوُ اَعْذَرُ وَاَشْغَلُ وَاَشْهَرُ

ترجمہ وتشریح: اسم تفضیل کا قیاس یعنی قیاسی استعمال یہ ہے کہ وہ فاعل کیلئے ہو (یعنی فاعل کی تفضیل کیلئے ہو جیسا کہ مثالیں گزر چکی ہیں) اور مفعول بہ کیلئے نہ ہو اسلئے کہ اگر اسم تفضیل دونوں کیلئے قیاسی طور پر کثرت کے ساتھ ہو تو التباس واقع ہوگا یہ معلوم نہیں ہوگا کہ وہ فاعل کیلئے ہے یا مفعول بہ کیلئے لھذا فاعل جو اشرف ہے اس پر اکتفاء کیا گیا ہے جیسے اضـرب (زیادہ مارنے والا) افـضـل (زیادہ فضیلت والا) وغیرہ لیکن کبھی خلاف قیاس مفعول کی تفضیل کیلئے بھی آتا ہے جیسے اعـذر (زیادہ معذور) اشـغـل (زیادہ

مشغول)اشہر(زیادہ مشہور)۔

وَاسۡتِعۡمَالُه عَلٰى ثَلاثَةِ اَوۡجُهٍ اِمَّا مُضَافٌ كَزَيۡدٌ اَفۡضَلُ الۡقَوۡمِ اَوۡ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحۡوُ زَيۡدُ نِ الۡاَفۡضَلُ اَوۡ بِمِنۡ نَحۡوُ زَيۡدٌ اَفۡضَلُ مِنۡ عَمۡرٍو

ترجمہ وتشریح:۔اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کے ساتھ ہوتا ہے یاتو مضاف ہوکر مستعمل ہوگا جیسے زید افضل القوم (زید قوم میں سے زیادہ فضیلت والا ہے) یامعرف باللام ہوکر (یہ الف لام عہد خارجی ہوگا) جیسے زید ن الافضل یالفظ من کے ساتھ ہوکر جیسے زید افضل من عمرو۔

فائدہ: ان تینوں استعمالوں میں سے اصل من کے ساتھ استعمال ہے پھر اضافت کیساتھ پھر الف لام کے ساتھ ان تینوں سے خالی ہونا جائز نہیں لھذا صرف زید افضل کہنا درست نہیں۔ہاں اگر مفضل علیہ یعنی جس پر زیادتی ثابت کی جارہی ہے اگر وہ قرائن سے معلوم ومتعین ہوسکتا ہے تو وہاں اسی مفضل علیہ کو مقدر کرنا جائز ہے اسوقت تین طریقوں میں سے کسی طریقے کے بغیر استعمال کرنا جائز ہے جیسے اللّٰہ اکبر یعنی اللّٰہ اکبر من کل شئ اللہ تعالی کا ہر چیز سے بڑا ہونا معلوم ہے تو کل شئ مفضل علیہ کو حذف کردیا گیا ہے۔

وَيَجُوزُ فِى الۡاَوَّلِ الۡاِفۡرَادُ وَمُطَابَقَةُ اِسۡمِ التَّفۡضِيۡلِ لِلۡمَوۡصُوۡفِ نَحۡوُ زَيۡدٌ اَفۡضَلُ الۡقَوۡمِ وَالزَّيۡدَانِ اَفۡضَلُ الۡقَوۡمِ وَاَفۡضَلاَ الۡقَوۡمِ وَالزَّيۡدُوۡنَ اَفۡضَلُ الۡقَوۡمِ وَاَفۡضَلُوا الۡقَوۡمِ

ترجمہ وتشریح: اور پہلے قسم میں اسم تفضیل کو مفرد لانا بھی جائز ہے اور موصوف کے مطابق لانا بھی جائز ہے یعنی اسم تفضیل کا موصوف مفرد ہو تثنیہ ہو یا جمع ہو یا مؤنث ہو اسم تفضیل کو مفرد لانا بھی جائز اس لئے ہے کہ یہ اسم تفضیل مضاف مشابہ ہے اسم تفضیل مستعمل بمن کے مفضل علیہ کے مذکور ہونے میں اور اسم تفضیل مستعمل بمن میں مفرد مذکر لانا واجب ہے۔لھذا مشابہت کی وجہ سے یہاں کم ازکم جائز تو ہوگا اور موصوف کے مطابق لانا بھی جائز ہے کیونکہ اسم تفضیل صفت ہے تو موصوف صفت میں مطابقت ہونی چاہیے جیسے زید افضل القوم الزیدان افضل القوم یاافضلا القوم الزیدون افضل القوم یا افضلوا القوم اسی طرح مثلا ھند فضلی النساء (ھندہ ساری عورتوں میں سے زیادہ فضیلت والی ہے) اَلْھِنْدَانِ فُضْلَی النِّسَاءِ یافُضْلَیَا النِّسَاءِ اَلْھِنْدَاتُ فُضْلَی النِّسَاءِ یا فُضْلَیَاتِ النِّسَاءِ۔

وَفِى الثَّانِىۡ يَجِبُ الۡمُطَابِقَةُ نَحۡوُ زَيۡدُ نِ الۡاَفۡضَلُ وَالزَّيۡدَانِ الۡاَفۡضَلاَنِ وَالزَّيۡدُوۡنَ الۡاَفۡضَلُوۡنَ

ترجمہ وتشریح:۔اور دوسری قسم میں واجب ہے مطابقت یعنی اسم تفضیل معرف باللام کو موصوف کے مطابق لانا واجب ہے افراد، تثنیہ جمع، تذکیر، تانیث میں اس لئے کہ اسم تفضیل صفت ہے اور صفت موصوف میں مطابقت کا ہونا ضروری ہے اور یہاں رکاوٹ بھی نہیں ہے کیونکہ یہاں مفضل علیہ مذکور نہیں لھذا اسم تفضیل مستعمل بمن کے ساتھ مشابہت نہیں ہے لھذا یہاں مفرد لانا درست نہیں جیسے زید ن الافضل الخ

17/1

وَفِي الثَّالِثِ يَجِبُ كَوْنُه مُفْرَدًا مُذَكَّرًا اَبَدًا نَحْوُ زَيْدٌ وَهِنْدٌ وَالزَّيْدَانِ وَالْهِنْدَانِ وَالزَّيْدُوْنَ وَالْهِنْدَاتُ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

ترجمہ وتشریح:۔اور تیسری قسم میں واجب ہے اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانا ہمیشہ یعنی اسم تفضیل مستعمل بمن کو ہمیشہ مفرد مذکر لایا جائیگا خواہ اس کا موصوف مثنی ہو یا جمع ہو یا مؤنث ہو کیونکہ تثنیہ وجمع وتانیث کی علامتیں اگر موصوف کے تثنیہ وجمع ومؤنث ہونے کی صورت میں لگائیں تو دوصورتیں ہیں یا لفظ من سے پہلے ہونگی یا من کے بعد من سے پہلے لے آنا بھی جائز نہیں کیونکہ من شدت اتصال کی وجہ سے اسم تفضیل کا جزو بن چکا ہے تو تثنیہ وجمع وتانیث کی علامات کا وسط کلمہ میں ہونا لازم آئیگا اور یہ محال ہے اور اگر من کے بعد لے آئیں تو بھی جائز نہیں کیونکہ من حقیقت میں دوسرا کلمہ ہے تو اسوقت ایک کلمہ کی علامت کا دوسرے کلمہ کے آخر میں لاحق ہونا لازم آئیگا اور یہ بھی قبیح ہے۔

وَعَلَى الْاَوْجُهِ الثَّلَاثَةِ يُضْمَرُ فِيْهِ الْفَاعِلُ وَهُوَ يَعْمَلُ فِيْ ذٰلِكَ الْمُضْمَرِ وَلَا يَعْمَلُ فِي الْمُظْهَرِ اَصْلًا اِلَّا فِيْ مِثْلِ قَوْلِهِمْ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ فَاِنَّ الْكُحْلَ فَاعِلٌ لِاَحْسَنَ وَهٰهُنَا بَحْثٌ

ترجمہ:۔اور تینوں صورتوں پر اسم تفضیل میں فاعل کی ضمیر ہوتی ہے اور وہ اسی ضمیر میں عمل کرتا ہے اور نہیں عمل کرتا اسم ظاہر میں بالکل مگر اھل عرب کے قول ما رأیت رجلا الخ کی مثل میں

تشریح:۔اسم تفضیل ہمیشہ ضمیر مستتر میں جو اس کا فاعل ہوتی ہے عمل کرتا ہے اسم ظاہر یعنی اسم ملفوظ میں کبھی بھی عمل نہیں کرتا خواہ وہ اسم ملفوظ فاعل اسم ظاہر ہو یا ضمیر بارز ہو یا مفعول بہ اسم ظاہر ہو یا مفعول بہ مضمر ہو۔الحاصل ضمیر مستتر میں بغیر کسی شرط کے عمل کرتا ہے اور وہ ضمیر مستتر اس کا فاعل بنتی ہے کیونکہ ضمیر مستتر معمول ضعیف ہے اس میں عمل کرنے کیلئے کسی قوی عامل کی ضرورت نہیں اور ضمیر بارز اور اسم ظاہر میں بغیر شرط کے عمل نہیں کرتا کیونکہ یہ دونوں قوی معمول ہیں اسم تفضیل عامل ضعیف ہے البتہ ان دونوں میں عمل کرنے کی چند شرطیں ہیں جن کو مصنف ما رأیت رجلا والی مثال کے ذریعہ بیان کرتے ہیں چنانچہ اسم تفضیل کے فاعل اسم ظاہر میں عمل کرنے کیلئے تین شرطیں ہیں جو اس مثال میں مذکور ہیں اس مثال سے ہر وہ مثال مراد ہے جس میں یہ تین شرطیں پائی جائیں۔(۱) اسم تفضیل باعتبار لفظ کے ایک شئی کی صفت ہو اور باعتبار معنی کے اس شی کے متعلق کی صفت ہو ایسا متعلق کہ وہ اس شی میں اور دوسری کسی شی میں مشترک ہو (۲) وہ متعلق شئی ایسا ہو جو اس شی کے اعتبار سے مفضّل ہو اور دوسری شی کے اعتبار سے مفضل علیہ ہو یعنی وہ مفضل بھی ہو اور مفضل علیہ بھی لیکن دو اعتبار سے (۳) وہ اسم تفضیل منفی ہو۔پھر متعلق شی کا اس شی کے اعتبار سے مفضل ہونا اور دوسری شی کے اعتبار سے مفضل علیہ ہونا نفی کے داخل ہونے سے پہلے ہو لیکن نفی کے داخل ہونے کے بعد معنی برعکس ہونگے جیسا کہ مثال سے وضاحت ہو جائیگی مثال جیسے ما رأیت رجلا احسن فی عینہ الکحلُ منہ فی عین زید (نہیں دیکھا میں نے کوئی آدمی کہ زیادہ خوبصورت ہو اس کی آنکھ میں سرمہ اس سرمہ سے جو ہونے والا ہے زید کی آنکھ میں) اس مثال میں اولاً اثبات کے معنی کا لحاظ

17/2

کریں گے تا کہ کلام کا معنی خوب ظاہر ہو جائے پھر اس کے بعد نفی کے معنی کا لحاظ کریں گے۔تو اس مثال میں احسن اسم تفضیل ہے جو باعتبار لفظ ایک شی یعنی رجلا کی صفت ہے اور باعتبار معنی کے رجل کے متعلق یعنی کحل کی صفت ہے اور یہ کحل رجل اور زید کی آنکھ میں مشترک ہے اور یہ کحل باعتبار عین رجل مفضل ہے اور باعتبار عین زید کے مفضل علیہ ہے اور اس وقت معنی یہ ہیں میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کی آنکھ میں سرمہ زید کی آنکھ کے سرمہ سے زیادہ اچھا ہے۔

اس میں نفی کے سوا باقی سب شرطیں ظاہر ہو گئیں لیکن جب اس پر نفی داخل ہو گئی تو اب اسم تفضیل مثبت سے منفی ہو جائیگا اور تینوں شرطیں پائی جائیں گی اور نفی کے بعد کحل باعتبار عین رجل مفضل علیہ ہے اور باعتبار عین زید مفضل ہے اور نفی کے بعد مقصود زید کی آنکھ کے سرمہ کی تعریف ہے اس مثال میں ما نافیہ رأیت فعل بفاعل رجلا مفعول بہ احسن اسم تفضیل ہے جو الکحل میں عمل کر رہا ہے الکحل اسم ظاہر ہے جو احسن کا فاعل ہے جیسا کہ مصنف نے بھی کہا فان الکحل فاعل لاحسن۔

فائدہ:۔احسن جو اسم ظاہر میں عمل کر رہا ہے یہ بمعنی فعل حسن ہو کر عمل کر رہا ہے کیونکہ اسم تفضیل منفی میں زیادتی والا معنی گویا کہ ایک قید ہے اسم تفضیل مقید ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جب مقید بالقید پر نفی داخل ہوتی ہے تو نفی صرف قید کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو زیادتی حسن کی نفی ہوگی نفس حسن کی نفی نہیں ہوگی تو ما رأیت رجلا احسن بمعنی ما رأیت رجلا حسن ہو جائیگا تو احسن بمعنی حسن ہو کر الکحل اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہے ورنہ اسم تفضیل اپنے معنی میں رہ کر اسم ظاہر میں عمل نہیں کر سکتا۔

وھھنا بحث: ۔اور یہاں بحث ہے وہ بحث یہ ہے کہ اس مثال میں موجودہ عبارت کی بجائے مختصر عبارت بھی ہو سکتی ہے اور معنی میں فرق بھی نہیں آتا اور وہ مختصر عبارت یہ ہے کہ ما رأیت رجلا احسن فی عینہ الکحل من عین زید اس عبارت میں منہ کی ضمیر مجرور اور لفظ فی کو حذف کیا گیا ہے اور مزید اختصار کی بھی گنجائش ہے مگر یہاں اس کو بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

اَلْقِسْمُ الثَّانِيْ فِي الْفِعْلِ

وَقَدْ سَبَقَ تَعْرِيْفُه وَاَقْسَامُه ثَلَاثَةٌ مَاضٍ وَمُضَارِعٌ وَاَمْرٌ اَلْاَوَّلُ اَلْمَاضِيْ وَهُوَ فِعْلٌ دَلَّ عَلٰى زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِكَ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الْفَتْحِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَه ضَمِيْرٌ مَرْفُوْعٌ مُتَحَرِّكٌ وَلاَ وَاوٌ كَضَرَبَ وَمَعَ الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَحَرِّكِ عَلَى السُّكُوْنِ كَضَرَبْتَ وَعَلَى الضَّمِّ مَعَ الْوَاوِ كَضَرَبُوْا

ترجمہ:۔ دوسرا قسم فعل میں ہے اور بیشک اس کی تعریف گزر چکی ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں ماضی، مضارع، امر۔ اول ماضی ہے اور وہ فعل ہے جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جو تیرے زمانہ سے پہلے ہے اور وہ مبنی برفتحہ ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک نہ ہو اور نہ ہی واؤ ہو جیسے ضرب اور ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مبنی برسکون ہوگا جیسے ضربت اور واؤ کے ساتھ مبنی برضم ہوگا جیسے ضربوا۔

تشریح: مصنفؒ کلمہ کی تین قسموں میں سے فعل کی بحث شروع کر رہے ہیں فعل کی تعریف اور علامات گزر چکی ہیں اب اقسام بیان کرتے ہیں فعل کی تین قسمیں ہیں ماضی، مضارع، امر۔ وجہ حصر یہ ہے کہ فعل دو حال سے خالی نہیں اخباری ہوگا یا انشائی اگر انشائی ہے تو امر ہے اگر اخباری ہے تو اس کے شروع میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہوگا یا نہیں اگر ہے تو مضارع ہے نہیں تو ماضی۔ تین قسموں میں سے اول قسم ماضی ہے ماضی کو مضارع پر اس لیے مقدم کیا کہ ماضی اصل ہے کیونکہ مضارع ماضی سے بنتا ہے نیز ماضی کا زمانہ مضارع کے زمانہ سے پہلے ہوتا ہے۔ **فعل ماضی کی تعریف**:۔ ماضی وہ فعل ہے جو ایسے زمانہ پر دلالت کرے جو تیرے زمانہ سے پہلے ہے یعنی مخاطب جس زمانہ میں موجود ہے یعنی حال اس زمانہ سے پہلے والے زمانہ پر دلالت کرے جیسے ضرب (اسنے مارا گزرے ہوئے زمانہ میں) تعریف میں فعل کا لفظ درجہ جنس میں ہے سب افعال کو شامل ہے دل علی زمان الخ فصل ہے اس سے ماضی کے سوا سب افعال خارج ہو گئے۔

اور فعل ماضی مبنی برفتحہ ہوتا ہے خواہ فتحہ لفظا ہو جیسے ضرب یا تقدیرا جیسے رمی اصل میں رمی تھا۔[1]

فائدہ:۔ فعل ماضی کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے کیونکہ اس میں فاعلیت ومفعولیت واضافت والا معنی جو معرب میں ہوتا ہے وہ نہیں پائے جاتے اور مبنی برفتحہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے ماضی کے مبنی برفتحہ ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ

---

[1] فائدہ:۔ فعل ماضی کے گذشتہ زمانہ پر دلالت کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی دلالت باعتبار وضع کے ہو نہ کہ باعتبار استعمال کے لہذا لم یضرب سے اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ لم یضرب کی دلالت گذشتہ زمانہ پر باعتبار وضع کے نہیں بلکہ لم کے شروع میں آنے کی وجہ سے ہے اسی طرح ان ضربت ضربت سے بھی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ یہ ماضی ہیں اگر چہ زمانہ مستقبل پر ان کی دلالت ہے مگر وہ باعتبار وضع کے نہیں بلکہ ان حرف شرط کی وجہ سے ہے۔

اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک اور واؤ نہ ہو کیونکہ اگر اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک ہوگی تو مبنی بر سکون ہوگا جیسے ضــربــن ضربت وغیرہ کیونکہ ضمیر مرفوع متحرک فاعل کی ضمیر ہے اس کا فعل کے ساتھ شدید اتصال ہے فعل اس کے ساتھ مل کر بمنزلہ ایک کلمہ کے ہوگیا اور ایک کلمہ میں چار حرکتوں کا پے در پے جمع ہونا ناجائز ہے لہذا فعل کے آخری حرف کو ساکن پڑھنا ضروری ہے اور اگر آخر میں واؤ ہو تو واؤ کی مناسبت کی وجہ سے مبنی بر ضم ہوگا خواہ ضمہ لفظا ہو جیسے ضـربوا خواہ تقدیرا ہو جیسے رموا جو اصل میں رمیوا تھا اگر آخر میں ضمیر منصوب متحرک ہو جیسے ضربک یا واؤ کے علاوہ کوئی ضمیر مرفوع ساکن ہو جیسے ضربا وغیرہ تو مبنی برفتحہ ہی رہے گا۔

وَالثَّانِي اَلْمُضَارِعُ وَهُوَ فِعْلٌ يُشْبِهُ الْاِسْمَ بِاِحْدٰى حُرُوْفِ اَتَيْنَ فِيْ اَوَّلِهٖ لَفْظًا فِي اِتِّفَاقِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ نَحْوُ يَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ كَضَارِبٍ وَمُسْتَخْرِجٍ وَفِيْ دُخُوْلِ لَامِ التَّاكِيْدِ فِيْ اَوَّلِهِمَا تَقُوْلُ اِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ كَمَا تَقُوْلُ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَفِيْ تَسَاوِيْهِمَا فِيْ عَدَدِ الْحُرُوْفِ وَمَعْنًى فِيْ اَنَّهٗ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ كَاِسْمِ الْفَاعِلِ وَلِذٰلِكَ سَمَّوْهُ مُضَارِعًا

ترجمہ:۔اور دوسرا فعل مضارع ہے اور وہ وہ فعل ہے جو مشابہ ہو اسم کے حروف اتین میں سے کسی ایک کے اس کے شروع میں آنے کی وجہ سے خواہ مشابہت لفظی ہو حرکات وسکنات کے متفق ہونے میں جیسے یضرب ویستخرج مثل ضارب ومستخرج کے اور ان کے شروع میں لام تاکید کے داخل ہونے میں جیسے کہے گا تو ان زیدا لیقوم جیسا کہ کہتا ہے تو ان زیدا لقائم اور عدد حروف میں ان کے برابر ہونے میں اور خواہ وہ مشابہت معنوی ہو اس بات میں کہ وہ فعل مشترک ہو حال واستقبال میں جیسے اسم فاعل مشترک ہے حال واستقبال میں اور اسی وجہ سے نحویوں نے نام رکھا ہے اس کا مضارع۔

تشریح:۔مصنفؒ فعل مضارع کی تعریف کرتے ہیں فعل مضارع کو امر پر اسلئے مقدم کیا کہ فعل مضارع اصل ہے کیونکہ امر اسی سے بنتا ہے فعل مضارع وہ فعل ہے جو اسم کے مشابہ ہو حروف اتین میں سے کسی ایک حرف کے شروع میں آنے کی وجہ سے خواہ مشابہت لفظی ہو یا معنوی۔ پھر مشابہت لفظی تین طرح پر ہے۔(۱) مضارع اور اسم دونوں حرکات وسکنات میں متفق ہوں یعنی جتنے حروف مضارع میں متحرک یا ساکن ہیں اتنے ہی اسم میں متحرک وساکن ہوں جیسے یضرب ویستخرج اور ضارب ومستخرج (۲) دوسرے لام تاکید کے داخل ہونے میں جس طرح اسم فاعل پر لام تاکید داخل ہوتا ہے اسی طرح فعل مضارع پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے ان زیدا لیقوم ان زیدالقائم (۳) عدد حروف میں کہ جتنے حروف اسم فاعل میں ہیں اتنے فعل مضارع میں ہوتے ہیں جیسے یضرب ضارب وغیرہ۔اور معنوی مشابہت یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل حال ہے اور استقبال میں مشترک ہے۔اسی طرح فعل مضارع بھی مشترک ہے اسی مشابہت کیوجہ سے فعل مضارع کا نام بھی مضارع رکھتے ہیں کیونکہ مضارع کا معنی مشابہ فعل مضارع بھی اسم فاعل کے مشابہ ہے مذکورہ چیزوں میں۔

فائدہ:۔نحویوں کا اختلاف ہے کہ آیا فعل مضارع حال واستقبال میں مشترک ہے یا نہیں بعض کے ہاں دونوں میں مشترک ہے بعض

کے ہاں حال اس کا حقیقی معنی ہے استقبال مجازی اور بعض کے ہاں برعکس ہے۔ واللہ اعلم

وَالسِّيْنُ وَسَوْفَ تُخَصِّصُهُ بِالْاِسْتِقْبَالِ نَحْوُ سَيَضْرِبُ وَسَوْفَ يَضْرِبُ وَاللَّامُ الْمَفْتُوْحَةُ بِالْحَالِ نَحْوُ لَيَضْرِبُ وَحُرُوْفُ الْمُضَارِعَةِ مَضْمُوْمَةٌ فِي الرُّبَاعِيْ نَحْوُ يُدَحْرِجُ وَيُخْرِجُ لِاَنَّ اَصْلَه يُاَخْرِجُ وَمَفْتُوْحَةٌ فِيْ مَا عَدَاهُ كَيَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ

ترجمہ: اور سین اور سوف خاص کرتے ہیں اس (فعل مضارع) کو استقبال کے ساتھ جیسے سیضرب وسوف یضرب (وہ عنقریب مارے گا) اور لام مفتوحہ خاص کرتا ہے حال کے ساتھ جیسے لیضرب (وہ مارتا ہے) اور حروف مضارعت رباعی میں مضموم ہوتے ہیں جیسے یدحرج ویخرج اسلئے کہ اس کی اصل یُاَخرِج ہے اور مفتوحہ ہونگے ان کے ماسوا میں جیسے یضرب ویستخرج۔

تشریح: ۔سین وسوف جب مضارع کے شروع میں آتے ہیں تو اس کو زمانہ استقبال کے ساتھ خاص کردیتے ہیں پھر سین استقبال قریب اور سوف استقبال بعید کیلئے آتا ہے اور لام مفتوحہ مضارع کے شروع میں آکر اس کو حال کے ساتھ خاص کردیتا ہے مثالیں گزر چکی ہیں ۔اور حروف مضارعت رباعی میں مضموم ہوتے ہیں ۔رباعی سے مراد وہ مضارع ہے جس کی ماضی چہار حرفی ہو خواہ چاروں حروف اصلی ہوں جیسے یدحرج کی ماضی دحرج میں چاروں حروف اصلی ہیں ۔یا کوئی حرف زائد ہو جیسے یخرج اصل میں یُاَخرِج تھا اس کی ماضی اخرج بروزن افعل چہار حرفی ہے مگر ایک حرف زائدہ ہے اسی طرح یضارب کی ماضی ضارب میں الف زائدہ ہے۔ اور رباعی کے علاوہ یعنی جسکی ماضی چار حرفی سے زائد ہو یا کم تو اس میں حروف مضارعۃ مفتوح ہوتے ہیں جیسے یضرب ویستخرج وغیرہ۔

وَاِنَّمَا اَعْرَبُوْهُ مَعَ اَنَّ اَصْلَ الْفِعْلِ الْبِنَاءُ لِمُضَارِعَتِهٖ اَیْ لِمُشَابَهَتِهِ الْاِسْمَ فِيْ مَا عَرَفْتَ وَاَصْلُ الْاِسْمِ الْاِعْرَابُ وَذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَتَّصِلْ بِهٖ نُوْنُ تَاكِيْدٍ وَلَا نُوْنُ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ وَاِعْرَابُه ثَلَاثَةُ اَنْوَاعٍ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَزْمٌ نَحْوُ هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَّضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

ترجمہ: ۔اور سوا اس کے نہیں نحویوں ۔نے معرب کہا ہے اس فعل مضارع کو باوجودیکہ اصل فعل میں بناء ہے بوجہ مشابہ ہونے اسکے اسم کے ساتھ ان باتوں میں جن کو تو پہچان چکا ہے اور اصل اسم میں معرب ہونا ہے اور یہ اس وقت ہے جبکہ نہ متصل ہو اس کے ساتھ نون تاکید اور نہ ہی نون جمع مؤنث اور اعراب ۔اس کے تین ہیں رفع ،نصب ،جزم جیسے ھو یضرب ولن یضرب ولم یضرب

تشریح: ۔نحویوں نے فعل مضارع کو معرب کہا حالانکہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے اسلئے معرب کہا کہ فعل مضارع کی مشابہت ہے اسم فاعل کے ساتھ جیسا کہ مشابہت کی تفصیل گزر چکی ہے اور اسم میں اصل معرب ہونا ہے لیکن مضارع کا معرب ہونا اس وقت ہوگا جبکہ نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ اور نون جمع مؤنث اس کے آخر میں لاحق نہ ہوں اگر مذکورہ نون لاحق ہوں تو مبنی ہوگا کیونکہ شدت اتصال کی وجہ سے یہ نون بمنزلہ جزو کلمہ کے ہے اب اگر اعراب نون سے پہلے والے حرف پر جاری کریں تو وسط کلمہ میں اعراب لازم آئے گا اور اگر

نون پر جاری کریں تو چونکہ نون حقیقۃ دوسرا کلمہ ہے تو دوسرے کلمہ پر اعراب کا جاری کرنا لازم آئے گا لہذا اس وقت یہ مبنی ہوگا پھر مضارع کے اعراب تین ہیں رفع نصب جزم جیسے اسم معرب کے اعراب تین ہیں رفع، نصب، جر۔

فائدہ:۔ جزم فعل مضارع کے ساتھ خاص ہے اور جر اسم کے ساتھ خاص ہے باقی دو مشترک ہیں رفع کی مثال هو يضرب عامل معنوی رفع دے رہا ہے نصب کی مثال لن يضرب جزم کی مثال لم يضرب۔

فَصْلٌ فِیْ اَصْنَافِ اِعْرَابِ الْفِعْلِ وَهِیَ اَرْبَعَةٌ اَلاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَزْمُ بِالسُّكُوْنِ وَيُخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الصَّحِيْحِ غَيْرِ الْمُخَاطَبَةِ تَقُوْلُ هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَّضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

ترجمہ:۔ فصل فعل مضارع کے اعراب کی قسموں میں اور یہ قسمیں چار ہیں اول قسم یہ ہے کہ ہو رفع ضمہ کے ساتھ نصب فتحہ کیساتھ جزم سکون کے ساتھ اور یہ مختص ہے مفرد صحیح غیر مخاطبہ کے ساتھ کہے گا تو هو يضرب ولن يضرب ولم يضرب۔

تشریح:۔ اس فصل میں مصنفؒ فعل مضارع کے اعراب کی قسموں کو بیان کر رہے ہیں کل چار اقسام ہیں اول رفع بضمہ نصب بفتحہ جزم بسکون یہ مفرد صحیح غیر مخاطبہ کے ساتھ خاص ہے مفرد سے تثنیہ وجمع خارج ہو گئے ان کا اعراب آگے آ رہا ہے۔ صحیح نحویوں کے ہاں وہ ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت نہ ہو تو صحیح کہنے سے ناقص واوی و یائی والفی بعنوان دیگر معتل اللام واوی، یائی، الفی خارج ہو گئے ان کا اعراب آگے آ رہا ہے غير المخاطبه سے واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کا صیغہ خارج ہو گیا اس کا اعراب بھی آگے آ رہا ہے مفرد صحیح غیر مخاطبہ کے کل پانچ صیغے ہیں جن کا یہ اعراب ہوگا۔ واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنثہ غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم وجمع متکلم جیسے مثلا هويضرب ولن يضرب ولم يضرب۔

وَالثَّانِیْ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِثُبُوْتِ النُّوْنِ وَالنَّصْبُ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِهَا وَيُخْتَصُّ بِالتَّثْنِيَةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَالْمُفْرَدَةِ الْمُخَاطَبَةِ صَحِيْحًا كَانَ اَوْ غَيْرَه تَقُوْلُ هُمَا يَفْعَلاَنِ وَهُمْ يَفْعَلُوْنَ وَاَنْتِ تَفْعَلِيْنَ وَلَنْ يَّفْعَلاَ وَلَنْ يَّفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلِیْ وَلَمْ تَفْعَلاَ وَلَمْ تَفْعَلُوْا وَلَمْ تَفْعَلِیْ

ترجمہ وتشریح:۔ اور دوسرا قسم اعراب کا یہ ہے کہ ہو رفع ثبوت نون کے ساتھ اور نصب و جزم نون کو حذف کرنے کے ساتھ اور یہ مختص ہے تثنیہ اور جمع مذکر اور مفردہ مؤنثہ مخاطبہ کے ساتھ خواہ صحیح ہوں یا غیر صحیح کہے گا تو هما يفعلان الخ دوسرا قسم تثنیہ کے ساتھ خاص ہے خواہ تثنیہ مذکر ہو یا مؤنث غائب ہو یا حاضر اور جمع مذکر کے ساتھ خاص ہے خواہ جمع مذکر غائب ہو یا حاضر اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے ساتھ خاص ہے چاہے پھر یہ سب صحیح ہوں یا ناقص واوی یا یائی یا الفی ہوں اور یہ کل سات صیغے ہیں چار تثنیہ کے دو جمع مذکر غائب اور حاضر اور ایک واحدہ مؤنثہ مخاطبہ مثالیں واضح ہیں۔

وَالثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ لَفْظًا وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللاَّمِ وَيُخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْيَائِیْ وَالْوَاوِیْ غَيْرَ تَثْنِيَةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ تَقُوْلُ هُوَ يَرْمِیْ وَيَغْزُوْ وَلَنْ يَّرْمِیَ وَيَغْزُوَ وَلَمْ يَرْمِ وَيَغْزُ

ترجمہ وتشریح:۔اور تیسرا قسم اعراب کا یہ ہے کہ ہو رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص یائی اور واوی کے ساتھ درانحالیکہ وہ تثنیہ اور جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہوں کہے گا تو ھو یرمی ویغزو ولن یرمی ویغزو ولم یرم ویغز ۔تیسرا قسم مختص ہے ناقص یائی اور واوی کے پانچ صیغوں کے ساتھ واحد مذکر غائب واحدہ مؤنثہ غائبہ واحد مذکر حاضر واحد متکلم جمع متکلم کے ساتھ مثالیں گزر چکی ہیں۔

وَالرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ وَيُخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْاَلِفِيِّ غَيْرَ تَثْنِيَةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ نَحْوُ هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَّسْعٰى وَلَمْ يَسْعَ

ترجمہ وتشریح:۔اور چوتھا قسم اعراب کا یہ ہے کہ ہو رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص الفی کے ساتھ دراں حالیکہ وہ ناقص الفی تثنیہ اور جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہو اور وہ کل پانچ صیغے ہیں جو گزر چکے ہیں جیسے ھو یسعی ولن یسعی ولم یسع ۔

فَصْلٌ اَلْمَرْفُوْعُ عَامِلُه مَعْنَوِيٌّ وَهُوَ تَجَرُّدُه عَنِ النَّاصِبِ وَالْجَازِمِ نَحْوُ هُوَ يَضْرِبُ وَيَغْزُوْ وَيَرْمِيْ وَيَسْعٰى

ترجمہ وتشریح:۔فعل مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ عامل معنوی خالی ہونا ہے فعل مضارع کا عامل ناصب وجازم سے جیسے ھو یضرب ویغزو ویرمیٔ ویسعی یہ کوفیوں کا مذہب ہے اور مصنفؒ کے ہاں بھی یہی پسندیدہ ہے بصریوں کا مذہب یہ ہے کہ مضارع کا اسم معرب کی جگہ میں واقع ہونا صحیح ہو یہی اس کا عامل معنوی ہے جو اسکو رفع دیتا ہے۔

فَصْلٌ اَلْمَنْصُوْبُ عَامِلُه خَمْسَةُ اَحْرُفٍ اَنْ وَلَنْ وَكَيْ وَاِذَنْ وَاَنِ الْمُقَدَّرَةُ نَحْوُ اُرِيْدُ اَنْ تُحْسِنَ اِلَيَّ وَاَنَا لَنْ اَضْرِبَكَ وَاَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَاِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ

ترجمہ:۔فعل مضارع منصوب کے عامل پانچ حرف ہیں ان ولن وکی واذن اور ان مقدرہ جیسے ارید ان تحسن الی (میں ارادہ کرتا ہوں کہ تو احسان کرے میری طرف) وانا لن اضربک (اور میں ہرگز نہیں ماروں گا تجھے) اور اسلمت کی ادخل الجنۃ (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اور اذن یغفر اللّٰہ لک (اس وقت اللہ تعالی تجھے بخش دے گا)

تشریح:۔فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف عاملہ پانچ ہیں۔(۱) ان ہے اور یہ اصل ہے نصب دینے میں باقی اسی پر محمول ہیں یہ فعل مضارع کو حتمی طور پر نصب دیتا ہے بشرطیکہ علم اور ظنّ کے بعد نہ ہو اگر علم کے بعد ہوگا تو یہ ان مخففہ من المثقلہ ہوگا جیسے علمت ان سیقوم یہ اصل میں انہ سیقوم ہے اگر ظن فعل کے بعد ہوگا تو ان ناصبہ بھی ہو سکتا ہے اور مخففہ من المثقلہ بھی جیسے ظننت ان سیقوم (۲) حرف لَنْ ہے یہ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اس کو مستقبل کے معنی میں کرتا ہے اس میں نفی کا معنی پیدا کرتا ہے اور نفی میں تاکید بھی پیدا کرتا ہے جیسے لن یضرب (وہ ہرگز نہیں مارے گا) (۳) حرف کی ہے یہ سببیت کا معنی دیتا ہے اس کا ماقبل مابعد کیلئے سبب ہوتا ہے جیسے اسلمت کی ادخل الجنۃ (اسلام لانا دخول جنت کا سبب ہے)۔(۴) حرف

اذن ہے یہ مضارع کونصب دیتا ہے دوشرطوں کے ساتھ ایک یہ کہ اس کا مابعد اپنے ماقبل کا معمول نہ ہو [1] دوم یہ کہ مضارع بمعنی مستقبل ہو بمعنی حال نہ ہو اور یہ کسی بات کے جواب میں استعمال ہوتا ہے جیسے کسی نے کہا اسلمت (میں اسلام لایا) تو اسکے جواب میں آپ نے کہا اذن تدخل الجنۃ۔(۵) پانچواں حرف اَن مقدر یہ بھی ان ملفوظہ کی طرح فعل مضارع کونصب دیتا ہے۔

وَتُقَدَّرُ اَنْ فِی سَبْعَۃِ مَوَاضِعَ بَعْدَ حَتّٰی نَحْوُ اَسْلَمْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَلَامِ کَیْ نَحْوُ قَامَ زَیْدٌ لِیَذْھَبَ وَلَامِ الْجَحْدِ نَحْوُ مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَالْفَاءِ الْوَاقِعَۃِ فِیْ جَوَابِ الْاَمْرِ وَالنَّھْیِ وَالْاِسْتِفْھَامِ وَالنَّفْیِ وَالتَّمَنِّیْ وَالْعَرْضِ نَحْوُ اَسْلِمْ فَتَسْلِمَ وَلَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ وَھَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ وَمَا تَزُوْرُنَا فَنُکْرِمَکَ وَلَیْتَ لِیْ مَالاً فَاُنْفِقَہٗ وَاَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا

ترجمہ:۔اور مقدر کیا جاتا ہے ان سات جگہوں میں حتی کے بعد، لام کـــــی کے بعد، لام جحد کے بعد اور اس فاء کے بعد جو امر، نہی ،استفہام، نفی، تمنی، عرض کے جواب میں واقع ہو۔

تشریح:۔ان کے مقدر کرنے کی سات جگہیں ہیں۔(۱):۔حتی کے بعد جیسے اسلمت حتی ادخل الجنۃ (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں)(۲):۔لام کی کے بعد اس سے وہ لام مراد ہے جو بمعنی کی سببیہ ہو جیسے قام زید لیذھب (زید کھڑا ہوا تاکہ چلے) کھڑا ہونا چلنے کا سبب ہے۔(۳):۔لام جحد کے بعد جحد کا معنی انکار کرنا لام جحد وہ لام ہے جو کان منفی کی خبر پر داخل ہو کر نفی میں تاکید پیدا کرتا ہے جیسے ماکان اللہ لیعذبھم (البتہ اللہ تعالی ان کو عذاب نہیں دیگا)

فائدہ: ان تین حرفوں کے بعد ان کے مقدر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں حروف جارہ ہیں اور حرف جر فعل پر داخل نہیں ہوتا لہذا ضروری ہے کہ ان حروف کے بعد اَن مصدر یہ مقدر ہو تاکہ وہ فعل کو اسم مصدر کی تاویل میں کر دے اور اسم مصدر حرف جر کا مجرور بن جائے۔

(۴):۔اس فاء کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو ایک شرط اور بھی ہے کہ فا کا ماقبل مابعد کیلئے سبب ہو وہ چھ چیزیں یہ ہیں (۱) امر جیسے اسلم فتسلم (تو اسلام لا تاکہ تو سلامت رہے) فا کا ماقبل یعنی اسلام فا کے مابعد یعنی سلامتی کیلئے سبب ہے فا کے بعد ان مقدر ہو کر تسلم کو نصب دے رہا ہے۔(۲) نہی جیسے لا تعص فتعذب (نافرمانی مت کر کہ تجھے عذاب دیا جائے) نافرمانی عذاب کا سبب ہے۔(۳) استفہام جیسے ھل تعلم فتنجو (کیا تو سیکھتا ہے کہ نجات پا جائے) اس میں علم نجات کا سبب ہے۔

---

[1] فائدہ:۔اگر اذن کا مابعد ماقبل کا معمول ہوگا تو یہ نصب نہ دیگا جیسے کسی نے کہا انا آتیک (میں تیرے پاس آؤں گا) آپ نے اسکے جواب میں کہا انا اذن اکرمک (میں اس وقت تیرا اکرام کروں گا) اس میں انا مبتدا اذن اکرمک اسکی خبر ہے چونکہ مبتدا خبر میں عامل ہوتا ہے ایک قول میں تو اذن کا مابعد ماقبل کا معمول ہے اسی وجہ سے اکرمک مرفوع ہوگا منصوب نہ ہوگا اسی طرح اگر مضارع میں حال کا معنی ہے تو بھی اذن نصب نہ دے گا جیسے آپ کسی کو کہیں اذن اظنک کاذبا (میں تجھے اس وقت کاذب خیال کرتا ہوں) اس مثال میں اظنک مرفوع ہے۔

(۴) نہی جیسے ماتزورنا فنکرمک (تو ہماری زیارت نہیں کرتا کہ ہم تیرا اکرام کریں) زیارت کرنا اکرام کا سبب ہے۔
(۵) تمنی جیسے لیت لی مالا فانفقه (کاش کہ میرے پاس مال ہوتا کہ میں اس کو خرچ کرتا) مال کا ہونا خرچ کا سبب ہے۔
(۶) عرض جیسے الا تنزل بنا فتصیب خیرا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا تاکہ تو بھلائی کو پہنچے) اترنا بھلائی کا سبب ہے۔

وَبَعْدَ الْوَاوِ الْوَاقِعَةِ فِیْ جَوَابِ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ كَذٰلِكَ نَحْوُ اَسْلِمْ وَتَسْلَمَ اِلٰی اٰخِرِه وَبَعْدَ اَوْ بِمَعْنٰی اِلٰی اَنْ اَوْ اِلَّا اَنْ نَحْوُ لَاَحْبِسَنَّكَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ وَوَاوِ الْعَطْفِ اِذَا كَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَیْهِ اِسْمًا صَرِیْحًا نَحْوُ اَعْجَبَنِیْ قِیَامُكَ وَتَخْرُجَ

ترجمہ:۔ اور اسی طرح اس واؤ کے بعد بھی ان مقدر کیا جاتا ہے جو ان چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو جیسے اسلم و تسلم الخ اور او بمعنی الی ان یا الا ان کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے جیسے لا حبسنک او تعطینی حقی (ضرور بضرور میں تجھے روکے رکھوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق دے یا تجھے روکے رکھونگا ہر وقت میں مگر اسوقت میں کہ تو مجھے میرا حق دے) اور واؤ عاطفہ کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اعجبنی قیامک و تخرج (تعجب میں ڈالا مجھ کو تیرے کھڑے ہونے نے اور تیرے نکلنے نے)

تشریح: جیسے فا کے بعد ان مقدر ہوتا ہے جب فا چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اسی طرح واؤ کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے جب واؤ انہی چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو مثالیں وہی ہیں جو گزر چکی ہیں فا کی بجائے واؤ رکھ دی جائے اسلم و تسلم اصل میں تھا وان تسلم الخ اسی طرح اس او کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے جو الی ان یا الا ان کے معنی میں ہو یعنی وہ او جو الی یا الا کے معنی میں ہو ان کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے یہ مطلب نہیں کہ الی ان یا الا ان کے بعد ایک اور ان مقدر ہوتا ہے جیسے لا حبسنک او تعطینی حقی اگر او بمعنی الی ان ہو تو اصل عبارت اس طرح ہوگی لا حبسنک الی ان تعطینی حقی (البتہ ضرور بضرور میں تجھے روکے رکھوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق مجھے دے) اور اگر او بمعنی الا ان ہو تو اصل عبارت اس طرح ہوگی لاحبسنک فی کل وقت الا فی وقت ان تعطینی حقی (البتہ ضرور بضرور میں تجھے روکے رکھوں گا ہر وقت میں مگر اس وقت کہ تو مجھے میرا حق دے) اور واؤ عاطفہ کے بعد بھی بلکہ ہر حرف عطف کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو تاکہ فعل کا عطف اسم صریح پر اور جملہ کا عطف مفرد پر لازم نہ آئے جیسے اعجبنی قیامک و تخرج اس مثال میں قیامک اسم مفرد صریح معطوف علیہ ہے اور تخرج فعل معطوف ہے فعل کا عطف اسم پر اور جملہ فعلیہ کا عطف مفرد پر لازم آ رہا ہے جو ناجائز ہے لھذا واؤ عاطفہ کے بعد ان مقدر ہوگا جس کی وجہ سے تخرج فعل بتاویل اسم مصدر مفرد بن جائیگا تو اسم تاویلی کا عطف اسم صریح پر ہوگا اور مفرد تاویلی کا عطف مفرد صریح پر ہوگا اور یہ جائز ہے اب اصل عبارت یوں بن جائیگی اعجبنی قیامک و خروجک (تیرے کھڑے ہونے اور نکلنے نے مجھے تعجب میں ڈالا)

وَيَجُوزُ اِظْهَارُ اَنْ مَعَ لَامِ كَيْ نَحْوُ اَسْلَمْتُ لِاَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَمَعَ وَاوِ الْعَطْفِ نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَاَنْ تَخْرُجَ وَيَجِبُ اِظْهَارُ اَنْ فِي لَامِ كَيْ اِذَا اتَّصَلَتْ بِلَا النَّافِيَةِ نَحْوُ لِئَلَّا يَعْلَمَ

ترجمہ وتشریح: اور جائز ہے ظاہر کرنا ان کا لام کي کے ساتھ جیسے اسلمت لا ن ادخل الجنة اور واؤ عاطفہ کے ساتھ جیسے اعجبنی قیا مک وان تخرج اور واجب ہے ظاہر کرنا ان کا لام کی میں جب لا نافیہ کے ساتھ متصل ہو جیسے لئلا یعلم یعنی جولام بمعنیٰ کی ہو اسکے بعد ان کو ظاہر کرنا بھی جائز ہے مصنفؒ نے لام کی کہہ کر لام جحد کو خارج کر دیا وہ لام جو کان منفی کی خبر پر داخل ہوتا ہے اسکے بعد ان کو ظاہر کرنا جائز نہیں بلکہ مقدر کرنا ضروری ہے وجہ بڑی کتابوں میں ہے۔ جب لا م کـی لا نافیہ کے ساتھ متصل ہو تو ان کو ظاہر کرنا واجب ہے تا کہ دو لاموں کا اجتماع لازم نہ آئے ورنہ تلفظ میں ثقل آ جائے گا جیسے لـئـلا یـعـلـم لام کی کے بعد ان کو ظاہر کیا گیا البتہ پھر لا نافیہ میں مدغم ہو گیا ہے۔

وَاعْلَمْ: اَنَّ اَنِ الْوَاقِعَةَ بَعْدَ الْعِلْمِ لَيْسَتْ هِيَ النَّاصِبَةُ لِلْفِعْلِ الْمُضَارِعِ وَاِنَّمَا هِيَ الْمُخَفَّفَةُ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى وَاَنِ الْوَاقِعَةُ بَعْدَ الظَّنِّ جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ النَّصْبُ بِهَا وَاَنْ تَجْعَلَهَا كَالْوَاقِعَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ نَحْوُ ظَنَنْتُ اَنْ سَيَقُوْمَ

ترجمہ:۔ اور جان لیجے کہ بے شک وہ ان جو واقع ہونیوالا ہے علـم یعلم کے بعد وہ فعل مضارع کو نصب دینے والا نہیں اور سوا اس کے نہیں کہ وہ اَن مخففہ من المثقلہ ہو جیسے علـمـت ان سیقوم (جان لیا میں نے عنقریب وہ کھڑا ہوگا) فرمایا اللہ تعالیٰ نے علم ان سیکون الخ (کہ جان لیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ تحقیق عنقریب تم میں سے بعض مریض ہونگے) اور وہ اَن جو ظن بظن کے بعد واقع ہونیوالا ہو اس میں دو وجہ جائز ہیں ان کیوجہ سے نصب اور یہ کہ بنائے تو اسکو مثل اس اَن کے جو عـلـم یـعـلـم کے بعد واقع ہونیوالا ہو جیسے ظـنـنـت ان سیـقـوم (میں نے گمان کیا کہ تحقیق وہ عنقریب کھڑا ہوگا یا یہ معنی کہ میں نے گمان کیا اس بات کو کہ عنقریب وہ کھڑا ہوگا)

تشریح:۔ کیونکہ عـلـم یعلم یقین کا فائدہ دیتا ہے لھذا مناسب یہ ہے کہ اسکے بعد جو اَن ہے وہ مصدریہ پر نہ ہو بلکہ مخففہ من المثقلہ ہو جو مفید یقین ہے اور ظن یظن کیونکہ یقین کا فائدہ نہیں دیتا بلکہ رجحان کا فائدہ دیتا ہے لھذا اسکے بعد جو اَن ہوگا اسکو مصدریہ بنانا بھی صحیح ہے اور مخففہ من المثقلہ بنانا بھی صحیح ہے چونکہ جانب راجح کا فائدہ دیتا ہے تو مناسب ہے کہ ان مخففہ من المثقلہ ہو اور چونکہ یقین کا فائدہ نہیں دیتا تو لھذا مناسب ہے کہ اَن مصدریہ ہو لھذا دونوں صورتیں جائز ہونگی اَن مصدریہ ہو تو بعد والے فعل کو منصوب پڑھیں گے اگر مخففہ من المثقلہ ہو تو بعد والا فعل مرفوع ہوگا۔[1]

---

[1] فائدہ:۔ علم یعلم کے بعد جب فعل مضارع پر ان مخففہ من المثقلہ داخل ہو تو اس وقت انکے بعد والے فعل پر چار حروف میں سے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

فائدہ:۔علم اورظن کے علاوہ رجاء، طمع، خوف، خشیت، شک، وھم وغیرہ کے بعد جواَن واقع ہوتا ہے وہ اَن مصدر یہ ہی ہوتا ہے نہ کہ ان مخففہ من المثقلہ جیسے رجوت ان تقوم (مجھے امید ہے کہ تو کھڑا ہوگا) خشیت ان ترجع (مجھے خوف ہے کہ تو لوٹ جائیگا) وغیرذلک۔

فَصْلُ اَلْمَجْزُوْمُ عَامِلُه لَمْ وَلَمَّا وَلَامُ اَمْرٍ وَلاَ فِی النَّهِی وَكَلِمُ الْمُجَازَاتِ وَهِیَ اِنْ وَمَهْمَا وَاِذْ مَا وَحَيْثُمَا وَاَيْنَ وَمَتٰی وَمَا وَمَنْ وَاَیٌّ وَاَنّٰی وَاِنِ الْمُقَدَّرَةُ نَحْوُ لَمْ يَضْرِبْ وَلَمَّا يَضْرِبْ وَلِيَضْرِبْ وَلاَتَضْرِبْ وَاِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اه

ترجمہ:۔فعل مضارع مجزوم کا عامل لم اور لما الخ ہیں۔

تشریح:۔مصنفؒ اس فصل میں فعل مضارع مجزوم کے عوامل بتلارہے ہیں لم، لما، لام امر، لائے نہی اور کلمات مجازات یعنی وہ کلمات جو اول جملہ کے شرط اور دوسرے کے جزاء ہونے پر دلالت کرتے ہیں ان کو کلمات شرط اور جزاء بھی کہتے ہیں بعض ان میں سے اسم ہیں اور بعض حرف ہیں مصنفؒ نے کلمات کا لفظ بولا تا کہ اسم اور حرف دونوں کو شامل ہوجائے لاء نہی سے لائے نفی والا زائدہ جو قسم میں زائد ہوتا ہے ان سے احتراز ہوجائے گا کیونکہ یہ دونوں فعل مضارع کو جزم نہیں دیتے پھر لم، لما، لام امر، لانہی صرف ایک فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں جیسے لم یضرب لما یضرب الخ اور کلمات شرط اور جزاء فعلوں کو جزم دیتے ہیں اول کو شرط دوسرے کو جزاء کہا جاتا ہے جیسے ان تضرب اضرب (اگر تو مارے گا میں بھی ماروں گا) پھر کلمات مجازات کی تفصیل کی کہ وہ ان ہے اور مهما ہے الخ

وَاعْلَمْ اَنَّ لَمْ تَقْلِبُ الْمُضَارِعَ مَاضِيًا مَنْفِيًّا وَلَمَّا كَذٰلِكَ اِلَّا اَنَّ فِيهَا تَوَقُّعًا بَعْدَه وَدَوَامًا قَبْلَه نَحْوُ قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ وَاَيْضًا يَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ بَعْدَ لَمَّا خَاصَّةً تَقُوْلُ نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا اَیْ وَلَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ وَلاَ تَقُوْلُ نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ تحقیق لفظ لم بنادیتا ہے مضارع کو ماضی منفی اور لما بھی اسی طرح ہے مگر بے شک لما میں امید ہوتی ہے اس کے بعد اور دوام ہوتا ہے اس سے پہلے جیسے قام الامیر لما یرکب (کھڑا ہوا امیر ابھی تک سوار نہیں ہوا) اور نیز جائز ہے حذف کرنا فعل کا لما کے بعد خاص کر کہے گا تو ندم زید ولما (شرمندہ ہوا زید اور نہیں) یعنی (نہیں نفع دیا اس کو شرمندگی نے) اور نہیں کہے گا تو ندم زید ولم۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) کوئی حرف ضرور داخل ہوگا۔ سین یا سوف یا قد یا حرف نفی تا کہ شروع ہی سے اَن مصدر یہ اور ان مخففہ من المثقلہ میں فرق ظاہر ہوجائے ورنہ تو آخر میں فرق ظاہر ہوگا اعراب کی وجہ سے ان حروف کی وجہ سے اسلئے فرق ہوگا کہ ان مصدر یہ اور فعل کے درمیان ان چار حروف میں سے کوئی حرف فاصل نہیں ہوسکتا جیسے علم ان سیکون منکم مرضی، علمت ان سوف یکون، یعلم ان قد ابلغوا، علمت ان لم تصم وغیرہ۔

تشریح:۔حروف جازمہ میں سے لم مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور اسی طرح لما بھی۔ مگر لم اور لما میں چار فرق ہیں۔(۱): لما میں زمانہ تکلم کے بعد اس فعل منفی کے ثبوت کی توقع ہوتی ہے یعنی لما اکثر اس فعل میں استعمال ہوتا ہے جس کے وقوع کی امید ہو زمانہ مستقبل میں۔(۲):لما میں زمانہ تکلم سے پہلے دوام ہوتا ہے یعنی نفی وقت انتفاء سے لیکر وقت تکلم تک ماضی کے سارے اوقات کو شامل ہوتی ہے بخلاف لم کے اس میں یہ دونوں چیزیں نہیں ہوتیں جیسے آپ ایک شخص سے جو امیر کے سوار ہونے کی امید رکھتا ہے یہ کہیں قام الامیر لما یرکب (امیر کھڑا ہے ابھی تک سوار نہیں ہوا) یعنی اس کے سوار ہونے کی امید ہے۔(۳): لما کے فعل کو حذف کرنا بھی جائز ہے جب کوئی قرینہ ہو بخلاف لم کے جیسے زید کے پشیمان ہونے کا ذکر ہو رہا تھا تو اس وقت تم نے کہا ندم زید و لما اصل میں تھا ولما ینفعه الندم (یعنی زید نادم ہوا لیکن ندامت نے اس کو نفع نہیں دیا) ندم زید ولم کہنا جائز نہیں ہے۔(۴): جو کتاب میں نہیں وہ یہ ہے کہ لما پر حرف شرط داخل نہیں ہوتا بخلاف لم کے ان لما یضرب کہنا درست نہیں ان لم یضرب کہنا جائز ہے۔

وَاَمَّا كَلِمُ الْمُجَازَاتِ حَرْفًا كَانَتْ اَوْ اِسْمًا فَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ لِتَدُلَّ عَلٰى اَنَّ الْاُوْلٰى سَبَبٌ لِلثَّانِيَةِ وَتُسَمَّى الْاُوْلٰى شَرْطًا وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً ثُمَّ اِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَالْجَزَاءُ مُضَارِعَيْنِ يَجِبُ الْجَزْمُ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ اِنْ تُكْرِمْنِيْ اُكْرِمْكَ وَاِنْ كَانَامَاضِيَيْنِ لَمْ تَعْمَلْ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ وَاِنْ كَانَ الْجَزَاءُ وَحْدَهٗ مَاضِيًا يَجِبُ الْجَزْمُ فِي الشَّرْطِ نَحْوُ اِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ وَاِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَحْدَهٗ مَاضِيًا جَازَ فِي الْجَزَاءِ الْوَجْهَانِ نَحْوُاِنْ جِئْتَنِيْ اُكْرِمْكَ

ترجمہ:۔اور لیکن کلمات مجازات خواہ حرف ہوں یا اسم پس یہ داخل ہوتے ہیں دو جملوں پر تاکہ دلالت کریں اس بات پر کہ پہلا سبب ہے دوسرے کیلئے اور نام رکھا جاتا ہے اول کا شرط اور دوسرے کا جزاء۔ پھر اگر ہوں شرط اور جزاء دونوں فعل مضارع تو واجب ہے جزم ان دونوں میں لفظا جیسے ان تکرمنی اکرمک اور اگر وہ دونوں ماضی ہوں تو نہیں عمل کریں گے کلمات مجازات ان دونوں میں لفظا جیسے ان ضربت ضربت اور اگر جزاء اکیلے ماضی ہو تو جزم واجب ہے شرط میں جیسے ان تضربنی ضربتک اور اگر شرط اکیلے ماضی ہو تو جائز ہیں جزاء میں دونوں صورتیں جیسے ان جئتنی اکرمک۔

تشریح:۔ترجمہ سے مطلب واضح ہو گیا ہے کہ کلمات شرط اور جزاء خواہ حرف ہوں یا اسم دونوں جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں پہلا سبب ہوتا ہے دوسرا مسبب پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہا جاتا ہے پھر اگر شرط اور جزاء دونوں فعل مضارع ہوں تو دونوں میں لفظا جزم واجب ہے کیونکہ مضارع معرب ہے اس پر جزم آ سکتی ہے جیسے ان تکرمنی اکرمک (اگر تو میری عزت کریگا تو میں بھی تیری عزت کروں گا) اگر شرط اور جزاء دونوں فعل ماضی ہوں تو ان میں لفظی عمل نہیں کریں گے کیونکہ ماضی مبنی ہوتی ہے لفظوں میں عامل کا عمل واثر ظاہر نہیں ہوگا جیسے ان ضربت ضربت (اگر تو مارے گا تو میں بھی ماروں گا) اور اگر صرف جزاء ماضی ہو شرط مضارع

ہوتو شرط میں جزم واجب ہوگی جزاء میں نہیں ہوگی جیسے ان تضربنی ضربتک (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا) اگر صرف شرط ماضی ہو جزاء مضارع ہوتو اس وقت جزاء میں دونوں صورتیں جائز ہیں ایک جزم دوسری رفع۔ جزم اس لئے کہ جزاء مضارع معرب ہے جزم کی صلاحیت رکھتا ہے اور رفع اس لئے کہ جب شرط پر اس کے ماضی ہونے کی وجہ سے جزم نہیں تو اس کے تابع ہوکر جزاء میں بھی جزم نہ ہونی چاہیے جیسے ان جئتنی اکرمک (اگر تو میرے پاس آئیگا تو میں تیرا اکرام کروں گا)

وَاعْلَمْ اَنَّهُ اِذَا كَانَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا بِغَيْرِ قَدْ لَمْ يَجُزِ الْفَاءُ فِيْهِ نَحْوُ اِنْ اَكْرَمْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ دَخَلَه كَانَ آمِنًا وَاِنْ كَانَ مُضَارِعًا مُثْبَتًا اَوْ مَنْفِيًا بِلَا جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ نَحْوُ اِنْ تَضْرِبْنِيْ اَضْرِبْكَ اَوْ فَاَضْرِبُكَ وَ اِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا اَضْرِبْكَ اَوْ فَلَا اَضْرِبُكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنِ الْجَزَاءُ اَحَدَ الْقِسْمَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ فَيَجِبُ الْفَاءُ فِيْهِ

ترجمہ:۔ اور جان لیجئے تحقیق شان یہ ہے کہ جب ہو جزاء فعل ماضی بغیر قد کے تو نہیں جائز فاء اس میں جیسے ان اکرمتنی اکرمتک (اگر تو میرا اکرام کریگا تو میں بھی تیرا اکرام کروں گا) فرمایا اللہ تعالی نے ومن دخلہ کان آمنا (اور وہ شخص جو داخل ہوا اس بیت اللہ شریف میں تو ہوگا امن والا) اور اگر جزاء ہے فعل مضارع مثبت یا منفی بلا تو جائز ہیں اس میں دونوں وجہیں جیسے ان تضربنی اضربک یا فاضربک (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا) اور ان تشتمنی لا اضربک یا فلا اضـربک (اگر تو مجھے گالی دیگا تو میں تجھے نہیں ماروں گا) اور اگر نہ ہو جزاء ان مذکورہ دوقسموں میں سے کوئی ایک قسم تو پس واجب ہے اس میں فا۔

تشریح:۔ یہاں سے مصنفؒ جزاء پر فا کے داخل ہونے نہ ہونے کی صورتیں بیان کررہے ہیں جب جزاء ماضی بغیر قد ہوتو جزاء پر فا کا داخل کرنا جائز نہیں کیونکہ حرف شرط نے ماضی کے معنی میں اثر کیا ہے کہ اس کو مستقبل کے معنی میں کردیا ہے لھذا اجزاء کو شرط کے ساتھ ربط دینے کیلئے کسی اور حرف کی ضرورت نہیں جیسے ان اکرمتنی اکرمتک اکرمتنی شرط ہے اکرمتک جزاء ہے جس پر فا داخل نہیں دوسری مثال اللہ تعالی کا فرمان ہے ومن دخلہ کان آمنا، دخلہ شرط ہے کان آمنا جزاء ہے جس پر فا داخل نہیں اگر جزاء فعل مضارع مثبت ہو یا منفی ہولا کے ساتھ اس وقت دوصورتیں جائز ہیں فا کو لانا بھی اور نہ لانا بھی کیونکہ حرف شرط کی تاثیر جیسے ماضی میں تھی کہ اس کو مستقبل کے معنی میں کردیا اس طرح کی تاثیر مضارع مثبت ومنفی بلا میں نہیں ہے کیونکہ حرف شرط مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کردیگا مگر استقبال والا معنی تو مضارع میں پہلے سے موجود ہے صرف اس نے مختص کردیا ہے تو کوئی اثر نہیں کیا لھذا اجزاء کو شرط کیساتھ ربط دینے کیلئے فا کا لانا جائز ہے اور چونکہ کچھ نہ کچھ اثر کیا ہے کہ مستقبل کیساتھ خاص کردیا ہے لھذا فا کا نہ لانا بھی جائز ہے جیسے ان تضربنی اضربک بھی جائز ہے اور فاضربک بھی جائز ہے یہ مضارع مثبت کی مثال ہے مضارع منفی بلا کی مثال جیسے ان تشتمنی لا اضربک یافلا اضربک ان تشتمنی شرط ہے لا اضربک جزاء ہے جس میں فاء نہیں یا فاء داخل کرکے فلا اضربک کو جزاء بنائیں گے۔

وان لم يكن الجزاء الخ:۔ یعنی اگر جزاء ان دو مذکورہ قسموں میں سے کوئی قسم نہ ہو تو اس وقت فا کا داخل کرنا ضروری ہے کیونکہ ان دو قسموں کے علاوہ جو صورت بھی ہو اس میں حرف شرط کی کوئی تاثیر جزاء میں نہیں لھذا جزاء کو شرط کے ساتھ ربط دینے کیلئے جزاء پر فا کا لانا واجب ہوگا۔

وَذٰلِکَ فِیْ اَرْبَعِ صُوَرٍ اَلْاُوْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ الْجَزَاءُ مَاضِیًا مَعَ قَدْ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَهٗ مِنْ قَبْلُ وَالثَّانِیَةُ اَنْ یَّکُوْنَ مُضَارِعًا مَنْفِیًّا بِغَیْرِ لَا کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَالثَّالِثَةُ اَنْ یَّکُوْنَ جُمْلَةً اِسْمِیَّةً کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَالرَّابِعَةُ اَنْ یَّکُوْنَ جُمْلَةً اِنْشَائِیَةً اِمَّا اَمْرًا کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاِمَّا نَهْیًا کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ

ترجمہ:۔ اور یہ چار صورتوں میں ہے اول یہ کہ ہو جزاء ماضی قد کے ساتھ جیسے قول ہے اللہ تعالی کا ان یسرق الخ (اگر اس نے چوری کی تو پس چوری کی تھی اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے) دوسری یہ کہ ہو جزاء مضارع منفی بغیر لا کے جیسے اللہ تعالی کا قول ہے ومن یبتغ الخ (اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کریگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا) اور تیسری یہ کہ ہو جزاء جملہ اسمیہ جیسے قول ہے اللہ تعالی کا من جاء الخ (جو شخص ایک نیکی لائیگا پس اس کیلئے دس گنا نیکیاں ہونگی) اور چوتھی یہ ہے کہ ہو جزاء جملہ انشائیہ یا امر ہو جیسے اللہ تعالی کا قول ہے قل ان کنتم الخ (اے محمد ﷺ فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالی کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروری کرو) یا نہی ہو جیسے اللہ تعالی کا قول ہے فان علمتموهن مؤمنات الخ (اگر تم ان عورتوں کو مومن جانو تو ان کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ)۔

تشریح:۔ یعنی جزاء کے مذکورہ دو قسموں میں سے کسی قسم پر نہ ہونے کی چار صورتیں ہیں اول:۔ یہ کہ جزاء ماضی قد کے ساتھ ہو خواہ قد ملفوظ ہو جیسے ان یسرق الخ اس میں ان یسرق شرط ہے فقد سرق الخ جزاء ہے جو قد کے ساتھ ہے اور قد ملفوظ ہے اس پر فا ربط کیلئے داخل ہے یا قد مقدر ہو جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے اِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فصدقت اصل میں فَقَدْ صدقت تھا (اگر اس کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ زلیخا سچی ہے) ان کان الخ شرط فصدقت جزاء ہے اس میں قد مقدر ہے اس پر بھی فا موجود ہے۔ دوم:۔ یہ کہ جزاء مضارع منفی بغیر لا کے ہو یعنی منفی بما یا بلن ہو البتہ منفی بلم نہ ہو کیونکہ وہ باعتبار معنی کے ماضی بن جاتا ہے جیسے ومن یبتغ غیر الاسلام الخ اس میں من یبتغ غیر اسلام دینا شرط ہے فمن یقبل منه جزاء ہے یہ مضارع منفی بلن کی مثال ہے جس پر فا داخل ہے۔ سوم:۔ یہ کہ جزاء جملہ اسمیہ ہو جیسے من جاء بالحسنة الخ اس میں من جاء بالحسنة شرط ہے فله عشر امثالها جزاء ہے جو جملہ اسمیہ ہے جس پر فا جزائیہ داخل ہے۔ چہارم: یہ کہ جزاء

جملہ انشائیہ ہو خواہ امر ہو جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے قل ان کنتم تحبون اللّٰہ الخ اس میں کنتم تحبون اللّٰہ شرط ہے فاتبعونی جزاء ہے جو امر ہے جس پر فا جزائیہ داخل ہے یا نہی ہو جیسے فان علمتموھن الخ فان علمتموھن مؤمنات شرط ہے فلا ترجعوھن الی الکفار جزاء ہے جو نہی ہے جس پر فاء جزائیہ داخل ہے۔ [1]

وَ قَدْ يَقَعُ إِذَا مَعَ الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ مَوْضِعَ الْفَاءِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَاهُمْ يَقْنَطُوْن

ترجمہ:۔ اور کبھی واقع ہوتا ہے اذا جملہ اسمیہ کے ساتھ فا کی جگہ جیسے اللہ تعالی کا قول ہے وان تصبھم الخ۔

فائدہ: ان صورتوں کے علاوہ جب جزاء مضارع مثبت سین یا سوف کے ساتھ ہو تو اس پر بھی فا کا آنا ضروری ہے ان صورتوں میں اسلئے فا کا آنا ضروری ہے کہ حرف شرط ان صورتوں میں نہ تو معنی عمل کرتا ہے کیونکہ وہ ان کو استقبال کے معنی میں نہیں کرتا اور نہ لفظاً عمل کرتا ہے کیونکہ ان کو جزم نہیں دیتا لھذا جزاء پر فا ضروری ہے تا کہ وہ ان سب صورتوں کے جواب و جزاء شرط ہونے پر دلالت کریں ضابطہ یہ ہے کہ جہاں حرف شرط جزاء میں بالکل اثر نہ کرے تو وہاں جزاء پر فا کا لانا واجب ہے۔ اور جہاں حرف شرط جزاء میں کچھ اثر کرے اور کچھ نہ کرے تو وہاں جزاء پر فاء کا لانا جائز ہے۔ اور جہاں حرف شرط جزاء میں پورا پورا اثر کرے وہاں جزاء پر فاء لانا جائز نہیں ہے۔

تشریح: یعنی کبھی فا کی جگہ اذا مفاجاتیہ آجاتا ہے جب کہ جزاء جملہ اسمیہ ہو جیسے قول باری تعالی ہے وان تصبھم سیئۃ بما قدمت ایدیھم اذاھم یقنطون (اور اگر ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے جو ان کے گناہوں کے سبب سے ہے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں تو وہ اچانک ناامید ہو جاتے ہیں) اس میں اذا ھم یقنطون جزاء جملہ اسمیہ ہے جس پر فاء کی بجائے اذا مفاجاتیہ داخل ہے وجہ یہ ہے کہ اذا مفاجاتیہ میں بھی فاء کا معنی پایا جاتا ہے۔

وَاِنَّمَا تُقَدَّرُ اِنْ بَعْدَ الْاَفْعَالِ الْخَمْسَةِ الَّتِیْ هِیَ الْاَمْرُ نَحْوُ تَعَلَّمْ تَنْجُ وَالنَّهْیُ نَحْوُ لَاتَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَّكَ وَالْاِسْتِفْهَامُ نَحْوُ هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ وَالتَّمَنِّیْ نَحْوُ لَيْتَكَ عِنْدِیْ اَخْدِمْكَ وَالْعَرْضُ نَحْوُ اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا

ترجمہ و تشریح:۔ گزشتہ عبارت میں معلوم ہو چکا ہے کہ فعل مضارع ان شرطیہ مقدرہ کی وجہ سے بھی مجزوم ہوتا ہے اب مصنفؒ یہاں سے اس کا بیان کر رہے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ ان شرطیہ اپنی شرط سمیت پانچ افعال کے بعد مقدر کیا جاتا ہے (۱) امر کے بعد جیسے تعلم تنج یعنی ان تتعلم تنج (تو سیکھ اگر تو سیکھے گا تو نجات پائے گا)

---

[1] جملہ انشائیہ کی چند قسمیں اور بھی ہیں مثلاً استفہام ہو جیسے حضور ﷺ کا فرمان ہے ان ترکتنا فمن یرحمنا (اگر آپ ہم کو چھوڑ دیں گے تو کون ہم پر رحم کریگا) اس میں ان ترکتنا شرط ہے فمن یرحمنا جزاء ہے جو استفہام ہے جس پر فا جزائیہ داخل ہے خواہ دعا ہو جیسے ان اکرمتنا فیرحمک اللہ (اگر تو ہمارا اکرام کریگا تو اللہ تعالی تجھ پر رحم کرے) اس میں ان اکرمتنا شرط ہے فیرحمک اللہ جزاء ہے جو دعا ہے جس پر فا جزائیہ داخل ہے۔

(۲) نہی کے بعد جیسے لا تکذب یکن خیرا لک یعنی لا تکذب ان لا تکذب یکن خیرا لک (جھوٹ مت بول اگر تو جھوٹ نہیں بولے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہوگا) (۳) استفہام کے بعد جیسے ھل تزورنا نکرمک یعنی ھل تزورنا ان تزرنا نکرمک (کیا تو ہماری زیارت کریگا اگر تو ہماری زیارت کریگا تو ہم تیری عزت کریں گے) (۴) تمنی کے بعد جیسے لیتک عندی اخدمک یعنی لیتک عندی ان تکن عندی اخدمک (کاش تو میرے پاس ہوتا اگر تو میرے پاس ہوتا تو میں تیری خدمت کرتا) (۵) عرض کے بعد جیسے الا تنزل بنا تصب خیرا یعنی الا تنزل بنا ان تنزل بنا تصب خیرا (کیوں نہیں اترتے آپ ہمارے پاس اگر آپ اترتے ہمارے پاس تو آپ پہنچتے بھلائی کو)

فائدہ:۔ ہمزہ استفہام اگر نفی پر داخل ہو تو اثبات کا فائدہ دیتا ہے اس لئے شرط مثبت نکالی گئی۔

وبعد النَّفيِ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَحْوُ لَا تَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا لَّکَ

ترجمہ وتشریح:۔ اور نفی کے بعد ان شرطیہ مقدر کیا جاتا ہے بعض جگہوں میں جیسے لا تفعل شرا نفی ہے اس کے بعد ان شرط سمیت مقدر ہے اصل میں تھا ان لا تفعل شرا یکن خیرا لک۔[۱]

وَذٰلِکَ اِذَا قُصِدَ اَنَّ الْاَوَّلَ سَبَبٌ لِلثَّانِیْ کَمَا رَأَیْتَ فِی الْاَمْثِلَةِ فَاِنَّ مَعْنٰی قَوْلِنَا تَعَلَّمْ تَنْجُ هُوَ اِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ وَکَذٰلِکَ الْبَوَاقِیْ فَلِذٰلِکَ اِمْتَنَعَ قَوْلُکَ لَا تَکْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ لِاِمْتِنَاعِ السَّبَبِیَّةِ اِذْ لَا یَصِحُّ اَنْ یُّقَالَ اِنْ لَاتَکْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ

ترجمہ وتشریح:۔ اشیاء مذکورہ کے بعد ان شرطیہ کا مقدر کرنا اس وقت ہے جب یہ قصد کیا جائے کہ اول ثانی کیلئے سبب ہے جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں مثالوں میں پس ہمارے قول تعلم تنج کا معنی یہ ہے کہ ان تتعلم تنج (اگر تو سیکھے گا تو نجات پائے گا) اب سیکھنا نجات کا سبب ہے۔ اسی طرح باقی مثالیں پس اسی وجہ سے ممتنع ہے تیرا قول لا تکفر تدخل النار (کفر مت کر داخل ہو جائے گا نار میں) بوجہ ممتنع ہونے سببیت کے یعنی چونکہ ان کے مقدر کرنے کی یہ شرط ہے کہ اول ثانی کیلئے سبب ہو یہ مثال ناجائز ہے اگرچہ لا تکفر نہی ہے کیونکہ اس کی اصل عبارت بن جائے گی لا تکفر ان لا تکفر تدخل النار (کفر مت کر اگر تو کفر نہیں کرے گا تو جہنم میں داخل ہو جائے گا) یہ معنی فاسد ہے کیونکہ کفر نہ کرنا تو دخول جنت کا سبب ہے نہ کہ دخول نار کا لیکن بعض کے ہاں عرف عام میں یہ معنی ہوتا ہے لا تکفر ان تکفر تدخل النار (کفر نہ کر اگر کفر کرے گا تو جہنم میں داخل ہو جائے گا) اگر یہ معنی ہوں تو پھر یہ معنی صحیح ہے۔

---

[۱] تنبیہ: مگر نفی کے بعد ان مقدر ہونے والی بات غالبا سہو سے درج ہوگئی حقیقت یہ ہے کہ نفی کے بعد ان مقدر نہیں ہوتا کیونکہ نفی خبر محض ہے اس میں طلب کے معنی نہیں ہوتے اور ان وہاں مقدر ہوتا ہے جہاں طلب کے معنی ہوں۔

وَالثَّالِثُ الْاَمْرُ وَهُوَ صِيغَةٌ يُطْلَبُ بِهَا الْفِعْلُ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ

ترجمہ وتشریح: فعل کے اقسام میں سے تیسری قسم امر ہے لغوی معنی حکم کرنا نحویوں کی اصطلاح میں امر کا لفظ امر غائب امر حاضر و متکلم تینوں پر بولا جاتا ہے خواہ معروف ہوں یا مجہول لیکن امر حاضر معروف کو الامر بالصیغۃ کہتے ہیں اور باقیوں کو الامر بالحرف کہتے ہیں یعنی لام امر کی وجہ سے امر ہیں۔

ھو صیغۃ الخ: تعریف:۔ امر حاضر معروف وہ صیغہ ہے جس کے ذریعے سے فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے تعریف میں لفظ صیغۃ جنس ہے معرّف وغیر معرّف سب کو شامل ہے۔ یطلب بھا فصل اول ہے اس سے ماضی، مضارع خارج ہو گئے کیونکہ ان میں طلب نہیں ہے الفعل دوسرا فصل ہے اس سے نہی خارج ہو گئی کیونکہ اس میں ترک فعل کو طلب کیا جاتا ہے۔ من الفاعل تیسرا فصل ہے اس سے امر مجہول خارج ہو گیا کیونکہ اس میں فاعل سے نہیں بلکہ مفعول سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے۔ المخاطب چوتھا فصل ہے اس سے امر غائب معروف اور امر متکلم معروف خارج ہو گئے کیونکہ ان میں فاعل غائب یا متکلم سے فعل طلب کیا جاتا ہے نہ کہ فاعل مخاطب سے۔

بِاَنْ تَحْذِفَ مِنَ الْمُضَارِعِ حَرْفَ الْمُضَارَعَةِ ثُمَّ تَنْظُرَ فَاِنْ كَانَ مَا بَعْدَ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ سَاكِنًا زِدْتَّ هَمْزَةَ الْوَصْلِ مَضْمُوْمَةً اِنِ انْضَمَّ ثَالِثُهُ نَحْوُ اُنْصُرْ وَمَكْسُوْرَةً اِنِ انْفَتَحَ اَوِ انْكَسَرَ كَاِعْلَمْ وَاِضْرِبْ وَاِسْتَخْرِجْ

ترجمہ وتشریح:۔ یہاں سے مصنفؒ امر حاضر معروف کے بنانے کا طریقہ بتلاتے ہیں کہ بایں طور کہ حذف کیا جائے مضارع سے حرف مضارعت پھر دیکھا جائے پس اگر حرف مضارعت کے بعد والا حرف ساکن ہے تو زیادہ کرے گا تو ہمزہ وصلی (تاکہ ابتداء بالسکون لازم نہ آئے) اور ہمزہ وصلی مضموم ہوگا اگر اس کا تیسرا حرف مضموم ہے (یعنی عین کلمہ مضموم ہے) جیسے تنصر سے اُنْصُر اور مکسور ہوگا اگر تیسرا حرف مفتوح یا مکسور ہے جیسے تَعْلَم سے اِعْلَم تَضْرِب سے اِضْرِب تستخرج سے استخرج۔

وَاِنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا فَلَا حَاجَةَ اِلَى الْهَمْزَةِ نَحْوُ عِدْ وَحَاسِبْ وَالْاَمْرُ مِنْ بَابِ الْاِفْعَالِ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِيْ

ترجمہ وتشریح: اور اگر حرف مضارعت کے بعد والا حرف متحرک ہے تو ہمزہ وصلی کی ضرورت نہیں کیونکہ ابتداء بالسکون لازم نہیں آتا جیسے تعد سے عد تحاسب سے حاسب اور امر باب افعال کا قسم ثانی سے ہے یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال:۔ آپ کا یہ دعوی کہ اگر حرف مضارعت کے بعد والا حرف ساکن ہے تو ہمزہ وصلی لائیں گے پھر عین کلمہ مضموم تو مضموم لائیں گے ورنہ مکسور یہ دعوی غلط ہے کیونکہ باب افعال میں تُکْرِم سے حرف مضارعت کو حذف کیا تو بعد والا حرف ساکن تھا عین کلمہ کے مکسور ہونے کی وجہ سے ہمزہ مکسور ہونا چاہئے تھا حالانکہ اکرم امر کا ہمزہ مفتوح ہے۔ جواب:۔ باب افعال کا امر یہ دوسری قسم سے ہے کیونکہ جب امر بنانے لگے تو تکرم کو اپنی اصل کی طرف لوٹایا اصل میں تاکرم تھا واحد متکلم اُاَکْرِم میں خلاف قیاس دوسرے ہمزہ

کو حذف کیا تو پھر سب صیغوں سے حذف کر دیا مگر جب امر بنائیں گے تو ہمزہ لوٹ آئے گا تاکرم سے امر بنائیں گے حرف مضارعت حذف کیا تو مابعد متحرک تھا آخر میں وقف کیا تو اکرم بن گیا تو یہ ہمزہ وصلی نہیں بلکہ قطعی ہے۔

وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلٰى عَلَامَةِ الْجَزْمِ كَاضْرِبْ وَاغْزُ وَارْمِ وَاسْعَ وَاضْرِبَا وَاضْرِبُوْا وَاضْرِبِيْ

ترجمہ وتشریح:۔اور وہ امر علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے اور علامت جزم صیغہ مفرد صحیح میں سکون ہے جیسے اضرب اور ناقص واوی اور الفی میں حرف علت کا گر جانا جیسے تغزو سے اغزاور ترمی سے ارم تسعی سے اسع۔تثنیہ، جمع، واحدہ مؤنثہ مخاطبہ میں نون اعرابی کا گرنا ہے جیسے تضربان سے اضربا تضربون سے اضربوا تضربین سے اضربی۔

فَصْلٌ فِعْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُه هُوَ فِعْلٌ حُذِفَ فَاعِلُه وَاُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَه وَيُخْتَصُّ بِالْمُتَعَدِّیْ

ترجمہ وتشریح:۔فعل اس مفعول کا جس کے فاعل کا نام نہیں لیا گیا۔مصنفؒ فعل کی تین قسمیں ماضی، مضارع، امر کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے فعل کی دوسری تقسیم کی دوقسموں (فعل معروف اور فعل مجہول) میں سے فعل مجہول کی تعریف کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ فعل مالم یسم فاعلہ وہ فعل ہے جس کا فاعل حذف کیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہو اور وہ مختص ہے متعدی کے ساتھ یعنی فعل لازمی سے فعل مجہول نہیں بنتا۔

وَعَلَامَتُه فِي الْمَاضِيْ اَنْ يَّكُوْنَ اَوَّلُه مَضْمُوْمًا فَقَطْ وَمَا قَبْلَ اٰخِرِه مَكْسُوْرًا فِي الْاَبْوَابِ الَّتِيْ لَيْسَتْ فِيْ اَوَائِلِهَا هَمْزَةُ وَصْلٍ وَلَا تَاءٌ زَائِدَةٌ نَحْوُ ضُرِبَ وَدُحْرِجَ وَاُكْرِمَ

ترجمہ وتشریح:فعل مجہول کی علامت ماضی میں یہ ہے کہ ماضی کا اول حرف مضموم ہو فقط اور آخر کا ماقبل مکسور ہو یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں ہمزہ وصلی اور تاء زائدہ نہیں جیسے ضُرِب ثلاثی مجرد سے ماضی مجہول کی مثال ہے دحرج رباعی مجرد سے ماضی مجہول کی مثال ہے اکرم ثلاثی مزید سے ماضی مجہول کی مثال ہے یہ تبدیلی اس لیے ہے تاکہ فعل معروف ومجہول میں امتیاز ہو جائے۔

وَاَنْ يَّكُوْنَ اَوَّلُه وَثَانِيْهِ مَضْمُوْمًا وَمَاقَبْلَ آخِرِه كَذٰلِكَ فِيْمَا فِيْ اَوَّلِه تَاءٌ زَائِدَةٌ نَحْوُ تُفُضِّلَ وَتُضُوْرِبَ

ترجمہ وتشریح:۔اس کا عطف پہلے ان یکون پر ہے اور علامت فعل مجہول کی ماضی میں یہ ہے کہ ماضی کا پہلا اور دوسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر کا ماقبل اسی طرح مکسور ہو یہ علامت ان ابواب میں ہے جنکے شروع میں تاء زائدہ ہے جیسے تفضل باب تفعل کی ماضی مجہول تضورب باب تفاعل کی ماضی مجہول ہے تدحرج باب تفعلل کی ماضی مجہول ہے۔[1] (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

وَاَنْ يَّكُوْنَ اَوَّلُه وَثَالِثُه مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ آخِرِه كَذٰلِكَ فِيْ مَا فِيْ اَوَّلِه هَمْزَةُ وَصْلٍ نَحْوُ اُسْتُخْرِجَ وَاُقْتُدِرَ

ترجمہ وتشریح:۔اس کا عطف بھی پہلے ان یکون پر ہے یا دوسرے ان یکون پر اور علامت فعل مجہول کی ماضی میں یہ ہے کہ

ماضی کا پہلا اور تیسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر کا ماقبل اسی طرح مکسور ہو اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں ہمزہ وصلی ہے جیسے استخرج باب استفعال کی ماضی مجہول ہے اقتدر باب افتعال کی ماضی مجہول ہے۔ ۲

وَالْهَمْزَةُ تَتْبَعُ الْمَضْمُوْمَ اِنْ لَّمْ تُدْرَجْ

ترجمہ: اور ہمزہ تابع ہوتا ہے حرف مضموم کے اگر درج کلام میں آ کر گرے نہیں۔

تشریح: ۔یعنی ہمزہ وصلی ماضی مجہول میں باعتبار حرکت کے حرف مضموم کے تابع ہے نہ کہ حرف مکسور کے یعنی ہمزہ وصلی حرف مضموم کے تابع ہو کر مضموم ہوتا ہے اگر چہ ہمزہ وصلی ساکن کو حرکت کسرہ دینا اصل ہے لیکن کسرہ دیتے ہیں تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آ جائیگا اور عرب کے ہاں یہ مکروہ ہے اگر چہ ہمزہ وصلی اور حرف مضموم جو تیسرے نمبر پر ہے ان کے درمیان حرف ساکن ہے مگر حرف ساکن کا درمیان میں ہونا یا نہ ہونا برابر ہے کیونکہ حرف ساکن ایک مردہ حرف ہے تو اسوقت کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آ جاتا ہے لھذا ہمزہ وصلی اگر مذکور ہے درج کلام میں آ کر گرا نہیں تو مضموم ہی ہوگا جیسے استخرج اقتدر وغیرہ۔

وَفِي الْمُضَارِعِ اَنْ يَّكُوْنَ حَرْفُ الْمُضَارَعَةِ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ اٰخِرِهٖ مَفْتُوْحًا نَحْوُ يُضْرَبُ وَيُسْتَخْرَجُ اِلَّا فِيْ بَابِ الْمُفَاعَلَةِ وَالْاِفْعَالِ وَالتَّفْعِيْلِ وَ الْفَعْلَلَةِ وَمُلْحَقَاتِهَا الثَّمَانِيَةِ فَاِنَّ الْعَلَامَةَ فِيْهَا فَتْحُ مَا قَبْلَ الْاٰخِرِ نَحْوُ يُحَاسَبُ وَيُدَحْرَجُ

ترجمہ: ۔اور مضارع میں علامت مجہول یہ ہے کہ ہوتا ہے حرف مضارعت مضموم اور آخر کا ماقبل مفتوح جیسے یضرب و یستخرج مگر باب مفاعلہ افعال تفعیل فعللہ اور اس کے آٹھ ملحقات پس تحقیق ان میں علامت حرف آخر کے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے جیسے یحاسب و یدحرج۔

تشریح: ۔اس کا عطف فی الماضی پر ہے یعنی فعل مجہول کی علامت مضارع میں یہ ہے کہ حرف مضارعت مضموم ہوتا ہے اور آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے یضرب و یستخرج وغیرہ یہ علامت سب ابواب میں ہے سوا چار بابوں کے مفاعلہ افعال تفعیل فعللہ اور فعللہ کے سات ملحقات کیونکہ ان میں علامت صرف آخر کے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے کیونکہ معلوم و مجہول دونوں میں حرف مضارعت مضموم ہی ہوتا ہے جیسے یحاسب یکرم یصرف یدحرج آخر کے ماقبل کا فتحہ اس لئے ہے تا کہ معروف و

(حاشیہ سابقہ صفحہ) ۱ فائدہ: ۔یہاں اگر صرف پہلے حرف کو ضمہ دیتے تو باب تفعل کی ماضی مجہول کا باب تفعیل کے مضارع معروف سے اور تفاعل کی ماضی مجہول کا باب مفاعلہ کے مضارع معروف سے اور باب تفعلل کی ماضی مجہول کا فعللہ کے مضارع معروف سے التباس ہو جاتا۔

۲ فائدہ: ۔اس میں تیسرے حرف کو ضمہ دیا کیونکہ اگر صرف پہلے حرف کو ضمہ دیں تو حالت وقف میں ماضی مجہول کا اسی باب کے امر کے ساتھ التباس ہوگا کیونکہ ہمزہ وصلی درمیان میں گر جاتا ہے جیسے ثم استخرج اس وقت یہ معلوم نہیں ہوگا کہ یہ امر حاضر ہے یا ماضی مجہول۔

مجہول میں امتیاز ہو جائے فعللہ کے ملحقات یہ باب ہیں جلبب قلنس جورب سرول شریف حیعل قلسی۔

فائدہ:۔فعللۃ کے ملحقات سات ہیں مصنف کا ثمانیۃ کہنا سہو کاتب ہے۔

وَفِي الْاَجْوَفِ مَاضِيهِ قِيْلَ وَبِيْعَ وَبِالْاِشْمَامِ قِيْلَ وَبِيْعَ وَبِالْوَاوِ قُوْلَ وَبُوْعَ

ترجمہ:اوراجوف میں یعنی اس کی ماضی مجہول میں قیل بیع ہے اوراشمام کے ساتھ قیل بیع اورواؤ کے ساتھ قول بوع ہے

تشریح:۔یعنی اجوف کی ماضی مجہول خواہ اجوف واوی ہو یا یائی ہو جس کو معتل العین واوی یا یائی بھی کہتے ہیں اس میں افصح لغت کی بنا پر قیل و بیع ہے اصل میں قول وبیع تھے واؤ اور یا کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دیا ماقبل کا ضمہ دور کر دیا گیا پھر قول میں میعاد والا قانون جاری کیا تو قیل اور بیع ہوے۔دوسری صورت:۔اشمام ہے اشمام سے مراد یہ ہے کہ فاکلمہ کے کسرہ کو ضمہ کی طرف اور عین کلمہ جو یاء ہے اس کو تھوڑا سا واؤ کی طرف مائل کر کے پڑھنا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اصل میں فاکلمہ مضموم ہے۔ تیسری صورت:۔واؤ ساکنہ کے ساتھ قول بوع جو اصل میں قول بیع تھے واؤ اور یاء کی حرکت کو حذف کر دیا گیا پھر بیع میں بوسر والا قانون جاری کیا توقول اور بوع ہوئے۔

وَكَذٰلِكَ بَابُ اُخْتِيْرَ وَانْقِيْدَ دُوْنَ اُسْتُخِيْرَ وَاُقِيْمَ لِفَقْدِ فُعِلَ فِيْهِمَا

ترجمہ:اوراسی طرح باب اختیر انقید میں نہ کہ استخیر واقیم میں بوجہ گم ہونے فعل کے ان دونوں میں

تشریح:۔یعنی جس طرح اجوف کے ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول میں تین صورتیں ہیں اسی طرح اجوف کے باب افتعال اور انفعال کی ماضی مجہول میں بھی تین صورتیں جاری ہو سکتی ہیں کیونکہ اول دو حرفوں کو ہٹا دیں تو فعل کا وزن تیار ہو جاتا ہے تو یہ فعل حکمی ہے اختیر سے تیر انقید سے قید قیل بیع کی طرح ہیں لھذا ان کو تین طرح پڑھ سکتے ہیں لیکن اجوف کے باب استفعال اور افعال کی ماضی مجہول میں یہ تین صورتیں جاری نہیں ہو سکتیں ان میں سے صرف اول صورت جاری ہوگی کیونکہ ان میں حرف علت کا ماقبل اصل کے اعتبار سے ساکن ہے اصل میں استخیر اقوم تھے ان میں فعل کا وزن نہیں پایا جاتا۔

وَفِي مُضَارِعِهِ تُقْلَبُ الْعَيْنُ اَلِفاً نَحْوُ يُقَالُ وَيُبَاعُ كَمَا عَرَفْتَ فِي التَّصْرِيْفِ مُسْتَقْصًى

ترجمہ وتشریح:اوراجوف کے مضارع مجہول میں عین کلمہ الف سے بدل جائیگا خواہ عین کلمہ میں واؤ ہو یا یاء ہو جیسا کہ علم صرف میں پورے طریقے پر آپ پہچان چکے ہیں چنانچہ یقول کو یقال اوریبیع کو یباع کو پڑھا جائیگا۔

فَصْلُ اَلْفِعْلُ اِمَّا مُتَعَدٍّ وَهُوَ مَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى مُتَعَلِّقٍ غَيْرِ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ وَاِمَّا لَازِمٌ وَهُوَ مَا بِخِلَافِهِ كَقَعَدَ وَقَامَ

ترجمہ:۔فعل یا متعدی ہوگا اور وہ وہ ہے کہ موقوف ہو اس کا معنی سمجھنا ایسے متعلق پر جو فاعل کا غیر ہے جیسے ضرب اور یالازم ہوگا اور وہ

وہ ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے قعد و قام۔

تشریح:۔ یہاں سے فعل کی ایک اور تقسیم کر رہے ہیں فعل کی دو قسمیں ہیں لازمی اور متعدی متعدی وہ ہے کہ اسکے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق خاص پر موقوف ہو جو فاعل کے علاوہ ہے اور مراد متعلق خاص سے مفعول بہ ہے جیسے ضرب اس کے معنی کا سمجھنا فاعل یعنی ضارب پر بھی موقوف ہے اور اس کے علاوہ مفعول بہ یعنی مضروب پر بھی موقوف ہے اور لازمی وہ ہے جو متعدی کے خلاف ہو یعنی اس کے معنی کا سمجھنا صرف فاعل پر موقوف ہو متعلق یعنی مفعول بہ کی ضرورت نہ ہو جیسے قعد قام قعود قیام کیلئے صرف قاعد و قائم چاہیے مفعول بہ کی ضرورت نہیں۔

وَالْمُتَعَدِّیْ قَدْ یَکُوْنُ اِلٰی مَفْعُوْلٍ وَاحِدٍ کَضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا وَاِلٰی مَفْعُوْلَیْنِ کَاَعْطٰی زَیْدٌ عَمْرًوا دِرْھَمًا وَیَجُوْزُ فِیْہِ الْاِقْتِصَارُ عَلٰی اَحَدِ مَفْعُوْلَیْہِ کَاَعْطَیْتُ زَیْدًا اَوْ اَعْطَیْتُ دِرْھَمًا بِخِلَافِ بَابِ عَلِمْتُ وَاِلٰی ثَلَاثَۃِ مَفَاعِیْلَ نَحْوُ اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا وَمِنْہُ اَرٰی وَاَنْبَأَ وَنَبَّأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَحَدَّثَ

ترجمہ:۔ اور متعدی کبھی ہوتا ہے ایک مفعول کی طرف جیسے ضرب زید عمروا اور دو مفعولوں کی طرف جیسے اعطی زیدا عمروا درھما اور جائز ہے اس میں اکتفاء کرنا دو مفعولوں میں سے ایک پر جیسے اعطیت زیدا یا اعطیت درھما بخلاف باب علمت کے۔ اور تین مفعولوں کی طرف جیسے اعلم اللہ زیدا عمروا فاضلا اور اسی قسم سے ہے اری الخ۔

تشریح:۔ فعل متعدی کی مختلف صورتیں ہیں کبھی ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمرا اور کبھی دو مفعولوں کی طرف جیسے اعطی زید عمروا درھما (دیا ہے زید نے عمرو کو درھم) عمروا پہلا مفعول درھما دوسرا مفعول ہے دوسری مثال علمت زیدا فاضلا (میں نے زید کو فاضل جانا) زیدا مفعول اول ہے فاضلا مفعول ثانی ہے اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی مثال میں اول مفعول کا مصداق اور ہے اور دوسرے مفعول کا مصداق اور ہے دونوں ایک دوسرے کے مغایر ہیں۔ جبکہ دوسری مثال میں زیدا اور فاضلا دونوں مفعولوں کا مصداق ایک ہے۔

ویجوز فیہ الخ:۔ باب اعطیت میں (یعنی اس فعل میں جس کے دونوں مفعولوں کا مصداق ایک دوسرے کے مغایر ہو) دو مفعولوں میں سے کسی ایک مفعول پر اکتفاء کرنا جائز ہے یعنی ایک کو حذف کر کے ایک کو ذکر کرنا جائز ہے جیسے اعطیت زیدا کہنا بھی جائز ہے اور اعطیت درھما کہنا بھی جائز ہے بخلاف باب علمت کے (یعنی وہ باب جس کے دونوں مفعولوں کا مصداق ایک ہو) اس میں ایک مفعول پر اکتفاء کرنا جائز نہیں اگر حذف کرنا ہے تو دونوں کو کریں گے اور اگر ذکر کرنا ہے تو دونوں کو کریں گے ایک کو حذف کرنا اور ایک کو ذکر کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ حقیقت میں مبتدأ خبر ہوتے ہیں اور مبتدأ کیلئے خبر کا ہونا اور خبر کے لئے مبتدأ کا ہونا ضروری ہے لھذا فقط علمت زیدا کہنا یا علمت فاضلا کہنا جائز نہیں ہے اور فعل کبھی تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے اعلم اللہ زیدا عمروا فاضلا (اللہ تعالی نے زید کو جنوایا بتلایا کہ عمرو فاضل ہے) اور اسی قسم سے اری انبأ وغیرہ ہیں۔

وَهٰذِهِ السَّبْعَةُ مَفْعُوْلُهَا الْاَوَّلُ مَعَ الْاٰخِيْرَيْنِ كَمَفْعُوْلَیْ اَعْطَيْتُ فِیْ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰی اَحَدِهِمَا تَقُوْلُ اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا وَالثَّانِیْ مَعَ الثَّالِثِ كَمَفْعُوْلَیْ عَلِمْتُ فِیْ عَدَمِ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰی اَحَدِهِمَا فَلَا تَقُوْلُ اَعْلَمْتُ زَيْدًا خَيْرَ النَّاسِ بَلْ تَقُوْلُ اَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًوا خَيْرَ النَّاسِ

ترجمہ:۔اوران ساتوں فعلوں کا پہلا مفعول آخری دونوں کے ساتھ باب اعطیت کے دونوں مفعولوں کی مانند ہے ان دو میں سے کسی ایک پر اکتفاء کرنے کے جواز میں کہے گا تو اعلم اللہ زیدا اور دوسرا مفعول تیسرے کے ساتھ باب علمت کے دومفعولوں کی مانند ہے ان دو میں سے کسی ایک پر اکتفاء کرنے کے عدم جواز میں پس نہیں کہے گا تو اعلمت زیدا خیر الناس بلکہ کہے گا تو اعلمت زیدا عمروا خیر الناس۔

تشریح:۔یعنی ان ساتوں فعلوں کا پہلا مفعول آخری دونوں کے ساتھ باب اعطیت کے دومفعولوں کی مثل ہے جس طرح باب اعطیت میں ایک مفعول پر اکتفاء کرنا جائز ہے اسی طرح یہاں بھی اول اور آخری دو میں سے کسی پر اکتفاء کرنا جائز ہے اول کو ذکر کریں آخری دونوں کو حذف کر دیں یا آخری دونوں کو ذکر کریں اور اول کو حذف کر دیں جائز ہے اور دوسرا اور تیسرا مفعول آپس میں ایسے ہی ہیں جیسے باب علمت کے دومفعول۔جیسے باب علمت میں ایک پر اکتفاء کرنا جائز نہیں یہاں بھی دوسرے تیسرے میں سے کسی ایک پر اکتفاء کرنا جائز نہیں یا آخری دونوں کو ذکر کریں گے یا دونوں کو حذف کریں گے لھذا یہ کہنا جائز نہیں اعلمت زیدا خیر الناس بلکہ یوں کہا جائیگا اعلمت زیدا عمروا خیر الناس (میں نے زید کو جنوایا، بتلایا کہ عمرو لوگوں میں سے سب سے اچھا ہے)

فَصْلٌ اَفْعَالُ الْقُلُوْبِ عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَرَأَيْتُ وَ وَجَدْتُ وَ زَعَمْتُ وَهِیَ اَفْعَالٌ تَدْخُلُ عَلَی الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ فَتَنْصِبُهُمَا عَلَی الْمَفْعُوْلِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ زَيْدًا عَالِمًا

ترجمہ:۔افعال قلوب علمت الخ ہیں اور وہ افعال مبتدأ اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس ان دونوں کو نصب دیتے ہیں مفعول ہونے کی بنا پر جیسے علمت زیدا عالما (جانا ہے میں نے کہ زید عالم ہے)

تشریح:۔تتبع تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ افعال قلوب سات ہیں چونکہ ان کا صدور ظاہری اعضاء سے نہیں ہوتا بلکہ دل سے ہوتا ہے اس لئے ان کو افعال قلوب کہا جاتا ہے ان کو افعال یقین وشک بھی کہا جاتا ہے کیونکہ بعض ان میں سے شک کیلئے آتے ہیں اور بعض یقین کیلئے علمت رأیت وجدت یقین کیلئے اور ظننت حسبت خلت شک کیلئے آتے ہیں اور زعمت مشترک ہے کبھی یقین اور کبھی شک کیلئے آتا ہے (شک سے مراد ظن ہے یعنی غالب گمان ورنہ شک میں تو دونوں طرفیں برابر ہوتی ہیں اور ان افعال میں سے کوئی بھی اس معنی کے اعتبار سے شک کیلئے نہیں آتا) یہ افعال مبتدأ خبر پر داخل ہوتے ہیں اور ان کو بنا بر مفعولیت کے نصب دیتے ہیں جیسے علمت زیدا عالما میں زید عالم مبتدأ خبر تھے اب علمت کے دومفعول ہو گئے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ لِهٰذِهِ الْاَفْعَالِ خَوَاصَّ مِنْهَا اَنْ لَّا تُقْتَصَرَ عَلٰی اَحَدِ مَفْعُوْلَيْهَا بِخِلَافِ بَابِ اَعْطَيْتُ فَلَا تَقُوْلُ عَلِمْتُ زَيْدًا

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ تحقیق ان افعال کیلئے چند خاصے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ انکے دومفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء نہیں کیا جاتا بخلاف باب اعطیت کے پس نہیں کہا جائیگا علمت زیدا۔

تشریح: خواص جمع ہے خاصۃ کی خاصہ شئی کا وہ ہے جو اس میں پایا جائے اور اسکے غیر میں نہ پایا جائے تو افعال قلوب کے چند خواص ہیں ایک وہ ہے جو گزر چکا کہ دومفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء جائز نہیں وجہ اور تفصیل گزر چکی ہے۔

وَمِنْهَا جَوَازُ الْإِلْغَاءِ إِذَا تَوَسَّطَتْ نَحْوُ زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ اَوْ تَأَخَّرَتْ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ

ترجمہ:۔ان خواص میں سے ان کے عمل کو لفظاً اور معنیً باطل کرنے کا جواز ہے جب یہ درمیان میں آجائیں یا مؤخر ہو جائیں۔

تشریح:۔یعنی افعال قلوب کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے عمل کو لفظاً اور معنیً باطل کرنا جائز ہے جب کہ یہ افعال دو مفعولوں کے درمیان میں واقع ہوں جیسے زید ظننت قائم یا دونوں سے مؤخر ہوں جیسے زید قائم ظننت۔

فائدہ:۔افعال قلوب عمل میں ضعیف ہیں لھذا ان کے دونوں مفعول اگر مؤخر ہونگے تو یقیناً عمل کریں گے لیکن افعال قلوب ان کے درمیان میں آگئے یا مؤخر ہو گئے تو ضعف کی وجہ سے عمل باطل کرنا بھی جائز ہے اور عمل دینا بھی جائز ہے کیونکہ ان کی ذات میں عمل کی قوت موجود ہے لھذا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں وسط کی صورت میں عمل دینا اولی ہے اور مؤخر ہونے کی صورت میں عمل کو باطل کرنا اولی ہے۔بعض کے ہاں دونوں صورتیں مساوی ہیں۔[1]

وَمِنْهَا اَنَّهَا تُعَلَّقُ اِذَا وَقَعَتْ قَبْلَ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو وَقَبْلَ النَّفْيِ نَحْوُ عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَقَبْلَ لَامِ الْاِبْتِدَاءِ نَحْوُ عَلِمْتُ لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ

ترجمہ:۔اور ان خواص میں سے ہے کہ ان کو معلق کیا جاتا ہے جب واقع ہوں استفہام سے پہلے یا نفی سے پہلے یا لام ابتداء سے پہلے۔

تشریح: یعنی افعال قلوب کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ ان کا عمل لفظاً باطل ہو جاتا ہے لیکن معنیً عمل کرتے ہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب افعال قلوب استفہام سے پہلے واقع ہوں جیسے علمت ازيد عندك ام عمرو (میں نے جانا ہے کہ کیا زید تیرے پاس ہے یا عمرو) یا حرف نفی سے پہلے واقع ہوں جیسے علمت مازيد في الدار (میں نے جانا ہے کہ زید گھر میں نہیں ہے) یا لام ابتداء سے پہلے واقع ہوں جیسے علمت لزيدمنطلق (میں نے جانا ہے کہ البتہ زید چلنے والا ہے) ان تینوں صورتوں میں افعال قلوب کے عمل کو باعتبار لفظ کے باطل کرنا واجب ہے کیونکہ یہ تینوں چیزیں صدارت کلام کو چاہتی ہیں اور افعال قلوب کو عمل دینے کی صورت میں انکی صدارت فوت ہو جاتی ہے لھذا ان کا عمل لفظاً باطل ہو جائیگا لیکن باعتبار معنی کے عمل کریں گے جیسا کہ معنی کرنے سے

---

[1] فائدہ:۔ابطال عمل کی صورت میں یہ افعال قلوب مصدر کے معنی میں ہو کر ظرف ہونگے جیسے زید ظننت قائم کا معنی ہوگا زید فی ظنی قائم (زید میرے گمان میں کھڑا ہونے والا ہے) اور زید قائم ظننت کا معنی ہوگا زید قائم فی ظنی فی ظنی جار مجرور ظرف لغو متعلق قائم کے ہوگا دونوں صورتوں میں۔

واضح ہو جاتا ہے۔[1]

وَمِنْهَا اَنَّهَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ فَاعِلُهَا وَمَفْعُوْلُهَا ضَمِيْرَيْنِ لِشَيْءٍ وَاحِدٍ نَحْوُ عَلِمْتُنِيْ مُنْطَلِقًا وَظَنَنْتُكَ فَاضِلاً

ترجمہ: اوران خواص میں سے یہ ہے کہ تحقیق قصہ یہ ہے کہ جائز ہے کہ انکا فاعل اور مفعول دوضمیریں شئی واحد کیلئے ہوں

تشریح: یعنی افعال قلوب کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ ان میں یہ بات جائز ہے کہ انکا فاعل اور مفعول یہ اول دونوں ضمیر متصل ایک شئی کیلئے ہوں یعنی صرف متکلم کیلئے یا صرف مخاطب کیلئے یا صرف غائب کیلئے ہوں جیسے علمتنی منطلقا (میں نے اپنے آپ کو چلنے والا جانا) اس میں فاعل اور مفعول اول دونوں متکلم کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شئی واحد یعنی متکلم کی طرف لوٹتی ہیں یعنی دونوں کا مصداق متکلم ہے اور جیسے ظننتک فاضلا (تونے اپنے آپ کو فاضل گمان کیا) اس میں فاعل اور مفعول اول دونوں مخاطب کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شئی واحد یعنی مخاطب ہی ان کا مصداق ہے۔ علمه مُنْطَلِقًا (اس نے اپنے آپ کو چلنے والا جانا) اس میں فاعل ومفعول اول دونوں کا مصداق غائب ہے۔

فائدہ: افعال قلوب کے علاوہ دوسرے افعال میں اس طرح جائز نہیں جیسے ضربتنی (میں نے اپنے آپکو مارا) یہ نا جائز ہے بلکہ فاعل اور مفعول کے درمیان لفظ نفس کا فاصلہ ضروری ہے جیسا کہ تنازع فعلین کی بحث میں گزرا مثال مذکور میں یوں کہیں گے ضربت نفسی۔[2]

وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ ظَنَنْتُ بِمَعْنٰى اِتَّهَمْتُ وَعَلِمْتُ بِمَعْنٰى عَرَفْتُ رَاَيْتُ بِمَعْنٰى اَبْصَرْتُ وَوَجَدْتُ بِمَعْنٰى اَصَبْتُ الضَّالَّةَ فَتَنْصِبُ مَفْعُوْلاً وَاحِدًا فَقَط فَلاَ تَكُوْنُ حِيْنَئِذٍ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ

ترجمہ: اور جان لیجئے کہ شان یہ ہے کبھی کبھی ظننت اتهمت کے معنی میں اور علمت عرفت کے معنی میں اور أيت ابصرت کے معنی میں اور وجدت اصبت الضالة کے معنی میں ہوتا ہے پس اس وقت یہ مفعول واحد کو نصب دیں گے پس نہیں ہونگے اس وقت افعال قلوب میں سے۔

تشریح: یعنی افعال قلوب میں سے بعض کیلئے یقین اور شک کے علاوہ دوسرے معنی بھی ہیں جن کی وجہ سے یہ صرف ایک مفعول کی

---

[1] فائدہ: لفظاً عمل کو باطل کرنا اور معنی ان کو عمل دینا اس کو تعلیق کہا جاتا ہے جیسا کہ مصنفؒ نے تعلق کا لفظ بولا جس کا یہی مطلب ہے کہ لفظاً عمل باطل مگر معنی باطل نہیں گویا یہ افعال قلوب اس وقت زن معلقہ کے مشابہ ہیں۔

[2] فائدہ: افعال قلوب میں یہ جائز ہے کیونکہ افعال قلوب کا مفعول حقیقت میں دوسرا مفعول ہے پہلا مفعول تو دوسرے مفعول کیلئے محض تمہید ہے لھذا اگر فاعل اور مفعول اول کی دوضمیروں کا مصداق ایک ہو تو فاعل اور حقیقی مفعول میں اتحاد لازم نہیں آتا۔ بخلاف دوسرے افعال کے کہ ان میں فاعل ومفعول کا اتحاد لازم آئیگا لھذا نفس سے فاصلہ ضروری ہے۔

طرف متعدی ہوتے ہیں اوراس وقت وہ افعال قلوب سے نہیں ہوتے کیونکہ اس وقت ان کا تعلق قلب سے نہیں ہوتا جیسے ظننت بمعنی اتھمت ہوکرایک مفعول کو چاہے گا جیسے ظننت زیدا (میں نے زید پر تھمت لگائی) اور جیسے علمت بمعنی عرفت (میں نے پہچانا) اور رأیت بمعنی ابصرت (میں نے آنکھ سے دیکھا)

فائدہ :۔ رؤیت کی دوقسمیں ہیں (۱) رؤیت قلبی اس وقت یہ افعال قلوب میں سے ہوکر متعدی بدو مفعول ہوگا (۲) رؤیت بصری (آنکھ سے دیکھنا) اس وقت یہ متعدی بیک مفعول ہوگا جیسے رأیت زیدا ای ابصرت زیدا (میں نے زید کو آنکھ سے دیکھا) اور جیسے وُجدت بمعنی اصبت الضالۃ (میں نے گم شدہ چیز کو پالیا) یہ بھی ایک مفعول کی طرف متعدی ہے۔

فَصْل: اَلْاَفْعَالُ النَّاقِصَةُ هِيَ اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيْرِ الْفَاعِلِ عَلٰى صِفَةٍ غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا وَهِيَ كَانَ وَصَارَ وَظَلَّ وَبَاتَ اِلٰى آخِرِهَا

ترجمہ :۔ افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر جوان کے مصدر والی صفت کے علاوہ ہو ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہوں اور وہ کان، صار، ظل، بات الخ۔

تشریح :۔ (افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دوسرے افعال تو اپنے فاعل کے ساتھ ملکر کلام تام ومرکب تام بن جاتے ہیں مگر یہ افعال ناقصہ صرف فاعل سے بغیر خبر کے کلام تام نہیں بنتے لھذا یہ نقصان سے خالی نہیں اسی وجہ سے انکو ناقصہ کہتے ہیں)

تعریف :۔ افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو ایسی صفت پر ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہوں جو صفت ان کے مصدری معنی والی صفت کا غیر ہو یعنی معنی مصدری والی صفت کے علاوہ ہو۔

فوائد قیود :۔ تعریف میں افعال وضعت الخ جنس ہے سب افعال کو شامل ہے غیر صفۃ مصدرھا فصل ہے اس سے افعال ناقصہ کے علاوہ سب افعال خارج ہوگئے کیونکہ وہ تمام افعال اپنے فاعل کو معنی مصدری والی صفت پر ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں جیسے ضرب فعل اپنے فاعل کیلئے صفت ضرب ثابت کررہا ہے اور شرف اپنے فاعل کیلئے صفت شرافت کو ثابت کررہا ہے۔ لیکن افعال ناقصہ فاعل کو اپنے معنی مصدری کے علاوہ اور صفت پر ثابت کرتے ہیں مثلا کان زید قائما (زید کھڑا ہونے والا ہے) اس میں کان نے اپنے فاعل زید کیلئے صفت قیام کو ثابت کیا ہے جو اسکی خبر ہے اور صفت قیام اس کے معنی مصدری والی صفت یعنی کینونت (بمعنی ہونا) کے علاوہ ہے اور وہ افعال ناقصہ کان، صار، ظل، بات وغیرہ ہیں جو مرفوعات میں گزرچکے ہیں۔

تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ لِاِفَادَةِ نِسْبَتِهَا حُكْمَ مَعْنَاهَا فَتَرْفَعُ الْاَوَّلَ وَتَنْصِبُ الثَّانِيَ فَتَقُوْلُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا

ترجمہ: افعال ناقصہ داخل ہوتے ہیں جملہ اسمیہ پر جملہ کی نسبت کو اپنے معنی کے اثر کا فائدہ دینے کیلئے پس رفع دیتے ہیں اول کو اور نصب دیتے ہیں ثانی کو۔

تشریح: افعال ناقصہ جملہ اسمیہ یعنی مبتدأ اور خبر پر داخل ہوتے ہیں تا کہ اپنے معنی کا اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطا کریں جیسے مثلاً صار ہے اس کا معنی ہے انتقال۔ صار زید غنیا (ہوگیا زید غنی) اس مثال میں صار فعل ناقص ہے جملہ اسمیہ زید غنی پر داخل ہے اور اپنے معنی یعنی انتقال کا حکم اور اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطا کر رہا ہے کہ زید ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو گیا ہے یعنی فقر سے غناء کی طرف منتقل ہو گیا ہے تو غنیا کی جو نسبت ہے زید کی طرف وہ منتقل الیہ ہے اور زید منتقل ہونے والا ہے۔
افعال ناقصہ جملہ اسمیہ کی اول جز و یعنی مبتدأ کو رفع اور ثانی جز و یعنی خبر کو نصب دیتے ہیں اور اب ان کو مبتدأ اور خبر نہیں کہیں گے بلکہ افعال ناقصہ کا اسم و خبر کہیں گے جیسے کان زید قائما (زید کھڑا ہونے والا ہے)

وَكَانَ عَلٰى ثَلاثَةِ اَقْسَامٍ نَاقِصَةٌ وَهِيَ تَدُلُّ عَلٰى ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا فِي الْمَاضِيْ اِمَّا دَائِمًا نَحْوُ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اَوْ مُنْقَطِعًا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ شَابًّا وَتَامَّةٌ بِمَعْنٰى ثَبَتَ وَحَصَلَ نَحْوُ كَانَ الْقِتَالُ اَيْ حَصَلَ الْقِتَالُ

ترجمہ وتشریح:۔ اور کلمہ کان تین قسم پر ہے ایک ناقصہ اور وہ وہ ہے جو اپنے فاعل کیلئے زمانہ ماضی میں اپنی خبر کے ثابت ہونے پر دلالت کرے خواہ یہ ثبوت زمانہ ماضی میں دائمی ہو جیسے کان اللہ علیما حکیما (اللہ تعالی علیم وحکیم ہے) یا منقطع ہو یعنی خبر اسم سے جدا ہونے والی ہو جیسے کان زید شابا (زید جوان تھا) اور دوسرا قسم تامہ بمعنی ثبت و حصل ہے جیسے کان القتال یعنی حصل القتال (لڑائی ہوئی) اس کو تامہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اسم پر تام ہو جاتا ہے خبر کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔

وَزَائِدَةٌ لَا يَتَغَيَّرُ بِاِسْقَاطِهَا مَعْنَى الْجُمْلَةِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ ۔

جِيَادُ اِبْنِيْ اَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى ☆ عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ ....اَيْ عَلَى الْمُسَوَّمَةِ

ترجمہ وتشریح:۔ اور تیسری قسم زائد ہے جس کے گرانے سے جملہ کا معنی تبدیل نہیں ہوتا جیسے شاعر کا قول ہے شعرالخ۔ جیاد:۔ جمع ہے جید کی بمعنی تیز رفتار گھوڑا۔ تسامی:۔ اصل میں تتسامی تھا ایک تا کو تخفیف کیلئے حذف کر دیا اور قال والا قانون لگایا (بمعنی بلند ہونا) مسومة:۔ وہ گھوڑے جن پر علامت لگا دی جائے۔ عراب:۔ عین کے کسرہ کے ساتھ جمع ہے عربی کی بمعنی عربی گھوڑا فارسی میں اس کو اسپ تازی کہتے ہیں۔ ترجمہ:۔ میرے بیٹے ابی بکر کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں پر جن پر عمدہ ہونے کے نشان لگائے گئے ہیں فوقیت رکھتے ہیں۔ اس شعر میں کان زائدہ ہے اس کے ہونے نہ ہونے سے جملہ کے معنی میں فرق نہیں آتا۔ مطلب یہ ہے کہ اس شعر میں شاعر اپنے بیٹے اور اس کے گھوڑوں کی تعریف کر رہا ہے۔ محل استشهاد:۔ لفظ کان اس شعر میں زائدہ ہے۔ [1]

---

[1] شعر کی ترکیب:۔ جیاد مضاف ابنی مبدل منہ ابی بکر بدل مبدل منہ بدل سے ملکر مضاف الیہ جیاد مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدأ تسامی فعل ھی ضمیر در و مستتر راجع بسوئے جیاد اس کا فاعل علی جار کان زائدہ المسومۃ موصوف العراب صفت موصوف صفت سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تسامی کے تسامی فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر جیاد مبتدأ کی مبتدأ خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَصَارَ لِلْاِنْتِقَالِ نَحْوُ صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا

ترجمہ وتشریح:۔اور صارایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کیلئے آتا ہے جیسے صار زید غنیا (ہوگیا زید غنی) یعنی انتقل زید من الفقر الی الغناء (زید حالت فقر سے حالت غناء کیطرف منتقل ہوا) کبھی ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف انتقال کیلئے آتا ہے جیسے صار الطین حجرا (مٹی پتھر ہوگئی) اور کبھی ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف یا ایک ذات سے دوسری ذات کی طرف انتقال کیلئے اتا ہے اس وقت الی کے ذریعہ سے متعدی ہوگا جیسے صَارَ زَيْدٌ مِنْ قَرْيَةٍ اِلٰی قَرْيَةٍ (زید ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف منتقل ہوگیا) یا جیسے صار زید من خالد الی عمرو (زید خالد سے عمرو کی طرف منتقل ہوگیا)

وَاَصْبَحَ وَاَمْسٰی وَاَضْحٰی تَدُلُّ عَلٰی اِقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِتِلْكَ الْاَوْقَاتِ نَحْوُ اَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا اَیْ كَانَ ذَاكِرًا فِیْ وَقْتِ الصُّبْحِ وَبِمَعْنٰی صَارَ نَحْوُ اَصْبَحَ زَيْدٌ غَنِيًّا وَتَامَّةٌ بِمَعْنٰی دَخَلَ فِی الصَّبَاحِ وَالضُّحٰی وَالْمَسَاءِ

ترجمہ وتشریح:۔ اصبح امسی واضحی یہ تینوں افعال مضمون جملہ کو اپنے اوقات صبح وشام اور چاشت کے ساتھ مقترن ہونے پر یعنی ملانے پر دلالت کرتے ہیں یعنی یہ بتلاتے ہیں کہ جملے کا مضمون ہمارے اوقات کے ساتھ ملا ہوا ہے جیسے اصبح زیدٌ ذاکرًا (زید صبح کے وقت ذکر کرنے والا تھا) اور امسی زیدٌ مسرورًا (زید شام کے وقت خوش ہونے والا تھا) اور اضحی زیدٌ حزیناً (زید چاشت کے وقت غمگین تھا) اور یہ تینوں کبھی بمعنی صار بھی ہوتے ہیں اس وقت ان کے معنی میں ان کے اوقات کا لحاظ نہیں ہوگا جیسے اصبح زید غنیا (زید غنی ہوگیا) اور تینوں کبھی تامہ بھی ہوتے ہیں اسوقت خبر کی طرف محتاج نہیں ہوں گے اس وقت اصبح کا معنی ہوگا دخل فی الصباح امسی کا معنی ہوگا دخل فی المسا۔ اضحی کا معنی ہوگا دخل فِی الضُّحٰی مثلاً اَصْبَحَ زَيْدٌ کا معنی ہوگا دَخَلَ زَيْدٌ فِیْ وَقْتِ الصَّبَاحِ (زید صبح کے وقت داخل ہوا) اور اضحی زید کا معنی ہوگا دخل زید فی وقت الضحی (زید چاشت کے وقت داخل ہوا) اور امسی زید کا معنی ہوگا دخل زید فی وقت المسا (زید شام کے وقت داخل ہوا)

وَظَلَّ وَبَاتَ يَدُلَّانِ عَلٰی اِقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِوَقْتَيْهِمَا نَحْوُ ظَلَّ زَيْدٌ كَاتِبًا وَبِمَعْنٰی صَارَ

ترجمہ وتشریح:۔اور ظل وبات یہ دونوں مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات یعنی دن اور رات کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظل زید کاتبًا یعنی حَصَلَ كِتَابَتُه فِی النَّهَارِ (زید کی کتابت دن میں حاصل ہوئی) اور جیسے بات زید نائما یعنی حَصَلَ نَوْمُه فِی اللَّيْلِ (زید کی نیند رات میں حاصل ہوئی) اور یہ دونوں کبھی بمعنی صار بھی ہوتے ہیں جیسے ظل زید غنیا یعنی صار زید غنیا (زید غنی ہوگیا) بات زید فقیرا یعنی صار زید فقیرا (زید فقیر ہوگیا)

وَمَا زَالَ وَمَا فَتِئَ وَمَا بَرِحَ وَمَا انْفَكَّ تَدُلُّ عَلٰی اِسْتِمْرَارِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا مُذْ قَبِلَه نَحْوُ مَا زَالَ زَيْدٌ اَمِيْرًا وَيَلْزِمُهَا حَرْفُ النَّفْیِ

ترجمہ وتشریح:۔ یہ چاروں افعال اپنے فاعل کیلئے اپنی خبر کے ثبوت کے استمرار ودوام پر دلالت کرتے ہیں جب سے فاعل نے خبر کو قبول کیا یعنی یہ بتلاتے ہیں کہ جب سے ہمارے فاعل نے ہماری خبر کو قبول کیا اس وقت سے فاعل کیلئے خبر کا ثبوت دائمی ہے جیسے ما زال زید امیرا (ہمیشہ سے زید امیر ہے) یعنی جب سے زید نے امارت کو قبول کیا اس وقت سے زید کی امارت دائمی ہے کبھی جدا نہیں ہوئی

ویلزمھا حرف النفی:۔ اور حرف نفی ان کو لازم ہے یعنی جب ان سے دوام اور استمرار کا ارادہ کیا جائے تو حرف نفی ان کو لازم ہوگی اور نفی کی وجہ سے ہی دوام واستمرار کا معنی پیدا ہوا ہے کیونکہ ان افعال کے معنی میں نفی پائی جاتی ہے زال کا معنی زائل ہونا فتئ، برح کا معنی بھی زائل ہونا اور انفک کا معنی جدا ہونا اور جب ان پر ما نافیہ داخل ہوتا ہے تو نفی کی نفی ہو جاتی ہے اور ضابطہ ہے کہ نفی النفی اثبات واستمرار یعنی نفی کی نفی سے ثبوت اور دوام اور استمرار کا معنی پیدا ہوجاتا ہے ما زال کا معنی نہیں زائل ہوا یعنی ہمیشہ رہا

وَمَادَامَ يَدُلُّ عَلٰى تَوْقِيْتِ اَمْرٍ بِمُدَّةِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا نَحْوُ اَقُوْمُ مَادَامَ الْاَمِيْرُ جَالِسًا

ترجمہ وتشریح:۔ اور مادام اپنے فاعل کیلئے اپنی خبر کے ثابت ہونے کی مدت کے ساتھ کسی چیز کو موقت کرنے پر دلالت کرتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ جب تک میرے فاعل کیلئے میری خبر ثابت ہے اس وقت تک فلاں چیز بھی ثابت ہے جیسے اقوم مادام الامیر جالسا (میں کھڑا رہوں گا جب تک کہ امیر بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں متکلم نے اپنے کھڑے ہونے کی مدت کو امیر کے بیٹھنے کی مدت تک موقت ومتعین کر دیا۔[1]

وَلَيْسَ يَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ مَعْنَى الْجُمْلَةِ حَالًا وَقِيْلَ مُطْلَقًا وَقَدْ عَرَفْتَ بَقِيَّةَ اَحْكَامِهَا فِي الْقِسْمِ الْاَوَّلِ فَلَا نُعِيْدُهَا

ترجمہ وتشریح:۔ اور لیس زمانہ حال میں مضمون جملہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے اور کہا گیا ہے مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے اور ان افعال ناقصہ کے بقیہ احکام آپ پہچان چکے ہیں قسم اول میں پس ہم ان کو نہیں لوٹائیں گے جیسے لیس زید قائما زید زمانہ حال میں یعنی اس وقت کھڑا ہونے والا نہیں۔

فائدہ: یہ جمہور کا مذہب ہے لیکن بعض کے ہاں یہ مطلقا مضمون جملہ کی نفی کیلئے آتا ہے خواہ وہ نفی زمانہ حال میں ہو یا ماضی واستقبال میں ہو

فَصْلٌ اَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ هِيَ اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى دُنُوِّ الْخَبَرِ لِفَاعِلِهَا

ترجمہ وتشریح: افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو خبر کو اپنے فاعل سے نزدیک کرنے پر دلالت کریں افعال مقاربہ افعال ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں اور ان کی خبر فعل مضارع ان کیساتھ اور کبھی بغیر ان کے ہوتی ہے

---

[1] فائدہ:۔ مادام میں ما مصدریہ ہے مادام اپنے اسم وخبر کے ساتھ ملکر بتاویل مصدر ہے اور اس سے پہلے لفظ زمان یا لفظ مدت مقدر ہے تو اصل عبارت یوں ہوگی اقوم زمان دوام جلوس زید یا مدۃ دوام جلوس زید پھر زمان یا مدۃ اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوگا ما قبل والے فعل کا۔

وَهِيَ ثَلاثَةُ اَقْسَام اَلْاَوَّلُ لِلرَّجَاءِ وَهُوَ عَسٰى وَهُوَ فِعْلٌ جَامِدٌ لا يُسْتَعْمَلُ مِنْهُ غَيْرُ الْمَاضِيُ وَهُوَ فِي الْعَمَلِ مِثْلُ كَادَ اِلَّا اَنَّ خَبْرَه فِعْلٌ مُضَارِعٌ مَعَ اَنْ نَحْوُ عَسٰى زَيْدٌ اَنْ يَّقُوْمَ

ترجمہ وتشریح:۔اوروہ تین قسم پر ہیں اول امید کیلئے ہے یعنی باعتبار امید کے خبر کو فاعل کے قریب کرنے کیلئے ہے یعنی اس پر دلالت کرتا ہے کہ متکلم امید اور طمع رکھتا ہے نہ کہ یقین کہ خبر کا حاصل ہونا فاعل کے قریب ہے اور وہ عسی ہے جیسے عسی زید ان یخرج (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے)اور وہ فعل جامد ہے نہیں استعمال کیا جاتا اس سے سوا ماضی کے یعنی ماضی کے علاوہ کوئی صیغہ اس سے نہیں آتا لہذا مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ کے صیغے اس سے استعمال نہیں ہوتے۔ پھر ماضی کے بھی چند صیغے آتے ہیں واحد مذکر غائب جیسے عسی واحدہ مؤنثہ جیسے عست اور مخاطب کے چھ صیغے عسیت سے لےکر عسیتن تک اور ایک واحد متکلم عسیت۔

وھو فی العمل الخ:۔اور وہ عمل میں کاد کی طرح ہے یعنی کاد کی طرح اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ عسی کی خبر فعل مضارع اَن کے ساتھ ہوتی ہے اور کاد کی خبر فعل مضارع بغیر اَن کے ہوتی ہے جیسے عسی زید ان یقوم (امید ہے کہ زید عنقریب کھڑا ہو وہ زید) زید عسی کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور ان یقوم محلا منصوب ہوکر اس کی خبر ہے۔

وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْخَبَرِ عَلٰى اِسْمِه نَحْوُ عَسٰى اَنْ يَّقُوْمَ زَيْدٌ وَقَدْ يُحْذَفُ اَنْ نَحْوُ عَسٰى زَيْدٌ يَقُوْمُ

ترجمہ وتشریح:اور خبر کی تقدیم عسی کے اسم پر جائز ہے جیسے عسی ان یقوم زید اس وقت ان یقوم محلا مرفوع عسی کا فاعل اور زید مرفوع یقوم کا فاعل اس صورت میں عسی تامہ ہوگا اسکو خبر کی ضرورت نہیں ہوگی پہلی صورت میں عسی ناقصہ ہے اور کبھی اول استعمال میں عسی کی خبر سے ان مصدریہ کو حذف کیا جاتا ہے کیونکہ اسکی کاد کے ساتھ مشابہت ہے جیسے عسی زید یقوم۔

وَالثَّانِيُ لِلْحُصُوْلِ وَهُوَ كَادَ وَخَبْرُه مُضَارِعٌ دُوْنَ اَنْ نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ يَقُوْمُ وَقَدْ تَدْخُلُ اَنْ نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ اَنْ يَقُوْمَ

ترجمہ وتشریح:اور دوسری قسم حصول کیلئے ہے یعنی وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کیلئے یقیناً قریب ہے نہ کہ بطور امید کے اور وہ کاد ہے اسکی خبر فعل مضارع بغیر ان کے ہوتی ہے جیسے کاد زید یقوم (زید یقیناً کھڑا ہونے کے قریب ہے) اس میں زید کاد کا اسم ہے اور یقوم محلا منصوب ہوکر کاد کی خبر ہے جو فعل مضارع بغیر ان کے ہے اور کبھی ان مصدریہ کاد کی خبر پر بھی داخل ہوتا ہے کیونکہ اس کی عسی کے ساتھ مشابہت ہے جیسے کاد زید ان یقوم

وَالثَّالِثُ لِلْاَخْذِ وَالشُّرُوْعِ فِي الْفِعْلِ وَهُوَطَفِقَ وَجَعَلَ وَكَرُبَ وَاَخَذَ وَ اِسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ كَادَ نَحْوُ طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ وَاَوْشَكَ وَاِسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ عَسٰى وَكَادَ

ترجمہ وتشریح:۔اور تیسری قسم فعل میں شروع ہونے کیلئے ہے یعنی فاعل کیلئے خبر کے نزدیک ہونے کو باعتبار اخذ اور شروع بتلاتا ہے یعنی متکلم کو امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ فاعل نے خبر کو حاصل کرنا شروع کردیا ہے اور وہ طفق الخ ہیں طفق بمعنی اخذ جعل بمعنی

طفق اور کرب بمعنی قرب اور اخذ بمعنی شرع ہیں طفق زید یخرج (زید نے یقیناً نکلنا شروع کردیا) ان چاروں کا استعمال کاد کی طرح ہے یہ چاروں کاد کی طرح اسم وخبر کو چاہتے ہیں اور انکی خبر فعل مضارع بغیر ان کے ہوتی ہے جیسے کاد زَیْدٌ یَکْتُبُ (زید نے یقیناً لکھنا شروع کردیا) اور تیسری قسم میں ایک لفظ اوشک بھی ہے اس کا استعمال عسی اور کاد دونوں کی طرح ہے یعنی کبھی خبر ان کے ساتھ مثل عسی کے اور کبھی بغیر ان کے مثل کاد کے جیسے اَوْشَکَ زَیْدٌ اَنْ یَّقُوْمَ یا اَوْشَکَ زَیْدٌ یَقُوْمُ۔

فَصْل: فِعْلاَ التَّعَجُّبِ مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ وَلَه صِيغَتَانِ مَا اَفْعَلَه نَحْوُ مَا اَحْسَنَ زَيْدًا اَیْ اَیُّ شَیْئٍ اَحْسَنَ زَيْدًا وَفِیْ اَحْسَنَ ضَمِيْرٌ وَهُوَ فَاعِلُه وَاَفْعِلْ بِه نَحْوُ اَحْسِنْ بِزَيْدٍ

ترجمہ: تعجب کے دو فعل فعل تعجب وہ ہے جو انشاء تعجب کیلئے وضع کیا گیا ہو اس کیلئے دو صیغے ہیں ایک ما افعلہ اور دوسرا افعل بہ۔

تشریح:۔ فعلا التعجب اصل میں فعلان تھا نون تثنیہ کا اضافت کی وجہ سے گر گیا تعجب کا لغوی معنی نفس کا ایسی چیز کے ادراک کے وقت متأثر ہونا جس چیز کا سبب پوشیدہ ہو فعل تعجب انشاء وایجاد کیلئے وضع کیا گیا ہے نہ کہ تعجب کی خبر دینے کیلئے لہذا تعجبت جس کا معنی ہے میں نے تعجب کیا یہ خارج ہو جائے گا کیونکہ اس میں تعجب کی خبر دی جارہی ہے تعجب کیلئے دو صیغے ہیں ایک ما افعلہ جیسے ما احسن زیدا اس میں ما استفہامیہ بمعنی ای شئ کے ہو کر مبتدأ ہے احسن فعل ماضی ہے اس میں ھو ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے اور زیدا مفعول بہ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ کس چیز نے زید کو صاحب حسن کردیا با محاورہ ترجمہ یہ ہوتا ہے زید کیا ہی حسین ہے۔[1]

دوسرا صیغہ افعل بہ جیسے احسن بزید اس میں احسن امر کا صیغہ ہے لیکن بمعنی ماضی احسن ہے اور بزید میں با جارہ زائدہ ہے اور زیدا احسن بمعنی احسن کا فاعل ہے اور ہمزہ صیرورت کا ہے معنی یہ ہوگا صار زید ذا حسن (زید صاحب حسن ہوگیا) یہاں با محاورہ ترجمہ یہ ہوگا زید کیا ہی حسین ہے۔

وَلاَ يُبْنَيَانِ اِلاَّ مِمَّا يُبْنٰى مِنْهُ اَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ وَيُتَوَصَّلُ فِی الْمُمْتَنِعِ بِمِثْلِ مَا اَشَدَّ اِسْتِخْرَاجاً فِی الْاَوَّلِ وَاَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِه فِی الثَّانِیْ كَمَا عَرَفْتَ فِیْ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ

ترجمہ:۔ اور نہیں بنائے جاتے یہ دو صیغے مگر اسی سے جس سے افعل التفضیل بنایا جاتا ہے اور ممتنع میں ذریعہ بنایا جائے گا ما اشد

---

[1] فائدہ:۔ مصنف نے جو تشریح کی ہے ما افعلہ کی یہ فراء کا مذہب ہے ترکیب کے اعتبار سے اس میں دو مذہب اور بھی ہیں اول۔ یہ کہ ما بمعنی شیٔ نکرہ مبتدأ احسن فعل ھو ضمیر مستتر فاعل زید مفعول بہ پھر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا ترکیب شر اھر ذاناب کی طرح ہو جائے گی معنی یہ ہے شیٔ خفی احسن زیدا کسی مخفی چیز نے زید کو حسن والا کردیا یہ سیبویہ کا مذہب ہے دوم یہ کہ ما موصولہ بمعنی الذی احسن زیدا جملہ فعلیہ صلہ۔ موصول صلہ سے ملکر مبتدأ، اور شیٔ عظیم اس کی خبر محذوف ہے معنی یہ ہے وہ چیز جس نے زید کو صاحب حسن کردیا وہ ایک بڑی چیز ہے سب صورتوں میں با محاورہ ترجمہ یہی ہے (زید کیا ہی حسین ہے)

استخراجا کی مثل کو اول صیغہ میں اور اشدد باستخراجه کو ثانی صیغہ میں جیسا کہ اسم تفضیل میں آپ پہچان چکے ہیں۔

تشریح:۔یعنی فعل تعجب کے یہ دو صیغے بھی انہی ابواب سے تیار ہوتے ہیں جن سے اسم تفضیل بنایا جا سکتا ہے یعنی صرف ثلاثی مجرد سے اور ثلاثی مجرد بھی وہ جس میں لون وعیب کا معنی نہ ہو باقی ثلاثی مزید فیہ رباعی مجرد ورباعی مزید اور وہ ثلاثی مجرد جس میں لون وعیب کا معنی ہے ان سے یہ صیغے نہیں آتے اگر ممتنع ابواب سے فعل تعجب بنانا مقصود ہو تو شدت، ضعف، حسن، قبح وغیرہ سے فعل تعجب کے یہ دو صیغے بنائے جائیں گے پھر جس باب سے ممتنع ہے اس کے مصدر کو آگے ذکر کیا جائیگا مفعول بہ بنا کر اول صیغہ میں اور باجارہ کا مجرور بنا کر ثانی صیغہ میں۔اول کی مثال ما اشد استخراجا (لفظی ترجمہ کس چیز نے صاحب شدت کیا یعنی سخت کیا استخراج کو) اور ثانی کی مثال اشدد باستخراجه لفظی ترجمہ یہ ہے کہ اس کا استخراج صاحب شدت ہوا دونوں صورتوں میں بامحاورہ ترجمہ یہ ہے کہ اس کا نکالنا کیا ہی سخت ہے۔

وَلا يَجُوْزُ التَّصَرُّفُ فِيْهِمَا بِتَقْدِيْمٍ وَلا تَاخِيْرٍ وَلا فَصْلٍ وَالْمَازِنِيُّ اَجَازَ الْفَصْلَ بِالظَّرْفِ نَحْوُ مَا اَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا

ترجمہ:۔ان دونوں میں تقدیم وتاخیر کا تصرف جائز نہیں اور نہ ہی فصل۔اور مازنی نے ظرف کے ذریعے فصل کو جائز کیا جیسے ما احسن اليوم زيدا۔

تشریح:۔فعل تعجب کے دونوں صیغوں میں تقدیم وتاخیر کا تصرف جائز نہیں اول میں مفعول بہ کو مقدم کرنا اور ثانی میں جار مجرور کو مقدم کرنا جائز نہیں لھذا مازيدا احسن یا بزيد أحسن کہنا جائز نہیں۔اسی طرح ان کے اور معمول کے درمیان فاصلہ بھی جائز نہیں لھذا مَا اَحْسَنَ فِي الدَّارِ زَيْدًا یا اَحْسَنَ الْيَوْمَ بِزَيْدٍ کہنا جائز نہیں ہے [1] لیکن مازنی کے ہاں ان میں اور ان کے معمول میں ظرف کے ساتھ فصل جائز ہے کیونکہ ظرف میں وہ وسعت ہوتی ہے جو غیر ظرف میں نہیں ہوتی لھذا ان کے ہاں مَا اَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا (کس چیز نے آج زید کو صاحب حسن بنایا) جائز ہے اسی طرح اَحْسِنِ الْيَوْمَ بِزَيْدٍ بھی جائز ہے۔

فَصْلٌ: اَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ مَدْحٍ اَوْ ذَمٍّ اَمَّا الْمَدْحُ فَلَه فِعْلانِ نِعْمَ وَفَاعِلُه اِسْمٌ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحْوُ نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اَوْ مُضَافٌ اِلَى الْمُعَرَّفِ بِاللَّامِ نَحْوُ نِعْمَ غُلامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ

ترجمہ وتشریح:۔فصل افعال مدح وذم فعل مدح وذم وہ ہے جس کو انشاء مدح وذم کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ [2]

لیکن مدح کیلئے دو فعل ہیں ایک نعم اور اس کا فاعل اسم معرف باللام ہوتا ہے جیسے نعم الرجل زيد (زید اچھا آدمی ہے) یا وہ اسم جو

---

[1] فائدہ:۔اور ان دونوں سے مضارع نہی تثنیہ جمع مؤنث وغیرہ کے صیغے لانا بھی جائز نہیں [illegible] تعجب کی طرف نقل ہو کر امثال بن چکے ہیں اور امثال میں تصرف کسی قسم کا جائز نہیں ہوتا۔

[2] فائدہ:۔انشاء کے لفظ سے مدحت زیدا (میں نے زید کی تعریف کی) خارج ہو جائیگا کیونکہ اس میں خبر دینا مقصود ہے۔

مضاف ہو معرف باللام کی طرف جیسے نعم غلام الرجل زید (زید کا غلام اچھا آدمی ہے) نعم فعل ماضی ہے اصل میں نَعِمَ تھا فا کلمہ کو ساکن کر کے عین کی کسرہ فا کلمہ کو دی تو نعم ہوا۔

وَقَدْ يَكُوْنُ فَاعِلُه مُضْمَرًا وَيَجِبُ تَمْيِيْزُه بِنَكِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ نَحْوُ نِعْمَ رَجُلاً زَيْدٌ اَوْ بِمَا نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَنِعِمَّا هِيَ اَیْ نِعْمَ شَيْئًا هِيَ

ترجمہ وتشریح:۔اور کبھی ہوتا ہے اس نعم کا فعل ضمیر مستتر اور اس وقت واجب ہے اس کی تمییز نکرہ منصوبہ کے ساتھ جیسے نعم رجلا زید (زید اچھا ہے از روئے مرد ہونے کے) اس نعم میں ضمیر مستتر مبہم ممیز ہے رجلا تمییز ممیز تمییز سے ملکر فاعل ہے نعم کا اور زید مخصوص بالمدح ہے۔ یا اس کی تمییز لفظ ما ہوگی جو نکرہ ہے بمعنی شیٔ جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے فنعما هی وہ صدقات ازروئے شئی ہونے کے اچھے ہیں اس میں نعم میں ضمیر ہو مستتر مبہم ممیز ہے اور ما بمعنی شئی نکرہ اس کی تمییز ہے۔ ممیز تمییز سے ملکر فاعل ہے اور ھی مخصوص بالمدح ہے۔

وَزَيْدٌ يُسَمّٰى الْمَخْصُوْصَ بِالْمَدْحِ

ترجمہ:۔اور زید نام رکھا جاتا ہے اس کا مخصوص بالمدح۔

تشریح:۔اور گزشتہ مثالوں میں فاعل کے بعد جو لفظ زائد ہے یہ مخصوص بالمدح ہے۔ الحاصل افعال مدح وذم میں فاعل کے بعد جو چیز واقع ہوتی ہے اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں اور وہ مخصوص بالمدح فاعل کے موافق ہوگا مفرد، تثنیہ، جمع، تذکیر، تانیث میں جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ نعم الرجلان الزيدان، نعم الرجال الزيدون، نِعْمَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ، نِعْمَتِ الْمَرْأَتَانِ الْهِنْدَانِ، نِعْمَتِ النِّسَاءُ الْهِنْدَاتُ ۔ترکیبی احتمال دو ہوتے ہیں اول یہ کہ زید مخصوص بالمدح مبتدأ مؤخر اور نعم الرجل جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم اسوقت ایک ہی جملہ ہوگا دوم یہ کہ نعم الرجل فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا اور زید خبر ہے مبتدأ محذوف ھو کی عبارت یوں ہوگی نِعْمَ الرجل ھو زیدٌ اس وقت دو جملے ہونگے ایک جملہ فعلیہ دوسرا اسمیہ۔[1]

وَحَبَّذَا نَحْوُ حَبَّذَا زَيْدٌ حَبَّ فِعْلُ الْمَدْحِ وَفَاعِلُه ذَا وَالْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ زَيْدٌ

ترجمہ:۔اور حبذا جیسے حبذا زید حب فعل مدح ہے اور اس کا فاعل ذا ہے اور مخصوص بالمدح زید ہے۔

تشریح:۔دوسرا فعل مدح حبذا ہے یہ حب اور ذا سے مرکب ہے اس کا فاعل ہمیشہ یہی لفظ ذا ہوتا ہے یہ کبھی محذوف نہیں ہوتا نہ تبدیل ہوتا ہے مخصوص بالمدح چاہے مفرد ہو تثنیہ ہو یا جمع، مؤنث یا مذکر ہو یہ اسی طرح رہے گا جیسے حبذا زید، حبذا الزیدان،

---

[1] فائدہ: کبھی مخصوص بالمدح قرینہ کیوجہ سے حذف بھی کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے فنعم العبد اصل میں فنعم العبد ایوب تھا کیونکہ قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا چل رہا ہے لھذا یہی قرینہ ہے کہ لفظ ایوب محذوف ہے۔

حبذا الزیدون، حبذا ہند، حبذا الہندان، حبذا الہندات۔

وَيَجُوزُ اَنْ يَّقَعَ قَبْلَ مَخْصُوصٍ اَوْ بَعْدَه تَمِيْيزٌ نَحْوُ حَبَّذَا رَجُلاً زَيْدٌ وَحَبَّذَا زَيْدٌ رَجُلاً اَوْ حَالٌ نَحْوُ حَبَّذَا رَاكِبًا زَيْدٌ وَحَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا

ترجمہ وتشریح:۔اور حبذا کے مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد تمیز یا حال لانا جائز ہے افراد، تثنیہ، جمع، تذکیر و تانیث میں یہ تمیز وحال مخصوص بالمدح کے موافق ہوگا جیسے حبذا رجلا زید اور حبذا زید رجلا میں رجلا تمیز ہے اول مثال میں زید مخصوص بالمدح سے پہلے ہے دوسری مثال میں اس کے بعد ہے اور جیسے حبذا راکبا زید اور حبذا زید راکبا ان دونوں مثالوں میں راکبا حال ہے پہلی مثال میں زید مخصوص بالمدح سے پہلے اور دوسری میں اس کے بعد ہے۔

وَاَمَّا الذَّمُّ فَلَه فِعْلاَنِ اَيْضًا بِئْسَ نَحْوُ بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو وَبِئْسَ غُلاَمُ الرَّجُلِ عَمْرٌو وَبِئْسَ رَجُلاً عَمْرٌو وَسَاءَ نَحْوُ سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ وَسَاءَ غُلاَمُ الرَّجُلِ زَيْدٌ وَسَاءَ رَجُلاً زَيْدٌ وَسَاءَ مِثْلُ بِئْسَ فِي سَائِرِ الْاَقْسَامِ

ترجمہ وتشریح:۔اور لیکن ذم پس اس کیلئے بھی دو فعل ہیں ایک بئس اور دوسرا ساء۔ بئس اصل میں بئس تھا باء کو ساکن کر کے ہمزہ کی حرکت باء کو دے دی۔ذم کے یہ دو فعل استعمال میں نعم کی طرح ہیں لھذا ان دونوں کا فاعل یا معرف باللام ہوگا یا معرف باللام کی طرف مضاف ہوگا یا ان کا فاعل ضمیر مستتر ہوگی جس کی تمیز یا تو نکرہ منصوبہ ہوگی یا ما نکرہ بمعنی شیء ہوگی جیسے بئس الرجل عمرو (عمرو برا مرد ہے) بئس فعل ذم، الرجل معرف باللام فاعل عمرو مخصوص بالذم اور جیسے بئس غلام الرجل زید اس میں فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہے اور جیسے بئس رجلا عمرو اس میں بئس کا فاعل ضمیر مستتر مبہم ممیز ہے اور رجلا اس کی تمیز ہے عمرو مخصوص بالذم ہے اسی طرح ساء الرجل زید الخ ہے ساء تمام احکام میں بئس کی طرح ہے اور بئس نعم کی طرح ہے۔

19/2

اَلْقِسْمُ الثَّالِثُ فِي الْحُرُوْفِ

وَقَدْ مَضٰى تَعْرِيْفُه وَاَقْسَامُه سَبْعَةَ عَشَرَ حُرُوْفُ الْجَرِ وَالْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ وَحُرُوْفُ الْعَطْفِ وَحُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ وَحُرُوْفُ النِدَاءِ وَحُرُوْفُ الْاِيْجَابِ وَحُرُوْفُ الزِيَّادَةِ وَحَرْفَا التَّفْسِيْرِ وَحُرُوْفُ الْمَصْدَرِ وَحُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ وَحُرُوْفُ التَّوَقُّعِ وَحَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ وَحُرُوْفُ الشَّرْطِ وَحَرْفُ الرَّدْعِ وَتَاءُ التَّانِيْثِ السَّاكِنَةِ وَالتَّنْوِيْنُ وَنُوْنَا التَّاكِيْدِ

ترجمہ:۔قسم ثالث حروف میں ہے اورحرف کی تعریف گزرچکی ہے اوراس کے اقسام سترہ ہیں حروف الجرالخ

فَصْل: حُرُوْفُ الْجَرِّ حُرُوْفٌ وُضِعَتْ لِاِفْضَاءِ الْفِعْلِ وَشِبْهِهٖ اَوْ مَعْنَى الْفِعْلِ اِلٰى مَا تَلِيْهِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَاَنَا مَآرٌّ بِزَيْدٍ وَهٰذَا فِي الدَّارِ اَبُوْكَ اَیْ اُشِيْرُ اِلَيْهِ فِيْهَا

ترجمہ وتشریح:۔حروف جروہ حروف ہیں جوفعل وشبہ فعل یامعنی فعل کواس چیزتک پہنچانے کیلئے وضع کیے گئے ہوں جس چیز کے ساتھ یہ حروف متصل ہیں۔

فائدہ:۔ان کوحروف جراس لئے کہتے ہیں کہ جرکامعنی ہے کھینچنااوریہ بھی فعل وشبہ فعل یامعنی فعل کواپنے مدخول تک کھینچتے ہیں ان کوحروف اضافت بھی کہاجاتا ہے کیونکہ اضافت کامعنی نسبت ہے اوریہ حروف بھی فعل وشبہ فعل یامعنی فعل کی اضافت ونسبت کرتے ہیں اپنے مدخول کی طرف۔فائدہ:۔فعل سے مرادفعل اصطلاحی ہے اورشبہ فعل سے مراد یہاں وہ ہے جوفعل والاعمل کرے اورفعل کے مادہ سے ہو جیسے اسم فاعل،اسم مفعول،صفت مشبہ،مصدر،اسم تفضیل اورمعنی فعل سے مراد یہاں وہ چیز ہے جس سے فعل کے معنی سمجھے جائیں اوروہ فعل کے مادہ سے نہ ہوجیسے اسم اشارہ،حروف تنبیہ،حروف نداء،ظرف،جارمجرور،اسم فعل،حروف مشبہ بالفعل،حروف تمنی،حروف ترجی وغیرہ۔فعل کی مثال مررت بزید(میں زیدکے پاس سے گزرا)شبہ فعل کی مثال انا مآر بزید(میں زیدکے پاس سے گزرنے والاہوں)معنی فعل کی مثال ھذافی الدارابوك(یہ تیراباپ گھرمیں ہے)اسمیں ھذااسم اشارہ سے اشیرفعل کامعنی سمجھاجارہاہےتوھذا فی الدار ابوك کامعنی ہوگااشیر الی ابیک فی الدار۔

وَهِيَ تِسْعَةَ عَشَرَ حَرْفًا مِنْ وَهِيَ لِاِبْتِدَاءِ الْغَايَةِ وَعَلَامَتُه اَنْ يَّصِحَّ فِي مُقَابَلَتِهِ الْاِنْتِهَاءُ كَمَا تَقُوْلُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ

ترجمہ وتشریح:۔حروف جرانیس حرف ہیں ایک ان میں سے من ہے اوروہ ابتداءغایت کیلئے آتا ہے یعنی اس چیزکی ابتداء بتلاتا ہے جس کی انتہاہواوراس کی علامت اس کامدخول ومجروروہ محل ہوگاجس سے اس فعل کی ابتداءہواورجس فعل سے من حرف جراپنے مجرور

سے ملکر متعلق ہوتا ہے خواہ وہ محل ظرف مکان ہو جیسے سرت من البصرة الی الکوفة (میں نے بصرہ سے کوفہ تک سیر کی) یا وہ محل ظرف زمان ہو جیسے صمت من یوم الجمعة (میں نے جمعہ کے دن سے روزہ رکھا)

وَلِلتَّبْيِيْنِ وَعَلَامَتُه اَنْ يَّصِحَّ وَضْعُ لَفْظِ الَّذِیْ مَكَانَه كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَلِلتَّبْعِيْضِ وَعَلَامَتُه اَنْ يَّصِحَّ لَفْظُ بَعْضٍ مَكَانَه نَحْوُ اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ

ترجمہ وتشریح:۔اور علامت اس من ابتدائیہ کی یہ ہے کہ صحیح ہو اس کے مقابلے میں علی کالانا جو انتہاء کیلئے آتا ہے جیسے سرت من البصرة الی الکوفة اور من ثابت ہے واسطے تبیین کے یعنی امر مبہم سے جو مقصود ہے اس کو ظاہر کرنے کیلئے آتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ من کی جگہ لفظ الذی رکھنا صحیح ہو جیسے فاجتنبوا الرجس من الاوثان یعنی الذی ھو الاوثان (بچو تم گندگی سے یعنی بتوں سے) من الاوثان کی بجائے الذی ھو الاوثان کہیں تو معنی صحیح بنتے ہیں کہ گندگی وہ بت ہیں۔اور من ثابت ہے واسطے تبعیض کے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ ماقبل والے فعل کا تعلق میرے مدخول کے بعض حصے سے ہے اس کی علامت یہ ہے کہ لفظ بعض کو اس کی جگہ رکھنا صحیح ہوتا ہے جیسے اخذت من الدراھم یعنی بعض الدراھم (لئے میں نے کچھ دراھم)

وَزَائِدَةٌ وَعَلَامَتُه اَنْ لَّا يَخْتَلَّ الْمَعْنٰى بِاِسْقَاطِهَا نَحْوُ مَا جَاءَنِیْ مِنْ اَحَدٍ وَلَا تُزَادُ مِنْ فِی الْكَلَامِ الْمُوْجَبِ خِلَافًا لِلْكُوْفِيِّيْنَ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ وَشِبْهُه فَمُتَاَوَّلٌ

ترجمہ وتشریح:۔زائدہ کا عطف ہے للابتداء پر اور ھی مبتدأ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے یعنی من حرف جر زائدہ ہوتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ اس کو گرانے سے معنی فاسد نہیں ہوتا جیسے ماجاء نی من احد (نہیں آیا میرے پاس کوئی ایک) اگر یہاں من گرادیں ماجاء نی احد کہیں تو معنی میں فرق نہیں آتا اور کلمہ من نہیں زائدہ ہوتا کلام موجب میں۔کلام موجب وہ ہوتی ہے جس میں نفی، نہی، استفہام نہ ہو۔بصریوں کے نزدیک کلام غیر موجب میں زائدہ ہوتا ہے اور موجب میں زائدہ نہیں ہوتا بخلاف کوفیوں کے ان کے نزدیک کلام موجب میں بھی زائدہ ہوتا ہے ان کی دلیل عرب کا قول ہے قد کان من مطر (تحقیق بارش ہوئی) اس قول میں من مطر کلام موجب ہے اور من زائدہ ہے اس کو گرا کر قد کان مطر کہیں تو معنی فاسد نہیں ہوتا مصنفؒ بصریوں کی طرف سے جواب دیتے ہیں اما قولھم الخ سے کہ یہ قول یا اسکی مثل کوئی اور قول ہو تو وہ ماؤل ہوگا اسمیں تاویل کی جائے گی مثلاً یہاں یہ تاویل ہے کہ من مطر میں من زائدہ نہیں بلکہ تبعیضیہ ہے قد کان من مطر کا معنی ہے قد کان بعض مطر (کچھ بارش ہوئی)[1]

---

[1] فائدہ:۔من کے چند معانی اور بھی ہیں مثلاً من کبھی بمعنی فی آتا ہے جیسے اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة یعنی فی یوم الجمعة کبھی بمعنی با آتا ہے جیسے ینظرون من طرف خفی یعنی بطرف خفی وہ دیکھتے ہیں پوشیدہ آنکھ کے ساتھ۔کبھی بمعنی بدل ہوتا ہے جیسے ارضیتم بالحیوة الدنیا من الاخرة یعنی بدل الاخرة (کیا تم راضی ہو دنیاوی زندگی پر آخرت کے بدلہ میں) کبھی بمعنی علی آتا ہے جیسے نصرناہ من القوم یعنی علی القوم (ہم نے مدد کی اس کی قوم پر) کبھی بمعنی قسم آتا ہے جیسے من ربی لافعلن کذا (اپنے رب کی قسم میں ضرور اس طرح کروں گا)۔

وَاِلٰى وَهِيَ لِاِنْتِهَاءِ الْغَايَةِ كَمَا مَرَّ وَبِمَعْنٰى مَعَ قَلِيْلاً كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ

ترجمہ وتشریح:۔اور دوسرا حروف جر میں سے الی ہے اور وہ ثابت ہے واسطے انتہاء غایت کے جیسا کہ گزر چکا ہے اور بمعنی مع بھی آتا ہے آنا قلیل۔

فائدہ:۔یہ انتہاء پھر کبھی مکان کے اعتبار سے ہوگی جیسے سرت من البصرة الی الکوفه اور کبھی زمان کے اعتبار سے جیسے اتموا الصیام الی الیل (روزہ کو پورا کرورات تک) [1]

وَحَتّٰى وَهِيَ مِثْلُ اِلٰى نَحْوُ نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّى الصَّبَاحِ وَبِمَعْنٰى مَعَ كَثِيْرًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةِ.

ترجمہ وتشریح:۔اور تیسرا حتی ہے اور وہ مثل الی کے ہے۔جیسے نمت البارحة حتی الصباح (سویا رہا میں گزشتہ رات صبح تک) اور بمعنی مع آتا ہے کثرت کیساتھ جیسے قدم الحاج حتی المشاة یعنی مع المشاة (حاجی لوگ آگئے پیدل چلنے والوں سمیت)

وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلَى الظَّاهِرِ فَلَا يُقَالُ حَتَّاهُ خِلَافًا لِلْمُبَرَّدِ وَقَوْلُ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

فَلَا وَاللّٰهِ لَا يَبْقٰى اُنَاسٌ ☆ فَتًى حَتَّاكَ يَا ابْنَ اَبِيْ زِيَادِ .... شَاذٌّ

ترجمہ وتشریح:۔اور حتی نہیں داخل ہوتا مگر اسم ظاہر پر پس نہیں کہا جائیگا حتاه اختلاف ہے مبرد کا اور شاعر کا قول فلا واللّٰہ الخ شاذ ہے۔

فائدہ:۔حتیٰ اور الی میں فرق یہ ہے کہ الی اسم ظاہر وضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے الی زید اور الیہ کہنا جائز ہے اور حتی صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے لھذا حتاہ کہنا درست نہیں مگر مبرد نحوی کا اختلاف ہے ان کے ہاں حتی ضمیر پر بھی داخل ہوتا ہے ان کی دلیل شاعر کا قول ہے شعر میں لفظ حتاک محل استشہاد ہے اس حتاک میں لفظ حتی ضمیر پر داخل ہے مصنفؒ نے جواب دیا کہ یہ شاذ ہے جس پر کسی اور مثال کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

---

[1] فائدہ:۔الی کے بارے میں چار مذاہب ہیں اول یہ ہے کہ اس کا مابعد ماقبل میں داخل ہوتا ہے اگر کہیں داخل نہیں ہوگا تو وہ مجاز پر محمول ہے۔دوم برعکس۔ سوم دونوں میں مشترک ہے۔چہارم اگر مابعد ماقبل کی جنس میں سے ہے تو داخل ہوگا جیسے فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق (دھوؤتم اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک) کہنیاں ہاتھوں کی جنس میں سے ہیں لہذا مابعد داخل ہوگا ماقبل میں ماقبل والا حکم مابعد کو شامل ہوگا اور اگر جنس سے نہیں تو داخل نہیں ہوگا جیسے اتموا الصیام الی الیل اس میں لیل صیام کی جنس میں سے نہیں ہے لہذا اتمام والا حکم لیل کو شامل نہیں ہوگا الی بمعنی مع کم آتا ہے جیسے فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق یعنی مع المرافق (ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ)

فائدہ:۔قلیلا ترکیب میں حال یا مفعول مطلق یا مفعول فیہ اسی طرح آگے لفظ کثیرا آرہا ہے اس میں بھی یہی احتمالات ہیں۔

ترجمہ شعر:۔اللہ کی قسم زمین پر نہیں باقی رہیگا کوئی انسان اور نہ جوان یہاں تک کہ تو بھی اے عبداللہ بن ابی زیاد۔

مطلب:۔یہ ہے کہ اے ابن ابی زیاد تجھے اپنی جوانی پر غرور اور ناز ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی انسان و جوان باقی نہیں رہے گا حتی کہ تو بھی موت کے پنجے سے نہیں بچ سکے گا لہذا غرور و تکبر مت کرو۔ [۱]

وَفِيْ هِيَ لِلظَّرْفِيَّةِ نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَالْمَاءُ فِي الْكُوْزِ وَبِمَعْنٰى عَلٰى قَلِيْلاً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ

ترجمہ وتشریح:اور چوتھا حرف جر فی ہے اور وہ ثابت ہے واسطے ظرفیۃ کے یعنی اپنے مابعد کو ماقبل کیلئے ظرف بنانے کیلئے خواہ وہ ظرف حقیقی ہو جیسے زید فی الدار (زید گھر میں ہے) دار زید کیلئے ظرف ہے زید مظروف ہے اور جیسے الماء فی الکوز (پانی کوزہ میں ہے) ماء مظروف اور کوز ظرف ہے خواہ ظرف مجازی ہو جیسے نظرت فی الکتاب (دیکھا میں نے کتاب میں) کتاب ظرف اور دیکھنا مظروف ہے یہ ظرف مجازی ہے کیونکہ ظرف حقیقی سے مظروف خارج نہیں ہوتا اور نظر کتاب کے اندر بھی ہے اور باہر بھی اور فی بمعنی علی قلیل ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے ولاصلبنکم فی جذوع النخل (البتہ میں تم کو کھجور کی شاخوں پر ضرور بالضرور سولی دونگا) یہاں فی بمعنی علی ہے ای علی جذوع النخل۔ [۲]

وَالْبَاءُ وَهِيَ لِلْاِلْصَاقِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَيْ اِلْتَصَقَ مُرُوْرِيْ بِمَوْضِعٍ يَقْرُبُ مِنْهُ زَيْدٌ وَلِلْاِسْتِعَانَةِ نَحْوُ كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ

ترجمہ وتشریح:اور پانچواں حرف جر باء ہے اور وہ ثابت ہے واسطے الصاق کے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ کوئی چیز میرے مدخول کیساتھ ملصق ومتصل ہے چمٹی ہوئی ہے خواہ وہ لصوق اور چمٹنا حقیقۃً ہو جیسے به داء اس کے ساتھ بیماری ہے خواہ مجازا ہو جیسے مررت بزید (گزرا میں زید کے پاس سے گزرنا) حقیقۃً زید کے ساتھ چمٹا ہوا نہیں بلکہ حقیقۃً تو اس مکان کے ساتھ چمٹا ہوا ہے جس مکان کے قریب ہے زید تو گویا اس کے ساتھ بھی چمٹا ہوا ہے۔اور باء ثابت ہے واسطے استعانت کے استعانت کا لغوی معنی مدد طلب کرنا تو باء یہ بتلاتی ہے کہ فاعل نے فعل میں میرے مدخول سے مدد طلب کی ہے یعنی اس کا مدخول ماقبل والے فعل کا آلہ ہوتا ہے جیسے کتبت بالقلم (لکھا

---

[۱] شعر کی ترکیب:۔فا عاطفہ یا تفریعیہ لا زائدہ واللہ جار مجرور ظرف متعلق اقسم فعل محذوف کے اقسم فعل انا ضمیر فاعل اور متعلق سے ملکر قسم لا نافیہ یبقی فعل اناس معطوف علیہ فتی معطوف حرف عطف محذوف ہے معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر لا یبقی کا فاعل یا اناس مبدل منہ فتی بدل مبدل منہ بدل سے ملکر فاعل حتاک جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق لا یبقی کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم قسم جواب قسم سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا یا حرف نداء قائم مقام ادعو کے ادعو فعل انا ضمیر فاعل ابن ابی زیاد مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

[۲] فائدہ:۔فی کے چند معانی اور بھی ہیں (۱) کبھی فی بمعنی مع بھی آتا ہے جیسے ادخلوا فی امم یعنی مع امم داخل ہو جاؤ امتوں کے ساتھ (۲) تعلیل کیلئے بھی آتا ہے جیسے عذبت امرأة فی هرة یعنی لاجل هرة (ایک عورت کو عذاب دیا گیا بلی کی وجہ سے)۔(۳) مقابلے کیلئے بھی آتا ہے جیسے فما متاع الحیوة الدنیا فی الآخرة الا قلیل (پس نہیں ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں مگر تھوڑی)

میں نے قلم کی مدد سے)

وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّعْلِيْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ وَلِلْمُصَاحَبَةِ كَخَرَجَ زَيْدٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَلِلْمُقَابَلَةِ كَبِعْتُ هٰذَا بِذَاكَ وَلِلتَّعْدِيَةِ كَذَهَبْتُ بِزَيْدٍ وَلِلظَّرْفِيَّةِ كَجَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ

ترجمہ وتشریح:۔اور کبھی باء ہوتی ہے تعلیل کیلئے یعنی یہ بتلانے کیلئے کہ میرا مدخول فعل کا سبب اور علت ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل (تحقیق تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا بچھڑے کو بنانے کے سبب سے یا بچھڑے کو خدا بنانے کے سبب سے) اس میں باء کا مدخول اتخاذ عجل سبب اور علت ہے ظلم کی اور باء ثابت ہے واسطے مصاحبت کے یعنی اس بات کا فائدہ دینے کیلئے کہ اس کا مدخول ماقبل والے فعل کے معمول کا ساتھی ہے اور اس کے ساتھ شریک ہے تعلق فعل میں ۔جیسے خرج زید بعشیرته یعنی مع عشیرته (زید اپنے کنبے سمیت نکلا) اس کی علامت یہ ہے کہ فی کی جگہ لفظ مع رکھنا صحیح ہوتا ہے۔اور باء ثابت ہے واسطے مقابلے کے یعنی اس بات کا فائدہ دینے کیلئے کہ اس کا مدخول کسی دوسری چیز کے مقابلہ میں ہے جیسے بعت هذا بذاك (میں نے اس کو اس کے مقابلہ میں بیچا) اور باء ثابت ہے واسطے تعدیہ کے یعنی فعل لازمی کو متعدی کرنے کیلئے آتی ہے جیسے ذهبت بزید (میں زید کو لے گیا) ذهبت فعل لازمی تھا باء کے ذریعے متعدی ہو گیا اب زید لفظا مجرور ہے معنی منصوب مفعول بہ ہے۔اور باء ثابت ہے واسطے ظرفیۃ کے یعنی باء کا مدخول کسی چیز کی ظرف ہوتا ہے جیسے جلست بالمسجد یعنی فی المسجد (میں مسجد میں بیٹھا)

وَزَائِدَةٌ قِيَاسًا فِيْ خَبَرِ النَّفْيِ نَحْوُ مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَفِي الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ هَلْ زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَسَمَاعًا فِي الْمَرْفُوْعِ نَحْوُ بِحَسْبِكَ زَيْدٌ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اَیْ كَفَى اللّٰهُ وَفِي الْمَنْصُوْبِ نَحْوُ اَلْقٰى بِيَدِهٖ اَیْ اَلْقٰى يَدَه

ترجمہ وتشریح:۔اور باء زائدہ ہوتی ہے قیاسی طور پر نفی کی خبر میں اور استفہام میں ۔اور سماعی طور پر مرفوع میں اور منصوب میں ۔

فائدہ:۔زائدہ کا عطف ہے للالصاق پر اور یہی مبتدأ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور قیاسا منصوب ہے یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی قسناها قیاسا (قیاس کیا ہم نے قیاس کرنا) یا تکون محذوف کی خبر ہے اصل عبارت یوں ہوگی تکون الزیادة قیاسا (یہ زیادتی قیاسی ہے) آگے لفظ سماعا آرہا ہے اس میں بھی یہی احتمالات ہیں مطلب یہ ہے کہ باء کبھی زائدہ ہوتی ہے یعنی اس کو حذف کرنے سے معنی میں خلل نہیں آتا اور یہ زائدہ ہونا کبھی قیاسی ہوگا کبھی سماعی ہوگا قیاسی تو لیس اور ما مشبہ بلیس کی خبر میں ہوتی ہے جیسے لیس زید بقائم یا ما زید بقائم یا استفہام میں ہوتی ہے جیسے هل زید بقائم (کیا زید کھڑا ہونے والا ہے) اور سماعی طور پر ایک تو مرفوع میں زائدہ ہوتی ہے جیسے بحسبک زید (تجھ کو زید کافی ہے) بحسبک میں حسبک لفظا مجرور معنی مرفوع مبتدأ ہے زید اسکی خبر ہے بحسبک میں باء زائدہ ہے کیونکہ گرانے سے معنی میں خلل نہیں آتا حسبک زید کا جو معنی ہے بِحَسْبِكَ زَيْدٌ کا بھی وہی معنی ہے اور کبھی وہ مرفوع فاعل ہوتا ہے جس میں باء زائدہ ہے جیسے کفی

بـالله شهيدا ۔اللہ لفظا مجرور معنی مرفوع فاعل ہے اس میں باء زائدہ ہے ای کفى الله شهيدا اور کبھی منصوب میں بھی زائدہ ہوتی ہے جیسے القى بيده ای القى يده (اس نے اپنا ہاتھ ڈالا) یده لفظا مجرور معنی منصوب مفعول بہ ہے القی کا۔ [۱]

وَاللَّامُ وَهِيَ لِلْاخْتِصَاصِ نَحْوُ اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ وَالْمَالُ لِزَيْدٍ وَلِلتَّعْلِيْلِ كَضَرَبْتُه لِلتَّادِيْبِ

ترجمہ وتشریح:۔اور چھٹا حرف جر لام ہے اور وہ ثابت ہے واسطے اختصاص کے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ کسی چیز کا میرے مدخول کے ساتھ اختصاص ہے چاہے پھر یہ اختصاص بطریق استحقاق ہو کہ مدخول اس چیز کا مستحق ہو جیسے الجل للفرس (جل گھوڑے کے ساتھ مختص ہے یعنی گھوڑا اس کا مستحق ہے نہ کہ گدھا) یا اختصاص بطریق ملکیت ہو یعنی اس کا مدخول اس چیز کا مالک ہے جیسے المال لزيد (مال زید کے ساتھ خاص ہے یعنی اس کا مالک ہے) اور لام ثابت ہے واسطے تعلیل کے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرا مدخول کسی چیز کی علت ہے جیسے ضربته للتاديب (مارا ہے میں نے اس کو ادب سکھانے کیلئے)

وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى رَدِفَ لَكُمْ اَیْ رَدِفَكُمْ

ترجمہ وتشریح:۔اور لام زائدہ ہوتا ہے یعنی گرانے سے معنی میں خلل نہیں آتا جیسے ردف لكم یعنی ردفكم (وہ تمہارا ردیف ہوا یعنی سواری پر پیچھے بیٹھنے والا ہے)

فائدہ: لام زائدہ اسوقت ہوتا ہے جب وہ فعل خود متعدی ہو جیسے ردف خود متعدی ہے تو لام زائدہ ہے بلا ضرورت ہے

وَبِمَعْنٰى عَنْ اِذَا اُسْتُعْمِلَ مَعَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَا سَبَقُوْنَا اِلَيْهِ

ترجمہ وتشریح:۔اور لام بمعنی عن ہوتا ہے جس وقت مستعمل ہو قول کے ساتھ یعنی جب لام قول یا اس کے مشتقات کے ساتھ مستعمل ہو یعنی ان کے بعد آئے تو اس وقت لام بمعنی عن ہوگا جیسے اللہ تعالی کا فرمان قال الذين كفروا للذين آمنوا الخ اس میں للذين آمنوا بمعنی عن الذين آمنوا ہے (کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا ان لوگوں کے حق میں جو ایمان لائے کہ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو مؤمنین ہم پر اس دین کی طرف سبقت نہ کرتے بلکہ ہم پہلے ایمان قبول کرتے اس لئے کہ ہم ان سے عقل وفہم میں زیادہ ہیں) [۲]

---

[۱] فائدہ:۔باء کے چند معانی اور بھی ہیں (۱) باء بمعنی عن بھی آتی ہے جیسے قول باری تعالی کا سأل سائل بعذاب ای عن عذاب (کسی سوال کرنے والے نے عذاب سے سوال کیا)۔(۲) بمعنی من بھی آتی ہے جیسے يوم تشقق السماء بالغمام ای من الغمام (جس دن پھٹ جائیگا آسمان بادل سے) [۲] فائدہ: اس بات کی دلیل کہ یہاں لام بمعنی عن ہے وہ یہ ہے کہ اگر لام بمعنی عن نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ سبقونا کی جگہ سبقتمونا ہوتا کیونکہ قول کا صلہ جب لام آتا ہے تو وہ بمعنی خطاب ہوتا ہے مثلا قال لہ کا معنی خاطبہ کہ اس نے خطاب کیا تو اس وقت معنی ہوگا کافروں نے مؤمنین کو خطاب کیا یعنی ان کو مخاطب کر کے کہا تو اب آگے مناسب سبقتمونا ہے کہ اگر دین بہتر ہوتا تو تم ہم سے سبقت نہ لے جاتے۔

وَبِمَعْنَى الْوَاوِ فِي الْقَسَمِ لِلتَّعَجُّبِ كَقَوْلِ الْهُزَلِيِّ شِعْرٌ ۔ لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْاَيَّامِ ذُوْ حَيَدٍ بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَّانُ وَالْاٰسُ

ترجمہ:۔اور لام بمعنی واؤ کے آتا ہے قسم میں جو قسم تعجب کیلئے ہو جیسے ہزلی کا قول ہے الخ۔

تشریح: فائدہ:۔لفظ قسم بمعنی مقسم بہ ہے اور فی القسم جار مجرور ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہو کر حال ہے الواؤ سے اور للتعجب جار مجرور ظرف لغو متعلق ہے القسم کے اس عبارت کے معنی یوں ہونگے اور لام جارہ بمعنی واؤ قسم ہوتا ہے جسوقت کہ مقسم بہ ایسا امر ہو کہ اسکا جواب قسم امور عظام میں سے ہو جن سے تعجب کیا جاتا ہے جیسے للّٰہ لا یؤخر الاجل (اللہ کی قسم اجل مؤخر نہ ہوگی) خلاصہ اس کا استعمال امور عظام میں ہوتا ہے لھذا للّٰہ طار الذباب (اللہ کی قسم مکھی اڑ گئی) نہیں کہا جائیگا مثال میں مصنفؒ نے ہزلی کا شعر پیش کیا ہے کہ لام بمعنی واؤ ہوتی ہے قسم میں جب قسم تعجب کیلئے ہو شعر کی وضاحت یہ ہے کہ للّٰہ میں جو لام ہے یہ بمعنی واؤ قسم ہے فعل اقسم محذوف ہے یہ اسکے متعلق ہے یبقی سے پہلے لا محذوف ہے اصل میں تھا لا یبقی' علی الایام میں ایام سے پہلے مضاف مرور کا لفظ محذوف ہے اصل میں تھا علی مرور الایام ۔حید کا معنی ہے بارہ سنگھا کا سینگ یا پہاڑی بکرے کا سینگ ۔بِمُشْمَخِر بروزن مطمئن کا معنی ہے بلند پہاڑ۔ یہ موصوف ہے بمشمخر میں باء بمعنی فی ہے جار مجرور ظرف لغو متعلق ہے یبقی کے اور بہ خبر مقدم ہے۔ الظیان و الآس مبتدأ مؤخر پھر جملہ اسمیہ ہو کر صفت ہے۔ظیان کا معنی خوشبودار گھاس یعنی یاسمین (چنبیلی) اور آس کا معنی درخت ریحان (خاص درخت ہے)

محل استشہاد:۔للّٰہ میں لام قسم کا ہے جو کہ واؤ قسمیہ کے معنی میں ہے۔ [1] ترجمہ:۔اللہ کی قسم کھاتا ہوں میں کہ زمانہ کے گزرنے پر سینگ والا پہاڑی بکرا ایسے اونچے پہاڑ میں باقی نہیں رہے گا جس میں ظیان اور آس ہیں مطلب یہ ہے کہ دنیا کی آفات سے اور ہلاکت سے کوئی چیز بچ نہیں سکے گی یہاں تک کہ پہاڑی بکرا جو بلند پہاڑ پر انسانوں سے علیحدہ رہتا ہے وہ بھی باقی نہیں رہے گا تو عالم میں کوئی کسی جگہ باقی نہیں رہیگا تو اس شعر میں شاعر آفت و ہلاکت سے کسی چیز کے سلامت نہ رہنے پر تعجب کر کے قسم اٹھا رہا ہے۔ [2]

---

[1] شعر کی ترکیب:۔للّٰہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق اقسم فعل محذوف کے اقسم فعل انا ضمیر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر قسم یبقی فعل منفی (کیونکہ اس سے پہلے حرف لا نفی محذوف ہے) علی الایام جار مجرور ظرف لغو متعلق یبقی کے ذو حید مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل با جار مشمخر موصوف بہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن کے ہو کر خبر مقدم الظیان معطوف علیہ الآس معطوف سے ملکر مبتدأ مؤخر مبتدأ خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت مشمخر موصوف کی موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور با جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یبقی کے فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جواب قسم قسم جواب قسم سے ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔ [2] فائدہ:۔لام کے چند معانی اور بھی ہیں (۱) لام بمعنی فی جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے و نضع الموازین القسط لیوم القیامة بمعنی عند یوم القیامة (ہم انصاف کا ترازو رکھیں گی قیامت کے دن میں) (۲) بمعنی عند جیسے اسی آیت مذکورہ میں لیوم القیامة بمعنی عند یوم القیامة بھی کئے گئے ہیں (۳) بمعنی بعد جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے اقم الصلٰوة لدلوك الشمس یعنی بعد دلوك الشمس (نماز قائم کیجئے سورج کے زوال کے بعد) (۴) بمعنی مع جیسے وتله للجبین یعنی مع الجبین (لٹا دیا پیشانی کے ساتھ یعنی پیشانی کے بل)

وَرُبَّ وَهِيَ لِلتَّقْلِيلِ كَمَا اَنَّ كَمِ الْخَبْرِيَّةَ لِلتَّكْثِيرِ وَتَسْتَحِقُّ صَدْرَ الْكَلَامِ

ترجمہ:۔اور ساتواں حرف جر رب ہے اور وہ ثابت ہے واسطے تقلیل کے جیسا کہ تحقیق کم خبریہ ثابت ہے واسطے تکثیر کے اور یہ مستحق ہوتا ہے صدارت کلام کا۔

تشریح:۔رب انشاء تقلیل کیلئے آتا ہے یعنی اپنے مدخول کے افراد میں تقلیل کا معنی پیدا کرتا ہے اگر چہ تکثیر کیلئے بھی بکثرت آتا ہے جیسا کہ کم خبریہ اپنے مدخول کے افراد میں کثرت پیدا کرتا ہے مگر یہ تقلیل کیلئے بالکل نہیں آتا اور رب صدارت کلام کا تقاضا کرتا ہے تاکہ شروع میں ہی انشاء تقلیل پر دلالت کرے۔

وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلٰى نَكِرَةٍ مَوْصُوْفَةٍ نَحْوُ رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُه اَوْ مُضْمَرٍ مُبْهَمٍ مُفْرَدٍ مُذَكَّرٍ اَبَدًا مُمَيَّزٍ بِنَكِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ نَحْوُ رُبَّه رَجُلًا وَرُبَّه رَجُلَيْنِ وَرُبَّه رِجَالًا وَرُبَّه اِمْرَأَةً كَذٰلِكَ وَعِنْدَ الْكُوْفِيِّيْنَ يَجِبُ الْمُطَابَقَةُ نَحْوُ رُبَّهُمَا رَجُلَيْنِ وَرُبَّهُمْ رِجَالًا وَرُبَّهَا امْرَأَةً

ترجمہ:۔اور رب نہیں داخل ہوتا مگر نکرہ موصوفہ پر یا ایسی ضمیر مبہم پر جو مفرد مذکر ہوگی ہمیشہ ممیز ہوگی نکرہ منصوبہ کے ساتھ۔اور کوفیوں کے ہاں ضمیر اور تمیز میں مطابقت واجب ہے جیسے ربهما رجلين ضمیر بھی تثنیہ تمیز بھی تثنیہ اسی طرح باقی مثالیں ہیں۔

تشریح:۔رب یا نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے جیسے رب رجل كريم لقيته (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی) یا ضمیر مبہم پر داخل ہوتا ہے اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوتی ہے یہ ضمیر مبہم ہمیشہ مفرد مذکر ہوتی ہے خواہ اس کی تمیز مثنی ہو یا مجموع یا مذکر یا مونث جیسے ربه رجلا۔ ربه کی ضمیر مبہم ممیز ہے رجلا نکرہ منصوبہ اس کی تمیز ہے ربه رجلين اس میں تمیز مثنی ہے مگر ضمیر اسی طرح مفرد مذکر ہے ربه رجالا میں تمیز جمع ہے ربه امرأة میں تمیز مونث ہے مگر ضمیر اسی طرح مفرد مذکر ہے اسی طرح ربه امرأتين ربه نساء۔

وَقَدْ تَلْحَقُهَا مَا الْكَافَّةُ فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ نَحْوُ رُبَّمَا قَامَ زَيْدٌ وَرُبَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ

ترجمہ وتشریح:۔اور کبھی کبھی لاحق ہو جاتا ہے اس رب کو ما کافہ جو رب کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے اس وقت ما کافہ رب کے ساتھ ملا کر لکھا جائیگا علیحدہ نہیں لکھا جائیگا پس اس وقت رب داخل ہوتا ہے دونوں قسم کے جملوں پر یعنی جملہ اسمیہ پر بھی اور فعلیہ پر بھی جیسے ربما قام زيد اور ربما زيد قائم۔[1]

---

[1] فائدہ:۔اس وقت رب جملہ فعلیہ یا اسمیہ کی نسبت کی تقلیل یا تکثیر کیلئے ہوگا گزشتہ مثالوں کا معنی یہ ہوگا کہ قیام زید کم ہے یا بہت ہے یہاں یود بمعنی ماضی ود ہے۔

وَلَا بُدَّ لَهَا مِنْ فِعْلٍ مَاضٍ لِاَنَّ رُبَّ لِلتَّقْلِيْلِ الْمُحَقَّقِ وَهُوَ لَا يَتَحَقَّقُ اِلَّا بِهٖ وَيُحْذَفُ ذٰلِكَ الْفِعْلُ غَالِبًا كَقَوْلِكَ رُبَّ رَجُلٍ اَكْرَمَنِيْ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ هَلْ لَقِيْتَ مَنْ اَكْرَمَكَ اَیْ رُبَّ رَجُلٍ اَكْرَمَنِيْ لَقِيْتُه فَاَكْرَمَنِيْ صِفَةُ الرَّجُلِ وَلَقِيْتُه فِعْلُهَا وَهُوَ مَحْذُوْفٌ

ترجمہ:۔اور ضروری ہے رب کیلئے فعل ماضی اس لئے کہ تحقیق رب تقلیل محقق کیلئے ہے اور وہ نہیں محقق ہوتی مگر فعل ماضی کے ساتھ اور ... کیا جاتا ہے یہ فعل اکثر الخ۔

تشریح:۔یعنی وہ فعل جس کے ساتھ رب کا تعلق ہے اس کا فعل ماضی ہونا ضروری ہے چاہے رب ما کافہ کے ساتھ ہو یا نہ ہو وجہ یہ ہے کہ رب تقلیل محقق کیلئے یعنی تقلیل واقعی کیلئے آتا ہے اور تقلیل واقعی فعل ماضی میں ہوسکتی ہے مثلا رب رجل کریم لقیت (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی) اس کلام کے ذریعہ تم اس بات کی خبر دے رہے ہو کہ جن آدمیوں سے میں نے ملاقات کی ہے وہ تھوڑے ہیں تم اس بات کو نہیں جانتے کہ آئندہ کن آدمیوں سے تم ملاقات کرو گے وہ قلیل ہیں یا کثیر اس کو اللہ تعالی ہی جانتے ہیں معلوم ہوا کہ رب تقلیل واقعی کیلئے آتا ہے۔

سوال:۔قول باری تعالی ربما یود الذین کفروا اس میں رب فعل مضارع یود پر داخل ہے؟

جواب:۔ یہاں یود فعل مضارع بمعنی ود فعل ماضی کے ہے جو بات یقیناً مستقبل میں ہونے والی ہو گویا ہو چکی ہے تو

ویحذف ذلک الفعل:۔اور یہ فعل جس سے رب کا تعلق ہے اکثر استعمالات میں قرینہ حالیہ یا مقالیہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے جیسے تیرا قول رب رجل اکرمنی اس شخص کے جواب میں جو کہتا ہے هل لقیت من اکرمک تو جواب دیا رب رجل اکرمنی لقیته پس اکرمنی، رجل کی صفت ہے اور لقیته رب کا فعل ہے اور وہ محذوف ہے یہ قرینہ مقالیہ کی مثال ہے هل لقیت من اکرمک (کیا تو نے اس شخص سے ملاقات کی ہے جس نے تیرا اکرام کیا ہے) یہ سائل کا سوال ہے اسکے جواب میں آپنے کہا رب رجل اکرمنی اصل میں تھا رب رجل اکرمنی لقیته (بہت تھوڑے مرد ہیں جنہوں نے میرا اکرام کیا ان سے میں نے ملاقات کی) رجل موصوف، اکرمنی جملہ فعلیہ صفت ہے کیونکہ پہلے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ رب نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے اور لقیته رب کا فعل ہے جو یہاں محذوف ہے اور حذف کا قرینہ سائل کا سوال ہے سوال میں جو فعل مذکور ہے جواب میں بھی وہی محذوف ہوگا تا کہ جواب سوال کے مطابق ہو اکثر رب سوال مذکور یا مقدر کے جواب میں آتا ہے۔

وَوَاوُ رُبَّ وَهِيَ الْوَاوُ الَّتِيْ تُبْتَدَأُ بِهَا فِيْ اَوَّلِ الْكَلَامِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ

شِعْرٌ وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْس اِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَاِلَّا الْعِيْس

ترجمہ وتشریح:۔ آٹھواں حرف جر واؤ رب ہے اور وہ وہ واؤ ہے جس کے ساتھ کلام کو شروع کیا جائے واؤ رب ہمیشہ اسم ظاہر نکرہ

موصوفہ پر داخل ہوتی ہے یہ ضمیر مبہم پر داخل نہیں ہوتی اس کا متعلق بھی فعل ماضی ہوتا ہے اور اکثر محذوف ہوتا ہے واؤ رب کی مثال شاعر کا قول ہے وبلدة الخ یہ شعر عامر بن حاوث کا ہے اپنی بہادری بیان کر رہا ہے کہ میں جس طرف رخ کرتا ہوں انسان بھاگ جاتے ہیں میرا سامنا کوئی نہیں کرسکتا میں اس قدر بہادر ہوں کہ میں نے بہت سے ایسے مقامات بھی طے کئے جہاں یعافیر اور عیس کے سواء کوئی مددگار نہیں ملا اس شعر میں واؤ بمعنی رب ہے ای رب بلدة اور یہ جار مجرور متعلق ہے لفظ وطیت کے جو پچھلے بیت میں مذکور ہے انیس کا معنی مانوس یعنی دوست۔ یعافیر جمع ہے یعفور کی بمعنی مٹیالے رنگ کا ہرن عیس عین کے کسرہ کے ساتھ جمع اعیس آتی ہے بمعنی سفید بالوں والا اونٹ۔ ۱ شعر کا ترجمہ:۔ میں نے بہت سے شہروں کو طے کیا کہ اس میں سوائے مٹیالے رنگ کے ہرن اور سفید بالوں والے اونٹ کے کوئی انیس نہ تھا۔

وَوَاوُ الْقَسَمِ وَهِيَ تُخْتَصُّ بِالظَّاهِرِ نَحْوُ وَاللهِ وَالرَّحْمٰنِ لَاَضْرِبَنَّ فَلَا يُقَالُ وَكَ وَتَاءُ الْقَسَمِ وَهِيَ تُخْتَصُّ بِاللهِ وَحْدَه فَلَا يُقَالُ تَا الرَّحْمٰنِ وَقَوْلُهُمْ تُرَبِّ الْكَعْبَةِ شَاذٌّ

ترجمہ وتشریح:۔ نواں حرف جر واؤ قسم ہے اور وہ مختص ہے اسم ظاہر کے ساتھ یعنی اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتی پھر اسم ظاہر عام ہے خواہ لفظ اللہ ہو یا رحمٰن یا رحیم ہو جیسے واللہ والرحمن لاضربن (اللہ کی قسم، رحمٰن کی قسم البتہ میں ضرور بضرور ماروں گا) پس واؤ کو ضمیر پر داخل کر کے وك نہیں کہا جائیگا۔ اور دسواں حرف جر تاء قسم ہے اور وہ مختص ہے فقط لفظ اللہ کے ساتھ کسی اور اسم ظاہر پر بھی داخل نہیں ہوتی لھذا نہیں کہا جائیگا تالرحمن یہ جمہور کا مذہب ہے اخفش کے ہاں لفظ اللہ کے علاوہ اور اسم ظاہر پر بھی داخل ہوتی ہے دلیل عرب کا قول ہے ترب الکعبة (رب کعبہ کی قسم) مصنفؒ نے جمہور کی طرف سے جواب دیا وقولهم الخ سے کہ عرب کا قول ترب الکعبة شاذ ہے۔

وَبَاءُ الْقَسَمِ وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْمُضْمَرِ نَحْوُ بِاللهِ وَبِالرَّحْمٰنِ وَبِكَ وَلَا بُدَّ لِلْقَسَمِ مِنَ الْجَوَابِ وَهِيَ جُمْلَةٌ تُسَمَّى الْمُقْسَمَ عَلَيْهَا

ترجمہ وتشریح:۔ اور گیارہواں حرف جر باء قسم ہے اور وہ داخل ہوتی ہے اسم ظاہر اور اسم ضمیر دونوں پر جیسے باللہ بالرحمن اور بک وغیرہ وجہ یہ ہے کہ قسم کے باب میں باقسمیہ اصل ہے باقی حروف قسم اس کی فرع ہیں لھذا اصل کا عام ہونا ضروری ہے اور قسم کیلئے

---

۱ شعر کی ترکیب:۔ واؤ بمعنی رب جار بلدة مجرور لفظا موصوف لیس فعل از افعال ناقصہ ے طلبد اسم مرفوع وخبر منصوب را با جارہ ھا ضمیر راجع بسوئے بلدة مجرور محلا جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے ہوکر خبر مقدم لیس کی انیس مرفوع لفظا مستثنی منہ الا حرف استثناء الیعافیر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الا زائدہ العیس معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مستثنی یا بدل مستثنی منہ اپنے مستثنی سے یا مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر اسم مؤخر ہوا لیس کا لیس اپنے اسم مؤخر وخبر مقدم سے ملکر صفت ہے بلدة موصوف کی موصوف صفت سے ملکر مجرور ہوا جار کا جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ہوا وطیت فعل کے جو پچھلے بیت میں مذکور ہے فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

جواب قسم ضروری ہے اور وہ ایسا جملہ ہے جس کا نام رکھا جاتا ہے مقسم علیہا یعنی وہ جملہ جس پر قسم کھائی گئی ہو۔

فَاِنْ كَانَتْ مُوْجَبَةً يَجِبُ دُخُوْلُ اللَّامِ فِي الْاِسْمِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ نَحْوُ وَاللهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ وَوَاللهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا وَاِنَّ فِي الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ وَاللهِ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَاِنْ كَانَتْ مَنْفِيَّةً وَجَبَ دُخُوْلُ مَا وَلَا نَحْوُ وَاللهِ مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَوَاللهِ لَايَقُوْمُ زَيْدٌ

ترجمہ وتشریح:۔ پس اگر وہ جملہ جو جواب قسم ہے موجبہ یعنی مثبتہ ہے تو خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ اس پر لام تاکید کا داخل کرنا واجب ہے جملہ اسمیہ کی مثال واللہ لزید قائم (اللہ کی قسم البتہ زید کھڑا ہونے والا ہے) جملہ فعلیہ کی مثال جیسے واللہ لافعلن کذا (اللہ کی قسم البتہ یں ضرور بضرور کروں گا اس طرح) اور جملہ اسمیہ میں اِن مکسورہ کا داخل کرنا ضروری ہے جیسے واللہ ان زیدا لقائم (اللہ کی قسم تحقیق زید البتہ کھڑا ہونے والا ہے) خلاصہ لام تاکید تو جملہ اسمیہ مثبتہ وفعلیہ مثبتہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور اِن مکسور صرف جملہ اسمیہ مثبتہ پر داخل ہوتا ہے پھر کبھی لام تاکید اور اِن دونوں داخل ہوتے ہیں کبھی ان میں سے کوئی ایک اور اگر وہ جملہ جو جواب قسم ہے وہ منفیہ ہو خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ تو اس وقت جواب قسم پر لفظ ما یا لا کا داخل کرنا ضروری ہے جیسے واللہ ما زید بقائم (اللہ کی قسم زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے) جملہ اسمیہ پر لفظ ما داخل ہے واللہ لا یقوم زید (اللہ کی قسم زید نہیں کھڑا ہوگا) یہ جملہ فعلیہ ہے جس پر لا نافیہ داخل ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النَّفْيِ لِزَوَالِ اللُّبْسِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى تَاللهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ اَىْ لَا تَفْتَؤُ وَيُحْذَفُ جَوَابُ الْقَسَمِ اِنْ تَقَدَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللهِ اَوْ تَوَسَّطَ الْقَسَمُ نَحْوُ زَيْدٌ وَاللهِ قَائِمٌ

ترجمہ وتشریح:۔ اور جان لیجئے تحقیق شان یہ ہے کہ کبھی کبھی حرف نفی کو حذف کیا جاتا ہے جواب قسم سے بوجہ زائل ہونے التباس کے یعنی جب مثبت ومنفی میں التباس نہ ہوتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان تاللہ تفتؤ تذکر یوسف یعنی لا تفتؤ جواب قسم ہے اس سے حرف نفی کو حذف کیا گیا اصل میں لا تفتئو تھا یہاں التباس کا خطرہ نہیں کیونکہ جب مضارع مثبت جواب قسم ہوتا ہے تو اس پر لام تاکید یہ کا آنا ضروری ہے اور یہاں تفتؤ مضارع مثبت میں لام تاکید یہ نہیں لہذا معلوم ہوا کہ مضارع مثبت نہیں بلکہ منفی ہے اور حرف نفی محذوف ہے۔ اور کبھی جواب قسم کو حذف بھی کیا جاتا ہے اگر قسم پر ایسی چیز مقدم ہو جو جواب قسم پر دلالت کرتی ہو جیسے زید قائم واللہ اصل میں تھا واللہ لزید قائم چونکہ قسم سے پہلے زید قائم جملہ اسمیہ جواب قسم پر دلالت کرتا ہے اس لیے جواب قسم کو حذف کر دیا پہلے والے جملے کو دال بر جواب قسم کہا جاتا ہے یا اس وقت بھی جواب قسم کو حذف کیا جاتا ہے جب قسم ایسے جملہ کے اجزاء کے درمیان واقع ہو جو جملہ جواب قسم پر دلالت کرتا ہے جیسے زید واللہ قائم اصل میں تھا واللہ لزید قائم یہاں بھی یہ جملہ جس کے مبتدأ وخبر کے درمیان قسم آ گئی جواب قسم پر دلالت کرتا ہے اسلیے جواب قسم کو حذف کر دیا۔

وَعَنْ لِلْمُجَاوَزَةِ نَحْوُ رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ اِلَى الصَّيْدِ

ترجمہ وتشریح:۔ بارھواں حرف جر عَن ہے جو ثابت ہے واسطے مجاوزت کے یعنی بتلاتا ہے کہ کوئی چیز میرے مجرور مدخول سے گزر گئی

دور ہوگئی جیسے رمیت السهم عن القوس الى الصيد (پھینکا میں نے تیر کو کمان سے شکار کی طرف) اس مثال میں تیر عن کے مدخول قوس یعنی کمان سے گزر گیا دور ہو گیا۔ [1]

وَعَلٰى لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ وَعَلٰى اِسْمَيْنِ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهِمَا مِنْ كَمَا تَقُوْلُ جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَنَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْفَرَسِ

ترجمہ وتشریح:۔ اور تیرھواں حرف جر علی ہے جو ثابت ہونے والا ہے استعلاء کیلئے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ کوئی چیز میرے مدخول کے اوپر ہے خواہ یہ استعلاء حقیقی ہو جیسے زيد على السطح (زید چھت پر ہے) یا مجازی ہو جیسے عليه دين (اس پر قرضہ ہے) اور کبھی کبھی عن اور على دونوں اسم ہوتے ہیں جب کہ ان پر من حرف جر داخل ہو گویا من حرف جر کا داخل ہونا ان کے اسم ہونے کی علامت ہے۔ اس وقت عن بمعنی جانب ہوگا اور على بمعنی فوق ہوگا جیسے آپ کہیں جلست من عن يمينه یعنی من جانب يمينه (میں بیٹھا اس کی داہنی جانب سے) اور نزلت من على الفرس یعنی من فوق الفرس (میں گھوڑے کے اوپر سے اترا)

وَالْكَافُ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ كَعَمْرٍو وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

ترجمہ وتشریح:۔ اور چودھواں حرف جر کاف ہے جو ثابت ہونے والا ہے واسطے تشبیہ کے۔

فائدہ:۔ تشبیہ کیلئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ (۱) مشبہ۔ (۲) مشبہ بہ۔ (۳) وجہ شبہ۔ (۴) حرف تشبیہ جیسے زيد كعمرو (زید عمرو کی مثل ہے) زید مشبہ عمرو مشبہ بہ۔ بہادری یا سخاوت وغیرہ وجہ شبہ اور کاف حرف تشبیہ ہے۔ اور کاف زائدہ بھی ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ليس كمثله شيئ یعنی ليس مثله شيئ (اس کی مثل کوئی چیز نہیں) اس میں مثلہ پر کاف زائدہ ہے ورنہ معنی فاسد ہوتا ہے۔

---

[1] فائدہ:۔ کسی چیز کے دور ہونے اور گزرنے کی تین صورتیں ہیں۔ اول:۔ اس طور پر ہوگا کہ وہ چیز عن کے مجرور سے زائل ہو کر کسی دوسری چیز کی طرف چلی جائے جیسے گذشتہ مثال میں تیر کمان سے زائل ہو کر شکار کی طرف چلا گیا۔ دوم:۔ اس طور پر کہ وہ چیز کہ عن کے مجرور سے بغیر زائل ہوئے دوسری چیز کی طرف چلی جائے جیسے اخذت عنه العلم (میں نے اس شخص سے علم لیا) اس مثال میں علم عن کے مجرور یعنی شخص سے زائل ہوئے بغیر متکلم تک چلا گیا سوم:۔ اس طور پر کہ وہ چیز عن کے مجرور تک پہنچے بغیر اس سے زائل ہو کر کسی دوسری چیز کی طرف چلی جائے جیسے اديت عنه الدين الى خالد (میں نے اس شخص کی طرف سے قرضہ ادا کر دیا خالد کو) اس مثال میں دین یعنی قرضہ عن کے مدخول یعنی مقروض تک پہنچنے کے بغیر اس سے زائل ہو کر خالد کی طرف چلا گیا۔

فائدہ:۔ چند معانی اور بھی ہیں مگر تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

وَقَدْ تَكُوْنُ اِسْمًا كَقَوْلِ الشَّاعِرِ ۔ يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِ

ترجمہ وتشریح:۔اور کاف حرف جارہ کبھی اسم ہوتا ہے اس وقت یہ مثل کے معنی میں ہو جاتا ہے جب کہ اس پر کوئی حرف جر داخل ہو جیسے شاعر کا قول یضحکن عن کالبرد المنھم محل استشہاد کالبرد کا لفظ ہے کالبرد پر کاف اسمی بمعنی مثل ہے عبارت شعر کی یوں ہوگی يَضْحَكْنَ عَنْ اَسْنَانٍ مِثْلِ الْبَرَدِ الْمُنْهَمِ۔البرد کا معنی اولا اثر الہ۔ المنھم کا معنی پگھلا ہوا۔

ترجمہ:۔وہ عورتیں ان دانتوں سے ہنستی ہیں جو لطافت میں پگھلے ہوئے اولے کی مثل ہیں۔

مطلب شاعر:۔عورتوں کے دانتوں کو اولے سے تشبیہ دے رہا ہے سفیدی میں یعنی جب وہ ہنستی ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اولے پگھل رہے ہیں۔[1]

وَمُذْ وَمُنْذُ لِلزَّمَانِ اِمَّا لِلْاِبْتِدَاءِ فِي الْمَاضِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ شَعْبَانَ مَا رَأَيْتُه مُذْ رَجَبَ اَوْ لِلظَّرْفِيَّةِ فِي الْحَاضِرِ نَحْوُ مَا رَأَيْتُه مُذْ شَهْرِ نَا وَمُنْذُ يَوْمِنَا اَیْ فِیْ شَهْرِنَا وَفِيْ يَوْمِنَا

ترجمہ وتشریح:۔اور پندرھواں اور سولھواں حرف جر مذ اور منذ ہیں جو ثابت ہونے والے ہیں واسطے زمان کے فائدہ:۔جب اسم ہوتے ہیں تو ظروف مبنیہ میں سے ہیں جیسے گزر چکا ہے یہاں حرف جر کی حیثیت سے ذکر ہو رہے ہیں یہ دونوں زمانہ ماضی میں فعل کی ابتداء کیلئے آتے ہیں جیسے شعبان میں آپ کہیں کہ ما رئیتہ مذ رجب (میں نے اس کو رجب کے مہینہ سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتداء رجب سے اب تک جاری ہے۔یا زمانہ حاضر میں ظرفیت محضہ کیلئے آتے ہیں یعنی یہ بتلاتے ہیں کہ فعل کا تمام زمانہ یہی زمانہ حاضر ہے جیسے ما رأیتہ مذ شہرنا ومنذ یومنا (نہیں دیکھا میں نے اس کو اپنے مہینہ سے اور اپنے دن سے) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کا پورا زمانہ یہی موجودہ مہینہ یا موجودہ دن ہے۔

وَخَلاَ وَعَدَا وَحَاشَا لِلْاِسْتِثْنَاءِ نَحْوُ جَاءَ نِيْ الْقَوْمُ خَلاَ زَيْدٍ وَحَاشَا عَمْرٍو وَعَدَا بَكْرٍ

ترجمہ وتشریح:۔ستر ہواں اور اٹھارواں اور انیسواں حرف جر خلا اور عدا اور حاشا ہیں جو ثابت ہیں واسطے استثناء کے یعنی اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم سے خارج کرنے کیلئے آتے ہیں جیسے جاء نی القوم خلا زید (آئی میرے پاس قوم سوا زید کے) جاء نی القوم حاشا عمرو (سوا عمرو کے) جاء نی القوم عدا بکر (سوا بکر کے)

فائدہ:۔خلا، عدا، حاشا تینوں کے ذریعے سے اگر مدخول کو جر دیں گے تو یہ حرف جارہ ہونگے اور اگر مدخول کو ان کے ذریعے

---

[1] ترکیب شعر:۔یضحکن فعل نون ضمیر فاعل عن جار کاف اسمی بمعنی مثل مضاف البرد موصوف المنھم صفت موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یضحکن فعل کے فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔اس شعر کا اول مصرع بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔

نصب دیں گے تو یہ فعل ہونگے ان کا فاعل ضمیر مستتر ہوگی۔

فائدہ:۔خلاصہ یہ ہے کہ تینوں کبھی حرف ہوتے ہیں کبھی فعل ہوتے ہیں اور عن اور علی اور کاف اور مذ اور منذ یہ سب کبھی حرف ہوتے ہیں کبھی اسم ہوتے ہیں باقی گیارہ وہ صرف حرف جر ہی ہوتے ہیں۔

فَصْلٌ اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ سِتَّةٌ اِنَّ وَاَنَّ وَكَاَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيْتَ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ تَنْصِبُ الْاِسْمَ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ كَمَا عَرَفْتَ نَحْوُاِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَقَدْ يَلْحَقُهَا مَا الْكَافَّةُ فَتَكُفُّهَا عَنِ الْعَمَلِ وَحِيْنَئِذٍ تَدْخُلُ عَلَى الْاَفْعَالِ تَقُوْلُ اِنَّمَا قَامَ زَيْدٌ

ترجمہ وتشریح:۔حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں الخ

فائدہ:۔وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کی فعل کے ساتھ مشابہت لفظی بھی ہے اور معنوی بھی اور عملی بھی لفظی مشابہت تو یہ ہے کہ جیسے فعل ماضی مبنی برفتحہ ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی مبنی برفتحہ ہیں اور جیسے فعل ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی بعض ثلاثی اور بعض رباعی ہیں ان ،ان، کان، لیت ،لکن ثلاثی ہیں اور لعل جو اصل میں لعلل تھا دحرج کی طرح یہ رباعی ہے اور مشابہت معنوی یہ ہے کہ ان ان بمعنی حقیقت، کان بمعنی شبہت،لیت بمعنی تمنیت لعل بمعنی ترجیت، لکن بمعنی استدرکت ہے اور عملی مشابہت یہ ہے کہ فعل متعدی جیسا عمل کرتے ہیں جیسے وہ اول اسم یعنی فاعل کو رفع ثانی اسم یعنی مفعول بہ کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ بھی ایک اسم کو رفع ایک کو نصب دیتے ہیں البتہ یہ فعل کا فرعی عمل کرتے ہیں۔فعل کا اصل عمل تو یہ ہے کہ فاعل مرفوع مقدم ہو اور مفعول بہ منصوب موخر ہو مگر کبھی مفعول بہ مقدم ہو جاتا ہے تو حروف مشبہ بالفعل فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں تو ان کو فعل فرعی عمل دیا گیا ان کا اسم منصوب ہوگا اور خبر مرفوع ہوگی۔

هذه الحروف الخ۔یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے آپ پہچان چکے ہیں جیسے ان زیدا قائم اور کبھی کبھی ان کو ما کافہ لاحق ہو جاتا ہے پس وہ ان کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے کافہ اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی روکنے والا چونکہ یہ ما عمل سے روکتا ہے اس لیے اس کو ما کافہ کہتے ہیں اس وقت یہ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہو جاتے ہیں جیسے انما قام زید (سوا اسکے نہیں کہ زید کھڑا ہے) جملہ اسمیہ کی مثال انما انا بشر (سوا اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں)

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ الْهَمْزَةِ لَا تُغَيِّرُ مَعْنَى الْجُمْلَةِ بَلْ تُوَكِّدُهَا وَاَنَّ الْمَفْتُوْحَةَ الْهَمْزَةِ مَعَ مَا بَعْدَهَا مِنَ الْاِسْمِ وَالْخَبَرِ فِيْ حُكْمِ الْمُفْرَدِ وَلِذٰلِكَ يَجِبُ الْكَسْرُ اِذَا كَانَ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْكَلَامِ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَبَعْدَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ وَبَعْدَ الْمَوْصُوْلِ نَحْوُ مَارَاَيْتُ الَّذِيْ اِنَّهٗ فِي الْمَسَاجِدِ وَاِذَا كَانَ فِيْ خَبَرِهَا اللَّامُ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ تحقیق ان مکسورۃ الھمزہ نہیں تبدیل کرتا جملہ کے معنی اور مضمون کو بلکہ اس کو پکا کرتا ہے اور ان مفتوحۃ الھمزہ اپنے

مابعد اسم وخبر کے ساتھ ملکر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اسی وجہ سے ابتداء کلام میں ہمزہ کا مکسور ہونا واجب ہے جیسے ان زیدا قائم اور قول کے بعد جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے یقول انها بقرة اور موصول کے بعد جیسے مارأیت الذی انه فی المساجد اور جس وقت ہو اس کی خبر میں لام جیسے ان زید لقائم۔

تشریح:۔ان مکسورۃ الھمزہ اوران مفتوحۃ الھمزہ میں فرق بتلانا چاہتے ہیں اِنَّ مضمون جملہ کو بدلتا نہیں بلکہ پکا کرتا ہے اور اَنَّ جملہ اسمیہ کو مفرد کے حکم میں کرتا ہے مفرد کے حکم میں کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خبر کا مصدر نکال کر اسم کی طرف مضاف کر دیا جائے جیسے بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ یعنی بَلَغَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ (پہنچا ہے مجھے زید کا کھڑا ہونا)

ولذٰلک الخ:۔ سے تفریع ذکر کرنا چاہتے ہیں چونکہ ان مکسورہ جملہ کے معنی ومضمون کو متغیر نہیں کرتا لھذا جہاں جہاں جملہ لانا مناسب ہے وہاں ان مکسورہ ہی ہوگا۔ چنانچہ ابتداء کلام میں ان مکسورہ ہوگا کیونکہ یہ جملہ کی جگہ ہے جیسے ان زیدا قائم۔قول اور اسکے مشتقات کے بعد ان مکسورہ ہی واقع ہوگا کیونکہ قول کا مقولہ جملہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان یقول انها بقرة (اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تحقیق وہ گائے ہو) اور موصول کے بعد کیونکہ موصول کا صلہ ہمیشہ جملہ ہوتا ہے جیسے مارأیت الذی انه فی المساجد (نہیں دیکھا میں نے اس کو کہ تحقیق وہ مساجد میں ہے) اور جب اس کی خبر میں لام داخل ہو کیونکہ لام تاکید یہ بھی جملہ کے معنی کی تاکید کرتا ہے جیسے ان زیدا لقائم (تحقیق زید البتہ کھڑا ہونے والا ہے)[1]

وَیَجِبُ الْفَتْحُ حَیْثُ یَقَعُ فَاعِلًا نَحْوُ بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وَحَیْثُ یَقَعُ مَفْعُوْلًا نَحْوُ کَرِھْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ وَحَیْثُ یَقَعُ مُبْتَدَأً نَحْوُ عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ وَحَیْثُ یَقَعُ مُضَافًا اِلَیْهِ نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَکْرًا قَائِمٌ وَحَیْثُ یَقَعُ مَجْرُوْرًا نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بَکْرًا قَائِمٌ وَبَعْدَ لَوْ نَحْوُ لَوْ اَنَّکَ عِنْدَنَا لَاَکْرَمْتُکَ وَبَعْدَ لَوْلَا نَحْوُ لَوْلَا اَنَّهٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَیْدٌ

ترجمہ وتشریح:۔اور واجب ہے فتحہ یعنی ان مفتوحہ پڑھنا واجب ہے، جس جگہ واقع ہو فاعل یعنی اپنے اسم وخبر سے ملکر فاعل بن رہا ہو جیسے بلغنی ان زیدا قائم (پہنچی مجھے یہ بات کہ زید کھڑا ہونے والا ہے) بلغنی فعل ہے ان زیدا قائم بتاویل مفرد ہو کر فاعل ہے عبارت یوں ہوگی بلغنی قیام زید۔اور جس جگہ مفعول واقع ہو یعنی اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد کے ہو کر مفعول واقع ہو جیسے کرھت انّک قائم یعنی کرھت قیامک (میں نے تیرے کھڑے ہونے کو مکروہ جانا) اور جس جگہ مبتدأ واقع ہو یعنی اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد کے ہو کر مبتدأ واقع ہو جیسے عندی انّک قائم (میرے نزدیک تحقیق تو کھڑا ہونے والا ہے)

---

[1] فائدہ:۔ مصنفؒ نے ان مکسورہ کے چار مواضع بیان کئے لیکن ان کے علاوہ بھی چند اور مواضع ہیں جہاں ان مکسورہ ہوتا ہے مثلا (۵) جواب قسم میں ان مکسورہ ہوتا ہے جیسے واللہ ان زیدا قائم (۶) نداء کے بعد جیسے یابنی ان اللہ اصطفی لکم الدین (۷) حتی ابتدائیہ کے بعد جیسے مرض فلان حتی انّھم لایرجونه (فلاں بیمار ہوا یہاں تک کہ لوگ اسکی امید نہیں رکھتے ہیں) (۸) حروف تنبیہ کے بعد جیسے الاان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون (خبردار تحقیق اولیاء اللہ پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے)

عندی مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد کے ہوکر مبتدأ مؤخر یعنی عندی قیامک اور جس جگہ مضاف الیہ واقع ہو یعنی اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر مضاف الیہ ہو جیسے عجبت من طول ان بکرا قائم یعنی عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ قِيَامِ بَكْرٍ (میں نے بکر کے قیام کے لمبے ہونے سے تعجب کیا) اور جس جگہ مجرور واقع ہو یعنی اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد کے ہوکر مجرور واقع ہو جیسے عجبت من ان بکرا قائم یعنی عَجِبْتُ مِنْ قِيَامِ بَكْرٍ (میں نے بکر کے کھڑے ہونے سے تعجب کیا)۔

فائدہ:۔ ان سب صورتوں میں ان کو مفتوح پڑھنا اس لئے ضروری ہے کہ فاعل مفعول مبتدأ مضاف الیہ اور مجرور یہ سب مفرد ہوتے ہیں اور مفرد کے مقام میں ان مفتوحہ ہی پڑھا جاتا ہے۔[1] اور لو کے بعد یعنی لو شرطیہ کے بعد بھی ان مفتوحہ ہوگا کیونکہ لو حرف شرط ہے جو فعل شرط کا تقاضا کرتا ہے خواہ وہ فعل لفظا ہو یا تقدیرا لھذا لـــو کے بعد اگر اَن آئے گا تو اپنے اسم وخبر سے مل کر بتاویل مفرد ہوکر فعل محذوف کا فاعل ہوگا جیسے لو انک عندنا لاکرمتک (اگر تحقیق تو ہمارے پاس ہوتا تو البتہ میں تیرا اکرام کرتا) اس میں ان اپنے اسم کاف ضمیر خطاب اور اپنی خبر یعنی عندنا سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر فاعل ہے ثبت فعل محذوف کا ثبت فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ہے لاکرمتک جزاء ہے۔ اور لولا کے بعد خواہ لولا امتناعیہ ہو یا لولا تحضیضیہ ہو جن کا ذکر آگے آرہا ہے کیونکہ لولا امتناعیہ کے بعد مبتدأ ہوتا ہے لھذا ان مفتوحہ اپنے اسم وخبر سے ملکر مبتدأ ہوگا اور مبتدأ کا مفرد ہونا واجب ہے جیسے لولا انہ حاضر لغاب زید (اگر وہ حاضر نہ ہوتا تو زید غائب ہو جاتا) اور لولا تحضیضیہ کے بعد ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر اس فعل کا فاعل یا مفعول بہ ہوتا ہے جس پر لولا تحضیضیہ کا داخل ہونا ضروری ہے اور فاعل اور مفعول بہ مفرد ہوتے ہیں جیسے لـــولا انی معاذ لک زعمت یعنی لولا زعمت انی معاذ لک، اس میں انی معاذ لک بتاویل مفرد ہوکر زعمت کا مفعول ہے ترجمہ یہ ہے کہ کیوں نہیں تو نے یقین کیا اس کو کہ میں آپ کیلئے جائے پناہ ہوں۔ اور بھی متعدد مواضع ہیں جہاں ان مفتوح ہوتا ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ جہاں مفرد کا موقع ہوگا وہاں اَن مفتوحہ ہوگا اور جہاں جملہ کا موقع ہوگا وہاں اِن مکسورہ ہوگا۔

وَيَجُوْزُ الْعَطْفُ عَلٰى اِسْمِ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ بِاِعْتِبَارِ الْمَحَلِّ وَاللَّفْظِ مِثْلُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو وَعَمْرًا

ترجمہ:۔ اور جائز ہے عطف ان مکسورہ کے اسم پر رفع ونصب کے ساتھ باعتبار محل ولفظ کے۔

تشریح:۔ چونکہ ان مکسورہ جملہ کے معنی کو تبدیل نہیں کرتا بلکہ پکا کرتا ہے اسی وجہ سے اس کے اسم پر باعتبار محل کے عطف ڈال کر معطوف کو مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ ان کا اسم اصل میں مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور اس کے اسم پر لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے عطف ڈال کر معطوف کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ ان کا اسم لفظا منصوب ہے جیسے ان زیدا قائم وعمرو، وعمرا

---

[1] تنبیہ:۔ ان مکسورہ اور ان مفتوحہ کے کل مواقع تیرہ تیرہ ہیں تفصیل کیلئے التحفۃ العلمیہ ص ۹۷ ملاحظہ ہو۔

(تحقیق زید اور عمرو کھڑے ہونے والے ہیں) عمرو کا عطف ان کے اسم زید کے محل پر ڈال کر مرفوع پڑھنا جائز ہے اور اس کے لفظ پر عطف ڈال کر منصوب پڑھنا بھی جائز ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ يَجُوْزُ دُخُوْلُ اللَّامِ عَلٰى خَبَرِهَا وَقَدْ تُخَفَّفُ فَيَلْزَمُهَا اللَّامُ كَقَوْلِهٖ تعالٰى وَاِنْ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ وَحِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ اِلْغَاؤُهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ

ترجمہ:۔اور جان لیجئے کہ تحقیق ان مکسورہ کی خبر پر لام کا داخل ہونا جائز ہے اور کبھی کبھی اس کو مخفف کیا جاتا ہے پس اس کو لام لازم ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وان کلا لما الخ اور اس وقت اس کو لغو کرنا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وان کل لما۔

تشریح:۔ان مکسورہ کی خبر پر لام ابتدائیہ کو داخل کرنا جائز ہے جو جملہ کی تاکید کیلئے آتا ہے بخلاف ان کے چونکہ وہ جملہ کو مفرد کی تاویل میں کرتا ہے لہذا اس کی خبر پر اس کا داخل کرنا جائز نہیں اور کبھی ان مکسورہ میں تخفیف کی جاتی ہے اس صورت میں اس کی شکل ان نافیہ جیسی ہو جاتی ہے لہذا اس وقت ان کے درمیان فرق کرنے کیلئے اس کی خبر پر لام تاکید کا آنا لازم ہے خواہ پھر ان مخففہ کو عمل دیا جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وان کلا لما لیوفینهم لما کی تخفیف والی قرأت کے ساتھ اس میں ان مخففہ ہے اور کلا منصوب ان مخففہ من المثقلہ کا اسم ہے اور کلا کی تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے اور لیوفینهم قسم محذوف کا جواب ہے اس پر جو لام ہے یہ جواب قسم کا ہے اور لما پر جو لام ہے ان مخففہ اور ان نافیہ کے درمیان فرق کرنے کیلئے ہے پھر لفظ ما کو زائدہ کیا تاکہ دو لاموں کا اجتماع (جو مکروہ ہے) لازم نہ آئے۔ ترجمہ یہ ہے کہ تحقیق ان سب کو جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اختلاف کرتے ہیں اللہ کی قسم وہ اللہ تعالیٰ ضرور پوری جزاء دیگا وحینئذ الخ اور اس وقت جب ان مکسورہ مخففہ ہو تو اس کے عمل کو باطل کرنا جائز ہے بلکہ بہتر ہے کیونکہ ان فعل کی مشابہت کی وجہ سے عمل کرتا ہے اب آخر میں سکون آ جانے سے اس کی پوری مشابہت نہ رہی لہذا یہی بہتر ہے کہ عمل نہ دیا جائے جیسے وان کل لما جمیع لدینا محضرون اس آیت میں ان مکسورہ مخففہ ہے اس کا عمل باطل ہو گیا اور کل مرفوع ہے تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے اور لما مخففہ میں لام کو ان مخففہ اور ان نافیہ کے درمیان فرق کرنے کیلئے ہے اور اس میں ما زائدہ تاکید کیلئے ہے گویا عبارت یوں ہو جائے گی ان کلهم لمجموعون یوم القیامة محضرون عندنا للحساب (تحقیق وہ سب کے سب قیامت کے دن حساب کیلئے جمع کیے جائیں گے ہمارے پاس حاضر کیے جائیں گے)

وَيَجُوْزُ دُخُوْلُهَا عَلَى الْاَفْعَالِ عَلَى الْمُبْتَدَاِ وَالْخَبَرِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِيْنَ وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ

ترجمہ:۔اور جائز ہے ان مکسورہ مخففہ کا داخل ہونا ان افعال پر جو مبتدا خبر پر داخل ہونے والے ہیں نحو قولہ تعالیٰ الخ۔

تشریح:۔اس عبارت کا عطف ہے یجوز الغاؤھا پر مطلب یہ ہے کہ جس وقت ان مکسورہ مخففہ ہو تو اس کا ان افعال پر داخل ہونا جائز ہوتا ہے جو افعال مبتدا خبر پر داخل ہوتے ہیں جیسے افعال ناقصہ اور افعال قلوب وغیرہ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وان کنت من قبلہ

لمن الغافلين (تحقیق آپ اس سے پہلے بے خبر لوگوں میں سے تھے) اس آیت میں ان مخففہ کنت فعل ناقص پر داخل ہے دوسری مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے و ان نظنک لمن الکذبین (تحقیق ہم تم کو جھوٹ بولنے والوں میں سے گمان کرتے ہیں) [1]

وَكَذٰلِكَ اِنَّ الْمَفْتُوحَةَ قَدْ تُخَفَّفُ فَحِيْنَئِذٍ يَجِبُ اِعْمَالُهَا فِيْ ضَمِيْرِ شَانٍ مُقَدَّرٍ فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنْ قَدْ قَامَ زَيْدٌ

ترجمہ:۔اور اسی طرح ان مفتوحہ کبھی کبھی مخفف کیا جاتا ہے پس اس وقت اس کو ضمیر شان مقدر میں عمل دینا واجب ہے پس وہ جملہ پر داخل ہوگا خواہ وہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔

تشریح:۔ان مفتوحہ میں کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کی جاتی ہے اس وقت ضمیر شان مقدر میں اس کا عمل کرنا واجب ہے وہ ضمیر شان اس کا اسم ہوگی اور وہ جملہ جو ضمیر شان کی تفسیر کریگا اس کی خبر ہوگی چونکہ یہ ضمیر شان مقدر میں عمل کرتا ہے لھذا ان مفتوحہ مخففہ ہر قسم کے جملوں پر داخل ہوتا ہے خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ کسی جملے کے آنے سے ضمیر شان کے عمل کرنے میں فرق نہیں آتا جیسے بلغنی ان زید قائم (مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ زید کھڑا ہونے والا ہے) جملہ فعلیہ کی مثال جیسے بلغنی ان قد قام زید (مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ زید کھڑا ہے) پھر جملہ فعلیہ میں وہ فعل خواہ مبتدأ خبر پر داخل ہونے والا ہو جیسے افعال ناقصہ اور افعال قلوب یا نہ ہو جیسے عام فعل۔

وَيَجِبُ دُخُوْلُ السِّيْنِ اَوْسَوْفَ اَوْقَدْ اَوْحَرْفِ النَّفْيِ عَلَى الْفِعْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى وَالضَّمِيْرُ الْمُسْتَتِرُ اِسْمُ اَنَّ وَالْجُمْلَةُ خَبَرُهَا

ترجمہ:۔اور واجب ہے سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا فعل پر داخل ہونا کقولہ تعالی الخ

تشریح: ان مفتوحہ مخففہ جب فعل متصرف پر واقع ہو تو اس وقت سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا فعل پر داخل ہونا ضروری ہے تاکہ اَن مخففہ اور اَن مصدریہ میں فرق ہو جائے کیونکہ یہ حروف ان مصدریہ کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے البتہ حرف نفی دونوں کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے فرق اس طرح ہوگا کہ اگر فعل منفی منصوب ہے تو ان مصدریہ ہوگا ورنہ ان مخففہ ہوگا مثلاً سین کی مثال علم ان سیکون منکم مرضی (اللہ تعالیٰ نے جان لیا تحقیق شان یہ ہے کہ عنقریب تم میں سے بعض مرضی ہونگے)

فائدہ:۔والضمیر الخ سے ترکیب بتلا رہے ہیں کہ ضمیر شان مستتر ان مفتوحہ مخففہ کا اسم ہوگی اور وہ جملہ جو اس کے بعد ضمیر شان کی

---

[1] فائدہ: وجہ یہ ہے کہ اصل تو یہ تھا ان مکسورہ مخففہ مبتدأ خبر پر داخل ہوتا پس اگر تخفیف کی وجہ سے یہ اصل اس کی ختم ہوگئی تو کم از کم ان افعال پر تو داخل ہونا چاہئے جو مبتدأ خبر پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اصل کی کچھ نہ کچھ تو رعایت باقی رہے اسوقت بھی لام تاکید لازم ہے جیسا کہ دونوں آیتوں میں لام تاکید موجود ہے

تفسیر کررہا ہے وہ ان مخففہ کی خبر ہوگا۔[1]

وَكَأَنَّ لِلتَّشْبِيهِ نَحْوُ كَأَنَّ زَيْدَ نِ الْاَسَدُ وَهُوَ مُرَكَّبٌ مِنْ كَافِ التَّشْبِيهِ وَاِنَّ الْمَكْسُورَةِ وَاِنَّمَا فُتِحَتْ لِتَقَدُّمِ الْكَافِ عَلَيْهَا تَقْدِيرُه اِنَّ زَيْدًا كَالْاَسَدِ وَقَدْ تُخَفَّفُ فَتُلْغٰى نَحْوُ كَاَنْ زَيْدٌ اَسَدٌ

ترجمہ:۔اور کَاَنَّ ثابت ہے واسطے تشبیہ کے جیسے کان زید نالاسد (گویا کہ زید شیر ہے) اور وہ مرکب ہے کاف تشبیہ اور ان مکسورہ سے اور سوا اس کے نہیں کہ اس کو مفتوح کیا گیا کاف جارہ کے اس پر مقدم ہونے کی وجہ سے اصل عبارت اس کی ان زیدا کا لاسد ہے اور کبھی کبھی اس کو مخفف کیا جاتا ہے پس وہ ملغی عن العمل ہو جاتا ہے جیسے کان زید اسد۔

تشریح:۔ کان حرف تشبیہ اور ان مکسور سے مرکب ہے انما فتحت سوال مقدرہ کا جواب ہے۔

سوال:۔ کاف تشبیہ اور ان مکسورہ سے مرکب ہے تو ہمزہ کو مکسور پڑھنا چاہیے مفتوح کیوں پڑھتے ہیں؟

جواب:۔ مصنفؒ نے جواب دیا کہ مفتوح اس لئے پڑھا گیا کہ کاف تشبیہ حرف جر ہے اور ان پر داخل ہے اور ان حرف جر کے بعد مفتوح ہوتا ہے اس وجہ سے ان مکسورہ کی کسرہ کو ختم کر کے فتحہ دی گئی اگرچہ معنی کے اعتبار سے ان مکسورہ ہے جیسے کان زید ن الاسد اس کی تقدیر عبارت یہ ہے ان زیدا کالاسد (تحقیق زید شیر کی مثل ہے) جمہور کے ہاں یہ مستقل حرف ہے کاف تشبیہ اور ان مکسورہ سے مرکب نہیں۔

وقد تخفف الخ: کبھی کبھی کان بھی مخفف ہوتا ہے اس وقت اس کا عمل بھی باطل ہو جائیگا کیونکہ آخری حرف ساکن ہونے کی وجہ سے فعل کے ساتھ اس کی مشابہت ختم ہو جائیگی اور فعل کی مشابہت کی وجہ سے یہ حروف مشبہ بالفعل عمل کرتے ہیں جیسے کان زید اسد

وَلٰكِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَيَتَوَسَّطُ بَيْنَ كَلَامَيْنِ مُتَغَايِرَيْنِ فِي الْمَعْنٰى نَحْوُ مَا جَاءَنِي الْقَوْمُ لٰكِنَّ عَمْرًوا جَاءَ وَغَابَ زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ

ترجمہ و تشریح:۔اور لکن ثابت ہے واسطے استدراک کے استدراک کا لغوی معنی ہے پالینا اصطلاحی معنی جملہ سابقہ سے جو وہم پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرنا جیسے آپ نے کہا جاءنی زید تو اس وقت یہ وہم ہوتا ہے کہ چونکہ زید اور عمرو میں گہرا تعلق ہے شاید عمرو بھی آیا ہوگا حالانکہ وہ نہیں آیا تو اس وہم کو دور کرنے کیلئے آگے کہا جائیگا لکن عمروا لم یجئ (لیکن عمرو نہیں آیا) چونکہ کلام سابقہ سے وہم کو دور کرنے کیلئے آتا ہے اسی وجہ سے لکن ایسی دو کلاموں کے درمیان آئیگا جو معنی و مفہوم کے اعتبار سے متغایر ہوں خواہ پھر تغایر لفظی بھی ہو ایک کلام مثبت دوسری منفی ہو جیسے جاء زید لکن عمروا لم یجئ اول کلام مثبت ہے دوسری منفی ہے یا تغایر لفظی نہ

---

[1] فائدہ:۔ افعال غیر متصرفہ میں سین اور سوف وغیرہ کا لانا لازم نہیں جیسے ان لیس للانسان الا ما سعی ۔لیس فعل غیر متصرف ہے اس میں سین سوف وغیرہ نہیں ہے وان عسی ان یکون قد اقترب عسی فعل غیر متصرف ہے یہاں بھی سین اور سوف وغیرہ نہیں۔

ہوفقط تغایر معنوی ہو جیسے غاب زید لکن بکرا حاضر (زید غائب ہے لیکن بکر حاضر ہے) اس مثال میں دونوں کلام مثبت ہیں مگر معنی کے اعتبار سے تغایر ہے۔

وَيَجُوزُ مَعَهَا الْوَاوُ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَلٰكِنَّ عَمْرًوا قَاعِدٌ وَقَدْ تُخَفَّفُ فَتُلْغٰى نَحْوُ مَشٰى زَيْدٌ لٰكِنْ بَكْرٌ عِنْدَ نَا

ترجمہ وتشریح:۔اور جائز ہے لکن کے ساتھ واؤ خواہ لکن مشدد ہو یا مخفف ہو (تا کہ اس لکن میں اور لکن عاطفہ میں فرق ہو جائے کیونکہ لکن عاطفہ پر حرف عطف داخل نہیں ہوتا پھر یہ واؤ اعتراضیہ ہوگی یا عاطفہ اور جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا) جیسے قام زیدو لکن عمرا قاعد (زید قائم ہے اور لیکن عمرو بیٹھنے والا ہے) اور کبھی کبھی مخفف بھی ہوتا ہے اس وقت یہ ملغی عن العمل ہو جاتا ہے کیونکہ فعل سے مشابہت ختم ہو جاتی ہے اور لکن حرف عطف کے مشابہ ہو جاتا ہے لفظا بھی اور معنی بھی اور لکن عاطفہ عامل نہیں ہے جیسے مشی زید لکن بکر عندنا (چلا زید لیکن بکر ہمارے پاس ہے) اس مثال میں لکن عمل نہیں کر رہا بکر مبتدأ ہے عندنا خبر ہے۔

وَلَيْتَ لِلتَّمَنِّيْ نَحْوُ لَيْتَ هِنْدًا عِنْدَنَا وَاَجَازَ الْفَرَّاءُ لَيْتَ زَيْدًا قَائِمًا بِمَعْنٰى اَتَمَنّٰى

ترجمہ وتشریح:۔اور لیت ثابت ہے واسطے تمنی کے یعنی یہ انشاء تمنی کیلئے آتا ہے تمنی کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو محبت کے ساتھ طلب کرنا جیسے لیت ھندا عندنا (کاش کہ ھندہ ہمارے پاس ہوتی) اور امام فراءؒ نے لیت زیدا قائما کو جائز رکھا یعنی دونوں جزؤوں کو منصوب پڑھتے ہیں اس بنا پر کہ انکے ہاں لیت بمعنی اتمنی ہے اتمنی صیغہ واحد متکلم فعل انا ضمیر فاعل زیدا مفعول اول قائما مفعول ثانی (میں تمنا کرتا ہوں زید کے کھڑے ہونے کی)

وَلَعَلَّ لِلتَّرَجِّيْ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

اُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

ترجمہ وتشریح:۔اور لعل ثابت ہے واسطے ترجی کے یعنی انشاء ترجی کیلئے آتا ہے متکلم کسی چیز کی امید کرتا۔ ہے جیسے شاعر کا قول احب الصالحین الخ (ترجمہ: میں نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہوں اس حال میں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں شاید کہ اللہ تعالی مجھ کو صلاحیت عطا فرمائیں) محل استشہاد:۔لعل انشاء ترجی کیلئے ہے۔[1]

---

[1] ترکیب:۔احب فعل انا ضمیر فاعل الصالحین ذوالحال واؤ حالیہ لست فعل ناقص ت ضمیر اس کا اسم، منھم جار مجرور ظرف مستقر ثابت کے متعلق ہو کر اس کی خبر فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ ہے احب کا، لعل حرف از حروف مشبہ بالفعل اللہ اس کا اسم یرزقنی صلاحا فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر لعل کی خبر، لعل اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول لہ ہے احب کا، احب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: لیت اور لعل میں فرق یہ ہے کہ لیت ممکن اور محال دونوں چیزوں کی تمنا کیلئے آتا ہے اور لعل صرف اس چیز کی امید کیلئے آتا ہے جس کا ہونا ممکن ہو۔

وَشَذَّ الْجَرُّ بِهَا نَحْوُ لَعَلَّ زَيْدٍ قَائِمٌ وَفِيْ لَعَلَّ لُغَاتٌ عَلَّ وَعَنْ وَاَنَّ وَلَانَّ وَلَعَنَّ وَعِنْدَ الْمُبَرِّدِ اَصْلُه عَلَّ زِيْدَ فِيْهِ اللَّامُ وَالْبَوَاقِيْ فُرُوْعٌ

ترجمہ وتشریح:۔اور لعل کے ذریعے جر پڑھنا شاذ ہے یعنی کلمہ لعل کو حروف جارہ میں سے شمار کرنا اور اس کے ذریعے مابعد کو جر دینا شاذ ہے یعنی قلیل ہے جیسے لعل زید قائم اور لعل میں چند اور لغات بھی ہیں جو کتاب میں واضح ہیں مبرد کے ہاں ان میں سے اصل عل ہے اس میں لام شروع میں زائدہ کیا گیا ہے باقی سب فروعات ہیں۔

فَصْلٌ حُرُوْفُ الْعَطْفِ عَشَرَةٌ اَلْوَاوُ وَالْفَاءُ وَثُمَّ وَحَتّٰی وَاَوْ وَاِمَّا وَاَمْ وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ .فَالْاَرْبَعَةُ الْاُوَلُ لِلْجَمْعِ فَالْوَاوُ لِلْجَمْعِ مُطْلَقًا نَحْوُ جَاءَنِیْ زَيْدٌ وَعَمْرٌو سَوَاءٌ كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا فِی الْمَجِیْءِ اَوْعَمْرٌو وَالْفَاءُ لِلتَّرْتِيْبِ بِلَا مُهْلَةٍ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو اِذَا كَانَ زَيْدٌ مُتَقَدِّمًا وَعَمْرٌو مُتَأَخِّرًا بِلَا مُهْلَةٍ وَثُمَّ لِلتَّرْتِيْبِ بِمُهْلَةٍ نَحْوُ دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو اِذَا كَانَ زَيْدٌ مُتَقَدِّماً وَبَيْنَهُمَا مُهْلَةٌ

ترجمہ وتشریح: عطف کا لغوی معنی مائل کرنا یہ حروف بھی معطوف کو اعراب اور حکم میں معطوف علیہ کی طرف مائل کرتے ہیں اسی وجہ سے ان کا نام حروف عطف رکھا گیا حروف عطف دس ہیں جو کتاب میں مذکور ہیں اول چار یعنی واؤ، فاء، ثم، حتی یہ جمع کیلئے آتے ہیں یعنی معطوف اور معطوف علیہ کو اس حکم میں جمع کرنے کیلئے آتے ہیں جو حکم معطوف علیہ کیلئے تھا۔ پھر ان میں واؤ مطلقا جمع کیلئے ہے معطوف اور معطوف علیہ میں ترتیب اور معیت کا لحاظ نہیں ہوتا جیسے جاء نی زید و عمرو (آیا میرے پاس زید وعمرو) اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ زید پہلے اور عمرو بعد میں آیا ہو اور برعکس کا بھی احتمال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اکٹھے آئے ہوں۔ اور فاء ترتیب بلا مہلت کیلئے ہے جیسے قام زید فعمرو (کھڑا ہے زید پس عمرو) جب زید پہلے آیا ہو اور عمرو اس کے فورا بعد بغیر مہلت کے آیا ہو اور ثم ترتیب مع المھلت کیلئے ہے جیسے دخل زید ثم عمرو (داخل ہوا زید پھر عمرو) جب زید پہلے داخل ہوا اور عمرو بعد میں اور ان کے درمیان مھلت بھی ہو۔

وَحَتّٰی كَثُمَّ فِی التَّرْتِيْبِ وَالْمُهْلَةِ اِلَّا اَنَّ مُهْلَتَهَا اَقَلُّ مِنْ مُهْلَةِ ثُمَّ وَيُشْتَرَطُ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْطُوْفُهَا دَاخِلاً فِی الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ وَهِیَ تُفِيْدُ قُوَّةً فِی الْمَعْطُوْفِ نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّی الْاَنْبِيَاءِ اَوْ ضُعْفًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاةِ

ترجمہ وتشریح:۔اور حتی ثم کی طرح ہے ترتیب ومہلت میں مگر حتی کی مہلت ثم کی مہلت سے کم ہوتی ہے اور حتی میں یہ شرط ہے کہ اس کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہو کیونکہ حتی غایت کا معنی دیتا ہے غایت مغیا میں داخل ہوتی ہے حتی معطوف میں یا قوت کا فائدہ دیتا ہے یعنی اس کا معطوف معطوف علیہ کے افراد واجزاء میں سے قوی فرد وجزو ہوتا ہے جیسے مات الناس حتی

الانبیاء (مر گئے لوگ حتی کہ انبیاء علیہم السلام بھی وفات پا گئے) (دوسری مثال قدم الجیش حتی الامیر (لشکر آ گیا یہاں تک کہ امیر بھی آ گیا) امیر جیش بھی لشکر کا قوی فرد ہے) اور یا ضعف کا فائدہ دیتا ہے یعنی معطوف معطوف علیہ کے افراد واجزاء میں ضعیف فرد و جزء ہوتا ہے جیسے قدم الحاج حتی الْمُشَاةُ (حاجی آ گئے یہاں تک کہ پیادے بھی آ گئے) مشاۃ جمع ہے ماشی کی بمعنی پیدل چلنے والے تو مشاۃ معطوف حاج معطوف علیہ کا جزء ضعیف ہے۔

وَاَوْ وَاِمَّا وَاَمْ ثَلاثَتُهَا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِاَحَدِ الْاَمْرَيْنِ مُبْهَمًا لَابِعَيْنِهٖ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَوْامْرَأَةٍ وَاِمَّا اِنَّمَا تَكُوْنُ حَرْفَ الْعَطْفِ اِذَا تَقَدَّمَتْهَا اِمَّا اُخْرٰی نَحْوُ اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اِمَّا عَلٰی اَوْ نَحْوُ زَيْدٌ اِمَّا كَاتِبٌ اَوْ اُمِّيٌّ

ترجمہ وتشریح:۔اور اما اور ام یہ تینوں حروف دو چیزوں میں سے کسی ایک مبہم غیر معین چیز کیلئے حکم کو ثابت کرنے کیلئے آتے ہیں یعنی تینوں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حکم معطوف اور معطوف علیہ میں سے کسی ایک کیلئے ثابت ہے جو متکلم کے ہاں متعین نہیں بلکہ وہ مبہم غیر معین ہے جیسے مررت برجل او امرأة (گزرا میں مرد یا عورت کے ساتھ) اس مثال میں گزرنے والا حکم مرد اور عورت میں سے کسی ایک کیلئے ثابت ہے اور وہ متکلم کے ہاں متعین نہیں اور تین میں سے اما سوا اس کے نہیں کہ وہ حرف عطف تب ہوتا ہے جب اس سے پہلے ایک اور اما ہو (تاکہ شروع ہی سے یہ معلوم ہو جائے کہ حکم دو چیزوں میں سے کسی ایک کیلئے ہے) جیسے العدد اما زوج و اما فرد (عدد یا جفت ہے یا طاق ہے) اور اما کا او پر مقدم ہونا بھی جائز ہے جیسے زید اما کاتب او امی (زید یا کاتب ہے یا امی یعنی ان پڑھ ہے) (اور یہ بھی جائز ہے کہ اما او پر مقدم نہ ہو جیسے زید کاتب او امی لیکن اما حرف عطف پر ایک اور اما کا مقدم ہونا ضروری ہے جیسے گزر چکا ہے۔

وَاَمْ عَلٰی قِسْمَيْنِ مُتَّصِلَةٌ وَهِيَ مَا يُسْأَلُ بِهَا عَنْ تَعْيِيْنِ اَحَدِ الْاَمْرَيْنِ وَالسَّائِلُ بِهَا يَعْلَمُ ثُبُوْتَ اَحَدِهِمَا مُبْهَمًا بِخِلَافِ اَوْ وَ اِمَّا فَاِنَّ السَّائِلَ بِهِمَا لَا يَعْلَمُ ثُبُوْتَ اَحَدِهِمَا اَصْلاً

ترجمہ وتشریح:۔اور ام دو قسم پر ہے ایک متصلہ اور وہ وہ ہے کہ اس کے ذریعہ سوال کیا جائے دو چیزوں میں سے کسی ایک کی تعیین کا اور اسکے ذریعہ سوال کرنے والا ان دو میں سے ایک مبہم غیر معین کے ثبوت کو جانتا ہے جیسے اضربت زیدا ام اکرمته (کیا مارا ہے تو نے زید کو یا اسکی عزت کی ہے) مطلب یہ کہ سائل کہتا ہے میں اس بات کو تو جانتا ہوں کہ تو نے زید کے ساتھ ان دو کاموں میں سے ایک کام ضرور کیا ہے مارا یا عزت کی، میں متعین کرانا چاہتا ہوں کہ مارا ہے یا عزت کی ہے بخلاف او اور اما کے ان دو کے ذریعے سوال کرنے والا دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کے ثبوت کو بالکل نہیں جانتا۔

وَتُسْتَعْمَلُ بِثَلاثَةِ شَرَائِطَ اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّقَعَ قَبْلَهَا هَمْزَةٌ نَحْوُ اَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو وَالثَّانِيْ اَنْ يَّلِيَهَا لَفْظٌ مِثْلُ مَا يَلِيَ الْهَمْزَةَ اَعْنِيْ اِنْ كَانَ بَعْدَ الْهَمْزَةِ اِسْمٌ فَكَذٰلِكَ بَعْدَ اَمْ كَمَا مَرَّ وَاِنْ كَانَ بَعْدَ الْهَمْزَةِ فِعْلٌ

فَكَذٰلِکَ بَعْدَهَا نَحْوُ اَقَامَ زَيْدٌ اَمْ قَعَدَ فَلاَ يُقَالُ اَرَأَيْتَ زَيْدًا اَمْ عَمْرًوا

ترجمہ وتشریح: اور ام متصلہ کا استعمال تین شرائط کے ساتھ ہوتا ہے اول یہ کہ اس سے پہلے ہمزہ استفہام ہو جیسے ازید عندك ام عمرو (کیا تیرے پاس زید ہے یا عمرو) خواہ لفظا ہو جیسے گزر چکا خواہ تقدیرا جیسے صدری بها افضی ام البیداء اصل میں تھا اصدری الخ (کیا میرا سینہ اس کے مقابلہ میں چوڑا ہے یا جنگل) دوسری شرط یہ ہے کہ ام متصلہ کے بعد وہ لفظ واقع ہو جو اس لفظ کی مثل ہو جو ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہوا ہے یعنی اگر ہمزہ کے بعد اسم ہے تو ام کے بعد بھی اسم ہو جیسے گزر چکا ہے اور اگر ہمزہ کے بعد فعل ہو تو ام کے بعد بھی فعل ہو جیسے اقام زید ام قعد (کیا کھڑا ہے زید یا بیٹھا ہے) پس نہیں کہا جائیگا ارأیت زیدا ام عمرا (کیا دیکھا ہے تو نے زید کو یا عمرو کو) کیونکہ ہمزہ کے بعد فعل ہے اور ام کے بعد اسم ہے لہذا یہ ناجائز ہے دوسری شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے

وَالثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدُ الْاَمْرَيْنِ الْمُسْتَوِيَيْنِ مُحَقَّقًا وَاِنَّمَا يَكُوْنُ الْاِسْتِفْهَامُ عَنِ التَّعْيِيْنِ فَلِذٰلِکَ يَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ جَوَابُ اَمْ بِالتَّعْيِيْنِ دُوْنَ نَعَمْ اَوْلاَ فَاِذَا قِيْلَ اَزَيْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو فَجَوَابُه بِتَعْيِيْنِ اَحَدِهِمَا اَمَّا اِذَا سُئِلَ بِاَوْ وَاِمَّا فَجَوَابُه نَعَمْ اَوْ لاَ

ترجمہ وتشریح:۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ امرین متساویین میں سے کوئی ایک محقق وثابت ہو یعنی معطوف اور معطوف علیہ میں سے کوئی ایک متکلم کے نزدیک ثابت ہو اب متکلم مخاطب سے تعیین کا سوال کر رہا ہے پس اس وجہ سے واجب ہے کہ ام کا جواب تعیین کے ساتھ ہو نہ کہ نعم یا لا کے ساتھ یعنی چونکہ متکلم یہ تو جانتا ہے کہ معطوف ومعطوف علیہ میں سے کوئی ایک ثابت ہے مخاطب سے صرف تعیین کرانا چاہتا ہے کہ ان میں سے کسی کو متعین کرو لہذا ام کا جواب ایک کو متعین کرنے سے ہوگا نہ یہ کہ مخاطب نعم کہے یا لا کیونکہ نعم یا لا سے تعیین نہیں ہوتی۔ پس جب کہا جائے ازید عندك ام عمرو (کیا زید تیرے پاس ہے یا عمرو) تو اس کا جواب ان دونوں میں سے کسی ایک کی تعیین کے ساتھ ہوگا یعنی جواب میں زید یا عمرو کہا جائے گا نعم یا لا کہنا صحیح نہیں ہوگا لیکن جب او یا اما کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب نعم یا لا کے ساتھ ہوگا یعنی ہمزہ استفہام کے ساتھ او یا اما سے سوال ہو تو جواب نعم یا لا ہوگا جیسے اجاءك زیداو عمرو یا اجاءك زید اما عمرو تو جواب یا نعم یا لا کے ساتھ ہوگا کیونکہ اس وقت مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس آیا ہے یا نہیں یہاں تعیین کا سوال نہیں ہو رہا۔

وَمُنْقَطِعَةٌ وَهِيَ مَا تَكُوْنُ بِمَعْنٰى بَلْ مَعَ الْهَمْزَةِ كَمَا رَأَيْتَ شَبَحًا مِنْ بَعِيْدٍ قُلْتَ اِنَّهَا لَاِبِلٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْقَطْعِ ثُمَّ حَصَلَ لَکَ شَکٌّ اَنَّهَا شَاةٌ فَقُلْتَ اَمْ هِيَ شَاةٌ تَقْصُدُ الْاِعْرَاضَ عَنِ الْاَخْبَارِ الْاَوَّلِ وَالْاِسْتِيْنَافَ بِسُؤَالٍ اٰخَرَ مَعْنَاهُ بَلْ هِيَ شَاةٌ

ترجمہ وتشریح: دوسری قسم ام منقطعہ ہے اور وہ وہ ہے جو بمعنی بل اور ہمزہ ہو یعنی ام منقطعہ میں اول کلام سے اضراب واعراض ہوگا اور وہ کلام جو ام منقطعہ کے بعد ہے اس کا استفہام وسوال ہوگا بل اضراب واعراض کیلئے آتا ہے اور ہمزہ استفہام کیلئے تو ام منقطعہ

بمعنی بــل اور ہمزہ ہوتا ہے یعنی سابقہ کلام سے اعراض اور بعد والی کلام سے سوال کرنے کیلئے آتا ہے جیسے دور سے آپ نے شبح ،الو ،صورت دیکھی آپ نے یقین کر کے کہا انھـــا لا بـل (تحقیق وہ اونٹ ہے) پھر آپ جب اس کے قریب گئے تو یقین ہو گیا کہ یہ اونٹ تو یقیناً نہیں پھر یہ شک ہوا کہ شاید یہ بکری ہے تو آپ نے کہاام ھی شاۃ (کیاوہ بکری ہے)ام ھی شاۃ سے آپ نے قصد کیا ہے اول خبر سے اعراض کرنے کا اور دوسرے سوال کی ابتداء کا توام ھی شاۃ کا معنی ہے بـل اھی شاۃ (بلکہ کیاوہ بکری ہے) تو یہاں ام ھی شاۃ میں ام منقطعہ ہے بمعنی بل اور ہمزہ ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اَمِ الْمُنْقَطِعَةَ لَا تُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِي الْخَبَرِ كَمَا مَرَّ وَفِي الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَعِنْدَكَ زَيْدٌ اَمْ عَمْرٌو وَسَاَلْتَ اَوَّلاً عَنْ حُصُوْلِ زَيْدٍ ثُمَّ اَضْرَبْتَ عَنِ السُّؤَالِ الْاَوَّلِ وَاَخَذْتَ فِي السُّؤَالِ عَنْ حُصُوْلِ عَمْرٍو

ترجمہ وتشریح: اور جان لیجئے کہ تحقیق ام منقطعہ نہیں استعمال کیا جاتا مگر خبر میں جیسا کہ گزر چکا ہے اور استفہام میں یعنی ام منقطعہ کبھی خبر کے بعد آتا ہے جیسا کہ مثال گزر چکی ہے اور کبھی استفہام کے بعد آتا ہے جب کہ متکلم کا ارادہ پہلے استفہام سے اعراض کر کے ام کے مابعد کے متعلق سوال کرنے کا ہو جیسے اعندك زيد ام عمرو (کیا زید تیرے پاس ہے بلکہ کیا عمرو تیرے پاس ہے) اس میں متکلم کا پہلے یہ خیال تھا کہ زید مخاطب کے پاس ہے اس لیے کہا اعـنـدك زيد پھر یقین ہو گیا کہ زید تو مخاطب کے پاس نہیں ہے تو اب اس سوال واستفہام سے اعراض کیا اور نیا استفہام وسوال کیا ام عمرو یعنی بل اعمرو عندك (بلکہ کیا عمرو تیرے پاس ہے)

وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ جَمِيْعُهَا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِاَحَدِ الْاَمْرَيْنِ مُعَيَّنًا اَمَّا لَا فَلِنَفْيِ مَا وَجَبَ لِلْاَوَّلِ عَنِ الثَّانِيْ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو

ترجمہ وتشریح:۔اور لااور بل اور لـكـن یہ تینوں حروف دو چیزوں یعنی معطوف اور معطوف علیہ میں سے کسی ایک معین چیز کیلئے حکم کو ثابت کرنے کیلئے آتے ہیں لیکن حرف لا معطوف سے اس حکم کی نفی کیلئے آتا ہے جو اول یعنی معطوف علیہ کیلئے ثابت ہے جیسے جـاء نی زيد لا عمرو (آیا ہے میرے پاس زید نہ کہ عمرو) اس میں مجیئت والے حکم کی معطوف سے نفی کی جب کہ معطوف علیہ کیلئے وہ حکم ثابت ہے۔ [1]

وَبَلْ لِلْاِضْرَابِ عَنِ الْاَوَّلِ وَالْاِثْبَاتِ لِلثَّانِيْ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو مَعْنَاهُ بَلْ جَاءَنِيْ عَمْرٌو وَمَا جَاءَ بَكْرٌ بَلْ خَالِدٌ مَعْنَاهُ بَلْ مَا جَاءَ خَالِدٌ

---

[1] فائدہ:۔لا عاطفہ کے ذریعہ عطف صرف کلام موجب میں ہو گا منفی میں نہیں لہذا ماجاءنی زيدولاعمرو کہنا درست نہیں اور نیز لا عاطفہ کے بعد عامل کا اظہار بھی مناسب نہیں لہذا جاءنی زیدولا جاءعمرو کہنا مناسب نہیں اور لا کے ذریعہ سے اسم کا اسم پر عطف ہوتا ہے فعل کا فعل پر عطف مناسب نہیں اور کلمہ غیر کے بعد لا تاکید نفی کیلئے آتا ہے نہ کہ عطف کیلئے جیسے غير المغضوب عليهم ولا الضالين)

ترجمہ وتشریح:۔اور حرف بل اول یعنی معطوف علیہ سے اضراب واعراض اور ثانی یعنی معطوف کیلئے حکم کو ثابت کرنے کیلئے آتا ہے (خواہ کلام مثبت ہو یا منفی) اور معطوف علیہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہوتا ہے یعنی اس کیلئے نہ حکم کا ثبوت ہوتا ہے اور نہ اس سے حکم کی نفی ہوتی ہے جیسے جاء نی زید بل عمرو (آیا میرے پاس زید بلکہ عمرو) کا معنی یہ ہے کہ بل جاء نی عمرو (بلکہ عمرو آیا ہے) باقی رہا زید تو اس کے بارہ میں خاموشی ہے نہ مجیئت کا ثبوت ہے نہ نفی۔ منفی کی مثال جیسے ما جاء نی بکر بل خالد (نہیں آیا بکر بلکہ خالد) اس کا معنی یہ ہے کہ بل ما جاء نی خالد (بلکہ خالد نہیں آیا) اس میں بھی متکلم نے پہلے ما جاء بکر پھر اس سے اعراض کر کے بل خالد کہا تو معطوف علیہ سے اعراض اور معطوف کیلئے اس حکم کی نفی کا اثبات ہے۔[1]

وَلٰكِنْ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَيَلْزَمُهَا النَّفْىُ قَبْلَهَا نَحْوُ مَا جَاءَ نِىْ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو جَاءَ اَوْ بَعْدَهَا نَحْوُ قَامَ بَكْرٌ لٰكِنْ خَالِدٌ لَمْ يَقُمْ

ترجمہ وتشریح:۔اور لکن استدراک کیلئے آتا ہے اور اس کو نفی لازم ہے اس سے پہلے جیسے ما جاء نی زید لکن عمرو جاء (نہیں آیا میرے پاس زید لیکن عمرو آیا ہے) یا اس کے بعد جیسے قام بکر لکن خالد لم یقم (کھڑا ہے بکر لیکن خالد نہیں کھڑا)

فائدہ:۔لکن معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت کیلئے آتا ہے لہذا اس سے پہلے یا بعد میں نفی کا ہونا ضروری ہے پہلے نفی ہوگی تو بعد والے کیلئے حکم کا اثبات ہوگا اور اگر پہلے اثبات ہوگا تو بعد والے سے حکم کی نفی ہوگی۔مثالیں گزر چکی ہیں

فَصْلٌ حُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ ثَلَاثَةٌ اَلَا وَاَمَا وَهَا وُضِعَتْ لِتَنْبِيْهِ الْمُخَاطَبِ لِئَلَّا يَفُوْتَه شَيْئٌ مِنَ الْكَلَامِ فَاَلَا وَاَمَا لَا يَدْخُلَانِ اِلَّا عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ ؎

اَمَا وَالَّذِىْ اَبْكٰى وَاَضْحَكَ وَالَّذِىْ ☆ اَمَاتَ وَاَحْيٰى وَالَّذِىْ اَمْرُه الْاَمْرُ ... اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ اَمَا لَاتَفْعَلُ وَاَلَا لَا تَضْرِبُ

ترجمہ:۔حروف تنبیہ تین ہیں الا اور اما اور ھا ان کو وضع کیا گیا ہے مخاطب کو خبردار کرنے کے لئے، تاکہ اس سے کلام کا کوئی حصہ فوت نہ ہو جائے۔پس الا اور اما نہیں داخل ہوتے مگر جملہ پر خواہ اسمیہ ہو جیسے الا انهم هم المفسدون (خبردار وہی لوگ فساد کرنے والے ہیں) اس میں الا جملہ اسمیہ پر داخل ہے اور جیسے شاعر کا قول اما والذی الخ (ترجمہ: خبردار قسم ہے اس کی جو رلاتا ہے اور ہنساتا ہے اور قسم ہے اس کی جو مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور قسم ہے اسکی جس کا حکم حکم ہے) اس مثال میں اما حرف تنبیہ ہے جملہ اسمیہ پر داخل ہے اور واؤ قسمیہ ہے الذی اسم موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر مقسم بہ ہے۔جواب قسم اگلے شعر میں ہے اور خواہ جملہ

---

[1] فائدہ:۔جمہور نحویوں کے ہاں حرف بل نفی کے بعد معطوف کیلئے اس حکم کو ثابت کرتا ہے جو حکم معطوف علیہ سے منفی ہے اور معطوف علیہ مسکوت عنہ کے درجہ میں ہوتا ہے یا اس سے حکم کی نفی ہوتی ہے جیسے ما جاء بکر بل خالد کا معنی بل جاء خالد ہے یعنی جمہور کے ہاں اس کا معنی یہ ہے کہ نہیں آیا بکر بلکہ خالد آیا ہے باقی رہا بکر یا تو وہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہے یا حکم مذکور کی اس سے نفی ہے۔

فعلیہ ہو جیسے اما لا تفعل (خبردار مت کر) الا لا تضرب (خبردار مت مار) [1]

فائدہ:۔ یہ شعر ابوالفتح ہزلی کا ہے محل استشہاد اما حرف تنبیہ ہے جو جملہ اسمیہ پر داخل ہے۔

وَالثَّالِثُ هَا تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْإِسْمِيَّةِ نَحْوُ هَا زَيْدٌ قَائِمٌ وَالْمُفْرَدِ نَحْوُ هٰذَا وَهٰؤُلَاءِ

ترجمہ وتشریح:۔ اور تیسرا حرف تنبیہ کلمہ ھا ہے اور وہ داخل ہوتا ہے جملہ اسمیہ پر جیسے ھا زید قائم (خبردار زید کھڑا ہونے والا ہے) اور مفرد پر جیسے ھذا ذا اسم اشارہ پر ھا حرف تنبیہ داخل ھؤلاء، اولاء اسم اشارہ پر ھا حرف تنبیہ داخل ہے۔ [2]

فَصْلٌ حُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ يَا وَاَيَا وَهَيَا وَاَیْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ فَاَیْ وَالْهَمْزَةُ لِلْقَرِيْبِ وَاَيَا وَهَيَا لِلْبَعِيْدِ وَيَا لَهُمَا وَلِلْمُتَوَسِّطِ وَقَدْ مَرَّ اَحْكَامُ الْمُنَادٰی

ترجمہ:۔ حروف نداء پانچ ہیں یا اور ایا اور ھیا اور ای اور ہمزہ مفتوحہ پس ای اور ہمزہ مفتوحہ نداء قریب کیلئے آتے ہیں اور ھیا نداء بعید کیلئے آتا ہے اور یا نداء قریب وبعید اور متوسط کیلئے اور منادی کے احکام گزر چکے ہیں۔

فَصْلٌ حُرُوْفُ الْإِيْجَابِ سِتَّةٌ نَعَمْ وَبَلٰی وَاَجَلْ وَجَيْرِ وَاِنَّ وَاِیْ اَمَّا نَعَمْ فَلِتَقْرِيْرِ كَلَامٍ سَابِقٍ مُثْبَتًا كَانَ اَوْمَنْفِيًّا نَحْوُ اَجَاءَ زَيْدٌ قُلْتَ نَعَمْ وَاَمَاجَاءَ زَيْدٌ قُلْتَ نَعَمْ

ترجمہ وتشریح:۔ حروف ایجاب چھ ہیں نعم الخ لیکن نعم کلام سابق کو ثابت کرنے کیلئے آتا۔ وہ کلام مثبت ہو یا منفی جیسے اجاء زید (کیا زید آیا) اس کے جواب میں آپ کہیں نعم تو معنی یہ ہے نعم جاء زید (ہاں زید آیا) نفی کی مثال جیسے اما جاء زید (کیا زید نہیں آیا) اس کے جواب میں آپ کہیں نعم یعنی ما جاء زید (ہاں زید نہیں آیا)

فائدہ:۔ پھر اس میں بھی تعمیم ہے کلام خواہ استفہام ہو یا خبر استفہام کی مثالیں گزر چکی ہیں خبر کی مثال قام زید یہ خبر ہے اس کے جواب میں آپ کہیں نعم یعنی نعم قام زید (ہاں زید کھڑا ہے) نفی کی مثال جیسے ماقام زید کے جواب میں نعم یعنی نعم ما قام زید۔

---

[1] ترکیب شعر:۔ اما حرف تنبیہ واؤ قسمیہ جار الذی اسم موصول ابکی معطوف علیہ اضحک معطوف سے ملکر صلہ موصول صلہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق اقسم فعل محذوف کے والذی امات واحیی بھی جار مجرور متعلق اقسم فعل محذوف کے واؤ قسمیہ جار الذی اسم موصول امرہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدأ الامر خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول صلہ سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف مستقر یہ بھی متعلق اقسم فعل محذوف کے اقسم فعل اپنے فاعل اور متعلقات سے ملکر قسم اور جواب قسم اگلے شعر میں ہے۔

[2] فائدہ: تینوں حرف جملہ اسمیہ وفعلیہ پر داخل ہوتے ہیں کلمہ ھا بھی جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے ھا افعل (خبردار تو کر) اور صرف کلمہ ھا مفرد پر داخل ہوتا ہے باقی دو داخل نہیں ہوتے کلمہ ھا بھی ہر قسم کے مفرد پر داخل نہیں ہوتا بلکہ صرف اسم اشارہ پر داخل ہوتا ہے۔

وَبَلٰى تُخْتَصُّ بِاِيْجَابِ مَا نُفِيَ اِسْتِفْهَامًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى اَوْ خَبَرًا كَمَا يُقَالُ لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ قُلْتَ بَلٰى اَىْ قَدْ قَامَ

ترجمہ:اور بـلـى مختص ہےاس چیز کو ثابت کرنے کے ساتھ جس کی نفی ہوئی خواہ باعتبار استفہام کے نفی ہو جیسے اللہ تعالی کا فرمان الست بربکم قالوا بلى یا باعتبار خبر کے جیسے لم یقم زید کے جواب میں بلى کہا جائے۔

تشریح:۔یعنی کلمہ بلى اس کام کے اثبات کیلئے آتا ہے جس کی پہلے نفی ہو یعنی کلام منفی کے بعد آتا ہے اور اس کی نفی کو توڑ کر اس کو مثبت بنا دیتا ہے خواہ وہ نفی استفہام کی صورت میں ہو جیسے الست بربکم قالوا بلى (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا یعنی کیوں نہیں بلى آپ ہمارے رب ہیں) یہ خطاب ارواح کو تھا سب ارواح نے یہ جواب دیا تھا۔ یا نفی خبر کی صورت میں ہو جیسے لم یقم زید (زید نہیں کھڑا)اس کے جواب میں آپ کہیں بلى یعنی قد قام (کیوں نہیں تحقیق وہ کھڑا ہے)

وَاِىْ لِلْاِثْبَاتِ بَعْدَ الْاِسْتِفْهَامِ وَيَلْزَمُهَا الْقَسَمُ كَمَا اِذَا قِيْلَ هَلْ كَانَ كَذَا قُلْتَ اِىْ وَاللّٰهِ وَاَجَلْ وَجَيْرِ وَاِنَّ لِتَصْدِيْقِ الْخَبَرِ كَمَا اِذَا قِيْلَ جَاءَ زَيْدٌ قُلْتَ اَجَلْ اَوْ جَيْرِ اَوْ اِنَّ اَىْ اُصَدِّقُكَ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ

ترجمہ وتشریح:۔اور اى استفہام کے بعد اثبات کیلئے آتا ہے اور اس کو قسم لازم ہے جیسے جس وقت کہا جائے هل كان كذا کیا ایسا تھا تو آپ کہیں گے اس کے جواب میں اى والله (ہاں اللہ کی قسم)

فائدہ:۔فعل قسم ذکر نہیں کیا جاتا چنانچہ اقسمت اى والله کہنا جائز نہیں اور اس کا مقسم بہ لفظ الله اور لفظ رب اور لفظ عمر ہوتا ہے جیسے اى والله اى وربى اى لعمرى (ہاں میری زندگی کی قسم)اور اجل اور جير اور ان یہ تینوں حروف خبر کی تصدیق کیلئے آتے ہیں خواہ خبر مثبت ہو یا منفی ہو جیسے جب کہا جائے جاء زيد (زید آ گیا) تو اپ اس کے جواب میں کہیں اجل یا جیر یا ان تو ان کا معنی یہ ہے کہ اصدقک فى هذا الخبر (میں اس خبر میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں)

فَصْلٌ حُرُوْفُ الزِّيَادَةِ سَبْعَةٌ اِنْ وَاَنْ وَمَا وَلَا وَمِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ فَاِنْ تُزَادُ مَعَ مَا النَّافِيَةِ نَحْوُ مَا اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ وَمَعَ مَا الْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ اِنْتَظِرْ مَا اِنْ يَجْلِسَ الْاَمِيْرُ وَمَعَ لَمَّا نَحْوُ لَمَّا اِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ

ترجمہ وتشریح:۔حروف زیادت سات ہیں ان الخ

فائدہ:۔زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو کلام میں سے حذف کر دیا جائے تو اصل معنی میں کوئی خلل نہ آئے یہ مطلب نہیں کہ بالکل بے فائدہ ہیں کیونکہ ان کے بہت سے فوائد ہیں مثلا کلام میں خوبصورتی اور تزئین پیدا کرتے ہیں اور تاکید کا فائدہ دیتے ہیں وغیرذلک نیز زائد ہونے کا یہ معنی بھی نہیں کہ ہر جگہ زائد ہوتے ہیں بلکہ مطلب یہ کہ جب کلام میں کسی حرف کو زائد کیا جائے گا تو ان میں سے کسی کو زائد کیا جائے گا۔

فان تزاد الخ:۔پس ان زائدہ ہوتا ہے ما نافیہ کے ساتھ اور تاکید نفی کا فائدہ دیتا ہے جیسے ما ان زید قائم (نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا)۔اور ان زائدہ ہوتا ہے ما مصدریہ کے ساتھ جیسے انتظر ما ان یجلس الامیر (انتظار کر امیر کے بیٹھنے تک) ما مصدریہ فعل کو مصدر کی تاویل میں کردے گی عبارت یوں ہو جائے گی انتظر مدۃ جلوس الامیر اور ان لما کے ساتھ زائدہ ہوتا ہے جیسے لما ان جلست جلست (جس وقت تو بیٹھا میں بیٹھا) اس لما کو لماحینیہ کہتے ہیں۔[1]

وَاَنْ تُزَادُ مَعَ لَمَّا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ وَبَيْنَ لَوْ وَالْقَسَمِ الْمُتَقَدِّمِ عَلَيْهَا نَحْوُ وَاللهِ اَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ وَمَا تُزَادُ مَعَ اِذَا وَمَتٰى وَاَيُّ وَاَنّٰى وَاَيْنَ وَاِنْ شَرْطِيَاتٍ كَمَا تَقُوْلُ اِذَامَا صُمْتَ صُمْتُ وَكَذَا الْبَوَاقِيْ

ترجمہ وتشریح:۔اور کلمہ ان زائدہ ہوتا ہے لما کے ساتھ جیسے اللہ تعالی کا فرمان فلما ان جاء البشیر (جب کہ خوش خبری دینے والا آیا) اور ان زائدہ ہوتا ہے لفظ لو اور اس قسم کے درمیان جو لو پر مقدم ہو جیسے واللّٰہ ان لو قمت قمتُ (اللہ کی قسم اگر تو کھڑا ہوتا میں بھی کھڑا ہوتا) اور کلمہ ما زائدہ ہوتا ہے اذا کے ساتھ اور متی اور ای اور انی اور این اور ان کے ساتھ جب کہ یہ شرطیہ ہوں جیسے اذاما صمتَ صمتُ (جب تو روزہ رکھے گا میں روزہ رکھوں گا) اس میں ما زائدہ ہے یعنی اذا صمت صمت اور اسی طرح باقی ہیں مثلا متی ما تذهب اذهب واین ما تجلس اجلس وغیرہ۔

وَبَعْدَ بَعْضِ حُرُوْفِ الْجَرِّ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ وَعَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ مِمَّا خَطِيْئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا وَزَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا اَنَّ عَمْرًوا اَخِيْ

ترجمہ وتشریح:۔اور کلمہ ما زائدہ ہوتا ہے بعض حروف جر کے بعد جیسے اللہ تعالی کا فرمان فبما رحمة من اللّٰه یعنی فبرحمة من اللّٰه (بس اللہ کی رحمت کے سبب لنت لهمْ (آپ ان کیلئے نرم ہو گئے) اس میں باء حرف جر کے بعد ما زائدہ ہے اور جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے عما قلیل لیصبحن نادمین یعنی عن قلیل الخ (تھوڑے زمانے کے بعد البتہ ضرور پریشان ہو جائیں گے) اس میں عن حرف جر کے بعد ما زائدہ ہے اور جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے ومما خطیئتهم اغرقوا فادخلو نارا یعنی من خطیئتهم (وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کردئے گئے) وہ آگ میں داخل کئے گئے اس میں من حرف جر کے بعد ما زائدہ ہے اور جیسے زید صدیقی کما ان عمروا اخی یعنی کان عمروا الخ (زید میرا دوست ہے جیسا کہ تحقیق عمرو میرا بھائی ہے) اس میں کاف حرف جر کے بعد ما زائدہ ہے۔

---

[1] فائدہ:۔ان حرف زائدہ ما نافیہ کے بعد اسم وفعل دونوں پر داخل ہوتا ہے اسم کی مثال گزر چکی فعل کی مثال حضرت حسانؓ کا قول ہے حضور ﷺ کی مدح میں۔.......ماان مدحت محمد بمقالتی ☆ ولکن مدحت مقالتی بمحمد

ترجمہ:۔نہیں مدح کی میں نے محمد ﷺ کی اپنے مقالہ سے اور لیکن مدح کی میں نے اپنے مقالہ کی محمد ﷺ سے

وَلاَ تُزَادُ مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْيِ نَحْوُ مَا جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَلاَ عَمْرٌو وَبَعْدَ اَنِ الْمَصْدِرِیَّةِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی مَا مَنَعَکَ اَنْ لاَ تَسْجُدَ وَقَبْلَ الْقَسَمِ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی لاَ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بِمَعْنَی اُقْسِمُ

ترجمہ وتشریح:۔اور کلمہ لااس واؤعاطفہ کیساتھ زائد ہوتا ہے جونفی کے بعد ہو جیسے ماجاء نی زید ولا عمرو (نہیں آیا میرے پاس زید اور نہ عمرو)۔ (پھر نفی عام ہے خواہ لفظا ہو جیسے مثال گزر چکی ہے یا معنیً ہو جیسے غیر المغضوب علیهم ولا الضالین اس میں لفظ غیر لفظا نفی نہیں لیکن اس سے نفی کا معنی سمجھا جاتا ہے اس کے بعد ولا الضالین کی واؤعاطفہ ہے اس کے بعد لا زائدہ ہے) اور ان مصدریہ کے بعد بھی زائدہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے ما منعک ان لا تسجد یعنی ان تسجد (کس چیز نے تجھ کو سجدہ کرنے سے روکا) اور قسم سے پہلے بھی زائدہ ہوگا جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے لا اقسم بهذا البلد یعنی اقسم الخ (میں قسم اٹھاتا ہوں اس شہر کی)

وَاَمَّا مِنْ وَالْبَاءُ وَاللاَّمُ فَقَدْ مَرَّ ذِکْرُهَا فِیْ حُرُوْفِ الْجَرِ فَلاَ نُعِیْدُهَا

ترجمہ:۔اور لیکن مِن اور باء اور لام انکا ذکر حروف جر میں گزر چکا ہے پس ہم ان کو نہیں لوٹاتے۔

فَصْل: حَرْفَا التَّفْسِیْرِ اَیْ وَاَنْ فَاَیْ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ اَیْ اَهْلَ الْقَرْیَةِ کَاَنَّکَ تُفَسِّرُهٗ اَهْلَ الْقَرْیَةِ وَاَنْ اِنَّمَا یُفَسَّرُ بِهَا فِعْلٌ بِمَعْنَی الْقَوْلِ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یَّا اِبْرَاهِیْمُ فَلاَ یُقَالُ قُلْتُ لَه اَنِ اکْتُبْ اِذْ هُوَ لَفْظُ الْقَوْلِ لاَ مَعْنَاهُ

ترجمہ وتشریح:۔تفسیر کے دوحرف ای اور ان ہیں پس ای مثل اللہ تعالی کے قول کے وسئل القریة ای اهل القرية (آپ اہل قریہ سے سوال کریں) گویا کہ آپ نے قریہ کی تفسیر کی اہل قریہ سے۔جب کلام میں ابہام ہوتا ہے تو اس کی تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے تو تفسیر کیلئے دوحرف ہیں ایک ای یہ ہر مبہم چیز کی تفسیر کیلئے آتا ہے خواہ وہ مبہم مفرد ہو جیسے وسئل القرية میں قریہ مفرد لفظ ہے اس میں ابہام ہے کہ اس سے کیا مراد ہے تو ای اهل قريه کہہ کر اس کی تفسیر کی جاتی ہے کہ مراد بستی والے ہیں نہ کہ خود بستی۔خواہ وہ مبہم چیز جملہ ہو جیسے قطع رزقه ای مات (اس کا رزق ختم ہو گیا یعنی وہ مر گیا) قطع رزقه مبہم ہے ای مات سے اس کی تفسیر کردی گئی اور دوسرا حرف تفسیر کلمہ ان ہے اس کے ساتھ اس فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو بمعنی قول ہو جیسے امر۔نداء۔کتابت وغیرہ لہذا کلمہ ان نہ تو خود لفظ قول کے بعد واقع ہوگا اور نہ ہی اس فعل کے بعد جو بمعنی قول نہ ہو بلکہ اس فعل کی تفسیر کیلئے آتا ہے جو بمعنی قول ہو اور فعل بمعنی قول کی تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ فعل بمعنی قول کے مفعول کی تفسیر کرتا ہے جو مفعول اکثر مقدر ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے ونا دینا ہ ان یا ابراهيم (آواز دی ہم نے اس کو کہ اے ابراہیم) اس میں نداء بمعنی قول ہے کیونکہ ندا قول کے بغیر نہیں ہوتی تو نا دینا ہ بمعنی قلنا ہ (ہم نے اسکو کہا) اب اس فعل کا مفعول مقدر ہے۔ان یا ابراهيم اس کی تفسیر کر رہا ہے اصل میں گویا یوں تھا نادینا ہ بلفظ ہم نے اس کو نداء دی ایک لفظ کے ساتھ وہ لفظ کیا ہے آگے ان یا ابراهيم نے اس کی تفسیر کی کہ وہ لفظ یا

ابراھیم ہے۔ ۱

فلا یقال الخ:۔ چونکہ ان خود قول کی تفسیر نہیں کرتا لہذا نہیں کہا جائے گا قلت ان له ان اکتب (کہا میں نے اس کو کہ لکھ) کیونکہ قلت خود لفظ قول ہے نہ کہ اس کا معنی۔

فَصْلٌ حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ ثَلَاثَةٌ مَا وَاَنْ وَاَنَّ فَالْاُوْلَيَانِ لِلْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَّةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَیْ بِرُحْبِهَا وَقَوْلِ الشَّاعِرِ ۔ يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِىْ وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَه ذَهَابًا

ترجمہ وتشریح:۔ حروف مصدر تین ہیں ما اور ان اور ان یہ اپنے مدخول کو مصدر کے معنی میں کرتے ہیں پس اول دو جملہ فعلیہ کیلئے ہیں یعنی صرف جملہ فعلیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کی تاویل میں کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وضاقت علیھم الارض بما رحبت یعنی برحبھا (تنگ ہوگئی زمین ان پر باوجود کشادہ ہونے کے) اس میں بما رحبت میں ما مصدریہ ہے رحبت کو مصدر کے معنی میں کر دیا ای برحبھا اور جیسے شاعر کا قول ہے۔ یسر المرء الخ یسر فعل مضارع معروف ہے بمعنی خوش کرنا از باب نصر المرء مفعول بہ اور ما مصدریہ ہے ذھب اللیالی جملہ فعلیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر ذھاب اللیالی کے معنی میں کر دیا پھر یہ فاعل ہے یسر کا۔

شعر کا ترجمہ:۔ راتوں کا گزرنا مرد کو خوش کرتا ہے حالانکہ راتوں کا گزر اس کیلئے گزرنا ہے یعنی عیش عشرت میں راتیں گذارتا ہے اس بات سے غافل ہے کہ راتو کا گزرنا بعینہ اس کی زندگی کا گزرنا اور ختم ہونا ہے۔

محل استشہاد:۔ اس شعر میں ما مصدریہ ہے جو ذھب فعل پر داخل ہے۔ ۲

وَاَنْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَیْ قَوْلُهُمْ وَاَنَّ لِلْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ اَیْ قِيَامَكَ

---

۱ فائدہ:۔ کبھی مفعول بہ ظاہر کی بھی تفسیر کرتا ہے جیسے واذا وحینا الی امک ما یوحی ان قذفیه (جب کہ ہم نے وحی کی آپ کی والدہ کی طرف اس چیز کی جو وحی کی گئی) یہ تم اس کو ڈال دو اس آیت میں اوحینا فعل بمعنی قول کا مفعول بہ مقدر نہیں بلکہ ظاہر ہے اور وہ ما یوحی آگے ان قذ فیه اس کی تفسیر ہے۔

۲ ترکیب شعر:۔ یسر صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف المرء منصوب لفظا مفعول بہ مقدم ما مصدریہ ذھب صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف اللیالی مرفوع تقدیرا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مرفوع محلا ذوالحال واؤ حالیہ کان فعل از افعال ناقصہ ذھاب مضاف ھن ضمیر راجع بسوئے اللیالی مجرور محلا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم ہوا کان کا لام جار۔ ہ ضمیر راجع بسوئے المرء مجرور محلا، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ذھابا کے، ذھابا مصدر اپنے متعلق مقدم سے ملکر کان کی خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر حال ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا یسر فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ دوسرا احتمال:۔ اللیالی ذوالحال و کان ذھابھن الخ حال ذوالحال اپنے حال سے ملکر ذھب کا فاعل الخ۔

ترجمہ وتشریح:۔اوران جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے فـمـا كـا ن الخ (پس نہیں تھا حضرت ابراھیم کی قوم کا جواب مگران کا قول) اس آیت میں ان قـالـوا میں ان مصدر یہ نے قـالـوا جملہ فعلیہ کو مصدر قولھم کے معنی میں کردیا۔اوران جملہ اسمیہ کیلئے ہے یعنی جملہ اسمیہ پر داخل ہوکر اسکو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے جیسے علـمـت انک قائم یعنی قیامک (میں نے جان لیا کہ تحقیق تو کھڑا ہونے والا ہے) اس میں ان نے جملہ اسمیہ کو مصدر (قیامک) کے معنی میں کردیا پھر قیامک مفعول بہ ہے علمت کا۔

فَصْـل حُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ اَرْبَعَةٌ هَلَّا وَاَلَّا وَلَوْلَا وَلَوْمَا لَهَا صَدْ رُ الْكَلَامِ وَمَعْنَاهَا حَضٌّ عَلَى الْفِعْلِ اِنْ دَ خَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُهَلَّا تَأْكُلُ وَلَوْمٌ اِنْ دَ خَلَتْ عَلَى الْمَاضِىْ نَحْوُ هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا وَحِيْنَئِذٍ لَاتَكُوْنُ تَحْضِيْضًا اِلَّا بِاعْتِبَارِمَا فَاتَ

ترجمہ وتشریح:۔حروف تحضیض یہ چار ہیں ھـلا ،الا ،لـولا ،لوما ۔تحضیض کالغوی معنی برانگیختہ کرنا،ترغیب دینا یہ حروف بھی کسی فعل پر برانگیختہ کرنے اوراس کی ترغیب دینے کیلئے آتے ہیں ان کیلئے صدارت کلام ہے یعنی ہمیشہ شروع کلام میں آتے ہیں۔اوران کا معنی فعل پر برانگیختہ کرنا ہے اگر یہ فعل مضارع پر داخل ہوں جیسے ھـلا تـأكل (تو کیوں نہیں کھاتا) یعنی تجھے کھانا چاہیے۔اوراگر فعل ماضی پر داخل ہوا تو ان کا معنی ملامت کرنا ہے ترک فعل پر جیسے ھـلا ضـربـت زيدا (تونے زید کو کیوں نہیں مارا) یعنی تجھے زید کو مارنا چاہیے تھا اوراس وقت جب یہ فعل ماضی پر داخل ہوں تو تحضیض نہیں ہوگی مگر مافات کے اعتبار سے جوکام فوت ہو چکا ہے اس کے اعتبار سے برانگیختہ کرنا ہے یعنی یہ کام کرنا چاہیے تھا تاکہ ائندہ احتیاط ہو ورنہ حقیقت میں تو برانگیختہ کرنے والا معنی ماضی میں نہیں ہوسکتا۔

وَلَا تَـدْخُـلُ اِلَّا عَـلَى الْفِعْلِ كَمَا مَرَّ وَاِنْ وَقَعَ بَعْدَهَا اِسْمٌ فَبِاِضْمَارِ فِعْلٍ كَمَا تَقُوْلُ لِمَنْ ضَرَبَ قَوْمًا هَلَّا زَيْدًا اَىْ هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا

ترجمہ وتشریح:۔یہ حروف صرف فعل پر داخل ہوتے ہیں کیونکہ ترغیب اور ملامت فعل پر ہی ہوتی ہے اوراگران کے بعد اسم آجائے تو فعل کے مقدر کرنے کے ساتھ ہوگا یعنی فعل مقدر مانا جائیگا اور یہ اسم اس فعل مقدر کا معمول ہوگا جیسے آپ اس شخص کو کہیں جس نے زید کے سواساری قوم کو مارا ھـلا زيـدا اس میں ھـلا حرف تحضیض زیـدا اسم پر داخل ہے حالانکہ فعل پر داخل ہونا ضروری ہے لھذا یہاں فعل مقدر ہوگا اور زیدا اس کا مفعول بہ ہوگا یعنی ھلا ضربت زیدا۔

وَ جَمِيْعُهَا مُرَكَّبَةٌ جُزْؤُهَا الثَّانِىْ حَرْفُ النَّفِىِ وَالْاَوَّلُ حَرْفُ الشَّرْطِ اَوِالْاِسْتِفْهَامِ اَوْحَرْفُ الْمَصْدَرِ وَلِلَوْلَا مَعْنًى اٰخَرُهُوَ اِمْتِنَاعُ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ لِوُجُوْدِ الْجُمْلَةِ الْاُوْلٰى نَحْوُ لَوْلَا عَلِىٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ وَحِيْنَئِذٍ تُحْتَاجُ اِلَى جُمْلَتَيْنِ اُوْلٰهُمَا اِسْمِيَّةٌ اَبَدًا

ترجمہ وتشریح:۔اورتمام حروف تحضیض مرکب ہیں دوجزؤوں۔سے جن میں سے دوسراجز وحرف نفی ہے اور پہلا جزو حرف شرط ہے یا استفہام یا حرف مصدر (جیسے لولا اور لوما میں حرف شرط ہے اور ھلا میں حرف استفہام ہے اور الا میں حرف مصدر ہے) اور لولا

کیلئے ایک اور معنی ہے (یعنی تخصیص کے علاوہ ایک اور معنی بھی ہے) اور وہ پہلے جملہ کے پائے جانے کی وجہ سے دوسرے جملے کا منتفی ہونا۔ یعنی لو لا انتفاء ثانی بسبب وجود اول کیلئے آتا ہے جیسے لو لا علی لھلک عمر (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ھلاک ہو جاتے) چونکہ علی موجود تھے اس لئے عمر ھلاک نہیں ہوئے تو وجود علی سبب ہے عمر کے ھلاک نہ ہونے کا اور اس وقت لو لا دو جملوں کی طرف محتاج ہوگا جن میں سے پہلا جملہ ہمیشہ اسمیہ ہوگا دوسرا عام ہے خواہ اسمیہ ہو خواہ فعلیہ ہو اس کو لو لا امتناعیہ کہتے ہیں اور اول معنی کے اعتبار سے لو لا تحضیضیہ کہلاتا ہے اور وہ ایک جملہ پر ہی داخل ہوتا ہے۔

فَصلٌ حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ وَهِيَ فِي الْمَاضِيْ لِتَقْرِيْبِ الْمَاضِيْ اِلَى الْحَالِ نَحْوُ قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ اَىْ قُبَيْلَ هٰذَا وَلِاَجَلِ ذٰلِكَ سُمِيَتْ حَرْفَ التَّقْرِيْبِ اَيْضًا وَلِهٰذَا تَلْزَمُ الْمَاضِيَ لِيَصْلَحَ اَنْ يَّقَعَ حَالًا

ترجمہ وتشریح:۔ حرف توقع قد ہے (اس کو حرف توقع اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے اس بات کی خبر دی جاتی ہے جس کے موجود ہونے کی امید تھی) اور وہ ماضی پر داخل ہو کر اس کو حال کے قریب کر دیتا ہے جیسے تم اس شخص سے جو امیر کے سوار ہونے کی امید رکھتا ہے یہ کہو قد رکب الامیر (تحقیق امیر سوار ہو گیا) یعنی اس وقت سے تھوڑا سا پہلے سوار ہوا اسی وجہ سے کہ یہ ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے اس کو حرف التقریب بھی کہتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ماضی کو لازم ہے تا کہ ماضی حال بننے کی صلاحیت رکھے۔[1]

وَقَدْ تَجِيْءُ لِلتَّاكِيْدِ اِذَا كَانَ جَوَابًا لِمَنْ يَّسْأَلُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ تَقُوْلُ قَدْ قَامَ زَيْدٌ

ترجمہ وتشریح: اور کبھی کبھی قد محض تاکید کیلئے آتا ہے (تقریب والے معنی سے خالی ہوتا ہے) جس وقت وہ ماضی جس پر قد داخل ہے اس شخص کے جواب میں واقع ہو جو سوال کرتا ہے ھل قام زید (کیا زید کھڑا ہے) تو آپ کہیں قد قام زید (تحقیق زید کھڑا ہے)

وَفِي الْمُضَارِعِ لِلتَّقْلِيْلِ نَحْوُ اَنَّ الْكُذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ وَاَنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَبْخَلُ وَقَدْ تَجِيْءُ لِلتَّحْقِيْقِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ

ترجمہ وتشریح: اور قد جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو تقلیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے ان الکذوب قد یصدق (تحقیق جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بولتا ہے) اور جیسے ان الجواد قد یبخل (تحقیق سخی کبھی بخل کرتا ہے) اور تحقیق کیلئے بھی آتا ہے (تقلیل والے معنی سے خالی ہوتا ہے) جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے قد یعلم اللہ المعوقین (تحقیق اللہ تعالی روکنے والوں کو جانتا ہے)

---

[1] فائدہ:۔ جو ماضی حال واقع ہوتی ہے زمانہ عامل پر مقدم ہوتی ہے مثلاً آپ نے کہا جاءنی زید قد رکب ابوہ (آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا باپ سوار ہو چکا ہے) جاءنی عامل ہے رکب ماضی حال ہے اس میں رکوب اب محیئت زید پر مقدم ہے حالانکہ نحویوں کے ہاں حال کا اور اس کے عامل کا زمانہ ایک ہوتا ہے لھذا قد کا ماضی پر داخل ہونا ضروری ہے تا کہ وہ ماضی کو زمانہ عامل کے قریب کر دے تا کہ حال اور اس کے عامل کا زمانہ حکما ایک ہو جائے اگرچہ حقیقۃً ایک نہیں ہے۔

وَيَجُوزُ الْفَصلُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْفِعْلِ بِالْقَسَمِ نَحْوُ قَدْ وَاللهِ اَحْسَنْتَ وَقَدْ يُحْذَفُ الْفِعْلُ بَعْدَ قَدْ عِنْدَ الْقَرِيْنَةِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ ۔شِعْرٌ......اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ اَنَّ رِكَابَنَا ☆ لَمَّا تَزَلْ بِرِحَالِنَا وَكَانْ قَدِنْ ......اَیْ وَكَانْ قَدْ زَالَتْ

ترجمہ وتشریح:۔ قد اوراس کے فعل کے درمیان قسم کے ساتھ فاصلہ جائز ہے جیسے قد وللّٰہ احسنت (اللہ کی قسم تحقیق تو نے اچھا کیا)اور قرینہ کے وقت کبھی قد کے فعل کو حذف بھی کیا جاتا ہے جیسے شاعر کا قول افد الترحل الخ (یہ شعرنابغہ زبیانی کا ہے جس کا نام زیاد بن معاویہ ہے)افد بروزن علم بمعنی قریب ہوا الترحل بروزن التفعل بمعنی کوچ کرنا یہ افد کا فاعل ہے غیر بمعنی الا ہے رکاب کا معنی سفر میں سواری کے اونٹ ۔لما حرف نفی عامل جازم ہے تزل اصل میں تزول تھا لما عامل جازم کی وجہ سے واؤ گر گئی رحال جمع ہے رحل کی بمعنی کجاوے۔ کان مخفف ہے اس کا اسم ضمیر محذوف ہے جو رکاب کی طرف لوٹتی ہے اصل میں کانها تھا قدن میں نون تنوین ترنم ہے۔

شعر کا ترجمہ:۔کوچ کرنا قریب ہو گیا مگر تحقیق ہماری سواری کے اونٹ ہمیشہ ہمارے کجاووں کے ساتھ رہے (یعنی انہوں نے کوچ نہیں کیا) گویا کہ وہ سواریاں عنقریب زائل ہو جائیں گی (یعنی کوچ کریں گی کیونکہ کوچ کرنے کا پختہ ارادہ ہے)

فائدہ:۔محل استشہاد کانْ قدِنْ ہے اس شعر میں قد کا فعل محذوف ہے اصل عبارت تھی کان قد زالت ۔[1]

فَصْل حَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ اَلْهَمْزَةُ وَهَلْ لَهُمَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَتَدْخُلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ اَزَيْدٌ قَائِمٌ اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ وَدُخُولُهُمَا عَلَى الْفِعْلِيَّةِ اَكْثَرُ اِذَا لِاسْتِفْهَامِ بِالْفِعْلِ اَوْلٰى

ترجمہ وتشریح:۔استفہام کے دو حرف ھمزہ اور ھل ہیں ان دونوں کیلئے صدارت کلام ہے (یعنی شروع کلام میں آتے ہیں تا کہ ابتداء ہی سے معلوم ہو جائے کہ یہ کلام خبری نہیں استفہامی ہے) اور وہ جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ اسمیہ ہو جیسے ازید قائم (کیا زید کھڑا ہونے والا ہے) یا فعلیہ ہو جیسے ھل قام زید (کیا زید کھڑا ہے) اوران دونوں کا جملہ فعلیہ پر داخل ہونا بنسبت جملہ اسمیہ کے اکثر ہے کیونکہ فعل کا استفہام بنسبت اسم کے اولی ہے۔

---

[1] ترکیب شعر:۔افد صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف، الترحل مستثنی منہ، غیر حرف استثناء ان حرف از حروف مشبہ بالفعل، رکابنا مضاف مضاف الیہ سے ملکر ان کا اسم، لما حرف نفی جازم، تزل صیغہ واحدہ مونثہ غائبہ فعل مضارع معروف ھی ضمیر در و مستتر راجع بسوئے رکاب مرفوع محلا ذو الحال، برحالنا جار مجرور ظرف لغو متعلق تزل فعل کے واؤ حالیہ کان مخفف کان کا حرف از حروف مشبہ بالفعل ھی ضمیر محذوف راجع بسوئے رکاب اسم ہے کان کا قدن جو اصل میں قد زالت تھا یہ جملہ فعلیہ کان کی خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال ہے تزل کی ھی ضمیر سے ذو الحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا تزل کا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ان کی خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مستثنی، مستثنی منہ مستثنی سے ملکر فاعل ہوا افد کا فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَقَدْ تَدْخُلُ الْهَمْزَةُ فِي مَوَاضِعَ لَايَجُوزُ دُخُولُ هَلْ فِيهَا نَحْوُ اَزَيْدًا ضَرَبْتَ وَاَتَضْرِبُ زَيْدًا وَهُوَ اَخُوكَ وَاَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو وَاَوَمَنْ كَانَ وَاَفَمَنْ كَانَ وَاَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ وَلَا تُسْتَعْمَلُ هَلْ فِي هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ وهٰهُنَا بَحْثٌ

ترجمہ وتشریح:۔ مصنفؒ یہاں سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ همزہ کا استعمال هل سے زیادہ ہے چنانچہ همزہ ایسی جگہوں پر آتا ہے جہاں هل نہیں آسکتا اور وہ چار جگہیں ہیں۔

چار جگہیں:۔(۱)اول یہ کہ فعل کے ہوتے ہوئے همزہ اسم پر داخل ہو جیسے ازیدا ضربت (کیا تو نے زید کو مارا ہے) اس جگہ هل زیدا ضربت کہنا جائز نہیں (۲) دوسری جگہ استفہام انکاری میں همزہ استفہام کو لانا جائز ہے هل کو لانا جائز نہیں جیسے اتضرب زیدا وهو اخوك (کیا تو زید کو مارتا ہے حالانکہ وہ تیرا بھائی ہے) یہاں استفہام انکاری ہے جس کام کا استفہام ہو رہا ہے اس سے روکنا مقصود ہے۔یعنی تجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے ایسی جگہ میں هل تضرب زیدا وهو اخوك کہنا جائز نہیں کیونکہ انکار کیلئے همزہ استعمال ہوتا ہے نہ کہ هل۔(۳) تیسری جگہ ام متصلہ کے ساتھ همزہ استفہام کو لانا درست ہے هل کو لانا جائز نہیں جیسے ازید عندك ام عمرو اس جگہ هل زيد عندك ام عمرو کہنا جائز نہیں کیونکہ ام متصلہ کے ساتھ همزہ ہی لایا جاتا ہے۔

(۴) چوتھی جگہ همزہ استفہام حرف عطف پر داخل ہوتا ہے نہ کہ هل جیسے او من كان ميتا یا افمن كان یا اثم اذا ماوقع واؤ عاطفہ اور فا عاطفہ اور ثم عاطفہ پر همزہ استفہام داخل ہوا ہے یہاں هل ومن كان یا هل فمن كان وغیرہ کہنا جائز نہیں ۔بہر حال استفہام میں اصل همزہ ہے هل اس کی فرع ہے لہٰذا همزہ میں وسعت ہوگی نہ کہ هل میں۔

هٰهنا بحث:۔ یہاں بحث ہے وہ یہ کہ بعض مواضع ایسے بھی ہیں کہ جہاں هل آتا ہے اور همزہ اس جگہ نہیں آتا اول یہ کہ هل پر حرف عطف داخل ہوتا ہے همزہ پر داخل نہیں ہوتا جیسے فهل انتم منتهون۔دوم یہ کہ ام کے بعد هل آتا ہے همزہ نہیں۔ سوم یہ کہ هل استفہامیہ نفی کا فائدہ دیتا ہے حتی کہ اس کے بعد حرف الا اثبات کیلئے لانا جائز ہے اور همزہ ایسا نہیں آتا جیسے هل جزاء الاحسان الا الاحسان (نہیں ہے بدلہ احسان کا مگر احسان) چہارم: اس مبتدأ کی خبر جو هل کے بعد ہو اس پر حرف باء تاکید نفی کیلئے آتی ہے اگر همزہ ہو تو نہیں آتی جیسے هل زيد بقائم۔

فَصْلٌ حُرُوفُ الشَّرْطِ اِنْ وَلَوْ وَاَمَّا لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَيَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ اِسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا اَوْ فِعْلِيَّتَيْنِ اَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ

ترجمہ وتشریح:۔حرف شرط ان اور لو اور اما ہیں ان کیلئے صدارت کلام ہے (یعنی ہمیشہ شروع کلام میں آتے ہیں تا کہ شروع ہی سے کلام کی خاص قسم پر دلالت کریں کہ یہ کلام شرطیہ ہے) ان تینوں میں سے ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے خواہ وہ دونوں جملے اسمیہ ہوں یا فعلیہ ہوں یا مختلف ہوں کہ ایک اسمیہ دوسرا فعلیہ ہو پہلے جملہ کو شرط دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

فائدہ:۔لیکن یاد رکھیں کہ یہ تعمیم کہ ہر قسم کے جملوں پر داخل ہوتے ہیں یہ بات حرف ان اور لو میں صحیح نہیں کیونکہ یہ دونوں جملہ اسمیہ پر

داخل نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ جملہ فعلیہ پر ہی داخل ہوتے ہیں پھر مصنفؒ کی یہ تعمیم مصنفؒ کے آنے والے قول کے بھی منافی ہے آگے فرمارہے ہیں ویلزمهما الفعل لفظا كما مر او تقديرا (کہ لازم ہے ان دو کو فعل لفظی یا تقدیری) تو جب فعل ان اور لو کو لازم ہے تو یقیناً یہ جملہ فعلیہ ہی پر داخل ہونگے لھذا صرف اما حرف شرط ہر قسم کے جملے پر داخل ہوتا ہے نہ کہ ان اور لو (البتہ یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ اسمیہ سے مراد عام ہے خواہ حقیقۃً اسمیہ ہو یا ظاہراً اسمیہ ہو حقیقۃً فعلیہ ہو جیسے وان احد من المشركين استجارك اور لو انتم تملكون ان دونوں جگہوں میں ظاہراً جملہ اسمیہ پر ان اور لو داخل ہیں اگرچہ حقیقت میں یہ دونوں جملہ فعلیہ ہیں تفصیل بڑی کتابوں میں ہے اب مصنفؒ پر اعتراض نہیں ہوگا۔

فَاِنْ لِلْاِسْتِقْبَالِ وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ اِنْ زُرْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ وَلَوْ لِلْمَاضِيْ وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ لَوْ تَزُوْرُنِيْ اَكْرَمْتُكَ وَيَلْزَمُهُمَا الْفِعْلُ لَفْظًا كَمَا مَرَّ اَوْ تَقْدِيْرًا نَحْوُ اِنْ اَنْتَ زَائِرِيْ فَاَنَا اُكْرِمُكَ

ترجمہ وتشریح:۔کلمہ ان استقبال کیلئے آتا ہے اگرچہ داخل ہو ماضی پر (یعنی چاہے مضارع پر داخل ہو یا ماضی پر دونوں صورتوں میں یہ استقبال کا فائدہ دیتا ہے) جیسے ان زرتني اكرمتك (اگر تو میری زیارت کریگا تو میں تیرا اکرام کروں گا) اور کلمہ لو ماضی کیلئے آتا ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو جیسے لو تزورني اكرمتك (اگر تو میری زیارت کرتا تو میں تیرا اکرام کرتا) اور ان دونوں کو فعل لازم ہے یعنی ہمیشہ فعل پر داخل ہوتے ہیں خواہ وہ فعل لفظاً ہو جیسے گزر چکا ہے خواہ تقدیراً ہو جیسے ان انت زائري فانا اكرمك اصل میں تھا ان كنت زائري فانا اكرمك (اگر تو میری زیارت کرنیوالا ہوتا تو میں تیرا اکرام کرتا) کنت فعل کو حذف کیا گیا تو ت ضمیر متصل کو ضمیر منفصل انت سے بدل دیا ان انت ہوگیا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنْ لَا تُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِي الْاُمُوْرِ الْمَشْكُوْكَةِ فَلَا يُقَالُ آتِيْكَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ بَلْ يُقَالُ آتِيْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

ترجمہ وتشریح:۔اور جان لیجئے کہ تحقیق کلمہ ان نہیں استعمال کیا جاتا مگر امور مشکوکہ میں (یعنی جن کے وجود وعدم میں شک ہو) پس نہیں کہا جائیگا آتیک ان طلعت الشمس (میں تیرے پاس آؤنگا اگر سورج طلوع ہوگا) کیونکہ سورج کا طلوع ہونا یقینی امر ہے نہ کہ مشکوک بلکہ اسوقت یوں کہا جائیگا آتیک اذا طلعت الشمس (میں تیرے پاس آؤنگا جب سورج طلوع ہوگا) کیونکہ کلمہ اذا امور یقینیہ کیلئے آتا ہے اور سورج کا طلوع ہونا بھی امر یقینی ہے۔

وَلَوْ تَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ بِسَبَبِ نَفْيِ الْجُمْلَةِ الْاُوْلٰى كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَوْ كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَ تَا

ترجمہ وتشریح:۔اور لو دلالت کرتا ہے جملہ ثانیہ کی نفی پر جملہ اولی کی نفی کے سبب سے یعنی انتفاء ثانی بسبب انتفاء اول کیلئے آتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا (اگر زمین وآسمان میں اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود ہوتے تو وہ دونوں ضرور تباہ ہوجاتے) تو اس آیت میں لو نے اس بات پر دلالت کی کہ فساد عالم منتفی ہے بسبب منتفی ہونے تعدد آلھہ کے

فائدہ:۔لوکا استعمال اس معنی میں کثیر اور متعارف ہے کلمہ لو کے اور معانی بھی ہیں تفصیل بڑی کتب میں ہے۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ فِي أَوَّلِ الْكَلَامِ وَتَقَدَّمَ عَلَى الشَّرْطِ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ الْفِعْلُ الَّذِي تَدْخُلُ عَلَيْهِ حَرْفُ الشَّرْطِ مَاضِيًا لَفْظًا نَحْوُ وَاللهِ إِنْ أَتَيْتَنِي لَأُكْرِمَنَّكَ أَوْ مَعْنًى نَحْوُ وَاللهِ إِنْ لَمْ تَأْتِنِي لَأَهْجُرَنَّكَ وَحِينَئِذٍ تَكُونُ الْجُمْلَةُ الثَّانِيَةُ فِي اللَّفْظِ جَوَابًا لِلْقَسَمِ لَا جَزَاءً لِلشَّرْطِ فَلِذٰلِكَ وَجَبَ فِيهَا مَا وَجَبَ فِي جَوَابِ الْقَسَمِ مِنَ اللَّامِ وَنَحْوِهَا كَمَا رَأَيْتَ فِي الْمِثَالَيْنِ

ترجمہ:اور جس وقت واقع ہو قسم شروع کلام میں اور شرط پر مقدم ہو تو واجب ہے یہ کہ ہو وہ فعل جس پر حرف شرط داخل ہے ماضی خواہ لفظا ہو جیسے واللہ ان اتیتنی لاکرمنک یا معنی ہو جیسے واللہ ان لم تأتنی لاھجرنک اور اس وقت ہوگا جملہ ثانیہ لفظ میں جواب قسم نہ کہ جزاء شرط پس اسی وجہ سے واجب ہے اس جملہ میں وہ چیز جو واجب ہوتی ہے جواب قسم میں یعنی لام اور اس کی مثل جیسا کہ آپ نے دیکھ لیا دونوں مثالوں میں۔

تشریح:۔یعنی جب قسم اول کلام میں واقع ہو اور پھر وہ شرط پر مقدم ہو تو اس وقت اس فعل کا جس پر حرف شرط داخل ہے ماضی ہونا ضروری ہے خواہ وہ ماضی لفظاً ہو جیسے واللہ ان اتیتنی لاکرمنک (اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس آئیگا تو میں تیرا اکرام کروں گا) خواہ وہ فعل ماضی معنیً ہو (لفظا ماضی نہ ہو بایں طور کہ وہ لفظا مضارع ہو جس پر لم جازمہ جحد یہ داخل ہوا جس کی وجہ سے وہ مضارع ماضی منفی بن گیا) جیسے واللہ ان لم تأتنی لاھجرنک (اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس نہ آئیگا تو میں تجھے بیہودہ الفاظ کہوں گا) [1]

وحینئذ الخ:۔اس وقت جب کہ قسم اول کلام میں ہو اور شرط پر مقدم ہو تو دوسرا جملہ (یعنی وہ جملہ جو قسم اور شرط دونوں کے بعد مذکور ہے) باعتبار لفظ کے حرف قسم کا جواب ہوگا نہ کہ شرط اور قسم دونوں کا کیونکہ دونوں کا جواب ہونے کی صورت میں اس کا مجزوم وغیر مجزوم ہونا لازم آئیگا اس اعتبار سے شرط کا جواب ہے مجزوم ہونا لازم آئیگا اور اس اعتبار سے کہ وہ قسم کا جواب ہے غیر مجزوم ہونا لازم آئیگا اور یہ محال ہے لیکن باعتبار معنی کے وہ جواب قسم بھی ہے کیونکہ اس پر قسم واقع ہے اور شرط کی جزاء بھی ہے کیونکہ پیچھے شرط مذکور ہے۔

فلذالک وجب الخ:پس اسی وجہ سے کہ دوسرا جملہ اسوقت باعتبار لفظ کے جواب قسم ہے نہ کہ جزاء شرط تو اس دوسرے جملہ میں اس چیز کا لانا واجب ہے جو جواب قسم میں آتی ہے یعنی لام اور اسکی مثل مثلاً ان جملہ مثبتہ میں اور ما اور لا جملہ منفیہ میں جیسا کہ آپ نے مذکورہ دونوں مثالوں میں دیکھ لیا کہ دوسرا جملہ فعلیہ مثبتہ تھا تو اس پر لام داخل ہوا۔

---

[1] فائدہ:۔صورت مذکورہ میں حرف شرط کے مدخول فعل کا ماضی ہونا اس لئے ضروری ہے کہ جب حرف شرط کا عمل اور اثر جزاء میں باطل ہوگیا کیونکہ جزاء اس وقت جواب قسم ہے تو ضروری ہے کہ حرف شرط کا مدخول فعل ماضی ہوتا کہ وہ حرف شرط شرط میں بھی عمل نہ کرے اور مکمل طور پر حرف قسم کا تقاضا پورا ہو۔

اَمَّا اِنْ وَقَعَ الْقَسَمُ فِیْ وَسْطِ الْکَلَامِ جَازَ اَنْ یُعْتَبَرَ الْقَسَمُ بِاَنْ یَّکُوْنَ الْجَوَابُ لَهٗ نَحْوُ اِنْ اَتَیْتَنِیْ وَاللّٰهِ لَاٰتِیَنَّکَ وَجَازَ اَنْ یُّلْغٰی نَحْوُ اِنْ تَاْتِنِیْ وَاللّٰهِ اٰتِکَ

ترجمہ:۔لیکن اگر قسم وسط کلام میں واقع ہو تو جائز ہے کہ اعتبار کیا جائے قسم کا بایں طور کہ جواب اسی کا ہو اور جائز ہے کہ قسم کو لغو کیا جائے۔

تشریح:۔ یعنی اگر شرط کے مقدم ہونے کی وجہ سے یا کسی اور چیز کے مقدم ہونے کی وجہ سے قسم وسط کلام میں واقع ہو تو یہ بھی جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کیا جائے اور آنے والا جواب جواب قسم ہو (اس وقت شرط کا ماضی ہونا ضروری ہے) جیسے ان اتیتنی واللّٰه لاٰتینک (اگر تو میرے پاس آئیگا تو اللہ کی قسم البتہ میں ضرور بضرور تیرے پاس آؤنگا) اور یہ بھی جائز ہے کہ قسم کو لغو کیا جائے اس کا اعتبار نہ کیا جائے اور آنے والے جواب کو جزاء قرار دیا جائے اور اس پر جزاء والے احکام جاری کئے جائیں (اس وقت شرط کا ماضی ہونا ضروری نہیں) جیسے ان تاتنی واللّٰه اٰتک (اگر تو میرے پاس آئیگا اللہ کی قسم تو میں تیرے پاس آؤنگا) اس مثال میں شرط فعل مضارع ہے اور آتک شرط کی جزاء ہے نہ کہ جواب قسم اور اس پر جزاء والے احکام جاری ہیں کہ یہ مجزوم ہے۔

وَاَمَّا لِتَفْصِیْلِ مَا ذُکِرَ مُجْمَلاً نَحْوُ اَلنَّاسُ سَعِیْدٌ وَشَقِیٌّ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ

ترجمہ:۔اور اما اس چیز کی تفصیل کیلئے آتا ہے جس کا اجمالی ذکر کیا گیا ہو جیسے الناس سعید الخ

تشریح:۔یعنی حرف اما اس چیز کی تفصیل کے لئے آتا ہے جس کو متکلم نے پہلے مجمل بیان کیا ہو جیسے الناس سعید وشقی اما الذین سعدوا الخ (لوگ نیک بخت اور بد بخت ہیں لیکن جو نیک بخت بنائے گئے ہیں وہ جنت میں ہیں اور جو بد بخت ہیں وہ آگ میں ہیں) اس میں سعید و شقی میں اجمال ہے پھر سعید کی تفسیر وتفصیل اما الذین سعدوا ففی الجنة سے کی گئی ہے اور شقی کی تفسیر وتفصیل اما الذین شقوا ففی النار سے کی گئی ہے۔[1]

وَیَجِبُ فِیْ جَوَابِهَا الْفَاءُ وَاَنْ یَّکُوْنَ الْاَوَّلُ سَبَبًا لِلثَّانِیْ وَاَنْ یُّحْذَفَ فِعْلُهَا مَعَ اَنَّ الشَّرْطَ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ فِعْلٍ وَذٰلِکَ لِیَکُوْنَ تَنْبِیْهًا عَلٰی اَنَّ الْمَقْصُوْدَ بِهَا حُکْمُ الْاِسْمِ الْوَاقِعِ بَعْدَهَا نَحْوُ اَمَّا زَیْدٌ فَمُنْطَلِقٌ تَقْدِیْرُهٗ مَهْمَا یَکُنْ مِنْ شَیْءٍ فَزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ فَحُذِفَ الْفِعْلُ وَالْجَارُ وَالْمَجْرُوْرُ وَاُقِیْمَ اَمَّا مَقَامَ مَهْمَا حَتّٰی بَقِیَ اَمَّا فَزَیْدٌ

---

[1] فائدہ:۔وہ شئ مجمل کبھی ملفوظ ہوتی ہے جیسے مثال گزر چکی ہے اور کبھی مقدر ہوتی ہے لیکن مخاطب کو قرائن سے معلوم ہوتی ہے اس لئے متکلم تفسیر کر دیتا ہے اس مجمل مقدر کی جس کا ذکر پہلے نہیں ہوتا جیسے اما زید فاکرمنی واما عمرو فضربنی (لیکن زید نے میرا اکرام کیا اور عمر نے مجھے مارا) متکلم یہ کلام اس مخاطب کے سامنے کرے جس کو پہلے یہ معلوم ہو کہ میرے دو بھائی زید اور عمرو سے متکلم نے ملاقات کی ہے یہاں مجمل کلام مقدر ہے اصل میں یوں تھا لقیت اخوتک (میں تیرے بھائیوں سے ملا ہوں) یہ مجمل کلام مقدر ہے آگے اما زید الخ اس کی تفسیر ہے اما کبھی استیناف کیلئے آتا ہے یعنی اس سے پہلے بالکل کسی قسم کی کلام مجمل نہیں ہوتی نہ مذکور نہ مقدر جیسے کتابوں کے خطبوں میں واقع ہوتا ہے اما بعد الخ

مُنْطَلِقٌ وَلَمَّا لَمْ يُنَاسِبْ دُخُوْلُ حَرْفِ الشَّرْطِ عَلٰى فَاءِ الْجَزاءِ نَقَلُوْا الْفَاءَ اِلَى الْجُزْءِ الثَّانِيْ وَوَضَعُوْا الْجُزْءَ الْاَوَّلَ بَيْنَ اَمَّا وَالْفَاءِ عِوَضًا عَنِ الْفِعْلِ الْمَحْذُوْفِ

ترجمہ وتشریح:۔اور واجب ہے اس کے جواب میں فاء اور یہ کہ اول ثانی کا سبب ہو اور یہ کہ حذف کیا جائے اس کے فعل کو باوجودیکہ شرط کیلئے فعل کا ہونا ضروری ہے تاکہ ہو جائے تنبیہ اس بات پر کہ مقصود اس اما کے ساتھ اس اسم پر حکم لگانا ہے جو اما کے بعد ہے جیسے اما زید الخ یعنی اما کے جواب میں فا کا آنا اور اول جملہ کا ثانی کیلئے سبب کا ہونا واجب ہے تاکہ فاء اور سببیت اما کے حرف شرط ہونے پر دلالت کریں جیسے اما الذین سعدوا ففی الجنۃ الخ میں ففی الجنۃ ففی النار جو جواب ہے اس میں فاء آتی ہے اور اول جملہ سعدوا (یعنی سعادت) ثانی (یعنی دخول جنۃ) کا سبب ہے اسی طرح شقاوت دخول نار کا سبب ہے۔

وان یحذف الخ:۔اور یہ بھی واجب ہے کہ کلمہ اما کا فعل محذوف ہو باوجودیکہ حرف شرط کیلئے فعل کا ہونا ضروری ہے لیکن پھر بھی فعل شرط کو حذف کرنا واجب ہے تاکہ حذف فعل سے اس امر پر تنبیہ ہو جائے کہ اما سے جو تفسیر ہوئی ہے اس سے مقصود وہ اسم ہے جو اما کے بعد واقع ہے فعل مقصود نہیں جیسے اما زید فمنطلق اس کلام کی تقدیر اور اصل یہ ہے کہ مھما یکن من شئ فزید منطلق (جو کچھ بھی ہو پس زید چلنے والا ہے) اس میں یکن فعل شرط اور جار مجرور (جو کہ من شی ہے) ان کو حذف کر دیا گیا اور مھما کی جگہ اما کو قائم کیا گیا تو اما فزید منطلق رہ گیا۔

ولما لم یناسب الخ:۔اور جب کہ اما حرف شرط کا فاء جزائیہ پر داخل ہونا مناسب نہیں تھا تو نحویوں نے جزو اول یعنی فزید سے فاء کو نقل کیا جزو ثانی یعنی منطلق کی طرف اور جزو اول یعنی زید کو اما حرف شرط اور فاء جزائیہ کے درمیان فعل محذوف کے عوض میں رکھ دیا تاکہ حرف شرط یعنی اما اور حرف جزاء یعنی فاء کے درمیان اتصال نہ ہو تو اما زید فمنطلق ہوا۔

ثُمَّ ذٰلِکَ الْجُزْءُ الْاَوَّلُ اِنْ كَانَ صَالِحًا لِلْاِبْتِدَاءِ فَهُوَ مُبْتَدَأٌ كَمَا مَرَّ وَاِلَّا فَعَامِلُهٗ مَا يَكُوْنُ بَعْدَ الْفَاءِ كَاَمَّا يَوْمُ الْجُمْعَةِ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَمُنْطَلِقٌ عَامِلٌ فِيْ يَوْمِ الْجُمْعَةِ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ

ترجمہ:۔پھر یہ جزو اول اگر مبتدأ بننے کے لائق ہے تو وہ مبتدأ ہوگا جیسے گزر چکا ہے ورنہ اس کا عامل وہ ہوگا جو فا کے بعد ہے الخ۔

تشریح:۔پھر جزو اول یعنی وہ اسم جو اما کے بعد ہے اگر مبتدأ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے بایں طور کہ وہ اسم ظرف نہیں ہے تو یہ جزو اول مبتدأ ہوگا جیسے مثال گزر چکی ہے اما زید فمنطلق میں زید مبتدأ فمنطلق خبر ہے اور اگر مبتدأ ہونے کی صلاحیت نہیں ہے بایں طور کہ وہ اسم ظرف ہے تو اس جزو اول کا عامل وہ ہوگا جو فاء کے بعد ہے جیسے اما یوم الجمعۃ فزید منطلق (لیکن جمعہ کے دن میں پس زید چلنے والا ہے) اس میں جزو اول یعنی یوم الجمعہ ظرف ہونے کی وجہ سے مبتدأ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا لھذا یہ منصوب ہو کر مفعول فیہ ہوگا منطلق کا جو فاء کے بعد ہے۔

فَصْلٌ حَرْفُ الرَّدْعِ كَلَّا وُضِعَتْ لِزَجْرِ الْمُتَكَلِّمِ وَرَدْعِهٖ عَمَّا يَتَكَلَّمُ بِهٖ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَمَّا اِذَا مَا

ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَه فَيَقُولُ رَبِّي اَهَانَنْ كَلَّا اَیْ لَا يَتَكَلَّمُ بِهٰذَا فَاِنَّه لَيْسَ كَذٰلِكَ

ترجمہ: حرف ردع کلا ہے وضع کیا گیا ہے متکلم کو زجر کرنے کیلئے اور اس بات سے روکنے کیلئے جسکا تکلم کرتا ہے الخ

تشریح:۔ ردع کا معنی جھڑکنا، ڈانٹنا، باز رکھنا ہے حرف ردع کلا بھی متکلم کو جھڑکنے اور اس چیز سے روکنے کیلئے وضع کیا گیا ہے جس کا متکلم تکلم کررہا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے اما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ الخ (لیکن جب اللہ تعالی اس کی آزمائش کرتا ہے پس وہ اس پر رزق تنگ کردیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے میری اہانت کی ہے وہ ہرگز ایسا نہ کہے) مصنفؒ نے ای لا یتکلم الخ سے کلا کے معنی کی تفسیر کی ہے یعنی وہ ہرگز ایسا نہ کہے کیونکہ تحقیق معاملہ اسطرح نہیں ہے کیونکہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ جو اللہ تعالی کے ہاں ذلیل ہیں اللہ تعالی انکو فراخ روزی عطا کرتے ہیں اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالی کے ہاں عزت والے ہیں مگر اللہ تعالی انکے رزق میں تنگی کرتا ہے

هٰذَا بَعْدَ الْخَبَرِ وَقَدْ تَجِيءُ بَعْدَ الْاَمْرِ اَيْضًا كَمَا اِذَا قِيْلَ لَكَ اِضْرِبْ زَيْدًا فَقُلْتَ كَلَّا اَیْ لَا اَفْعَلُ هٰذَا قَطُّ وَقَدْ تَجِيءُ بِمَعْنَى حَقًّا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ وَحِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ اِسْمًا يُبْنٰى لِكَوْنِهٖ مُشَابِهًا لِكَلَّا حَرْفًا وَقِيْلَ تَكُوْنُ حَرْفًا اَيْضًا بِمَعْنٰى اِنَّ لِتَحْقِيْقِ الْجُمْلَةِ نَحْوُ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى بِمَعْنٰى اِنَّ

ترجمہ وتشریح:۔ یہ تفصیل خبر کے بعد ہے اور کبھی کلا امر کے بعد بھی آتا ہے یعنی کلا کی وضع متکلم کو جھڑکنے کیلئے اس وقت ہے جب وہ خبر کے بعد ہو جیسا کہ مثال گزرچکی ہے لیکن کبھی کلا امر کے بعد بھی آتا ہے اس وقت یہ معنی دیگا کہ مخاطب نے اس کے امر کو قبول نہیں کیا جیسے آپ کو کہا گیا اضرب زیدا آپ اس کے جواب میں کہیں کلا ہرگز نہیں تو آپ کا مقصود یہ ہے کہ لا افعل هذا قط (میں اس کام کو ہرگز نہیں کروں گا) یعنی میں زید کو ہرگز نہیں ماروں گا۔ اور کلا بمعنی حقا بھی آتا ہے یعنی مضمون جملہ کو پکا کرنے کیلئے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے کلا سوف تعلمون (پکی بات ہے کہ عنقریب تم جان لوگے) اور جب کلا بمعنی حقا ہو تو اس وقت یہ اسم ہوتا ہے نہ کہ حرف اور اسم میں تو اصل معرب ہونا ہے مگر یہ اسوقت بھی مبنی ہوگا کیونکہ اس کی کلا حرفی کے ساتھ مشابہت ہے لفظاً بھی اور معنی بھی لفظی مشابہت تو ظاہر ہے معنوی مشابہت یہ ہے کہ جیسے کلا حرفی زجر کیلئے آتا ہے اسی طرح کلا اسمی جو بمعنی حقا ہے اس سے بھی اس چیز کو جھڑکا جاتا ہے جس کو متکلم بول رہا ہے تاکہ اس کی ضد محقق اور ثابت ہوجائے۔

وقیل تکون حرفا الخ:۔ لیکن بعض نحویوں کسائی وغیرہ نے کہا ہے کہ کلا بمعنی حقا اسم نہیں بلکہ حرف ہے اور بمعنی انّ ہے جملہ کے مضمون کی تحقیق کیلئے آتا ہے جیسے انّ جملہ کے مضمون کی تحقیق کرتا ہے اس کو پکا کرتا ہے جیسے کلا ان الانسان لیطغی (تحقیق انسان البتہ سرکشی کرتا ہے)

فَصْلٌ تَاءُ التَّاْنِيْثِ السَّاكِنَةُ تَلْحَقُ الْمَاضِیَ لِتَدُلَّ عَلٰى تَاْنِيْثِ مَا اُسْنِدَ اِلَيْهِ الْفِعْلُ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ وَقَدْ عَرَفْتَ مَوَاضِعَ وُجُوْبِ اِلْحَاقِهَا وَاِذَا لَقِيَهَا سَاكِنٌ بَعْدَهَا وَجَبَ تَحْرِيْكُهَا بِالْكَسْرِ لِاَنَّ السَّاكِنَ اِذَا

حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ نَحْوُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ وَحَرَکَتُھَا لَا تُوْجِبُ رَدَّ مَا حُذِفَ لِاَجْلِ سُکُوْنِھَا فَلَا یُقَالُ رَمَاتِ الْمَرْأَۃُ لِاَنَّ حَرَکَتَھَا عَارِضِیَّۃٌ وَاقِعَۃٌ لِرَفْعِ اِلْتِقَاءِ السَّاکِنَیْنِ فَقَوْلُھُمُ الْمَرْأَتَانِ رَمَاتَا ضَعِیْفٌ

ترجمہ وتشریح:۔ تاءتانیث ساکنہ لاحق ہوتی ہے ماضی کو یعنی تاء متحرکہ تو اسم کی نشانی ہے جیسے ضـــاربۃ تاءساکنہ ماضی کے آخر میں لاحق ہوتی ہے تاکہ وہ اس چیز کے مؤنث ہونے پر دلالت کرے جس کی طرف فعل کا اسناد ہے یعنی یہ بتلائے کہ فعل کا مسندالیہ مؤنث ہے خواہ وہ مسندالیہ فاعل ہو جیسے ضربت ھند (صیغۂ معروف کے ساتھ) یا نائب فاعل ہو جیسے ضُرِبَتْ ھند (صیغۂ مجہول کے ساتھ) وقـد عـرفـت الخ:۔ اور آپ پہچان چکے ہیں اس تاءتانیث ساکنہ کے لاحق ہونے کی وجوب کی جگہیں (فاعل کی بحث میں یہ تفصیل گزر چکی ہے)

واذا لقیھا الخ:۔ اور جب تاءتانیث ساکنہ کے بعد کوئی حرف ساکن لاحق ہو تو اس وقت اس تاء کو حرکت کسرہ دینا واجب ہے تاکہ التقاء ساکنین کی خرابی لازم نہ آئے پھر حرکت کسرہ اس لئے دیتے ہیں کہ ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو حرکت کسرہ ہی دی جاتی ہے ضابطہ ہے کہ ساکن کو حرکت دینے میں کسرہ اصل ہے جیسے قد قـامـت الـصـلـوۃ اس میں قـامـت کی تاءساکنہ تھی جب الـصـلـوۃ کا لفظ ملا تو لام ساکن لاحق ہو گیا تاءساکنہ کے بعد تو تاء کو کسرہ دیدیا گیا۔

وحـرکتھـا الخ: یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ تاءساکنہ اور ایک اور ساکن کے جمع ہونے کی وجہ سے جب التقاء ساکنین ہوا اور ان دو ساکنوں میں سے ایک کو جو تاءساکنہ کے علاوہ تھا اسکو حذف کیا تو جب پھر تاءتانیث ساکنہ متحرک ہو تو اول ساکن جو حذف ہوا ہے اس کو لوٹ آنا چاہیے کیونکہ حذف کی علت جو التقاء ساکنین تھی وہ تاءتانیث ساکنہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے زائل ہوگئی مثلا رمت جو اصل میں رمیت تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح قـال وبـاع والے قانون کی وجہ سے یا کو الف سے بدلا تو رمات ہوا التقاء ساکنین ہوا الف ساکن اور تاءساکنہ کے درمیان تو اول مدہ ہے اس کو حذف کیا تو رمت ہوا جب المرأۃ کا لفظ اس کے ساتھ ملا تو المرأۃ کا ہمزہ وصلی درمیان سے گر گیا اب رمت کی تاءتانیث ساکنہ اور لام ساکن کے درمیان التقاء ساکنین ہوا اسکو دفع کرنے کیلئے تاءتانیث ساکنہ کو حرکتِ کسرہ دی رمـت المرأۃ ہوا اب تاءتانیث ساکنہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے رمت کے الف ساکن محذوف شدہ کو واپس آجانا چاہیے۔ رمات المرأۃ پڑھنا چاہیے کیونکہ اس کے حذف ہونے کی علت زائل ہو چکی ہے؟

جواب:۔ مصنفؒ نے اس کا جواب دیا کہ تاءتانیثِ ساکنہ کی حرکت اس ساکن کے واپس ہونے کو واجب نہیں کرتی جو اس کے ساکن ہونے کی وجہ سے حذف ہوا لھذا رمات المرأۃ نہیں کہا جائیگا کیونکہ اس تاءتانیث ساکنہ کی حرکت عارضی ہے التقاء ساکنین کو دفع کرنے کی وجہ سے۔ اور جو حرکت عارضی ہو وہ بمنزل سکون کے ہے گویا اب بھی تاتانیث متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے لھذا رمـــت الـمرأۃ میں الف محذوف واپس نہیں آئیگا لھذا عرب کا یہ قول الـمـرأتـان رماتا ضعیف ہے کیونکہ الف تثنیہ کی وجہ سے تاء متحرک ہوئی اور تاء کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلا الف جو حذف ہوا تھا واپس آگیا حالانکہ اس کا واپس آنا جائز نہیں ہے کیونکہ تاء کی حرکت

عارضی ہے لھذا عرب کا المرأة رماتا پڑھنا ضعیف ہے۔

وَاَمَّا اِلْحَاقُ عَلَامَةِ التَّثْنِيَةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَضَعِيْفٌ فَلَا يُقَالُ قَامَا الزَّيْدَ ان وَقَامُوا الزَّيْدُ وْنَ وَقُمْنَ النِّسَاءُ وَبِتَقْدِيْرِ الْاِلْحَاقِ لَاتَكُوْنُ الضَّمَائِرَ لِئَلَّا يَلْزَمَ الْاِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ بَلْ عَلَامَاتٍ دَالَّةً عَلٰى اَحْوَالِ الْفَاعِلِ كَتَاءِ التَّانِيْثِ

ترجمہ: اور لیکن علامت تثنیہ وجمع مذکر وجمع مؤنث کا لاحق کرنا پس ضعیف ہے پس نہیں کہا جائیگا قاما الزیدان الخ اور لاحق کرنے کی صورت میں یہ علامات ضمائر نہیں ہونگی تا کہ اضمار قبل الذکر لازم نہ آئے بلکہ محض علامات ہونگی جو فاعل کے احوال پر دلالت کرنے والی ہیں جیسے تاء تانیث۔

تشریح:۔ یہ عبارت بھی سوال مقدر کا جواب ہے۔سوال یہ ہے کہ علامت تثنیہ وجمع مذکر جمع مؤنث بھی علامت تانیث کی مثل ہیں لھذا چاہیے کہ مسند الیہ کے تثنیہ وجمع مذکر وجمع مؤنث پر دلالت کرنے کیلئے یہ فعل کے ساتھ لاحق ہوں جیسا کہ تاء تانیث ساکنہ مسند الیہ کے مؤنث ہونے پر دلالت کرنے کیلئے فعل کے آخر میں لاحق ہوتی ہے؟

الجواب:۔ مصنفؒ جواب دیتے ہیں کہ تثنیہ وجمع مذکر وجمع مؤنث کی علامت کا فعل کے آخر میں لاحق ہونا جب کہ فعل کا فاعل اسم ظاہر ہو ضعیف ہے لھذا اقاما الزیدان الف علامت تثنیہ کے لاحق کرنے کے ساتھ یا قاموا الزیدون واؤ علامت جمع مذکر کے لاحق کرنے کے ساتھ یا قمن النساء نون علامت جمع مؤنث کے لاحق کرنے کے ساتھ کہنا ضعیف ہے۔کیونکہ الزیدان اور الزیدون اور النساء جو فاعل اسم ظاہر ہیں یہ خود تثنیہ وجمع مذکر اور جمع مؤنث ہونے پر دلالت کرتے ہیں بخلاف اس صورت کے کہ جب مسند الیہ مؤنث ہو کیونکہ اس میں تانیث کبھی لفظی ہوتی ہے اور کبھی معنوی لھذا فاعل اسم ظاہر مؤنث سے اسکا یقینی طور پر مؤنث ہونا سمجھ میں نہیں آتا جب تاء تانیث ساکنہ فعل کے آخر میں لاحق ہوگی تو یقین ہو جائیگا کہ اس کا مسند الیہ مؤنث ہے۔

وبتقدير الالحاق الخ:۔ اگر بالفرض علامات تثنیہ وجمع مذکر وجمع مؤنث فعل کے آخر میں لاحق کی گئیں جبکہ فاعل اسم ظاہر ہے تو لاحق کرنے کی صورت میں یہ ضمائر نہیں ہونگی تا کہ اضمار قبل الذکر لازم نہ آئے کیونکہ اگر یہ ضمیریں ہوں تو ان کا مرجع اسم ظاہر ہوگا جو ان کے بعد ہے تو اضمار قبل الذکر لازم آئیگا اور یہ ناجائز ہے لھذا اس صورت میں یہ محض علامات ہونگی جو فاعل کے احوال پر دلالت کریں گی کہ فاعل تثنیہ ہے یا جمع مذکر یا جمع مؤنث ہے جیسا کہ تاء تانیث ساکنہ ضمیر نہیں بلکہ محض علامت ہے جو آنے والے فاعل کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

فَصْلٌ اَلتَّنْوِيْنُ نُوْنٌ سَاكِنَةٌ تَتْبَعُ حَرْكَةَ اٰخِرِ الْكَلِمَةِ لَا لِتَاكِيْدِ الْفِعْلِ وَهِيَ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ لِلتَّمَكُّنِ وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِسْمَ مُتَمَكِّنٌ فِيْ مُقْتَضَى الْاِسْمِيَّةِ اَيْ اَنَّهُ مُنْصَرِفٌ نَحْوُ زَيْدٌ وَ رَجُلٌ وَالثَّانِيْ لِلتَّنْكِيْرِ وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِسْمَ نَكِرَةٌ نَحْوُ صَهٍ اَيْ، اُسْكُتْ سُكُوْتًا مَّا فِيْ وَقْتٍ مَّا وَاَمَّا صَهْ بِالسُّكُوْنِ فَمَعْنَاهُ اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الْاٰنَ

ترجمہ: تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو تاکید فعل کیلئے نہ ہو اور وہ پانچ قسم پر ہے اول تمکن کیلئے اور وہ وہ ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اسم اسمیت کے تقاضا میں متمکن ہے راسخ ہے یعنی تحقیق وہ منصرف ہے جیسے زید اور رجل اور دوسری قسم تنکیر کیلئے ہے اور وہ وہ ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ تحقیق اسم نکرہ ہے جیسے صہ یعنی اسکت الخ (چپ کر کسی وقت چپ کرنا) اور لیکن صہْ (سکون کے ساتھ) پس اس کا معنی ہے اسکت السکوت الآن (چپ کر خاص اسی وقت چپ کرنا)

تشریح:۔ تنوین مصدر ہے از باب تفعیل بمعنی تنوین والا ہونا اصطلاح میں تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو اور تاکید فعل کیلئے نہ ہو۔

فائدہ:۔ نون ساکنہ سے مراد یہ ہے کہ اصل وضع کے اعتبار سے ساکن ہو لھذا التقاء ساکنین کی وجہ سے اگر متحرک ہو جائے تو اس پر اعتراض وارد نہ ہوگا جیسے زید ن الفاضل عاد ن الاولی وغیرہ اور تنوین کی ایک اور تعریف بھی ہے کہ تنوین وہ نون ساکن ہے جو پڑھنے میں آئے لکھنے میں نہ آئے بلکہ لکھنے میں دوزبر دوزیر دوپیش لکھے جاتے ہیں۔

فوائد قیود:۔ تعریف میں نون ساکنہ درجہ جنس میں ہے معرف کو بھی شامل ہے اور غیر معرف کو بھی شامل ہے تتبع حرکۃ اٰخر الکلمۃ فصل اول ہے اس سے من لدن اور لم یکن وغیرہ کا نون ساکن خارج ہو جائیگا کیونکہ یہ نون کلمہ کا آخری حرف ہے نہ کہ آخری حرف کی حرکت کے تابع۔ لا لتاکید الفعل فصل ثانی ہے اس سے نون خفیفہ خارج ہو گیا کیونکہ اگرچہ وہ آخری حرف کی حرکت کے تابع ہے مگر وہ تاکید فعل کیلئے آتا ہے۔

اور تنوین پانچ قسم پر ہے ﴿۱﴾ تنوین تمکن:۔ اور وہ وہ ہے جو اس پر دلالت کرے کہ اسم اسمیت کے تقاضے میں راسخ ہے اور اسمیت کا تقاضا انصراف ہے یعنی اسم کے منصرف ہونے پر دلالت کرے جیسے زید، رجل وغیرہ۔ [1] ﴿۲﴾ تنوین تنکیر:۔ اور وہ وہ ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے جیسے صہٍ (تنوین کیساتھ) اس کا معنی ہے اسکت سکوتا ما فی وقت ما (چپ کر کچھ چپ کرنا کسی وقت چپ کرنا) تو یہاں سکوت نکرہ ہے معرفہ نہیں لیکن صہْ سکون کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے اسکت السکوت الآن (چپ کر خاص چپ کرنا) اس وقت) تو یہاں سکوت معرفہ و متعین ہے۔

وَالثَّالِثُ لِلْعِوَضِ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ عِوَضًا عَنِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ نَحْوُ حِيْنَئِذٍ وَسَاعَتَئِذٍ وَيَوْمَئِذٍ اَیْ حِيْنَ اِذْكَانَ كَذَا وَالرَّابِعُ لِلْمُقَابَلَةِ وَهُوَ التَّنْوِيْنُ الَّذِیْ فِیْ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ وَهٰذِهِ الْاَرْبَعَةُ تُخْتَصُّ بِالْاِسْمِ

ترجمہ و تشریح:۔ اور تیسری قسم تنوین عوض ہے اور وہ وہ ہے جو مضاف الیہ کے عوض ہو یعنی مضاف کے آخر میں مضاف الیہ کے عوض میں

---

[1] فائدہ: بعض کا خیال یہ ہے کہ رجل، باب، دار کی تنوین تنکیر کی ہے مگر یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ اگر تم رجل، باب، دار کو کسی کا نام رکھ دو تو بھی یہ تنوین باقی رہتی ہے اگر تنوین تنکیر ہوتی تو اس کے علم معرفہ ہونے کی وجہ سے ختم ہو جاتی۔

آ ئے جیسے حینئذ وغیرہ یہ اصل میں حین اذ کان کذا تھا (جس وقت کہ ایسا ہو) اس میں حین مضاف ہے اذ کی طرف اور اذ مضاف ہے جملہ کان کذا کی طرف پھر تخفیف کیلئے جملہ (کان کذا) کو حذف کیا تو اس کے عوض اذ پر تنوین لے آئے اسی طرح ساعتئذ اور یومئذ اصل میں ساعت اذ کان کذا اور یوم اذ کان کذا تھے۔

﴿۴﴾ تنوین مقابلہ وتقابل:۔ اور وہ وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں ہے (جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں آتی ہے) جیسے مسلمات اس میں الف تو جمع کی نشانی ہے جیسے مسلمون میں واؤ جمع کی نشانی ہے اور الف کے بعد تاء تانیث کی ہے اب جمع مؤنث سالم میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں ہو پس تنوین کو جمع مؤنث سالم کے آخر میں زیادہ کیا جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں ہے یہ چاروں تناوین اسم کے ساتھ خاص ہیں فعل پر نہیں آتیں۔ پانچویں قسم تنوین ترنم عام ہے

وَالْخَامِسُ لِلتَّرَنُّمِ وَهُوَالَّذِیْ یَلْحَقُ اٰخِرَالْاَبْیَاتِ وَالْمَصَارِیْعِ کَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

؎ اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ☆ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ ...... وَکَقَوْلِہٖ ؎ یَا اَبَتَا عَلَّکَ اَوْ عَسَاکَنْ

ترجمہ:۔ اور پانچویں قسم ترنم کیلئے ہے اور وہ وہ ہے جو ابیات اور مصرعوں کے آخر میں لاحق ہو۔

تشریح:۔ ترنم کا معنی ہے گانا اصطلاح میں تنوین ترنم وہ تنوین ہے جو ابیات اور مصرعوں کے آخر میں لاحق ہو تحسین صوت کیلئے جیسے شاعر کا قول ہے اقلی اللوم الخ یہ شعر جریر بن عطیہ تمیمی کا ہے جو شعراء اسلام میں سے ہے اقلی واحدہ مؤنثہ مخاطبہ امر حاضر معروف کا صیغہ ہے بمعنی کم کر اللوم بمعنی ملامت مفعول بہ ہے اقلی کا عاذل اصل میں یا عاذلة تھا یا حرف نداء کو حذف کر کے منادی میں ترخیم کر لی تاء کو حذف کر دیا بمعنی ملامت گر، یا معشوقہ کا نام ہے والعتابن کا عطف ہے اللوم پر اصل میں العتاب تھا پھر اشباع کیا ب کی فتحہ کو کھینچا العتابا ہوا پھر اس الف کو حذف کر دیا اور نون ساکن جو تنوین ترنم ہے اس کے آخر میں لے آئے تو العتابن ہوا۔ قولی واحدہ مؤنثہ مخاطبہ امر حاضر معروف کا صیغہ ہے اس کا عطف ہے اقلی پر ان حرف شرط ہے اصبت واحد متکلم فعل ماضی معروف بمعنی صواب کو پہنچنا (درستی کو پہنچنا یعنی صحیح کام کرنا) لقد میں لام موطئہ للقسم ہے جو قسم محذوف پر دلالت کرتا ہے لفظ واللہ محذوف ہے۔ اصابن صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ہو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے جریر اس کا فاعل ہے اس میں بھی فتح میں اشباع کیا تو الف پیدا ہوا اصابا ہوا پھر الف کو حذف کر کے نون ساکن تنوین ترنم آخر میں لے آئے تو اصابن ہوا۔

ترجمہ شعر:۔ کم کر تو ملامت کو اے ملامت گر اور عتاب کو اور کہہ اگر میں صواب کو پہنچوں (یعنی اچھا کام کروں) کہ تحقیق وہ صواب کو پہنچا (یعنی اس نے اچھا کام کیا)۔ مطلب یہ ہے کہ انصاف کر اگر اچھا کام کروں تو کہہ دے کہ اس نے اچھا کام کیا ہر وقت ملامت مت کر۔

محل استشہاد:۔ شعر میں العتابن اسم ہے اس میں تنوین ترنم کی ہے اور اصابن فعل ہے اس میں بھی تنوین ترنم کی ہے معلوم ہوا کہ یہ اسم کا خاصہ نہیں ہے فعل میں بھی آتی ہے اور حرف میں بھی آتی ہے حرف کی مثال جیسے کَاَنْ قَدِنْ میں تنوین ترنم تھی۔[1]

---

[1] ترکیب شعر:۔ اقلی صیغہ واحدہ مؤنثہ مخاطبہ فعل امر حاضر معروف فعل بفاعل اللوم معطوف علیہ واؤ عاطفہ العتابن معطوف۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دوسری مثال:۔ جیسے شاعر کا قول ہے یا ابنتا علک او عساکن ۔ یا حرف نداء ہے ابنتا اصل میں ابنی تھا تو یہ منادی یاء متکلم کی طرف مضاف ہے پھر یا کو حذف کر کے اس کے عوض تا اور الف لے آئے علک اصل میں لعلک تھا عساك میں عسی فعل ہے لكَ ضمیر ہے عساك کا عطف ہے لعلک پر لعل اور عسی کی خبر محذوف ہے اصل میں تھا عَلَّکَ تجدُ رزقا اَوْعَسَاكَ تجدُہ (امید ہے کہ آپ رزق پالیں گے یا عنقریب آپ رزق پالیں گے)

محل استشہاد:۔ عساکن میں تنوین ترنم ہے۔ اول مثال اس تنوین ترنم کی ہے جو بیت کے آخر میں ہو دوسری مثال اس تنوین ترنم کی ہے جو مصرع کے آخر میں ہو اور داخل بھی فعل پر ہے۔ [۱]

وَقَدْ يُحْذَفُ مِنَ الْعَلَمِ اِذَا كَانَ مَوْصُوْفًا بِابْنٍ اَوْ اِبْنَةٍ مُضَافًا اِلٰی عَلَمٍ اٰخَرَ نَحْوُ جَاءَنِیْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو وَهِنْدُ ابْنَةُ بَكْرٍ

ترجمہ وتشریح:۔ اور کبھی کبھی تنوین کو حذف کیا جاتا ہے علم سے جب وہ موصوف ہو لفظ ابن یا ابنۃ کے ساتھ درانحالیکہ وہ ابن یا ابنۃ مضاف ہو ایک اور علم کی طرف جیسے جاء نی زید بن عمرو اور ھند ابنۃ بکر وجہ یہ ہے کہ ابن ابنۃ کا استعمال دو علموں کے درمیان کثیر ہے اس وقت لفظ طویل ہو جاتا ہے اور علم ثقیل ہے لھذا تخفیف کیلئے علم اول سے تنوین کو حذف کیا جائے گا پھر لفظ ابن سے ہمزہ بھی کتابت میں ساقط ہو جاتا ہے تاکہ لکھنے میں بھی تخفیف ہو جائے لیکن ابنۃ کا ہمزہ کتابت سے ساقط نہیں ہوتا تاکہ نبت بمعنی گھاس سے التباس نہ ہو۔ [۲]

(بقیہ سابقہ صفحہ) معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول بہ ہے اقلی کا یا حرف نداء محذوف قائم مقام ادعوا کے ادعوا فعل بفاعل عاذل منادی مرخم مفعول بہ ادعوا کا ادعوا فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا او عاطفہ قولی صیغہ واحدہ مؤنثہ مخاطبہ فعل امر حاضر معروف فعل بفاعل ان حرف شرط اصبت فعل بفاعل فعل فاعل سے ملکر شرط لقد کا لام موطئہ للقسم واللہ قسم محذوف ہے واؤ قسمیہ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق اقسم فعل محذوف کے اقسم فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر قسم قد حرف تحقیق اصابن صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ھو ضمیر درو مستتر راجع بسوئے جریر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جواب قسم قسم اپنے جواب قسم سے ملکر مقولہ ہے قول کا قولی فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے ملکر دال بر جزاء مقدم۔ شرط اپنی دال بر جزاء یا جزاء محذوف سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف ہے اقلی پر

[۱] ترکیب مصرعہ:۔ یا حرف نداء قائم مقام ادعوا کے ادعو فعل انا ضمیر فاعل ابتا مضاف مضاف الیہ ملکر منادی مفعول بہ علک اصل میں لعلک تھا لعل حرف از حروف مشبہ بالفعل ک ضمیر اسم تجد رزقا خبر محذوف ہے لعل اپنے اسم وخبر محذوف سے ملکر معطوف علیہ او حرف عطف عساکن میں عسی فعل ک ضمیر اسم تجدہ خبر محذوف ہے عسی اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر جواب نداء فعل اپنے فاعل وجواب نداء سے ملکر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔

[۲] فائدہ:۔ ان قیودات سے معلوم ہوا کہ اگر ابن کسی غیر علم کی صفت واقع ہو جیسے قام رجل ابن بکر (کھڑا ہوا ایسا آدمی جو بیٹا ہے بکر کا) یا ابن علم کی صفت نہ ہو بلکہ خبر ہو جیسے زید ابن بکر (زید بکر کا بیٹا ہے) زید مبتدأ ابن بکر خبر ہے زید کی یا ابن کا مضاف الیہ علم نہ ہو جیسے قام زید ابن اخی (کھڑا ہے زید جو میرے بھائی کا بیٹا ہے) ان تینوں صورتوں میں تنوین ساقط نہ ہوگی۔

فَصْلٌ نُوْنُ التَّاكِيْدِ وَهِيَ وُضِعَتْ لِتَاكِيْدِ الْاَمْرِ وَالْمُضَارِعِ اِذَا كَانَ فِيْهِ طَلَبٌ بِاِزَاءِ قَدْ لِتَاكِيْدِ الْمَاضِيْ وَهِيَ عَلٰى ضَرْبَيْنِ خَفِيْفَةٌ اَيْ سَاكِنَةٌ اَبَدًا نَحْوُ اِضْرِبَنْ وَثَقِيْلَةٌ اَيْ مُشَدَّدَةٌ مَفْتُوْحَةٌ اَبَدًا اِنْ لَّمْ يَكُنْ قَبْلَهَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَمَكْسُوْرَةٌ اِنْ كَانَ قَبْلَهَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ وَاِضْرِبْنَانِّ

ترجمہ وتشریح:۔نون تاکیداور وہ ہے جو وضع کیا گیا ہے امر کی تاکید کیلئے اور اس مضارع کی تاکید کیلئے جس میں طلب کا معنی ہو (کیونکہ نون تاکید سے اس فعل کی تاکید ہوتی ہے جس میں طلب ہو)اور وہ نون تاکید لفظ قد کے مقابلے میں ہے جو ماضی کی تاکید کیلئے ہوتا ہے تو یہ امر اور مضارع کی تاکید کیلئے آتا ہے بشرطیکہ اس مضارع میں طلب کے معنی موجود ہوں اور وہ دو قسم پر ہے ایک خفیفہ یعنی ہمیشہ ساکن ہوتا ہے جیسے اضربن (ضرور مار تو ایک مرد)اور دوسرا ثقیلہ یعنی ہمیشہ مشدد مفتوح ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف نہ ہو جیسے اضربن اور مکسور ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف ہو خواہ وہ الف ضمیر ہو جیسے اضربان خواہ وہ الف زائدہ ہو جیسے جمع مؤنث کے صیغہ میں اضربنان ۔

وَتَدْخُلُ فِي الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالتَّمَنِّيْ وَالْعَرْضِ جَوَازًا لِاَنَّ فِيْ كُلٍّ مِّنْهَا طَلَبًا نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَلَا تَضْرِبَنَّ وَهَلْ تَضْرِبَنَّ وَلَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ وَاَلَا تَنْزِلَنَّ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا

ترجمہ وتشریح:۔اور نون تاکید خواہ خفیفہ ہو یا ثقیلہ باعتبار جواز کے امر کے آخر میں آتا ہے امر معلوم ہو یا مجہول، حاضر ہو یا غائب اور نہی کے آخر میں آتا ہے اور استفہام اور تمنی اور عرض کے آخر میں آتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں طلب کے معنی پائے جاتے ہیں لھذا نون تاکید ان کے آخر میں طلب کی تاکید کیلئے آتا ہے جیسے اضربن (ضرور مار تو ایک مرد) یہ امر کی مثال ہے۔اور نہی کی مثال جیسے لا تضربن (ہرگز مت مار)۔استفہام کی مثال جیسے ھل تضربن (کیا تو البتہ ماریگا) تمنی کی مثال جیسے لیتک تضربن (کاش کہ البتہ تو مارے)عرض کی مثال الا تنزلن بنا فتصیب خیرا (آپ ہمارے پاس البتہ کیوں نہیں اترتے تاکہ آپ بھلائی کو پہنچیں)

وَقَدْ تَدْخُلُ فِي الْقَسَمِ وُجُوْبًا لِوُقُوْعِهِ عَلٰى مَا يَكُوْنُ مَطْلُوْبًا لِلْمُتَكَلِّمِ غَالِبًا فَاَرَادُوْا اَنْ لَّا يَكُوْنَ اٰخِرُ الْقَسَمِ خَالِيًا عَنْ مَعْنَى التَّاكِيْدِ كَمَا لَا يَخْلُوْا اَوَّلُهُ مِنْهُ نَحْوُ وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا

ترجمہ:۔اور کبھی کبھی داخل ہوتا ہے قسم میں باعتبار وجوب کے بوجہ واقع ہونے اس قسم کے اس چیز پر جو مطلوب ہوتی ہے متکلم کو اکثر پس ارادہ کیا نحویوں نے کہ نہ ہو آخر قسم خالی معنی تاکید سے جیسا کہ نہیں ہے خالی اس کا اول معنی تاکید سے جیسے واللہ لافعلن کذا۔

تشریح:یعنی نون تاکید کبھی کبھی قسم میں آتا ہے وجوبا اور قسم سے مراد جواب قسم ہے نہ کہ خود فعل قسم کیونکہ خود قسم پر نون تاکید داخل نہیں ہوتا تو نون تاکید کبھی جواب قسم میں آتا ہے وجوبا جب کہ جواب قسم مثبت ہو وجہ یہ ہے کہ قسم اکثر اس چیز میں واقع ہوتی ہے جس کا وجود متکلم کو مطلوب ومقصود ہوتا ہے تو نحویوں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ قسم کا آخر بھی تاکید سے خالی نہ ہو جیسا کہ اس کا اول حصہ تاکید سے خالی نہیں جیسے

واللہ لافعلن کذا (اللہ کی قسم البتہ میں ضرور ایسا کروں گا)

وَاعْلَمْ اَنَّہٗ یَجِبُ ضَمُّ مَا قَبْلَھَا فِیْ جَمْعِ الْمُذَکَّرِ نَحْوُ اِضْرِبُنَّ لِیَدُلَّ عَلَی الْوَاوِ الْمَحْذُوْفَةِ وَکَسْرُ مَا قَبْلَھَا فِی الْمُخَاطَبَةِ نَحْوُ اِضْرِبِنَّ لِیَدُلَّ عَلَی الْیَاءِ الْمَحْذُوْفَةِ وَفَتْحُ مَا قَبْلَھَا فِیْ مَا عَدَاھُمَا اَمَّا فِی الْمُفْرَدِ فَلِاَنَّہٗ لَوْ ضُمَّ لَالْتَبَسَ بِجَمْعِ الْمُذَکَّرِ وَلَوْ کُسِرَ لَالْتَبَسَ بِالْمُخَاطَبَةِ وَاَمَّا فِی الْمُثَنّٰی وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَلِاَنَّ مَا قَبْلَھَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ وَاِضْرِبْنَانِ وَزِیْدَتْ اَلِفٌ قَبْلَ النُّوْنِ فِیْ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِکَرَاھَةِ اِجْتِمَاعِ ثَلَاثِ نُوْنَاتٍ نُوْنُ الضَّمِیْرِ وَنُوْنَا التَّاکِیْدِ

ترجمہ وتشریح:۔ یہاں سے مصنفؒ نون تاکید کی ماقبل کی حالت بیان کرتے ہیں جان لیجئے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جمع مذکر غائب اور حاضر میں نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کے ماقبل کو ضمہ دینا واجب ہے تاکہ یہ ضمہ واؤ محذوفہ پر دلالت کرے جو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی جیسے اضـــربـــن وغیرہ۔ اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ میں نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کے ماقبل کو کسرہ دینا واجب ہے تاکہ یہ کسرہ یاء محذوفہ پر دلالت کرے جو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی ہے جیسے اضـــربـــنْ وغیرہ اور جمع مذکر اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے علاوہ دوسرے صیغوں میں نون تاکید کے ماقبل کو فتحہ دینا واجب ہے (اور وہ گیارہ صیغے ہیں واحد مذکر غائب' واحدہ مؤنثہ غائبہ واحد مذکر حاضر واحد متکلم جمع متکلم اور چاروں تثنیہ اور جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر)

اما فی المفرد الخ:۔ لیکن مفرد میں فتحہ دینا اس لئے واجب ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اگر ماقبل کو ضمہ دیا جائے تو جمع مذکر سے التباس ہو جائیگا اور اگر کسرہ دیا جائے تو واحدہ مؤنثہ مخاطبہ سے التباس ہو جائیگا (اور اگر ساکن رکھا جائے تو التقاء ساکنین لازم آئیگا لھذا فتح متعین ہے)

اما فی المثنی الخ:۔ اور لیکن تثنیہ اور جمع مؤنث میں نون تاکید کے ماقبل کو فتحہ دینا اس لئے واجب ہے کہ نون تاکید سے پہلے الف ہے اور الف فتحہ کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ الف دو فتحوں سے بنتا ہے اور مصنفؒ نے جو کہا تھا وفتح ماقبلھا فی ما عداھما اس میں ماقبل کی فتحہ سے مراد عام ہے حقیقۃً فتحہ ہو جیسے مفرد اضربن میں اور یا حکماً ہو جیسے تثنیہ اضربان اور جمع مؤنث اضربنان میں ماقبل الف ہے اور الف فتحہ کے حکم میں ہے اور تثنیہ میں التقاء ساکنین کے باوجود الف کو حذف نہیں کیا گیا تاکہ مفرد سے التباس نہ ہو۔ اور جمع مؤنث اضربن کے ساتھ جب نون تاکید لاحق ہوا تو اضربنّ ہوا پھر نون تاکید سے پہلے الف زائدہ کیا گیا کیونکہ تین نونات کا اجتماع مکروہ تھا ایک نون ضمیر اور دو نون تاکید کے کیونکہ نون ثقیلہ بمنزل دو نونوں کے ہے اور حروف زائدہ میں سے الف اس لئے لایا گیا کہ یہ حروف زوائد میں سے ہلکا حرف ہے۔

وَنُوْنُ الْخَفِيْفَةِ لَا تَدْخُلُ فِی التَّثْنِيَّةِ اَصْلًا وَلَا فِیْ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِاَنَّه لَوْ حَرَّكْتَ النُّوْنَ لَمْ تَبْقَ خَفِيْفَةً فَلَمْ تَكُنْ عَلَى الْاَصْلِ وَاِنْ اَبْقَيْتَهَا سَاكِنَةً يَلْزَمُ اِلْتِقَاءُ السَّاكِنَيْنِ عَلٰى غَيْرِ حَدِّه وَهُوَ غَيْرُ حَسَنٍ

ترجمہ وتشریح:۔ اورنون خفیفہ نہیں داخل ہوتا تثنیہ میں بالکل (خواہ تثنیہ مذکر ہو یا مؤنث) اور نہ جمع مؤنث میں اسلئے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اگر آپ نون خفیفہ کوحرکت دیں تو وہ نہیں باقی رہیگا خفیفہ پس اپنے اصل پرنہیں رہیگا (کیونکہ نون خفیفہ کی وضع سکون پر ہے) اور اگر آپ اس کوساکن رکھیں (جو اسکی اصل ہے) تو الف اور نون میں التقاء ساکنین علی غیر حدہ لازم آئیگا جوغیر مستحسن ہے بلکہ ناجائز ہے کیونکہ پہلا ساکن اگر چہ مدہ ہے لیکن دوسرا ساکن مدغم نہیں لھذا یہ التقاء ساکنین علی غیر حدہ ہے کیونکہ التقاء ساکنین علی حدہ وہ ہوتا ہے کہ اول ساکن مدہ ہو یا یاء تصغیر ہو دوسرا مدغم ہو کلمہ ایک ہو اگر ان تین شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ التقاء ساکنین علی غیر حدہ ہوگا۔

فائدہ: التقاء ساکنین علی حدہ جائز ہے جیسے احمارّ احمورّ سیَرّ خُوَیْصَّة وغیرہ اور اگر الف کوحذف کردیں تو اگر چہ التقاء ساکنین تو دور ہو جائیگا لیکن اس وقت تثنیہ کا مفرد سے التباس لازم آئے گا۔

هٰذا هو المرام

تمت

ضمیمہ المسمّٰی بہ اَلکَأسُ الدِّہَاقُ
فِیۡ حَلِّ سُوَالَاتِ الوِفَاقُ

ضمیمه الموسوم به
الکأ س الدھاق فی حل سوالات الوفاق

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

السؤال ﴿۱﴾:۔نحو کی لغوی اور اصطلاحی تعریف مقصد اور اسلامی علوم میں اس کا مقام لکھنے کے بعد ھدایۃ النحو کے مصنف کا تعارف لکھیں۔

۱۴۲۱ھ للبنات

السؤال ﴿۲﴾:۔نحو کی تعریف غرض وغایت موضوع بیان کرتے ہوئے اس علم کا تاریخی پس منظر بیان کریں نیز اختصار کیساتھ ھدایۃ النحو کے مصنف کا تعارف لکھیں ۱۴۲۲ھ للبنات

الجواب:۔ان دونوں سوالوں میں حذف تکرار کے بعد چھ چیزیں مطلوب ہیں (۱) نحو کی لغوی اور اصطلاحی تعریف (۲) موضوع نحو (۳) غرض وغایت ومقصد (۴) علم نحو کا تاریخی پس منظر (۵) علم نحو کا مقام (۶) ھدایۃ النحو کے مصنف کا تعارف

اول:۔نحو کا لغوی معنی ہے قصد کرنا، اصطلاحی معنی اور تعریف النحو علم باصول یعرف بھا احوال اواخر الکلم الثلث من حیث الاعراب والبناء وکیفیة ترکیب بعضھا مع بعض

دوئم:۔موضوع علم نحو الکلمة والکلام سوئم:۔غرض وغایت ومقصد صیانة الذہن عن الخطأ اللفظی فی کلام العرب ان تینوں چیزوں کی مکمل تشریح خطبہ کے آخر میں صفحہ نمبر ۲۵ تا صفحہ نمبر ۲۷ پر ملاحظہ کریں۔

چہارم:۔تاریخ علم نحو ﴿۵﴾ مقام نحو ﴿۶﴾ مصنف کا تعارف یہ تینوں چیزیں آغاز شرح میں صفحہ نمبر ۱۶-۱۸ پر ملاحظہ کریں۔

السؤال ﴿۳﴾:۔الکلمة لفظ وضع لمعنی مفرد کلمہ کی تعریف لکھتے ہوئے لفظ وضع معنی اور مفرد کا معنی بیان کریں اور اس جملہ کی ترکیب اور فوائد قیود لکھیں نیز کلمہ کے اقسام ہر قسم کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں ۱۴۱۵ھ للبنات

السؤال ﴿۴﴾:۔اسم فعل حرف کی تعریفات بمع امثلہ لکھیں اور ہر ایک کی وجہ تسمیہ بھی لکھیں ۱۴۲۱ھ للبنات

السؤال ﴿۵﴾:۔اسم فعل حرف کی تعریف لکھیں اور ہر ایک کی وجہ تسمیہ اور ان کی علامتیں مثالوں کے ساتھ تفصیل کے ساتھ لکھیں ۱۴۱۲ھ

الجواب:۔ان تینوں سوالوں میں حذف تکرار کے بعد آٹھ چیزیں مطلوب ہیں (۱) کلمہ کی تعریف (۲) چار الفاظ لفظ، وضع معنی اور مفرد کے معانی (۳) جملہ مذکورہ کی ترکیب (۴) فوائد قیود (۵) کلمہ کے اقسام (۶) اسم فعل حرف ہر ایک میں سے ہر قسم کی تعریف اور مثال (۷) ہر قسم کی وجہ تسمیہ (۸) اسم فعل حرف کی علامتیں مثالوں کے ساتھ۔

اول: کلمہ کی تعریف:۔کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ دوئم: چار الفاظ کے معانی:۔(۱) لفظ کا لغوی معنی انداختن پھینکنا جیسے محاورہ ہے اکلت التمرة و لفظت النواة (کھایا میں نے کھجور کو اور پھینکا میں نے گٹھلی کو) اصطلاحی معنی ما یتلفظ به الانسان من حرف فصاعدا (لفظ وہ ہے جس کا انسان تلفظ کرے یا کر سکے خواہ ایک حرف ہو یا ایک سے زائد)۔

فائدہ:۔اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور جنوں کی کلام کو بھی یہ تعریف شامل ہے کیونکہ سب کا انسان تلفظ کرسکتا ہے۔

(۲) وضع یہ وضع سے مشتق ہے لغوی معنی نہادن رکھنا۔اصطلاحی معنی ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ اس طرح خاص کرنا کہ جب پہلی چیز بولی جائے یا محسوس کی جائے تو دوسری شئی سمجھ میں آ جائے جیسے لفظ چاقو دستے اور پھل کیلئے مخصوص ہے جب بھی لفظ چاقو بولا جاتا ہے تو دستہ اور پھل سمجھ میں آتا ہے۔(۳) معنی:۔بروزن مفعل میں تین احتمال ہیں (۱) اسم مکان ہے یعنی قصد کرنے کی جگہ (۲) مصدر میمی ہے مگر یہاں اسم مفعول (مقصود) کے معنی میں ہے (۳) یہ صیغہ اسم مفعول ہے اصل میں معنوی تھا بقانون سید معنیً ہوا۔تفصیل شرح میں ملاحظہ کریں (۴) مفرد:۔اسم مفعول کا صیغہ ہے از باب افعال اس کا لغوی معنی الگ کیا ہوا اور اصطلاحی معنی لفظ مفرد وہ لفظ ہے کہ اس کی جزو سے معنی کی جزو پر دلالت کا ارادہ نہ کیا جائے۔

سوئم: جملہ کی ترکیب:۔اس جملہ میں چار ترکیبی احتمالات ہیں الکلمۃ مرفوع لفظا مبتداء، لفظ موصوف، وضع فعل ماضی مجہول، ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے لفظ مرفوع محلا نائب فاعل، لام حرف جار، معنی مجرور تقدیرا، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق وضع کے، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت اول ہے۔مفرد مرفوع لفظا صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر ہے مبتداء کی مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(۲) مفرد مجرور لفظا معنی کی صفت ہو موصوف صفت سے ملکر مجرور جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق وضع کے باقی حسب سابق ہے (۳) مفردا منصوب لفظا حال ہے وضع کی ھو ضمیر مستتر سے ذو الحال اپنے حال سے ملکر نائب فاعل وضع کا باقی حسب سابق ہے (۴) معنی مجرور تقدیرا ذوالحال مفردا منصوب لفظا حال ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور ہوا لام جار کا جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق وضع کے باقی حسب سابق ہے۔

چہارم: فوائد قیود:۔یہاں کلمہ کی تعریف میں لفظ کا لفظ درجۂ جنس میں ہے معرَّف کو بھی شامل ہے اور اس کے غیروں کو بھی شامل ہے چنانچہ موضوع، مہمل، مفرد، مرکب، سب کو شامل ہے اور وضع کا لفظ فصل اول اور قید اول ہے اس سے مہملات جیسے جسق وغیرہ خارج ہو گئے لیکن ابھی تک الفاظ مفردہ اور مرکبہ اور کلام تام اور کلام ناقص سب داخل ہیں لمعنی دوسرا فصل ہے اس فصل اور قید سے حروف ہجاء کو خارج کیا گیا ہے کیونکہ ان کی وضع غرض ترکیب کیلئے یعنی کلمات کو جوڑنے کیلئے ہے جیسے ض ر ب سے ضرب بن جاتا ہے ان کا کوئی معنی نہیں ہے مفرد تیسرا فصل ہے اس فصل وقید سے مرکب تام اور مرکب ناقص کو خارج کیا گیا کیونکہ مرکب ناقص مثلا غلام زید کا معنی ہے زید کا غلام تو ایک جزو سے ذات زید اور دوسری جزو سے غلام سمجھا جا رہا ہے اسی طرح مرکب تام مثلا زید قائم میں لفظ زید ذات زید پر دلالۃ کرتا ہے اور قائم اس کے کھڑے ہونے پر دلالت کرتا ہے لھذا یہ مفرد نہیں بلکہ مرکب ہیں ان کو کلام کہیں گے کلمہ سے یہ خارج ہیں اب کلمہ کی تعریف جامع مانع ہے۔

پنجم: کلمہ کے اقسام:۔تین ہیں اسم وفعل وحرف جیسا کہ وھی منقسمۃ سے مصنف صاحب نے حصر کا دعوی کیا ہے اور لانھا الخ سے دلیل حصر بیان کی ہے شرح ص (۳۲)

ششم اسم وفعل وحرف کی تعریف:۔ اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے یعنی معنی پر دلالت کرنے میں کسی اور کلمہ کے ملانے کی ضرورت نہ ہو اور اسکا معنی تین زمانوں (ماضی حال مستقبل) میں سے کسی زمانہ سے ملنے والا نہ ہو یعنی اس سے کوئی زمانہ نہ سمجھا جائے جیسے رجل اور علم۔

فعل:۔وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی زمانہ کے ساتھ ملنے والا ہو یعنی کوئی ایک زمانہ اس کے معنی سے سمجھا جائے جیسے ضرب یضرب اضرب

حرف:۔وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہ کرے بلکہ اس پر دلالت کرنے میں اور کلمہ کے ملانے کی ضرورت ہو جیسے من و الی۔

ہفتم:ہر ایک قسم کی وجہ تسمیہ:اسم کی وجہ تسمیہ:۔اسم اصل میں سمو تھا (بکسر سین وسکون میم) سمو کا معنی بلند ہونا چونکہ اسم بھی اپنے دونوں قسیمین مقابلین یعنی فعل وحرف سے بلند ہے اس لئے اسم کو اسم کہتے ہیں۔فعل کی وجہ تسمیہ:۔فعل اصل میں نام تھا مصدر کا جو کہ نحویوں کے فعل کی اصل ہے تو اصل والا نام فرع کو دیدیا گیا۔حرف کی وجہ تسمیہ:۔حرف کا لغوی معنی ہے طرف اور طرف کا معنی ہے کنارہ جیسے جلست حرف الوادی ای طرف الوادی (بیٹھا میں وادی کے کنارے پر) تو چونکہ حرف نحوی بھی کلام کی ایک طرف میں واقع ہوتا ہے اس لئے کہ یہ مقصود نہیں کیونکہ مقصود کلام میں مسند الیہ اور مسند ہوتے ہیں اور حرف نہ مسند الیہ ہوتا ہے نہ ہی مسند تو گویا کہ یہ کلام کی ایک طرف میں واقع ہے۔

ہشتم:اسم وفعل وحرف کی علامتیں مثالوں کے ساتھ:۔اسم کی علامتیں تقریبا اٹھائیس ہیں (التحفة العلمیة ملاحظہ ہو) مگر صاحب کتاب نے دس علامتیں ذکر کی ہیں۔(۱) اخبار عنہ کا صحیح ہونا یعنی مخبر عنہ اور محکوم علیہ بننا صحیح ہو جیسے زید قائم (۲) مضاف ہونا جیسے غلام زید (۳) لام تعریف کا داخل ہونا جیسے الرجل (۴) مجرور ہونا یا حرف جر کا داخل ہونا جیسے بزید (۵) تنوین کا داخل ہونا جیسے بزید (۶) تثنیہ ہونا جیسے رجلان (۷) جمع ہونا جیسے مسلمون (۸) صفت ہونا جیسے رجل عالم (۹) مصغر ہونا جیسے قریشی (۱۰) منادی ہونا جیسے یا عبد اللہ

فعل کی علامتیں بھی بہت ہیں مصنف نے گیارہ بیان کی ہیں (۱) اخبار بہ کا صحیح ہونا یعنی مخبر بہ ومحکوم بہ بننا صحیح ہو جیسے ضرب زید (۲) شروع میں حرف قد کا داخل ہونا جیسے قد افلح (۳) شروع میں سین کا داخل ہونا جیسے سیضرب (۴) شروع میں سوف کا داخل ہونا جیسے سوف تعلمون (۵) مجزوم ہونا یعنی جزم کا آخر میں آنا جیسے لم یضرب (۶) ماضی اور مضارع کی طرف پھرنا یعنی کسی کلمہ کا ماضی اور مضارع ہونا جیسے ضرب الخ یضرب الخ (۷) امر ہونا جیسے اضرب (۸) نہی ہونا جیسے لا تضرب (۹) ضمائر بارزہ مرفوعہ کا متصل ہونا جیسے ضربت (۱۰) تاء تانیث ساکنہ کا متصل ہونا جیسے ضربت (۱۱) نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کا متصل ہونا جیسے اضربن اضربن

حرف کی علامت یہ ہے کہ نہ اس کا مخبر عنہ بننا صحیح ہو اور نہ ہی مخبر بہ اور اسم اور فعل کی علامات میں سے کسی علامت کو قبول نہ کرے جیسے من اور الی وغیرہ۔

تنبیہ:۔اس آٹھویں بحث کی تشریح کیلئے شرح دیکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ بصیرت تامہ حاصل ہو۔صفحہ نمبر ۴۴ تا ۴۵ پر ملاحظہ کریں۔

السؤال ﴿۶﴾:۔اَلْکَلَامُ لَفْظٌ تَضَمَّنَ کَلِمَتَیْنِ بِالْاِسْنَادِ وَالْاِسْنَادُ نِسْبَةُ اَحَدِی الْکَلِمَتَیْنِ اِلَی الْاُخْرٰی بِحَیْثُ تُفِیْدُ الْمُخَاطَبَ فَائِدَةً تَامَّةً یَصِحُّ السُّکُوْتُ عَلَیْهَا نَحْو زَیْدٌ قَائِمٌ وَقَامَ زَیْدٌ (۱) ترجمہ کے ساتھ عبارت کا خلاصہ بیان کریں (۲) کلام میں احتمال عقلی کتنے ہیں اور وہ کونسے احتمالات ہیں جن سے کلام بنتی ہے خط کشیدہ قید کا کیا فائدہ ہے ۱۴۱۷ھ

الجواب:۔اس سوال میں پانچ چیزیں مطلوب ہیں (۱) ترجمہ عبارت (۲) خلاصہ عبارت (۳) کلام میں احتمال عقلی کتنے ہیں (۴) صحیح احتمالات کونسے ہیں (۵) خط کشیدہ قید کا فائدہ۔

اول: ترجمہ:۔ کلام وہ لفظ ہے جو متضمن ہو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ اور اسناد دو کلموں میں سے ایک کی نسبت کرنا دوسرے کی طرف اس حیثیت سے کہ فائدہ دے مخاطب کو فائدہ تام یعنی متکلم یا مخاطب کا خاموش رہنا اس پر صحیح ہو جیسے زید قائم وقام زید۔

دوئم: خلاصہ عبارت:۔ اس عبارت سے تین چیزیں حاصل ہوئی ہیں اسناد کی تعریف، کلام کی دو قسمیں، جملہ اسمیہ اور فعلیہ کی مثالیں۔ حاصل یہ ہے کہ کلام اس لفظ کو کہتے ہیں جو ایسے دو کلموں سے مرکب ہو جن میں اسناد پایا جائے اور اسناد کا معنی یہ ہے کہ ایک کلمہ کی دوسرے کلمہ کی طرف ایسی نسبت ہو جو مخاطب کو فائدہ تامہ دے کہ متکلم یا مخاطب کا اس پر خاموش رہنا صحیح ہو یعنی فائدہ خبر یا طلب حاصل ہو جائے اور قام زید میں مخاطب کو فائدہ خبر حاصل ہو رہا ہے اول مثال جملہ اسمیہ کی ہے دوسری مثال جملہ فعلیہ کی ہے۔

سوئم: کلام میں احتمالات عقلیہ:۔ کلام چونکہ دو کلموں سے مرکب ہوتی ہے اور کلمہ کی تین قسمیں ہیں اسم فعل وحرف تو دو کو تین میں ضرب دینے سے چھ احتمالات حاصل ہوتے ہیں لهٰذا احتمال عقلی کلام میں چھ ہیں (۱) دو اسموں سے مرکب ہو (۲) دو فعلوں سے مرکب ہو (۳) دو حرفوں سے مرکب ہو (۴) اسم اور فعل سے مرکب ہو (۵) اسم اور حرف سے مرکب ہو (۶) فعل اور حرف سے مرکب ہو۔

چہارم: وہ احتمالات کونسے ہیں جن سے کلام بنتی ہے:۔ چونکہ کلام کی تعریف میں اسناد معتبر ہے اور اسناد مسند اور مسند الیہ کے بغیر ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ کلام ہمیشہ دو اسموں سے حاصل ہوگی ان میں سے ایک مسند الیہ اور دوسرا مسند ہوگا جیسے زید قائم میں زید مسند الیہ ہے اور قائم مسند ہے اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں یا فعل اور اسم سے حاصل ہوگی فعل مسند اور اسم مسند الیہ ہوگا جیسے قام زید میں قام فعل مسند ہے اور زید اسم مسند الیہ ہے اس کو جملہ فعلیہ کہتے ہیں کیونکہ اول جزو فعل ہے۔

پنجم: خط کشیدہ قید کا فائدہ:۔ اسناد کی تعریف میں فائدہ تامہ کی قید ذکر کرنے کی غرض مرکب ناقص کی دو قسموں مرکب اضافی اور مرکب توصیفی کو خارج کرنا ہے کیونکہ ان میں اگرچہ ایک کلمہ کی دوسرے کلمہ کی طرف نسبت تو ہوتی ہے لیکن وہ نسبت مخاطب کو فائدہ تامہ نہیں پہنچاتی کیونکہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر اور موصوف صفت سے ملکر مسند الیہ ہوگا یا مسند اگر مسند الیہ ہے تو مخاطب کو مسند کی انتظار رہے گی اگر مسند ہے تو اس کو مسند الیہ کی انتظار رہے گی تو متکلم یا مخاطب کا خاموش رہنا صحیح نہیں ہے۔

السؤال ﴿۷﴾:۔ اسم معرب کی تعریف اور مثالیں لکھئے۔ ۱۴۰۸ھ

السؤال ﴿۸﴾ اسم معرب واسم مبنی کی تعریف جو ھدایۃ النحو میں لکھی ہے وہ بیان کریں اور یہ بھی بتائیں کہ مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں ۱۴۰۹ھ

الجواب:۔ ان دو سوالوں میں تین چیزیں مطلوب ہیں (۱) اسم معرب کی تعریف اور مثال (۲) اسم مبنی کی تعریف اور مثال (۳) مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں۔

اول: اسم معرب کی تعریف اور مثال:۔ جو ھدایۃ النحو میں لکھی ہے وہ یہ ہے ھو کل اسم رکب مع غیرہ ولا یشبہ مبنی الاصل اسم معرب ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو جیسے قام زید میں زید اسم معرب ہے کیونکہ غیر کے ساتھ مرکب ہے اور مبنی الاصل کے مشابہ نہیں ہے رکب مع غیرہ کی قید سے اسمائے معدودہ جیسے زید عمرو بکر خارج ہو گئے۔ اور لا یشبہ الخ والی قید سے ھؤلاء جو قام ھؤلاء میں ہے خارج ہو گیا کیونکہ یہ اگرچہ غیر سے مرکب تو ہے لیکن مبنی الاصل حرف کے مشابہ ہے

دوئم: اسم مبنی کی تعریف اور مثال:۔ جو ھدایۃ النحو میں لکھی ہے وہ یہ ہے کہ وھو اسم وقع غیر مرکب مع غیرہ او مشابہ مبنی الاصل (اسم مبنی ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو کر واقع نہ ہو یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو) جیسے زید جب غیر کے ساتھ مرکب ہو کر واقع نہ ہو تو یہ مبنی بر سکون ہوگا اور ھؤلاء جو قام ھؤلاء میں ہے یہ بھی مبنی ہے کیونکہ اگر چہ غیر کے ساتھ مرکب تو ہے مگر مبنی الاصل حرف کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے۔

سوئم: مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں: مبنی الاصل تین ہیں (۱) فعل ماضی (۲) سب حروف (۲) امر حاضر۔ مزید تشریح کیلئے شرح ملاحظہ ہو۔

السؤال ﴿۹﴾ اعراب، محل اعراب، معرب اور عامل کی تعریف کر کے ہر ایک کو مثال سے واضح کریں نیز اعراب حرفی اور حرکتی کیا ہے ۱۴۰۴ھ

الجواب:۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں ﴿۱﴾ چار الفاظ (اعراب محل اعراب معرب عامل) میں سے ہر ایک کی تعریف ﴿۲﴾ مثال سے ہر ایک کی وضاحت ﴿۳﴾ اعراب حرکتی اور حرفی کا تعارف۔

اول: اعراب کی تعریف:۔ الاعراب ما به يختلف آخر المعرب (اعراب وہ حرکت یا حرف ہے جس کے سبب سے معرب کا آخر مختلف ہو) جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، واؤ، الف، یاء۔ محل اعراب:۔ اسم معرب کا آخری حرف جس پر اعراب آئے۔ معرب:۔ ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔ عامل کی تعریف:۔ العامل ما به رفع او نصب او جر (عامل وہ ہے جس کی وجہ سے رفع یا نصب یا جر آئے)

دوئم: ہر ایک کی مثال سے وضاحت: ان چاروں کی مثال قام زید ہے قام عامل ہے زید معرب ہے ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

سوئم: عراب حرکتی:۔ (جس کو اعراب بالحرکت اور اعراب بالاصل بھی کہا جاتا ہے) وہ اعراب ہے جو ضمہ، فتحہ، کسرہ کے ساتھ ہو جیسے جاء نی زید، رأیت زیدا، مررت بزید میں زید پر جو ضمہ، فتحہ، کسرہ ہے اس کو اعراب حرکتی کہا جاتا ہے۔

اعراب حرفی:۔ (جس کو اعراب بالحرف و اعراب بالفرع بھی کہا جاتا ہے) وہ اعراب ہے جو واؤ، الف، یاء کے ساتھ پڑھا جائے جیسے جاء نی ابوک رأیت اباك مررت بابیک میں ابوك میں واؤ اباك میں الف اور ابیک میں یاء ہے اس کو اعراب حرفی کہا جاتا ہے۔

السؤال ﴿۱۰﴾:۔ فصل: فِیْ اَصْنَافِ اَعْرَابِ الْاسْمِ وَهِیَ تِسْعَةُ اَصْنَافٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِالْکَسْرَةِ اسم کے اعراب کے اقسام مع امثلہ وضاحت سے لکھیں ۱۴۱۱ھ

السؤال ﴿۱۱﴾ فصل: فِیْ اَصْنَافِ اَعْرَابِ الْاِسْمِ وَهِیَ تِسْعَةُ اَصْنَافٍ کی وضاحت کیجئے اور ہر ایک کی مثال لکھئے ۱۴۲۱ھ للبنات

السؤال ﴿۱۲﴾ فصل فِیْ اَصْنَافِ اَعْرَابِ الْاِسْمِ وَهِیَ تِسْعَةُ اَصْنَافٍ اعراب کی نو قسموں کو مثالوں کے ساتھ ذکر کریں للبنات

السؤال ﴿۱۳﴾:۔ فصل: فِیْ اَصْنَافِ اَعْرَابِ الْاسْمِ وَهِیَ تِسْعَةُ اَصْنَافٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِالْکَسْرَةِ وَیُخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الْمُنْصَرِفِ الصَّحِیْحِ وَهُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَالَایَکُوْنُ فِیْ آخِرِهٖ حَرْفُ عِلَّةٍ کَزَیْدٍ وَبِالْجَارِیْ مَجْرَی الصَّحِیْحِ وَهُوَ مَا یَکُوْنُ فِیْ آخِرِهٖ وَاوٌ اَوْ یَاءٌ

مَاقَبْلَهُمَا سَاكِنٌ كَدَلْوٍ وَظَبْيٍ وَبِالْجَمْعِ الْمُكَسَّرِ الْمُنْصَرِفِ كَرِجَالٍ مذکورہ بالاعبارت کا صاف مطلب بیان کریں نیز ان سوالات کے جوابات لکھیں (۱) اصناف اعراب یعنی اقسام اعراب میں اول صنف کو کیوں مقدم کیا (۲) مفرد منصرف صحیح اور جاری مجری صحیح کی تعریف لکھیں (۳) لفظ مفرد کتنے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کونسا معنی مراد ہے (۴) مفرد کے ساتھ منصرف اور جمع کے ساتھ مکسر کی قید کیوں لگائی۔ ۱۴۱۴ھ للبنات

الجواب: ۔ان چاروں سوالوں میں حذف تکرار کے بعد پانچ چیزیں مطلوب ہیں (۱) اعراب اسم کے اقسام کی وضاحت بمع امثلہ (۲) اصناف اعراب یعنی اقسام اعراب میں اول صنف کو کیوں مقدم کیا (۳) مفرد منصرف صحیح اور جاری مجری صحیح کی تعریف (۴) لفظ مفرد کتنے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کونسا معنی مراد ہے (۵) مفرد کے ساتھ منصرف اور جمع کے ساتھ مکسر کی قید کیوں لگائی۔

اول: ۔اسم کے اعراب کی کل نوقسمیں ہیں ﴿۱﴾ ضمہ رفع کے ساتھ فتحہ نصب کے ساتھ جر کسرہ کے ساتھ۔ یہ قسم اسم معرب کی تین اقسام کے ساتھ خاص ہے (۱) مفرد منصرف صحیح (۲) جاری مجری صحیح (۳) جمع مکسر منصرف۔ تینوں کی مثالیں جاء نی زید و دلو ورجال، رأیت زیدا و دلوا ورجالا، مررت بزید و دلو ورجال ﴿۲﴾ رفع ضمہ کے ساتھ نصب وجر کسرہ کے ساتھ۔ یہ قسم جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے جیسے ھن مسلمات رأیت مسلمات مررت بمسلمات ۔﴿۳﴾ رفع ضمہ کے ساتھ نصب وجر فتحہ کے ساتھ ۔یہ قسم غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے جیسے جاء نی عمرو، رأیت عمرو مررت بعمرو ﴿۴﴾ رفع واؤ کے ساتھ نصب الف کے ساتھ جر یاء کے ساتھ۔ یہ قسم اسمائے ستہ مکبرہ کے ساتھ خاص ہے جیسے جاء نی ابوك ،رأیت اباك، مررت بابیک ﴿۵﴾ رفع الف کے ساتھ نصب وجر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ۔ یہ قسم تثنیہ وملحقات تثنیہ یعنی تثنیہ حقیقی وصوری ومعنوی کے ساتھ خاص ہے جیسے جاء نی رجلان کلاھماواثنان رأیت رجلین کلیھماواثنین مررت برجلین کلیھماواثنین ﴿۶﴾ رفع واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ نصب وجر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ۔ یہ قسم جمع وملحقات جمع یعنی حقیقی وصوری ومعنوی کے ساتھ خاص ہے جیسے جاء نی مسلمون واولوا مال وعشرون رأیت مسلمین واولی مال وعشرین مررت بمسلمین واولی مال وعشرین ﴿۷﴾ رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔ یہ قسم اسم مقصور اور اس اسم کے ساتھ خاص ہے جو غیر جمع مذکر سالم ہو کر متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے جاء نی موسی وغلامی، رأیت موسی وغلامی ، مررت بموسی وغلامی ﴿۸﴾ رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتحہ لفظی کے ساتھ جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔ یہ قسم اسم منقوص کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے جاء نی القاضی رأیت القاضی مررت بالقاضی ﴿۹﴾ رفع واؤ تقدیری کے ساتھ نصب وجر یاء لفظی کے ساتھ۔ یہ قسم خاص ہے اس جمع مذکر سالم کے ساتھ جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے جاء نی مسلمی رأیت مسلمی مررت بمسلمی

دوئم: ۔اصناف اعراب میں اول صنف کو کیوں مقدم کیا؟ تو اس کو دو وجہ سے مقدم کیا ہے (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اعراب کی ابتداء دو قسمیں ہیں (۱) اعراب بالحرکت جو اصل ہے (۲) اعراب بالحرف جو فرع ہے۔ چونکہ یہ قسم اعراب بالحرکت ہے جو کہ اصل ہے اس لئے اس کو مقدم کیا (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ اعراب تینوں حالتوں میں تینوں حرکتوں کے ساتھ ہے اور تینوں حرکتوں کے ساتھ اعراب یہ اصل ہے اور تین حالتوں میں دو حرکتوں کے ساتھ اعراب یہ خلاف اصل ہے یعنی فرع ہے۔ اس لئے بھی اس کو مقدم کیا۔

سوئم: مفرد منصرف صحیح اور جاری مجری صحیح کی تعریف:۔ مفرد منصرف صحیح وہ اسم ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت نہ ہو آگے عام ہے فاعین کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو یا نہ ہو جیسے رجل زید وغیرہ۔

جاری مجری صحیح وہ اسم ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلے میں واؤ یا یاء ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے دلو ظبی وغیرہ۔

چہارم:۔ لفظ مفرد کتنے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کونسا معنی مراد ہے:۔ لفظ مفرد کئی چیزوں کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے (۱) بمقابلہ مرکب یہ مفرد ہے یعنی مرکب نہیں (۲) بمقابلہ تثنیہ جمع یہ لفظ مفرد ہے یعنی تثنیہ جمع نہیں ہے (۳) بمقابلہ مضاف یا شبہ مضاف کہ یہ لفظ مفرد ہے یعنی مضاف یا شبہ مضاف نہیں (۴) بمقابلہ جملہ و شبہ جملہ کہ یہ لفظ مفرد ہے یعنی جملہ یا شبہ جملہ نہیں۔

یہاں مفرد تثنیہ و جمع کے مقابلہ میں ہے مفرد کہہ کر تثنیہ و جمع کو خارج کیا ہے کیونکہ انکا یہ اعراب نہیں۔

پنجم: مفرد کے ساتھ منصرف اور جمع کے ساتھ مکسر کی قید کیوں لگائی:۔ مفرد کے ساتھ منصرف کی قید لگا کر غیر منصرف کو خارج کرنا مقصود ہے کیونکہ اسکا یہ اعراب نہیں ہے اور جمع کے ساتھ مکسر کی قید لگا کر جمع سالم کو خارج کرنا مقصود ہے کیونکہ اس کا یہ اعراب نہیں ہے۔

ہر بحث کی مزید تشریح کیلئے شرح ص (۵۴ تا ۵۶) ملاحظہ ہو

السؤال ﴿۱۴﴾:۔ اسم غیر منصرف جمع مذکر سالم جمع مؤنث سالم کے اعراب کو مثالوں کے ساتھ لکھیں اسمائے ستہ مکبرہ اور انکا اعراب مثالوں سے لکھیں۔ ۱۴۱۲ھ

السؤال ﴿۱۵﴾:۔ غیر منصرف، جمع مذکر سالم، جمع مؤنث سالم، اسمائے ستہ مکبرہ کے اعراب مثالوں سے لکھیں نیز لا حول ولا قوۃ باللہ میں کتنے وجوہ پڑھنا جائز ہیں اور وہ کون کون سے ہیں۔

الجواب:۔ ان دونوں سوالوں میں دو چیزیں مطلوب ہیں (۱) غیر منصرف جمع مؤنث سالم وغیرہ کا اعراب مثالوں سمیت (۲) لاحول ولاقوۃ الا باللہ میں کتنی وجوہ سے پڑھنا جائز ہے اور وہ کون سے ہیں۔

اول:۔ اسم غیر منصرف کا اعراب رفع ضمہ کے ساتھ نصب و جر فتحہ کے ساتھ جیسے جاء نی عمر رأیت عمر مررت بعمر (۲) جمع مذکر سالم کا اعراب رفع واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ نصب و جر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے جاء نی مسلمون رأیت مسلمین مررت بمسلمین۔ (۳) جمع مؤنث سالم کا اعراب رفع ضمہ کے ساتھ نصب و جر کسرہ کے ساتھ جیسے هن مسلمات رأیت مسلمات مررت بمسلمات (۴) اسمائے ستہ مکبرہ یہ ہیں اب اخ حم ھن، فم، ذو مال ان کا اعراب رفع واؤ کے ساتھ نصب الف کے ساتھ جر یاء کے ساتھ جیسے جاء نی اخوك رأیت اخاك مررت باخیک۔ اور اسی طرح باقی سمجھیں۔

دوئم:۔ لا حول ولا قوۃ الخ کے وجوہ بالتفصیل شرح ص (۱۷۲) میں ملاحظہ فرمائیں۔

السؤال ﴿۱۶﴾: صحیح جاری مجری صحیح، جمع مکسر، جمع سالم، اسم مقصور۔ اسم منقوص کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال دیں ۱۴۰۴ھ

الجواب:۔ (۱): نحویوں کے ہاں صحیح وہ اسم ہے جن کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت نہ ہو عام ہے خواہ عین کے مقابلہ میں حرف علت ہو یا نہ ہو جیسے زید۔ (۲): جاری مجری صحیح وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت واؤ یا یاء ہو اور ان کا ماقبل ساکن ہو جیسے دلو ظبی۔

(۳): جمع مکسر وہ جمع ہے جس میں واحد کی بناء سلامت نہ رہی ہو جیسے رجل کی جمع مکسر رجال ہے۔ (۴): جمع سالم وہ جمع ہے جس میں واحد کی بنا سلامت رہی ہو پھر اس کی دو قسمیں ہیں جمع مذکر سالم جیسے مسلمون جمع مؤنث سالم جیسے مسلمات۔ (۵): اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو خواہ مذکور ہو جیسے موسیٰ یا مقدر ہو جیسے عصا۔ (۶): اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت ہو جیسے قاض اصل میں قاضی تھا یا پر ضمہ ثقیل ہوا گرا دیا التقائے ساکنین ہوا یا اور نون تنوین کے درمیان تو یا کو گرا دیا۔

السؤال ﴿۱۷﴾ مندرجہ ذیل اسموں کی حالت رفع ونصب وجر میں کیا اعراب ہوتا ہے مسمعات، عصا، عمر قاضی رجلان ۱۴۰۸ھ

الجواب: مسمعات جمع مؤنث سالم ہے اس کا اعراب رفع بضمہ نصب وجر بکسرہ (۲) عصا اسم مقصور ہے اسکا اعراب رفع بضمہ تقدیری نصب بفتحہ تقدیری جر بکسرہ تقدیری (۳) عمر اسم غیر منصرف ہے اسکا اعراب رفع بضمہ نصب وجر بفتحہ (۴) قاضی اسم منقوص ہے اس کا اعراب رفع بضمہ تقدیری نصب بفتحہ لفظی جر بکسرہ تقدیری (۵) رجلان تثنیہ حقیقی ہے اسکا اعراب رفع بالف نصب وجر بیاء ماقبل مفتوح۔

السؤال ﴿۱۸﴾: مندرجہ ذیل اسموں کے اعراب بتائیں (مثالوں کے ساتھ) جمع مؤنث سالم، غیر منصرف، اسمائے ستہ مکبرہ، تثنیہ، جمع مذکر سالم۔

۱۴۰۹ھ

السؤال ﴿۱۹﴾: اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب اور مثالیں تحریر کیجئے۔ ۱۴۰۸ھ

الجواب: دونوں سوالوں کا جواب سوال نمبر ۱۳ کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

السؤال ﴿۲۰﴾: اَلرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالنَّصْبُ بِالْاَلِفِ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ وَيُخْتَصُّ بِالْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُكَبَّرَةً (الف) اسمائے ستہ مکبرہ کو ذکر کرنے کے بعد انکا اعراب تحریر کریں (ب) اسمائے ستہ مکبرہ کیلئے کیا شرائط ہیں ان کو واضح کریں (ج) اب، اخوان، حمی، اخی کا اعراب بتائیے ۱۴۱۶ھ

الجواب: اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول: اسمائے ستہ مکبرہ اَبٌ اَخٌ حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ ذُوْ مَالٍ ان کا اعراب رفع واؤ کے ساتھ نصب الف کے ساتھ جر یاء کے ساتھ

دوئم: اسمائے ستہ مکبرہ کے اعراب کیلئے چار شرطیں ہیں۔ (۱) مکبر ہوں مصغر نہ ہوں (۲) واحد ہوں تثنیہ وجمع نہ ہوں (۳) مضاف ہوں غیر مضاف نہ ہوں (۴) یاء متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔

سوئم: اب چونکہ غیر مضاف ہے اس کا اعراب مفرد منصرف صحیح والا ہوگا رفع بضمہ نصب بفتحہ جر بکسرہ۔ اخوان چونکہ مفرد نہیں بلکہ تثنیہ ہے تو تثنیہ والا اعراب ہوگا یعنی رفع الف کے ساتھ نصب وجر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ۔ حمی چونکہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہے تو اس کا اعراب غلامی والا ہوگا یعنی رفع ضمہ تقدیری نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔ اخی چونکہ مکبر نہیں بلکہ مصغر ہے تو اس کا اعراب جاری مجری صحیح والا ہوگا یعنی رفع بضمہ نصب بفتحہ جر بکسرہ۔

السؤال ﴿۲۱﴾۔ اَلرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالنَّصْبُ بِالْاَلِفِ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ وَيُخْتَصُّ بِالْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُكَبَّرَةً مُوَحَّدَةً مُضَافَةً اِلٰى غَيْرِ يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ (۱) عبارت پر اعراب لگائیں (۲) عبارت کا خلاصہ بیان کریں

(۳) اسمائے ستہ مکبرہ کی تعریف اور مثالیں دیں

الجواب:۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ عبارت پر اعراب سوالیہ عبارت میں دیکھیں۔

دوئم:۔ خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اس میں اعراب کی چوتھی قسم کا ذکر ہے رفع واؤ کے ساتھ نصب الف کے ساتھ جر یا کے ساتھ یہ قسم اسمائے ستہ مکبرہ کیساتھ خاص ہے جبکہ ان میں چار شرطیں پائی جائیں (۱) مکبر ہوں (۲) موحد ہوں (۳) مضاف ہوں (۴) غیر یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں

سوئم: اسمائے ستہ مکبرہ کی تعریف:۔ یہ وہ چھ اسم ہیں جو مفرد ہوں مکبر ہوں جیسے اَبٌ اَخٌ حَمٌ ،هَنٌ ،فَمٌ ذُو مَالٍ۔ان کے اعراب کی شرطیں اور اعراب کی تفصیل سوال نمبر ۲۰ کے جواب میں دیکھیں۔

السؤال ﴿۲۲﴾:۔ اَلرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالنَّصْبُ بِالْاَلِفِ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ الخ (۱) اسمائے ستہ مکبرہ کتنے اور کونسے ہیں سوچ کر جواب دیں (۲) ان کے اعراب کی وضاحت کریں کہ اعراب بالحرکت ہوگا یا بالحرف دونوں صورتوں میں تینوں حالتوں میں ہوگا یا بعض حالتوں میں۔ ۱۴۱۷ھ للبنات

الجواب:۔ اس سوال میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ اسمائے ستہ مکبرہ چھ ہیں اَبٌ اَخٌ حَمٌ ،هَنٌ ،فَمٌ ذُوْ مَالٍ

دوئم:۔ (۲) ان کا اعراب بالحرف ہے اور تینوں صورتوں میں ہے یعنی رفع واؤ کے ساتھ نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ مگر یہ اعراب چار شرائط سے مشروط ہے۔ شرائط سوال نمبر ۲۰ کے جواب میں ملاحظہ ہوں۔

السؤال ﴿۲۳﴾:۔ اَلْاِسْمُ الْمُعْرَبُ عَلٰى نَوْعَيْنِ مُنْصَرِفٌ وَهُوَ مَا لَيْسَ فِيْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا مِنَ الْاَسْبَابِ التِّسْعَةِ كَزَيْدٍ (۱) منصرف اور غیر منصرف کی تعریف مع امثلہ بیان کریں (۲) اسباب تسعہ کون کون سے ہیں واضح کیجئے (۳) منصرف اور غیر منصرف کا حکم بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ جاء نی احمد میں احمد منصرف ہے یا غیر منصرف اگر غیر منصرف ہے تو اس میں کون سے دو سبب پائے جاتے ہیں۔ ۱۴۱۶ھ للبنات

الجواب:۔ اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے دو سبب یا ایسا ایک سبب جو کہ دو کے قائم مقام پایا جائے جیسے، زید وغیرہ۔

غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایسا ایک سبب جو قائم مقام دو کے ہو پایا جائے جیسے عمر، زفر۔ ان میں عدل وعلم اور حمراء میں تانیث بالالف الممد ودہ جو ایک سبب قائم مقام دو کے ہے پایا جاتا ہے۔

دوئم:۔ غیر منصرف کے اسباب تسعہ یہ ہیں (۱) عدل جیسے عمر، زفر (۲) وصف جیسے ثلث مثلث (۳) تانیث جیسے، طلحۃ، زینب ،حمراء وغیرہ (۴) معرفہ جیسے فاطمة (۵) عجمہ جیسے ابراهیم، سقر، ماہ، جور (۶) جمع جیسے مساجد، مصابیح (۷) ترکیب جیسے بعلبک (۸) الف نون زائدتان جیسے عمران (۹) وزن فعل جیسے احمر وغیرہ۔

سوئم:۔منصرف اور غیر منصرف کا حکم:۔منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکتیں تنوین سمیت آتی ہیں جیسے جاء نسی زید رأیت زیدا مررت بزید۔

اور غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ وتنوین داخل نہیں ہوتے جیسے جاء نی عمر رأیت عمرا مررت بعمر

چہارم:۔جاء نی احمد میں احمد غیر منصرف ہے اور اس میں دو سبب علم اور وزن فعل پائے جاتے ہیں۔

السؤال ﴿۲۴﴾:۔اسم غیر منصرف کی تعریف کریں اور بتائیں کہ ابراھیم زینب اور اسود اور عثمان میں کون سے اسباب پائے جاتے ہیں۔

۱۴۰۸ھ للبنات

الجواب:۔اس سوال میں دو چیزیں مطلوب ہیں

اول:۔غیر منصرف کی تعریف:۔سوال نمبر ۲۳ کے جواب میں ملاحظہ ہو۔

دوئم:۔الفاظ مذکورہ میں کونسے اسباب ہیں:۔(۱) ابراھیم میں عجمہ وعلم (۲) زینب میں علمیت وتانیث (۳) اسود میں وصف ووزن فعل (۴) عثمان میں علم والف نون زائدتان ہیں

السؤال ﴿۲۵﴾:۔اسم منصرف اور غیر منصرف کسے کہتے ہیں اسم منصرف کا دوسرا نام کیا ہے منع صرف کے اسباب کتنے ہیں اور کون سے ہیں ۱۴۰۹ھ

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔منصرف وغیر منصرف کی تعریف۔دوئم:۔منع صرف کے اسباب کتنے اور کون سے ہیں ان دونوں باتوں کا جواب سوال نمبر ۲۳ کے جواب میں ملاحظہ ہو۔سوئم:۔اسم منصرف کا دوسرا نام اسم متمکن ہے۔

السؤال ﴿۲۶﴾:۔منع صرف کے اسباب کتنے ہیں اور کون سے ہیں ہر ایک کی مثال بیان کریں وہ اسباب منع صرف کون سے ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی پایا جائے تو پھر بھی غیر منصرف پڑھا جائیگا۔ ۱۴۰۵ھ

الجواب:۔اس سوال میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔منع صرف کے اسباب اور ہر ایک کی مثال۔سوال نمبر ۲۳ کے جواب میں ملاحظہ ہو۔

دوئم:۔اسباب منع صرف میں سے صرف دو سبب ایسے ہیں جن میں سے کوئی ایک سبب بھی پایا جائے تو کلمہ غیر منصرف ہو جاتا ہے۔

(۱) تانیث بالالف المقصورہ والممدودۃ (۲) جمع منتہی الجموع

السؤال ﴿۲۷﴾:۔ اَمَّا الْعَدْلُ فَهُوَ تَغَيُّرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ اِلٰى صِيْغَةٍ اُخْرٰى تَحْقِيْقًا اَوْ تَقْدِيْرًا درج ذیل امور کے جوابات دیں (۱) اسباب منع صرف کتنے ہیں اور کون سے ہیں (۲) عبارت مذکورہ کا مطلب کیا ہے (۳) عدل کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرط لکھیں۔ ۱۴۱۲ھ

السؤال ﴿۲۸﴾:۔ اَمَّا الْعَدْلُ فَهُوَ تَغَيُّرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ اِلٰى صِيْغَةٍ اُخْرٰى تَحْقِيْقًا اَوْ

تَقْدِيْرًاوَلاَ يَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الْفِعْلِ اَصْلاً وَيَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ كَعُمَرَ وَزُفَرَ وَمَعَ الْوَصْفِ كَثُلاَثَ وَمَثْلَثَ وَاُخَرَ وَجُمَعَ (۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (۲) بے غبار تشریح کریں (۳) وزن فعل کے ساتھ عدل کیوں نہیں جمع ہوسکتا وجہ لکھیں

۱۴۲۲ھ للبنات

السؤال ﴿۲۹﴾:۔اسباب منع صرف میں سے عدل کی تعریف اوراس کی قسمیں مثالوں کے ساتھ واضح کریں نیز یہ بتائیں کہ عدل اسباب منع صرف میں سے کن کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور کن کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔ ۱۴۲۱ھ

الجواب:۔ان تینوں سوالوں کے مجموعہ میں چھ چیزیں مطلوب ہیں اسباب منع صرف کونسے ہیں کتنے ہیں (۲) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ۔(۳) عبارت مذکورہ کا مطلب اور بے غبار تشریح۔(۴) عدل کی تعریف اوراس کی قسمیں مثالوں کے ساتھ واضح کرنا (۵) عدل کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرط (۶) اسباب منع صرف میں سے کن کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور کن کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا اور وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ۔

اول:۔اسباب منع صرف کونسے ہیں کتنے ہیں:۔اسباب منع صرف نو ہیں سوال نمبر۲۳ کے جواب میں ملاحظہ ہوں۔

دوئم:۔عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں:سوالیہ عبارت میں دیکھیں۔

ترجمہ:۔لیکن عدل پس وہ تبدیل ہونا ہے لفظ کا اپنی اصلی شکل سے دوسری شکل کی طرف تحقیقایا تقدیرا اور نہیں جمع ہوتا وزن فعل کے ساتھ بالکل اور جمع ہوتا ہے علمیت کے ساتھ جیسے عمر اور زفر اور وصف کے ساتھ جیسے ثلث و مثلث و آخر و جمع

سوئم:۔عبارت مذکورہ کا مطلب اور بے غبار تشریح:اس عبارت سے مقصود اسباب منع صرف میں سے عدل کی تعریف اور تقسیم اور حکم بیان کرنا ہے اس کی مکمل تشریح۔شرح ص (۶۶) پر ملاحظہ ہو۔

چہارم:۔عدل کی تعریف وقسمیں مثالوں کے ساتھ شرح ص (۶۶) پر ملاحظہ ہوں۔

پنجم:۔عدل کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرط:۔عدل کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی کوئی شرط نہیں۔

ششم:۔اسباب منع صرف میں سے کن کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور کن کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا اور وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہونے کی۔عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا اور علمیت اور وصف کے ساتھ جمع ہوجاتا ہے۔مکمل تشریح شرح (۶۸) پر ملاحظہ ہو۔

السؤال ﴿۳۰﴾:۔اَمَّا الْوَصْفُ فَلاَ يَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ اَصْلاً وَشَرْطُه اَنْ يَّكُوْنَ وَصْفًا فِىْ اَصْلِ الْوَضْعِ فَاَسْوَدُ وَاَرْقَمُ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَاِنْ صَارَا اِسْمَيْنِ لِلْحَيَّةِ لاِصَالَتِهِمَا فِى الْوَصْفِيَّةِ وَاَرْبَعٌ فِىْ مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ مَعَ اَنَّه صِفَةٌ وَوَزْنُ الْفِعْلِ لِعَدَمِ الْاَصَالَةِ فِى الْوَصْفِيَّةِ اس عبارت کا مطلب بیان کریں۔نیز وصف اصلی ووصف عارضی کی تعریف اور وصف اصلی کے اشتراط کا سبب بیان کریں۔ ۱۴۱۴ھ للبنات

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔عبارت کا مطلب:وصف علمیت کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوسکتا کیونکہ وصف میں ابہام اور علم میں تعین ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی ضد

ہیں اور دوضدوں کا اجتماع ناجائز ہے اور وصف کے مؤثر ہونے کی یہ شرط ہے کہ اصل وضع کے اعتبار سے وصف ہو لہذا اسود اور ارقم غیر منصرف ہیں کیونکہ اصل وضع کے اعتبار سے یہ وصف ہیں اسود ہر سیاہ چیز کیلئے اور ارقم ہر گدری چیز کیلئے وضع کیا گیا مگر بعد میں سیاہ اور چتلبرے سانپ کے ساتھ خاص ہو گئے اور مررت بنسوۃ اربعۃ میں جو لفظ اربعۃ ہے یہ منصرف ہے حالانکہ اس مثال میں یہ وصف بن کر استعمال ہو رہا ہے اور اس میں دوسرا سبب وزن فعل بھی ہے مگر اصل وضع کے اعتبار سے نہیں کیونکہ اس کی وضع ایک عدد معین کیلئے ہے۔

دوئم:۔ وصف اصلی و عارضی کی تعریف ۔ وصف اصلی وہ ہے کہ واضع نے اس کو ذات مبہم کیلئے وضع کیا ہو جس میں وصفی معنی کا لحاظ ہو جیسے اسود کو واضع نے وضع کیا ہے ہر سیاہ چیز کیلئے اور ارقم کو وضع کیا ہے ہر گدری چیز کیلئے وصف عارضی وہ ہے کہ واضع نے اس کو ذات معین کیلئے وضع کیا ہو لیکن بعد میں وصفی معنی میں استعمال ہونے لگا جیسے اربع کو واضع نے وضع کیا ہے ایک خاص متعین عدد کیلئے جو تین سے اوپر اور پانچ سے نیچے کامل عدد ہے مگر مررت بنسوۃ اربعۃ میں لفظ اربعۃ وصفی معنی دینے لگا اب اس مثال میں معنی یہ ہے کہ میں ایسی چار عورتوں کے پاس سے گزرا جو چار والی صفت کے ساتھ موصوف تھیں۔

سوئم:۔ وصف اصلی کے اشتراط کا سبب یہ ہے کہ اسم معرب میں غیر منصرف ہونا خلاف اصل ہے کسی اسم معرب کو غیر منصرف بنانے کیلئے کسی قوی سبب کی ضرورت ہے وصف اصلی میں تو یہ طاقت ہے کہ اسم کو اصل سے نکال کر غیر منصرف بنا دے دوسرے سبب کے ساتھ ملکر وصف عارضی میں یہ طاقت نہیں۔

السؤال ﴿۳۱﴾:۔ اَمَّا التَّانِيثُ بِالتَّاءِ فَشَرْطُه اَنْ يَّكُوْنَ عَلَمًا كَطَلْحَةَ وَكَذٰلِكَ الْمَعْنَوِيُّ الخ اسباب منع صرف لکھنے کے بعد تانیث کے سبب بننے کی شرائط واضح کریں۔ ۱۴۱۱ھ

السؤال ﴿۳۲﴾:۔ اَمَّا التَّانِيثُ بِالتَّاءِ فَشَرْطُه اَنْ يَّكُوْنَ عَلَمًا كَطَلْحَةَ وَكَذٰلِكَ الْمَعْنَوِيُّ تانیث کی کل کتنی اقسام ہیں اور کونسی قسم بغیر شرط کے غیر منصرف کا سبب بن کر ایک سبب قائم مقام دو سببوں کے ہوتی ہے۔(۲) وکذلک المعنوی میں تانیث معنوی کو تانیث لفظی کے ساتھ تشبیہ کس امر میں دی گئی ہے۔ ۱۴۱۷ھ للبنات

الجواب:۔ ان دونوں سوالوں میں پانچ چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ اسباب منع صرف سوال نمبر (۲۳) کے جواب میں دیکھیں۔

دوئم:۔ تانیث کے سبب بننے کی شرائط تانیث کے چار اقسام ہیں ۔ دو قسم تانیث بالالف المقصورہ والممدودہ غیر منصرف میں بغیر کسی شرط کے سبب ہیں ۔ تیسری قسم تانیث بالتاء اللفظی کے سبب بننے کیلئے علمیت شرط ہے۔ چوتھا قسم تانیث معنوی کے سبب بننے کیلئے دو شرطیں ہیں (۱) علمیت (۲) تین چیزوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا یا تانیث معنوی والا کلمہ تین حرفوں سے زائد ہو جیسے زینب یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے سقر یا وہ کلمہ عجمہ ہو جیسے ماہ وجور۔

سوئم:۔ تانیث کے کل اقسام چار ہیں (۱) تانیث بالتاء اللفظی (۲) تانیث معنوی (۳) تانیث بالالف المقصورہ (۴) تانیث بالالف الممدودہ

چہارم:۔ وہ قسم جو بغیر شرط کے غیر منصرف کا سبب بن کر ایک سبب قائم مقام دو کے ہو وہ تانیث بالالف المقصورہ ہے جیسے حبلی اور تانیث بالالف

الممدودہ ہے جیسے حمراء۔

پنجم:۔وکذالک المعنوی میں تانیث معنوی کو تانیث لفظی کے ساتھ تشبیہ اشتراط علمیت میں ہے یعنی جیسے تانیث لفظی کے سبب بننے میں علمیت شرط ہے اسی طرح تانیث معنوی کے سبب بننے میں بھی علمیت شرط ہے مگر دونوں میں فرق ہے کہ تانیث لفظی میں علمیت شرط ہے وجوب تاثیر کیلئے اور تانیث معنوی میں علمیت شرط ہے جوازی تاثیر کیلئے تفصیل شرح (۹۲) پر ملاحظہ ہو۔

السؤال ﴿۳۳﴾:۔اَمَّا الْمَعْرِفَةُ فَلا يُعْتَبَرُ فِى مَنْعِ الصَّرْفِ مِنْهَا اِلَّا الْعَلَمِيَّةُ وَتَجْتَمِعُ مَعَ غَيْرِ الْوَصْفِ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں (۲) معرفہ کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ علمیت مذکورہ کے سوا باقی معرفہ کی اقسام غیر منصرف کا سبب کیوں نہیں بن سکتے (۳) وصف کے ساتھ معرفہ کے جمع نہ ہوسکنے کی وجہ کیا ہے۔ ۱۴۱۸ھ للبنات

الجواب:۔اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔اول:۔سوالیہ عبارت میں دیکھیں۔

دوئم:۔معرفہ کی تعریف معرفہ وہ اسم ہے جو ذات معین کیلئے وضع کیا گیا ہو مگر یہاں معرفہ سے مراد تعریف ہے یعنی کسی اسم کا ذات معین پر دلالت کرنے والا ہونا۔کیونکہ غیر منصرف کے جتنے اسباب ہیں سب میں معنی مصدری کا لحاظ ہے

سوئم:۔علمیت کے سواء معرفہ کے بقیہ اقسام غیر منصرف کے سبب نہ بننے کی وجہ یہ ہے کہ ان اقسام میں سے بعض اقسام مثلاً مضمرات اور اسماء اشارات اور اسماء موصولات یہ سب مبنی ہیں اور مبنی معرب کی ضد ہے اور غیر منصرف اسم معرب کی قسم ہے تو یہ سب غیر منصرف کی ضدیں ہیں ایک ضد دوسری ضد کا سبب کیسے بن سکتی ہیں اور بعض اقسام غیر منصرف کو منصرف یا منصرف کے حکم میں کر دیتے ہیں جیسے معرفہ بالاضافۃ اور معرفہ بالالف واللام لہذا یہ بھی سبب نہیں بن سکتے اور معرفہ بالنداء معرف باللام کے حکم میں ہے نحویوں کے ہاں لہذا یہ بھی سبب نہیں بن سکتا نیز معرفہ بالنداء اگر مفرد معرفہ ہے تو مبنی ہوگا وہ کیسے سبب بن سکتا ہے اور اگر مضاف یا شبہ مضاف ہے تو غیر منصرف کو منصرف یا منصرف کے حکم میں کر دیگا اور اگر نکرہ غیر معین ہے تو وہ معرفہ ہی نہیں لہذا معرفہ بالنداء سبب منع صرف نہیں بن سکتا

چہارم:۔معرفہ (علمیت) کا وصف کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں کیونکہ علم ذات معین پر دلالت کرتا ہے اور وصف ذات مبہم پر اور دو ضدیں آپس میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

السؤال ﴿۳۴﴾:اَمَّا الْعُجْمَةُ فَشَرْطُهَا اَنْ تَكُوْنَ عَلَمًا فِى الْعُجْمَةِ وَزَائِدَةً عَلٰى ثَلَاثَةِ اَحْرُفٍ كَاِبْرَاهِيْمَ اَوْ ثُلَاثِيًّا مُتَحَرِّكَ الْاَوْسَطِ كَشَتَرَ فَلِجَامٌ مُنْصَرِفٌ لِعَدْمِ الْعَلَمِيَّةِ وَنُوْحٌ مُنْصَرِفٌ لِسُكُوْنِ الْاَوْسَطِ

(۱) اعراب لگائیں۔(۲) عبارت کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ علما فی العجمۃ کا کیا مطلب ہے ۱۴۱۸ھ للبنات

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔عبارت پر اعراب سوالیہ عبارت میں دیکھیں۔

دوئم:۔عبارت کی وضاحت عجمہ کے غیر منصرف کا سبب بننے کیلئے دو شرطیں ہیں (۱) لغت عجم میں وہ کسی کا علم ہو (۲) وہ کلمہ تین حرفوں سے زائد ہو جیسے ابراہیم اگر تین حرفی ہے تو متحرک الاوسط ہو جیسے شطر لہذا لجام منصرف ہے کیونکہ علم نہیں اور نوح بھی منصرف ہے کیونکہ ثلاثی ساکن

الاوسط ہے۔

سوئم:۔ علما فی العجمه کا مطلب یہ ہے کہ وہ کلمہ لغت عجم میں کسی کا علم ہو خواہ حقیقۃ علم ہو جیسے ابراہیم یہ لغت عرب کی طرف نقل ہونے سے پہلے لغت عجم میں حقیقۃ علم تھا بغیر کسی تبدیلی کے لغت عرب میں منقول ہو گیا یا حکما علم ہو جیسے قالون یہ لغت عرب کی طرف نقل ہونے سے پہلے لغت عجم میں حقیقۃ علم نہ تھا بلکہ اسم جنس تھا ہر جید (عمدہ) چیز کو قالون کہتے تھے پھر لغت عرب میں نقل ہونے کے بعد معنی جنسی میں استعمال ہونے سے پہلے ہی علم ہو گیا قراء میں سے ایک قاری صاحب کا علم بن گیا جودت قرأت کی وجہ سے اور وہ لفظ عجمی جو لغت عرب میں نقل ہوتے ہی اپنے معنی جنسی میں استعمال ہونے سے پہلے علم ہو جائے تو وہ حکما علم ہوتا ہے کیونکہ یہ بھی تغیر و تبدل سے محفوظ ہوتا ہے۔

السؤال ﴿۳۵﴾:۔ عجمہ کے سبب برائے منع صرف بننے کیلئے کون سی شرائط ہیں یہ بھی بتائیں کہ ابراهیم، لجام، نوح، منصرف ہیں یا غیر منصرف۔ سنہ ۱۴۱۰ھ

الجواب:۔ اس سوال میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ عجمہ کے منع صرف کے سبب بننے کی شرائط دو ہیں (۱) علمیت (۲) تین حرفوں سے زائد ہو یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو۔

دوئم:۔ ابراہیم غیر منصرف ہے بوجہ علمیت و عجمہ۔ اور لجام منصرف ہے علمیت والی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے نوح بھی منصرف ہے متحرک الاوسط نہ ہونے کی وجہ سے۔

السؤال ﴿۳۶﴾:۔ جمع کے غیر منصرف کا سبب بننے کیلئے کیا شرائط ہیں۔ سنہ ۱۴۲۰ھ للبنات

السؤال ﴿۳۷﴾:۔ ھدایۃ النحو کے مطابق اسباب صرف میں جمع کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرطیں تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے پوری بحث کو مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔ نیز بتائیں کہ نیچے ذکر کی گئی مثالوں میں کون منصرف ہے اور کون غیر منصرف۔ اور کون کیا ہے۔ وجہ بھی لکھیں۔ بعلبک، معدیکرب، تغلب، نرجس، حبلی، صیاقلة، یعمل، ندمان، شاب قرناها سنہ ۱۴۲۰ھ

الجواب:۔ دونوں سوالوں میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ جمع کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط دو ہیں (۱) وہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو منتہی الجموع کا وزن یہ ہے کہ پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو تیسری جگہ الف علامت جمع اقصی ہو اس کے بعد اگر ایک حرف ہے تو مشدد ہو گا جیسے دابہ کی جمع اقصی دواب اگر دو حرف ہوں تو پہلا مکسور ہو گا جیسے مسجد کی جمع مساجد اگر تین حرف ہوں تو اول مکسور دوسرا ساکن جیسے مصباح کی جمع مصابیح (۲) وہ جمع ایسی تاء کو قبول نہ کرے جو حالت وقف میں ہا بن جائے۔

دوئم:۔ پوری بحث کی مثالوں کے ذریعے وضاحت یہ ہے کہ جمع کے مؤثر ہونے کی دو شرطیں ہیں (۱) وہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو وزن کی تفصیل مثالوں سمیت اوپر دیکھیں اگر جمع تو ہے مگر منتہی الجموع کے وزن پر نہیں تو وہ غیر منصرف کا سبب نہیں بنے گا جیسے رجال نسوۃ وغیرہ (۲) آخر میں ایسی تاء نہ ہو جو حالت وقف میں ہا بن جائے ورنہ یہ جمع بھی غیر منصرف کا سبب نہیں بنے گا جیسے صیاقلة صیقل کی جمع ہے

منتہی الجموع کے وزن پر بھی ہے مگر آخر میں تاء ہے لہذا یہ منصرف ہوگا۔

سوئم:۔مذکورہ مثالوں میں سے کون منصرف اور کون غیر منصرف تو وضاحت یہ ہے کہ بعلبک اور معدیکرب غیر منصرف ہیں بوجہ ترکیب وعلیت کے اور ترکیب کے سبب بننے کی دونوں شرطیں بھی موجود ہیں یعنی علیت اور ترکیب اضافی واسنادی کا نہ ہونا اور تغلب ونرجس بھی غیر منصرف ہیں بوجہ وزن فعل اور علیت کے اور وزن فعل کی شرط بھی موجود ہے حروف اتین میں سے تاء تغلب میں اور نون نرجس میں موجود ہے اور حبلی بھی غیر منصرف ہے تانیث بالالف المقصورہ کی وجہ سے اور یہ ایک سبب قائم مقام دو کے ہے اور صیاقلۃ منصرف ہے کیونکہ اگر چہ یہ جمع ہو کر منتہی الجموع کے وزن پر تو ہے مگر آخر میں تاء ہے جو حالت وقف میں ہا بن جاتی ہے اور یعمل بھی منصرف ہے کیونکہ اس میں اگر چہ دوسبب وزن فعل اور وصف اصلی پائے جاتے ہیں مگر یہ اس تاء کو قبول کرتا ہے جو حالت وقف میں ہا بن جاتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے ناقۃ یعملۃ اور ندمان بمعنی ندیم (شراب کا ساتھی) منصرف ہے اگر چہ اس میں دوسبب الف نون زائدتان اور وصف اصلی موجود ہیں مگر الف نون زائدتان جب وصف میں ہوں تو اس کے سبب منع صرف بننے کی شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو اور ندمان کی مؤنث ندمانۃ بروزن فعلانۃ آتی ہے لہذا یہ منصرف ہے ہاں اگر ندمان بمعنی نادم (پشیمان) ہو تو اس وقت چونکہ اس کی مؤنث ندمانۃ نہیں آتی بلکہ ندمی آتی ہے لہذا یہ غیر منصرف ہوگا اور شاب قرناھا مبنی ہے کیونکہ یہ مرکب اسنادی ہے اگر چہ اس میں دوسبب ترکیب وعلیت پائے جاتے ہیں مگر ترکیب کے سبب بننے کیلئے شرط ہے کہ مرکب اسنادی نہ ہو۔

السؤال ﴿۳۸﴾:۔ اَمَّا التَّرْکِیْبُ فَشَرْطُہٗ اَنْ یَّکُوْنَ عَلَمًا بِلَا اِضَافَۃٍ وَّلَا اِسْنَادٍ کَبَعْلَبَکَّ فَعَبْدُاللّٰہِ مُنْصَرِفٌ وَمَعْدِیْکَرَبَ غَیْرُ مُنْصَرِفٍ وَشَابَ قَرْنَاھَا مَبْنِیٌّ مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد ترکیب کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔ اور مصنف کی ذکر کردہ تمام اتفاقی اور احترازی مثالوں کی وضاحت کریں۔ ۱۴۱۸ھ للبنات

السؤال ﴿۳۹﴾:اَمَّا التَّرْکِیْبُ فَشَرْطُہٗ اَنْ یَّکُوْنَ عَلَمًا بِلَا اِضَافَۃٍ وَّلَا اِسْنَادٍ کَبَعْلَبَکَّ فَعَبْدُاللّٰہِ مُنْصَرِفٌ وَمَعْدِیْکَرَبَ غَیْرُ مُنْصَرِفٍ وَشَابَ قَرْنَاھَا مَبْنِیٌّ مذکورہ بالا عبارت کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھیں کہ مصنف نے ترکیب کے منع صرف میں مؤثر ہونے کیلئے علیت اور بلا اضافۃ ولا اسناد کی شرطیں کیوں لگائی ہیں ۱۴۱۳ھ

الجواب:۔ان دونوں سوالوں کے مجموعہ میں پانچ چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ترجمہ عبارت لیکن ترکیب پس اس کی شرط یہ ہے کہ ہو وہ علم بغیر اضافت واسناد کے جیسے بعلبک پس عبداللہ منصرف ہے اور معدیکرب منصرف ہے اور شاب قرناھا مبنی ہے۔

دوئم:۔عبارت کا مطلب: اس عبارت سے اسباب منع صرف میں سے ترکیب کے سبب بننے کیلئے دوشرطیں اور مطابقی واحترازی مثالیں ذکر کی گئی ہیں اول شرط یہ ہے کہ وہ مرکب علم ہو دوسری شرط یہ ہے کہ ترکیب اضافی واسنادی نہ ہو مطابقی مثال بعلبک اور معدیکرب یہ دونوں غیر منصرف ہیں کیونکہ ان میں دوسبب ترکیب اور علیت پائے جاتے ہیں اور ترکیب کے مؤثر ہونی شرط بھی موجود ہے علم بھی ہیں اور ترکیب اسنادی واضافی بھی نہیں احترازی مثال (۱) عبداللہ یہ منصرف ہے کیونکہ یہ مرکب اضافی ہے احترازی مثال (۲) شاب قرناھا یہ مبنی ہے کیونکہ یہ مرکب

اسنادی ہے مرکب اسنادی جب علم بن جائے تو مبنی ہوتا ہے۔

سوئم:۔ترکیب کالغوی اصطلاحی معنی: ترکیب مصدر ہے از باب تفعیل لغوی معنی جوڑنا مرکب کرنا اور اصطلاحی معنی دو یا دو سے زائد کلموں کا بغیر کسی حرف کے جز و ہونے کے ایک ہونا۔

چہارم:۔مصنف کی ذکر کردہ تمام اتفاقی واحترازی مثالوں کی وضاحت: مصنف نے چار مثالیں ذکر فرمائی ہیں بعلبک اور معدیکرب یہ اتفاقی مثالیں ہیں بعل ایک بت کا نام تھا اور بک اس بادشاہ کا نام تھا جس نے شہر بنایا دونوں اسموں کو ملا کر شہر کا نام رکھ دیا اس میں کوئی جز وحرف بھی نہیں اور ترکیب اسنادی و اضافی بھی نہیں لہذا یہ ترکیب اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور معدیکرب ایک مرد کا نام ہے معدی اور کرب دو اسم تھے ان دونوں کو ملا کر ایک کیا گیا چونکہ یہ مرکب اضافی بھی نہیں اور اسنادی بھی نہیں لہذا یہ بھی ترکیب اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور عبداللہ اور شاب قرناها احترازی مثالیں ہیں عبداللہ منصرف ہے اگر چہ علم تو ہے مگر دوسری شرط کی پہلی شق کہ ترکیب اضافی نہ ہو اس میں نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ مرکب اضافی ہے لہذا یہ منصرف ہوگا۔ اور شاب قرناها یہ دوسری شرط کی قسم ثانی کی تفریع ہے یہ مبنی ہے کیونکہ مرکب اسنادی ہے شاب فعل اور قرناها مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل۔

ترجمہ:۔سفید ہو گئے اس عورت کے گیسو تو جس عورت کے گیسو سفید ہو گئے تو اس کا نام رکھ دیا گیا شاب قرناها اب اگر چہ اس میں ترکیب اور علمیت دو سبب ہیں مگر چونکہ یہ مرکب اسنادی ہو کر یہ مبنی ہے لهٰذا یہ غیر منصرف نہیں۔

پنجم:۔علمیت و بلا اضافة ولا اسناد کی شرائط کا فائدہ: مصنف نے ترکیب کے منع صرف میں مؤثر ہونے کیلئے علمیت اور بلا اضافة بلا اسناد کی شرط کیوں لگائی ہیں علمیت والی شرط اس لئے لگائی کہ ترکیب ایک عارضی چیز ہے کیونکہ اصل ہر کلمہ میں یہ ہے کہ وہ مستقل الگ ہو کر استعمال ہو دوسرے کی طرف محتاج نہ ہو مگر کسی عارض کی وجہ سے اس کو جوڑا گیا ہے تو معلوم ہوا یہ ایک عارضی چیز ہے اور جو عارضی چیز ہو وہ زوال پزیر ہوتی ہے لہذا احتمال ہے کہ ترکیب زائل ہو جائے تو علمیت والی شرط لگائی تا کہ زوال سے محفوظ ہو کر یہ ترکیب غیر منصرف کا سبب بن جائے اور بلا اضافت کی شرط اس لئے لگائی کہ اضافت غیر منصرف مضاف کو منصرف یا منصرف کے حکم میں کر دیتی ہے تو یہ کیسے غیر منصرف میں مؤثر ہو سکتی ہے اور بلا اسناد کی شرط اس لئے لگائی کہ ترکیب کے سبب بننے کیلئے علمیت بھی شرط ہے اب ترکیب اسنادی اگر ہو تو ترکیب اسنادی والا مرکب اسنادی کسی کا علم ہو گا تو وہ مبنی ہو جائے گا اور مبنی غیر منصرف کی ضد ہے کیونکہ غیر منصرف معرب کا قسم ہے لہذا اس سے احتراز ضروری ہے باقی مرکب توصیفی اضافی کے حکم میں ہے اسی طرح مرکب صوتی مرکب تعدادی مرکب اسنادی میں داخل ہے کیونکہ مرکب اسنادی تو علم بننے کے بعد مبنی بن جاتا ہے اور مرکب صوتی تعدادی تو شروع ہی سے مبنی ہیں مبنی ضد ہے معرف غیر منصرف کی۔

السؤال ﴿۴۰﴾:۔وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَاشُرِطَ فِيْهِ الْعَلَمِيَّةُ اَوْ لَمْ يُشْتَرَطْ فِيْهِ ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَ مَعَ سَبَبٍ وَّاحِدٍ فَقَطْ اِذَا نُكِّرَ صُرِفَ اس عبارت پر اعراب لگائیں پھر بتائیں کہ ما شرط فيه العلمية او لم يشترط فيه ذلك کا مصداق کون ہیں اس کے بعد مصنف نے جو قاعدہ بیان کیا ہے اس کی پوری تشریح کریں۔ سنہ ۱۴۰۹ھ

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

23
12

اول:۔عبارت پر اعراب سوالیہ عبارت میں دیکھیں۔

دوئم:۔ما شرط فیه العلمیه کا مصداق چار چیزیں ہیں۔(۱)مؤنث بالتاء اللفظی اور مؤنث معنوی۔(۲)عجمہ(۳)ترکیب(۴)ہر وہ اسم جس میں الف نون زائدتان ہوں اور لم یشترط فیہ ذالک کا مصداق دو ہیں(۱)علم معدول(۲)وزن فعل۔

سوئم:۔قاعدہ کی مکمل تشریح شرح ص(۸۳)پر ملاحظہ ہو۔

السؤال ﴿۴۱﴾:۔ مرفوعات کتنے اور کون سے ہیں ہر ایک کی مثال بیان کریں۔ ۱۴۲۲ھ

السؤال ﴿۴۲﴾:۔المقصد الاول فی المرفوعات مندرجہ ذیل کے جوابات تحریر کریں(۱)مرفوعات کتنے ہیں ہر ایک کی مثال بیان کریں(۲)مرفوعات مرفوع کی جمع ہے یا مرفوعة کی(۳)مصنفؒ نے بحث مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر کیوں مقدم کیا ۱۴۱۳ھ

الجواب :۔ان دونوں سوالوں کے مجموعہ میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔مرفوعات کتنے اور کونسے ہیں ہر ایک کی مثال تو مرفوعات کل آٹھ ہیں(۱)فاعل جیسے ضرب زید میں لفظ زید(۲)مفعول مالم یسم فاعله جیسے ضرب زید میں زید(۳)مبتداء جیسے زید قائم میں زید(۴)خبر جیسے زید قائم میں قائم (۵)ان اور اس کے اخوات کی خبر جیسے ان زیدا قائم میں قائم (۶)کان اور اس کے اخوات کا اسم جیسے کان زید قائما میں زید(۷)ما ولا مشبهتین بلیس کا اسم جیسے ما زید بقائم میں زید(۸)لانفی جنس کی خبر جیسے لا رجل قائم میں لفظ قائم

دوئم:۔مرفوعات مرفوع کی جمع ہے یا مرفوعة کی۔تو یہ مرفوع کی جمع ہے نہ کہ مرفوعة کی کیونکہ مرفوعات کا مفرد اسم کی صفت ہے اور اسم مذکر ہے لہذا اس کی صفت بھی مذکر ہونی چاہیے۔

سوال:۔مرفوع مذکر ہے اور مذکر کی جمع سالم تو واؤنون کے ساتھ آتی ہے یہاں الف تاء کے ساتھ کیسے آ گئی؟

جواب:۔اسم مذکر لایعقل ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ مذکر لایعقل کی صفت کی جمع الف تاء کے ساتھ ہی آتی ہے جیسے الیوم مذکر غیر عاقل ہے اسکی صفت الخالی آتی ہے اور الخالی کی جمع الخالیات الف وتاء کے ساتھ آتی ہے کہا جاتا ہے الایام الخالیات الکوکب مذکر غیر عاقل ہے اس کی صفت الطالع ہے اسکی جمع الف وتاء کے ساتھ آتی ہے کہا جاتا ہے الکواکب الطالعات۔

سوئم:۔مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر اس لئے مقدم کیا کہ مرفوعات عمدہ ہیں کیونکہ اکثر مسند الیہ ہوتے ہیں اور مسند الیہ کلام میں عمدہ ہے۔

السؤال ﴿۴۳﴾:۔اَلْفَاعِلُ كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَه فِعْلٌ اَوْ صِفَةٌ اُسْنِدَ اِلَيْهِ علی مَعْنَى اَنَّهُ قَامَ به لا وَقع عَلَيْهِ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا وَمَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا عبارت پر اعراب لگائیں عبارت کا خلاصہ بیان کریں خط کشیدہ قید کا کیا فائدہ ہے۔ ۱۴۱۸ھ

السؤال ﴿۴۴﴾:۔فاعل کی تعریف امثلہ کی روشنی میں قلم بند کیجیے۔ ۱۴۰۸ھ

الجواب :۔دونوں سوالوں کے مجموعہ میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔ اول:۔اعراب سوالیہ عبارت میں دیکھ کر لگائیں۔

دوئم: **عبارت کا خلاصہ**: اس عبارت سے فاعل کی تعریف مع الامثلہ کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا صیغہ صفت ہو جس کی اس اسم کی طرف نسبت ہو ایسے طور پر کہ وہ فعل یا صیغہ صفت اس اسم کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس پر واقع ہو جیسے قام زید میں زید اسم ہے اس سے پہلے قام فعل ہے اس کی نسبت ہے زید کی طرف اس طور پر کہ یہ اس کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں لہٰذا زید پر فاعل کی تعریف سچی آتی ہے دوسری مثال زید ضارب ابوہ عمروا اس مثال میں ابوہ اسم ہے اس سے پہلے صیغہ صفت ہے اس کا اسناد ہے ابوہ کی طرف اس طور پر کہ ضرب اسی کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں لہٰذا اس مثال میں ابوہ فاعل ہے ضارب صیغہ صفت کا۔

سوئم:۔ فاعل کی تعریف امثلہ کی روشنی میں یہ بات بھی خلاصہ میں بیان ہو چکی ہے مثالوں کی وضاحت بھی ہو چکی۔

چہارم:۔ خط کشیدہ قید (لا وقع علیہ) کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مفعول مالم یسم فاعلہ یعنی نائب فاعل کو خارج کرنا مقصود ہے کیونکہ اس کے ساتھ فعل یا صیغہ صفت قائم نہیں ہوتا بلکہ اس پر واقع ہوتا ہے جیسے ضرب زید میں زید نائب فاعل ہے ضرب اس پر واقع ہے۔

السؤال ﴿۴۵﴾:۔ وَاِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُظْهَرًا وُحِّدَ الْفِعْلُ اَبَدًا نَحْوُ ضَرَبَ زَيْدٌ وَضَرَبَ الزَّيْدَانِ الخ

(۱) فاعل کے اسم ظاہر اور اسم ضمیر ہونے کی صورت میں فعل کی وحدت اور تثنیہ کا ضابطہ تفصیل کے ساتھ بیان کریں (۲) ہر ایک جز کی دلیل اور وجہ بھی بیان کریں (۳) فاعل کے مؤنث حقیقی اور غیر حقیقی کی صورت میں فعل کی تذکیر و تانیث کا ضابطہ بھی اختصار کے ساتھ بیان کریں ۱۴۱۸ھ

السؤال ﴿۴۶﴾:۔ وَاِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُؤَنَّثًا حَقِيْقِيًّا وَهُوَ مَا بِإِزَائِهٖ ذَكَرٌ مِنَ الْحَيَوَانِ اُنِّثَ الْفِعْلُ اَبَدًا

(الف) فعل کو مؤنث کب لایا جائے گا تفصیل سے لکھیے (ب) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے اور بتائیے کہ مؤنث حقیقی کسے کہتے ہیں (ج) قامت ھند اور ھند قامت میں فعل کے مؤنث لانے کی کیا وجہ ہے ۱۴۱۶ھ للبنات

الجواب:۔ دونوں سوالوں کے مجموعہ میں چھ چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ دوسرے سوال کی عبارت پر اعراب سوالیہ عبارت میں دیکھیں اور اس کا ترجمہ یہ ہے: اور اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو (اور وہ وہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں جاندار مذکر ہو) تو فعل کو ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔

دوئم:۔ فاعل کے اسم ظاہر اور ضمیر ہونے کی صورت میں فعل کی وحدت اور تثنیہ کے ضابطے کی تفصیل یہ ہے کہ فاعل دو حال سے خالی نہیں اسم ظاہر ہوگا یا اسم مضمر اگر اسم ظاہر ہے تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا خواہ وہ فاعل مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو جیسے ضرب زید ضرب الزیدان ضرب الزیدون اگر فاعل اسم مضمر ہو تو فعل کو فاعل کے مطابق لایا جائے گا اگر فاعل مفرد ہے تو فعل بھی مفرد ہوگا اگر تثنیہ ہے تو فعل بھی تثنیہ اگر جمع ہے تو فعل بھی جمع لایا جائے گا جیسے زید ضرب الزیدان ضربا الزیدون ضربوا

سوئم:۔ ہر ایک چیز کی دلیل اور وجہ: فاعل کے اسم ظاہر ہونے کی صورت میں اگر فعل کو فاعل کے مطابق لائیں تو فاعل کا تکرار ہوگا مثلاً ضرب الزیدان میں ضرب فعل کا فاعل الف ضمیر بھی ہے اور الزیدان بھی اور فاعل کے اسم ضمیر ہونے کی صورت میں چونکہ یہ ضمیر لوٹے گی پیچھے اسم ظاہر کی طرف اگر فعل کو فاعل ضمیر کے مطابق نہ لائیں تو راجع مرجع میں مطابقت نہ ہوگی۔

چہارم:۔ فاعل کے مؤنث حقیقی اور غیر حقیقی ہونے کی صورت میں فعل کی تذکیر و تانیث کا ضابطہ اختصار کے ساتھ یہ ہے کہ اگر فعل کا فاعل مؤنث

حقیقی ہے تو دو حال سے خالی نہیں مظہر ہو گی یا مضمر اگر مظہر ہے تو دو حال سے خالی نہیں فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو گا یا نہیں اگر فاصلہ ہے تو فعل کے مذکر اور مؤنث لانے میں اختیار ہے جیسے ضرب الیوم ھند اور ضربت الیوم ھند اگر فاصلہ نہیں تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے قامت، ھند قام ھند کہنا جائز نہیں اگر فعل کا فاعل مضمر ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے ھند قامت اور اگر فعل کا فاعل مؤنث غیر حقیقی ہے تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں مظہر ہو گا یا مضمر اگر مظہر ہے تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں فاصلہ ہو گا یا نہیں دونوں صورتوں میں فعل کو مذکر اور مؤنث لانے میں اختیار ہے مذکر لانا بھی جائز ہے اور مؤنث لانا بھی جائز ہے جیسے طلع الیوم شمس طلعت الیوم شمس اور طلع الشمس اور طلعت الشمس اگر فاعل مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہے تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے الشمس کورت اس کو الشمس کور پڑھنا جائز نہیں۔ ہر ایک حکم کی وجہ شرح میں ملاحظہ ہو۔

پنجم:۔ مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلہ میں جاندار مذکر ہو جیسے امرأۃ کے مقابلے میں رجل اور ناقۃ کے مقابلے میں جمل مؤنث غیر حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر نہ ہو خواہ بالکل مذکر نہ ہو جیسے عین بمعنی چشمہ یا اس کے مقابلہ میں مذکر تو ہو لیکن جاندار نہ ہو جیسے نخلۃ کے مقابلے میں نخل مذکر ہے مگر جاندار نہیں۔

ششم:۔ قامت ھند و ھند قامت میں فعل کے مؤنث لانے کی وجہ یہ ہے کہ ضابطہ:۔ ہے کہ جب فعل کا فاعل مؤنث حقیقی ہو خواہ اسم مظہر ہو یا مضمر تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا بشرطیکہ فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو مذکورہ مثالوں میں بھی یہی صورت ہے۔

السؤال ﴿۴۷﴾:۔ مؤنث حقیقی اور غیر حقیقی اور جمع تکسیر کی تعریف لکھیں اور بتائیں کہ اگر ان تینوں میں سے کوئی ایک فاعل واقع ہو رہا ہو تو فعل مذکر لائیں گے یا مؤنث یا دونوں میں اختیار ہو گا نیز فاعل کے مظہر یا مضمر ہونے کی صورت میں قانون ایک ہو گا یا فرق ہوتا ہے تو اس فرق کو بیان کیجیے اور ہر قانون کو مثال سے واضح کیجیے۔ ۱۴۰۹ھ

السؤال ﴿۴۸﴾:۔ (۱) فاعل کو کن حالات میں مذکر یا مؤنث لایا جاتا ہے (۲) وہ کون سے حالات ہیں کہ جن میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں (۳) اسی طرح فاعل کے فعل کو کن حالات میں واحد تثنیہ اور جمع لایا جاتا ہے۔ ۱۴۱۵ھ

الجواب:۔ دونوں سوالوں کے مجموعہ میں پانچ چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ مؤنث حقیقی وغیر حقیقی وجمع تکسیر کی تعریف: مؤنث حقیقی وغیر حقیقی کی تعریف سوال (۴۶) کے جواب میں ملاحظہ ہو جمع تکسیر وہ جمع ہے جس میں واحد کی بناء سلامت نہ رہی ہو جیسے رجل کی جمع مکسر رجال ہے۔

دوئم:۔ ان تینوں میں سے کوئی فاعل واقع ہو رہا ہو تو فعل مذکر یا مؤنث لائیں گے یا اختیار ہو گا نیز فاعل کے مظہر یا مضمر ہونے کی صورت میں قانون ایک ہو گا یا فرق ہر قانون کو مثال سے واضح کرنا ہے۔ تو اس سلسلہ فاعل کے مؤنث حقیقی وغیر حقیقی ہونے کی صورت میں فعل کے حالات تفصیل سے سوال (۴۶) کے جواب میں گزر چکے ہیں۔ جمع مکسر اگر فاعل ہے تو دو حال سے خالی نہیں جمع مکسر اسم ظاہر ہو گا یا اس کی ضمیر اگر اسم ظاہر ہے تو اس کا حکم مؤنث غیر حقیقی طرح ہے کہ فعل کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے خواہ فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو یا نہ ہو جیسے قام رجال بغیر تاء اور قامت رجال تاء کے ساتھ فاصلہ کی مثال قام الیوم الرجال اور قامت الیوم الرجال اور اگر اسم ضمیر

ہے تو اس کا حکم مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر کی طرح نہیں ہے مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر جب فاعل ہو تو فعل میں تاء تانیث لانا واجب ہے جیسے الشمس طلعت لیکن یہاں جمع مکسر کی ضمیر اگر فاعل ہے تو پھر دیکھیں گے اگر مذکر یعقل کی جمع مکسر کی ضمیر ہے تو تاء تانیث بھی فعل میں لانا جائز ہے جیسے الرجال قامت اس وقت جمع بتاویل جماعت مؤنث بن جائے گا لہذا فعل کو مؤنث لانا جائز ہوگا اور فعل میں واؤ جمع لانا بھی جائز یعنی فعل کو جمع مذکر غائب لانا بھی جائز جیسے الرجال قاموا اور اگر وہ جمع غیر ذوالعقول میں سے ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث یا ذوالعقول میں ہے مگر مؤنث ہے تو تاء تانیث لانا بھی جائز ہے یعنی واحدہ مؤنثہ غائبہ کا صیغہ لانا بھی جائز اور نون جمع مؤنث یعنی جمع مؤنث غائبات کا صیغہ لانا بھی جائز جیسے مذکر لایعقل کی جمع مکسر میں الایام مضت تاء تانیث کے ساتھ بولنا بھی جائز اور الایام مضین نون جمع مؤنث کے ساتھ بولنا بھی جائز اسی طرح مؤنث لایعقل کی جمع مکسر میں مثلا العیون جرت (چشمے جاری ہوگئے) تاء تانیث کے ساتھ اور العیون جرین نون جمع مؤنث کے ساتھ بولنا جائز ہے اسی طرح ذوالعقول میں سے مؤنث کی جمع مکسر میں النساء جاءت تاء کے ساتھ اور النساء جئن نون جمع مؤنث کے ساتھ بولنا جائز ہے۔

سوئم:۔ فاعل کو کن حالات میں مذکر یا مؤنث لایا جاتا ہے اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہے اور فعل فاعل کے درمیان فاصلہ نہیں تو فعل کو مؤنث لایا جائے گا جیسے قامت ھند اور اگر فاعل مؤنث کی ضمیر ہے تو فعل کو ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا خواہ مؤنث حقیقی کی ضمیر ہو یا غیر حقیقی کی جیسے الشمس طلعت ھند جاءت۔

چہارم:۔ وہ کون سے حالات ہیں جن میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں تو مذکورہ بالا دونوں صورتوں کے علاوہ تین اور صورتیں ہیں جن میں دونوں جائز ہیں (۱) فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہے اور فاصلہ ہے تو مذکر مؤنث میں اختیار ہے جیسے ضرب الیوم ھند ضربت الیوم ھند (۲) اگر فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو چاہے فاصلہ ہو یا نہ ہو جیسے طلعت الشمس طلع الشمس طلعت الیوم شمس طلع الیوم شمس (۳) اگر فاعل جمع مکسر ہے خواہ اسم ظاہر ہو یا جمع مکسر کی ضمیر فعل فاعل کے درمیان فاصلہ ہو یا نہ ہو جیسے قام الرجال قامت الرجال قام الیوم رجال قامت الیوم رجال الرجال قامت الرجال قاموا۔

پنجم:۔ فاعل کے فعل کو کن حالات میں واحد تثنیہ اور جمع لایا جاتا ہے (۱) اگر فاعل اسم ظاہر ہے تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائیگا جیسے ضرب زید ضرب الزیدان ضرب الزیدون (۲) اگر فاعل اسم مضمر ہو تو فعل کو فاعل کے مطابق لایا جائیگا جیسے زید ضرب الزیدان ضربا الزیدون ضربوا اس مسئلہ میں مذکر مؤنث کا کوئی فرق نہیں۔

السؤال ﴿۴۹﴾:. هٰذَا إِذَا كَانَ الْفِعْلُ مُسْنَدًا اِلَى الْمُظْهَرِ وَاِنْ كَانَ مُسْنَدًا اِلَى الْمُضْمَرِ اُنِّثَ اَبَدًا نَحْوُ اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ (۱) اعراب لگائیں، بتائیں کہ فعل کو مؤنث لانے کیلئے کتنی اور کونسی شرائط ہیں کن صورتوں میں مؤنث لانا ضروری ہے اور کن صورتوں میں جائز ہے۔

الجواب:۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ عبارت پر اعراب سوالیہ عبارت میں دیکھیں۔

دوئم:۔فعل کومؤنث لانے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں تو کل چھ شرطیں ہیں (۱) فعل کا فاعل مؤنث حقیقی مظہر ہو۔ (۲) فاعل مؤنث حقیقی کی ضمیر ہو (۳) فاعل مؤنث غیر حقیقی کی مظہر ہو (۴) فاعل مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہو (۵) فاعل جمع مکسر مظہر ہو (۶) فاعل جمع مکسر کی ضمیر ہو۔

فائدہ:۔ان مذکورہ بالا چھ صورتوں میں سے بعض میں مؤنث لانا واجب ہے اور بعض میں جائز تفصیل اگلی جزو میں آ رہی ہے۔

سوئم:۔کن صورتوں میں مؤنث لانا واجب ہے اور کن میں جائز ہے تو تین صورتوں میں واجب (۱) فاعل مؤنث حقیقی مظہر ہو اور فعل فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو جیسے قامت هند (۲) فاعل مؤنث حقیقی کی ضمیر ہو جیسے هند قامت (۳) فاعل مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہو جیسے الشمس كورت ۔ چھ صورتوں میں جائز۔ فاعل مؤنث حقیقی مظہر اور فعل فاعل کے درمیان فاصلہ ہو جیسے ضرب اليوم هند ضربت اليوم هند (۲) فاعل مؤنث غیر حقیقی مظہر ہو اور فاصلہ ہو جیسے طلع اليوم شمس وطلعت اليوم شمس (۳) فاعل مؤنث غیر حقیقی مظہر ہو اور فاصلہ نہ ہو جیسے طلع الشمس اور طلعت الشمس (۴) فاعل جمع مکسر کی ضمیر ہو جیسے الرجال قامت اور الرجال قاموا (۵) فاعل جمع مکسر مظہر اور فاصلہ ہو جیسے قام اليوم رجال اور قامت اليوم رجال (۶) فاعل جمع مکسر مظہر ہو اور فاصلہ نہ ہو جیسے قام الرجال اور قامت الرجال۔

السؤال ﴿۵۰﴾:۔وجمع التكسير كالمؤنث الغير الحقيقي کا مطلب لکھیں اور مثال کے ذریعے سے سمجھائیں کہ جمع تکسیر فاعل ہو تو فعل کو کس طریقے پر استعمال کر سکتے ہیں مؤنث غیر حقیقی کس کو کہتے ہیں مثال لکھیں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا کب ضروری ہے اور کب ضروری نہیں مثالیں لکھیں۔ ۱۴۲۰ھ

الجواب:۔اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔وجمع التكسير كالمؤنث الغير الحقيقي الخ کا مطلب: یہ بات سوال (۴۸) کے جواب میں بالتفصیل گزر چکی ہے۔

دوئم:۔جمع تکسیر فاعل ہو تو فاعل کس طرح استعمال ہوگا مثال سے اس کی وضاحت یہ بھی سوال (۴۸) کے جواب میں گزر چکی ہے۔

سوئم:۔مؤنث غیر حقیقی کی تعریف ومثال: مؤنث غیر حقیقی وہ ہے جس کے مقابلہ میں جاندار مذکر نہ ہو خواہ بالکل مذکر نہ ہو جیسے عین یا اس کے مقابلہ میں مذکر تو ہو مگر جاندار نہ ہو جیسے نخلة کے مقابلے میں نخل۔

چہارم:۔فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا اس وقت ضروری ہے کہ جب فاعل اور مفعول بہ دونوں اسم مقصور ہوں اور التباس کا خطرہ ہو حاصل یہ ہے کہ جب اعراب لفظی دونوں میں نہ ہو اور ایسا قرینہ بھی نہ ہو جو فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت پر دلالت کرے تو اس وقت فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے ورنہ التباس ہوگا معلوم نہ ہوگا کہ کون سا فاعل اور کون سا مفعول ہے جیسے ضرب موسى عيسى، شتمت سعدى سلمى (گالی دی سعدی نے سلمی کو) اور اگر التباس کا خطرہ نہ ہو تو مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے خطرہ اس وقت نہ ہوگا جب قرینہ لفظی یعنی اعراب لفظی ہو جیسے ضرب عمروا زيد یا قرینہ معنوی ہو جیسے اكل الكمثرى يحى، يحى میں فاعل بننے کی صلاحیت ہے اور کمثری میں فاعل بننے کی صلاحیت نہیں لہذا معنوی قرینہ کی وجہ سے مفعول کی تقدیم جائز ہے۔

السؤال ﴿۵۱﴾:۔تنازع الفعلین کی کتنی اقسام ہیں بصریین کے نزدیک کیا مختار ہے اور کوفیین کے نزدیک کیا مختار ہے ہر ایک کی دلیل بھی بتاؤ۔ ۱۴۰۶ھ

السؤال ﴿۵۲﴾:۔ اِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ فِيْ اِسْمٍ ظَاهِرٍ بَعْدَهُمَا اَيْ اَرَادَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الْفِعْلَيْنِ اَنْ يَّعْمَلَ فِيْ ذٰلِكَ الْاِسْمِ فَهٰذَا اِنَّمَا يَكُوْنُ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ تنازع فعلین کی تعریف اور اس کے اقسام اور اعمال فعل اول یا ثانی میں بصریین اور کوفیین اور فراء کے اختلاف کو واضح کریں نیز ہر فریق کے مذہب کے مطابق رفع تنازع کا طریقہ تحریر کریں۔ ۱۴۱۵ھ للبنات

السؤال ﴿۵۳﴾:۔تنازع الفعلان کا کیا مطلب ہے اس کی کتنی صورتیں ہیں اس میں نحویوں کا اگر کوئی اختلاف ہو تو وہ بھی تحریر کریں۔ ۱۴۲۰ھ

الجواب:۔ان تینوں سوالوں میں حذف تکرار کے بعد پانچ چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔تنازع فعلین کی تعریف ومطلب: یہ ہے کہ دو فعلوں کے بعد اسم ظاہر ہو اور وہ دونوں فعل اس میں جھگڑا کریں یعنی ہر ایک یہ تقاضا کرے کہ یہ اسم ظاہر میرا معمول ہو۔

دوئم:۔تنازع فعلین کی کتنی اقسام وصورتیں ہیں۔تنازع فعلین کی اقسام اور صورتیں چار ہیں (۱) دونوں فعل بعد والے اسم ظاہر کی فاعلیت میں تنازع کریں ہر ایک یہ چاہے کہ یہ میرا فاعل ہے جیسے ضربنی واکرمنی زید (۲) مفعولیت میں تنازع ہو ہر ایک اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہے جیسے ضربت واکرمت زیدا (۳) فاعلیت اور مفعولیت میں یعنی اول فعل اس اسم ظاہر کو فاعل اور دوسرے اس کو اپنا مفعول بنانا چاہے جیسے ضربنی واکرمت زیدا (۴) برعکس یعنی اول اس اسم ظاہر کو اپنا مفعول اور دوسرا اس کو اپنا فاعل بنانا چاہے جیسے ضربت واکرمنی زیدا۔

سوئم:۔اعمال فعل اول یا ثانی میں بصریین اور کوفیین اور فراء کے اختلاف کی وضاحت: بصریوں اور کوفیوں کا اتفاق ہے کہ چاروں صورتوں میں فعل اول کو عمل دینا بھی جائز اور فعل ثانی کو عمل دینا بھی جائز ہے لیکن فراء کے ہاں پہلی اور تیسری قسم میں یعنی جب فعل اول فاعل کو چاہے تو دوسرے فعل کو عمل دینا جائز نہیں اول کو عمل دینا واجب ہے۔

دلیل:۔یہ ہے کہ فعل ثانی کو عمل دینے کی صورت میں فعل اول کے فاعل کو یا محذوف مانیں گے تو فاعل جو عمدہ فی الکلام ہے اس کا حذف لازم آئیگا یا ضمیر لائیں گے تو اضمار قبل الذکر لازم آئیگا یا فاعل کو ظاہر کریں گے تو تکرار لازم آئیگا اور یہ سب صورتیں ناجائز ہیں جمہور نحاۃ کہتے ہیں ان دونوں صورتوں میں فعل اول کیلئے ضمیر لائیں گے اس وقت اضمار قبل الذکر لازم آئیگا مگر یہ اضمار قبل الذکر فی العمدۃ بشرط التفسیر ہے اور یہ جائز ہے۔

چہارم:۔بصریوں کے نزدیک کیا مختار اور کوفیوں کے نزدیک کیا مختار: اس اختلاف کو اور ہر ایک کی دلیل کو بتلانا ہے۔تو چاروں صورتوں میں بصریوں اور کوفیوں کا اتفاق ہے دونوں فعلوں کو عمل دینا جائز ہے مگر اختیار میں اختلاف ہے بصریوں کے ہاں ثانی کو عمل دینا مختار اور اولیٰ ہے۔

دلیل:۔یہ ہے کہ اسم ظاہر فعل ثانی کا پڑوسی ہے لہذا پڑوسی زیادہ حقدار ہے۔کوفیوں کے ہاں فعل اول کو عمل دینا مختار اور اولیٰ ہے۔

دلیل:۔ کہ اول مقدم ہے تو مقدم ہونے کی وجہ سے اس کا تقاضا فعل ثانی سے پہلے ہے لہذا اول کو عمل دینا مختار ہے۔

پنجم:۔ ہر فریق کے مذہب کے موافق رفع تنازع کا طریقہ: اس تنازع کو رفع کرنے تین طریقے ممکن ہیں (۱) ایک فعل کو اسم ظاہر میں عمل دے کر دوسرے فعل کیلئے یا معمول کو ذکر کریں گے یا محذوف مانیں گے یا ضمیر لائیں گے۔

بصریوں کے نزدیک فعل ثانی کو عمل دیکر دیکھیں گے فعل اول فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہتا ہے تو فاعل کی ضمیر لائیں گے کیونکہ فاعل کو حذف کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ عمدہ فی الکلام ہے۔ ذکر کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ تکرار لازم آتا ہے۔ ضمیر لانے میں اگر چہ اضمار قبل الذکر ہے مگر یہ اضمار قبل الذکر فی العمدہ بشرط التفسیر ہے اور یہ جائز ہے اگر مفعول کو چاہتا ہے تو دیکھیں گے کہ وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو اول فعل کیلئے مفعول کو محذوف مانیں گے کیونکہ مفعول فضلہ ہے اور فضلہ کا حذف جائز ہے ذکر کرنے میں تکرار اور ضمیر لانے میں اضمار قبل الذکر فی الفضلہ لازم آتا ہے اور یہ دونوں باتیں جائز نہیں اور اگر افعال قلوب میں سے ہیں تو فعل اول کے مفعول کو ذکر کریں گے وجوبا کیونکہ ضمیر لانے میں اضمار قبل الذکر فی الفضلہ لازم آتا ہے اور حذف کرنے میں افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اتفاق کرنا لازم آتا ہے اور یہ دونوں باتیں ناجائز ہیں۔

کوفیوں کے مذہب کے موافق فعل اول کو عمل دیکر دیکھیں گے کہ فعل ثانی فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہتا ہے تو فاعل کی ضمیر لائیں گے اضمار قبل الذکر صرف لفظا لازم آئیگا نہ کہ رتبۃ اور یہ جائز ہے۔ محذوف ماننے میں عمدہ کا حذف لازم آتا ہے اور ذکر کرنے میں تکرار لازم آتا ہے اور اگر فعل ثانی مفعول کو چاہتا ہے تو دیکھیں گے دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو فعل ثانی کے مفعول کو محذوف مانیں گے یا ضمیر لائیں گے کیونکہ فضلہ کا حذف جائز ہے اور ضمیر لانے میں اضمار قبل الذکر لفظا لازم آتا ہے رتبۃ لازم نہیں آتا یہ بھی جائز ہے۔ بلکہ ضمیر لانا زیادہ بہتر ہے اور اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہیں تو اظہار واجب ہے کیونکہ حذف کرنے میں ایک پر اکتفاء لازم آتا ہے اور ضمیر لانے میں یا راجع مرجع میں مطابقت نہیں رہتی یا افعال قلوب کے دو مفعولوں میں مطابقت نہیں رہتی۔

السؤال ﴿۵۴﴾: مَفْعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُه وَهُوَ كُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُه وَاُقِيْمَ هُوَ مَقَامَه نَحْوُ ضُرِبَ زَيْدٌ وَحُكْمُه فِي تَوْحِيْدِ فِعْلِه وَتَثْنِيَتِه وَجَمْعِه وَتَذْكِيْرِه وَتَانِيْثِه عَلٰى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ فِي الْفَاعِلِ

مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف بیان کریں اور واضح کریں کہ ما سے کیا مراد ہے فاعلہ کی ہ ضمیر کا مرجع کیا ہے مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم مثالوں سے واضح کریں۔ ۱۴۱۵ھ للبنات

الجواب:۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ تعریف: مفعول مالم یسم فاعلہ ہر وہ مفعول ہے جس کے فاعل کو حذف کر کے اس کے مفعول بہ کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہو جیسے ضرب زید۔ دوئم:۔ لفظ ما سے مراد فعل یا شبہ فعل ہے اور ہ ضمیر کا مرجع لفظ ما ہے۔

سوئم:۔ مفعول مالم یسم فاعل کا حکم مع امثلہ مفعول مالم یسم فاعلہ جس کا دوسرا نام نائب فاعل ہے اس کا حکم فعل کے مفرد تثنیہ وجمع وتذکیر وتانیث میں بعینہ فاعل کے حکم کی طرح ہے تفصیل اس بحث کی شرح ص (۱۰۷) میں ملاحظہ ہو۔

السوال ﴿۵۵﴾ :۔ مبتداء قسم اول وثانی اور خبر کی تعریف کر کے مثالیں دیں مبتداء اور خبر کے عامل کے متعلق جو اختلاف ہے اس کو واضح کر کے راجح مذہب کو متعین کریں کیا خبر بھی جملہ واقع ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو کونسا؟ ۱۴۰۴ھ

الجواب :۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول :۔ مبتداء قسم اول ہر وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسندالیہ ہو جیسے زید قائم میں زید۔ مبتداء قسم ثانی ہر وہ صیغہ صفت کا ہے جو مسندالیہ نہ ہو اور حرف نفی یا استفہام کے بعد واقع ہو کر بعد والے اسم ظاہر کو رفع دے جیسے ما قائم زید ،اقائم زید۔ خبر ہر وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند بہ ہو جیسے زید قائم میں قائم۔

دوئم :۔ مبتداء وخبر کے عامل کے بارے میں تین مذاہب ہیں (۱) دونوں کا عامل معنوی ہے (۲) دونوں کا لفظی مبتداء خبر میں اور خبر مبتداء میں عامل ہے (۳) مبتداء کا عامل معنوی ہے اور خبر کا لفظی یعنی خود مبتداء خبر میں عامل ہے راجح مذہب اول ہے۔

سوئم :۔ خبر جملہ واقع ہو سکتی ہے: جملہ دو قسم پر ہے خبریہ اور انشائیہ جملہ انشائیہ خبر نہیں بن سکتا کیونکہ اخبار انشاء کی ضد ہے جملہ خبریہ خبر واقع ہو سکتا ہے خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ (تنبیہ :۔ اس سوال کے ہر ہر جز کے جواب کی مکمل تشریح شرح میں ملاحظہ ہو)۔

السؤال ﴿۵۶﴾ :ا رجل فی الدار ام امرأة ،ما احد خیر منک ،شر اھر ذاناب اور فی الدار رجل کس چیز کی مثالیں ہیں ہر ایک کی وضاحت تفصیل سے کریں۔ ۱۴۱۹ھ للبنات

الجواب :۔ اس سوال میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول :۔ کہ یہ مثالیں کس چیز کی ہیں: تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب مصنفؒ نے یہ کہا کہ مبتداء میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو تو شبہ ہوا کہ شاید نکرہ کبھی بھی مبتداء واقع نہ ہو گا تو اس شبہ کو زائل کرنے کیلئے مصنفؒ نے یہ کہا کہ جب نکرہ کسی صفت کے ساتھ موصوف ہو جائے یا کسی اور وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہو جائے تو وہ نکرہ مخصص ہو کر معرفہ کے قریب ہو جائے گا اور جو شئی کسی کے قریب ہو تو اسی کا حکم لے لیتی ہے لہذا اب اس نکرہ مخصصہ کا مبتداء بنا صحیح ہو جائے گا۔

دوئم :۔ ہر ایک مثال کی وضاحت شرح ص (۱۱۱۱ تا ۱۱۳) میں ملاحظہ ہو۔

السؤال ﴿۵۷﴾ :۔ وَيَجُوزُ حَذفُه عِندَ وُجُودِ قَرِينَةٍ نَحوُ اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرهَمٍ وَالبُرُّ الكُرّ بِستِّينَ دِرهَمًا وَقَدْ يَتَقَدَّمُ الْخَبَرُ عَلَى الْمُبْتَدَأِ نَحوُ فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَيَجُوزُ لِلْمُبْتَدَأِ الْوَاحِدِ اَخْبَارٌ كَثِيْرَةٌ عبارت کا سلیس ترجمہ اور تشریح کیجئے اور مثالیں بھی دیجئے اور عبارت پر اعراب لگائیں۔ ۱۴۱۹ھ

الجواب :۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول :۔ سلیس ترجمہ: قرینہ کے موجود ہونے کے وقت عائد کو حذف کرنا جائز ہے جیسے السمن منوان بدرھم الخ اور کبھی کبھی خبر کو مبتداء پر مقدم کیا جاتا ہے اور ایک مبتداء کیلئے بہت سی خبروں کو لانا جائز ہے۔

دوئم: تشریح اور مثالیں: اس عبارت میں مصنف ؒ نے تین مسئلے نحو کے ذکر کئے (۱) مبتداء کی خبر جب جملہ ہو تو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو مبتداء کی طرف راجع ہو مگر جب کوئی قرینہ موجود ہو تو اس عائد کو حذف کرنا جائز ہے جیسے السمن منوان بدرهم السمن مبتداء اور منوان بدرهم جملہ خبر ہے اصل منوان منه بدرهم تھا تو منه کی ضمیر جو مبتداء کی طرف لوٹ رہی ہے اس کو حذف کر دیا کیونکہ قرینہ یہ ہے کہ جس چیز کا ذکر ہے آگے نرخ بھی اس کا بیان ہو رہا ہے نا کہ کسی اور چیز کا۔ دوسری مثال۔ البر الكر بستين درهما اصل میں تھا البر الكر منه بستين درهما منہ کو حذف کر دیا (۲) وقد يتقدم الخ میں یہ بتایا کہ مبداء کی خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا جائز ہے قد تقلیلیہ سے اشارہ کیا اصل تو یہی ہے کہ مبتداء مقدم ہو مگر کبھی خبر کو بھی مقدم کیا جاتا ہے جیسے في الدار رجل پھر کبھی مقدم کرنا جائز جب مبتداء معرفہ ہو اور کبھی واجب جب مبتداء نکرہ ہو میں (۳) مبتداء واحد کیلئے متعدد خبریں جائز ہیں کیونکہ مبتداء ذات ہے اور خبر صفت وحال اور حکم ہے تو ایک ذات کی کئی صفات واحوال واحکام ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ان صفات واحوال میں تضاد نہ ہو لہذا زید عالم جاهل کہنا درست نہیں پھر ایک سے زائد خبریں کبھی عطف کے ساتھ ہونگی جیسے زيد عالم و عاقل اور کبھی بغیر عطف کے جیسے زيد عالم عاقل۔

سوئم:۔ عبارت پر اعراب سولیہ عبارت میں دیکھیں۔

السؤال ﴿۵۸﴾:۔ وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَأ لَيْسَ مُسْنَدًا اِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفِي نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ بَعْدَ حَرْفِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَائِمٌ زَيْدٌ بِشَرْطِ اَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ اِسْمًا ظَاهِرًا نَحْوُ مَاقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ وَاَقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ بِخِلَافِ مَاقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ (۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (۲) عبارت مذکورہ کی مکمل تشریح کریں۔ ۱۴۲۱ھ

السؤال ﴿۵۹﴾:۔ وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَأ لَيْسَ مُسْنَدًا اِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفِي نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ بَعْدَ حَرْفِ الْاِسْتِفْهَامِ مبتداء کی قسم ثانی کی تعریف ذکر کرنے کے بعد مثال سے واضح کریں نیز بتائے کہ ما قائمان الزیدان میں ثانی قسم مبتداء کی پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جاتی تو اسکی وجہ کیا ہے ۱۴۲۲ھ

السؤال ﴿۶۰﴾:۔ وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَأ لَيْسَ مُسْنَدًا اِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفِي نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ بَعْدَ حَرْفِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَائِمٌ زَيْدٌ بِشَرْطِ اَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ اِسْمًا ظَاهِرًا نَحْوُ مَاقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ وَاَقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ بِخِلَافِ مَاقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ مبتداء کی قسم ثانی کی تعریف ذکر کرنے کے بعد مثال سے واضح کریں ما قائمان الزیدان میں ثانی قسم مبتداء کی پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جاتی تو اس کی وجہ کیا ہے نیز خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کیجئے۔ ۱۴۲۲ھ

السؤال ﴿۶۱﴾:۔ وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ قِسْمًا آخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَأ لَيْسَ مُسْنَدًا اِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفِي نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ بَعْدَ حَرْفِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَائِمٌ زَيْدٌ بِشَرْطِ اَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ اِسْمًا ظَاهِرًا نَحْوُ مَاقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ وَاَقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ بِخِلَافِ مَاقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں۔ مبتداء کی قسم ثانی کی تعریف ذکر کرنے کے بعد (۱) قسم اول اور ثانی میں فرق واضح کریں (۲) ما قائم الزيدان اور ما قائمان الزيدان

میں وجہ فرق ظاہر کریں کہ کیا وجہ ہے کہ پہلی مثال میں صیغہ صفت کا مبتداء کی قسم ثانی بن رہا ہے اور دوسری مثال میں صیغہ صفت کا مبتداء کی قسم ثانی نہیں بن سکتا۔ ۱۴۱۸ھ للبنات

السؤال ﴿۶۲﴾:۔مبتداء کی قسم ثانی کسے کہتے ہیں مثالوں کی روشنی میں وضاحت سے لکھیں۔ ۱۴۱۹ھ للبنات

الجواب:۔ان پانچوں سوالوں کے مجموعہ میں چھ چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔عبارت پر اعراب سوالیہ عبارت میں دیکھیں۔

دوئم:۔ترجمہ شرح ص (۱۱۹) میں دیکھیں۔

سوئم:۔مبتداء کی قسم ثانی کسے کہتے ہیں اس کی تعریف اور مثالوں کی وضاحت اور مذکورہ عبارت کی مکمل تشریح: مبتداء کی قسم ثانی وہ صیغہ صفت ہے جو حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو بشرطیکہ وہ صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع دے۔ مکمل تشریح مبتداء کا قسم ثانی مسندالیہ نہیں ہوتا بلکہ مسند ہوتا ہے یہ وہ صیغہ صفت ہے جو حرف نفی یا استفہام کے بعد واقع ہو کر اسم ظاہر کو رفع دے نہ کہ اسم ضمیر کو مصنفؒ نے تین مثالیں ذکر کی ہیں (۱) حرف نفی کی مثال جیسے ما قائم زید ما حرف نفی ہے قائم صیغہ صفت مبتداء ہے اور زید اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے (۲) حرف استفہام کی مثال جیسے اقائم زید ہمزہ استفہام ہے قائم صیغہ صفت مبتداء اور زید اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے ان دونوں مثالوں میں صیغہ صفت بھی مفرد اور بعد والا اسم ظاہر بھی مفرد۔تیسری مثال میں صیغہ صفت مفرد اور بعد والا اسم ظاہر تثنیہ ہے جیسے ما قائم الزیدان وغیرہ اس میں ما حرف نفی ہے قائم صیغہ صفت مبتداء ہے اور الزیدان اسم ظاہر اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے۔

چہارم:۔قسم اول اور ثانی میں فرق واضح کریں تو ان میں دو فرق ہیں (۱) مبتداء کی قسم اول معمول ہے اور اس کا عامل راجح قول کے مطابق معنوی ہے اور مبتداء کی قسم ثانی معمول نہیں بلکہ خود عامل ہے بعد والے اسم ظاہر کو رفع دینے والا ہے (۲) قسم اول مسندالیہ ہے اور قسم ثانی مسند بہ ہے۔

پنجم:۔ما قائم الزیدان اور ما قائمان الزیدان میں وجہ فرق کہ اول مثال ما قائم الزیدان میں صیغہ صفت کا مبتداء کی قسم ثانی ہے اور دوسری مثال ما قائمان الزیدان میں صیغہ صفت مبتداء کی قسم ثانی نہیں بن سکتا اس کی کیا وجہ ہے۔تو وجہ یہ ہے کہ مبتداء کی قسم ثانی میں یہ شرط ہے کہ وہ اسم ظاہر کو رفع دے ماقائم الزیدان میں تو قائم صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع دینے والا ہے لیکن ما قائمان الزیدان میں صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع دینے والا نہیں بلکہ ھما ضمیر تثنیہ کو رفع دے رہا ہے جو اس کا فاعل ہے دلیل یہ ہے کہ فعل یا صیغہ صفت کا فاعل جب اسم ظاہر ہو تو فعل یا صیغہ صفت ہمیشہ مفرد رہتا ہے، خواہ اسم ظاہر مفرد ہو یا تثنیہ و جمع ہو اور اگر فعل یا صیغہ صفت کا فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل یا صیغہ صفت فاعل کے مطابق لایا جائے گا مفرد کیلئے مفرد تثنیہ کیلئے تثنیہ اور جمع کیلئے جمع اول مثال میں الزیدان اسم ظاہر تثنیہ ہے مگر قائم صیغہ صفت مفرد ہے معلوم ہوا قائم ہی اسم ظاہر کو رفع دینے والا ہے اور صیغہ صفت مبتداء کی قسم ثانی ہے اور بعد والا اسم ظاہر اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے اور مثال ثانی میں قائمان صیغہ صفت الزیدان اسم ظاہر تثنیہ کو رفع دینے والا نہیں بلکہ ھما ضمیر تثنیہ اس کا فاعل ہے کیونکہ اگر اسم ظاہر کو رفع دیتا تو صیغہ صفت کا مفرد رہتا۔

ششم: خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:۔با حرف جر شرط مجرور لفظا مضاف ان مصدریہ ترفع صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ فعل مضارع معلوم تلک اسم

اشارہ الصفۃ مشارالیہ یا تلک موصوف یا معطوف علیہ یا مبدل منہ الصفۃ صفت یا عطف بیان یا بدل موصوف صفت' معطوف علیہ عطف بیان 'مبدل منہ بدل یا اسم اشارہ مشارالیہ سے ملکر فاعل ہے ترفع کا' اسماظاہرا موصوف صفت ملکر مفعول بہ' فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر مضاف الیہ شرط مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور' جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق وقعت کے۔

السؤال ﴿۶۳﴾:۔افعال ناقصہ کتنے ہیں اور کونسے ہیں ان کا عمل کیا ہے مثالوں سے وضاحت کریں اور تقدیم الخبر کب جائز اور کب جائز نہیں ہے۔ ۱۴۱۱ھ

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔افعال ناقصہ کتنے ہیں اور کونسے ہیں تو مصنفؒ نے افعال ناقصہ کل سترہ ذکر کئے کان سے لیکر لیس تک کتاب میں ملاحظہ کریں

دوئم:۔افعال ناقصہ کا عمل اور مثالوں سے وضاحت: افعال ناقصہ کا عمل یہ ہے کہ یہ مبتداء وخبر پر داخل ہوکر مبتداء کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مبتداء کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے جیسے کان زید قائما بقیہ کی مثالیں ھدایۃ النحو بحث فعل میں افعال ناقصہ کی فصل میں ملاحظہ ہوں

سوئم:۔تقدیم الخبر کب جائز اور کب ناجائز تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ خبر کے مقدم ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ان کی خبر ان کے اسم پر مقدم ہو دوسری صورت یہ ہے کہ خود ان افعال ناقصہ پر مقدم ہو۔

اول صورت:۔میں تمام افعال ناقصہ کی خبر ان کے اسماء پر مقدم ہوسکتی ہے کیونکہ یہ افعال عمل میں قوی ہیں لہذا معمولات میں خواہ ترتیب ہو یا نہ ہو ہر حال میں عمل کریں گے لہذا کان قائما زید کہنا جائز ہے لیکن خبر کو اسم پر مقدم کرنے کی ایک شرط ہے کہ التباس کا خطرہ نہ ہو اگر خطرہ ہے مثلا دونوں اسم مقصور ہیں اور کوئی معنوی قرینہ بھی نہیں جس سے اسم وخبر کی تعین ہو سکے تو اس وقت خبر کو اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں جیسے ما کان عیسی موسی اس وقت جو مقدم ہوگا وہی اسم ہونے کیلئے متعین ہوگا۔

دوسری صورت:۔افعال ناقصہ کی خبروں کو خود ان افعال پر مقدم کرنا یہ بھی جائز ہے لہذا قائما کان زید کہنا جائز ہوگا کیونکہ یہ عمل میں قوی ہیں اور قوی عامل کے معمول کو عامل پر مقدم کرنا جائز ہوتا ہے جب تک کوئی مانع موجود نہ ہو ہاں جب مانع موجود ہوگا پھر یہ تقدیم جائز نہیں ہوگی یہی وجہ ہے وہ افعال ناقصہ جن کے شروع میں کلمہ ما ہے ان کی خبروں کو ان پر مقدم کرنا جائز نہیں خواہ وہ ما مصدریہ ہو جیسے مادام میں یا ما نافیہ ہو جیسے ما زال ما برح ما انفک ما فتئ میں کیونکہ ما مصدریہ یا نافیہ صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہیں مگر خبروں کو ان افعال پر مقدم کردیا جائے تو اس کی صدارت فوت ہوجائے گی لہذا قائما ما زال زید یا امیرا ما دام زید کہنا جائز نہیں اور لیس میں اختلاف ہے سیبویہ کے ہاں اس کا حکم بھی وہی ہے جو ان افعال ناقصہ کا ہے جن کے شروع میں کلمہ ما ہے چونکہ لیس نفی کیلئے آتا ہے اور نفی صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہے لہذا التقدیم خبر جائز نہیں نفی کا ماتحت نفی پر مقدم نہیں ہوسکتا اکثر بصری حضرات کہتے ہیں لیس چونکہ فعلیت کی وجہ سے عمل کرتا ہے نہ کہ معنی نفی کی وجہ سے اور فعل کے معمول منصوب کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے ایاك نعبد لہذا لیس کی خبر منصوب کو لیس پر مقدم کرنا جائز ہے۔

السؤال ﴿۶۴﴾:۔منصوبات کتنے ہیں ہر ایک کا نام لکھئے مفعول معہ کی تعریف کرتے ہوئے واضح کریں جئت انا و زید و زید میں عطف جائز اور جئت و زیدا میں ناجائز کیوں ہے۔ ۱۴۱۷ھ

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔منصوبات کتنے ہیں:تو کل بارہ ہیں ہر ایک کا نام کتاب میں دیکھ لیں۔

دوئم:مفعول معہ کی تعریف:۔مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے فعل کے معمول کے ساتھی ہونے کی وجہ سے جیسے جاء البرد والجبات میں الجبات اسم ہے واؤ بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور فعل جاء کے معمول البرد کا مصاحب ہے جب برد آئی تو جبات بھی ساتھ آئے۔

سوئم:۔جئت انا و زیداً و زید میں عطف جائز اور جئت و زیدا میں ناجائز اس لئے ہے کہ ضابطہ ہے ضمیر مرفوع متصل پر کسی اسم ظاہر کا عطف ڈالنا اس وقت جائز ہوتا ہے جب اولاً ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لائی گئی ہو ورنہ عطف ناجائز ہے تو چونکہ اول مثال میں جئت کی تا ضمیر مرفوع متصل کی تاکید انا ضمیر منفصل کے ساتھ لائی گئی ہے لہذا زید اسم ظاہر کا عطف ڈالنا بھی جائز ہے اور زید کو بنا بر مفعول معہ منصوب پڑھنا بھی جائز اور مثال ثانی میں چونکہ تاکید نہیں لہذا زید کا عطف ڈالنا ناجائز صرف مفعول معہ ہونے کی وجہ سے اس کو منصوب ہی پڑھا جائیگا۔

السؤال ﴿٦٥﴾:۔ فَصْلٌ اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَهُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى فِعْلٍ مَذْكُوْرٍ قَبْلَه وَيُذْكَرُ لِلتَّاكِيْدِ كَضَرَبْتُ ضَرْبًا اَوْ لِبَيَانِ النَّوْعِ نَحْوُ جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِيْ اَوْ لِبَيَانِ الْعَدَدِ كَجَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَيْنِ اَوْ جَلَسَاتٍ عبارت پر اعراب لگانے کے بعد اس کی تشریح کریں اور یہ بتایئے کہ اس کا فعل کہاں حذف ہوتا ہے۔ ۱۴۲۱ھ للبنات

السؤال ﴿٦٦﴾:۔ فَصْلٌ اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَهُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى فِعْلٍ مَذْكُوْرٍ قَبْلَه مفعول مطلق کی تعریف مع المثال ذکر کیجئے (ب) مفعول مطلق کی کتنی قسمیں ہیں ہر کی تعریف ذکر کرنے کے بعد مثالوں سے واضح کیجئے جلست جلسة القاری میں کونسی قسم مفعول مطلق کی پائی جاتی ہے ۱۴۱۶ھ للبنات

السؤال ﴿٦٧﴾:۔مفعول مطلق کی تعریف کیجئے اور یہ بھی بتایئے کہ مفعول مطلق کے کتنے اقسام ہیں اور یہ بتائیں کہ قعدت جلوسا کی مثال میں جلوسا مفعول مطلق ہے یا نہیں۔ ۱۴۰۸ھ

السؤال ﴿٦٨﴾:۔مفعول مطلق کی تعریف اور اقسام مع امثلہ لکھ کر بتائیں کہ اس کا فعل جوازا و وجوبا کب محذوف ہوتا ہے ۱۴۱۱ھ

الجواب:۔ان چاروں سوالوں کے مجموعہ میں چھ چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔عبارت پر اعراب سوالیہ عبارت میں دیکھیں۔

دوئم:مفعول مطلق کی تعریف مع المثال:۔مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس فعل کے معنی میں ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے جیسے ضربت ضربا میں ضربا مصدر مفعول مطلق ہے اس سے پہلے ضربت فعل ہے یہ مصدر اس فعل کے ہم معنی ہے۔

سوئم:۔مفعول مطلق کی کتنی قسمیں ہیں۔ہر قسم کی تعریف اور مثال۔

مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں (۱) مفعول مطلق برائے تاکید (۲) برائے بیان نوع (۳) برائے بیان عدد۔

اول قسم کی تعریف ومثال:۔ وہ مصدر ہے جو اس معنی پر دلالت کرے جو فعل مذکور سے سمجھا جا رہا ہو اس سے زائد کسی معنی پر دلالت نہ کرے یعنی مفعول مطلق اور فعل دونوں کا مدلول ایک ہو جیسے ضربت ضربا اس مثال میں ضربا اس معنی پر دلالت کرتا ہے جس پر ضربت فعل دلالت کر رہا ہے دونوں کا مفہوم ومدلول ایک ہے۔

دوسری قسم کی تعریف ومثال:۔ وہ مصدر ہے جو فعل مذکور کی نوعیت پر دلالت کرے کہ فعل مذکور کس طرح واقع ہوا ہے یہ اس وقت ہوگا جب اس کا مدلول فعل کی کوئی خاص نوع اور قسم ہو جیسے جلست جلسة القاری اس مثال میں جلسة القاری مفعول مطلق برائے بیان نوع ہے فعل جلوس کے انواع میں سے ایک نوع کو بیان کر رہا ہے۔

تیسری قسم کی تعریف ومثال:۔ وہ مصدر ہے جو یہ بتلائے کہ فعل مذکور کتنی بار واقع ہوا ہے یہ اس وقت ہوگا جب یہ مصدر عدد پر دلالت کرے جیسے جلست جلسة او جلستین او جلسات اس مثال میں جلسة یا جلستین یا جلسات ہر ایک مصدر مفعول مطلق واقع ہو رہا ہے اور فعل مذکور کے عدد کو بیان کر رہا ہے۔

چہارم:۔ جلست جلسة القاری میں کون سی قسم مفعول مطلق کی پائی جاتی ہے۔

جواب:۔ یہ مفعول مطلق برائے بیان نوع ہے۔

پنجم:۔ قعدت جلوسا کی مثال میں جلوسا مفعول مطلق ہے یا نہیں۔

جواب:۔ یقیناً مفعول مطلق ہے اگر چہ یہ مصدر فعل مذکور کے مغایر ہے مگر اس کے ہم معنی ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ مفعول مطلق فعل مذکور کے مغایر ہوتا ہے لفظا مگر معنی اتحاد کی وجہ سے مفعول مطلق ہی ہوتا ہے پھر مغایرت کی تین صورتیں۔ تفصیل شرح میں ملاحظہ ہو۔

ششم:۔ مفعول مطلق کا فعل کہاں حذف ہوتا ہے اور حذف وجوبی اور جوازی کی تحقیق۔ کبھی مفعول مطلق کے فعل کو حذف کیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ حالیہ یا لفظیہ پایا جائے پھر یہ حذف کبھی جائز کبھی واجب ہوتا ہے حذف جوازی کی مثال۔ جیسے خیر مقدم اصل میں قدمت قدوما خیر مقدم تھا قدمت فعل کو حذف کیا گیا مخاطب کے حال کے قرینہ سے اسکا آنا دلالت کرتا ہے کہ فعل وہی محذوف ہے جو اس کے آنے پر دلالت کرے پھر قدوما کو حذف کر کے اس کی صفت خیر مقدم کو اس کے قائم مقام کیا گیا۔ قرینہ لفظیہ کی مثال۔ جیسے کسی شخص نے کہا کس کیفیت میں تو نے زید کو مارا تو اس کے جواب میں متکلم کہے ضربا شدیدا تو یہاں ضربت فعل محذوف ہے اور سائل کا سوال قرینہ لفظیہ ہے۔ اور کبھی حذف وجوبی سماعی ہوتا ہے کہ اہل عرب سے فعل کے حذف کو سنا گیا تو ہم بھی ان کی تابعداری میں حذف کریں گے جیسے سقیا وشکرا وحمدا ورعیا ای سقاك الله سقیا وشکرتک شکرا وحمدتک حمدا ورعاك الله رعیا تھا۔ یہ حذف کبھی وجوبی قیاسی بھی ہوتا ہے مگر مصنف نے اختصار کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا۔

السؤال ﴿۲۹﴾:۔ وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُه لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازًا نحو زيدا فی جواب من قال من اضرب ووجوبا فی اربعة مواضع الخ مفعول بہ کے فعل کا حذف جوازی اور وجوبی کی تفصیل لکھیں۔ ۱۴۱۱ھ

الجواب:۔ اس سوال میں ایک ہی چیز مطلوب ہے کہ مفعول بہ کے فعل کے حذف جوازی اور وجوبی کی تفصیل: جب کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ

پایا جائے تو فعل کو حذف کیا جاتا ہے پھر یہ حذف کبھی جوازی ہوگا جیسے کسی نے کہا من اضرب (میں کس کو ماروں) تو اس کے جواب میں کہا جائے زیدا اصل میں تھا اضرب زیدا اضرب فعل کو حذف کر دیا گیا کیونکہ سائل کا سوال قرینہ لفظیہ ہے قرینہ حالیہ معنویہ کی مثال جیسے ایک شخص مکہ مکرمہ جانے کے ارادہ سے مکہ کی طرف متوجہ ہے تو متکلم اس کو کہے مکۃ تو یہ لفظ مفعول بہ ہے اور اس کا فعل ناصب محذوف ہے اصلی عبارت یہ تھی اتريد مكة مخاطب کے قرینہ حال کی وجہ سے ترید فعل کو حذف کیا گیا اور کبھی حذف وجوبی ہوتا ہے اور یہ چار جگہوں میں ہوتا ہے ان میں سے اول سماعی ہے کوئی قاعدہ قانون نہیں بلکہ اہل عرب سے ایسے ہی سنا گیا انہوں نے مفعول بہ کے فعل کو حذف کر دیا ہم بھی ان کی تابعداری میں حذف کر دیں گے جیسے امرء ا ونفسه اصل میں تھا اترك امرء ا و نفسه اس میں امرءا مفعول بہ ہے جس کا فعل ناصب اترک محذوف ہے وجوبا سماعا۔

دوسری مثال:۔انتهوا خيرا لكم اصل میں تھا انتهوا عن التثليث واقصدوا خيرا لكم اس مثال میں خيرا مفعول بہ ہے جس کے عامل ناصب اقصدوا کو حذف کیا گیا۔ خيرا انتهوا کا مفعول بہ نہیں ورنہ معنی فاسد ہو جائے گا۔

تیسری مثال:۔اهلا وسهلا اصل میں تھا اتيت اهلا وطيت سهلا اہل عرب آنے والے مسافر کا استقبال کرتے تو بطور مبارک باد یہ الفاظ استعمال کرتے تھے اهلا مفعول بہ ہے اتيت فعل محذوف کا اور سهلا مفعول بہ ہے وطيت فعل محذوف کا دوسرا موضع تحذیر اور تیسرا موضع ما اضمر عامله علی شريطة التفسير اور چوتھا موضع منادی ہے ان کی تفصیل وتشریح شرح میں ملاحظہ ہو۔

السؤال ﴿۷۰﴾:۔تحذیر کی تعریف کیجیے اور بتائیے کہ وہ منصوبات کی کس قسم میں داخل ہے مثال ضرور پیش کریں اور منادی کے اقسام بھی مع اعراب تحریر کریں۔

۱۴۰۹ھ

الجواب:۔اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول: تحذیر کی تعریف:۔لغوی معنی ڈرانا جس کو ڈرایا جائے اس کو محذَّر (بصیغہ اسم مفعول) جس سے ڈرایا جائے اس کو محذر منہ اور ڈرانے والے کو محذِر (بصیغہ اسم فاعل) کہا جاتا ہے۔

تعریف:۔تحذیر وہ اسم ہے جو اتق یا بعد مقدر کا معمول ہو اور اس کو اپنے مابعد سے ڈرایا گیا ہو یا محذر منہ ہو کر مکرر ہو۔تعریف سے معلوم ہوا کہ تحذیر کی دو قسمیں ہیں تفصیل شرح ص (۱۳۵) میں ملاحظہ ہو۔

دوئم:۔کہ تحذیر منصوبات کی کون سی قسم میں داخل ہے۔جواب: یہ وہ مفعول بہ ہے جس کے عامل ناصب کو حذف کیا گیا ہے وجوبا قياسا۔

سوئم:۔مثال ضرور پیش کریں جیسے اياك والاسد اس مثال میں اياك مفعول بہ ہے اتق مقدر کا اس کو مابعد (الاسد) سے ڈرایا گیا ہے اصل میں تھا اتقک والاسد ضابطہ ہے کہ جب فاعل اور مفعول بہ کی دو ضمیریں متصل ہوں اور دونوں کا مصداق ایک ہو تو درمیان میں لفظ نفس کے ساتھ فاصلہ لانا ضروری ہے جب فاصلہ لایا گیا تو اتق نفسك والاسد بن گیا پھر تنگی مقام کی وجہ سے فعل اتق کو حذف کر دیا گیا لفظ نفس کی ضرورت باقی نہ رہی ك ضمیر متصل کو اياك ضمیر منفصل سے تبدیل کیا گیا تو اياك والاسد بن گیا (مزید تشریح شرح ص (۱۳۵) میں ملاحظہ ہو۔

چہارم:۔مناد ی کے اقسام مع اعراب تحریر کریں منادی کے پانچ اقسام ہیں۔

(۱)منادی مفرد معرفہ اس کا اعراب یہ مبنی ہوتا ہے بر علامت رفع اور علامت رفع تین ہیں ضمہ،الف،واؤ جیسے یا زید یا رجل یازیدان یازیدون

(۲)منادی مستغاث باللام (یعنی جس کے شروع میں لام استغاثہ ہو) مجرور ہوگا جیسے یا لزید

(۳)منادی مستغاث بالالف جس کے آخر میں الف استغاثہ ہو یہ مفتوح ہوگا جیسے یا زیداہ

(۴)منادی مضاف یا شبہ مضاف منصوب ہوگا مضاف کی مثال جیسے یا عبداللّٰہ اور شبہ مضاف کی مثال یا طالعا جبلا

(۵)منادی نکرہ غیر معین حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد بھی نکرہ رہے۔یہ منصوب ہوگا جیسے نابینا کہے یا رجلا خذ بیدی

السوال ﴿۷۱﴾:۔اَلثَّالِثُ مَا اُضْمِرَ عَامِلُه عَلٰى شَرِيطَةِ التَّفْسِيرِ وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ بَعْدَه فِعْلٌ اَوْ شِبْهُه يَشْتَغِلُ ذٰلِكَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِكَ الْاِسْمِ بِضَمِيرِه اَوْ مُتَعَلِّقِه بِحَيْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ اَوْ مُنَاسِبُه لَنَصَبَه نَحْوُ زَيْدًا ضَرَبْتُه ......ما اضمر عامله على شريطة التفسير کی تعریف اور اس میں لگائی ہوئی قیود کے فوائد تحریر کریں۔ ۱۴۱۴ھ للبنات

السوال ﴿۷۲﴾:۔ما اضمر عامله على شريطة التفسير کس کو کہتے ہیں اس کے متعلق جو کچھ آپ نے پڑھا ہے اس کو وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔ ۱۴۲۰ھ للبنات

الجواب:۔ان دونوں سوالوں میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔تعریف۔ دوئم:۔اس کے بارہ میں جو کچھ پڑھا ہے اس کی تفصیل: یہ دونوں چیزیں سوال نمبر ۷۰ کے جواب میں ملاحظہ ہوں مزید تشریح شرح میں ص (۱۳٦) ملاحظہ ہوں۔

السوال ﴿۷۳﴾:۔واعلم ان المنادى على اقسام (۱) منادی کی تعریف اور قسمیں ذکر کریں (۲) مثالوں سے وضاحت کریں (۳) حروف ندا بیان کریں۔ ۱۴۲۲ھ للبنات

الجواب:۔اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں

اول:۔تعریف منادی: منادی وہ اسم ہے جس کو حرف نداء لفظی کے ساتھ پکارا جائے جیسے یاعبداللہ۔

دوئم:۔منادی کی قسمیں:

سوئم:۔مثالیں: یہ دونوں باتیں سوال نمبر ۷۰ کے جواب میں ملاحظہ ہوں۔

چہارم:۔حروف نداء کل پانچ ہیں یا،ایا،ھیا،ای،ہمزہ مفتوحہ۔

السوال ﴿۷۴﴾:۔وَاعْلَمْ اَنَّ الْمُنَادٰى عَلٰى اَقْسَامٍ فَاِنْ كَانَ مُفْرَدًا مَعْرِفَةً يُبْنٰى عَلٰى عَلَامَةِ الرَّفْعِ

بطریق تجدد وحدوث۔فوائد وقیود شرح میں ملاحظہ ہوں۔

دوئم:۔ثلاثی مجرد وغیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کے صیغے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد کا اسم فاعل اکثر فاعل کے وزن پر ہوتا ہے جیسے ضارب ناصر وغیرہ اور غیر ثلاثی مجرد کا اسم فاعل اسی باب کے مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے معمولی سی تبدیلی کے ساتھ بایں طور کہ حرف مضارعت یا کو حذف کر کے اس کی جگہ میں میم مضمومہ لائیں گے اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دیں گے جیسے مدخل اور مستخرج وغیرہ۔

سوئم:۔اسم فاعل کا عمل:اسم فاعل اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے اگر فعل لازمی ہے تو یہ بھی لازمی ہوگا صرف فاعل کو رفع دیگا جیسے زید قائم ابوہ اگر فعل متعدی ہے تو یہ بھی متعدی ہوگا فاعل کو رفع مفعول بہ کو نصب دے گا جیسے زید ضارب، ابوہ عمروا

چہارم:۔اسم فاعل کے عمل کیلئے دو چیزیں شرط ہیں

(۱)اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال ہوتا کہ فعل مضارع کے ساتھ صورۃ مشابہت کے ساتھ ساتھ معنی بھی مشابہت متحقق ہو جائے

(۲) چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کرنے والا ہو(۱) مبتداء (۲) ذوالحال (۳) موصول (۴) موصوف (۵) حرف استفہام (۶) حرف نفی۔تفصیل مثالوں سمیت شرح میں دیکھیں۔

السوال ﴿۱۲۳﴾:۔ ومسائلها ثمانية عشر صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل ہیں ایک مثالی نقشہ بنا کر صرف یہ بتائیں کہ ان میں ممتنع مختلف فیہ، قبیح، حسن اور احسن کونسے ہیں تفصیل میں نہ جائیں۔ ۱۴۰۶ھ

الجواب :۔ایک ہی چیز مطلوب ہے کہ صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل کا ایک مثالی نقشہ بنا کر تعیین کرنی ہے کہ کون سی صورت ممتنع ہے اور کون سی قبیح وحسن واحسن ومختلف فیہ ہے تو صفت مشبہ کی اٹھارہ قسمیں ہیں کیونکہ صفت مشبہ یا معرف باللام ہوگا جیسے الحسن یا نہیں جیسے حسن پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کا معمول مضاف ہوگا جیسے وجهه یا معرف باللام ہوگا جیسے الوجه یا دونوں سے خالی ہوگا جیسے وجه تین کو دو سے ضرب دینے سے چھ قسمیں بن گئیں پھر صفت مشبہ کے معمول کی حالتیں باعتبار اعراب کے تین ہیں (۱) فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع (۲) اسم فاعل کے مفعول بہ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے منصوب اگر وہ معرفہ ہے اور اگر نکرہ ہے تو تمیز کی بنا پر منصوب ہوگا (۳) صفت مشبہ کے اس کی طرف مضاف ہونے کی بنا پر مجرور ہوگا چھ کو تین سے ضرب دینے سے اٹھارہ صورتیں بنتی ہیں۔ان مثالوں کا نقشہ ملاحظہ ہو

﴿مثالوں کا نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں﴾

نقشہ اقسام صفت مشبہ مع الحکم

نمبر شمار	قسم صفت مشبہ	قسم معمول	رفع بوجہ فاعلیت	حکم	نصب بوجہ تشبیہ بہ مفعول بہ یا بوجہ تمیز	حکم	جر بوجہ اضافت	حکم
۱	جبکہ معرف باللام ہو	جبکہ معمول مضاف ہو	زَیْدُنِ الْحَسَنُ وَجْهُه	احسن	زَیْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهَه مشابہ بہ مفعول بہ	حسن	زَیْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهِه	ممنوع
۲	ایضا	جبکہ معمول معرف باللام ہو	زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهُ	قبیح	زَیْدُ نِ الْحَسَنُ الْوَجْهَ مشابہ بہ مفعول بہ	احسن	زَیْدُ نِ الْحَسَنُ الْوَجْهِ	احسن
۳	ایضا	جبکہ نہ معرف باللام ہو نہ مضاف	زَیْدُنِ الْحَسَنُ وَجْهٌ	قبیح	زَیْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهاً تمیز	احسن	زَیْدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهٍ	ممنوع
۴	جبکہ غیر معرف باللام ہو	جبکہ معمول مضاف ہو	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهُه	احسن	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهَه مشابہ بہ مفعول بہ	حسن	زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهِه	مختلف فیہ
۵	ایضا	جبکہ معمول معرف باللام ہو	زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْهُ	قبیح	زَیْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهَ مشابہ بہ مفعول بہ	احسن	زید حسن الوجهِ	احسن
۶	ایضا	جبکہ نہ معرف باللام ہو نہ مضاف	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهٌ	قبیح	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهاً تمیز	احسن	زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهٍ	احسن

السوال ﴿۱۲۴﴾:۔اسم تفضیل کا استعمال کتنے طریقوں پر ہوتا ہے وہ کون سا طریقہ ہے جس میں موصوف کے ساتھ مطابقت واجب ہے۔ ۱۴۰۵ھ

السوال ﴿۱۲۵﴾:۔اسم تفضیل بنانے کا کیا طریقہ ہے اسم تفضیل کے استعمال کے کتنے طریقے ہیں اور کون سے طریقے ہیں افراد یا مطابقت لازم ہے یا دونوں جائز اسم تفضیل کبھی کبھی مفعول کے معنی میں آتا ہے اس کی مثالیں ذکر کریں۔ ۱۴۱۵ھ غالباً

السوال ﴿۱۲۶﴾:۔اسم تفضیل کے استعمال کے طریقے کتنے ہیں اور بتائیں کہ اسم تفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری ہے یا نہیں مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔ ۱۴۰۹ھ

الجواب:۔ان تینوں سوالوں کے مجموعے میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔اسم تفضیل بنانے کا طریقہ: اسم تفضیل کا صیغہ مذکر کیلئے افعل اور مؤنث کیلئے فعلی آتا ہے اور یہ صیغہ صرف ثلاثی مجرد کے ان ابواب سے

آتا ہے جن میں عیب اور رنگ کا معنی نہ پایا جائے لہذا ثلاثی مجرد کے وہ ابواب جن میں عیب یا رنگ کے معنی ہیں یا ثلاثی مزید رباعی مجرد رباعی مزید فیہ سے اسم تفضیل نہیں آتا اگر ایسے ابواب سے اسم تفضیل کا معنی مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ افعل کے وزن پر ثلاثی مجرد سے لفظ شدت یا کثرت یاقوت یا ضعف یا قباحت یاحسن وغیرہ سے جو مقصود کے موافق ہو صیغہ بنایا جائے تاکہ وہ مبالغہ اور شدت اور کثرت وغیرہ پر دلالت کرے اس کے بعد اس فعل کے مصدر کو جس سے اسم تفضیل بنانا ممتنع ہے بنا بر تمیز کے منصوب کریں جیسے ھو اشد منہ استخراجا یا اقوی منہ حمرۃ اقبح عرجا وغیرہ۔

دوئم:۔ اسم تفضیل کے استعمال کے کتنے طریقے ہیں۔

سوئم:۔ اسم تفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری ہے یا نہیں مثالوں سے وضاحت یہ دونوں باتیں شرح میں بالتفصیل ملاحظہ ہوں

چہارم:۔ اسم تفضیل کبھی کبھی اسم مفعول کے معنی میں آتا ہے اس کی مثالیں ذکر کریں: تو قیاسی استعمال اور اصل تو یہی ہے کہ وہ فاعل کی تفضیل کیلئے ہو مفعول کیلئے نہ ہو ورنہ التباس ہوگا معلوم نہیں ہوگا کہ یہ اسم تفضیل فاعل کیلئے ہے یا مفعول کیلئے لیکن کبھی خلاف قیاس مفعول کی تفضیل کیلئے بھی آتا ہے جیسے اعذر (زیادہ معذور) اشغل (زیادہ مشغول) اشھر (زیادہ مشہور)

السوال ﴿۱۲۷﴾:۔ اعراب المضارع کے اقسام تفصیل کے ساتھ لکھیں اور مثالوں کے ساتھ ذکر کریں مندرجہ ذیل افعال میں سے دو پر لم اور دو پر لن داخل کر کے لکھیں تاکہ ان کا عمل ظاہر ہو یبلی، یدعون، یرجی، یمد۔ فعل مضارع کے نواصب و جوازم ذکر کریں۔

۱۴۱۵ھ

الجواب:۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ اعراب مضارع کے اقسام کی تفصیل مع الامثلہ: مضارع کے اعراب کی چار قسمیں ہیں۔ ان کی تفصیل شرح ص (۲۶۲) پر ملاحظہ ہو

دوئم:۔ چار افعال مذکورہ میں سے دو پر لم اور دو پر لن داخل کر کے لکھیں۔ لم یبل لم یدعوا لن یرجی لن یمد

سوئم:۔ فعل مضارع کے نواصب اور جوازم ذکر کریں نواصب چار ہیں ان، لن، کی، اذن (شعر یاد کریں) جوازم پانچ ہیں ان، لم، لما، لام امر، لام نہی (شعر یاد کریں)۔

السوال ﴿۱۲۸﴾:۔ مندرجہ ذیل افعال پر اعراب لگائیں یھدی، یقتلون، یرمی، لینصر ۱۴۰۵ھ

الجواب:۔ سوال کی عبارت میں لگادیئے ہیں وہاں دیکھیں۔

السوال ﴿۱۲۹﴾:۔ مندرجہ ذیل افعال کا رفع، نصب، جزم کی حالت میں کیا اعراب ہوگا یطوی یدعوا تقتلون تنصر ترضی

۱۴۱۰ھ

الجواب۔ یطوی کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ھو یطوی، لن یطوی، لم یطو کیونکہ یہ ناقص الفی ہیں اور ناقص الفی کا یہی اعراب ہوتا ہے (۲) یدعو ناقص واوی ہے اس کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتحہ لفظی کے ساتھ، جزم لام کلمہ کے حذف کرنے کے ساتھ ھو یدعو، لن یدعو، لم یدع (۳) تقتلون جمع مذکر ہے اس

کا اعراب رفع اثبات نون کے ساتھ، نصب وجزم حذف نون کے ساتھ انتم تقتلون ،لن تقتلوا، لم تقتلوا (۴) تنصر مفرد صحیح غیر مخاطبہ ہے اس کا اعراب رفع بضمہ نصب بفتحہ جزم بسکون لام انت تنصر، لن تنصر، لم تنصر (۵) ترضی ناقص الفی ہے اس کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ جزم لام کلمہ کے حذف کیساتھ انت ترضی ،لن ترضی ،لم ترض۔

السوال ﴿۱۳۰﴾:۔ المنصوب عامله خمسة احرف جوحروف فعل کو نصب دیتے ہیں انہیں بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ ان کتنی جگہ مقدر ہو کر فعل نصب دیتا ہے بتلائیں کہ ہر ایک کی مثال بھی تحریر کریں۔ ۱۴۱۸ھ

السوال ﴿۱۳۱﴾: حروف ناصبہ کی تعداد، امثلہ اور ان کے سات جگہ پر مقدر ہونے کے مواضع مثالوں کے ساتھ لکھئے ۱۴۰۸ھ

السوال ﴿۱۳۲﴾:۔ وہ کون سی سات جگہیں ہیں جہاں ان کو مقدر مان کر فعل کو نصب دیا جاتا ہے مثالوں کے ساتھ بیان کریں ۱۴۱۰ھ

الجواب:۔ ان تینوں سوالوں کے مجموعے میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ حروف نواصب کون سے ہیں اور کتنے ہیں ان ،لن، کی ،اذن مشہور شعر میں چاروں مذکور ہیں۔

دوئم:۔ ان کے سات جگہوں میں مقدر ہونے کے مواضع مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

اس شق کا جواب مکمل تشریح کے ساتھ شرح ص نمبر (۲۶۳) پر ملاحظہ ہو

السوال ﴿۱۳۳﴾:۔ وَاعْلَمْ اَنَّ لَمْ تَقْلِبُ الْمُضَارِعَ مَاضِيًا مَنْفِيًّا وَلَمَّا كَذٰلِكَ اِلَّا اَنَّ فِيْهَا تَوَقُّعًا بَعْدَه وَدَوَامًا قَبْلَه نَحْوُ قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبُ وَاَيْضًا يَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ بَعْدَ لَمَّا خَاصَّةً تَقُوْلُ نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا اَىْ وَلَمَّا يَنْفَعُهُ النَّدَمُ وَلَا تَقُوْلُ نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ (۱) عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں (۲) عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لما اور لم کے درمیان فرق کو واضح کریں۔ ۱۴۲۱ھ

الجواب:۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ عبارت پر اعراب سوال کی عبارت دیکھ کر لگائیں۔ دوئم:۔ سلیس ترجمہ۔

سوئم:۔ عبارت کی ایسی تشریح جس سے لما اور لم میں فرق واضح ہو جائے یہ دونوں باتیں شرح ص نمبر (۲۶۷) پر ملاحظہ ہوں۔

السوال ﴿۱۳۴﴾: وَاعْلَمْ اَنَّه اِذَا كَانَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا بِغَيْرِ قَدْ لَمْ يَجُزِ الْفَاءُ فِيْهِ وَاِنْ كَانَ مُضَارِعًا مُثْبَتًا اَوْ مَنْفِيًّا بِلَا جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ وَاِنْ لَمْ يَكُنِ الْجَزَاءُ اَحَدَ الْقِسْمَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ فَيَجِبُ الْفَاءُ فِيْهِ وذلک فی اربع صور عبارت پر اعراب لگانے کے بعد مثالوں سے اس کی تشریح کریں اور مصنف نے جو چار صورتیں ذکر کی ہیں وہ بیان کریں۔ ۱۴۲۱ھ للبنات

الجواب:۔ اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔عبارت پراعراب سوال کی عبارت دیکھ کرلگائیں۔ دوئم:۔مثالوں سے عبارت کی تشریح۔

سوئم:۔مصنفؒ کاذکرکردہ چاروں چیزوں کا بیان یہ دونوں چیزیں مکمل وضاحت کے ساتھ شرح ص نمبر(۲۶۹) پر ملاحظہ ہوں۔

السوال ﴿۱۳۵﴾:۔افعال قلوب اوران کا عمل بیان کرنے کے بعدان کے وہ چار خواص تحریر کریں جو کتاب میں مذکور ہیں۔ ۱۴۰۹ھ

السوال ﴿۱۳۶﴾:۔واعلم ان لهذه الافعال خواص افعال قلوب کتنے ہیں اورکون سے ہیں اوران کے خواص تحریر کریں۔ ۱۴۱۳ھ

السوال ﴿۱۳۷﴾:۔افعال قلوب کتنے ہیں ان کے خواص مثالوں کے ذریعہ واضح کریں۔ ۱۴۲۰ھ للبنات

السوال ﴿۱۳۸﴾:۔افعال قلوب کتنے اورکون سے ہیں ان کا عمل کیا ہے مثالیں بھی ذکر کریں افعال قلوب کے چار خواص ہیں ان میں سے کم ازکم دوذکر کریں۔ ۱۴۱۵ھ

الجواب:۔ان چاروں سوالوں کے مجموعہ میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔افعال قلوب کی تعداداورتعیین توکل سات ہیں اوروہ یہ ہیں(۱) علمت(۲)ظننت(۳) حسبت(۴) خلت (۵)رأیت (۶)وجدت(۷)زعمت ان کوافعال یقین اورشک بھی کہتے ہیں علمت رأیت وجدت یقین کیلئے اور ظننت حسبت خلت شک کیلئے اور زعمت مشترک ہے۔

دوئم:۔ان کا عمل ومثال یہ مبتدأاورخبر پرداخل ہوتے ہیں ان کو بنابرمفعولیت کےنصب دیتے ہیں جیسے علمت زیدا عالما زیدامفعول اول عالمامفعول ثانی باقی مثالیں واضح ہیں۔

سوئم:۔افعال قلوب کے چار خواص مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔خاصہ(۱)ان افعال کے دومفعلوں میں سے کسی ایک پراکتفاء جائزنہیں ایک مذکورتودوسرابھی مذکورایک محذوف تودوسرابھی محذوف ہوگالہذا علمت زیدا فقط کہنا جائزنہیں۔خاصہ(۲)ان کےعمل کولفظااورمعنی باطل کرنا جائز ہے جب کہ یہ افعال دونوں مفعولوں کے درمیان میں یادونوں سے مؤخرواقع ہوں جیسے زید ظننت عالم اور زید عالم ظننت ۔خاصہ(۳)ان کا عمل لفظاباطل ہوتا ہے معنی یہ عمل کرتے ہیں یہ اس وقت ہوگا جب یہ افعال قلوب استفہام سے پہلے واقع ہوں جیسے علمت ازید عندك ام امرأة یاحرف نفی سے پہلے واقع ہوں جیسے علمت مازید فی الدار یالام ابتداء سے پہلے واقع ہوں جیسے علمت لزید منطلق ۔ خاصہ(۴)یہ ہے کہ ان میں یہ بات جائز ہے کہ ان کا فاعل اورمفعول بہ دونوں ضمیر متصل ایک شئی کیلئے ہوں یعنی صرف متکلم کیلئے یاصرف مخاطب کیلئے یاصرف غائب کیلئے ہوں جیسے علمتنی منطلقا (میں نے اپنے آپ کو چلنے والا جانا)اس میں فاعل اورمفعول اول دونوں متکلم کی ضمیریں ہیں جومتصل ہیں دونوں کا مصداق متکلم ہے اورجیسے ظننتک فاضلا (تونے اپنے آپ کوفاضل گمان کیا)اس میں فاعل ومفعول اول دونوں مخاطب کی ضمیریں متصل ہیں دونوں کا مصداق مخاطب ہے۔افعال قلوب کے علاوہ دوسرے افعال میں اس طرح جائزنہیں لہذا ضربتنی (میں نے اپنے آپ کو مارا)نہ جائز ہے بلکہ فاعل اورمفعول کے درمیان لفظ نفس کا فاصلہ ضروری ہے کمامر فی تنازع الفعلین چنانچہ ضربت نفسی کہنا جائز ہے

السوال ﴿۱۳۹﴾:۔وَزَائِدَةٌ لَا يَتَغَيَّرُ بِإِسْقَاطِهَا مَعْنَى الْجُمْلَةِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ ۔

جِيَادُ ابْنِيْ اَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى ☆ عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ .... اَیْ عَلٰی الْمُسَوَّمَةِ

(الف) کان کے زائدہ ہونے کا کیا مطلب ہے(ب) مصنف نے اس شعر کو کس مقصد کیلئے ذکر کیا ہے(ج) مذکورہ شعر کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے

۱۴۱۶ھ للبنات

الجواب:۔اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔کان کے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کان کو گرادیں تو جملہ کا معنی تبدیل نہ ہوگا۔

دوئم:۔مصنفؒ نے اس شعر کو کان کے زائدہ ہونے کیلئے بطور استشہاد و مثال پیش کیا ہے

سوئم:۔شعر کا ترجمہ: میرے بیٹے ابوبکر کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں پر جن پر عمدہ ہونے کے نشان لگائے ہیں فوقیت رکھتے ہیں

چہارم:۔شعر کی ترکیب: شرح ص (۲۸۲) کے حاشیہ پر ملاحظہ ہو۔

السوال ﴿۱۴۰﴾:۔جِيَادُ ابْنِيْ اَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى ☆ عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

شعر کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ کان کی کتنی قسمیں ہیں اور اس شعر میں کیا کیا ہیں اور شعر میں کونسی قسم استعمال ہوئی ہے ۱۴۰۴ھ للبنات

السوال ﴿۱۴۱﴾:۔جِيَادُ ابْنِيْ اَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى ☆ عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

اس شعر کا پہلے تو سلیس اردو یا فارسی میں ترجمہ کرو پھر ترکیب کرو پھر یہ بتاؤ کہ یہ شعر کس بات کی مثال ہے ۱۴۰۶ھ للبنات

السوال ﴿۱۴۲﴾:۔جِيَادُ ابْنِيْ اَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى ☆ عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ اس شعر کا اردو یا فارسی میں سلیس ترجمہ کریں۔شعر کی ترکیب کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ شعر کس چیز کی مثال کے طور پر هداية النحو میں ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۴۱۵ھ

الجواب:۔ان تینوں سوالوں کے مجموعہ میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔شعر کا ترجمہ۔ **دوئم**:۔یہ شعر کس کی مثال ہے ان دونوں باتوں کا جواب سوال نمبر (۱۳۹) کے جواب میں ملاحظہ ہو۔

سوئم:۔ترکیب: شرح حاشیہ ص (۲۸۲) پر ملاحظہ ہو۔

چہارم:۔کان کی کتنی قسمیں ہیں اور کیا کیا ہیں شعر میں کون سی قسم کا استعمال ہے: کان کی تین قسمیں ہیں (۱) ناقصہ جیسے کان زید قائما (۲) تامہ جیسے کان المطر ای حصل المطر (۳) زائدہ جیسے شعر مذکور میں علی کان المسومة شعر میں کان زائدہ استعمال ہوا ہے۔

السوال ﴿۱۴۳﴾:۔افعال المدح والذم ما وضع لانشاء مدح او ذم افعال مدح اور افعال ذم ذکر کریں نعم کا فاعل کیا ہوتا ہے نکرہ ہوتا ہے یا معرفہ ہوتا ہے مثالوں سے وضاحت کریں نعم رجلا زید کی ترکیب کریں ۱۴۲۲ھ للبنات

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔افعال مدح وذم کون سے ہیں۔افعال مدح ذم دو ہیں نعم اور حبذا اور افعال ذم دو ہیں بئس اور ساء۔

دوئم:۔نعم کا فاعل کیا ہوتا ہے تو نعم کا فاعل کیسا ہوتا ہے۔اسم معرف باللام ہوگا جیسے نعم الرجل زید یا معرف باللام کی طرف مضاف ہوگا جیسے نعم غلام الرجل زید اور کبھی اس کا فاعل ضمیر مبہم بھی ہوتا ہے اس وقت نکرہ منصوبہ اس کی تمیز ہوگا جیسے نعم رجلا زید۔

سوئم:۔نعم رجلا زید کی ترکیب:نعم فعل از افعال مدح ھو ضمیر در و مستتر مرفوع محلا مبہم ممیز رجلا تمیز ممیز تمیز سے ملکر نعم کا فاعل فعل فاعل سے ملکر خبر مقدم زید مرفوع لفظا مبتداء موخر مبتداء خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا دوسری ترکیب نعم رجلا جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا اور زید خبر ہے مبتداء محذوف ھو کی ھو مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

السوال ﴿۱۴۴﴾:۔ حُرُوفُ الْـجَرِّ حُرُوفٌ وُضِعَتْ لِافْضَاءِ الْفِعْلِ وَشِبْهِهٖ اَوْ مَعْنَى الْفِعْلِ اِلٰى مَا تَلِيْهِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَاَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ وَهٰذَا فِى الدَّارِ اَبُوْكَ اَىْ اُشِيْرُ اِلَيْهِ فِيْهِ عبارت کا ترجمہ اور تشریح کریں عبارت پر اعراب لگائیے آخری مثال کی نحوی ترکیب کیجئے۔ ۱۴۱۹ھ

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ترجمہ وتشریح: ترجمہ:۔حروف جروہ حروف ہیں جو فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کو اس چیز تک پہنچانے کیلئے وضع کیے گئے ہوں جس چیز کے ساتھ یہ حروف متصل ہیں۔

تشریح:۔اس عبارت میں حروف جر کی تعریف کا بیان ہے اور مثالوں سے وضاحت ہے حروف جر کی وضع اس مقصد کیلئے ہے کہ فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچائیں خواہ ان کا مدخول اسم صریح ہو یا اسم تاویلی ہو۔فعل سے مراد فعل اصطلاحی ہے اور شبہ فعل سے مراد یہاں وہ ہے جو فعل والا عمل کرے اور فعل کے مادہ سے ہو جیسے مصدر،اسم فاعل،اسم مفعول،صفت مشبہ،اسم تفضیل اور معنی فعل سے مراد یہاں وہ چیز ہے جس سے فعل کے معنی سمجھے جائیں اور وہ فعل کے مادہ سے نہ ہو جیسے اسم اشارہ حروف تنبیہ حروف نداء ظرف جار مجرور اسم فعل حروف مشبہ بالفعل حروف تمنی حروف ترجی وغیرہ مررت بزید فعل کی مثال ہے انا مار بزید شبہ فعل کی مثال ہے ھذا فی الدار ابوک معنی فعل کی مثال ہے (یہ تیرا باپ گھر میں ہے)اس مثال میں ھذا اسم اشارہ سے اشیر فعل کا معنی سمجھا جارہا ہے تو ھذافی الدار ابوک کا معنی ہوگا اشیر الی ابیک فی الدار

دوئم:۔عبارت پر اعراب سوال کی عبارت دیکھ کر لگائیں۔

سوئم:۔آخری مثال کی نحوی ترکیب ھذا اسم اشارہ بمعنی اشیر مبتداء فی الدار جار مجرور ظرف لغو متعلق اس اشیر کے جو ھذا سے سمجھا جارہا ہے ابوک مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر مبتداء خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

السوال ﴿۱۴۵﴾:۔حرف الباء کئی معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے آپ صرف ان میں سے چار بتائیں لیکن مثالوں کے ساتھ ۱۴۰۶ھ

الجواب:۔اس سوال میں صرف ایک چیز مطلوب ہے باکے چار معانی مع الامثلہ (۱) بابرائے الصاق یعنی یہ بتلاتی ہے کہ کوئی چیز میرے

مدخول کے ساتھ ملصق ومتصل ہے خواہ وہ لصوق وچمٹنا حقیقۃ ہوجیسے به داء یا مجازا ہوجیسے مررت بزید ۔(۲) برائے استعانت یعنی یہ بتلاتی ہے کہ فاعل نے فعل میں میرے مدخول سے مدد طلب کی جیسے کتبت بالقلم ۔(۳) برائے تعلیل یعنی یہ بتلاتی ہے کہ میرا مدخول فعل کا سبب اور علت ہے جیسے انکم ظلمتم انفسکم با تخاذکم العجل اس مثال میں با کا مدخول اتخاذ علت ہے ظلم کی ۔(۴) برائے مصاحبت یعنی اس بات کا فائدہ دینے کیلئے کہ اس کا مدخول ماقبل والے فعل کے معمول کا ساتھی ہے اور اس کے ساتھ شریک ہے تعلق فعل میں جیسے خــرج زید بعشیرته ای مع عشیرته اس کی علامت یہ ہے کہ با کی جگہ لفظ مع رکھنا صحیح ہوتا ہے۔

السوال ﴿۱۴۶﴾: لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْاَيَّامِ ذُوْ حَيَدٍ بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَّانُ وَالْاٰس

(الف) شعر کا بامحاورہ ترجمہ کریں (ب) مذکورہ شعر کس بات کو ثابت کرنے کیلئے لایا گیا ہے واضح کریں۔ ۱۴۱۹ھ

الجواب:۔ اس سوال میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ بامحاورہ ترجمہ۔ اللہ کی قسم باقی نہیں رہے گا زمانے کے گزرنے پر سینگ والا پہاڑی بکرہ ایسے اونچے پہاڑ پر جس میں ظیــان (چنبیلی) اور آس (درخت ریحان) ہیں۔

دوئم:۔ شعر کی غرض: اس بات پر استشھاد اور مثال ہے کہ لام جارہ کبھی واؤ قسمیہ کے معنی میں لایا جاتا ہے اور جواب قسم امور عظام میں سے ہوتا ہے جس پر تعجب کیا جاتا ہے مزید تشریح شرح ص (۲۹۶) میں ملاحظہ ہو۔

السوال ﴿۱۴۷﴾: وَوَاوُرُبَّ وَهِيَ الْوَاوُ الَّتِيْ تُبْتَدَأُ بِهَا فِيْ اَوَّلِ الْكَلَامِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ

شِعْر ـ وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْس اِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَاِلَّا الْعِيْس

عبارت کی وضاحت کریں شعر کے ترجمہ کے ساتھ اعراب لگائیں۔ ۱۴۱۷ھ

السوال ﴿۱۴۸﴾: وَوَاوُرُبَّ وَهِيَ الْوَاوُ الَّتِيْ تُبْتَدَأُ بِهَا فِيْ اَوَّلِ الْكَلَامِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ

شِعْر ـ وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْس اِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَاِلَّا الْعِيْس

واؤ رب کسے کہتے ہیں مذکورہ شعر کو مصنفؒ نے کس غرض کیلئے ذکر کیا ہے اس شعر کا ترجمہ اور ترکیب کیجیے۔ ۱۴۱۶ھ

الجواب:۔ ان دونوں سوالوں میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ واؤ رب کی تعریف: حروف جارہ میں سے اٹھواں حرف واؤ رب ہے یہ وہ واؤ ہے جو بمعنی رب ہو اور اس کے ساتھ کلام کو شروع کیا جائے واؤ رب ہمیشہ اسم ظاہر نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتی ہے یہ ضمیر مبہم پر داخل نہیں ہوتی اس کا متعلق بھی فعل ماضی ہوتا ہے اور اکثر محذوف ہوتا ہے۔

دوئم:۔ شعر پر اعراب سوال کی عبارت دیکھ کر لگائیں۔

سوئم:۔ شعر کا ترجمہ۔ میں نے بہت سے شہروں کو طے کیا کہ اس میں سوائے مٹیالہ رنگ کے ہرن اور سفید بالوں والے اونٹ کے کوئی انیس نہ تھا۔

چہارم:۔ شعر کی ترکیب:۔ شرح ص (۲۹۹) پر ملاحظہ فرمائیں۔

السوال ﴿۱۴۹﴾:۔حروف مشبہ بالفعل گن کران کاعمل بیان کیجیے۔انما قام زید میں ان نے کیوں عمل نہیں کیااور فعل پر کیوں داخل ہوا۔ ۱۴۰۹ھ

السوال ﴿۱۵۰﴾:۔(الف) حروف مشبہ بالفعل کوذکر کرنے کے بعدان کاعمل ذکر کیجیے۔(ب)ان کی فعل کے ساتھ مشابہت کوواضح کیجیے۔(ج) آنے والی عبارت کوحل کیجیے وقد یلحقها ما الكافة فتكفها عن العمل وحينئذ تدخل على الافعال تقول انما قام زيد۔ ۱۴۱۶ھ

الجواب:۔ان دونوں سوالوں میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔حروف مشبہ بالفعل کی تعداد۔تو کل چھ ہیں۔اس شعر میں مذکور ہیں۔شعر۔

ان بان كان ليت لكن لعل ☆ناصب اسم اند ورافع در خبر ضد ما ولا

دوئم:۔ان کاعمل: یہ حروف جملہ اسمیہ پرداخل ہوتے ہیں اسم کونصب اور خبر کورفع دیتے ہیں جیسے مثلاان زيدا قائم۔

سوئم:۔حروف مشبہ بالفعل کی فعل کے ساتھ مشابہت کی وضاحت:حروف مشبہ بالفعل کی فعل کے ساتھ تین وجہ سے مشابہت ہے مشابہت لفظی، معنوی،عملی۔لفظی مشابہت۔یہ ہے کہ جیسے فعل مبنی بر فتح ہوتا ہے یہ بھی مبنی بر فتح ہے اور جیسے فعل،فعل ثلاثی ورباعی ہوتا ہے اسی طرح ان میں سے بھی بعض ثلاثی اور بعض رباعی ہیں مثلا ان ان كان ليت لكن ثلاثی ہیں اور لعل جواصل میں لعلل مثل دحرج ہے یہ رباعی ہے مشابہت معنوی یہ ہے کہ ان ان بمعنی حققت كان بھی شبهت ليت بمعنی تمنيت لعل بمعنی ترجيت لكن بمعنی استدركت ہے اور مشابہت عملی یہ ہے کہ فعل متعدی جیساعمل کرتے ہیں جیسے فعل متعدی دواسموں پرداخل ہوتا ہے ایک کورفع دوسرے کونصب دیتا ہے اسی طرح یہ بھی دواسموں پرداخل ہوکرایک کورفع دوسرے کونصب دیتے ہیں البتہ یہ حروف فعل کافرعی عمل کرتے ہیں فعل کا اصلی عمل تو یہ ہے کہ فاعل مرفوع مقدم ہواور مفعول منصوب مؤخر ہومگر کبھی مفعول بہ کومقدم کیا جاتا ہے تو حروف مشبہ بالفعل چونکہ مشابہت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں تو ان کوفرعی عمل دیا گیا ہے ان کا اسم منصوب اور خبر مرفوع ہوگی

چہارم:۔آنے والی عبارت وقد يلحقها الخ کاحل:۔اور انما قام زيد میں ان کے عمل نہ کرنے اور فعل پرداخل ہونے کی وجہ عبارت وسئلے کاحل یہ ہے کہ کبھی کبھی ان حروف کے آخر میں ما كافہ لاحق ہوجاتا ہے وہ ان کوعمل سے روک دیتا ہے اس صورت میں یہ افعال پر بھی داخل ہوجاتے ہیں جیسے انما قام زيد امیں ان اسی وجہ سے عمل نہیں کررہااس کی آخر میں ما كافہ ہے جس نے اس کوعمل سے روک دیااور اسی وجہ سے اب اس کافعل پرداخل ہونا بھی صحیح ہے۔

السوال ﴿۱۵۱﴾:۔حروف عطف کتنے اور کون سے ہیں فا ثم حتى کے استعمال میں کیا فرق ہے؟ ۱۴۱۴ھ للبنات

السوال ﴿۱۵۲﴾:۔حروف عطف کتنے ہیں اور کون سے ہیں نیز واو فا ثم حتى کن معانی کیلئے استعمال ہوتے ہیں اور ان کے استعمال میں کیا فرق ہے۔ ۱۴۱۷ھ

الجواب:۔ان دونوں سوالوں میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔حروف عطف کتنے ہیں اور کون سے ہیں۔تو وہ کل دس ہیں جو کتاب میں مذکور ہیں۔

دوئم:۔وأو فا ثم حتی، کن معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔تو یہ چاروں جمع کیلئے آتے ہیں یعنی معطوف معطوف علیہ کو اس حکم میں جمع کرنے کیلئے آتے ہیں جو حکم معطوف علیہ کیلئے ہوتا ہے۔

سوئم:۔ان کے استعمال میں کیا فرق ہے (۱) تو ان میں وأو مطلق جمع کیلئے ہے معطوف اور معطوف علیہ میں ترتیب اور معیت کا لحاظ نہیں ہوتا جیسے جاءنی زید و عمر و یہ بھی احتمال ہے کہ زید پہلے اور عمر بعد میں آیا ہو اور برعکس کا بھی احتمال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ساتھ آئے ہوں۔(۲) فا ترتیب بلامہلت کیلئے ہے جیسے قام زید فعمرو اس وقت کہا جائے گا جب زید پہلے کھڑا ہوا اور عمرو اس کے فوراً بعد بغیر مہلت کے کھڑا ہو (۳) ثم ترتیب مع المہلت کیلئے ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک حکم میں مشترک ہیں لیکن معطوف علیہ پر حکم پہلے لگا اور معطوف پر اس کے بعد کچھ تاخیر و مہلت کے ساتھ لگا ہے جیسے دخل زید ثم عمرو اس وقت بولا جائے گا جب زید پہلے داخل ہوا ہو اور عمر و بعد میں اور ان کے درمیان مہلت بھی ہو (۴) حتـــی بھی ثم کی طرح ہے ترتیب اور مہلت میں مگر ان میں تھوڑا سا فرق ہے کہ حتی کی مہلت ثم کی مہلت سے کم ہوتی ہے اور حتی میں یہ شرط ہے کہ اس کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہو کیونکہ حتی غایت کیلئے آتا ہے اور غایت مغیا میں داخل ہوتی ہے اور پھر یہ حتی معطوف میں یا قوت کا فائدہ دیتا ہے یعنی معطوف معطوف علیہ کے افراد اور اجزاء میں سے قوی فرد و جزو ہوتا ہے جیسے مات الناس حتی الانبیاء اس مثال میں انبیاء ناس کا قوی فرد ہیں۔یا حتی معطوف میں ضعف کا فائدہ دیتا ہے یعنی معطوف معطوف علیہ کے افراد و اجزاء میں سے ضعیف فرد و جزو ہوتا ہے جیسے قدم الحاج حتی المشاة (حاجی آ گئے حتی کہ پیادے آ گئے) مشاة (پیدل چلنے والا) حاج معطوف علیہ کا جزو ضعیف ہے۔

السوال ﴿۱۵۳﴾:۔حروف تنبیہ کون سے ہیں یہ جملہ پر داخل ہوتے ہیں یا مفرد پر تفصیل سے لکھیں۔

اَمَا وَالَّذِیْ اَبْکٰی وَاَضْحَکَ وَالَّذِی ☆ اَمَاتَ وَاَحْیٰی وَالَّذِیْ اَمْرُہ الْاَمْر

اس شعر کو مصنف نے کس کیلئے پیش کیا ہے اما کیا ہے اور اما کے بعد واؤ کون سا ہے اور شعر کا مطلب کیا ہے۔ ۱۴۲۰ھ

الجواب:۔اس سوال میں چار چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔حروف تنبیہ کون سے ہیں کل تین ہیں (۱) الا (۲) اما (۳) ھا۔

دوئم:۔جملہ پر داخل ہوتے ہیں یا مفرد پر: تو ان میں سے اول دو جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ وہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو مفرد پر داخل نہیں ہوتے۔ اسمیہ کی مثال۔ الا انهم هم المفسد ون اور قول شاعر و اما والذی الخ جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کی مثال جیسے اما لا تفعل الالا تضرب اور ھا حرف تنبیہ جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے ھا زید قائم اور فعلیہ پر بھی جیسے ھا افعل اور مفرد پر بھی جیسے هذا، هؤلاء وغیرہ۔

سوئم:۔شعر کی غرض اور اما کی تحقیق اور واؤ کی تحقیق: تو غرض یہی ہے کہ جس کو مصنف نے اس کو بطور استشہاد و مثال کے پیش کیا کہ اما حرف تنبیہ جملہ اسمیہ پر داخل ہے اس میں اما حرف تنبیہ ہے اور واؤ قسمیہ ہے۔

چہارم:۔شعر کا مطلب۔شاعر مخاطب کو تنبیہ کرتا ہے کہ خبردار قسم ہے اس کی جو رولاتا ہے اور ہنساتا ہے اور قسم ہے اس کی جو مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور قسم ہے اس کی جس کا حکم حکم ہے۔جواب قسم اگلے شعر میں مذکور ہے۔

السوال ﴿۱۵۴﴾:۔حروف ایجاب کتنے ہیں اور کون سے ہیں ان کے محل استعمال کو واضح کریں۔ ۱۴۱۵ھ للبنات

السوال ﴿۱۵۵﴾:۔حروف الایجاب ستة حروف ایجاب کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں ہر ایک کا موقع استعمال اور مثالیں تحریر کریں۔ ۱۴۲۱ھ

الجواب:۔ان دونوں سوالوں میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔حروف ایجاب کتنے ہیں اور کون سے ہیں۔حروف ایجاب کل چھ ہیں۔

(۱)نعم (۲)بلی (۳)اجل (۴)جیری (۵)ان (۶)ای۔

دوئم:۔ان کے محل استعمال اور مثال کی وضاحت شرح میں ص نمبر (۳۱۵) پر ملاحظہ ہو۔

السوال ﴿۱۵۶﴾:۔حروف الزیادة سبعة حروف زیادہ کون سے ہیں زائدہ ہونے کا مطلب واضح کریں حروف زیادہ مع امثلہ ذکر کریں۔ ۱۴۱۹ھ للبنات

السوال ﴿۱۵۷﴾:۔حروف زیادہ کتنے ہیں مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ ۱۴۲۰ھ للبنات

الجواب:۔ان دونوں سوالوں میں دو چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔حروف زیادۃ کتنے ہیں اور کون سے ہیں اور مع الامثلہ وضاحت:حروف زیادہ کل سات ہیں اور وہ یہ ہیں (۱)ان جیسے ما ان زید قائم (۲)ان جیسے فلما ان جاء البشیر (۳)ما جیسے اذا ماصمت صمت (۴)لا جیسے ما جائنی زید ولا عمرو یالا اقسم بھذاالبلد(۵)من جیسے ما جاء نی من احد(۶)با جیسے ما زید بقائم (۷)لام جیسے ردف لکم۔

فائدہ:۔ہر حرف کی تفصیل شرح ص نمبر (۳۱۶) پر ملاحظہ ہو۔

دوئم:۔زائدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو کلام سے حذف کر دیا جائے تو اصل معنی میں کوئی خلل نہ آئے۔یہ مطلب نہیں کہ بالکل بے فائدہ ہیں بلکہ انکے بہت سے فوائد ہیں کلام میں خوبصورت اور تزیین پیدا کرتے ہیں۔تاکید کا فائدہ دیتے ہیں۔نیز زائدہ ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہر جگہ زائدہ ہوتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کلام میں کسی حرف کو زائد کیا جائے گا تو ان میں سے کسی ایک کو زائد کیا جائے گا۔

السوال ﴿۱۵۸﴾:۔حروف مصدر کتنے ہیں اور ان کا آپس میں فرق کیا ہے؟

يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَه ذَهَابَا

کس حرف مصدر کی مثل ہے اور شعر کا ترجمہ کیا ہے؟ ۱۴۰۴ھ

السوال ﴿۱۵۹﴾:۔حروف المصدریة ثلاثة حروف مصدر کون سے ہیں اور ان میں فرق واضح کرنے کے بعد مندرجہ ذیل شعر کا

ترجمہ اور ترکیب کیجیے اور بتایئے کہ مصنفؒ نے اس شعر کو کس مقصد کیلئے ذکر کیا ہے۔ ۱۴۱۶ھ

یَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابًا

السوال ﴿۱۲۰﴾:۔فَصْلٌ حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ ثَلَاثَةٌ مَا وَاَنْ وَاَنَّ فَالْاُوْلَيَانِ لِلْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَّةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَيْ بِرُحْبِهَا وَقَوْلِ الشَّاعِرِ يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ☆ وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابًا عبارت کی تشریح اور ترجمہ کرنے کے بعد شعر کی نحوی ترکیب کریں۔ ۱۴۲۱ھ للبنات

السوال ﴿۱۲۱﴾:۔حروف المصدر ثلاثۃ حروف مصدر کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں ان میں فرق واضح کیجیے اور درج ذیل شعر کا ترجمہ اور ترکیب بھی لکھیں یسر المرء الخ۔ ۱۴۲۲ھ

الجواب:۔ان چاروں سوالوں میں چھ چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔ترجمہ تشریح شرح ص (۳۱۹) میں دیکھیں۔

دوئم:۔حروف مصدر کتنے اور کون سے ہیں تو کل تین ہیں (۱)ما (۲)ان (۳)ان۔

سوئم:ان میں فرق واضح کریں اوّل دو ما اوران جملہ فعلیہ پر داخل ہوکر اسکو مصدر کی تاویل میں کرتے ہیں جیسے وضاقت علیھم الارض بما رحبت مامصدریہ نے رحبت جملہ فعلیہ کو مصدر کی تاویل میں کردیا ای برحبھا ان کی مثال جیسے فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اس مثال میں ان مصدریہ نے قالوا جملہ فعلیہ کو مصدر کی تاویل میں کردیا ای قولھم اوران جملہ اسمیہ پر داخل ہوکر اسکو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے جیسے علمت انک قائم اس مثال میں ان نے جملہ اسمیہ کو مصدر قیامک کے معنی میں کردیا۔

چہارم:۔شعر مذکور کا مقصد مصنفؒ نے مامصدریہ کی مثال واستشہاد کیلئے اس کو پیش کیا ہے کہ شعر میں ما جملہ فعلیہ پر داخل ہوکر اس کو مصدر کی تاویل میں کررہی ہے۔

پنجم:شعر کا ترجمہ:۔راتوں کا گزرنا مرد کو خوش کرتا ہے حالانکہ راتوں کا گزرنا اس کیلئے گزرنا ہے یعنی عیش وعشرت وسرور میں راتیں گزارتا ہے اور اس بات سے غافل ہے کہ راتوں کا گزرنا بعینہ اس کی زندگی کا گزرنا ہے اور ختم ہونا ہے۔

ششم:۔شعر کی ترکیب شرح ص (۳۱۹) کے حاشیہ میں ملاحظہ ہو۔

السوال ﴿۱۲۲﴾:۔حروف تحضیض کن کو کہتے ہیں اور کتنے ہیں اوران کی ایک ایک کی مثال بھی دیجیے۔ ۱۴۱۹ھ

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔تحضیض کا لغوی معنی برانگیختہ کرنا، ترغیب دینا۔حروف تحضیض وہ ہیں جو کسی فعل پر برانگیختہ کرنے اوراس کی ترغیب دینے کیلئے آتے ہیں اگر فعل مضارع پر داخل ہوں اور اگر فعل ماضی پر داخل ہوں تو پھر یہ ترک فعل پر ملامت کا معنی دیتے ہیں۔

دوئم:۔تعداد حروف تحضیض کل چار ہیں (۱)ھلا (۲)الا (۳)لولا (۴)لوما۔

سوئم:۔مثال یہ ہمیشہ شروع کلام میں آتے ہیں مضارع پر داخل ہونے کی مثال ھلا تـاکـل تو کیوں نہیں کھاتا یعنی تجھے کھانا چاہیے۔ (۲)الاتضرب زیدا (۳)لولاتذھب (۴)لو ما تجلس۔

السوال ﴿۱۶۳﴾:۔حرف توقع کا دوسرا نام کیا ہے کتنے معنی کیلئے استعمال ہوتا ہے امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں

یسر المرء ما ذھب اللیالی☆ وکان ذھابہن لہ ذھابا

شعر پراعراب لگائیں ترجمہ کریں اور ممثل لہ کی وضاحت کریں۔ ۱۴۱۸ھ

الجواب:۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔حرف توقع یعنی قد کا دوسرا نام حرف التقریب ہے۔

دوئم:۔کتنی معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے امثلہ سے وضاحت کریں: یہ چار معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے(۱) برائے تقریب یعنی جب حرف قد ماضی پر داخل ہو تو ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے جیسے قد رکب الامیر ای قبیل ھذا یعنی تھوڑا سا پہلے سوار ہوا (۲) برائے تاکید یعنی کبھی محض تاکید کیلئے آتا ہے تو تقریب والے معنی سے خالی ہوتا ہے جیسے کسی شخص نے سوال کیا ھل قام زید تو اس کے جواب میں کہا گیا قد قام زید (تحقیق زید کھڑا ہے) (۳) جب مضارع پر داخل ہو تو برائے تقلیل ہوتا ہے جیسے ان الکذوب قد یصدق (تحقیق جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بولتا ہے) ان الجواد قد یبخل (سخی کبھی بخل کرتا ہے) (۴) مضارع پر داخل ہو کر کبھی تحقیق کا معنی بھی دیتا ہے جیسے قد یعلم اللہ المعوقین (تحقیق اللہ روکنے والوں کو جانتا ہے)

سوئم:۔یسرء المرء الخ اس شعر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں ممثل لہ کی وضاحت یسر المرء الخ اس شعر کو ما مصدریہ کی مثال کیلئے ذکر کیا گیا ہے ما مصدریہ نے ذھب اللیالی جملہ فعلیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کی تاویل میں کر دیا ذھاب اللیالی کے معنی میں ہو گیا۔

شعر پر اعراب سوال نمبر۱۶۳ کی سوالیہ عبارت میں دیکھیں ترجمہ شعر سوال نمبر۱۶۱ میں دیکھی لیں

السوال ﴿۱۶۴﴾:۔ اَلتَّنْوِیْنُ نُوْنٌ سَاکِنَةٌ تَتْبَعُ حَرْکَةَ اٰخِرِالْکَلِمَةِ لَا لِتَاکِیْدِ الْفِعْلِ وَھِیَ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلِ لِلتَّمَکُّنِ (۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں (۲) تنوین کی تعریف کرنے کے بعد اس کے اقسام خمسہ بیان کریں مثالیں بھی تحریر کریں۔ ۱۴۱۸ھ للبنات

السوال ﴿۱۶۵﴾:۔تنوین کے کتنے اقسام ہیں تفصیل سے بیان کریں اور مثالیں بھی دیں۔ ۱۴۰۹ھ

الجواب:۔ان دونوں سوالوں میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول:۔عبارت پر اعراب سوالیہ عبارت پر دیکھیں۔

دوئم:۔تنوین کی تعریف: تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو اور تاکید فعل کیلئے نہ ہو بعض حضرات نے یہ تعریف بھی کی ہے کہ نون تنوین وہ نون ساکن ہے جو پڑھنے میں آئے لکھنے میں نہ آئے دوز بر دوزیر دو پیش لکھے جاتے ہیں۔

سوئم: ۔تنوین کے اقسام مع امثلہ تنوین کی کل پانچ قسمیں ہیں (۱) تمکن (۲) تنکر (۳) عوض (۴) تقابل (۵) ترنم۔

(۱) تنوین تمکن: ۔وہ تنوین ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اسم اسمیت کے تقاضا میں راسخ ہے اور اسمیت کا تقاضا انصراف ہے یعنی اسم کے منصف ہونے پر دلالت کرے جیسے زید اور رجل وغیرہ۔(۲) تنوین تنکر: ۔وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے جیسے صہ اس کا معنی ہے اسکت سکوتا ما فی وقت ما چپ کر چپ کرنا کسی وقت چپ کرنا۔

(۳) تنوین عوض: ۔۔وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کے عوض ہو یعنی مضاف کے آخر میں مضاف الیہ کے عوض میں آئے جیسے حینئذ اصل میں حین اذ کان کذا تھا کان کذا کو حذف کر کے اس کے عوض اذ پر تنوین لے آئے۔

(۴) تنوین مقابلہ وتقابل: ۔وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں ہو (جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں آتی ہے) جیسے مسلمات۔

(۵) تنوین ترنم: ۔وہ تنوین ہے جو ابیات اور مصرعوں کے آخر میں لاحق ہو تحسین صوت کیلئے جیسے شاعر کا قول اقلی اللوم الخ اس شعر میں العتابن اور اصابن میں تنوین ترنم ہے۔

السوال ﴿۱۶۶﴾: وَالْخَامِسُ لِلتَّرَنُّمِ وَهُوَالَّذِیْ یَلْحَقُ اٰخِرَالْاَبْیَاتِ وَالْمَصَارِیْعِ کَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

؎ اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ☆ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

اس عبارت کی وضاحت کریں تنوین کی تعریف اور اس کے باقی اقسام کی تعریف مع الامثلہ تحریر کریں۔ ۱۴۱۳ھ

الجواب: ۔اس سوال میں تین چیزیں مطلوب ہیں۔

اول: ۔عبارت کی وضاحت: مصنف نے اس عبارت میں تنوین کی قسم خامس تنوین ترنم کی تعریف اور مثال ذکر فرمائی تنوین ترنم وہ تنوین ہے جو ابیات اور مصرعوں کے آخر میں لاحق ہو تحسین صوت کیلئے جیسے شاعر کا قول

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ☆ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

یہ شعر جریر بن عطیہ کا ہے جو شعراء اسلام میں سے ہے۔

شعر کا ترجمہ: ۔کم کر تو ملامت کو اے ملامت گر اور عتاب کو اور کہہ اگر میں صواب کو پہنچوں (یعنی میں اچھا کام کروں) کہ وہ صواب کو پہنچا (یعنی اس نے اچھا کام کیا)۔

دوئم: ۔تنوین کی تعریف۔

سوئم: ۔تنوین ترنم کے علاوہ باقی اقسام کی تعریف مع الامثلہ۔ ان دونوں باتوں کا جواب سوال نمبر ۱۶۵ کے جواب میں ملاحظہ ہو

اللھم لک الحمد کما تقول وخیرا مما نقول